



اشارات

۱۔ قطب العالم حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی مدظلہ

۲۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سعید زکریا رحمہ اللہ

قریباً
حضرت مولانا محمد عبد القادر قادری

کتب خانہ محمد علی بیگ پور

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بَلِّغُوا عَنِّي وَلَوْ آيَةً

تشریحِ بخاری

(اُردو)

جلد سوم
افادات

قطب العالم مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ

شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ

مرتبہ

استاذ العلماء مولانا محمد عبدالقادر قاسمی فاضل دیوبند

ناشر

کتاب خانہ مجیدیہ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان

جملہ مقوقہ جوتک تا اشر محفوظ ہیں

طبع اول ۱۹۹۲ء

نام کتاب	تشرکات بخاری جلد سوئم
افادات	قلب علم الشیخ مولانا رشید احمد گنگوہی شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی
ترتیب، ترجمہ، تشریح	حضرت مولانا محمد عبدالقادر صاحب قاسمی
ناشر	کتب خانہ مجیدیہ ملتان
تعداد	ایک ہزار
صفحات	۸۰۰
کتابت	محمد عبدالسلام قاسمی
پرنٹر	
قیمت مجلد	

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

عَرْضِ نَاشِر!

حضرت مولانا محمد عبد القادر قاسمی فاضل دیوبند کی پہلی کتاب "تقریر ترمذی" از افادات حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی کی طباعت کی سعادت ہمارے ادارہ کو حاصل ہوئی۔ حاشاء اللہ اس کی مقبولیت کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ دیوبند۔ یو۔ پی انڈیا کے مکتبہ دانش نے اس کا فوٹو لے کر بیچنے سے شائع کیا۔ جس کی کاپی انہوں نے ہمارے پاس ملان میں بھی بھیجی۔ غرضیکہ مختصر عرصہ میں پہلی طباعت ختم ہو گئی۔ ملک بھر سے اس کے آرڈر اور تقاضے آئے۔ کہ اس کا دوسرا ایڈیشن شائع کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں توفیق عطا فرمائی کہ ہم اس کا دوسرا ایڈیشن تیار کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ پہلے ایڈیشن کی اغلاط کی تصحیح کی گئی۔ اب کے اس کی جلد خوبصورت تیار کرائی گئی۔ کاغذ بھی بڑھیا لگایا گیا۔ بہر حال دوسرا ایڈیشن کسی خوبیوں کے ساتھ مارکیٹ میں آچکا ہے۔ مولانا موصوف کی دوسری کتاب "تشریحات بخاری جلد اول اپنی ظاہری اور باطنی خوبیوں کے ساتھ منصفہ شہود پر آئی۔ یہ جلد بخاری شریف کے دو پاروں پر مشتمل ہے۔ متن بخاری۔ ترجمہ۔ تشریحات از مولانا حسین احمد مدنی اور تشریحات مولانا محمد زکریا صاحب محدث کے افادات پر مشتمل تھی۔ مولانا موصوف کی تیسری کتاب دوسرے سال اس کی دوسری جلد کی طباعت کا ہمیں شرف حاصل ہوا۔ یہ جلد بھی دو پارہ کی ہے۔ کیونکہ اس میں ۲۳۴ صفحات بطور ضخیمہ کے قطب عالم حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی کے افادات کا اضافہ کیا گیا۔ جو جامع دراری شرح بخاری سے حاصل کئے گئے۔ جن کی شرح شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی کو بھی شامل کیا گیا ہے۔ جس میں معلومات کا کافی ذخیرہ موجود ہے۔

اب مولانا محمد زکریا کو پختی کتاب "تشریحات بخاری جلد سوم" توفیق الہی ہم شائع کر رہے ہیں۔ یہ جلد آٹھویں پارہ کے نصف تک پہنچی ہے۔ اس جلد میں حضرت مولانا مدنی کے افادات شامل اشاعت نہیں ہیں۔ تحفۃ المسجد تک آپ کے افادات ختم ہو گئے۔ البتہ اس میں لامع الداری سے قطب عالم حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی اور شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلوی کی تشریحات ہیں۔ اور بعض نقائص پر تشریح از قاسمی کے نام سے بخاری شریف کے حاشیہ سے مدد لی گئی ہے۔

کتاب کا مسودہ آخر کتاب تک ہمارے پاس پہنچ چکا ہے۔ خیال یہ ہے کہ مختلف کاتبوں

میں تقسیم کر کے جلد ہی کتابت کرا لی جائے۔ تاکہ مولانا موصوف اس کی تصحیح کر سکیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مولانا موصوف کو صحت کاملہ عاجلہ نصیب ہو۔ جس سے کتاب کی تکمیل ہو سکے۔ آمین۔

ہم مولانا موصوف کے شکریہ گزار ہیں۔ کہ انہوں نے اس پیرائہ سالی میں فالج کی بیماری کے باوجود تشریحات بخاری کی اشاعت میں ہمارے ساتھ تعاون کیا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزا و خیر عطا فرمائے۔

فقط

ہلالہ احمد شاہد
کتب خانہ مجیدیہ۔ ملتان شہر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

عَرَضُ مُؤَلِّفٍ

حضرات!

تشریحات بخاری جلد سوئم کی طباعت کے دوران کئی حوادث کا سامنا کرنا پڑا۔ جناب ناشر نے شرط لگا دی کہ تیسری جلد کی کتابت کی رقم آپ کو ادا کرنا ہوگی۔ آٹھ سو صفحات پورے ہو جانے پر آپ کو رقم یکمشت ادا کر دی جائے گی۔ جس کے لئے مجھے ملک کے طول و عرض میں دورے پر جا کر مدارس اور دینی اداروں میں ہیں کی فروخت کے لئے تنگ و دو کرنی پڑی۔ ۱۰-۱۱ شعبان المعظم ۱۴۱۳ھ کی درمیانی شب مجھ پر فالج کا شدید حملہ ہوا۔ جس سے دماغ اور بایاں بازو اور بائیں ٹانگہ مفلج ہو گئے۔ جس سے چلنا پھرنا مشکل ہو گیا۔ شوگر اور بلڈ پریشر کی تکلیف مزید برآں تھی۔ چھ ماہ تک زیر علاج رہا۔ ہزاروں روپے صرف ہوئے۔ ۱۸ اگست ۱۹۹۲ء کو ملتان میں چار دن تک موسلا دھار بارش ہوئی۔ جس کی وجہ سے ہمارا محلہ پرانا برف خانہ زیر آب آ گیا۔ ہمارے گھر میں چار فٹ تک پانی داخل ہو گیا۔ گھر کا سامان اور کتابیں بھیگ گئیں۔ مکان کی فوری مرمت کے لئے پچاس ہزار روپے خرچ ہو گئے۔ دوسرے سال جولائی ۱۹۹۳ء میں پھر بارش نے ہمارے محلہ پر حملہ کیا کئی گھریاں میں ڈوب گئے۔ الحمد للہ ہم نے مکان کو چھ فٹ تک اونچا کر لیا تھا۔ بہر حال ان حوادث کی وجہ سے سفر کے قابل نہ رہا۔ جس سے کتاب کی فروخت بند ہو گئی۔ مدرسۃ البنات اور جامعہ قادریہ ملتان جو میرے زیر اہتمام تھے۔ ان کی آمدنی بند ہو گئی۔ قریباً ملک کے چوبیس حضرات کو بیماری اور مدرسہ کی امداد کے لئے خطوط روانہ کئے۔ یقین جانئے کسی ایک صاحب نے جواب دینے کی زحمت گوارا نہ کی۔

ناسپاسی ہوگی۔ اگر درج ذیل حضرات کا شکریہ ادا نہ کیا جائے۔ جنہوں نے تشریحات بخاری کی فروخت میں تعاون کیا۔

- ۱۔ شیخ المشائخ حضرت مولانا خان محمد صاحب خانقاہ سراجیہ کنڈیاں میانوالی
- ۲۔ مولانا عبد اللہ صاحب جامعہ فریدیہ اسلام آباد۔ جنہوں نے خود بھی اور دوسرے راولپنڈی اور اسلام آباد کے حضرات سے فروختگی میں تعاون کرایا۔

- ۳۔ مولانا غلام فرید صاحب ہتھم مدرسہ عربیہ دریا خان ضلع بھکر۔
- ۴۔ مولانا عبد الکریم صاحب نجم المدارس کلاچی۔ (۵) مولانا محمد محسن صاحب دارالعلوم پینرو۔
- میرا ذہن یہ تھا کہ افغان علما کرام فارسی اور عربی کی شروح کے علاوہ کسی دوسری زبان کی شرح کو اہمیت نہیں دیتے۔ لیکن یہ خیال اس وقت غلط ثابت ہوا۔ جب کہ میں مولانا عبد الحکیم صاحب کے مدرسہ فرقانیہ راولپنڈی میں مولانا عبد اللہ صاحب کی وساطت سے کتابیں پہنچانے کے لئے حاضر ہوا تھا کہ وہاں مولانا سعید الرحمن صاحب اور الہ کے رفقا سے ملاقات ہو گئی۔ جنہوں نے بتلایا۔ کہ اوگی ضلع مانسہرہ میں ایک مدرسہ سعیدیہ ہے جس کا میں خود ہتھم اور صدر مدرس اور اس کا شیخ الحدیث ہوں۔ ترمذی شریف پڑھاتے وقت آپ کی کتاب تقریر ترمذی از افادات حضرت مولانا مدنی کو سامنے رکھ کر درس دیتا ہوں۔ میرا نظریہ بدل گیا۔ میں نے کہا اب بخاری شریف کی تشریحات بخاری کے نام سے دو جلدیں تیار ہو گئی ہیں وہ ہمراہ لایا ہوں۔ انہوں نے میری حوصلہ افزائی کرتے ہوئے چار نسخے خرید فرمائے اور تیسری جلد کے لئے اپنا پتہ نوٹ کر دیا۔ کہ جلد سوئم بلکہ تمام جلدیں اس پتہ پر دی۔ پنی کر دی جائیں۔ بہر حال مولانا موصوف کا شکریہ گزار ہوں جنہوں نے میری ہمت افزائی فرمائی۔
- جلد سوئم جو کتاب الزکوٰۃ، کتاب المناسک، کتاب الصوم اور کتاب البیوع کی چند احادیث پر مشتمل ہے۔ حاضر ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ صحتِ کاملہ عاجلہ نصیب فرمائیں۔ تشریحات بخاری کی تکمیل کی توفیق ارزانی فرمائیں۔ خاتمہ ایمان پر ہو۔ اور آخر دم تک اشغال بالحدیث رہے۔ آمین۔

فقط

مُحَمَّدُ عَبْدُ الْقَادِرُ قَاسِمِي

فاضل دیوبند

مکان نمبر ۲۶۹ مسلم محلہ ٹبی شیرخان

پکھری روڈ۔ ملتان شہر

فَرَسْتُ مَضَامِينَ تَشْرِیحاتِ بُخَارِی جِلْد سُوْمْ

از پارہ پنجم تا ہشتم

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
	حضرت گنگوہی کے نزدیک جو شخص تہجد میں قرآن نہیں پڑھتا وہ فرائض میں بھی قرآن پڑھنے سے محروم رہتا ہے۔	۱	پارہ پنجم۔ گدھے پر نفل نماز کیسے پڑھی جاتی ہے
۳۲	فی رمضان وغیرہ کچھ حضرت عائشہؓ آپ کی تہجد کے بارے میں عادت مبارکہ کا ذکر کیا ہے۔ تراویح کا ذکر نہیں ہے۔	۲	سفر میں فرض نماز کے بعد اور اس سے پہلے کوئی نفل نماز نہ پڑھی جائے احادیث کے نزدیک حالت میں ترک افضل ہے۔
۳۵	البتہ ائمہ اربعہ کا اتفاق ہے کہ صلوٰۃ تراویح میں رکعات ہونے کے دلائل دلچسپ ہیں۔	۵	سفر میں نماز مغرب اور عشاء میں جمع صورتی کہ فی چاہیے۔
۳۶	حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کا عجیب واقعہ	۷	عمر اور ظہر میں صرف جمع تاخیر ہے تقدیم نہیں۔
۴۲	بخاری کی دو سنت ادا کرنے کے بعد لیٹنا نہ واجب ہے نہ سنت ہو کہہ امر مبارک ہے۔	۱۰	جب بیٹھ کر نماز پڑھنے کی طاقت نہ ہو تو پہلو کے بل پڑھے
۴۴	صلوٰۃ بقیۃ یعنی ایک رکعت نماز کی ممانعت اور نوافل کی ادائیگی میں ائمہ کرام کا مسلک	۱۳	نماز تہجد کی مفصل بحث وجوب نہیں استحباب ہے۔
۴۸	صلوٰۃ صبح کی بحث جس کے بارے میں چھ اقوال ہیں	۱۴	حضرت گنگوہیؒ فرماتے ہیں کہ نماز تہجد ابراہیم کی خصلت ہے۔
۵۶	حضرت گنگوہیؒ کا ارشاد ہے کہ نوافل جمع کے ساتھ ادا کرنے میں مفاسد ہیں	۱۸-۱۹	اور ایذا کا خطر لگتا ہے بلکہ شرفقت سے محفوظ رکھتی ہے۔
۶۳	گھروں کو قبریں نہ بناؤ۔ اس کی توضیحات۔	۲۰	نماز تہجد کے بارے میں حضرت علیؓ کا بیان کا ذکر کیا حضرت کیلئے ہے ٹلنے کا بہانہ نہیں ہے۔ توجیہ حضرت گنگوہیؒ
۶۴	روضۃ من ریاض الجنۃ کے کئی محافی ہیں۔	۲۱	شرح المشائخ کے نزدیک مرغ کی اذان میں وقت ہوتا ہے
۶۹	کتاب الجنائز میں اسی کا بیان ہے۔	۲۲	امام بخاریؒ کا میلان اسی طرف ہے۔
	عمل کشمیر صلوٰۃ ہے۔ البتہ اس کی تفسیر میں کئی اقوال ہیں۔	۲۳	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نصف شب کو جلوس کرنے کے بعد سحر تک سوتے تھے حضرت علیؓ کی روایت سے ثابت ہوا کہ سحر کا سونا ضروری نہیں نماز صبح کے بعد سو سکتا ہے
۷۱		۲۴	تہجد میں نفل تہجد کوئی روایت ثابت نہیں کرتی بلکہ خلاف ہے
		۲۵	شروع حدیث پریشان ہیں کہ مطابقت کیسے ہوگی اس کی توضیحات

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
	حضرت سعد بن عبادہؓ کا آپ کے رونے پر ماحول فرمانا حضرت گنگوہیؒ نے صحابی کا پاس کرتے ہوئے عجیب توجیہ بیان فرمائی۔	۷۲	نمازیں کلام کرنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے اقول ائمہ اور دلائل
۱۵۴	شوہر اپنی مدہ بیوی کو غسل نہیں سکتا بیوی مدہ خاوند کو غسل دے سکتی ہے	۷۹	حضرت جبریلؑ کی کرامت سے حضرت گنگوہیؒ کا عجیب استدلال
۱۵۵	نظر کرنا دونوں کے لئے جائز ہے۔	۸۴	اگر نمازیں کسی کو اپنے مال کے تلف ہونے کا خطرہ ہو تو نماز چھوڑ سکتا ہے
۱۶۵	حضرت ام سلیمؓ کا بیٹے کی وفات پر عجیب واقعہ	۸۶	نمازیں بھونک مانا ائمہ کرام کے مذاہب اور قول فیصل
۱۷۸	امام بخاریؒ کی کے نزدیک بھی غائبانہ نماز جنازہ جائز نہیں	۹۵	حضرت ابوہریرہؓ سے احادیث کثرت سے مروی ہیں اسکے اسباب مختلفہ
	امام شعبیؒ کے نزدیک نماز جنازہ بغیر وضو جائز ہے کیونکہ وہ ایک دعا ہے لیکن دیگر ائمہ کے نزدیک وضو اور تیمم ہے۔	۹۷	جو شخص پانچوں رکعت کیلئے کھڑا ہو جائے وہ کیا کہے اسکی دلچسپ بحث
۱۸۲	خفقی نعال کی حدیث سماع موثق پر دال ہے۔	۱۱۰	کتاب الجنائز لفظ جنازہ کی تحقیق خصوصیت اور احکام
۱۹۲	دفا کے وقت موسیٰ علیہ السلام کا عمر راسل کو تھپڑ مارنا حدیث بھی احادیث مشککہ میں سے ہے اس کے جوابات		ما یقول بی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کہیں نہیں جانتا
۱۹۴	المراد بہ العلم سے ایک فقہی مسئلہ بیان کیا ہے سماع موثق کی بحث	۱۱۷	میرے ساتھ کیا ہو گا اس میں علم تفصیلی کی نفی ہے دیگر توجیہات
۲۲۷	شاہ عبدالعزیزؒ محدث دہلوی نے فتاویٰ عزیز میں سماع میت وشعورہ وادراکہ کو دلائل سے ثابت کیا ہے۔	۱۱۹	غائبانہ جنازہ ناجائز ہے اس کی بحث اینق
۲۲۸	چھٹا پارہ	۱۲۰	دفن کے بعد قبر نماز جنازہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت تھی
۲۳۳	باب اولاد مشرکین کے بارے میں نواقول میں آخر میں	۱۲۳	غسل میت کی تحقیق اختلاف مذاہب ائمہ اور امام نووی کی بھول
۲۳۵	سب جنت میں داخل ہوں	۱۲۵	غاسل پر غسل واجب نہیں ہے
۲۴۰	حضرت ابوبکر صدیقؓ کی وفات کیسے ہوئی اور کب ہوئی	۱۳۶	آثار صالحین سے تبرک حاصل کرنا صحیح ہے۔
۲۴۶	مدفنہ نبوی میں قبور کی کیا صورت ہے بقول علامہ عینیؒ		خواہ اس سے میت کو فائدہ ہو یا نہ ہو آپ نے یہاں المناہقین
	کتاب الزکوٰۃ	۱۳۷	کے کفن کے لئے قمیص عطا کرنے کے وجوہ خمسہ
۲۴۹	زکوٰۃ کا وجوب اور احکام	۱۴۰	کفن و دفن کی تمام ضروریات میت کے جمع مال سے ادا کی جائیں
۲۶۳	امام بخاریؒ کے نزدیک مال کے کمز ہونے کی دو شرطیں ہیں	۱۴۱	تہجہ چالیسوں بدعات ہیں ورنہ بالغ اس مال کے ضامن ہوں گے
		۱۴۵	کفن قبل از تیار رکھنا ثابت ہے قبر تیار رکھنا ثابت نہیں۔
		۱۴۸	بچی کا خاوند مر جائے تو اس پر سوگ ملنا نہیں ہے۔
			عورتوں کے لئے جب نماز کے لئے نکلنا جائز نہیں تو ان کے لئے زیارت قبور کیسے جائز ہوگی۔

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۳۷۶	آٹا کی کیلئے احرام باندھنا کہاں سے افضل ہے اختلاف ائمہ کرام	۲۶۸	کثرت مال اور کثرت ضیاع کا زمانہ مختلف قرب قیامت ہوگا
۳۸۰	محرم کے خوشبو لگنے کے بارے میں اقوال ائمہ کرام	۲۶۹	کثرت نسا کے اسباب کیا ہوں گے اس کے مفاسد کیا ہوں گے
۳۹۲	تلبیس سے پہلے دعیہ اور ذکر اذکار کرنا مستحب ہے دیگر مترشح نے اسکی طرف توجہ نہیں فرمائی قطب گنگوہی نے تہجد کی یہی غرض بتلائی۔	۲۷۲	بخیل اور نادرست کے صدقہ کی فضیلت شرح کے تین مرتبہ ہیں
۳۹۷	قادر کیلئے ایک طواف ہے یا دو ہیں اختلاف ائمہ مع دلائل	۲۷۴	تو اس پر ائمہ کا اختلاف ہے کہ زلفیہ ساقط ہوگا یا نہیں۔
۴۰۰	حضرت فرمتے ہیں منہ مکتے تھے اسکی مراد کیلئے قطب گنگوہی نے جو توجہ بیان فرمائی ہے اسے فسخ اور تمتع دونوں کی ممانعت ہوئی	۲۸۱	افضل و بہتر کیا ہے من ظہر غنی کے کئی مطلب ہیں
۴۰۴	حضرت عثمان اور حضرت علی شکا حج تمتع اور قرآن کی ممانعت میں اختلاف اور اس کا سبب اور افضلیت کیسے حاصل ہوئی۔	۲۸۳	وجوب الزکوۃ علی الفور ہے یا علی التراخی اختلاف ائمہ اور امام گنگوہی نے من یوہا میں حرف من کی عجیب توجہ بیان فرمائی ہیں
۴۱۲	دعنی عنک یعنی ہر ایک اپنے اجتہاد پر عمل کرے البتہ تحمل لازمی نہیں ہے ایسا شخص احرام باقی رکھے یا چھوڑ دے۔	۲۸۳	من اعلیٰ شاق سے بقول بعض امام ابو حنیفہ پر رد کرنا ہے جو فرماتے ہیں کہ مقدار نصاب سے زائد کسی ایک فقر کو صدقہ نہ دیا جائے
۴۲۲	خانہ کعبہ کی تعمیر و تعمیر ہوئی اس کو ایک منظوم شعر میں بیان کیا گیا ہے عجیب شعر ہے۔	۲۹۳	دلیچسپ بحث ہے شیخ گنگوہی کے نزدیک بیان اولیٰ ہے
۴۲۵	ئمہ معظمہ حدود حرم کا فاصلہ میلوں میں	۲۹۶	سونے چاندی کے علاوہ دوسرا سبب بھی زکوۃ میں دینا جائز ہے
۴۲۷	ئمہ معظمہ کے مکانات کی وراثت میں ائمہ کا اختلاف ہے	۲۹۶	اگ الگ مال کو جمع نہ کیا جائے اور جمع شدہ کو الگ الگ نہ کیا جائے
۴۳۲	ہدم کعبہ کے بعد حج ہوگا یا نہیں امام بخاری نے دو حدیثوں میں تعارض ثابت کر کے کوئی فیصلہ نہیں کیا قطب گنگوہی فرماتے ہیں کہ کوئی تعارض نہیں ممکن ہے خروج یا جوج کے بعد حج ہو بعد ازاں نہ ہو کیونکہ یہ بوجہ ریح کے بعد تو کوئی مؤمن نہیں رہے گا پھر حج کون کرے گا آیت کو یہ کہ تو ترجمہ میں لانے کے تین فائدے ہیں	۲۹۷	ائمہ کرام کے نزدیک اسکی کئی صورتیں ہیں اقوال ائمہ ملاحظہ فرمائیں
۴۳۴	کعبہ شروع ہے اور بعض اعتبار سے اس میں تھکرنا جائز ہے	۳۲۹	لیس لہ الغنی غنی کے تحقق میں ائمہ کرام کے اقوال
۴۳۸	خاند کعبہ اندر داخل ہونا مند ہے اس پر اجرت لینا حرام ہے	۳۳۲	نصاب کو اندازہ سے مقرر کرنا اس کی تفصیلی بحث
		۳۴۲	صدقہ علی النبی و علی آل النبی کا حکم اور آل نبی کی مراد
		۳۵۰	لعنن اور رکاز کی بحث اور اقوال ائمہ کرام
			کتاب المناسک
		۳۶۴	حج کا وجوب فضیلت اور احکام
			علامہ سندھی فرماتے ہیں کہ آیت اور حدیث دراصل وجوب حج کا
		۳۶۵	فائدہ دیتے ہیں اور فضیلت تبعاً ثابت ہوتی ہے

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۵۲۰	قضا کو قربانی کے حج پر اثر نہ ہونے نہ دی جائے اپنے پاس ادا کرے	۴۴۳	قیامت کے دن جبرائیل کی زبان ہوگی جو اسلام کرنے والے کی گواہی دیگا
	مناسک حج کو آگے پیچھے ادا کرنے پر لا حرج فرمانا نفی ثم ہے		حضرت ابن عمرؓ مزاحمت کے وقت ترک اسلام نہیں کرتے تھے
	نفی فدیہ نہیں ہوتی ائمہ ثلاثہ صاحبین فدیہ کی نفی کرتے ہیں۔	۴۴۴	یہاں تک کہ زخمی ہو جائے البتہ ابن عباسؓ مزاحمت کو مکروہ سمجھتے تھے
۵۳۰	امام اعظم اور ابولہسیمؒ غمی دم جاسکتے ہیں امام زعفرانؒ دم کے قائل ہیں	۴۴۵	سواری بطور نماز بلا عذر دم واجب ہوگا اعادہ واجب ہے
	لا یقف حمزہ عقیقی کی رمی کے بعد دعا کیلئے وقوف نہیں البتہ	۴۴۶	طواف کیلئے وضو شرط ہے یا نہیں مذاہب ائمہ اربعہ
۵۴۱	جبر میں کی رمی کے بعد وقوف طویل اور رفع یدین بھی ہے	۴۴۷	عورتیں مردوں کے ساتھ راستے وقت اوپر ہنسی شکل میں طواف کر سکتی ہیں
۵۴۲	طواف وداع کے پانچ نام ہیں وہ اہل مکہ پر واجب نہیں ہے		طواف کے بعد کی دو رکعت نماز کے بارے میں ائمہ کا اختلاف
	محبس ذی طوی ابط اور خیف بنی کنانہ شئی واحد ہے اس	۴۵۱	اور اسکا مقام کوئی نہیں خارج مسجد میں بھی جائز ہے
۵۴۹	وادی محسب میں ٹھہرنا سنت احناف کا یہی مسلک ہے	۴۸۰	ساتواں پارہ - منی میں نماز پڑھنا
	البواب العمرہ		جمع بین الظہرین کیلئے عرفات میں امام اعظمؒ نے نزدیک میں شراط
۵۵۵	وجوب عمرہ اور اس کی فضیلت احناف کے نزدیک وجوب نہیں	۴۸۶	ہیں دیگر ائمہ کے نزدیک صرف احرام بالجمع شرط ہے۔
۵۵۷	قطب لنگوہی فرماتے ہیں کہ افضل ہے کہ پہلے حج کرے بعد ازاں عمرہ ہو	۴۹۱	تلبیہ کس وقت ختم کرنا چاہیئے اقوال ائمہ
۵۶۱	رمضان مبارک کا عمرہ حج کے قائم مقام نہیں ہو سکتا البتہ قاضی بربرسی		مزدلفہ میں دو نمازوں کو جمع کرنا جمع حقیقی ہے اس
	ایام تشریق کے بعد افعال حج مکمل ہونے کے بعد عمرہ کر	۴۹۵	میں علماء کے چھ اقوال ہیں۔
۵۶۳	سکتا ہے۔ ائمہ کرام کے اختلاف کا بیان		ضعیف لوگوں کے لئے مزدلفہ میں رات گزارنا ساقل ہے
۵۸۴	احصار کے معنی اور اس کے حکم میں ائمہ کا اختلاف	۴۹۷	اس میں ائمہ کرام کے چھ اقوال ہیں۔
۵۸۷	احصار عرم تک متوقف ہے گویا عرم الخمر پر متوقف نہیں ہوگا		حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت اور مزدلفہ میں جمع بین الصلوات
۵۹۴	حج گناہوں کا کفار و شیخ لنگوہی فرماتے ہیں کہ غیر کفار کا معاف ہونا ممکن ہے	۵۰۰	حقیقی پر محمول ہے اسکے علاوہ سب روایات جمع صوری پر محمول ہیں
	صيد اور طعام کی تفسیر مسلک احناف کے مطابق امام بخاریؒ	۵۰۲	ایک سفر میں دو جہاد توں تمتع اور قرآن کو جمع کرنا کیسا ہے۔
۵۹۵	نے ذباح میں ہی تفسیر بیان کی ہے۔	۵۰۴	رکوب البدن یہ مسئلہ مختلف فیہا چار مذاہب ہیں
	جز اصید مقتول میں ائمہ ثلاثہ کا مسلک احناف کے نزدیک	۵۰۸	اشعار بدن کے معنی اور امام اعظمؒ کا قول کہ اہت اس کی توجیہ
۵۹۰	بہر صورت قیمت واجب ہے۔	۵۱۲	قربانی کی کمی کو طوافہ دلا جائے امام بخاریؒ پلایا امام اعظمؒ کا اشکال

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۶۶۹	روزے کیلئے نیت شرط ہے اس کی بحث میں ائمہ کے اقوال	۵۹۹	حضرت ابو قتادہؓ کا مفصل واقعہ
۶۷۱	جنابت کی حالت میں روزہ کا حکم سات اقوال ہیں پھر اجماع ہو گیا		حرم اور احرام میں ہر قسم کے موذی جانور کا قتل کرنا ناجائز ہے
۶۷۳	روزہ دار بیوی کو بوسہ دے سکتا ہے روایات مختلف ہیں	۶۰۵	جہوہ کا یہی مسک ہے البتہ امام مالکؒ تنہی میں کرتے ہیں۔
	جماع سے روزہ توڑنے والے پر کفارہ ہے امام بخاریؒ اکل اور		احرام کی حالت میں حرم کے اندر ایک کو تینہ حضرت عمرؓ کے
	شارب پر کفارہ کے قائل نہیں اس کے ذمہ صرف قضاء ہے۔		باتھ پر بیٹھ کر کسی آپ کے اشارہ کرنے سے وہ اگر کہ ایک
۶۷۷	اخافؒ اکل شرب عمدہ پر بھی کفارہ کے قائل ہیں۔		شخص کے گھر میں گھس گیا جس کو ایک سانپ نے کاٹ کھایا
۶۷۹	امام بخاریؒ کے نزدیک نسیان اور خطائیں کوئی فرق نہیں	۶۰۸	حضرت عمرؓ نے اس کا کفارہ ادا کیا۔
۶۸۲	الخط جہاد خل کی تشریح۔	۶۱۱	جہوہ کا مسک جہمت بخیر بال کٹنے پر فدیہ نہیں قطع شرمین کفارہ ہو گا
۶۸۶	اپنے اہل عیال کو کھانا کھلانے سے کفارہ کیسے ادا ہوا۔	۶۱۳	اشنا اور ایک کے نزدیک موت سے احرام ختم ہو جاتا ہے
۶۸۹	جس پر تھے کا غلبہ ہو وہ افطار نہ کرے خود طلب کمزے والا افطار کرے	۶۱۴	جنبی حالت احرام میں غسل کر سکتا ہے
۶۹۳	سفر میں صوم اور افطار دونوں مباح ہے	۶۱۹	و خول کہ تین طرح ہے حج احقرہ کی نیت احرام باندھنا واجب
۶۹۶	جس شخص کے رمضان کے روزے رگئے اس کا حکم	۶۲۲	جس شخص پر حج واجب ہو اس کے پورا کرنے سے پہلے گر گیا تو وضعت نہیں
	زر قانی میں ہے کوئی شخص کسی کی طرف سے نہ روزہ رکھ سکتا ہے نہ	۶۲۴	غیر طریف سے حج کرنا جائز ہے اور جہیں اس کی دس اشحایان گئی ہیں
۶۹۹	نماز پڑھ سکتا ہے	۶۲۸	عورت حج مرد کی طرح ہے مگر بارہ چیزوں میں مرد کی طرح نہیں۔
	آٹھواں پارہ	۶۳۲	غیر عبادتی مذربٹنے پر کفارہ ہے یا نہیں عجیب بحث ہے۔
۷۰۳	تعییل الافطار	۶۳۴	حرم مدینہ حرم مکہ کی طرح ہے یا نہیں ائمہ کا اختلاف اور دلائل
۷۰۴	حکم اس شخص کا جس نے رمضان میں افطار کیا پھر سورج نکل آیا۔		کتاب الصوم
۷۰۷	وصال صوم کے دو معنی ہیں اس میں تین قول ہیں	۶۴۶	صوم کا وجوب اور احکام
۷۱۱	تھنا ساقط ہے یعنی نفل کا مسئلہ مختلف فیہا ہے		یوم اکابر میں روزہ رکھنا امام بخاریؒ اس بات سے نہایت
۷۱۴	نفلی درہ چھوڑ دینا ہمان کا اور بیوی کا حتیٰ ہے	۶۵۸	ابھی ترتیب کے ساتھ روایات لائے ہیں
	صوم داؤد علیہ السلام افضل ہے وجہ یہ ہے کہ دو روزہ کے روزے سے	۶۶۳	حضرت عدی بن حاتمؒ کی روایت پر اشکال اور اس کا جواب
۷۱۷	عادی ہو جائیگا اور عبادت وہ ہے جو عبادت کے خلاف ہو۔	۶۶۶	اطعم واسقی مجھے کھلایا جاتا اور پلایا جاتا ہے اس کی توجیہات

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
	شبہ اور سو میں فرق کے بیان کرنے کے لئے امام بخاریؒ		دوسرے اس میں عیدین اور ایام تشریق کے روزے شامل
۷۱	تین احادیث لائے ہیں -	۷۱۸	ہوں گے جن میں روزہ رکھنا حرام ہے -
	رضاعت اور معاملات ایک جیسے ہیں جن میں اختلاف ائمہ احناف	۷۲۲	خولصہ کے لفظ سے حرام سلیم کا کیا مقصد تھا -
۷۳	کے نزدیک ایکلی عورت کی گواہی معتبر نہیں ہے	۷۲۴	صوم یوم الجمعہ میں علماء کے پانچ اقوال ہیں
"	ورع کے کئی اقسام ہیں - امام غزالیؒ	۷۲۹	صیام ایام تشریق میں نواقول ہیں
۷۷	حلال طریقہ مال کمانا جائز ہے لیکن حلال حرام دونوں کو برابر دینا بدوہم	۷۳۸	لیلۃ القدر سبع اور ان میں جس کے مصداق ہیں پانچ اقوال ہیں
۷۸	سونے چاندی کی تجارت ادھار پر ناجائز ہے -	۷۴۲	ابواب الاعتکاف
	صحابہ کرام اذان سنتے ہی دکانیں بند کر کے مسجد میں	۷۴۴	اعتکاف کے معنی اس کے احکام اور ائمہ کرام کا اختلاف
۷۹	داخل ہو جاتے تھے -	۷۴۶	دلیپس بحث کہ اعتکاف میں صوم شرط ہے یا خلافتی مسئلہ ہے
۸۰	حضرت ابو بکرؓ اجازت ملنے پر حضرت عمرؓ سے ملاقات کے بغیر چلے گئے -		ثم اعتکف عشر ايام من شوال نوافل معاده جب فوت ہو
۸۱	کشتیوں کو موخر کیوں کہتے ہیں	۷۴۹	جائیں تو ان کی قضا کرنا مستحب ہے -
۸۲	حضرت امیر معاویہؓ نے سب سے پہلے بحری بیڑہ تیار کیا -		کتاب البیوع
	بیوی کو خاوند کے مال سے بغیر اجازت مال خرچ کرنے کا حکم	۷۶۱	بیع کے لغوی - شرعی معنی اور اس کے اقسام
۸۵	چند شرائط کے ساتھ جائز ہے -		حضرت ابو ہریرہؓ کثرت سے احادیث بیان کرتے
	ذمیوں کے ساتھ معاملات جائز ہیں - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم	۷۶۳	تھے اس کی توجیہات
	کی وفات کے وقت آپ کی زہرہ ہودی کے پاس رہن تھی		ولیمہ کرنا - جہوہ و علماء کے نزدیک مستحب ہے -
	صحابہ کرامؓ سے نہ آپؐ انکے تھے اور نہ ہی ان سے قرض لیتے تھے	۷۶۶	جو شہوت وغیرہ پر بھی ادا ہو جاتا ہے -
۸۶	اس کی وجوہات	۷۶۸	تفسیر مشتبہات میں علماء کے چار اقوال

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

پانچواں پارہ

بَابُ صَلَاةِ التَّطَوُّعِ عَلَى الْجَارِ

ترجمہ: گدھے پر سوار ہو کر نفل من ادا کرنا۔

حدیث نمبر ۱۰۳۳- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَبَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ أَخْبَرَنَا أَنَسُ بْنُ سِيرِينَ قَالَ اسْتَقْبَلَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ حِينَ قَدِمَ مِنَ الشَّامِ فَلَقِينَاهُ بَعَيْنِ التَّمْرِ فَرَأَيْنَاهُ يُصَلِّي عَلَى جَارٍ وَوَجْهُهُ مِنْ ذَا الْجَانِبِ يَعْنِي عَنْ يَسَارِ الْقِبْلَةِ فَقُلْتُ رَأَيْتُكَ تُصَلِّي بِخَيْرِ الْقِبْلَةِ فَقَالَ لَوْلَا آتِي رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُهُ لَمْ أَفْعَلْهُ رَوَاهُ إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ حَجَّاجٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ترجمہ: حضرت انس بن سیرین فرماتے ہیں کہ جب حضرت انس بن مالک شام سے واپس تشریف لائے تو ہم ان کے استقبال کے لئے نکلے۔ ہماری ان سے ملاقات عین اہتر کے مقام پر ہوئی۔ میں نے ان کو گدھے پر نماز پڑھتے دیکھا۔ جب کہ ان کا چہرہ اس جانب تھا۔ یعنی قبلہ کے بائیں طرف تو میں نے کہا کہ حضرت آپ کو دیکھ رہا ہوں کہ آپ غیر قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھ رہے ہیں۔ فرمایا اگر میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح کرتے نہ دیکھا ہوتا تو میں ایسا نہ کرتا۔

تشریح از قاسمی: ابام بخاری نے اس باب کو الگ ذکر فرمایا۔ حالانکہ یہ ابواب ماقبل میں شامل ہے۔ محض اس بات کی طرف اشارہ کرنے کے لئے کہ تطوع علی الدابتہ کے لئے یہ شرط نہیں ہے کہ وہ دابہ طاہرہ لفضلاً ہو بلکہ جمار غیر طاہرہ یعنی ناپاک والے پر بھی نماز جائز ہے۔ بشرطیکہ سوار اپنی سواری کے غیر طاہرہ فضلات کو متس نہ کرے۔ اور دوسری غرض یہ ہے کہ عرق حمار کے طاہر ہونے پر تنبیہ کرنا ہے۔ کہ گدھے کا پسینہ پاک ہے۔

بَابُ مَنْ لَمْ يَتَطَوَّعْ فِي السَّفَرِ دُبُرَ الصَّلَاةِ وَقَبْلَهَا

ترجمہ :- باب سفر میں فرض نماز سے پہلے یا اس کے بعد نفل نماز نہ پڑھے۔

حدیث نمبر ۱۰۳۴۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ الْأَسَدِيُّ سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ فَقَالَ صَحِبْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ أَرَهُ يُسَافِرُ فِي السَّفَرِ وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ۔

ترجمہ :- حضرت حفص بن عامر فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ میں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہا ہوں۔ میں نے آپؐ کو سفر میں نفل پڑھتے نہیں دیکھا۔ اور ارشاد درباری ہے۔ تمہارے لئے اُس کے رسول ہی بہتر نمونہ ہیں۔

حدیث نمبر ۱۰۳۵۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عَيْسَى ابْنِ حَفْصِ بْنِ عَامِرٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ صَحِبْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ لَا يَزِيدُنِي فِي السَّفَرِ عَلَى رَكْعَتَيْنِ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ كَذَلِكَ۔

ترجمہ :- ہم سے مسدّد بن مسرہ نے بیان کیا کہ ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے انہوں نے عیسیٰ بن حفص بن عامر سے کہا مجھ سے تیرے باپ نے بیان کیا انہوں نے ابن عمرؓ سے سنا وہ کہتے تھے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہا۔ آپؐ سفر میں دو رکعت پر زائد نہیں کرتے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ، عمرؓ اور عثمانؓ کو بھی اسی طرح دیکھا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ :- ظاہر اس باب کے انعقاد سے امام بخاریؒ کا مقصد یہ معلوم ہوتا ہے کہ فرض نماز کے بعد اور قبل سنن اور نوافل کا پڑھنا مکہ نہیں ہے۔ یعنی ضروری نہیں۔ ورنہ اس کا خلاف تو ابھی ثابت ہو چکا کہ آپؐ سفر میں نافلہ پڑھتے تھے۔ اور ممکن ہے یہ مراد ہو کہ سنن قبلہ اور بعدیہ تو نہیں پڑھتے تھے۔ اگرچہ دیگر نوافل پڑھتے تھے۔ جیسے اشراق۔ تہجد وغیرہ۔

تشریح از شیخ زکریاؒ :- تطوع فی السفر کے بارے میں روایات مختلف ہیں۔ بہت سی روایات سے اثبات اور بعض سے ممانعت معلوم ہوتی ہے۔ امام بخاریؒ ان روایات متعارضہ کے درمیان اس طرح تطبیق فرماتے ہیں۔ جیسا کہ شیخ گنگوہیؒ نے فرمایا۔ کہ اثبات کی روایات غیر داتب پر معمول ہیں اور نفی کی روایات داتب پر۔ خواہ وہ قبلہ ہوں یا بعدیہ۔ البتہ اس صورت میں ترجمہ ثانیہ جس میں رکعتی الفجر کو ادا کرنے کا حکم ہے۔ اس

سے اشکال ہوگا۔ تو اس کی تاویل یہ کی جائے گی۔ کہ روایات نفعی سنن رواتب پر معمول ہیں۔ لیکن رکعتیں فجر اپنے تاکد کی وجہ سے اس سے مستثنیٰ ہیں۔ جن نسخوں میں دونوں باب کے اندر قبلہ کا لفظ نہیں ہے اس صورت میں ذکر رکعتی الفجر سے کوئی اشکال نہیں ہوگا۔ کیونکہ وہ منجملہ غیر دبر الصلوات ہوگا۔

الحاصل۔ امام نووی فرماتے ہیں۔ کہ نوافل مطلقہ کے استحباب پر تو علماء کا اتفاق ہے۔ البتہ رواتب کے استحباب میں اختلاف ہے۔ مہر اور امام شافعیؒ ان کو بھی مستحب فرماتے ہیں۔ اور بعض علماء فرماتے ہیں کہ لایہ صلیٰ قبلہا ولا بعدہا۔ بہر حال علماء احناف کے نزدیک فی حال انزول تو فعل افضل ہے۔ البتہ حالت سیر میں ترک افضل ہے۔

بَابُ مَنْ تَطَوَّعَ فِي السَّفَرِ فِي غَيْرِ دُبُرِ الصَّلَاةِ وَقَبْلَهَا وَرَكَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي السَّفَرِ رَكَعَتَيِ الْفَجْرِ

ترجمہ: باب اس شخص کے بارے میں جو نمازوں کے بعد اور ان سے قبل کے بغیر سفر میں نفل نماز پڑھتا ہے۔

حدیث نمبر ۱۰۳۶۔ حَدَّثَنَا حَنْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عُمَرَ وَبِ مَرَّةٍ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى قَالَ مَا أَخْبَرْنَا أَحَدًا أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الضُّحَى غَيْرَ أَمْرَهَا نِي ذَكَرْتُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ فَتَحَ مَكَّةَ اغْتَسَلَ فِي بَيْتِهَا فَصَلَّى ثَمَّانَ رَكَعَاتٍ فَمَا رَأَيْتُهُ صَلَّى صَلَاةً أَحَفَّ مِنْهَا غَيْرَ أَنَّهُ تَحَمَّ الرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ وَقَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَامِرٍ بِنِ رِبْعَةَ أَنَّ أَبَا أَخْبَرَهُ أَنَّهُ رَأَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى السُّبْحَةَ بِاللَّيْلِ فِي السَّفَرِ عَلَى ظَهْرِ رَاحِلَتِهِ حَيْثُ تَوَجَّهَتْ بِهِ

ترجمہ: ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا۔ کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے عمرو بن مرہ سے انہوں نے ابن ابی سیسی سے انہوں نے کہا ہم سے ام ہانی کے سوا اور کسی نے بیان نہیں کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اشراق (چاشت) کی نماز پڑھی۔ ام ہانیؓ نے ذکر فرمایا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے موقعہ پر ان کے گھر میں غسل فرمایا۔ اس کے بعد آٹھ رکعات نماز اشراق پڑھی۔ میں نے آپ کو کبھی اس سے زیادہ ہلکی نماز پڑھتے نہیں دیکھا۔ البتہ آپ کو رکوع اور سجدہ کو پورا ادا کرتے تھے۔ دوسری سند کے ساتھ حضرت عامر بن ربیعہؓ خبر دیتے ہیں کہ انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سفر کی

حالت میں سواری کی پیٹھ پر رات کے وقت نفل تہجد پڑھتے دیکھا۔ جدھر بھی سواری کا رخ ہوتا آپ اسی طرف نماز پڑھتے تھے۔

تشریح از شیخ زکریا۔ اس باب سے امام بخاری نے اثبات اور نفی کی متعارض روایات کو جمع فرمادیا۔ کہ سنن رواتب کے علاوہ اشراق اور تہجد کی نماز سفر کی حالت میں پڑھی جاسکتی ہے۔ ام ہانی کی روایت سے صلوٰۃ اشراق کا ثبوت ہوا۔ اور عامر بن ربیعہ کی روایت سے تہجد کا اثبات ہوا۔ اور رکعتی الفجر کو ترجمہ میں ہی مستثنیٰ کر دیا۔ اس طرح روایت متناسب ہو گئی۔

حدیث نمبر ۱۰۴۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُسَبِّحُ عَلَى ظَهْرِ رِدَاحِلِهِ حَيْثُ كَانَ وَجْهُهُ يُؤْمِي بِرَأْسِهِ وَكَانَ بَنُ عُمَرَ يَفْعَلُهُ۔

ترجمہ۔ ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا۔ کہا ہم کو شعیب نے خبر دی۔ انہوں نے زہری سے کہا مجھ کو سالم بن عبد اللہ بن عمرؓ نے اپنے باپ سے ابن عمرؓ سے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سواری کی پیٹھ پر جدھر اس کا رخ ہوتا تھا۔ نفل نماز اس طرح پڑھتے تھے کہ رکوع و سجود کے لئے اپنے سر مبارک سے اشارہ کرتے تھے۔ اور حضرت ابن عمرؓ بھی اسی طرح کرتے تھے۔

تشریح از شیخ زکریا۔ ابن عمرؓ کی اس روایت سے غیر الارض پر سفر میں نوافل پڑھنا ثابت ہوا۔ مگر وہ غیر رواتب تھیں۔ اس طرح جمع بین الروایتین ممکن ہوئی۔

بَابُ الْجَمْعِ فِي السَّفَرِ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ

ترجمہ :- سفر میں مغرب اور عشاء کی نماز کو جمع کرنا۔

حدیث نمبر ۱۰۴۸۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْمَعُ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ إِذَا جَدَّ بِهِ السَّيْرُ وَقَالَ ابْنُ أَبِي هَيْمٍ بَنُ طَاهِمَانَ عَنِ الْحُسَيْنِ الْمُعَلِّمِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْمَعُ بَيْنَ صَلَاةِ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ إِذَا كَانَ عَلَى ظَهْرِ سَيْرٍ وَيَجْمَعُ

بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْمَشَاءِ وَعَنْ حُسَيْنٍ عَنْ يَحْيَى ابْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ حَفْصِ بْنِ عُكَيْدٍ أَنَّ اللَّهَ
بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْمَعُ بَيْنَ صَلَاةِ
الْمَغْرِبِ وَالْمَشَاءِ فِي السَّفَرِ وَتَابَعَهُ عَلِيُّ ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى عَنْ حَفْصِ عَنْ
أَنَسٍ جَمَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ - ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا۔ کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے کہا میں نے زہری سے
سنا۔ انہوں نے سالم سے انہوں نے اپنے باپ عبد اللہ بن عمرؓ سے۔ انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
مغرب اور عشاء میں جمع کرتے تھے۔ جب آپؐ کو جلد چلنا منظور ہوتا اور ابراہیم بن طہان نے حسین معلم سے روایت
کیا۔ انہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے انہوں نے حکمہ سے انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم ظہر عصر کی نمازیں جمع کرتے جب سفر میں چلتے ہوتے اور مغرب عشاء میں بھی جمع کرتے اور
ابراہیم بن طہان نے حسین معلم سے روایت کیا۔ انہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے انہوں نے حفص بن عبید اللہ سے
انہوں نے انس بن مالک سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مغرب اور عشاء کی نماز سفر میں
ملا کر پڑھتے اور حسین معلم کے ساتھ اس حدیث کو علی ابن مبارک نے بھی یحییٰ سے روایت کیا انہوں نے حفص
سے انہوں نے انسؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جمع کیا۔

تشریح از شیخ زکریا - سفر میں جلدی کی حالت میں مغرب اور عشاء میں جمع ضروری جائز ہے۔ مگر یہ
جمع تاخیر ہوگی اور ظہر اور عصر میں جمع تقدیم ہوگی۔ حافظ فرماتے ہیں کہ ابواب الجمع کا ابواب التقصیر میں لانا
اس وجہ سے ہے کہ وہ بھی زمان کے اعتبار سے تقصیر ہے۔

شیخ گنگوہیؒ نے کوکب دری کے اندر حدیث ابن عمرؓ جمع بین الصلوتین فی السفر پر کلام کیلئے یہی
وجہ ہے کہ یہاں خاموش رہے ہیں۔ امام بخاریؒ کے ظاہر عنوان سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ جمع بین المغرب
والعشاء میں جمع تقدیم و تاخیر دونوں کے جواز کے قائل ہیں۔ لیکن عصر میں صرف جمع تاخیر کو جائز سمجھتے ہیں۔ جمع
تقدیم کو نہیں۔

بَابُ هَلْ يُؤْذَنُ أَوْ يُقِيمُ إِذَا جَمَعَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْمَشَاءِ

ترجمہ - جب مغرب اور عشاء کی نمازیں جمع کرے تو کیا اذان ادا قامت کہہ سکتا ہے۔

حدیث نمبر ۱۰۳۹ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَعْجَلَهُ السَّيْرُ فِي السَّفَرِ يُؤَخِّرُ صَلَاةَ الْمَغْرِبِ حَتَّى يَجْمَعَ بَيْنَهُمَا وَبَيْنَ الْعِشَاءِ وَقَالَ سَالِمٌ وَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ يَفْعَلُهُ إِذَا أَعْجَلَهُ السَّيْرُ يُقِيمُ الْمَغْرِبَ فَيُصَلِّيُهَا ثَلَاثَةً ثُمَّ يُسَلِّمُ ثُمَّ قَلَمَا يَلْبَثُ حَتَّى يُقِيمَ الْعِشَاءَ فَيُصَلِّيُهَا رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ يُسَلِّمُ وَلَا يُسَبِّحُ بَيْنَهُمَا بِرَكْعَةٍ وَلَا بَعْدَ الْعِشَاءِ بِسَجْدَةٍ حَتَّى يَقُومَ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ -

ترجمہ - حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ جب انہیں چلنے کی جلدی ہوتی تو مغرب کی نماز کو مؤخر کرتے۔ یہاں تک کہ مغرب اور عشاء دونوں کو جمع کر لیتے۔ اور صاحبزادہ سالم فرماتے ہیں کہ جب حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو چلنے کی جلدی ہوتی تو مغرب کی نماز کے لئے تکبیر کہتے اور جب مغرب تین رکعت پڑھ کر فارغ ہو جاتے تو تھوڑی دیر ٹھہرنے کے بعد عشاء کی تکبیر کہتے اور اس کی دو رکعت پڑھ کر سلام پھیر دیتے۔ ان دونوں فرضوں کے درمیان نفل کی کوئی رکعت نہ پڑھتے اور اس طرح عشاء کے بعد کوئی سجدہ نہ دیتے۔ یہاں تک کہ پھر آدھی رات کے وقت تہجد کے لئے کھڑے ہوتے۔

حدیث نمبر ۱۰۴۰ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَجْمَعُ بَيْنَ هَاتَيْنِ الصَّلَوَتَيْنِ فِي السَّفَرِ يَعْنِي الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ

ترجمہ - حضرت انسؓ حدیث بیان کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں نمازوں کو یعنی مغرب اور عشاء کے درمیان سفر کی حالت میں جمع کرتے تھے۔

تشریح از شیخ زکریا - میرے نزدیک جمع بین الصلوة کا ذکر ابواب تقصیر الصلوة فی السفر کی تکمیل کے لئے ہے۔ اگرچہ وہ تقصیر زمان کے اعتبار سے ہے۔ کیونکہ پہلے تقصیر عدد رکعات کے اعتبار سے بیان فرمائی۔ اب زمان کے اعتبار سے تقصیر بیان کر کے اس کو مکمل کر دیا۔

بَابُ يُؤَخِّرُ الظُّهْرَ فِي الْعَصْرِ إِذَا ارْتَحَلَ قَبْلَ أَنْ تَزِلَّ الشَّمْسُ فِيهِ

ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم

ترجمہ - سورج ڈھل جانے سے پہلے جب کوچ کرے تو ظہر کو عصر میں مؤخر کر کے پڑھے۔ اس میں ابن عباسؓ کی روایت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔

حدیث نمبر ۱۰۴۱ - حَدَّثَنَا أَحْسَنُ الْوَائِسِيُّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا ارْتَحَلَ قَبْلَ أَنْ تَزِيغَ الشَّمْسُ آخَرَ الظُّهْرِ إِلَى
وَقْتِ الْعَصْرِ ثُمَّ يَجْمَعُ بَيْنَهُمَا هَذَا إِذَا غَابَتِ الشَّمْسُ ظَهَرَ شَعْرَ رَكِبٍ .

ترجمہ - حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سورج ڈھلنے
سے پہلے کوچ فرماتے تھے تو ظہر کی نماز کو عصر کے وقت تک پیچھے کر دیتے - تو دونوں کو اپنے اپنے وقت صورتاً
جمع فرماتے - اور جب سورج ڈھل جاتا تو ظہر کی نماز پڑھ کر پھر سوار ہوتے -

تشریح از شیخ زکریا - ظہر اور عصر میں جمع تاخیر تو ثابت ہوئی - لیکن جمع تہمید صراحت کسی حدیث

سے ثابت نہیں ہوئی -

بَابُ إِذَا ارْتَحَلَ بَعْدَ مَا زَاغَتِ الشَّمْسُ صَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ رَكِبَ

ترجمہ - جب زوال شمس کے بعد کوچ کرتے تو ظہر کی نماز پڑھ کے پھر سوار ہوتے -

حدیث نمبر ۱۰۴۲ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ
كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا ارْتَحَلَ قَبْلَ أَنْ تَزِيغَ الشَّمْسُ آخَرَ
الظُّهْرِ إِلَى وَقْتِ الْعَصْرِ ثُمَّ نَزَلَ فَجَمَعَ بَيْنَهُمَا فَإِنْ زَاغَتِ الشَّمْسُ قَبْلَ أَنْ يَرْتَحِلَ
صَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ رَكِبَ -

ترجمہ - حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زوال شمس سے
پہلے کوچ فرماتے - تو ظہر کو عصر کے وقت تک مؤخر کر دیتے - پھر اگر کہ دونوں نمازوں کو جمع فرماتے - اگر کوچ
سے پہلے زوال شمس ہو جاتا تو ظہر پڑھ کر پھر سوار ہوتے -

بَابُ صَلَاةِ الْقَاعِدِ

ترجمہ - بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کا حکم

حدیث نمبر ۱۰۴۳ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِهِ وَهُوَ شَاكٍ فَصَلَّى جَالِسًا وَصَلَّى وَرَاءَهُ قَوْمٌ
فَيَا مَا فَأَشَارَ إِلَيْهِمْ أَنْ اجْلِسُوا فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتِيَ بِهِ
فَإِذَا رَكِعَ فَإِنْ كَعُوا وَإِذَا رَفَعَ فَإِنْ فَعُوا -

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے گھر میں بیماری کی حالت میں بیٹھ کر نماز پڑھی۔ اور لوگوں نے آپ کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز شروع کی۔ تو آپ نے ان کی طرف اشارہ فرمایا کہ بیٹھ جاؤ۔ جب نماز سے فارغ ہو کر پھرے تو فرمایا امام اس لئے بنایا جاتا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے۔ جب وہ رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو۔ جب وہ رکوع سے سر اٹھائے تو تم بھی اس وقت رکوع سے سر اٹھاؤ۔

حدیث نمبر ۱۰۴۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو نَحِيمٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَقَطَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ فَرَسٍ فَخُدُّشْ أَوْ فَجُحِشْ شِقَّةُ الْإِيْمَنُ فَذَخَلْنَا عَلَيْهِ نَعُوذُ فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ نَصَلِّي قَاعِدًا فَصَلَّيْنَا نَعُوذًا وَقَالَ إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَرَ بِهِ فَإِذَا أَكْبَرَ فَكَبِّرُوا وَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوا وَإِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوا وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُولُوا اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ۔

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑے سے گر پڑے۔ آپ کے دائیں پہلو کا چڑا چھلکا گیا۔ ہم لوگ آپ کی بیماری پر سی کے لئے حاضر ہوئے تو نماز کا وقت آگیا۔ تو آپ نے بیٹھ کر نماز پڑھی اور ہم نے بھی بیٹھ کر پڑھی۔ آپ نے فرمایا امام اس لئے بنایا جاتا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے۔ پس جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو۔ جب وہ رکوع میں جائے تو تم بھی رکوع میں چلے جاؤ۔ اور جب وہ رکوع سے سر اٹھائے تو تم بھی اس وقت سر اٹھاؤ۔ اور جب وہ سمیع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم اللہم ربنا ولك الحمد کہاد۔

حدیث نمبر ۱۰۴۵۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ أَنَّهُ سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَنَدٌ آخِرٌ حَدَّثَنِي عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ وَكَانَ مَبْسُورًا قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ الصَّلَاةُ الرَّجُلُ قَاعِدًا فَقَالَ إِنْ صَلَّى قَائِمًا فَلَهُ أَفْضَلُ وَمَنْ صَلَّى قَاعِدًا فَلَهُ نِصْفُ أَجْرِ الْقَائِمِ وَمَنْ صَلَّى تَائِبًا فَلَهُ نِصْفُ أَجْرِ الْقَاعِدِ۔

ترجمہ۔ حضرت عمران بن حصینؓ جو اسیر کی بیماری میں مبتلا تھے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیٹھ کر آدمی کے نماز پڑھنے کے متعلق دریافت کیا۔ تو آپ نے فرمایا اگر کھڑے

ہو کر پڑھے گا۔ تو یہ سب سے افضل ہے۔ اگر بیٹھ کر پڑھے گا تو کھڑے ہو کر پڑھنے والے کے ثواب سے آدھا ثواب ملے گا۔ اور جو لیٹ کر پڑھے گا اس کو بیٹھ کر پڑھنے والے کے ثواب سے آدھا ثواب ملے گا۔
تشریح از شیخ نگوہی۔ اس باب کی روایات سے صلوة قاعد کا جواز تو ثابت ہو گیا۔ لیکن ابواب التقصیر سے مناسبت معلوم نہیں ہوتی۔ اس لئے ان کا امام بخاریؒ کو ابواب التقصیر میں لانا مناسب نہیں تھا۔ مگر اس کا جواب یہ ہے کہ بسا اوقات نمازی کو یہ عوارض پیش آجاتے ہیں۔ خصوصاً جب کہ وہ مسافر ہو۔ اس لئے ان کا بیان مناسب ہوا۔ یا اس وجہ سے کہ دونوں سفر اور مرض اسباب تخفیف میں سے ہیں۔ بنا بریں ابواب التقصیر میں لانا مناسب ہو گیا۔ تو صلوة القاعد المعذور کا بیان ابواب التقصیر میں تکملہ کی وجہ سے ہوا۔

بَابُ صَلَوةِ الْقَاعِدِ بِالْأَيْمَاءِ

ترجمہ ۱۔ بیٹھ کر نماز پڑھنے والا اشارہ کر سکتا ہے۔

حدیث نمبر ۱۰۲۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ وَكَانَ

رَجُلًا مَبْسُورًا وَقَالَ أَبُو مَعْمَرٍ مَرَّةً عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَلَوةِ الرَّجُلِ وَهُوَ قَاعِدٌ فَقَالَ مَنْ صَلَّى قَائِمًا فَهُوَ أَفْضَلُ وَمَنْ صَلَّى قَاعِدًا فَلَهُ نِصْفُ أَجْرِ الْقَائِمِ وَمَنْ صَلَّى نَائِمًا فَلَهُ نِصْفُ أَجْرِ الْقَاعِدِ۔

ترجمہ ۲۔ حضرت عمران بن حصینؓ جو بایں روئے تھے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آدمی کی نماز کے متعلق دریافت کیا جو بیٹھ کر پڑھتا ہے۔ آپ نے فرمایا جو کھڑے ہو کر پڑھتا ہے یہ تو سب سے بہتر ہے۔ جو بیٹھ کر پڑھتا ہے اسے نصف ثواب ملے گا۔ جو لیٹ کر پڑھتا ہے اس کو بیٹھنے والے کے ثواب کا آدھا ملے گا۔

تشریح از قاسمی۔ روایت سے ترجمہ ثابت نہیں ہوتا۔ کیونکہ ناظم کے سوا اور کوئی لفظ ایماہ کا

نہیں ہے۔ البتہ اصیلی کی روایت میں ہے۔ مَنْ صَلَّى أَيْمَاءً فَكَذَلِكَ۔ اس لئے اس حدیث کی بنا پر امام بخاریؒ نے ترجمہ باندھا جو اس کی شرط کے مناسب نہیں۔ لیکن مضمون صحیح ہے۔ ویسے علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ حدیث الباب کے بعد قال ابو عبد اللہ ناظم اسی مضبوطاً تو لیا ہوا اشارہ سے ہی نماز پڑھ سکتا ہے

تو معنی ہوں گے۔ مَنْ صَلَّى قَاعِدًا أَوْ مَاءً بِالرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ يَكْمُ مَالِكِهِ كے مذہب مشہور کے موافق ہے۔ کیونکہ وہ مع قدرۃ علی الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ قَاعِدًا کو اشارہ سے نفل نماز پڑھنے کی اجازت دیتے ہیں۔ اور یہی امام بخاریؒ کا مختار مذہب معلوم ہوتا ہے۔

الحاصل ہے حدیث کی مناسبت یا تو اس روایت کی بنا پر ہے۔ جس میں مَنْ صَلَّى بَابًا رَفْعًا لَمْ يَكْمُ مَالِكِهِ ہے یا اس بنا پر ہے کہ چونکہ نائم افعال صلوٰۃ کو عمل میں لانے پر قادر نہیں۔ تو وہ ضرور اشارہ کرے گا۔ لہذا نائم بمعنی مضطرب کے ہوگا۔ جو اشارہ سے کنایہ ہے۔

بَابُ إِذَا لَمْ يُطِيقْ قَاعِدًا صَلَّى عَلَى جَنْبٍ

وَقَالَ عَطَاءٌ إِذَا لَمْ يُطِيقْ رُكُوعًا أَوْ قَاعِدًا لَمْ يَكْمُ مَالِكِهِ كَانَتْ رُكُوعًا وَجَمْعُهُ
ترجمہ ۱۔ جب کوئی شخص بیٹھ کر نماز پڑھے کی طاقت نہیں رکھتا تو پہلو پر لیٹ کر نماز پڑھے۔ اور حضرت عطاءؒ تابعی فرماتے ہیں۔ جب کسی کو قبلہ کی طرف پھرنے کی قدرت نہ ہو۔ تو جدھر اس کا رخ ہو اُدھر ہی نماز پڑھے۔

حدیث نمبر ۱۰۴۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ حَصِينٍ قَالَ كَانَتْ بِي
بَوَاسِيرٌ فَسَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّلَاةِ فَقَالَ صَلِّ قَائِمًا
فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَقَاعِدًا فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَعَلَى جَنْبٍ۔

ترجمہ ۲۔ حضرت عمران بن حصینؓ فرماتے ہیں۔ مجھے بوا سیر کی شکایت تھی۔ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز کے متعلق دریافت کیا۔ تو آپؐ نے فرمایا۔ کہ کھڑے ہو کر نماز پڑھو۔ اگر اس کی طاقت نہ ہو تو بیٹھ کر پڑھو۔ اگر اس کی قدرت بھی نہ ہو تو پھر پہلو پر لیٹ کر پڑھو۔

تشریح از قاسمی۔ اس حدیث کی ترجمہ سے مطابقت اس طرح ثابت ہوئی کہ جب کوئی شخص ایک فرض کی ادائیگی سے قاصر ہو تو اس سے دوسرے فرض کی طرف انتقال کرے۔ جیسا کہ ترجمہ سے معلوم ہے کہ جب مصلی صلوٰۃ قَاعِدًا سے عاجز ہو تو علیٰ جانب پڑھے۔ اسی طرح عطاءؒ کے اثر سے ثابت ہوا کہ جب قبلہ رخ نہ کر سکے تو جدھر کو رخ ہو نماز پڑھے۔ بہر حال کسی صورت نماز چھوڑے نہیں۔

بَابُ إِذَا صَلَّى قَاعِدًا ثُمَّ صَعِدَ أَوْ جَدَّ خَفَةً تَمَّ مَا بَقِيَ

وَقَالَ الْحَسَنُ إِنْ شَاءَ الْمُتَرَفِّعُ صَلَّى رُكُوعَيْنِ قَاعِدًا أَوْ رُكُوعَيْنِ قَائِمًا۔

ترجمہ ۱۔ جب کوئی نمازی بیٹھ کر نماز پڑھ رہا تھا پھر وہ تندرست ہو گیا یا تخفیف محسوس کی تو باقی نماز

کو پورا کرے۔ حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ دو رکعت بیٹھ کر پڑھے اور دو رکعت کھڑے ہو کر پڑھے تو جائز ہے۔

حدیث نمبر ۱۰۴۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ الْإِنْعَنِي عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا لَمَّا تَرَسُّوْنَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي صَلَوةَ اللَّيْلِ قَاعِدًا اقْطَعَ حَتَّى أَتَتْ فَكَانَ يَقْرَأُ قَاعِدًا حَتَّى إِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ قَامَ فَقَرَأَ نَحْوًا مِنْ ثَلَاثِينَ أَوْ أَرْبَعِينَ آيَةً ثُمَّ رَكَعَ۔

ترجمہ :- حضرت عائشہ ام المؤمنینؓ خبر دیتی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو انہوں نے رات کی نماز کبھی بیٹھ کر پڑھتے نہیں دیکھا۔ یہاں تک کہ آپ جب سوں رسیدہ ہو گئے۔ تو بیٹھ کر قراۃ کرتے تھے۔ جب رکوع کرنا چاہتے تو کھڑے ہو جاتے اور قریب تیس یا چالیس آیات کے قرات کر کے پھر رکوع کرتے۔

حدیث نمبر ۱۰۴۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ الْإِنْعَنِي عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي جَالِسًا فَيَقْرَأُ أَوْ هُوَ جَالِسٌ فَإِذَا بَقِيَ مِنْ قِرَاءَتِهِ نَحْوُ مِنْ ثَلَاثِينَ أَوْ أَرْبَعِينَ آيَةً قَامَ فَقَرَأَ آهًا وَهُوَ قَائِمٌ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ سَجَدَ يَفْعَلُ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ مِثْلَ ذَلِكَ فَإِذَا أَقْبَضَ صَلَوةَهُ تَضَرَّعَ فَإِنْ كُنْتَ يَقْنُي تَحَدَّثَ مَعِيَ وَإِنْ كُنْتَ نَائِمَةً اضْطَجَعَ۔

ترجمہ :- حضرت عائشہ ام المؤمنینؓ فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ کر نماز پڑھتے تھے تو بیٹھ کر ہی قرات کرتے۔ جب قرات میں سے تیس یا چالیس آیات کے قریب باقی رہ جاتا تو کھڑے ہو جاتے۔ اور ان کی قرات بھی کھڑے ہو کر کرتے۔ پھر رکوع کرتے پھر سجدہ کرتے۔ دوسری رکعت میں بھی اسی طرح کرتے تھے۔ جب اپنی نماز سے فارغ ہو جاتے دیکھ لیتے۔ اگر میں جاگ رہی ہوتی تو میرے ساتھ بات چیت کرتے۔ اگر میں سو رہی ہوتی تو لیٹ جایا کرتے تھے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ قَالَ الْحَسَنُ إِنَّ شَاءَ الْمَرِيضِ ترجمہ سے مناسبت ظاہر ہے اس لئے کہ قوی کی بنا ضعیف پر جائز ہے تو اس طرح مریض جب درمیان نماز شمدست ہو جائے۔ اور اپنی نماز کا اتمام اس سے افضل طریقہ سے کرے جس طریقہ سے شروع کیا تھا۔ خصوصاً جب کہ وہ عجز زائل ہو گیا۔ جو قیام کے ساقط کرنے کا باعث بنتا تھا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ بظاہر اثر کی ترجمہ سے مناسبت معلوم نہیں ہوتی۔ اس لئے کہ ترجمہ سے

تو معلوم ہوتا ہے کہ مابقی کا اتمام افضل طریقہ سے کر سکتا ہے۔ اثر سے معلوم ہوتا ہے کہ مریض کو اختیار ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ابن التین نے اشکال کیا کہ جب کوئی شخص قیام پر قادر ہو گیا تو پھر قیام کیسے ساقط ہو سکتا ہے۔ چنانچہ حافظ ابن حجرؒ نے اس اثر کے یہ معنی بیان کئے کہ کسی نے نماز کو بیٹھ کر شروع کیا۔ پھر اسے قیام پر قدرت حاصل ہوئی۔ تو وہ اس کا اتمام قائم کر سکتا ہے۔ یعنی اگر چاہے تو ماضی پر بنا کرے۔ اگر چاہے تو نئے سرے سے نماز پڑھے تو اس سے جواز بنا ثابت ہوگا جس کے جہور قائل ہیں۔ لیکن علامہ عینیؒ فرماتے ہیں۔ کہ امام بخاریؒ کی غرض یہ ہے کہ قادر علی القیام نماز کو نئے سرے سے شروع نہ کرے بلکہ بنا کرے جیسے جہور کا مسلک ہے۔ اب شراح کے درمیان ترجمہ کی غرض میں اختلاف ہو گیا۔ ابن بطلال تو فرماتے ہیں کہ ترجمہ نماز فرض کے بارے میں ہے اور حدیث نفل کے بارے میں۔ امام بخاریؒ اس سے استنباط فرماتے ہیں۔ کہ جب نفل میں بغیر کسی عذر کے قعود جائز ہے اور جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رکوع سے قبل قیام کرتے تھے۔ تو وہ صلوٰۃ فرضیہ جس میں قعود جائز نہیں۔ مگر جب قیام پر قدرت نہ رہے تو قعود کر سکتا ہے۔ تو جب فرضیہ میں علت مانعہ علی القیام بھی رفع ہو جائے تو پھر قیام بطریق ادنیٰ لازم ہوگا۔ میرے نزدیک بھی راجح قول ابن بطلال کا ہے۔ کہ ترجمہ فرضیہ کے بارے میں ہے۔ جیسے کہ الفاظ ترجمہ اس پر دال ہیں۔ باقی حدیث سے استدلال وہ ضابطہ اور اصول کی بنا پر ہے۔ وہ ضابطہ یہ ہے کہ تحریمہ القعود پر قیام کی بنا صحیح ہے۔ اس لئے کہ جب متنفل قاعد بلا عذر کا تحریمہ صحیح ہے اور اس پر قیام کی بنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے ثابت ہے تو مفترض قاعد للعذر کے تحریمہ پر قیام کی بنا صحیح ہوگی۔ جب کہ عذر زائل ہو جائے۔ تو غرض ترجمہ وہی ہوگی جو ابن بطلال نے بیان فرمائی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کِتَابُ التَّهَجُّدِ

بَابُ التَّهَجُّدِ بِاللَّيْلِ وَقَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ مِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهِ
نَافِلَةً لَّكَ

ترجمہ۔ رات کو اٹھ کر نماز پڑھنا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ رات کے وقت اٹھ کر نماز پڑھو۔ یہ آپ کے لئے زائد

ثواب کا باعث ہے۔

حدیث نمبر ۱۰۵۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ السَّمْعَانِيُّ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عَسَاةٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَتَهَجَّدُ قَالَ اللَّهُمَّ اَلْحَمْدُ اَنْتَ قِيَمُ السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ وَ اَلْحَمْدُ اَنْتَ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ وَ اَلْحَمْدُ اَنْتَ اَلْحَقُّ وَوَعْدُكَ اَلْحَقُّ وَوَقَاؤُكَ اَلْحَقُّ وَقَوْلُكَ اَلْحَقُّ وَ اَلْجَنَّةُ اَلْحَقُّ وَ النَّارُ اَلْحَقُّ وَ النَّبِيُّونَ اَلْحَقُّ وَ مُحَمَّدٌ اَلْحَقُّ وَ السَّاعَةُ اَلْحَقُّ اَللّٰهُمَّ لَكَ اَسْلَمْتُ وَ بِكَ اَمَنْتُ وَ عَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَ اِلَيْكَ اَنْبَتُ وَ بِكَ خَاصَمْتُ وَ اِلَيْكَ حَاكَمْتُ فَاعْفُ عَنِّي مَا قَدَّمْتُ وَ مَا اَخَّرْتُ وَ مَا اَسْرَدْتُ وَ مَا اَغْلَنْتُ اَنْتَ اَلْمُقَدِّمُ وَ اَنْتَ اَلْمُؤَخِّرُ لَا اِلَهَ اِلَّا اَنْتَ اَوْ لَا اِلَهَ غَيْرُكَ قَالَ سَفِيْنٌ وَ زَادَ عَبْدُ الْكَرِيْمِ اَبُو اُمِيَّةٌ وَ لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاَللّٰهِ قَالَ سَفِيْنٌ قَالَ سُلَيْمَانُ ابْنُ اَبِي مُسْلِمٍ سَمِعَهُ مِنْ طَاوُسٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو اٹھ کر تہجد کی نماز پڑھتے تھے۔ تو یہ دعا کرتے۔ اے اللہ تیرے لئے حمد ہے۔ تو ہی آسمانوں، زمینوں اور جو لوگ ان کے اندر ہیں۔ ان سب کو تھامنے والا ہے اچھی ذات آسمانوں زمینوں اور جو لوگ ان میں ہیں ان سب کا نور (روشنی) ہے۔ اور تیرے لئے حمد ہے۔ آپ ہی آسمانوں، زمینوں اور جو لوگ ان کے اندر ہیں۔ ان سب کے بادشاہ ہیں۔ آپ کے لئے حمد ہے۔ آپ حق ہیں۔ آپ کا وعدہ سچا ہے۔ آپ کی ملاقات حق ہے۔ آپ کا قول حق ہے۔ جنت حق ہے۔ دوزخ حق ہے۔ سارے نبی حق ہیں۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم حق ہیں۔ قیامت حق ہے۔ اے اللہ میں تیرا فرمانبردار ہوا۔ میں تیرا فرمانبردار ہوا۔ میں تجھ پر ایمان لے آیا۔ اور تیرے اوپر میرا بھروسہ ہے۔ اور تیری طرف میرا رجوع ہے۔ اور تیری طاقت اور برہان سے میں معاند سے جھگڑتا ہوں۔ اور تیری طرف میں فیصلہ لے آتا ہوں۔ پس میرے اگلے پچھلے سب گناہ معاف کر دے۔ بلکہ میں نے چھپ چھپ کر یا ظاہر ظہور گناہ کئے ہیں وہ بھی معاف کر دے آپ ہی آگے کرنے والے ہیں آپ ہی پیچھے کرنے والے ہیں۔ آپ کے بغیر کوئی معبود نہیں ہے۔ کوئی معبود تیرے سوا نہیں ہے۔ عبد الکریم ابوامیہ نے یہ الفاظ زائد نقل کئے۔ نہیں کوئی پھرنا اور نہیں

کوئی طاقت مگر وہ سب اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے۔

تشریح از شیخ زکریا۔ **ہجرت** دیند کو کہتے ہیں۔ اور ہجرت کے معنی ہیں رات کے وقت نیند سے بیدار ہو کر نماز پڑھنا۔ گویا ہجرت کے معنی تجنب عن النوم کے ہوتے۔ اس میں تو کسی کا اختلاف نہیں کہ سورۃ مزمل کے نزول سے ہجرت کی فرضیت ہوئی۔ اس کا نسخ کب ہوا۔ اس میں اختلاف ہے۔ بعض فرماتے ہیں کہ اوائل سورۃ مزمل سے فرضیت اور آخر سورۃ مزمل سے نسخ ثابت ہوا۔ گویا کہ سال بھر کے قیام کے بعد ہی یہ نسخ واقع ہوا۔ اور بعض فرماتے ہیں کہ فرضیت اس کی صلوٰۃ خمس کی فرضیت سے منسوخ ہوئی۔ جو ایملہ الاسرا کے بعد وقوع پذیر ہوئی۔ اور بعض حضرات کا خیال ہے کہ سورۃ مزمل کا آخری حصہ فَاَقْرَأْ مَا تِلْكَ مِنَ الْكِتَابِ جو فرضیت

ہجرت کے لئے نسخ ہے اس کا نزول مدینہ منورہ میں ہوا۔ کیونکہ اس میں اٰخِرُونَ يَقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وارد ہے۔ اور قتال کا حکم مدینہ میں ہوا کہ میں نہیں ہوا۔ مگر یہ استدلال اس لئے تمام نہیں کہ علم ان سیکون منكم مرضی الآیۃ۔ حرف سین استقبال پر دال ہے نہ کہ وقوع پر۔ پھر امام بخاریؒ کی غرض ترجمہ سے کیا ہے۔ حافظؒ تو فرماتے ہیں کہ امام بخاریؒ کی غرض مشرعویت قیام اللیل ہے۔ لیکن حکم بیان نہیں کیا۔ اس پر تو اجماع امت ہے کہ ہجرت امت پر فرض نہیں ہے۔ البتہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے ہے۔ میرے نزدیک امام بخاریؒ کا مقصد اس ترجمہ سے اس مشہور اختلاف کی طرف اشارہ کرنا ہے کہ آیا نماز ہجرت جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر واجب تھی۔ جیسا کہ ہجرت کے امر اور قم اللیل کے امر کا تقاضا ہے یا آپ کے بارے میں بھی مندوب ہے۔ جیسا کہ نافلۃ لک کا تقاضا ہے۔ ہر ایک کا استدلال اس آیت کریمہ سے ہے۔ امام بخاریؒ نے بھی اس اختلاف پر تنبیہ کرنے کے لئے آیت کو ترجمہ میں ذکر کیا ہے۔ چنانچہ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ قولہ عز وجل بالجبر ما قبل پر عطف ہے جو ترجمہ میں داخل ہے۔ علامہ کرمانیؒ فرماتے ہیں کہ نافلۃ لک ای عبادۃ زائدۃ لک علی الفرائض الخمس بذامن خصائصہ لانه سنتہ علی غیرہ۔ قسطلانیؒ کی بھی یہی رائے ہے۔ نافلۃ لک ای فریضۃ زائدۃ لک۔

الحاصل علامہ عینیؒ کا ارشاد ہے۔ عدم وجوب قیام اللیل ببالا اجماع فی حق الامۃ وکذا فی سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم علی الاصح۔ چونکہ یہ مسئلہ واضح تھا۔ اس لئے شیخ گنگوہیؒ نے اپنی تقریر میں اس پر کلام نہیں کیا۔ کیونکہ غیر ایجاب پر خود امام بخاریؒ باب باندھ رہے ہیں۔

بَابُ فَضْلِ قِيَامِ اللَّيْلِ

ترجمہ۔ رات کو اٹھنے کی فضیلت کے بیان میں۔

حدیث نمبر ۱۰۵۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْإِمْلِيُّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كَانَ الرَّجُلُ فِي حَيَوَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَأَى رُؤْيَا قَصَّهَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَمَيَّنْتُ أَنْ أَرَى رُؤْيَا فَأَقُصُّهَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكُنْتُ غُلَامًا شَابًا وَكُنْتُ أَنَامُ فِي الْمَسْجِدِ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَأَيْتُ فِي النَّوْمِ كَأَنَّ مَلَكَيْنِ أَخَذَا نِي فَذَهَبَا بِي إِلَى النَّارِ فَإِذَا هِيَ مَطْوِيَّةٌ كَطَيِّ الْبُرِّ وَإِذَا لَهَا قَرْنَانِ وَإِذَا فِيهَا أَنْاسٌ كَذُغْرِ قَتَمٍ فَجَعَلْتُ أَقُولُ أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ النَّارِ قَالَ فَلَقِينَا مَلَكًا آخَرَ فَقَالَ لِي لَمْ تَرَغْ فَقَصَصْتُهَا عَلَى حَفْصَةَ فَقَصَصْتُهَا حَفْصَةَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ نِعْمَ الرَّجُلُ عَبْدُ اللَّهِ لَوْ كَانَ يُصَلِّي مِنْ اللَّيْلِ وَكَانَ بَعْدَ لَا يَنَامُ مِنَ اللَّيْلِ إِلَّا قَلِيلًا۔

ترجمہ۔ حضرت سالم اپنے باپ حضرت عبداللہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں جب کوئی آدمی خواب دیکھتا تھا تو وہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتا۔ آپ تعبیر دیتے۔ میری بھی آرزو تھی کہ میں کوئی خواب دیکھتا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیان کرتا۔ میں نوجوان لڑکا تھا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مسجد میں سوتا تھا۔ میں نیند میں کیا دیکھتا ہوں کہ دو فرشتے آتے۔ انہوں نے مجھے پکڑا اور آگ کی طرف لے چلے۔ دیکھتا کیا ہوں کہ سکون کے منڈیر کی طرح اس کے بھی منڈیر بنے ہوئے ہیں۔ اور اس کے دو کنارے ہیں۔ ان میں کچھ لوگ ایسے ہیں جن کو میں پہچانتا تھا۔ تو میں اعوذ باللہ من النار پڑھنے لگا۔ (اللہ کے ساتھ پناہ مانگتا ہوں جہنم سے) ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ ہمیں ایک تیسرا فرشتہ ملا۔ جس نے مجھے کہا۔ گھبراؤ مت! پس میں نے یہ خواب اپنی بہن بی بی حفصہؓ اُم المؤمنین کو بیان کیا۔ انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا۔ تو آپ نے تعبیر دیتے ہوئے فرمایا کہ عبداللہؓ بہتر آدمی ہے۔ کاشش یہ رات کو نماز پڑھتا۔ اس کے بعد پھر حضرت عبداللہؓ تھوڑی ہی دیر سوتے تھے۔

تشریح از شیخ گنگوہی - فَذَهَبَ إِلَى النَّارِ - وہ فرشتے ان کو جہنم دکھانے کے لئے

لئے گئے۔ اس میں پھینکنے کے لئے نہیں۔

تشریح از شیخ زکریا جیسا کہ تیسرے فرشتے کا قول لم تَزُغْ اس پر دلالت کرتا ہے۔ امام بخاریؒ

نے اس حدیث کو بہت سے مواقع پر زیادتی اور نقصان کے ساتھ نقل کیا ہے۔ بہر حال اس حدیث سے قیام اللیل کی فضیلت ثابت فرمائی کہ وہ جہنم سے نجات کا باعث ہے۔ امام بخاریؒ اس حدیث کو اس باب میں لائے ہیں۔ گویا کہ ان کے نزدیک اس باب میں کوئی صریح حدیث نہیں ہے۔ اس لئے انہوں نے اس حدیث پر اکتفا کیا۔ ورنہ مسلم میں حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے۔ اَفْضَلُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْفَرِيضَةِ

صَلَاةُ اللَّيْلِ

بَابُ طُولِ السُّجُودِ فِي قِيَامِ اللَّيْلِ

ترجمہ۔ رات کے قیام میں سجدے کو لمبا کرنا۔

حدیث نمبر ۱۰۵۲ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ الْأَعَثِيُّ عَائِشَةُ أَخْبَرْتُهُ أَنَّ

رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً كَانَتْ تِلْكَ صَلَوَتُهُ يَسْجُدُ السَّجْدَةَ مِنْ ذَلِكَ قَدْ رَمَا يَفْرَأُ أَحَدُكُمْ خَمْسِينَ آيَةً قَبْلَ أَنْ يَرْفَعَ رَأْسَهُ وَيَرْكَعُ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلَاةِ الْفَجْرِ ثُمَّ يَضْطَجِعُ عَلَى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ حَتَّى يَأْتِيَهُ الْمُنَادِي لِلصَّلَاةِ -

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ خبر دیتی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گیارہ رکعات پڑھتے تھے۔ یہی آپ کی نماز ہوتی تھی۔ اس میں آپ اتنی مقدار میں سجدہ کرتے جتنی مقدار میں تم میں سے کوئی ایک سہرا اٹھانے سے پہلے پچاس آیات پڑھ لے۔ اور فجر کی نماز سے پہلے دو رکعت پڑھتے تھے۔ پھر دائیں جانب لیٹ جاتے تھے۔ یہاں تک کہ منادی آپ کے پاس نماز کے لئے آجاتا۔

تشریح از قاسمی۔ بہر حال اس روایت سے ترجمہ الباب طول السجود ثابت ہوا۔

تشریح از شیخ گنگوہی۔ لو کان یصلی الا پر شیخ فرماتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ تہجد کی نماز ابراہیم کی

فضلت ہے اور اختیار کا طریقہ ہے۔ ابن عمرؓ ان میں سے ہیں۔ لہذا انہیں تہجد ترک نہ کرنا چاہیے۔ بہر حال

کثرت سے آیات اور روایات اس کی فضیلت پر دلالت کرتی ہیں۔ قَلِيلًا مِنَ الْقَلِيلِ مَا يَهْجَعُونَ تَجَاوِزَ

جنوبہم عن المضاجع ای یَنبَغُ وَ هُوَ مِنْهُمْ۔ شیخ نے اس سے خواب کی طرف اشارہ فرمایا۔ کہ اس سے قیام اللیل مراد ہے۔ کیونکہ فرشتے ان سے فرمایا۔ لَمْ تُرْع یعنی آگ ہم پر اس لئے پیش نہیں کی گئی کہ آپ اس کے مستحق ہیں۔ بلکہ اس سے آپ کو نصیحت اور یاد دہانی کرائی گئی۔ پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ وہ فرائض سے تو غافل نہیں ہیں۔ اس لئے مسجد میں سوتے ہیں۔ قیام اللیل میں کوتاہی ہے۔ اس لئے اس پر تنبیہ کی گئی۔

بَابُ تَرْكِ الْقِيَامِ لِلْمَرِيضِ

ترجمہ۔ مریض کے لئے قیام لیل چھوڑ دینا حرج نر ہے۔

حدیث نمبر ۱۰۵۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو لَيْمٍ قَالَ سَمِعْتُ جُنْدُبًا يَقُولُ

اشْتَكَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَقُمْ لَيْلَةً أَوْ لَيْلَتَيْنِ۔

ترجمہ۔ حضرت جندبؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے تو آپ نے ایک یا دو رات قیام لیل نہ فرمایا۔

حدیث نمبر ۱۰۵۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ إِعْنِ جُنْدُبُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ

قَالَ اخْتَبَسَ جَابِرٌ بِنْتُ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ
إِمْرَأَةٌ مِّنْ قُرَيْشٍ أَبْطَأَ عَلَيْهِ شَيْطَانُهُ فَذَلَّتْ وَالضُّحَى وَاللَّيْلُ إِذَا سَجَى
مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَى۔

ترجمہ۔ حضرت جندب بن عبد اللہؓ فرماتے ہیں کہ جبرائیل علیہ السلام کچھ عرصہ کے لئے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے رک گئے۔ تو قریش کی ایک عورت نے کہا کہ آپ پر آپ کے شیطان نے دیر کر دی تو سورۃ الضحیٰ اتری۔

تشریح از قاسمی۔ امراة من قریش۔ اس عورت کا نام عورت بنت حرب تھا جو ابولہب کی بیوی

تھی۔ باب کی پہلی روایت سے تو ترجمہ الباب سے مطابقت ظاہر ہے۔ مگر دوسری روایت سے ترجمہ ثابت نہیں ہوتا۔ اس لئے ابن التین نے اعتراض کیا ہے کہ اعتبار جبرائیل کا ذکر اس باب میں مناسب نہیں ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ دوسری روایت پہلی روایت کا متمم ہے جیسا کہ کتاب التفسیر اور فضائل القرآن میں آ رہا ہے۔ اتحاد فقرہ کی وجہ سے یہ حدیث واحد ہے۔ اگرچہ سبب اس کا مختلف ہے۔

بَابُ تَحْرِیْضِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى قِيَامِ اللَّيْلِ وَالنَّوَافِلِ مِنْ غَيْرِ إِيْجَابٍ وَطَرَقِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاطِمَةَ وَعَلِيًّا لَيْلَةً لِلْمُصَلَّاةِ
ترجمہ :- جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قیام اللیل اور دیگر نوافل کے لئے بغیر واجب کرنے کے رغبت دلانا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تہجد کی اہمیت بتانے کیلئے رات کے وقت حضرت فاطمہؓ اور حضرت علیؓ کے گھر میں تشریف لائے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَقَاتِلٍ الْإِمَنِيُّ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَيْقَظَ لَيْلَةً فَقَالَ سُبْحَانَ اللَّهِ مَاذَا أُنْزِلَ اللَّيْلَةَ مِنَ الْفُتَنِ مَاذَا أُنْزِلَ مِنَ الْخَرَابِ مَنْ يَتَوَقَّظُ صَوَّاحِبَ الْحُجَرَاتِ وَيَأْزُبُ كَاسِيَةً فِي الدُّنْيَا عَارِيَةً فِي الْآخِرَةِ

ترجمہ :- حضرت ام سلمہؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات بیدار ہوئے تو فرمایا سبحان اللہ! آج رات کیا کیا فتنے نازل ہوئے اور کس قدر غزلنے اتارے گئے۔ کوئی ہے جو ان حجرات والیوں کو بیدار کر دے اور بہت سی عورتیں جو دنیا میں کپڑے پہنے والی ہیں وہ قیامت میں ننگی ہوں گی۔

حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ الْإِمَنِيُّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَرَقَهُ وَفَاطِمَةُ بِنْتُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً فَقَالَ لَا تَضِلِّيَا نِ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنْفُسَنَا بِيَدِ اللَّهِ فَإِذَا شَاءَ أَنْ يَبْعَثَنَا بَعَثْنَا فَأَنْصَرَفَ حِينَ قُلْتُ ذَلِكَ وَلَمْ يَرْجِعْ إِلَى شَيْئٍ ثُمَّ سَمِعْتُهُ وَهُوَ مُوَلِّ يَضْرِبُ فَجَذَةً وَهُوَ يَقُولُ وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْئٍ جَدَلًا
ترجمہ :- حضرت علی بن ابی طالبؓ خبر دیتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات ان کے اور حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ کیا تم نماز نہیں پڑھتے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! ہماری روعیں اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہیں۔ پس جب وہ ہمیں اٹھانا چاہیں گے ہم اٹھ جائیں گے جب میں نے یہ کہا تو آپؐ پٹ گئے اور مجھے کوئی واپسی جواب نہ دیا جب آپؐ پیٹھ پھر کر جا رہے تھے تو میں نے آپؐ سے سنا جب کہ آپؐ اپنی ران پر ہاتھ مار رہے تھے۔ فرماتے تھے کہ انسان بہت جھگڑا لوداقع ہوا ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يُونُسَ الْإِمَنِيُّ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ إِنْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَدْعُ الْعَمَلَ وَهُوَ

يُحِبُّ أَنْ يَمْلَأَ بِهِ النَّاسُ فَيُفْرَضَ عَلَيْهِمْ وَمَا سَبَّحَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُبْحَةَ الضُّحَى قَطُّ وَإِنِّي لَأَسْتَحِبُّهَا -

ترجمہ۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی عمل کو کرنا پسند کرتے۔ مگر اس کو اس حدیث سے چھوڑ دیتے تھے کہ کہیں لوگ اس پر عمل کرنا شروع کر دیں پھر وہ ان پر فرض کر دیا جائے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشراق کے نفل کبھی نہیں پڑھے۔ اور میں ان کو برابر پڑھتی ہوں۔

حدیث نمبر ۱۰۵۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى ذَاتَ لَيْلَةٍ فِي الْمَسْجِدِ فَصَلَّى بِصَلَاتِهِ نَاسٌ ثُمَّ صَلَّى مِنْ الْقَابِلَةِ فَكَثُرَ النَّاسُ ثُمَّ اجْتَمَعُوا مِنَ اللَّيْلَةِ الثَّلَاثَةِ أَوِ الرَّابِعَةِ فَلَمْ يَخْرُجْ إِلَيْهِمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا أَصْبَحَ قَالَ قَدْ رَأَيْتُ الَّذِي صَنَعْتُمْ وَلَمْ يَنْتَعِزْهُنَّ مِنَ الْخُرُوجِ إِلَيْكُمْ إِلَّا أَنِّي خَشِيتُ أَنْ يُفْرَضَ عَلَيْكُمْ وَذَلِكَ فِي رَمَضَانَ -

ترجمہ۔ حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رات مسجد میں نماز پڑھی۔ تو لوگوں نے بھی آپ کی نماز کے ساتھ نماز پڑھی پھر اگلی رات پڑھی تو لوگ بہت ہو گئے۔ پھر تیسری اور چوتھی رات میں بھی جمع ہوئے۔ لیکن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف نہ لائے۔ جب صبح ہوئی تو آپ نے فرمایا جو کچھ تم لوگ کرتے رہے میں اسے دیکھتا رہا۔ لیکن مجھے آپ لوگوں کے پاس آنے سے اس چیز نے روکا کہ کہیں وہ نماز تراویح تم پر فرض نہ کر دی جائے۔ یہ واقعہ رمضان میں پیش آیا۔

تشریح از قاسمی۔ من یوقظ صواحب الحجرات۔ علامہ قسطلانی کے قول کے

مطابق اس سے ازواج مطہرات مراد ہیں۔ جن کو جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قیام اللیل کی ترغیب دے رہے ہیں۔ ترجمہ کا پہلا جز تو اس طرح ثابت ہوا۔ اور ترجمہ کا دوسرا جز عدم ایجاب اس طرح ثابت ہوا کہ آپ نے یہ قیام ان پر لازم قرار نہیں دیا۔ اور نہ ہی عقاب فرمایا۔ کرمائی فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نماز تراویح سے محفوظ رکھتی ہے۔ اور غنائن رحمت کا باعث بنتی ہے۔

رب کا سیۃ الخ یعنی ایسے باریک کپڑے پہننے والی ہوگی جس سے بدن نظر آتا ہوگا تو قیامت میں اس کو سوتا نما قہری پر عتاب ہوگا۔ یاد دنیا میں مال و دولت کے اعتبار سے غنی ہوں گی اور آخرت کے اعمال صالحہ سے خالی اور فقیر ہوں گی۔

بہر حال رب کا سیۃ الخ سے ایفاظ کا باعث بتلادیا۔ کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اہلیہ محترمہ ہونے کی نسبت سے نماز اور دیگر اعمال صالحہ سے غفلت نہ برتی جائے۔ علامہ کرمائی کے قول کے مطابق یہ ارشاد اگرچہ ازواج مطہرات کے بارے میں صادر ہوا ہے۔ لیکن عموم لفظ کی وجہ سے عام حکم ہے۔
رب نفس کا سیۃ الخ کی تقدیر ہوگی۔

أَنْفُسَنَا بِسَيِّئَاتِنَا۔ تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی یہ التماس نیند اور غفلت کی وجہ سے جو کوتاہی سرزد ہوئی اس سے معذرت کے طور پر ہے۔ یہ نہیں کہ تقدیر کا حوالہ دے کر اپنی جان چھڑائی ہو۔ چونکہ یہ اعتذار مدلل اور میرہن تھا۔ اس لئے اس کو جدال یعنی جھگڑے سے تعبیر فرمایا جبکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو قیام اللیل پر مجبور نہیں کیا۔ کہ ضرور پڑھنا ہے۔ یہ عدم وجوب کی دلیل ہے۔ اگر واجب ہوتا تو جیسے فرائض پر مجبور کیا جاتا ہے۔ اس طرح یہاں بھی ہوتا تو ترجمہ کے دونوں جزر ثابت ہوئے۔ اَلَا فَضْلِيَا سے تکرار اور عدم عتاب سے عدم وجوب ثابت ہوا۔

تشریح از شیخ زکریا۔ شیخ گنگوہیؒ کی توجیہ نہایت ہی لطیف ہے۔ اس لئے کہ نسائی اور طبری میں مفصل روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے ان کو نماز کے لئے جگایا۔ جب یہ لوگ نہ اٹھے اور نہ ان کی حس و حرکت معلوم ہوئی تو آپ دوبارہ تشریف لائے۔ پھر ہمیں جگایا تو نیند کی وجہ سے یہ کوتاہی ہوئی۔ جس پر معذرت کی گئی۔ چنانچہ اسی روایت میں بعد میں ہے کہ حضرت علیؓ فرماتے ہیں۔

فَجَلَسْتُ وَأَنَا أَعْرَافُ عَيْنِي وَأَنَا أَقُولُ وَاللَّهِ مَا نَصَلِي إِلَّا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَنَا رَأْمًا أَنْفُسَنَا بِسَيِّئَاتِنَا لَا فَضْلِيَا كَمَا مَعْنَى لَا تَسْتَطِيعُ أَنْ نَصَلِيَ ضَرْبَ فَخْذٍ لَا عَلَامَهُ لَوْ دُئِيَ فَرَمَاتے ہیں کہ ان پر ہاتھ مارنا تعجب کے طور پر تھا کہ کس قدر جلدی جواب دے دیا آپ نے ان کے اعتذار سے موافقت نہ فرمائی۔ نیز حافظ نے ابن ہلال رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ امام کے لئے لائق نہیں۔ کہ وہ نوافل میں تشدد کرے۔ البتہ رغبت ولا سکتا ہے۔

تشریح از قاسمی۔ مَا سَأَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا بِهِ حَضْرَتُ مَا أَفْطَرُ

اپنے علم اور روایت کے مطابق فرماتی ہیں۔ درہ حضرت امّ ہانیؓ کی روایت گورچکی ہے کہ آپ نے صلوٰۃ ضعی
فیج مکہ کے موقع پر پڑھی اور آپ نے حضرت ابوذرؓ اور ابو ہریرہؓ کو اس کے پڑھنے کی وصیت فرمائی۔ اگر امکان ہو

کہ اس حدیث سے ترجمہ کیسے ثابت ہوا۔ تو کہا جائے گا۔ دھو **مُحِبِّ اِلٰہِ** یہ اس سے معلوم ہوا

کہ آپ صلوٰۃ ضعی کو پسند فرماتے تھے۔ یہ پسند فرمانا ترغیب دینا ہے۔ اس سے ترجمہ کا جز اول ثابت
ہوا۔ اور **لِیَسَّرَ الْعَمَلُ** سے عدم وجوب دوسرا جز ثابت ہوا۔ باب کی آخری روایت تراویح کے بارے

میں ہے۔ آپ کا تین رات تک خود پڑھنا اور آپ کے ساتھ لوگوں کا پڑھنا اس سے ترغیب معلوم ہو گئی اور
بہر چوتھی رات چھوڑ دینا اور فرمانا۔ **خَشِیْتُ اَنْ یُفْرَضَ عَلَیْکُمْ**۔ خطرہ ہے کہ کہیں یہ تراویح تم پر فرض نہ ہو جائے

بَابُ قِیَامِ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اللَّیْلَ حَتّٰی تَرِمَ قَدَمَاہُ وَ
قَالَتْ عَائِشَةُ حَتّٰی تَفْطُرَ قَدَمَاہُ وَالْفُطُورُ الشُّقُوقُ انْفَطَرَتْ اِنْشَقَّتْ۔

ترجمہ۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اتنی رات کو دیر تک قیام کرنا کہ پاؤں سوج جائیں۔ اور
حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ پاؤں پھٹ جاتے تھے۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ فطور کا معنی پھٹنا ہے۔ جیسے
اِذَا السَّمَاءُ انْفَطَرَتْ اِیْ انْشَقَّتْ قرآن مجید میں ہے۔

حدیث نمبر ۱۰۵۹ حَدَّثَنَا أَبُو نَعِیْمٍ اَلْیَمَنِیُّ سَمِعْتُ الْمَغِیْرَةَ یَقُولُ اِنْ كَانَ
النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْقُومُ اَوْ لَیْصِلُ حَتّٰی تَرِمَ قَدَمَاہُ اَوْ سَاقَاہُ
فِیْقَالَ لَہُ فِیْقُولُ اَفَلَا اَکُوْنُ عَبْدًا شَکُوْرًا۔

ترجمہ۔ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ بے شک جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رات
کو کھڑے ہوتے تھے یا نماز پڑھتے تھے تو ان کے دلوں پاؤں یا دونوں پنڈیاں سوج جاتی تھیں۔ پس
آپ سے کہا جاتا کہ آپ اس قدر مشقت کیوں کرتے ہیں۔ حالانکہ قد غفر اللہ تک کہ اللہ نے تو آپ کو
بخش دیا ہے۔ تو آپ فرماتے کیا میں اللہ کا بندہ شکر گزار نہ ہوں اور شکر سبب مغفرت ہے اور
تہجد شکر ہے۔ اس لئے اس کو نہیں چھوڑوں گا۔ مینی۔

بَابُ مَنْ نَامَ عِنْدَ السَّحْرِ

ترجمہ۔ باب اس شخص کے بارے میں جو صبح ہونے سے پہلے سو جائے۔

حدیث نمبر ۱۰۶۰ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللہِ اَلْیَمَنِیُّ اَنَّ عَبْدَ اللہِ بْنَ عَمْرٍو

بْنِ الْعَاصِ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَحَبُّ الصَّلَاةِ إِلَى اللَّهِ صَلَاةُ دَاوُدَ وَأَحَبُّ الصِّيَامِ إِلَى اللَّهِ صِيَامُ دَاوُدَ وَكَانَ يَنَامُ نِصْفَ اللَّيْلِ وَيَقُومُ ثُلُثَهُ وَيَنَامُ سُدُسَهُ وَيَصُومُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ خبر دیتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں محبوب ترین نماز داؤد علیہ السلام کی نماز ہے اور محبوب ترین روزہ داؤد علیہ السلام کا ہے۔ چنانچہ حضرت داؤد علیہ السلام آدھی رات تک سوتے رہتے تھے ثلث رات قیام کرتے اور چھٹے حصے میں سو جاتے تھے۔ اور ایک دن روزہ رکھتے ایک دن افطار کرتے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ ینام سدسہ۔ اسی میں ترجمہ الباب نوم عند السحر ثابت ہوا۔ سدس آخر ہے بوسحری کے وقت ہوتا ہے تو ترجمہ الباب نوم عند السحر ثابت ہوا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حضرت شیخؒ نے جو معنی متعین فرمائے ہیں اس پر قسم کا لفظ بھی دلالت کرتا ہے۔ جو اگرچہ بخاری میں نہیں ہے۔ مگر مسلم میں ہے۔ یرقد شطہ اللیل ثم یقوم ثلث اللیل ثم ینام۔ تو قسم ترتیب کے لئے ہے۔ اس سے ان لوگوں پر رد ہو گیا۔ جو کہتے ہیں ینام سدسہ سے سدس یل اقل مراد ہے۔ کیونکہ داؤد تو ترتیب کے لئے ہوتی نہیں وہ مطلق جمع کے لئے ہے۔ البتہ قسم ترتیب پر دلالت کرتا ہے تو قسم ینام سدسہ یہ قیام کے بعد ہو گا۔ اس وقت سونے میں حکمت یہ ہے۔ کہ نشاط حاصل ہو۔ تھکاوٹ دور ہو جائے۔ صبح کی نماز اور دیگر اذکار نشاط اور سکون کے ساتھ ادا ہوں۔ اور عدم ریا کے بھی اقرب ہے۔

حدیث نمبر ۱۰۶۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ الدَّائِمُ قُلْتُ مَتَى كَانَ يَقُومُ قَالَتْ يَقُومُ إِذَا سَمِعَ الصَّارِخَ۔

ترجمہ۔ حضرت مسروقؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے دریافت کیا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کون سا عمل زیادہ پسند تھا۔ فرمایا ہمیشہ والا۔ پھر میں نے پوچھا۔ کہ آپ رات کو نفل کے لئے کب کھڑے ہوتے تھے۔ فرمایا جب مرغ کی آواز سنتے تو اٹھ کھڑے ہوتے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ چونکہ اس حدیث سے ترجمہ الباب صراحۃً ثابت نہیں ہوتا تھا۔

اس لئے ثبوت ترجمہ کے لئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا دو سہری روایت میں ہے۔ مَا الْفَاحُ السَّحَرُ عِنْدِي
 الْآنَا مِمَّا الْآنَا سِے ترجمہ ثابت فرمایا۔ مگر شیخ المشائخ دہلوی فرماتے ہیں کہ مصنف نے اپنی عادت
 کے مطابق روایت کے بعض محتملات سے ترجمہ ثابت کیا ہے۔ بات یہ ہے کہ صاخر مرغارات کو پہلے تو
 آدھی رات کے وقت آواز کرتا ہے۔ دوسری مرتبہ جب ربع لیل باقی رہ جاتا ہے۔ اور تیسری مرتبہ طلوع
 صبح کے وقت آواز کرتا ہے۔ اس جگہ آخری معنی کا بھی احتمال ہے۔ جیسے کہ اول معنی مراد لئے جاسکتے ہیں تو
 معلوم ہوا کہ صلوٰۃ لیل سے فراغت کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سو جاکر تھے۔ اور صاحب
 بذل نے فرمایا کہ حجاز میں عموماً مرغ نصف لیل کے وقت آواز کرتا ہے۔ تو نصف لیل میں اٹھا بعد ازاں ثلث
 لیل قیام کرنا۔ بقیہ سدرس میں نیند کرنا ثابت ہوا۔ تو آپ کی نیند ثلث لیل والی دوسرے میں تقسیم ہوگی۔
 الحاصل صیاح دیک میں اختلاف ہوا۔ بعض فرماتے ہیں کہ وہ نصف لیل کی آواز ہے۔ بعض
 سحر کے وقت کی آواز کو کہتے ہیں۔ میرے نزدیک تو اس روایت میں پہلے معنی مراد ہیں۔ لیکن امام بخاری
 کا میلان دوسرے معنی کی طرف ہے۔ تو مسروق کی روایت ترجمہ پر اس طرح دلالت کرے گی۔ اِذَا سَمِعَ
 الصَّارِخَ قَامَ ثُمَّ يَنَامُ إِلَى السَّحَرِ يَعْنِي نِصْفَ لَيْلٍ كَقَوْلِهِ قَامَ قَبْلَ سَحَرٍ
 سوتے رہتے۔

حدیث نمبر ۱۰۶۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ الْأَعْنِي الْأَشْعَثُ قَالَ إِذَا

سَمِعَ الصَّارِخَ قَامَ فَصَلَّى۔

ترجمہ۔ حضرت اشعث فرماتے ہیں کہ جب مرغ کی آواز سنتے تو اٹھ کھڑے ہوتے اور نماز پڑھتے۔

حدیث نمبر ۱۰۶۳۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْأَعْنِي عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ

عَنْهَا قَالَتْ مَا الْفَاحُ السَّحَرُ عِنْدِي إِلَّا نَائِمًا تَعْنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ آپ کو سحر میرے نزدیک اس حال میں باقی کہ آپ سوتے
 والے ہوتے تھے۔ اور آپ کا یہ سونا قیام لیل کے بعد ہوتا تھا۔

بَابُ مَنْ تَسَحَّرَ فَلَمْ يَمُحِّصْ حَتَّى صَلَّى الصُّبْحَ

ترجمہ۔ باب اس شخص کے بارے میں جو سحر کرے اور اس وقت تک نہ سوتے جب تک صبح کی نماز نہ پڑھے۔

حدیث نمبر ۱۰۶۴۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ تَسَحَّرَا فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ سُحُورِهِمَا قَامَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الصَّلَاةِ فَصَلَّيْنَا فَقُلْنَا لِأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ كَمْ كَانَ بَيْنَ فَرَائِهِمَا مِنْ سُحُورِهِمَا وَذُخُولِهِمَا فِي الصَّلَاةِ قَالَ كَقَدَرِ مَا يَقْرَأُ الرَّجُلُ خَمْسِينَ آيَةً۔

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالک سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت زید بن ثابتؓ اٹھنے سحری کھاتے تھے۔ جب اپنے سحر سے فارغ ہوتے تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے۔ پھر دونوں نماز پڑھتے۔ حضرت قتادہؓ فرماتے ہیں۔ میں نے حضرت انسؓ سے پوچھا کہ سحر سے فارغ ہونے اور نماز میں شروع ہونے کے درمیان کتنا فاصلہ ہوتا تھا۔ فرمایا اتنی مقدار جس میں کوئی شخص سچاس آیت کی قرأت کرتا ہے۔

تشریح از قاسمی۔ روایت باب سے ثابت ہوا کہ سحر کا سونا ضروری نہیں ہے۔ نماز صبح کے بعد سو سکتا ہے۔

بَابُ طُولِ الصَّلَاةِ فِي قِيَامِ اللَّيْلِ

ترجمہ۔ رات کے اٹھنے میں نماز کو لمب کرنے کے بیان میں۔

حدیث نمبر ۱۰۶۵۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً فَلَمْ يَزَلْ قَائِمًا حَتَّى هَمَمْتُ بِأَمْرٍ سَوْءٍ قُلْنَا مَا هَمَمْتَ قَالَ هَمَمْتُ أَنْ أَقْعُدَ وَأَذَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ترجمہ۔ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ ایک رات میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی۔ پس آپؐ اتنی دیر کھڑے رہے کہ میں نے برے امر کا ارادہ کر لیا۔ ہم نے ان سے پوچھا۔ آپؐ نے کس چیز کا قصد کر لیا۔ فرمایا کہ میں نے قصد کر لیا تھا کہ میں بیٹھ جاؤں اور جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جھوٹے دوں۔

حدیث نمبر ۱۰۶۶۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ عَنْ حَذِيفَةَ أَنَّ النَّبِيَّ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا قَامَ لِلتَّهَجُّدِ مِنَ اللَّيْلِ يَشْوِضُ فَاةً بِالسَّوَالِ
ترجمہ۔ حضرت حذیفہؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو تہجد کے لئے
کھڑے ہوتے تو منہ پر سواک ملتے تھے۔

تشریح از قاسمی ہمت با مر سوء۔ علامہ کرمائیؒ فرماتے ہیں۔ اگر اشکال پیدا ہو کہ نوافل
میں مع القدرة علی القيام قعود جائز ہے۔ تو امر سور کیسے ہوا۔ جواب یہ ہے کہ اصل میں ترک ادب اور
مخالفت بزرگان امر سور ہے۔ معلوم ہوا کہ بزرگوں اور ائمہ کے ساتھ ادب سے پیش آنا چاہیے۔ ان کی
مخالفت نہ کرنی چاہیے۔

تشریح از شیخ نگلوہی۔ حضرت حذیفہؓ کی روایت میں يَشْوِضُ فَاةً بِالسَّوَالِ قِیَام
کو لمبا کرنے میں سواک معین ہے۔ لہذا اس سے ترجمہ ثابت ہوگا۔

تشریح از شیخ زکریا۔ یہ باب بھی امام بخاریؒ کے ان ابواب مشککہ میں سے ہے جس نے شرح
کو پریشان کر دیا۔ کہ حضرت حذیفہؓ کی یہ روایت ترجمہ اباب کے مناسب نہیں۔ لہذا اس کو یہاں نہیں لانا
چاہیے تھا۔ بعض حضرات نے تو کہہ دیا کہ کاتب کی غلطی کی وجہ سے اندراج ہو گیا۔ بعض نے کہا امام بخاریؒ
حدیث کی چھانٹی کرنا چاہتے تھے۔ لیکن موت نے وقفہ نہ دیا۔ اور بعض نے کہا اذا قَامَ لِلتَّهَجُّدِ کی وجہ سے
اس کو داخل کیلئے۔ کیونکہ اس کے معنی ہیں اذا قَامَ لِعَادَتِهِ اور دوسری حدیث سے آپ کی عادت طول قیام
کی ثابت ہے۔ اور لفظ تہجد بھی شب بیداری پر دال ہے۔ اور بعض کا خیال ہے کہ امام بخاریؒ مسلم کی حضرت
حذیفہؓ والی اس روایت کی طرف اشارہ فرما گئے۔ جس میں ہے۔ صَلَّى مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لَيْلَةَ فَقَرَّ سُورَةُ الْبَقَرَةِ وَالْإِمْرَانُ وَالنِّسَاءُ فِي رَكْعَةٍ إِلَى آخِرِ الْحَدِيثِ۔ جس سے
طوالت قیام معلوم ہوتا ہے۔ مگر چونکہ وہ روایت ان کی شرط کے مطابق نہیں تھی۔ اس لئے اس کو داخل نہیں
کیا۔ اور حدیث کا کچھ حصہ بیان کر کے بقیہ پر تنبیہ فرمادی۔ اور علامہ کرمائیؒ اس طرح توجیہ کرتے ہیں۔ کہ
سواک جو قیام لیل کا متمم ہے۔ جب آپؐ اس کو نہیں چھوڑتے تھے۔ تو طول قیام جو سواک سے اہم ہے اس کو
کیسے چھوڑ دیں گے۔

الغرض کہ علامہ عینیؒ نے ان سب توجیہات کو ذکر کرنے کے بعد فرمایا کہ یہ سب تکلفات ہیں۔ ان
میں کوئی فائدہ نہیں۔ پھر خود امام بخاریؒ کی طرف سے معذرت کہتے ہوئے فرمایا کہ ترجمہ یوں تھا۔ طول القیام

فِي صَلَاةِ اللَّيْلِ. جس کو حضرت حذیفہؓ کی حدیث سے اس طرح ثابت کیا کہ اس میں قیام للہجہ اور تہجد فی اللیل طول صلوة سے اور طول صلوة طول قیام سے ہوتا ہے۔ اگرچہ رکوع و سجود بھی طویل ہوتے ہیں۔ مگر یہ بھی مکلف سے خالی نہیں۔ علامہ سندھویؒ فرماتے ہیں مسواک ملنا اہتمام صلوة کے لئے تھا تو جو شخص مسواک کا اہتمام کرتا ہے وہ تطویل جیسے احسن اس کا اہتمام کیوں نہیں کرے گا۔ اور مولانا محمد حسن مکیؒ فرماتے ہیں کہ یشووص میں ترجمہ ہے۔ کیونکہ شوص نم سے دماغ کھلتا ہے اور تیقظ حاصل ہوتا ہے۔ جو طول قیام میں معاون بنتا ہے۔ تو شوص نم طول قیام کے لئے ہوا۔ اس طرح ترجمہ ثابت ہوا۔ شیخ گنگوہیؒ بھی یہی فرما رہے ہیں۔ طلباً

لَا طَالَةَ الْقِيَامَ
بَابُ كَيْفِ صَلَاةِ اللَّيْلِ وَكَيْفَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي بِاللَّيْلِ

ترجمہ۔ رات کی نماز کیسے ہوتی ہے۔ جناب بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رات کو کیسے نماز پڑھتے تھے۔
حدیث نمبر ۱۰۶۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ إِنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ صَلَاةُ اللَّيْلِ قَالَ مَثْنَى مَثْنَى فَإِذَا اخْفَئَ الصُّبْحُ فَأَوْتِرْ بِوَاحِدَةٍ۔

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ رات کی نماز کیسے پڑھی جائے۔ فرمایا دو دو رکعت پڑھو۔ جب صبح ہونے کا خوف ہو تو ایک رکعت ملا کر اسے وتر بنا لو۔

حدیث نمبر ۱۰۶۸۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ صَلَاةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَ عَشْرَةِ رَكَعَةٍ يَعْنِي بِاللَّيْلِ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رات کے وقت جناب بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز تیرہ رکعت ہوتی تھی (۲ آٹھ تہجد۔ تین وتر۔ دو سنت فجر)۔

حدیث نمبر ۱۰۶۹۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاللَّيْلِ فَقَالَتْ سَبْعٌ وَتِسْعٌ وَاحِدَايَ عَشْرَةَ سِوَى رَكَعَتَيِ الْفَجْرِ۔

ترجمہ۔ حضرت مسروقؓ فرماتے ہیں۔ میں نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے رات کے وقت جناب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے متعلق دریافت کیا۔ تو انہوں نے فرمایا کہ کبھی تو فجر کی دو رکعتوں کے علاوہ سات رکعت ہوتی تھیں۔ کبھی نو اور کبھی گیارہ

حدیث نمبر ۱۰۷۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً مِنْهَا الْوُتْرُ وَرَكْعَتَا الْفَجْرِ۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رات کو تیرہ رکعات نماز پڑھتے تھے۔ ان میں وتر اور فجر کی دو رکعت بھی ہوتی تھیں۔

تشریح از قاسمی۔ حضرت عائشہ اور ابن عباسؓ کی روایات باب سے معلوم ہوا کہ صلوٰۃ اللیل تیرہ رکعات سے زائد نہیں ہوتی تھیں۔ اس میں وتر اور رکعتی الفجر شامل ہے۔ البتہ کبھی کبھی ٹنگی اور وسعت وقت یا دیگر اعداد کی وجہ سے کمی بیشی ہوتی رہتی تھی۔ کبھی چار رکعت۔ کبھی چھ رکعت اور کبھی آٹھ رکعت جبکہ نماز پڑھتے تھے۔ بوڑھاپے کی وجہ سے بھی نمازیں تخفیف ہو جاتی تھی۔

بَابُ قِيَامِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاللَّيْلِ وَنَوْمِهِ وَمَا سُخِّحَ مِنْ قِيَامِ اللَّيْلِ وَقَوْلُهُ يَا أَيُّهَا الْمُرْسَلُ قُمْ اللَّيْلَ إِلَّا قَلِيلًا نَصْفُهُ إِلَى قَوْلِهِ سَبْحًا طَوِيلًا وَقَوْلِهِ عَلَيْهِ أَنْ لَنْ تُحْصَوْهُ فَتَابَ عَلَيْكُمْ إِلَى قَوْلِهِ وَاسْتَغْفِرُوا لِلَّهِ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ نَشَأَ قَامَ بِالْحَبَشِيَّةِ وَطَأَ مَوَاطِئَ الْقُرْآنِ أَشَدَّ مُوَافَقَةً لِسَمْعِهِ وَبَصَرِهِ وَقَلْبِهِ لِيُؤَا طِئُوا لِيُؤَا فِقُوا۔

ترجمہ باب۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا رات کو قیام کرنا اور آپ کا سونا۔ اور یہ کہ قیام اللیل کا وجوب آپ سے منسوخ کر دیا گیا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ اے کھلی اور ڈھنے والے پیغمبر رات کو اٹھئے مگر تھوڑا سا حصہ آدھا یا ثلث الپھر فرمایا اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ تم لوگ اس کی طاقت نہیں رکھتے اس لئے اللہ تعالیٰ نے تم پر رجوع فرمایا۔ اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگو۔ بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔ حضرت ابن عباسؓ تفسیر بیان فرماتے ہیں کہ نشأ کے معنی قام کے ہیں۔ حبشی زبان میں۔ اور وطاء کے معنی موافقہ للقرآن کے ہیں۔ اشد وطاء ای اشد موافقہ۔ کان۔ آکھ اور دل کے

موافق ہے۔ دوسری جگہ قرآن میں سیوا طو واپے۔ جس کے معنی یوافقوا آتے ہیں۔

حدیث نمبر ۱۰۰۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْأَعْمِيُّ عَنْ جُمَيْدٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسًا يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْطِرُ مِنَ الشَّهْرِ حَتَّى نَفُتَ أَنْ لَا يَصُومَ مِنْهُ وَيَصُومُ حَتَّى نَفُتَ أَنْ لَا يَفْطِرَ مِنْهُ شَيْئًا وَكَانَ لَا تَشَاءُ أَنْ تَرَاهُ مِنَ اللَّيْلِ مُصَلِّيًا إِلَّا رَأَيْتَهُ وَلَا نَامًا إِلَّا رَأَيْتَهُ تَابَعَهُ سُلَيْمَانُ وَأَبُو خَالِدٍ الْأَسْمَدِيُّ عَنْ جُمَيْدٍ -

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ اگر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارک تھی کہ ہر مہینہ سے اتنا افطار کرتے کہ ہم سمجھتے کہ اب آپ روزہ نہیں رکھیں گے اور روزہ رکھنا شروع کرتے تو ہم سمجھتے کہ اب آپ اس مہینہ سے کچھ بھی افطار نہیں کریں گے۔ اور اگر آپ کو رات کے وقت نماز پڑھنا دیکھنا چاہتے تو آپ تہجد نماز میں ملے۔ اگر سوتا دیکھنا چاہتے تو سوتے ہوئے ملے۔ تشریح از قاسمی۔ گویا کہ آپؐ نہ مہینہ بھر روزے رکھتے نہ مہینہ بھر افطار کرتے۔ کچھ روزہ اور کچھ افطار ہوتا۔ اسی طرح نہ ساری رات عبادت میں مصروف رہتے۔ کہ سونے کا وقت نہ ملے اور نہ ساری رات سوتے کہ عبادت کے لئے نہ اٹھتے۔ بلکہ کچھ وقت رات عبادت میں اور کچھ نیند میں گزارتے تھے۔

تشریح از شیخ گنگوہی۔ اشد و طاً بکسر الواو۔ امام بخاریؒ نے اسی قرأت پر آیت کی تفسیر کی ہے۔ جس کے معنی موافقت کے ہیں۔ اور ترجمہ سے یہ ظاہر ہے کہ قیام اللیل کا وجوب جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور امت دونوں کے حق میں منسوخ ہے۔

تشریح از شیخ زکریا۔ اشد و طاً بکسر الواو مصدر ہے۔ کہ جس کے معنی امام بخاریؒ نے موافقت کے بیان فرمائے ہیں۔ اور بفتح الواو کی قرأۃ بھی ہے۔ جس کے معنی ثقل کے ہیں۔ تفسیر یہ ہوگی۔ ابلغ فی القیام و ابین فی القول۔ علامہ کرمائیؒ نے دونوں قرأتوں کی صورت میں یہ معنی بیان کئے ہیں۔ اشد ثباتاً للقدم و رسوخاً فی العبادۃ۔

ما نسخ من قیام اللیل۔ قیام النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کے بعد ما نسخ کہنا یہ اسی پر دال ہے کہ نسخ وجوب قیام جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور امت دونوں کے حق میں

اور مسلم کی روایت سے بھی ظاہر ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ ان اللہ افترض قیام اللیل فی اول هذه السورة ای یا ایہا المزمّل فقام النبی صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ حَوْلاً حَتّٰی انزل اللہ فی آخر هذه السورة التخفيف فصار قیام اللیل تطوعاً بعد فرضیتہ۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے یا ایہا المزمّل کے ادائل سے قیام اللیل فرض کر دیا۔ چنانچہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب سال بھر تک قیام کرتے رہے۔ یہاں تک کہ آخر سورت میں اللہ تعالیٰ نے تخفیف نازل فرمائی۔ تو فرضیت کے بعد قیام اللیل نفل رہ گیا۔ الحدیث۔ اس سے بھی عہوم معلوم ہوتا ہے۔ اور بھی دلائل ذکر کئے جاتے ہیں۔

بَابُ عَقْدِ الشَّيْطَانِ عَلَى قَافِيَةِ الرَّأْسِ إِذَا الْهَرُيَصَلُّ بِاللَّيْلِ
ترجمہ۔ جب کوئی شخص رات کو نماز نہ پڑھے تو شیطان اس کی گدھی پر گرہ لگا دیتا ہے جس سے وہ سست ہو جاتا ہے۔

حدیث نمبر ۱۰۷۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَعْقِدُ الشَّيْطَانُ عَلَى قَافِيَةِ رَأْسِ أَحَدِكُمْ إِذَا هُوَ نَامَ ثَلَاثَ عُقَدٍ يَضْرِبُ عِنْدَ كُلِّ عُقْدَةٍ عَلَيْكَ لِيلٌ طَوِيلٌ فَأَرْقُدُ فَإِنْ اسْتَيْقَظَ فَذَكَرَ اللَّهَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ فَإِنْ تَوَضَّأَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ فَإِنْ صَلَّى انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ فَأَصْبَحَ نَشِيطًا طَيِّبَ النَّفْسِ وَإِلَّا أَصْبَحَ خَبِيثَ النَّفْسِ كَسَلَانَ۔

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی ایک سوتا ہے تو شیطان اس کی گدھی پر تین گرہیں لگاتا ہے۔ اور ہر گرہ لگانے پر کہتا ہے۔ سو جا ابھی لمبی رات ہے۔ پس اگر وہ جاگ اٹھا اور اللہ کا ذکر کیا تو ایک گرہ کھل جاتی ہے۔ پھر اگر وضو کیا تو دوسری گرہ کھل جاتی ہے۔ پھر اگر نماز پڑھ لی تو تیسری گرہ بھی کھل جاتی ہے۔ تو وہ صبح کو خوش حال اور اچھے جی والا ہو کر اٹھتا ہے۔ ورنہ وہ بُرے جی والا اور سست ہو کر اٹھتا ہے۔

حدیث نمبر ۱۰۷۳۔ حَدَّثَنَا مُؤَمِّلُ بْنُ هِشَامٍ عَنْ شَاوِزَةَ بْنِ جُنْدُبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الرُّؤْيَا قَالَ أَمَّا الَّذِي يُثْلَغُ رَأْسُهُ بِالْحَجَرِ فَإِنَّهُ يَأْخُذُ الْقُرْآنَ فَيَرِي فِيهِ وَيَنَامُ عَنِ الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ۔

ترجمہ۔ حضرت سمرہ بن جندبؓ جناب بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے خواب کے بارے میں روایت کرتے ہیں کہ جس کو خواب میں دیکھا کہ اس کا سر پتھر کے ساتھ کچلا جا رہا ہے۔ تو یہ وہ شخص ہے جس نے قرآن مجید کو حفظ کیا۔ پھر اس کو چھوڑ دیتا ہے اور فرض نماز میں بھی سویا رہتا ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ ظاہر حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ شیطان ہر سونے والے کی گدی پر گمرہ لگاتا ہے۔ پس جس نے نماز پڑھ لی اس کی گرہیں کھل گئیں۔ جس نے نہ پڑھی اس کی نہ کھلیں۔

خبیث النفس۔ اگر کسی نمازی کو اس خبیث نفس اور کسلان کا احساس نہ ہو۔ جو اس کی نماز کے اثر کی کمزوری کا نتیجہ ہے۔ اور اس پر مبنی ہے کہ اس کی نماز ابھی درجہ قبول کو نہیں پہنچی۔ اگر وہ نماز کو تمام رعایات کے ساتھ ادا کرتا تو اس کی نماز درجات قبول کو پہنچ جاتی پس ایسا کبھی نہ ہوتا کہ اس کی نماز کا اثر ظاہر نہ ہو۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ ظاہر حدیث سے عموم معلوم ہوتا ہے۔ جیسا کہ شیخ گنگوہیؒ فرماتے ہیں۔

لیکن امام بخاریؒ نے اسے **من یصل** کے ساتھ مقید کر دیا۔ اس لئے شراح نے اعتراض کیا۔ کہ روایت ترجمۃ الباب کے مناسب نہیں ہے۔ جس کا ابن رشید نے جواب دیا کہ ترجمۃ الباب یوں ہے۔ باب بقاء عقد الشیطان ^{الذی} یعنی اگر وہ تو سب کو لگتی ہے۔ لیکن غیر نمازی پر باقی رہتی ہے نمازی کی کھل جاتی ہے۔ کرمائی اور رازیؒ کی بھی یہی رائے ہے۔ حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ ترجمہ میں جو صلوٰۃ منفی ہے۔ وہ صلوٰۃ عشاء ہے۔ تو تقدیر عبارت ہوگی۔ **اذا لم یصل العشاء**۔ اور اس کے بعد حضرت سمرہ بن جندبؓ

کی روایت کے لانے کا راز بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ اس میں ہے۔ **وینام عن الصلوٰۃ المکتوبہ اعنی العشاء**۔ لیکن اس پر اشکال ہوگا۔ کہ ذکر تو صلوٰۃ اللیل کا ہو رہا تھا۔ صلوٰۃ العشاء کہاں سے آگئی۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث شریف میں ہے۔ **من صلی العشاء فی جماعة کان من قام نصف اللیل**۔ تو جب کسی شخص نے عشاء کی نماز جماعت سے ادا کی تو قیام اللیل اس پر صادق آگیا۔ اس لئے اس کی گرہ کھل جائے گی۔ اگرچہ علامہ عینیؒ نے حافظ ابن حجرؒ کی اس توجیہ پر پھر تنقید کی ہے۔ اور حدیث کو عموم پر رکھا ہے۔ لیکن علامہ قسطلانیؒ نے بھی حافظؒ کی تائید کی ہے۔ اور صلوٰۃ منفی کو عشاء کے ساتھ مختص کیا ہے۔ اگرچہ ظاہر حدیث سے عموم معلوم ہوتا ہے۔

عند الشیطان کے بارے میں حافظؒ کا تو کہنا ہے کہ یہ حقیقت پر محمول ہے۔ جیسے ساحرین اور تعویذ گنڈے والے مرد اور عورتیں ایسا کرتی ہیں۔ اور بعض نے اس کو مجاز پر محمول کیا ہے۔ کہ فعل شیطان

بِالنَّائِمِ كَوَفْلِ السَّاحِرِ بِالْمَسْرُوعِ تَشْبِيهِ دِي هے تو پیچھے مسرور کام سے رک جاتا ہے۔ ایسے نائم بھی نماز سے رک جاتا ہے۔ اور بعض نے کہا کہ عقد سے قلب مراد ہے۔ کہ شیطان قلب میں یل طویل کے دوسرے ڈالتا ہے۔ اس لئے وہ نائم قیام سے رک جاتا ہے۔

خبیث النفس کسلان ہذا باعتبار اکثر المصلین۔ یعنی اکثر نمازیوں پر اس کا اثر ظاہر ہوتا ہے۔ شیخ فرماتے ہیں کہ میرا تجربہ ہے۔ جو شخص ایک مرتبہ نماز پڑھے اور دوسری دفعہ نہ پڑھے۔ تو دونوں میں اسے واضح فرق محسوس ہوگا۔

لَمَّا تَخَلَّفَ عَنْهَا اِشْرَهٗ۔ قرآن مجید میں إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ ہے۔ اور ابن مسعودؓ کی روایت ہے۔ انہا لا تنفع الا من اطاعها۔ یعنی نماز اس کو فائدہ دے گی۔ جو نماز کے تقاضے پورے کرے۔ ورنہ نماز منہ پر ماری جائے گی۔ تِلْكَ صَلَاةُ الْمُنَافِقِ وَغَيْرِهِ۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ اَمَّا الَّذِي يَشْلَخُ رَأْسَهُ۔ اس حدیث کو باب قیام القیام میں اس مناسبت سے لایا گیا ہے کہ قاری قرآن اس کو تہجد اور نوافل میں پڑھتا ہے۔ تو مناسب تھا کہ جو ترک قرآن کرتا ہے اس کو وعید سنائی جائے۔ کہ اس حافظ قرآن نے قرآن کو یہاں تک ترک کر دیا کہ نوافل تو نوافل رہے۔ یہ فرض نمازیں بھی نہیں پڑھتا۔ اس لئے وہ اس وعید کا مستحق ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حدیث اور ترجمہ میں جو مناسبت شیخ گنگوہیؒ نے بیان فرمائی ہے۔ یہ شراح کی سب توجیہات سے بہتر ہے۔ اس لئے کہ امام بخاریؒ کے تراجم میں یہ بھی عادت ہے۔ کہ وہ تراجم میں اضداد کو ذکر فرماتے ہیں۔

فَيَرَىٰ فَرْصَهُ کے معنی ہوں گے کہ وہ قرآن کو پڑھنا چھوڑ دیتا ہے۔ حتیٰ کہ تہجد میں بھی نہیں پڑھتا۔ بلکہ فرائض میں بھی نہیں پڑھتا۔ تو اس طرح وعید دونوں امور پر ہوگی۔ ترک تہجد اور ترک مکتوبہ دونوں پر صرف تہجد پر نہیں ورنہ اس کا وجوب لازم آئے گا۔ اور جو لوگ صرف ترک تہجد پر وعید کو مرتب کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک ترجمہ سے حدیث کی مطابقت اس طرح ہوگی۔ کہ عقد شیطان ایک غفلت اور شیطان کا اتباع ہے جو ترک تہجد سے حاصل ہوتا ہے۔

بَابُ اِذَا نَامَ وَلَمْ يَصِلْ بِالِ الشَّيْطَانِ فِيْ اُذُنِهٖ

ترجمہ: جب کوئی شخص سو جائے اور نماز نہ پڑھے تو شیطان اس کے کان میں پیشاب کر دیتا ہے۔

حدیث نمبر ۱۰۷۰۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ قَالَ ذُكِرَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ فَقِيلَ مَا زَالَ بَائِمًا حَتَّى اَصْبَحَ مَا قَامَ اِلَى الصَّلَاةِ فَقَالَ بَالَ الشَّيْطَانُ فِيْ اُذُنِهِ۔

ترجمہ۔ حضرت عبد اللہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی کا ذکر کیا گیا۔ چنانچہ کہا گیا کہ وہ برابر سو یا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ صبح ہو جاتی ہے تو وہ نماز کے لئے بھی نہیں اٹھتا۔ آپؐ نے فرمایا شیطان اس کے کان میں پیشاب کر گیا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ اس جگہ نماز سے فرض نماز مراد ہے۔ پھر قیام اللیل میں اس روایت کا لانا اس بنا پر ہو گا کہ اس کی نیند ساری رات کو حاوی رہی۔ نہ تو اس نے تہجد پڑھی اور نہ ہی فرض نماز ادا کی۔ اور نماز بھی اسی ترک مکتوبہ پر مرتب ہے۔ ترک تہجد میں نہیں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ بَالَ الشَّيْطَانِ۔ خطابی فرماتے ہیں کہ یہ تمثیل و تشبیہ ہے۔ کہ غافل کی مثال ایسے شخص کی طرح ہے۔ جس کی سمیع اور بصر مسخ ہو چکی ہو۔ اگر حقیقت پر محمول کیا جائے تو کوئی متبع نہ نہیں۔ اس لئے کہ شیطان کے لئے اکل۔ شرب۔ ضراط وغیرہ ثابت ہیں۔ اور بعض نے کہا کہ یہ استخفاف سے کنایہ ہے۔ بال علیہ استخفاف۔ امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ حکم اور القیاد سے استعارہ ہے۔ اور بعض نے کہا کہ شیطان اس کے کانوں کو باطل سے بھر دیتا ہے۔ تنبیہ نہیں ہوتا۔ خاص طور پر اذن کا ذکر کیا گیا۔ حالانکہ نیند کے مناسب تو آنکھ ہے۔ تو کہا گیا کہ یہ ثقل نوم سے کنایہ ہے۔ جیسے ضربت علویؑ اذانیہم کہ جس سے مسماع بالکل بند ہو گئے۔ انتباہ کی کوئی صورت باقی نہ رہی۔ اور بول کی تخصیص اس لئے کی گئی کہ وہ اسرع نفوذ ہے۔ رگوں میں سرایت کر کے سارے اعضاء میں مستی پیدا کر دیتا ہے۔

لم یصل۔ اگرچہ عام ہے۔ مگر حدیث بول شیطان فرض نماز کے بارے میں ہے تہجد کے بارے میں نہیں ہے۔ لیکن اس طرح کی نیند فوت تہجد کو بھی مستلزم ہے۔ تو جیسے ثلغ راس۔ رفض قرآن اور نوم عن المکتوبہ پر مرتب تھا ترک تہجد پر مرتب نہیں تھا۔ مگر رفض قرآن کو عام کیا گیا باقی عقد شیطان کو ترک تہجد پر بول شیطان کو ترک فرض پر اس لئے مرتب کیا گیا کہ بول شیطان شخص ہے۔ اس لئے وہ ترک فرض کے مناسب ہے۔

حَتَّىٰ اصْبَحَ اِی حَتَّى دَخَلَ فِی الصَّبَاحِ مَا قَامَ اِلَى الصَّلَاةِ اِی اِلَى صَلَاةِ الْفَجْرِ۔ اور بعض نے کہا۔ الصَّلَاةِ میں الف لام مہمہ کا ہے۔ اس سے صلوٰۃ یل مراد ہے۔ تو اس صورت میں حدیث کی باب سے مناسبت واضح ہو جائے گی۔

بَابُ الدُّعَاءِ وَالصَّلَاةِ مِنْ اٰخِرِ اللَّیْلِ وَقَالَ کَاْنُوْا قَلِیْلًا مِّنَ اللَّیْلِ مَا یُمْجِعُوْنَ یَسْأَلُوْنَ

ترجمہ۔ رات کے آخری حصہ میں دعا کرنا۔ نماز پڑھنا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ وہ لوگ رات کو تھوڑا سوتے ہیں۔ بجمعوں کے معنی نیاموں کے ہیں۔

حدیث نمبر ۱۰۷۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُسْلِمَةَ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ یَاْئِزِلْ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالٰی کُلَّ لَیْلَةٍ اِلَى السَّمَاءِ الدُّنْیَا حِیْنَ یَنْقُ ثُلُثُ اللَّیْلِ الْاٰخِرُ یَقُوْلُ مَنْ یَّدْعُوْنِیْ فَاَسْتَجِیْبَ لَهٗ مَنْ یَسْأَلُنِیْ فَاُعْطِیْهُ مَنْ یَسْتَغْفِرُنِیْ فَاَغْفِرَ لَهٗ۔

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ہر رات آسمان دنیا کی طرف اترتے ہیں۔ جب کہ رات کا آخری تیسرا حصہ باقی ہوتا ہے۔ تو فرماتے ہیں جو مجھ سے دعا مانگے۔ میں اس کی دعا قبول کروں گا۔ جو مجھ سے کسی چیز کا سوال کرے۔ وہ میں اسے دے دوں گا۔ اور جو میرے سے گناہوں کی معافی مانگے میں اس کی بخشش کروں گا۔

تشریح از قاسمی۔ نزول سے اللہ تعالیٰ اکی رحمت اور تجلی کا نزول مراد ہے۔ حدیث میں اگرچہ دعا کا ذکر ہے صلوٰۃ کا نہیں ہے۔ مگر عموماً دعا۔ واستغفار اور سوال کی اجابت اور قبولیت نماز کے بعد ہی ہوتی ہے۔ لہذا اسی طرح دعا اور صلوٰۃ حدیث سے ثابت ہوئے۔

بَابُ مَنْ نَامَ اَوَّلَ اللَّیْلِ وَاٰخِرُہٗ وَقَالَ سَلَمَانَ لِاَبِی الدُّرْدَاءِ نَمَ فَمَا کَانَ مِنْ اٰخِرِ اللَّیْلِ قَالَ قُمْ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَدَقَ سَلَمَانُ

ترجمہ۔ باب اس شخص کے بارے میں جو رات کے اوّل حصہ میں سوتا ہے۔ اور آخری حصہ کو زندہ رکھتا ہے۔ یعنی اس میں نماز اور ذکر اذکار کو تلبہ۔ حضرت سلمان فارسیؓ نے حضرت ابو الدرداءؓ سے فرمایا۔ سو جاؤ جب

رات کا آخری حصہ ہوا تو فرمایا اٹھو اب عبادت کرو۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
حضرت سلمانؓ نے سچ فرمایا۔

حدیث نمبر ۱۰۷۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ سَأَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا كَيْفَ كَانَ صَلَاةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاللَّيْلِ قَالَتْ كَانَتْ يَنَامُ أَوَّلَهُ وَيَقُومُ آخِرَهُ فَيُصَلِّي ثَلَاثِينَ رُكْعًا إِلَى فِرَاشِهِ فَإِذَا آذَنَ الْمُؤَذِّنُ وَتَبَّ فَإِنْ كَانَتْ بِهِ حَاجَةٌ اغْتَسَلَ وَالْأَتَوَضَّأَ وَخَدَجَ .

ترجمہ۔ حضرت اسودؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے پوچھا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کی نماز کیسے ہوتی تھی۔ فرمایا کہ رات کے پہلے حصہ میں نیند فرماتے تھے۔ آخری حصہ میں اٹھ کر نماز پڑھتے۔ پھر اپنے بستر کی طرف واپس آجاتے۔ پس جب مؤذن اذان دیتا۔ تو جلدی اٹھ کھڑے ہوتے۔ اگر آپ کو کسی گھر والی سے حاجت ہوتی تو اس کو پورا کر کے غسل فرماتے ورنہ وضو کرتے اور پھر باہر تشریف لے جاتے۔

تشریح از قاسمی۔ ترجمہ میں جو حضرت سلمانؓ اور ابوالدرداءؓ کا واقعہ ذکر کیا ہے۔ وہ طویل حدیث

کا کھڑا ہے۔ جس کو امام بخاریؒ نے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے۔ جس میں ہے۔ ان لربك عليك حقًا ولنفسك عليك حقًا ولأهلك عليك حقًا فأعط كل ذي حق حقه یعنی تیرے رب کا بھی تجھ پر حق ہے۔ تیرے نفس کا بھی تجھ پر حق ہے۔ تیری بیوی کا بھی تجھ پر حق ہے۔ ہر حق والے کی حق رسی کمرنی چاہیے۔ جس پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت سلمانؓ نے سچ فرمایا۔

بَابُ قِيَامِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاللَّيْلِ فِي رَمَضَانَ وَغَيْرِهِ
ترجمہ۔ رمضان اور غیر رمضان میں رات کے وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام کرنا۔

حدیث نمبر ۱۰۷۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ

كَيْفَ كَانَتْ صَلَاةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَمَضَانَ فَقَالَتْ مَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزِيدُ فِي رَمَضَانَ وَلَا فِي غَيْرِهِ عَلَى إِحْدَى عَشْرَةِ رُكْعَةً يُصَلِّي أَرْبَعًا فَلَا تَسْأَلُ عَنْ حُسْنَيْنِ وَطَوِيلَيْنِ ثُمَّ يَصَلِّي أَرْبَعًا فَلَا تَسْأَلُ عَنْ حُسْنَيْنِ وَطَوِيلَيْنِ ثُمَّ يَصَلِّي ثَلَاثًا قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَتَانَا قَبْلَ أَنْ تَوْتِرَ فَقَالَ

يَا عَائِشَةُ إِنَّ عَيْنَيَّ تَنَامَانِ وَلَا يَنَامُ قَلْبِي -

ترجمہ۔ حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے دریافت کیا کہ رمضان شریف کی راتوں میں آپؓ کی نماز کیسے ہوتی تھی۔ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھتے۔ چنانچہ چار رکعت پڑھتے تو آپؓ ان کی خوب صورتی اور طول کے متعلق مت پوچھو۔ میں بیان نہیں کر سکتی۔ پھر چار رکعت اور پڑھتے تو ان کی خوب صورتی اور لمبائی کے متعلق مت پوچھو۔ بعد ازاں تین رکعت دتر پڑھتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ میں نے پوچھا یا رسول اللہ کیا آپؐ دتر سے سو جایا کرتے ہیں۔ فرمایا اے عائشہ میری آنکھیں سوتی ہیں۔ دل نہیں سوتا۔

حدیث نمبر ۱۰۷۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُثَنَّى الْأَعْنَعَانِيُّ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي شَيْءٍ مِنْ صَلَاةٍ اللَّيْلِ جَالِسًا حَتَّى إِذَا كَبَّرَ قَرَأَ أَلْسَافًا ۖ إِذَا بَقِيَ عَلَيْهِ مِنَ السُّورَةِ ثَلَاثُونَ آفَامًا بَعُونَ آيَةً قَامَ فَقَرَأَهَا هَتْ ثَمَّ رَكَعَ -

ترجمہ۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو صلوٰۃ یل میں کبھی بیٹھ کر قرأت کرتے نہیں دیکھا۔ یہاں تک جب آپؐ بڑی عمر کے ہو گئے تو بیٹھ کر قرأت کرنے لگے جب سورہ میں سے تیس یا چالیس آیات باقی رہ جاتیں تو کھڑے ہو کر انہیں پڑھتے۔ پھر رکوع کرتے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ یہاں متنبہ ہونا چاہیے کہ اس روایت میں حضرت عائشہ صدیقہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صلوٰۃ اللیل میں جو عادت مبارک تھی اور جس پر آپؐ نے دوام کیا اس کو بیان فرما رہی ہیں۔ لیکن جو چیز کبھی کبھی اور نادرا واقع ہوتی جیسے رمضان شریف کی چند راتوں کا قیام۔ اس کا یہاں نہ نفیاً ذکر ہے نہ اثباتاً اور ایسا کلام میں عموماً ہوا ہی کرتا ہے۔ تو حضرت عائشہؓ کے اس مقالہ سے تین راتوں سے زیادہ نہ کرنے کا بھی استدلال نہیں کیا جاسکتا۔ تو اس کے بعد اگر بیس رکعات کا ذکر روایات میں آجائے اگرچہ وہ ضعیف روایات بھی کیوں نہ ہوں۔ تو وہ ان روایات صحیح کے مخالف نہ ہوگا۔ اس لئے عدم مخالفت کی وجہ سے ان کا قبول کرنا واجب ہوگا۔

فی رمضان وغیرہ اس سے صلوٰۃ معتادہ معروفہ یعنی تہجد اور صلوٰۃ اللیل کا ذکر کرنا مقصود ہے۔ یہ نہیں کہ اس میں زیادتی نہیں کرتے تھے۔ دوسرے غیر رمضان میں تو تراویح پڑھی نہیں جاتی۔ کہ اس

سے نفی کی جائے۔

تشریح از شیخ زکریا۔ حضرت شیخ گنگوہیؒ نے جو دلیل بیان فرمائی ہے۔ وہ بالکل واضح ہے۔ چنانچہ سب محدثین صلوٰۃ اللیل کا الگ باب باندھتے ہیں اور قیام رمضان کا الگ اور علامہ کرمائیؒ فرماتے ہیں کہ سب محدثین کا اس پر اتفاق ہے کہ قیام رمضان سے تراویح مراد ہے۔ تو یہ صلوٰۃ رمضان کے ساتھ مختص ہوگی۔ اگر یہ سارے سال کو شامل ہوتی۔ تو نہ رمضان کے ساتھ مختص ہوتی اور نہ ہی اس کی طرف نسبت ہوتی۔ اور شرح کبیر میں ہے التراویح ہو قیام رمضان۔

خلاصہ یہ کہ حضرت عائشہؓ سے سائل نے صلوٰۃ لیل کی کیفیت دریافت کی۔ کمیت کا سوال نہیں کیا۔ چنانچہ حضرت عائشہؓ نے بھی عدد اکثری ذکر کرنے کے بعد کیفیت کو بیان فرمایا۔ لیکن چونکہ سائل نے صلوٰۃ لیل میں رمضان کا لفظ بڑھا دیا تھا۔ اس لئے حضرت عائشہؓ نے گمان کیا کہ شاید سائل کے نزدیک رمضان شریف میں صلوٰۃ لیل کی رکعات میں اضافہ ہو جاتا ہوگا۔ اس کا دفعیہ کرتے ہوئے فرمایا کہ جناب بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان اور غیر رمضان میں صلوٰۃ لیل کی رکعات میں اضافہ نہیں فرمایا کرتے تھے۔ اس توجیہ سے سب روایات متفق ہو جاتی ہیں۔ رہ گئیں رکعات تراویح میں رکعات وہ مصنف ابن ابی شیبہ اور موطا کی روایات سے ثابت ہے اور زیادتی مقبول ہو آکرتی ہے۔ چنانچہ علامہ نیمویؒ نے آثار السنن میں بہت سی روایات قیام رمضان عشرین رکعت کی نقل کرنے کے بعد فرمایا ہے کہ اگرچہ اکثر روایات ضعف سے خالی نہیں ہیں۔ لیکن وہ ایک دوسرے کی تقویت ضرور کرتی ہیں۔ نیز! ائمہ اربعین کا فردع میں اکثر اختلاف رہتا ہے۔ مگر وہ سب اس پر متفق ہیں کہ صلوٰۃ تراویح میں رکعات ہیں۔

فی رمضان ولا غیدہ۔ اس سے معلوم ہوا کہ سائل کا سوال صلوٰۃ متعادہ معروضہ کے بارے میں تھا۔ کیونکہ تراویح تو رمضان کے ساتھ مختص ہے۔ اس کا سوال ایسی صلوٰۃ لیل کے بارے میں تھا جو رمضان اور غیر رمضان کو شامل ہو۔ صلوٰۃ تراویح کا تو ذکر ہی نہیں ہے۔ نیز! تراویح بنیل رکعت سنت خلفاء راشدین ہے اور آپؐ کا ارشاد ہے۔ **علیکم بسنتی وسنتہ خلفاء راشدین** **بَابُ فَضْلِ الظُّهُورِ بِاللَّيْلِ وَالتَّهَارِ وَفَضْلِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْوُضُوءِ بِاللَّيْلِ وَالتَّهَارِ۔**

ترجمہ۔ رات اور دن میں وضو کرنے کی فضیلت اور رات اور دن میں وضو کے بعد نماز پڑھنے کی فضیلت۔

حدیث نمبر ۱۰۷۹۔ حَدَّثَنَا اسْحَقُ بْنُ نَصْرِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِبَلَالٍ عِنْدَ صَلَوةِ الْفَجْرِ يَا بَلَالُ حَدِّثْنِي بِأَرْجَى عَمَلٍ عَمِلْتَهُ فِي الْإِسْلَامِ فَإِنِّي سَمِعْتُ دِقَّتَ نَفْسِكَ بَيْنَ يَدَيَّ فِي الْجَنَّةِ قَالَ مَا عَمِلْتُ عَمَلًا أَرْجَى عِنْدِي أَتَى لَمْ أَنْظُرْ طُهُورًا فِي سَاعَةِ لَيْلٍ أَوْ نَهَارٍ إِلَّا صَلَّيْتُ بِذَلِكَ الظُّهُورِ مَا كُتِبَ لِي أَنْ أُصَلِّيَ۔
ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی نماز کے وقت حضرت بلالؓ سے فرمایا۔ اے بلالؓ مجھے اپنے اعمال میں سے ثواب کی زیادہ امید والا وہ عمل بتلاؤ جو تم نے اسلام میں کیا ہو۔ کیونکہ میں نے جنت میں اپنے آگے تمہارے جو تلوں کی کھسکاہٹ کی آواز سنی ہے۔ انہوں نے فرمایا مجھے ثواب کی زیادہ امید والا میرے نزدیک جو عمل میں نے کیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ جب بھی دن اور رات کی گھڑیوں میں میں نے وضو کیا تو اس وضو سے میں نے وہ نماز پڑھ لی۔ جو میرے مقدر میں لکھی گئی تھی۔ یعنی تحیۃ الوضو پڑھ لیتا تھا۔

تشریح از قاسمی۔ اس روایت سے ترجمہ کی شق ثانی پر دلالت ہوتی ہے۔ مگر شق اول واضح نہیں۔ اکثر شراح یہی فرماتے ہیں۔ مگر حافظ نے فتح الباری میں لکھا ہے کہ شق اول پر حدیث کا وہ حصہ دلالت کرتا ہے۔ جو بعض طرق میں واقع ہوا ہے۔ ورنہ اس حدیث سے شق اول کا ثبوت نہیں ہوتا۔

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ التَّشَدُّيدِ فِي الْعِبَادَةِ

ترجمہ۔ باب اس بارے میں کہ عبادت میں اپنے اوپر سختی کرنا مکروہ ہے۔

حدیث نمبر ۱۰۸۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا حَبْلٌ مَدْدُودٌ بَيْنَ السَّارِيَتَيْنِ فَقَالَ مَا هَذَا الْحَبْلُ قَالُوا هَذَا حَبْلُ لَزِينَبَ فَإِذَا افْتَرَّتْ تَعَلَّقَتْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا حُلُوَّةَ لِيُصَلَّ أَحَدُكُمْ نَشْأَطَهُ فَإِذَا افْتَرَّتْ فَلْيَقْعُدْ۔
ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں تشریف

لائے تو دیکھا کہ ایک رسی دو ستونوں کے درمیان دراز ہے۔ پوچھا یہ کیسی رسی ہے۔ کہا گیا کہ یہ حضرت زینبؓ کی رسی ہے۔ جب کھڑے ہونے سے تھک لیتی ہے۔ سو جاتی ہیں تو اس سے لٹک جاتی ہے آپؐ نے فرمایا

اس رستی کو کھول دو۔ تم میں سے ہر ایک کو خوشدلی کے ساتھ نماز پڑھنی چاہیے۔ جب کھڑے کھڑے سست ہو جائے تو بیٹھ جائے۔

حدیث نمبر ۱۰۸۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْإِمْنَنِي عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَتْ عِنْدِي امْرَأَةٌ بَنِيَّ اسَدٍ فَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنْ هَذِهِ قُلْتُ فَلَانَةٌ لَاتَنَامُ بِاللَّيْلِ فَلَذِكْرُ مِنْ صَلَاتِهَا فَقَالَ مَا عَلَيْكُمْ بِمَا تُطِيقُونَ مِنَ الْأَعْمَالِ فَيَاكَ اللَّهُ لَا يَمَلُّ حَتَّى تَمَلُّوا۔

ترجمہ۔ حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ میرے پاس قبیلہ بنی اسد کی ایک عورت بیٹھی ہوئی تھی کہ اچانک آپؐ میرے پاس تشریف لائے۔ پوچھا۔ یہ کون عورت ہے۔ میں نے کہا۔ یہ فلاں عورت ہے۔ جو رات کو نہیں سوتی۔ پس اس کی نماز کا ذکر کیا گیا۔ یعنی وہ رات بھر نماز پڑھتی رہتی ہے۔ فرمایا رک جاؤ۔ تم لوگ وہ اعمال کرو۔ جن کی تم طاقت رکھتے ہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نہیں اکتا تاغی نہیں تنگ پڑتا۔ جب تک تم نہ تنگ پڑ جاؤ۔

تشریح از قاسمی۔ یعنی اللہ تعالیٰ اس عمل کا ثواب قطع نہیں کرتا جب تک تم اپنے عمل کو کثرت کی وجہ سے تنگ آکر چھوڑ نہ دو۔ خلاصہ یہ کہ اپنی وسعت اور طاقت کے مطابق عمل کرو۔

بَابُ مَا يَكْرَهُ مِنْ تَرْكِ قِيَامِ اللَّيْلِ مَنْ كَانَ يَقُومُهُ

ترجمہ:۔ جو شخص قیام میل کرتا تھا اس کے لئے قیام میل چھوڑ دینا مکروہ ہے۔

حدیث نمبر ۱۰۸۲۔ حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ الْحُسَيْنِ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَبْدَ اللَّهِ لَا تَكُنْ مِثْلَ فَلَانٍ كَانَ يَقُومُ مِنَ اللَّيْلِ فَتَرَكَ قِيَامَ اللَّيْلِ

ترجمہ۔ حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاصؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ اے عبد اللہ کہ تم فلاں شخص کی طرح نہ ہو جاؤ۔ جو رات کو قیام کرتا تھا پھر اس نے قیام اللیل چھوڑ دیا۔

باب حدیث نمبر ۱۰۸۳۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو وَقَالَ قَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَمْ أَخْبِرْ أَنَّكَ تَقُومُ اللَّيْلَ وَتَصُومُ النَّهَارَ قُلْتُ إِنِّي أَفْعَلُ ذَلِكَ قَالَ فَيَا نَكَ إِذَا فَعَلْتَ ذَلِكَ هَبْجَتَ عَيْنِكَ وَنَفَهْتَ نَفْسَكَ وَإِنَّ لِنَفْسِكَ حَقًّا وَلَا هَلْكَ حَقًّا فَصُمْ وَأَفْطِرْ وَقَدْ فَتِمُ.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمروؓ فرماتے ہیں کہ جناب بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سے پوچھا کہ کیا یہ خبر صحیح ہے کہ آپ رات بھر قیام کرتے ہیں۔ اور دن کو روزہ رکھتے ہیں۔ میں نے عرض کی کچھ ایسا ہی ہے۔ فرمایا جب تو ایسا کرے گا تو تیری آنکھ گڑ جائے گی۔ ضعف بصر ہو جائے گا۔ اور تیرا جی بھر جائے گا یا تھک جائے گا۔ بے شک تیرے نفس کا بھی تجھ پر حق ہے۔ تیرے گھردلوں کا بھی حق ہے۔ پس ایک دن روزہ رکھو ایک دن افطار کرو۔ قیام بھی کرو اور نیند بھی کرو۔

تشریح از قاسمی۔ حدیث کی ترجمہ سے مطابقت ظاہر ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام اور نوم دونوں کا حکم دیا۔ جس کا تقاضا ہے کہ تشدد فی العبادۃ ترک کر دینا چاہیے۔

بَابُ فَضْلِ مَنْ تَعَارَّ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلَّى

ترجمہ۔ اس شخص کی فضیلت کے بارے میں جو رات کو بیدار ہو کر نماز پڑھتا ہے۔

حدیث نمبر ۱۰۸۴۔ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَعَارَّ مِنَ اللَّيْلِ فَقَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ أَلْحَمْدُ لِلَّهِ وَسُبْحَانَ اللَّهِ وَاللَّهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ شَعَرْتُ أَنَّ اللَّهَ هَمَّ أَغْفِرَ لِي أَوْ دَعَا اسْتَجِيبَ لَهُ فَإِنْ تَوَضَّأْتُ قَبِلْتُ صَلَاتِي.

ترجمہ۔ حضرت عبادہ بن صامتؓ جناب بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا جو شخص رات کو بیدار ہوا اور اس نے کلمہ تجید پڑھا۔ پھر کہا اے اللہ مجھے بخش دے۔ یا کوئی اور دعا مانگی۔ تو اس کی دعا قبول کی جائے گی۔ پس اگر وضو کر کے نماز پڑھ لی۔ تو اس کی نماز قبول ہوگی۔

حدیث نمبر ۱۰۸۵۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ
وَهُوَ يَقْصُ فِي قَصْبِهِ وَهُوَ يَذْكُرُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَنَّ أَخَالَكُمْ لَا يَقُولُ الرَّفَثَ يَعْنِي بِذَلِكَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَوَاحَةَ "وَفِينَا
رَسُولُ اللَّهِ يَتْلُو كِتَابَهُ إِذَا انْشَقَّ مَعْرُوفٌ مِّنَ الْفَجْرِ سَاطِعٌ أَرَانَا
الْهُدَى بَعْدَ الْعَمَى فَقُلُوبُنَا بِهِ مُوقِنَاتٌ أَتَى مَا قَالَ وَاقِعٌ - يُبَيِّتُ يُجَافِي
جَنْبَهُ عَنْ فِرَاشِهِ إِذَا اسْتَشَقَّتْ بِالشَّرْكِينَ الْمُضَاجِعُ -

ترجمہ۔ حضرت یحیٰ بن ابی سنان نے حضرت ابو ہریرہؓ سے سنا۔ وہ اپنے مواعظ میں سے
ایک وعظ کے اندر فرما رہے تھے جس میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرتے ہوئے
فرمایا کہ تمہارے بھائی عبد اللہ بن رواحہ نے کوئی بے ہودہ بات نہیں کہی۔ ترجمہ۔ ہمارے اندر اللہ
ساکر رسول ہے جو اللہ کی کتاب تلاوت کرتا ہے۔ جب کہ مشہور فجر اٹھنے والی پھٹتی ہے۔ جس نے ہمیں
گمراہی کے بعد ہدایت دکھلائی۔ پس ہمارے دل اس پر یقین رکھنے والے ہیں کہ جو کچھ آپ نے فرمایا۔
وہ ہو کر رہنے والا ہے۔ وہ رات اس حال میں گزارتے ہیں کہ آپ کے پہلو اپنے بستر سے جدا ہوتے ہیں۔
(اس سے ترجمہ ثابت ہوا کہ آپ قیام اللیل فرماتے ہیں) جب کہ مشرکوں کے بستران کی وجہ سے
بوجھل ہوتے ہیں۔ تَتَجَا فَيُجْنُو بِهِمُ عَنِ الْمُضَاجِعِ سے کنایہ ہے۔

حدیث نمبر ۱۰۸۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ رَأَيْتُ
عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ بِيَدِي قِطْعَةً اسْتَبْرَقَ فَكَأَنِّي لَا
أُرِيدُ مَكَانًا مِنَ الْجَنَّةِ إِلَّا طَارَتْ إِلَيْهِ وَرَأَيْتُ كَأَنَّ اثْنَيْنِ أَتَيَا فَنِي أَرَادَا أَنْ
يَذْهَبَا نِي إِلَى النَّارِ فَتَلَقَّاهُمَا مَلَكٌ فَقَالَ لِمُتَرَعُ خَلِيَا عَنْهُ فَقَصَّصْتُ
حَفْصَةَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَدَايَا رُؤْيَايَ فَقَالَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِعَمَ الرَّجُلُ عَبْدُ اللَّهِ لَوْ كَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ
وَكَانُوا لَا يَزَالُونَ يَقْضُونَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرُّؤْيَا أَنَّهُمَا
فِي اللَّيْلَةِ السَّابِقَةِ مِنَ الْعَشْرِ الْأَوَّلِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَمْرِي رُؤْيَا كَمْ قَدْ تَوَاطَتْ فِي الْعَشْرِ الْأَوَّلِ خَرَفَمَنْ كَانَ مُتَحَرِّيًا هَا

فَلَيْتَ حَرَّهَا مِنَ الْعَشْرِ الْأَوَّخِرِ۔

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک خواب دیکھا کہ گویا میرے ہاتھ میں دبیز ریشم کا ایک ٹکڑا ہے۔ میں جنت کے جس مکان کا ارادہ کرتا ہوں وہ ٹکڑا اڑ کر اس کی طرف جا پڑتا ہے۔ اور میں دیکھ رہا ہوں کہ دو فرشتے میرے پاس آئے۔ اور وہ مجھے جہنم کی طرف لے جانا چاہتے ہیں۔ پس ان کو ایک تیسرا فرشتہ ملا۔ مجھے کہا تم خوف نہ کھاؤ اور ان سے کہا کہ اسے چھوڑ دو۔ تو حضرت حفصہؓ اُم المؤمنین نے میرے دو خوابوں میں سے ایک خواب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتلایا جس پر آپؐ نے فرمایا کہ عبداللہ بہتر آدمی ہے۔ کاش یہ رات کو نماز پڑھتا۔ پھر حضرت عبداللہؓ ہر رات نماز پڑھنے لگے۔ اور حضرات صحابہ کرام ہمیشہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو لیلۃ القدر کے متعلق اپنا خواب بیان کرتے رہے۔ کہ وہ آخری عشرہ کی ساتویں رات ہے۔ جس پر آپؐ نے فرمایا کہ میں سمجھتا ہوں کہ تم سب کے خواب آخری عشرہ پر موافق ہیں۔ تو جو شخص لیلۃ القدر کو تلاش کرنا چاہے تو وہ رمضان کے آخری عشرہ میں تلاش کرے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ - لایق قول الرفعی۔ اس سے حضرت ابو ہریرہؓ کا مقصد یہ

ہے کہ اچھا شر خوب ہوتا ہے۔ اس حدیث سے تہجد کی فضیلت ثابت ہوئی۔ کہ راتوں کو اللہ کے عبادت الہی کرنا یہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائل اور احوال میں سے ہے۔

لَمْ تَرَ عِزَّ ابْنِ جَوْحَرٍ دُكَّاهِي مَقْصُودِ سَقِي۔ اس کے دکھانے کے بعد فرمایا کہ آپ خوف نہ کریں۔

أَرَى رُؤْيَاكُمْ قَدْ تَوَاطَتْ اُن بظاہر اس ٹکڑا حدیث کا جوڑ باب سے معلوم نہیں ہوتا۔ یا تو

اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ اس روایت کو اس خواب کے مکمل کرنے کے لئے لایا گیا جس کا ذکر ہوا تھا۔ یا اس

کا مبنیٰ یہ ہے کہ قیام اللیل مامور بہ ہے۔ کیونکہ آپؐ نے فرمایا **فَلْيَتَّقِهَا** جو بھوکہ مستلزم ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ اِنَّ اَظْهَرَ امام بخاریؒ نے تو اپنی تاریخ میں اسے حضرت ابو ہریرہؓ

کا مقولہ قرار دیا ہے۔ اور علامہ عینیؒ اسے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقولہ قرار دیتے ہیں۔

الْبَيْتَةُ علامہ قسطلانیؒ نے فرمایا۔ **اِنَّ اَظْهَرَ** یا تو حضرت ابو ہریرہؓ کا قول ہے۔ یا جناب بنی اکرم صلی اللہ

علیہ وسلم کا گویا کہ انہوں نے شک کے ساتھ بیان کیا۔ فیصلہ کوئی نہیں کیا۔

الرفعی کے معنی لغو اور فحش کے ہیں۔ آپؐ کے اس کلام سے معلوم ہوا۔ حسن الشعر محمود من الکلام ہے۔

تو جہاں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شعر کی مذمت فرمائی ہے۔ وہ شعر قبیح ہے۔ حَسَنَ حَسَنُ و قبیحہ قبیح۔ علامہ کرمافیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن رواحہؓ نے اپنے پہلے شعر میں تو حضورؐ کے علم کی طرف اشارہ کیا۔ تیسرے میں آپؐ کے عمل کی طرف اور دوسرے میں آپؐ کی تبلیغ کی طرف اشارہ ہے۔ پس گویا آپؐ کامل مکمل ہیں۔ ان اشعار سے تعارض کے معنی کی تعین ہوگئی۔ کہ تعارض بیداری اور بستر پر کروٹیں بدلنے کو کہتے ہیں۔ اور اکثر حضرات فرماتے ہیں کہ تعارض کے معنی یقظہ مع صوت کے ہیں۔ کہ بیدار ہو کر ذکر الہی کے لئے آواز بلند کرے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ امام بخاریؒ نے یستیقظہ کی بجائے ترجمہ میں تعارض کا لفظ استعمال کیا ہے۔ چنانچہ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ ترجمہ الباب سے مطابقت بجا فی مفعلة سے ہے کیونکہ بستر سے آپؐ کو دور کرنا یا نماز کے لئے ہو گا یا ذکر الہی کے لئے ہے۔ یہ قرآۃ قرآن کے لئے ہو گا۔

بحیب واقعہ حافظ نے دارقطنی کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن رواحہؓ اپنی بیوی کے پہلو میں ایک رات لیٹے ہوئے تھے کہ اچانک اپنی باندی کی طرف اٹھ کر چلے گئے جو حجرہ کے ایک کونے میں سوئی ہوئی تھی۔ اس سے ہمبستر ہوئے۔ ان کی بیوی گھبر کر اٹھی۔ تو ان کو بستر پر نہ پایا تو تلاش کرتے کرتے ان کو باندی سے ہمبستر ہوتے دیکھ لیا گھر گئی۔ چھتری نکال کر لے آئی۔ جس سے حضرت عبداللہ گھبر گئے۔ کہنے لگی۔ اگر میں تمہیں اس حال میں دیکھ لیتی تو میں دو کندھوں کے درمیان چھری رکھ کر تجھے چیر دیتی۔ جس پر آپؐ نے فرمایا تو نے مجھے کہاں دیکھا اس نے کہا باندی سے جماع کرتے دیکھا۔ آپؐ نے فرمایا تو نے مجھے نہیں دیکھا۔ دیکھو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنبی آدمی کو قرآن پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔ تو اس عورت نے کہا۔ اچھا تم قرآن پڑھو۔ انہوں نے عبداللہ بن رواحہؓ کے اشعار پڑھے۔ جو یا رسول اللہ سے شروع ہوتے ہیں۔ جس پر عورت نے کہا کہ میں اپنی آنکھ کو جھوٹا قرار دیتی ہوں۔ تم سچے ہو۔ حضرت عبداللہؓ نے جب صبح کو یہ واقعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا۔ تو آنحضرتؐ سن کر ہنس پڑے۔ یہاں تک کہ میں نے آپؐ کی داڑھیں دیکھ لیں۔

فلیتسحرھا یہ ظاہر ہے۔ اس لئے کہ سب روایات کا مضمون واحد ہے۔ چنانچہ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں۔ کہ ترجمہ کان عبد اللہ یصلی من اللیل سے لیا جائے گا۔ اور ان کی نماز غالباً رات کو بستر چھوڑنے اور رات کو بیدار ہونے کے بعد ہوتی تھی۔ یہی بعینہ ترجمہ ہے۔

بَابُ الْمُدَاوَمَةِ عَلَى رَكَعَتِي الْفَجْرِ

ترجمہ۔ فجر کی دو سنتوں پر ہمیشگی کرنا۔

حدیث نمبر ۱۰۸۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ الْأَعَنِّي عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِشَاءَ ثُمَّ صَلَّى ثَمَانِي رَكَعَاتٍ وَرَكَعَتَيْنِ جَالِسًا وَرَكَعَتَيْنِ بَيْنَ النَّدَائَيْنِ وَلَمْ يَكُنْ يَدُ عُمُهَا أَبَدًا۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز پڑھی۔ اس کے بعد رات کو آٹھ رکعات پڑھیں پھر دو رکعت بیٹھ کر پڑھیں اور دو رکعت اذان فجر اور اقامت کے درمیان پڑھیں۔ جن کو آپؐ نے کبھی نہیں چھوڑا۔ تو سنت فجر پر مداومت ثابت ہوئی۔

بَابُ الصُّجُوعَةِ عَلَى الشَّقِّ الْأَيْمَنِ بَعْدَ رَكَعَتِي الْفَجْرِ

ترجمہ۔ فجر کی دو سنت ادا کرنے کے بعد دائیں پہلو پر لیٹ جانا۔

حدیث نمبر ۱۰۸۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ الْأَعَنِّي عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى رَكَعَتِي الْفَجْرِ اضْطَجَعَ عَلَى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب فجر کی دو سنت سے فارغ ہو جاتے تو اپنے داہنے پہلو پر لیٹ جاتے تھے۔

تشریح از قاسمی۔ حضرات محدثین کا اس ضمیمہ میں اختلاف ہے۔ چنانچہ چھ اقوال نقل کئے جلتے ہیں۔ امام شافعیؒ اسے سنت قرار دیتے ہیں۔ امام احمدؒ کے نزدیک مستحب ہے۔ ابن حزم کے نزدیک واجب ہے۔ اور بعض صحابہ اسے بدعت قرار دیتے ہیں۔ پانچواں قول خلاف اولیٰ کا ہے۔ اور چھٹا قول یہ ہے کہ یہ مقصود بالذات نہیں۔ مقصود تو رکعتی الفجر اور فریضہ کے درمیان فصل کرنا ہے۔ حضرت ابن مسعودؓ جو اس کو ضمیمہ الشیطان کہتے ہیں۔ شاید انہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کی اطلاع نہ ہو سکی ہو۔ یا یہ کہ وہ اس کے لازمی اور حتمی ہونے کا انکار فرماتے ہیں۔

بَابُ مَنْ تَحَدَّثَ بَعْدَ الرَّكَتَيْنِ لَمْ يَضْطَجِعْ

ترجمہ :- باب اس شخص کے بارے میں جو رکعتیں فجر ادا کرنے کے بعد باتیں کرتا ہے اور لیٹتا نہیں ہے۔

حدیث نمبر ۱۰۸۹۔ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْحَكَمِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ

عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا صَلَّى فَإِنْ كُنْتُ مُسْتَقِظَةً حَدَّثْتُهِ وَإِلَّا اضْطَجَعْتُ حَتَّى يُؤْذَنَ بِالصَّلَاةِ۔

ترجمہ :- حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز سے فارغ ہوتے تو اگر میں جاگ رہی ہوتی تو میرے سے باتیں کرتے تھے۔ ورنہ اس وقت تک لیٹے رہتے یہاں تک کہ آپؐ کو نماز کی اطلاع دی جاتی۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ :- اس باب سے امام بخاریؒ اس بات پر تنبیہ کرنا چاہتے ہیں۔ کہ رکعتی الفجر کے بعد لیٹنا نہ واجب ہے اور نہ ہی سنت مؤکدہ ہے۔ البتہ ایک امر مباح ضرور ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ :- اس ترجمہ سے اشارہ ہوا کہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ

وسلم اس فجع پر ہمیشگی نہیں کرتے تھے۔ جس سے ائمہ نے عدم وجوب ثابت کیا ہے۔ اور امر کو استحباب پر محمول کیا ہے۔ اور اس کا فائدہ یہ بتلایا جاتا ہے تاکہ اس سے صبح کی نماز کے لئے نشاط اور راحت حاصل ہو جائے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ تہجد پڑھنے والے کے لئے مختص ہے۔ بات یہ ہے کہ تجلیات الہیہ سے متور ہونے کے بعد آپؐ عمداً بعض ازواج سے باتیں کرتے تھے۔ یا زمین پر لیٹ جاتے تھے۔ تاکہ ان تجلیات کا اثر زائل ہو جائے۔ ورنہ کون انسان ہے جو آپؐ سے بات کر سکتا یا آپؐ کے ساتھ

بیٹھ سکتا۔ لِيَمَعَ اللَّهُ وَقْتُ لَا يَسْمَعُنِي فِيهِ مَلَكٌ مُقَرَّبٌ وَلَا نَبِيٌّ مُرْسَلٌ لَا حَامِلًا ترجمہ :- اللہ تعالیٰ کے ساتھ میرا ایک وقت مختص ہے۔ کہ اس میں تو کوئی قریبی فرشتہ اور نہ کوئی بھیجا ہوا نبی میری موافقت کر سکتا ہے۔ یہ ہمیشہ نہیں ہوتا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّلَوُّعِ مَثْنِي مَثْنِي وَيَذْكُرُ ذَلِكَ عَنْ عَمَّارٍ وَ

أَبِي ذَرٍّ وَأَنَسٍ وَجَابِرِ بْنِ زَيْدٍ وَعِكْرِمَةَ وَالزُّهْرِيَّ وَقَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيُّ مَا أَذْرَكَتُ فَقَهَاءَ أَرْضِنَا إِلَّا يَسْلَمُونَ فِي كُلِّ

اَشْنَتَيْنِ مِنَ النَّهَابِ۔

ترجمہ۔ باب نفل کے بارے میں جو آیا ہے کہ وہ دو دو رکعت ہیں۔ یہی ان حضرات سے منقول ہے۔
حضرت عمارؓ۔ ابو ذرؓ۔ انسؓ۔ جابر بن زیدؓ۔ حضرت عکرمہؓ اور زہریؓ۔ حضرت یحییٰ بن سعید انصاریؓ فرماتے
ہیں کہ ہمارے مدینہ کی زمین کے فقہاء کی ہر دو رکعتوں کے بعد سلام پھیر دیتے تھے۔

حدیث نمبر ۱۰۹۰۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ
قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُنَا الْإِسْتِخَارَةَ فِي
الْأُمُورِ كُلِّهَا كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ يَقُولُ إِذَا هُمْ أَحَدُكُمْ
بِأَمْرٍ فَلْيَرْكَعْ رَكَعَتَيْنِ مِنْ غَيْرِ الْفَرِيضَةِ ثُمَّ لِيَقُلِ اللَّهُمَّ إِنِّي
أَسْتَخِيرُكَ بِعِلْمِكَ وَأَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَأَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ
الْعَظِيمِ فَإِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ وَأَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ
اللَّهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هَذَا الْأَمْرَ خَيْرٌ لِي فِي دِينِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ
أَمْرِي أَوْ قَالَ عَاجِلِ أَمْرِي وَآجِلِهِ فَأَقْدِرْهُ لِي وَيَسِّرْهُ لِي ثُمَّ
بَارِكْ لِي فِيهِ وَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هَذَا الْأَمْرَ شَرٌّ لِي فِي دِينِي وَمَعَاشِي
وَعَاقِبَةِ أَمْرِي أَوْ قَالَ فِي عَاجِلِ أَمْرِي وَآجِلِهِ فَاصْرِفْهُ عَنِّي
وَاصْرِفْنِي عَنْهُ وَاقْدِرْ لِي الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ ارْضِنِي بِهِ وَقَالَ وَ
يُسَبِّحُ حَاجَتَهُ۔

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم تمام امور میں استخارہ کی دعا ایسے سکھاتے تھے جیسے قرآن مجید کی سورۃ ہمیں سکھاتے تھے۔
فرماتے کہ تم میں سے جب بھی کوئی کسی معاملہ کا قصد کرے تو پہلے دو رکعت نفل پڑھے پھر یہ دعا
پڑھے۔ ترجمہ۔ اے اللہ میں تیرے علم کے مطابق تیرے سے خیر طلب کرتا ہوں۔ اور تیری قدرت کے
ذریعہ طاقت طلب کرتا ہوں۔ اور تیرے سے تیرا فضل عظیم مانگتا ہوں۔ کیونکہ تو قادر ہے میں قدرت
نہیں رکھتا۔ تو جانتا ہے میں نہیں جانتا۔ تو تمام لوگوں کی باتوں کو خوب جاننے والا ہے۔ اے اللہ اگر تو
جانتا ہے کہ یہ معاملہ میرے لئے بہتر ہے۔ میرے دین میں میری زندگی میں اور میرے انجام کار میں۔

یا فرماتے کہ میرے جلدی کے اور دیر کے محاطات ہیں۔ (جلدی سے امور دنیوی اور دیر سے امور اخروی مراد ہیں) تو ان کو میرے لئے مقدمہ کر لے اور میرے لئے آسان فرمادے۔ اور اگر آپ جانتے ہیں کہ یہ معاملہ میرے لئے شر ہے میرے دین میں اور میری زندگی میں اور میرے انجام کار میں یا فرماتے میرے جلدی اور دیر کے کاموں میں تو اس کو میرے سے پھر دے۔ اور مجھے اس سے پھر دے۔ اور میرے لئے بھلائی مقدمہ کر دے۔ جہاں بھی ہو۔ پھر مجھے اس سے راضی کر دے۔ اور ہذا دالی جگہ پر اپنی حاجت کا نام لے۔

حدیث نمبر ۱۰۹۱۔ حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ ابِرَاهِيمَ السَّمْعَانِيُّ قَالَ قَالَ الْإِنْسَانُ قَالَ قَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمْ الْمَسْجِدَ فَلَا يَجْلِسُ حَتَّى يُصَلِّيَ رَكَعَتَيْنِ .

ترجمہ۔ حضرت ابو قتادہؓ بن ابوالانصاریؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی ایک مسجد میں داخل ہو تو وہ اس وقت تک نہ بیٹھے جب تک دو رکعت نماز تہیۃ المسجد نہ پڑھ لے۔

حدیث نمبر ۱۰۹۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُونُسَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ صَلَّى لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكَعَتَيْنِ ثُمَّ انْصَرَفَ .

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں دو رکعت نماز پڑھائی بعد ازاں پھر کمر بیٹھ گئے۔

حدیث نمبر ۱۰۹۳۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكَعَتَيْنِ قَبْلَ الظُّهْرِ وَرَكَعَتَيْنِ بَعْدَ الظُّهْرِ وَرَكَعَتَيْنِ بَعْدَ الْجُمُعَةِ وَرَكَعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ وَرَكَعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ .

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ظہر سے پہلے دو رکعت نماز پڑھی۔ ظہر کے بعد بھی دو رکعت اور جمعہ کے بعد دو رکعت اور عشاء کے بعد دو رکعت پڑھی ہے۔

حدیث نمبر ۱۰۹۴۔ حَدَّثَنَا إِدْمُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رَجَاءٍ عَنْ

قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَخْطُبُ إِذَا أَجَاء أَحَدُكُمْ
وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ أَوْ قَدْ خَرَجَ فَلْيُصَلِّ رَكَعَتَيْنِ -

ترجمہ - حضرت جابر بن عبد اللہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے
تھے - جب کہ آپ خطبہ دے رہے تھے کہ تم میں سے جب بھی کوئی مسجد میں آئے اور امام خطبہ دے
رہا ہو - یا امام خطبہ کے لئے نکل چکا ہو تو دو رکعت نماز پڑھے -

حدیث نمبر ۱۰۹۵ - حَدَّثَنَا أَبُو لَيْمٍ السَّمْعِيُّ مَجَاهِدًا يَقُولُ أُنِيَ
ابْنُ عُمَرَ فِي مَنْزِلِهِ فَقِيلَ لَهُ هَذَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ
دَخَلَ الْكَعْبَةَ قَالَ فَأَقْبَلْتُ فَأَجِدُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَدْ خَرَجَ وَأَجِدُ بِلَالًا عِنْدَ الْبَابِ فَأَتَيْتُ يَا بِلَالُ أَصَلَّى رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْكَعْبَةِ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ فَإِنَّ قَالَ بَيْنَ هَاتَيْنِ
الْأُسْطُوَانَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى رَكَعَتَيْنِ فِي وَجْهِ الْكَعْبَةِ وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ
أَوْصَانِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَكَعَتَيِ الضُّحَى وَقَالَ عُثْبَانُ بْنُ مَالِكٍ
غَدَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ بَعْدَ مَا امْتَدَّ
النَّهَارُ وَصَفَفْنَا وَرَأَى لَا فَرَكَعَ رَكَعَتَيْنِ -

ترجمہ - حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمرؓ نے ان کے گھر میں لوگوں نے آکر بتایا کہ جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ میں داخل ہو چکے ہیں - وہ فرماتے ہیں کہ میں بھی آیا تو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ باہر تشریف لاپکے تھے - اور حضرت بلالؓ دروازے پر آکر کھڑے ہیں
تو میں نے حضرت بلالؓ سے پوچھا کہ کیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ کے اندر نماز پڑھی
ہے - انہوں نے فرمایا ہاں پڑھی ہے - میں نے پوچھا کہاں پڑھی فرمایا ان دو ستونوں کے درمیان پڑھی پھر
باہر تشریف لاکر خانہ کعبہ کے میں سامنے دو رکعت پڑھی - حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دو رکعت نماز اشراق پڑھنے کی وصیت فرمائی - اور حضرت عتبان بن
مالکؓ فرماتے ہیں کہ جب صبح سویرے میرے پاس حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ اور
حضرت عمرؓ خوب دن پڑھنے کے بعد تشریف لاتے تو ہم نے آپ کے پیچھے صف باندھی تو آپ نے دو

دو رکعت نماز پڑھی۔

تشریح از شیخ گنگوہی۔ التطوع مثنیٰ مثنیٰ۔ ہمارے نزدیک اس سے دو دو رکعت

بالتسلیم مراد ہیں۔ اس طرح اس سے تشہد مراد لیا جاتا ہے۔ کیونکہ خود حدیث ابودرداء میں وارد ہے۔
الصَّلَاةُ مَثْنَىٰ مَثْنَىٰ اَنْ تَشْهَدَ فِي كُلِّ رَكْعَتَيْنِ اور تشہد میں السَّلَامُ عَلَيْكَ اِيْهَا النَّبِيُّ
بھی موجود ہے۔ وجہ یہ ہے کہ نماز کا ہر دو گانہ الگ الگ نماز ہے۔ اور اس طرح یحییٰ بن سعید کے قول سے بھی
بھی مراد لیا گیا ہے۔ اور روایات میں جو رکعتیں کا ذکر ہے اس سے اقل صلوٰۃ مراد ہے۔ کیونکہ آپؐ نے صلوٰۃ
بمُتَّزِعَاتٍ منع فرمایا ہے۔ اس لئے اقل نماز دو رکعت ہوگی اس سے زیادہ کی نفی نہیں ہوتی۔ کیونکہ سنن اور
نوافل میں چار کی تصریح بھی ہے۔ جیسے طہر کی سنن چار رکعت کا ذکر احادیث میں ہے۔

خید لی فی دینی و محاشی^۱۔ اس میں مجموعہ کی طرف نظر ہے۔ ہر ہر فرد کی طرف نہیں۔ پس

جس میں خیریت غالب ہوگی وہ مطلوب الوجود ہے۔ اور جس میں شر کا غلبہ ہوگا وہ خلاف مقصود ہے اس
طرح دنیا کی وہ خیریت جس کے وجود سے آخرت کا نقصان ہو اس کی خیریت کا کوئی اعتبار نہیں۔ اور دنیا کا
شر جس سے آخرت کا نفع ہو اس کا شر مقدم نہ ہوگا۔ منزلہ سے مراد موضع نزول ہے۔ کیونکہ
حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا گھر مدینہ منورہ میں تھا مکہ میں نہیں تھا۔

تشریح از شیخ زکریا۔ یہاں دو مسئلے ہیں۔ ایک تو یہ ہے صلوٰۃ بمُتَّزِعَاتٍ سے جناب رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔ اس لئے احنافؒ اور مالکیہؒ دونوں کے نزدیک ایک رکعت نفل
ناجائز ہے۔ البتہ شوافعؒ اور حنابلہؒ کے نزدیک جائز ہے۔ دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ نفل رکعات میں
افضل کیا ہے۔ شوافعؒ اور حنابلہؒ کے نزدیک تو دن اور رات میں دو گانہ دو گانہ افضل ہے۔ زیادتی جائز
ہے۔ مالکیہؒ کے نزدیک دو گانہ متعین ہے زیادتی مکروہ ہے۔ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک دن اور رات کی
نوافل میں چار چار رکعات افضل ہے۔ صاحبینؒ کے نزدیک دن میں تو چار چار رکعات اور رات کو دو دو

رکعات افضل ہیں۔ اس پر زیادتی مکروہ ہے۔ جب یہ معلوم ہو گیا۔ تو امام بخاریؒ کا ترجمہ یا تو بیان افضل کے
لئے ہے۔ تو شوافعؒ کے موافق ہوگا۔ اور احنافؒ کے خلاف ہوگا۔ اور اگر اقل من الرکعتین سے منع کرنا مقصود
ہے تو پھر احنافؒ کے موافق اور شوافعؒ کے خلاف ہوگا۔ اور شیخ گنگوہیؒ کا افادہ مسکب احنافؒ پر مبنی ہے۔

نیز ابیحیٰ بن سعید کا قول بھی دونوں احتمال رکھتا ہے۔ ایک معنی تو یہ ہیں کہ لَا یُسَلِّمُونَ عَلَى الْاَقْلِ مِنْ

رکعتیں یا افضل کا بیان کرنا مقصود ہے۔

بکونہا اربعاً حضرت عائشہؓ کی روایت میں ہے۔ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی الضحیٰ اربع رکعات لا یفصل بینہن اور ابویوب کی مرفوع روایت میں ہے۔ اربعاً قبل الظهر لیس فیہن تسلیماً

قولہ خیر لی فی دینی و معاشی۔ مصالح دنیوی اور اخروی میں جب تعارض ہو جائے تو شیخؒ نے اس طرح دفیہ فرمایا کہ مجموع بین المجموع کو دیکھا جائے گا۔ ہر ہر فرد کی طرف نظر نہیں ہوگی۔ یہ فرق شراح بخاریؒ میں سے اور کسی کے کلام میں نہیں دیکھا گیا۔ شیخ گنگوہیؒ نے نہایت بلیغ پیرایہ میں اس تعارض کا دفیہ فرمایا ہے۔ اس جگہ حدیث استخارہ میں چند ابحاث ہیں۔ ایک تو یہ کہ حدیث جابر کی صحت میں امام مسلمؒ وغیرہ نے کلام کیلئے۔ مگر امام بخاریؒ اور اس کی متابعت میں امام ترمذیؒ اس کی تصحیح فرما رہے ہیں۔ دوسرے میں غیر الفریضہ کی قید سے صلوٰۃ صبح سے احتراز ہو گیا۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ فریضہ اور عایدات متعلق بہ امراد ہو تو اب سخن روایت سے بھی احتراز ہو گیا۔ تیسرے یہ کہ دعاء استخارہ صلوٰۃ کے بعد ہونی چاہیے۔ چوتھے غیر الفریضہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ صلوٰۃ استخارہ واجب نہیں۔ آخری بات یہ ہے کہ ان کثرت تعلم شک پر دال ہے۔ حالانکہ علم الہی میں کوئی شک نہیں ہوتا تو کہا جائے گا کہ علم میں تو شک نہیں ہوتا بلکہ اس کے متعلق میں شک ہے۔ کہ علم کا تعلق خیر سے ہے یا شر سے ہے۔ تو اصلی علم میں شک نہ ہوا۔

تشریح از قاسمی۔ خلاصہ یہ ہے کہ باب کی تمام احادیث سے یہ ثابت ہوا کہ صلوٰۃ تطوع مثنی مثنی ہے۔ اس کی مشروعیت میں کسی کا اختلاف نہیں۔ البتہ افضلیت میں اختلاف ہے۔ جس کی تفصیل ذکر ہوئی۔ روایات ہر طرح کی وارد ہوئی ہیں۔ ہر ایک نے اپنے مسلک کی تائید میں ان احادیث سے استدلال کیا۔ جس کی مفصل بحث مع ادلہ عمدۃ القاری میں درج ہے۔

بَابُ الْحَدِيثِ بَعْدَ رَكْعَتِي الْفَجْرِ

ترجمہ۔ سنت فجر کی نماز کے بعد بات چیت کرنا کیسا ہے۔

حدیث نمبر ۱۰۹۶۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ فَإِنْ كُنْتُ مُسْتَقِظَةً

حَدَّثَنِي وَإِلَّا اضْطَجَعَ قُلْتُ لِسُفَيْنَ فَإِنَّ بَعْضَهُمْ يَرِيهِ رَكَعَتِي الْفَجْرِ
قَالَ سُفَيْنٌ هُوَ ذَاكَ -

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ وسلم فجر کی دو رکعت پڑھتے تھے۔ پھر اگر میں جاگ رہی ہوتی تو میرے ساتھ بات چیت کرتے ورنہ لیٹ جلتے تھے۔ میں نے سفیان بن عیینہ سے کہا کہ بعض لوگ رکعتی الفجر نقل کرتے ہیں۔ تو سفیانؒ نے فرمایا ہاں امر یہی ہے۔

بَابُ تَعَاهُدِ رَكَعَتِي الْفَجْرِ وَمِنْ سَمَائِهَاتِ طَوَّعًا
ترجمہ۔ فجر کی دو رکعت سنت کی حفاظت کرنا اور بعض نے ان کا نام نفل رکھا ہے۔

حدیث نمبر ۱۰۹۷۔ حَدَّثَنَا بَيَّاكُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى شَيْءٍ مِنَ التَّوَافِلِ أَشَدَّ تَعَاهُدًا مِنْهُ عَلَى رَكَعَتِي الْفَجْرِ -

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نوافل میں سے کچھ طور پر کسی نفل کے اندر اس قدر سخت حفاظت نہیں فرماتے تھے جس قدر فجر کی دو سنت کی۔

تشریح از قاسمی۔ حدیث باب سے رکعتی الفجر کا تعاہد ثابت ہوا۔ اور نفل ہونا بایں معنی کہ فرائض سے زائد ہیں۔ ورنہ آپؐ نے کبھی ترک نہیں فرمایا۔ اس لئے ان کو سنن و رواتب میں شمار کیا جاتا ہے۔

بَابُ مَا يَقْرَأُ فِي رَكَعَتِي الْفَجْرِ
ترجمہ۔ فجر کی دو رکعت سنت میں کیا پڑھا جائے۔

حدیث نمبر ۱۰۹۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي بِاللَّيْلِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً شَعْرَ يُصَلِّي إِذَا سَمِعَ النَّدَاءَ بِالصُّبْحِ رَكَعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ -

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو تیرہ رکعات نماز پڑھتے تھے۔ پھر جب صبح کی اذان سنے تو دو ہلکی رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔

حدیث نمبر ۱۰۹۹۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخَفِّفُ الرِّكَعَتَيْنِ اللَّتَيْنِ

قَبْلَ صَلَوةِ الصُّبْحِ اِنِّي لَا اَقُولُ هَلْ قَرَأَ بِأَمِّ الْقُرْآنِ ۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز سے پہلے جو دو رکعت پڑھی جاتی ہیں۔ ان میں اتنی تخفیف کرتے تھے کہ میں تو یہ کہتی کہ آیا آپ نے سورۃ فاتحہ بھی پڑھی ہے یا نہیں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ روایت میں اگرچہ ان سورتوں کی تصریح نہیں ہے۔ جو رکعتی الفجر میں پڑھی جاتی تھیں۔ لیکن وہ دو رکعت خفیفہ ہوتی تھیں۔ تو معلوم ہوا کہ قرۃ بھی خفیفہ ہوگی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ امام بخاریؒ نے اگرچہ مرقۃ فی رکعتی الفجر کی تعیین نہیں فرمائی لیکن روایات ایسی لائے جن سے تخفیف قرۃ معلوم ہوتی ہے۔ اس لئے کلمہ ہل گولائے۔ بعض نے تو اسے استفہامیہ قرار دے کر قرۃ طویلہ اور قصیرہ میں سے قصیرہ کی تعیین فرمائی ہے۔ اور بعض نے کہا کہ اس ترجمہ سے امام بخاریؒ نے اس اختلاف کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ کہ بعض حضرات تو فرماتے ہیں کہ فجر کی دو سنتوں میں بالکل قرۃ نہیں ہونی چاہیے۔ تو امام بخاریؒ نے تنبیہ فرمائی کہ قرۃ تو ضرور ہونی چاہیے۔ البتہ وہ خفیفہ اور قلیلہ ہو۔ گویا کہ ہو تو جلدی جلدی قرۃ فاتحہ ہو۔ بعد قرۃ فاتحہ کے ساتھ کوئی چھوٹی سی سورۃ بھی پڑھ لی جائے۔ پس مرقۃ کی تعیین دالی روایت ان کی شرط کے مطابق نہیں تھی۔ اس لئے اس کا ذکر نہیں کیا۔ امام طحاویؒ نے قرۃ رکعتی الفجر میں چار مذاہب نقل فرمائے ہیں۔

۱۔ ابن الاصبم اور ابن عیینہؒ تو کہتے ہیں۔ سرے سے ان میں قرۃ نہیں ہے۔ دوسرا امام مالکؒ کا مشہور مذہب یہ ہے کہ صرف اُمّ القرآن پڑھی جائے۔ تیسرا مسک امام شافعیؒ کا ہے۔ کہ سورۃ فاتحہ سورۃ قصیرہ۔ بہر حال آیات میں تخفیف ہو۔ چوتھا مذہب ابراہیم اور مجاہد کا ہے کہ تطویل قرۃ میں کوئی حرج نہیں۔ اور اخاف کے نزدیک مستحب یہ ہے کہ قل یا ایہا الکافرون اور قل ہو اللہ احد پڑھی جائے مسلم اور ابوداؤد میں ایسا ہی ہے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ بعض حضرات نے تو فرمایا ہے کہ روایات باب میں سے کوئی روایت بھی ترجمۃ الباب کے مطابق نہیں ہے۔ اس لئے اسماعیلیؒ نے فرمایا کہ ترجمہ یوں ہونا چاہیے تھا۔ تخفیف رکعتی الفجر تو علامہ قسطلانیؒ نے جواب دیا۔ کہ مایقرء میں ما استفہامیہ ہے جس سے صفت قرۃ کے متعلق سوال تھا۔ یا وہ طویلہ ہو یا قصیرہ تو جواب دیا جاتا ہے کہ وہ خفیفہ اور قلیلہ ہوتی تھی۔

باقی هل قرء بام القرآن۔ چونکہ نوافل میں قرأت طویلہ ہوتی تھی۔ ان کی بنسبت جب رکعتی الفجر میں تخفیف ہوتی تو کہا گیا ان کی نسبت اس میں سوائے ام القرآن کے قرأت ہوتی نہیں بلکہ اس میں بھی تسک ہے کہ اسے بھی پڑھا یا نہیں پڑھا۔

بَابُ التَّطَوُّعِ بَعْدَ الْمَكْتُوبَةِ

ترجمہ۔ فرض نماز کے بعد نفل کتنے ہیں۔

حدیث نمبر ۱۱۰۰۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَجْدَتَيْنِ قَبْلَ الظُّهْرِ وَسَجْدَتَيْنِ بَعْدَ الظُّهْرِ وَسَجْدَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ وَسَجْدَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ وَسَجْدَتَيْنِ بَعْدَ الْجُمُعَةِ فَأَمَّا الْمَغْرِبُ وَالْعِشَاءُ فَفِي بَيْتِهِ وَحَدَّثَنِي أُخْتِي حَفْصَةُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ بَعْدَ مَا يَطْلُعُ الْفَجْرُ وَكَانَتْ سَاعَةً لَا أَدْخُلُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهَا تَابِعَهُ إِذْ قَالَ عَنْ نَافِعٍ بَعْدَ الْعِشَاءِ فِي أَهْلِهِ

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ظہر پڑھے دو رکعت پڑھی اور بعد ظہر کے دو رکعت اور مغرب کے بعد دو رکعت اور بعد عشاء کے دو رکعت اور جمعہ کے بعد دو رکعت پڑھی۔ مغرب اور عشاء آپ اپنے گھر میں پڑھتے تھے۔ اور میری بہن حضرت حفصہؓ نے مجھے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح طلوع ہونے کے بعد دو ہلکی رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔ وہ اپنے گھر میں پڑھتے تھے۔ اور بغیر اجازت اس گھر میں آپ کی خدمت میں کوئی حاضر نہیں ہو سکتا تھا۔ نافع نے فرمایا کہ بعد العشاء فی اہلہ یعنی عشاء کے بعد اپنے گھر والوں میں نماز پڑھا کرتے تو صلوة نافلہ فی البیت کی افضلیت معلوم ہوئی۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ سَاعَةً لَا أَدْخُلُ؟ یہ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کی طرف سے معذرت

ہے کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ دو رکعت سنت فجر خود پڑھتے نہیں دیکھا۔ تو اپنی بہن کا واسطہ کیوں ذکر کیا گویا وجہ یہ ہے کہ اس گھر میں آپ مخلوق سے انقطاع کر کے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتے تھے۔ اس وقت آپ کے پاس کوئی نہیں جاسکتا تھا۔

بَابُ مَنْ لَمْ يَتَطَوَّعَ بَعْدَ الْمَكْتُوبَةِ

ترجمہ۔ باب اس شخص کے بارے میں جو فرض نماز کے بعد نفل نہیں پڑھتا۔

حدیث نمبر ۱۱۰۱۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَمَانِيًا جَمِيعًا وَسَبْعًا جَمِيعًا قُلْتُ يَا أَبَا الشَّعْثَاءِ أَظَلُّهُ أَحْرَ الظُّهْرِ وَعَجَّلَ الْعَصْرَ وَعَجَّلَ الْعِشَاءَ وَآخَرَ الْمَغْرِبَ قَالَ وَأَنَا أَظَلُّهُ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آٹھ رکعتیں اکٹھی اور سات رکعتیں اکٹھی پڑھی ہیں اور جنس پر میں نے حضرت ابو الشعثاء سے پوچھا۔ کہ میرا گمان ہے کہ ظہر کو پیچھے کیا ہوگا اور عصر کو جلد ہی پڑھا ہوگا۔ اسی طرح عشاء کو جلد ہی اور مغرب کو دیر سے پڑھا ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ ہاں میرا بھی یہی گمان ہے۔

تشریح از قاسمی۔ اس روایت سے معلوم ہوا کہ ظہر اور مغرب کے بعد نفل نہیں پڑھتے تھے ورنہ جمیعاً کا لفظ صادق نہیں آئے گا۔ اور اسی سے ترجمہ ثابت ہوا۔

بَابُ صَلَاةِ الضُّحَى فِي السَّفَرِ

ترجمہ۔ سفر میں اشراق کی نماز پڑھنا

حدیث نمبر ۱۱۰۲۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ بْنُ مُمُورٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ أَنْصَلِيَ الضُّحَى قَالَ لَا قُلْتُ فَمَرْ قَالَ لَا قُلْتُ فَأَبُوبَكْرٍ قَالَ لَا قُلْتُ فَالْبَيْتِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا إِخَالَه۔

ترجمہ۔ حضرت مومق فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمرؓ سے پوچھا کہ کیا آپ اشراق کی نماز پڑھتے ہیں فرمایا نہیں۔ میں نے پوچھا حضرت عمرؓ انہوں نے فرمایا کہ وہ بھی نہیں۔ میں نے پوچھا حضرت ابوبکرؓ انہوں نے فرمایا وہ بھی نہیں۔ پھر میں نے پوچھا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم انہوں نے فرمایا میرا خیال یہی ہے کہ آپ بھی نہیں پڑھتے تھے۔

حدیث نمبر ۱۱۰۳۔ حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِسْمَاعِيلَ أَنَّهُ سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي لَيْلَى يَقُولُ مَا حَدَّثَنَا أَحَدٌ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الضُّحَى غَيْرُ

أُمِّ هَانِئٍ فَإِنَّهَا قَالَتْ إِنَّ الْبَيْتَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ بَيْنَهُمَا يَوْمَ فَتَحَ مَكَّةَ فَأَغْتَسَلَ وَصَلَّى ثَمَّ إِنِّي ذَكَرْتُ فَلَمْ أَرَ صَلَوةً قَطُّ أَخَفَّ مِنْهَا غِلْدَاتُهُ يَوْمَ الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ -

ترجمہ - حضرت عبداللہ بن ابی بکرؓ فرماتے ہیں کہ ہمیں تو کسی صحابی نے یہ نہیں بتلایا کہ اس نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اشراق کی نماز پڑھتے دیکھا ہے۔ سوائے اُمّ ہانی کے کہ وہ فرماتی ہیں کہ فتح مکہ کے دن جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر تشریف لائے۔ غسل فرمایا پھر آٹھ رکعات نماز پڑھی۔ اور فرماتی ہیں کہ اس سے زیادہ خفیف نمازیں نے کبھی نہیں دیکھی۔ البتہ رکوع اور سجود مکمل کرتے تھے۔

تشریح از قاسمی - باب کی ہر دو روایات سے امام بخاریؒ نے یہ ثابت فرمایا کہ پہلے تو اشراق کی نماز ہے نہیں۔ اگر ہے تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر میں پڑھی ہے۔
تشریح از شیخ گنگوہیؒ، تفصیل الضحیٰ قال لا۔ اس روایت سے مداومت اور ملازمت کی نفی کرنا مقصود ہے۔ یا شہرت اور اعلان کی نفی کرنا ہے۔

صلی اللہ علیہ وسلم رکعات امام بخاریؒ اس باب میں مثبت اور نافیہ دونوں قسم کی روایات لائے ہیں۔ جس سے روایات کے تعارض کو دفع کرنا مقصود ہے۔ پس دفع تعارض اس طرح ہوا کہ نفی اور اثبات الگ الگ شئی سے متعلق ہے۔ اثبات مطلق صلوٰۃ ضحیٰ کا ہے۔ اور نفی اس کے دوام اور علی وجہ الاعلان^۱ ادا کرنے کی ہے۔ اور فی السفر کے لفظ سے اس تعارض کے دفع کی تیسری توجیہ کی طرف اشارہ ہے۔ کہ ابن عمرؓ کی روایت میں دوام فی السفر کی نفی کرنا ہے۔ اور اُمّ ہانیؓ کی روایت میں اس کا اثبات ہے۔ تو خلاصہ یہ ہوا کہ سفر میں کبھی پڑھتے تھے اور کبھی نہیں پڑھتے تھے۔

بَابُ مَنْ لَمْ يُصَلِّ الصُّحُیَّ وَرَأَاهُ وَاسِعًا

ترجمہ - جو شخص صلوٰۃ ضحیٰ نہ پڑھے بلکہ اسے وسیع سمجھے۔

حدیث نمبر ۱۱۰۴ - حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِسْحَقَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا رَأَيْتُ الْبَيْتَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبَّحَ الصُّحُیَّ وَإِنِّي لَا سَبِّحُهَا -
ترجمہ - حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اشراق کی نماز

پڑھتے نہیں دیکھا لیکن میں خود اسے پڑھتی ہوں۔

بَابُ صَلَوةِ الضُّحَى فِي الْحَضَرِ قَالَهُ عِثْبَانُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ۔ نماز اشراق حضریں پڑھی جاتی ہے۔ حضرت عتبانؓ نے اس کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔

حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ الْأَعْنَنِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ

أَوْصَانِي خَلِيلِي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِثَلَاثٍ لَا أَدْعُهُنَّ حَتَّى أَمُوتَ صَوْمٌ

ثَلَاثَةٌ آيَاتٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ وَ صَلَوةُ الضُّحَى وَ نَوْمٌ عَلَى وَشَرٍ

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میرے خلیل جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

مجھے تین چیزوں کی وصیت فرمائی کہ انشاء اللہ انہیں مرنے تک نہیں چھوڑوں گا۔ ایک تو یہ کہ ہر مہینہ

کے تین دن کے روزے (ایام بیض) دوسرے اشراق کی نماز تیسرے وتر پڑھ کر سونا۔

حَدَّثَنَا نُمَيْرُ بْنُ حَبِيبٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ قَالَ

قَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ وَكَانَ ضَرْحًا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي لَا أَصْبِيحُ

الضَّلَاةَ مَعَكَ فَصَنَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا فَدَعَا إِلَى بَيْتِهِ وَ

نَضَخَ لَهُ طَرَفَ حَصِيرٍ مَاءً فَصَلَّى عَلَيْهِ رَكْعَتَيْنِ وَقَالَ فَلَانُ بْنُ فَلَانٍ بِنُ

الْجَارِ فَوَدَّ لَأَنْسِ بْنِ مَالِكٍ أَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الضُّحَى فَقَالَ

مَا رَأَيْتُهُ صَلَّى غَيْرَ ذَلِكَ الْيَوْمِ

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ انصار کے ایک موٹے بدن والے آدمی نے جناب

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ میں آپ کے ساتھ نماز نہیں پڑھ سکتا۔ تو اس نے آپ کے لئے اپنے

گھر میں کھانے کی دعوت دی۔ اور چٹائی کے کنارے کو نرم کرنے کے لئے پانی کا چھینٹا دیا۔ جس پر آپؐ

نے دو رکعت نماز پڑھی۔ فلان بن فلان بن الجارود نے حضرت انس بن مالکؓ سے پوچھا کہ آنحضرتؐ نبی

اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اشراق کی نماز پڑھی تھی۔ انہوں نے فرمایا اس دن کے علاوہ میں نے

کبھی آپؐ کو یہ نماز پڑھتے نہیں دیکھا۔

تَشْرِيحُ از شَيْخِ كُنُكُوهِ۔ لم يصل الضحى على وجه الشاك وراه واسعا یعنی نماز

نہ پڑھنا جائز ہے۔ یا نماز کو جائز سمجھتے ہیں مگر یہ متأكد نہیں ہے۔

تشریح از شیخ زکریا۔ صلوٰۃ ضعی کے بارے میں نفیاً و اثباتاً مختلف روایات وارد ہوئی ہیں امام بخاریؒ متعدد تراجم باندھ کر ان میں مطابقت پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ ان اختلاف روایات کی وجہ سے اس نماز کے حکم کے بارے میں حضرات ائمہ کے اقوال مختلف ہو گئے۔

ابن قیمؒ نے اپنی کتاب ہدر کے اندر چھ اقوال نقل کئے ہیں۔ پہلا قول یہ ہے کہ صلوٰۃ ضعی مستحب ہے۔ پھر عدد میں اختلاف ہے۔ دُوبیں۔ چار ہیں۔ آٹھ ہیں یا بارہ ہیں۔ دوسرا قول یہ ہے کہ مگرے سے مشروع ہی نہیں۔ ہاں اگر کسی سبب سے پڑھی جائے تو جائز ہے۔ تیسرا قول یہ ہے کہ مستحب نہیں۔ چوتھا قول یہ ہے کہ کبھی پڑھ لینا مستحب ہے اور کبھی چھوڑ دیا جائے دوام نہ ہو۔ پانچواں قول یہ ہے کہ اس کا پڑھنا بھی مستحب اور گھروں میں اس کی مواظبت بھی مستحب ہے۔ چھٹا قول یہ ہے کہ یہ بدعت ہے۔ میں نے اوچتر المسالک کے اندر سب مذاہب اور ان کے دلائل ذکر کر دیئے ہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ ائمہ اربعہ اس پر متفق ہیں کہ صلوٰۃ ضعی مستحب ہے۔ البتہ حنابلہؒ کے نزدیک عدم مداومت ہے۔ اور مالکیہؒ کے نزدیک تاکد ہے۔ اقل دو رکعت اور اکثر آٹھ رکعات ہیں۔ شوافعؒ کے نزدیک سنت مؤکدہ ہے۔ اور حنفیؒ کے نزدیک چار رکعت مندوب ہیں۔ جس کا مختار وقت ربح النہار ہے۔ کیونکہ ان صوفیاء کرام کے نزدیک دو نمازیں ہیں۔ اشراق کا وقت تو طلوع شمس سے ربح النہار تک ہے۔ اور دوسری صلوٰۃ ضعی یعنی چاشت کی نماز ہے۔ جس کا وقت ربح نہار سے زوال تک ہے۔ دفع تعارض کی چوتھی صورت امام بخاریؒ نے یہ فرمائی ہے کہ روایات نفی کو سفر پر محمول کیا اور اثبات کو حضر پر۔ اگرچہ حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت میں حضر کی تصریح نہیں ہے۔ مگر نوم علی و تمر کا لفظ حضر پر دال ہے۔ اور صوم ثلاثہ ایام من کل شہر بھی حضر پر دال ہے۔ کیونکہ جب مسافر کو فرض کے انفاذ کی اجازت ہے تو نفل کا لزوم کب ہوگا۔ خلاصہ یہ کہ صلوٰۃ ضعی کا معاملہ وسعت پر ہے۔ کمرے نہ کمرے دونوں میں کوئی حرج نہیں ہے۔

نفی الدوام جبے حضرت عائشہؓ کی متفق علیہ روایت ہے کہ میں نے آپؐ کو صلوٰۃ ضعی پڑھتے نہیں دیکھا۔ اور مسلم میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ضعی کی چار رکعات پڑھتے تھے۔ تو ایسے یہاں بھی نفی مداومت کی ہوگی۔ اور خود حضرت عائشہؓ کا پڑھنا دلیل استحباب ہے۔ دوسرے حضرت عائشہؓ کا نہ دیکھنا یہ عدم وقوع کی دلیل نہیں۔ اس لئے کہ اس وقت حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہؓ

کے پاس نہیں ہوتے تھے بلکہ اکثر مسجد میں رہتے تھے۔ نیز! ازواجِ مطہرات کے پاس رہنا تو باری کے دن ہوتا تھا۔ وہ نو یا آٹھ دنوں میں سے ایک دن تھا۔

بَابُ الرَّكَتَيْنِ قَبْلَ الظُّهْرِ

ترجمہ۔ ظہر کی نماز سے پہلے دو رکعت پڑھی جائے۔

حدیث نمبر ۱۱۰۷۔ حَدَّثَنَا سَلْمَانَ بْنُ حَرْبٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ حَفِظْتُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرَ رَكَاتٍ رَكَتَيْنِ قَبْلَ الظُّهْرِ وَرَكَتَيْنِ بَعْدَهَا وَرَكَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرَبِ فِي بَيْتِهِ وَرَكَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ فِي بَيْتِهِ وَرَكَتَيْنِ قَبْلَ صَلَاةِ الصُّبْحِ وَكَانَتْ سَاعَةً لَا يَدْخُلُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهَا أَحَدٌ حَدَّثَنِي حَفْصَةُ أَنَّهَا إِذَا دَاوَدَ الْمُؤَذِّنُ وَطَلَعَ الْفَجْرُ صَلَّى رَكَتَيْنِ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دس رکعات یاد رکھی ہیں۔ دو ظہر سے پہلے دو ظہر کے بعد دو مغرب کے بعد گھر میں اور دو عشاء کے بعد گھر میں اور دو رکعت صبح کی نماز سے پہلے اور یہ وہ گھڑی ہے جس میں آپؐ کے پاس کوئی نہیں جاسکتا تھا۔ مجھے میری بہن حفصہؓ ام المؤمنین نے بیان فرمایا کہ جب مؤذن اذان کہتا تھا۔ اور فجر نکل آتی تھی تو آپؐ دو رکعت پڑھتے تھے۔

حدیث نمبر ۱۱۰۸۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَدْعُ أَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ وَرَكَتَيْنِ قَبْلَ الْعِشَاءِ تَابِعَهُ ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ظہر سے پہلے چار رکعت اور صبح کی نماز سے پہلے دو رکعت پڑھنا نہیں چھوڑتے تھے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ لا استطيع ان اقلی معك۔ یہ حضرت عتبان بن مالکؓ تھے۔ جو کبھی مسجد قوم میں اور کبھی مسجد نبوی میں نماز پڑھتے تھے۔ تو سیلاب کی وجہ سے حاضر نہیں ہو سکتے تھے۔ اس لیے شیخ نے قصہ واحدہ قرار دیا اور منافات کا اس طرح دفعیہ فرما دیا۔

تشریح از شیخ زکریا۔ کانت ساعة لا يدرى خلاص الظاهر یہ ہے کہ یہ مضارع معروف کا صیغہ ہے۔ اور اس کا فاعل ابن عمرؓ ہے۔ تو مقولہ نافعؓ کا ہو گا۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مضارع مجہول ہو۔ اور شیخ زکریا فرماتے ہیں کہ احتمال یہ بھی ہے۔ کہ یہ مقولہ ابن عمرؓ کا ہو۔ جنہوں نے ہنفاً لنفسہ یعنی نفسی کرتے ہوئے صیغہ غائب سے تعبیر کیا ہو۔ جیسا کہ پہلے گزر چکا کہ اخی لا دخل علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم اس جگہ اشکال یہ ہے کہ ابن عمرؓ تو رکعتیں قبل الظهر روایت کرتے ہیں۔ اور حضرت عائشہؓ اربع قبل الظهر فرماتی ہیں تو اس کے کئی جوابات دیئے گئے ہیں۔ ایک یہ ہے کہ رکعتیں قبل الظهر ہوں جس پر زیادتی ممنوع نہیں یا آپؐ مسجد میں دو رکعت اور گھر میں چار رکعت پڑھتے ہوں۔ ہر ایک نے جو کچھ دیکھا اُسے بیان کر دیا۔ اور یہ احتمال بھی ہے کہ آپؐ گھر میں بھی دو رکعت پڑھتے ہوں اور پھر مسجد میں آکر بھی دو رکعت پڑھتے ہوں۔ ابن عمرؓ نے ایک کو دیکھا۔ حضرت عائشہؓ نے دونوں کو دیکھا۔ مگر پہلے احتمال کی تائید ابو داؤد کی روایت کرتی ہے۔ کان یصلی فی بیتہ قبل الظهر اربعاً اور میرے نزدیک یہ ہے کہ سنن رواؤب میں سے قبل الظهر میں ائمہ کا اختلاف ہے۔ بعض دو کہتے ہیں اور بعض چار امام بخاریؒ نے ترجمہ سے مختار دو رکعت کو قرار دیا ہے۔ اس اختلاف کی وجہ سے شوافع اور حنابلہ کے نزدیک قبل از ظہر دو رکعت سنت راتبہ ہے۔ اور احناف کے نزدیک چار رکعات ہیں۔ حضرت عائشہؓ اور حضرت علیؓ چار رکعات قبل الظهر منقول ہے۔

بَابُ الصَّلَاةِ قَبْلَ الْمَغْرَبِ

ترجمہ۔ مغرب سے پہلے نماز پڑھنے کا حکم

حدیث نمبر ۱۱۰۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ الْمَرْزِيُّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلُّوا قَبْلَ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ قَالَ فِي الثَّلَاثَةِ لِمَنْ شَاءَ كَرَاهِيَّةَ أَنْ يَتَّخِذَهَا النَّاسُ سُنَّةً۔

ترجمہ۔ حضرت عبد اللہ المرزئیؒ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مغرب سے پہلے نماز پڑھا کرو۔ تیسری مرتبہ میں فرمایا۔ جو شخص چاہے پڑھے۔ یہ حکم اس بات کو ناپسند کرتے ہوئے فرمایا کہ کہیں لوگ اسے سنت نہ بنالیں۔

حدیث نمبر ۱۱۰۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُزَيْدٍ قَالَ أَتَيْتُ عُقْبَةَ

بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ فَقُلْتُ أَلَا أُعْجِبُكَ مِنْ أَبِي تَمِيمٍ تَرَكُ رَكَعَتَيْنِ قَبْلَ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ فَقَالَ عُقْبَةُ إِنَّا كُنَّا نَفْعَلُهُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ فَمَا يَمْنَعُهُ الْآنَ قَالَ الشُّغْلُ.

ترجمہ۔ مرثد بن عبد اللہ الیزقی نے فرمایا کہ میں حضرت عقبہ بن عامر الجہنیؓ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو میں نے کہا آپ ابو تیمیم پر تعجب نہیں کرتے جو مغرب کی نماز سے پہلے دو رکعت پڑھتے ہیں۔ حضرت عقبہؓ نے فرمایا کہ یہ فعل ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کرتے تھے تو میں نے کہا پھر اب آپ کو کس چیز نے روکا۔ فرمایا مشغولیت نے روکا ہے۔

تشریح از قاسمی۔ تنفل قبل المغرب میں سلف کے یہاں اختلاف رہا۔ اہل ظواہر اور امام احمد اور اسحاق اب بھی اس کو جائز کہتے ہیں۔ ان کا مستدل یہی حدیث باب ہے۔ لیکن علماء سلف و خلف اس کی عدم سنیت کے قائل ہیں۔ امام نوویؒ نے حدیث باب کی وجہ سے اس کی سنیت کا قول کیا ہے۔ لیکن ابن ہمامؒ نے حضرت ابن عمرؓ کی روایت نقل فرمائی ہے کہ مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَعْلَىٰ عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اور حضرت عبد اللہ المزنیؒ کی روایت کا یہ جواب دیتے ہیں کہ وہ ابتداء اسلام پر معمول ہے۔ حتیٰ نہی ابراہیم النخعی عنہما ورواہ ابو حنیفہ عن حماد قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وابوبکر و عمر لم یکنوا یصلونہا الحدیث۔ نیز حضرت عقبہ الجہنیؓ کا الشغل فرمانا بھی اباحت کی دلیل ہے۔ ورنہ صحابی ادار سنت سے کیسے رک سکتا ہے۔

بَابُ صَلَاةِ النَّوَافِلِ جَمَاعَةً

ذَكَرَ الْأَشُّوقُ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ۔ باب نماز نفل کو جماعت سے ادا کرنے کا حکم۔ حضرت عائشہؓ سے

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔

حدیث نمبر ۱۱۱۰۔ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ أَخْبَرَنِي مَعْمُودُ بْنُ الرَّبِيعِ

الْأَنْصَارِيُّ أَنَّهُ عَقَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَقَلَ بَعْضُهُمَا فِي وَجْهِهِ مِنْ بَيْتٍ فِي دَارِهِمْ فَرَزَعَهُ مَعْمُودٌ أَنَّهُ سَمِعَ عِثْبَانَ ابْنَ مَالِكٍ

الْأَنْصَارِيُّ وَكَانَ مِمَّنْ شَهِدَ بِذَرَامِعِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَقُولُ كُنْتُ أَصَلِّيَ لِقَوْمِي بَنِي سَالِمٍ وَكَانَ يَحُولُ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ وَإِذَا
جَاءَتِ الْأَمْطَارُ فَيَشُقُّ عَلَيَّ اجْتِيَاؤُهُ قَبْلَ مَسْجِدِهِمْ فَجِئْتُ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَهُ إِنِّي أَنْكَرْتُ بَصَرِي وَإِنَّ الْوَادِي
الَّذِي بَيْنِي وَبَيْنَ قَوْمِي يَسِيلُ إِذَا جَاءَتِ الْأَمْطَارُ فَيَشُقُّ عَلَيَّ اجْتِيَاؤُهُ
فَوَدِدْتُ أَنَّكَ تَأْتِي فَتُصَلِّيَ مِنْ بَيْتِي مَكَانًا اتَّخَذْتُهُ مُصَلًّى فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَفْعَلُ فَعَدَا عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَأَبُوبَكْرٍ بَعْدَ مَا اشْتَدَّ النَّهَارُ فَاسْتَأْذَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَسَلَّمَ فَأَذِنْتُ لَهُ فَلَمْ يَجْلِسْ حَتَّى قَالَ أَيْنَ تُحِبُّ أَنْ أَصَلِّيَ مِنْ بَيْتِكَ
فَأَشْرَفْتُ إِلَى الْكَانِ الَّذِي أُحِبُّ أَنْ يُصَلِّيَ فِيهِ فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَبَّرَ وَصَفَّقْنَا وَرَأَاهُ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ فَسَلَّمْنَا حِينَ
سَلَّمَ وَحَبَسْتُهُ عَلَى خَزِيرَةٍ تُصْنَعُ لَهُ فَسَمِعَ أَهْلَ الدَّارِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِي فَتَابَ بَرَجَالٌ مِنْهُمْ حَتَّى كَثُرَ الرِّجَالُ
فِي الْبَيْتِ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْهُمْ مَا فَعَلَ مَا لَكَ لَا أَرَاهُ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْهُمْ
ذَلِكَ مُنَافِقٌ لَا يُحِبُّ اللَّهُ وَرَسُولُهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لَا تَقُلْ ذَلِكَ لَا تَرَاهُ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ يُبْتَنِي بِذَلِكَ وَجْهَ اللَّهِ فَقَالَ اللَّهُ
وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ أَمَّا نَحْنُ فَوَاللَّهِ لَا نَرَى وَدَّعْهُ وَلَا حَدِيثُهُ إِلَّا إِلَى
الْمُنَافِقِينَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّ اللَّهَ قَدْ حَرَّمَ عَلَى
النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ يُبْتَنِي بِذَلِكَ وَجْهَ اللَّهِ قَالَ مَعْمُودُ بْنُ الرَّبِيعِ
فَحَدَّثْتُهُمْ قَوْمًا فِيهِمْ أَبُو أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيُّ صَاحِبُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَتِهِ الَّتِي تُوْفِي فِيهَا وَيَزِيدُ بْنُ مَعَاوِيَةَ عَلَيْهِمُ
بِأَرْضِ الرُّومِ فَأَنْكَرَهَا عَلَى أَبِي أَيُّوبَ قَالَ وَاللَّهِ مَا أَطْلَقَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا قُلْتُ قَطُّ فَكَبَّرُ ذَلِكَ عَلَيَّ فَجَعَلْتُ لِلَّهِ عَلَى

إِنْ سَأَلْنِي حَتَّى أَفْقَلَ مِنْ غُذَوِي أَنْ أَسْأَلَ عَنْهَا عِثْبَانَ بْنِ مَالِكٍ إِنْ
وَجَدْتُهُ حَيًّا فِي مَسْجِدٍ قَوْمِهِ فَقَفَلْتُ فَأَهْلَكْتُ بِحَبْجَةٍ أَوْ بِمَرَّةٍ ثُمَّ
سَرْتُ حَتَّى قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ فَأَتَيْتُ بَنِي سَالِمٍ فَأَدَا عِثْبَانَ شَيْخًا أَعْمَى
يُصَلِّي لِقَوْمِهِ فَلَمَّا سَلَّمَ مِنَ الصَّلَاةِ سَلَّمْتُ عَلَيْهِ وَأَخْبَرْتُهُ مَنْ أَنَا ثُمَّ
سَأَلْتُهُ عَنْ ذَلِكَ الْحَدِيثِ فَحَدَّثَنِيهِ كَمَا حَدَّثَنِيهِ أَقَلَّ مَرَّةً.

ترجمہ۔ حضرت محمود بن الربیع الانصاری خبر دیتے ہیں کہ مجھے جناب رسول اللہ کا آنا اور اس
کنویں میں سے جو ان کی حویلی میں تھا۔ پانی لے کر میرے چہرہ میں تقو کنا اچھی طرح یاد ہے۔ تو حضرت محمود فرماتے
ہیں کہ انہوں نے حضرت عتبان بن مالک انصاری سے سنا جو ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے بدر کی
لڑائی میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حاضری دی۔ حضرت عتبان فرماتے ہیں کہ میں
اپنی قوم بنو سالم کو نماز پڑھاتا تھا۔ جب بارشیں آئیں تو دادی میری اور ان کے درمیان حائل ہو جاتیں
تو اس دادی کو پار کر کے ان کی مسجد تک پہنچنا میرے لئے گراں ہوتا۔ پس میں جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور میں نے آپ سے عرض کی کہ میری آنکھوں میں ضعف آ گیا ہے۔
اور یہ دادی میری قوم کے درمیان حائل ہو جاتی ہے۔ کیونکہ جب بارشیں ہوتی ہیں۔ تو خوب بہتی
ہے۔ جس سے میرا اس کو عبور کرنا شاق ہو جاتا ہے۔ کہ آپ تشریف لاکر میرے گھر کے ایک مکان میں
نماز پڑھیں۔ تاکہ میں اسے ہمیشہ کے لئے جائے نماز بنا لوں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا۔ عنقریب میں ایسا کروں گا۔ چنانچہ ایک دن جب کہ دن چڑھ آیا تھا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر صبح کو میرے پاس تشریف لائے۔ اجازت طلب کی۔ میں نے اندر آنے
کی اجازت دے دی۔ تو ابھی بیٹھے بھی نہیں تھے۔ کہ فرمایا آپ اپنے گھر کے کون سے حصہ میں میرا نماز پڑھنا
پسند کرتے ہیں۔ میں نے اس جگہ کی طرف اشارہ کر دیا۔ جہاں میں نماز پڑھنا پسند کرتا تھا۔ چنانچہ آپ
نے کھڑے ہو کر تکبیر کہی۔ ہم نے آپ کے پیچھے صف باندھ لی۔ تو آپ نے دو رکعت نماز پڑھائی۔ پھر
سلام پھیرا ہم نے آپ کے سلام پھیرنے پر سلام پھیر دیا۔ پھر میں نے آپ کو شرمیدہ ناطعہ کے لئے
روک لیا جو آپ کے لئے تیار کیا گیا تھا۔ پس محلہ والوں کو جب اطلاع ہوئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم میرے گھر میں تشریف فرما ہیں۔ تو بہت سے لوگ ان میں سے میرے گھر میں کود پڑے۔ جس سے میرے

گھر میں مردوں کی کثرت ہو گئی۔ تو ان میں سے ایک آدمی نے کہا۔ مالک بن وحش کو کیا ہوا کہ میں اس کو یہاں نہیں دیکھ رہا۔ تو ان میں سے ایک آدمی بولا کہ وہ تو منافق ہے۔ اللہ اور اس کے رسول سے محبت نہیں رکھتا۔ جس پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ایسا نہ کہو۔ کیا وہ کلمہ طیبہ اخلاص سے نہیں پڑھتا۔ فرمایا اللہ اور اس کا رسول بہتر جاننے والے ہیں۔ لیکن ہم تو اللہ کی قسم اس کی دوستی اور اس کی باتیں منافقین کے ساتھ ہی دیکھتے ہیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے اس شخص پر جہنم حرام کر دی ہے جو بوجہ اللہ کلمہ طیبہ کہتا ہے۔ حضرت محمود بن الربیع فرماتے ہیں۔ میں نے یہ حدیث کچھ لوگوں کو بتائی جن میں حضرت ابویوب انصاریؓ صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موجود تھے۔ یہ اس غزوہ قسطنطنیہ کی بات ہے۔ جس میں ان کی وفات ہوئی۔ اور روم کے ملک میں ان پر یزید بن معاویہؓ امیر مقرر تھا۔ پس حضرت ابویوب انصاریؓ نے اس قصہ کا مجھ سے انکار کیا۔ اور فرمایا کہ میرا گمان نہیں ہے کہ آپؐ نے ایسے کلمات فرمائے ہوں۔ مجھے ان کا انکار گمراہی گمراہی میں نے اپنے دل میں ٹھان لی کہ اللہ تعالیٰ کی قسم مجھے لازم ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے اس غزوہ میں سالم رکھا تو جب میں غزوہ سے واپس لوٹوں گا تو اگر میں نے حضرت عبید بن جراحؓ کو ان کی قوم میں زندہ پایا تو ان سے ضرور اس قصہ کے متعلق دریافت کر دوں گا۔ چنانچہ میں جب غزوہ سے واپس لوٹا تو میں نے حج یا عمرہ کا احرام باندھا اور چل پڑا۔ جب مدینہ منورہ پہنچا تو قبیلہ بنو سالم میں پہنچا تو میں نے حضرت عبید بن مالکؓ کو دیکھا کہ وہ نابینا ہو چکے ہیں اور اپنی قوم کو نماز پڑھا رہے ہیں۔ پس جب انہوں نے نماز سے سلام پھیرا تو میں نے ان پر سلام کیا اور اپنا تعارف کرایا۔ پھر میں نے اس حدیث کے متعلق ان سے دریافت کیا تو انہوں نے مجھے ایسے ہی حدیث بیان کی جیسے پہلی مرتبہ بیان فرمائی تھی۔

تشریح از شیخ گنگوہی۔ علماء احناف نوافل میں جماعت کو جائز نہیں سمجھتے۔ مگر جو حدیث

سے ثابت ہیں ان میں جماعت جائز ہے۔ جیسے کسوف۔ عیدین وغیرہ اور جن نوافل میں جماعت ثابت نہیں ان کی طرف لوگوں کو بلانا اور جمع کرنا جائز نہیں ہے۔ البتہ دو تین آدمی اگر قیام کر لیں تو رخصت ہے۔ کیونکہ ایسا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ پچھنچہ حضرت انسؓ اور ان کے بھائی یتیم اور ان کی والدہ کے ساتھ جماعت سے آپؐ نے نماز پڑھی ہے۔ اس لئے اگر نوافل بالجماۃ کی رخصت دہی جائے تو اس سے بڑے مفاسد لازم آتے ہیں۔ مگر جہاں حدیث وارد ہو چکی ہے۔ اس کی اجازت ہے۔ وجہ یہ ہے۔

کہ نص میں اس کے خلاف آچکا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ افضل صلوة المرء فی بیتہ کہ آدمی کی بہتر نماز اپنے گھر میں ہے۔ اگر تداعی کی گئی اور ایک معین امام پر اجتماع کیا گیا۔ اگرچہ ایک گھر میں ہی کیوں نہ ہو۔ تو افضلیت والی بات فوت ہو جائے گی۔

وصفنا وراءہ بہر حال اس سے تین یا چار سے مافوق کا ثبوت نہیں ہوتا۔ تاکہ اس سے احتجاج کیا جائے۔

فانكرها علی ابو ایوب ان کے انکار کی وجہ یہ ہے کہ صحابہ کرام کو منافقین کی دوستی اور ان سے میل جول رکھنے سے منع کیا گیا تھا۔ جیسے کہ نصوص اس پر شاہد ہیں۔ تو حضرت ابو ایوبؓ منافقین کے علامات ظاہر ہونے کے باوجود آپؐ کا اس کے مخلصانہ ایمان کی شہادت دینا اس کو لوگوں نے بعید سمجھا۔ اگر حضرت ابو ایوبؓ کو اس کا علم ہوتا تو ضرور حدیث کی تصدیق کرتے۔ اگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کا حق ہونے کا علم ہو جاتا تو وہ ضرور اس کی تائید کرتے کہ منافقین سے اس کی دوستی نفس ایمان اور تصدیق کے منافی نہیں ہے۔ البتہ فتنی اور گناہ کبیرہ ہے۔ اس لئے اس سے ایمان کی نفی کرنا صحیح نہیں ہے۔ اور جو کچھ ان لوگوں نے اس مالک بن وحش کے بارے میں کہا۔ آپؐ نے ان کو اس پر ڈانٹ ڈپٹ نہیں فرمائی۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ انسان کے ظاہر احوال پر حکم لگانا جائز ہے۔

ان اسأل عنها عتبان بن مالک۔ یہ اس لئے فرمایا کہ انہیں خطرہ لاحق ہو گیا کہ شاید مجھے نسیان ہو گیا ہو۔ تو کہیں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر بہتان نہ ہو جائے جس پر وعید آپؐ کی ہے۔

تشریح از شیخ زکریا۔ در مختار میں ہے۔ لا یصلی الوتر ولا التطوع بجماعة خارج رمضان۔ یعنی وتر اور نفل رمضان کے علاوہ جماعت کے ساتھ نہ پڑھے جائیں۔ اور اگر علی سبیل التداعی ہو۔ یعنی چار آدمی ایک امام کی اقتدار کریں تو یہ مکروہ ہے۔ اگر علی سبیل المواظیۃ ہو تو بدعت ہے۔ البتہ اگر اقتدار واحد بواحد اور اثنین بواحد لایکرہ وثلثہ بواحد فحیہ خلاف۔ اگر جماعت نے اگر اس کی اقتدار کر لی تو متاخرین اسے بھی مکروہ سمجھتے ہیں۔ حضرت شیخ گنگوہیؒ نے فرمایا ہے کہ تنفل بالجماعة سے مفاسد لازم آتے ہیں۔ ان میں سے ایک مفسدہ ریا بھی ہے۔ اور حدیث زید بن ثابتؓ کا خلاف ہے۔ ایہا الناس صلوا فی بیوتکم۔ نیز آپؐ نے اس پر غضب کا اظہار بھی فرمایا ہے۔

فانکرها علی البواقیوب الہ انکار ابوالیوب کی وجہ کما فی نے یہ ذکر فرمائی ہے کہ اس حدیث سے لازم آئے گا کہ عصاة الامۃ یعنی امت کے گناہ کار لوگ جہنم میں بالکل داخل نہ ہوں گے۔ حالانکہ یہ قرآنی آیت کے بالکل خلاف ہے۔ مَنْ یَعْصِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَاِنَّ لَہٗ نَارَ جَہَنَّمَ ادر حدیث شفاعت کے بھی خلاف ہے۔ اور ایک وجہ انکار کی یہ بھی بیان کی جاتی ہے کہ ہمیں تو ظاہر پر حکم لگانا ہے۔ باطن کا ہم کیسے فیصلہ کر سکتے ہیں کیونکہ میں اکابر صحابہ میں سے ہوں۔ اگر ایسا واقعہ ہوتا تو مجھے ضرور معلوم ہوتا اور مشہور ہوتا تو میں ضرور تسلیم کرتا۔ فقط۔ اور جمع بھی ممکن ہے کہ تحریم کو خلود پر محمول کیا جائے۔ تو اب کوئی ستخالف نہیں رہے گا۔

بَابُ التَّطَوُّعِ فِي الْبَيْتِ

ترجمہ۔ گھر میں نفل مناز پڑھنا

حدیث نمبر ۱۱۱۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ عَلٰی بْنُ حَمَّادٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ اجْعَلُوْا فِیْ بُیُوْتِکُمْ مِنْ صَلَوٰتِکُمْ وَلَا تَسْخَدُوْا قُبُوْرًا تَاتٰیہَ عَبْدُ الْوَهَّابِ

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے گھروں میں بھی کچھ نماز کا حصہ رکھا کرو۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ممکن ہے۔ اس کے یہ معنی ہوں کہ قبروں کو گھر نہ بناؤ کہ اپنی ضروریات کے لئے بار بار ان کی طرف آتے رہو۔

تشریح از شیخ زکریاؒ مراد حدیث میں جو اقوال مختلفہ ہیں شیخ نے لفظ ممکن سے اس کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ امام بخاریؒ نے ترجمہ سے ایک اور اختلاف کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ صلوٰۃ فی البیت میں صرف نوافل داخل ہیں یا فرائض بھی داخل ہیں۔ چنانچہ قرطبیؒ فرماتے ہیں۔ مِنْ صَلَوٰتِکُمْ میں من تبعضیہ ہے جس سے نوافل مراد ہیں۔ اور ترجمہ سے امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ چونکہ قبور محل عبادت نہیں ہیں۔ اس لئے وہاں پر نماز مکروہ ہوگی۔ اور ایک جماعت یہ کہتی ہے کہ صلوٰۃ فی البیوت کی طرف دعوت دی جا رہی ہے کہ گھروں کو قبور نہ بناؤ۔ جیسے قبور میں مردے نماز نہیں پڑھتے۔ تم ان کی طرح گھروں کو نماز سے خالی نہ چھوڑو۔ اور ایک احتمال یہ بھی ہے کہ جو شخص گھر میں نماز نہیں پڑھتا وہ اپنے آپ کو

مردہ اور گھر کو قبر سمجھئے۔ مسلم کی حدیث سے اس کی تائید ہوتی ہے۔ مثل البيت الذي يذكركم الله فيه البيت الذي لا يذكر الله فيه مثل الحي والميت۔ اور بعض نے جو یہ تاویل کی ہے۔ کہ گھروں میں مردوں کو دفن نہ کر دینا صحیح نہیں۔ اس لئے کہ خود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں دفن ہیں۔ اور بعض نے اسے آپ کی خصوصیت پر محمول کیا ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بَابُ فَضْلِ الصَّلَاةِ فِي مَسْجِدِ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ

ترجمہ مسجد حرام اور مسجد نبوی میں نماز پڑھنے کی فضیلت کا بیان

حدیث نمبر ۱۱۱۲۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ عَنْ خَزِيمَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ أَرْبَعًا قَالَ سَمِعْتُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ غَزَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثِي عَشْرَةَ غَزْوَةً وَيَسْنَدُ أَخْرَجَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَشْدُ الرِّجَالَ إِلَّا إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَسْجِدِ الرَّسُولِ وَمَسْجِدِ الْأَقْصَى۔

ترجمہ۔ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کجاوے نہ کئے جائیں مگر تین مسجدوں کی طرف۔ مسجد حرام، مسجد نبوی اور مسجد اقصی۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ اس کی کافی بحث کو کتب درسی میں فرما چکے ہیں۔ دوبارہ بیان نہیں فرمایا۔

تشریح از قاسمی۔ شد رجال۔ سفر کرنے سے کنایہ ہے۔ مقصد یہ ہوا کہ تقرب الی اللہ کے طور پر کسی جگہ کا سفر نہ کرنا چاہیئے۔ سوائے ان تین مساجد کے کہ ان کی عظمت زیادہ ہے۔ وہ گنی قبور صالحین کی زیارت یا مواضع فاضلہ کا سفر۔ تو ظاہر حدیث پر عمل کرتے ہوئے حافظ فرماتے ہیں کہ حرام ہے۔ لیکن امام الحرمین و دیگر شوافع کے نزدیک یہ ہے کہ حرمت تو نہیں ہے۔ بھلا ہے۔ اور حدیث کا جواب یہ دیتے ہیں کہ فضیلت قائمہ تو ان تین مساجد میں ہے۔ بقیہ میں نہیں ہے۔ اس لئے ان کا سفر جائز ہوگا۔ اور ایک مقصد یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ دنیا بھر کی کسی مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے سفر نہیں کرنا چاہیئے۔ سوائے ان تین مساجد کے۔ تو اب اولیاء صالحین کی زیارت کے لئے جانا اس

کے تحت نہیں ہوگا۔

حدیث نمبر ۱۱۱۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلَاةٌ فِي مَسْجِدِي هَذَا خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ صَلَاةٍ فِيمَا سِوَاهُ إِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ۔

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری اس مسجد میں نماز پڑھنا دو سو سترے مسجد میں ایک ہزار نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔

تشریح از قاضی۔ علامہ نوویؒ نے تصریح فرمائی ہے کہ لفظ ہذا سے اشارہ مسجد نبوی کے اس حصہ کی طرف ہے۔ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھا۔ بعد میں جو اضافہ ہوئے ان کو یہ مضا عفت شامل نہیں ہوگی۔ لیکن امام ابن تیمیہؒ اور ابن قیمؒ فرماتے ہیں کہ ہذا کا اشارہ دو سو سترے مسجد کو نکالنے کے لئے ہے۔ کیونکہ امام مالکؒ سے جب اس کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ اس حصہ یا خطہ کی خصوصیت نہیں ہے۔

خیر من الف صلوة۔ علامہ کرمائیؒ فرماتے ہیں۔ الا المسجد الحرام میں استثنائیں امور کا احتمال رکھتا ہے۔ کہ مسجد حرام کا درجہ مسجد نبوی سے افضل ہے یا برابر ہے۔ جہور فرماتے ہیں کہ مسجد کہ مسجد مدینہ سے افضل ہے۔ امام مالکؒ اس کے برعکس فرماتے ہیں۔ اہل فقہ و اثر یہ فرماتے ہیں کہ صلوة فی المسجد الحرام افضل ہے۔ اور اس پر ابن ماجہ کی روایت دال ہے۔ کہ صلوة فی مسجدی بخمسین الف صلوة و صلوة فی المسجد الحرام بمائت الف صلوة۔ ترجمہ۔ میری مسجد میں پچاس ہزار نماز کا ثواب ہے۔ اور مسجد حرام میں ایک لاکھ گھنٹہ کا ثواب ہے۔ اور قاضی عیاضؒ نے شفا میں لکھا ہے۔ کہ زیہ کا وہ ٹکڑا جس پر آپ آرام فرما ہیں۔ وہ افضل بقاع الارض ہے۔ بلکہ ابن عقیل جنبلؒ فرماتے ہیں کہ وہ عرش کمری سے بھی افضل ہیں۔

بَابُ مَسْجِدِ قُبَاءَ

ترجمہ۔ قبار کی مسجد کی فضیلت کے بارے میں

حدیث نمبر ۱۱۱۴۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي رَافَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلَاةٌ فِي مَسْجِدِي هَذَا خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ صَلَاةٍ فِيمَا سِوَاهُ إِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ۔

فَيَطُوفُ بِالْبَيْتِ ثَلَاثًا يُصَلِّي رُكْعَتَيْنِ خَلْفَ الْمُقَامِ وَيَوْمَ يَأْتِي مُسْجِدَ قُبَاءَ
فَبَاتَهُ كَانَ يَأْتِيهِ كُلَّ سَبْتٍ فَإِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ كَرِهَ أَنْ يَخْرُجَ مِنْهُ
حَتَّى يُصَلِّي فِيهِ قَالُوا كَانَ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
كَانَ يَزُورُهُ رَاكِبًا وَمَا شَيْئًا قَالُوا كَانَ يَقُولُ إِنَّمَا أَصْنَعُ كَمَا رَأَيْتُ
أَصْحَابِي يُصْنَعُونَ وَلَا أَمْنَعُ أَحَدًا أَنْ صَلَّي فِي أَيِّ سَاعَةٍ شَاءَ مِنْ
اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ غَيْرَ أَنْ لَا يَتَحَرَّوْا طُلُوعَ الشَّمْسِ وَلَا غُرُوبَهَا.

ترجمہ۔ حضرت نافعؓ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمرؓ اشراق کی نماز صرف دو دنوں میں پڑھتے تھے۔
ایک تو اس وقت جب وہ مکہ میں داخل ہوتے۔ کیونکہ وہ مکہ میں اشراق کے وقت داخل ہوا کرتے تھے۔
بیت اللہ کا طواف کرنے کے بعد مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعت طواف پڑھتے تھے۔ اور دوسرے
دن جب وہ قبا کی مسجد میں تشریف لاتے۔ اور وہ اس میں ہفتہ کے دن آیا کرتے تھے۔ پس جب مسجد
میں داخل ہوتے۔ تو بغیر نماز پڑھے وہاں سے نکلنے کو پسند نہیں کرتے تھے۔ اور حضرت نافعؓ فرماتے
ہیں۔ کہ وہ یہ بھی بیان کرتے تھے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد قبار کو سوار ہو کر اور
پیدل دونوں حالتوں میں تشریف لاتے تھے۔ اور یہ بھی فرماتے ہیں کہ یہ سب کچھ میں ویسے کمر لبا ہوں۔
جیسا کہ میں نے اپنے ساتھیوں کو کرتے دیکھا۔ اور میں کسی کو نماز پڑھنے سے نہیں روکتا۔ جس گھڑی
وہ چاہے۔ رات ہو یا دن ہو۔ مگر یہ کہ طلوع اور غروب شمس کے وقت نماز پڑھنے کی کوشش نہ کر دو۔
تشریح از قاسمی۔ مسجد قبار مدینہ کے قریب تین میل پر واقع ہے۔ جہاں پر ہجرت کے بعد
آپؐ نے سب سے پہلے پڑا دیا تھا۔ یہاں پہلی مسجد بنوائی اور تین ہفتے مقیم رہے پھر مدینہ چلے گئے
اور بھی اس کے فضائل بیان کئے جاتے ہیں۔

بَابُ مَنْ أَتَى مُسْجِدَ قُبَاءَ كُلَّ سَبْتٍ

ترجمہ۔ ہر ہفتہ کے دن مسجد قبار میں آتے۔

حدیث نمبر ۱۱۱۱۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ أَبِي عُمَرَ قَالَ
كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِي مُسْجِدَ قُبَاءَ كُلَّ سَبْتٍ مَا شَاءَ وَ
رَاكِبًا وَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ يَفْعَلُهُ.

ترجمہ - حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر ہفتہ کے دن مسجد قبار تشریف لاتے تھے۔ پیدل بھی اور سوار ہو کر بھی۔ اور ابن عمرؓ بھی ایسا کرتے تھے۔

بَابُ اثْنَانِ مَسْجِدِ قُبَاءٍ رَاكِبًا وَمَاشِيًا

ترجمہ - مسجد قبار کو سوار اور پیدل دونوں حالتوں میں آنے کا بیان

حدیث نمبر ۱۱۱۴ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ بْنُ عَمْرِو قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِي مَسْجِدَ قُبَاءٍ رَاكِبًا وَمَاشِيًا زَادَ ابْنُ مُعِينٍ فَيُصَلِّي فِيهِ رَكَعَتَيْنِ -

ترجمہ - حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پیدل اور سوار دونوں حالتوں میں قبار کی مسجد میں تشریف لایا کرتے تھے۔ ابن نمیر نے زیادہ کیا کہ اس میں دو رکعت نماز پڑھتے تھے۔

بَابُ فَضْلِ مَا بَيْنَ الْقَبْرِ وَالْمَنْبَرِ

ترجمہ - قبر مبارک اور منبر نبوی کے درمیان کے حصہ کی فضیلت کا بیان

حدیث نمبر ۱۱۱۵ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ الْمَازِنِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا بَيْنَ بَيْتِي وَمَنْبَرِي رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ -

ترجمہ - حضرت عبداللہ بن زید مازنیؓ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان جو حصہ ہے۔ وہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔

حدیث نمبر ۱۱۱۸ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ بْنُ عَمْرِو عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا بَيْنَ بَيْتِي وَمَنْبَرِي رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ وَمِنْبَرِي عَلَى حَوْضِي -

ترجمہ - حضرت ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا - میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان کا حصہ بہشت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔

اور میرا منبر میرے حوض کوثر کے اوپر رکھا ہے۔

تشریح از قاسمی۔ صاحب مجمع البحار فرماتے ہیں کہ روضۃ منیٰ ریاضۃ الجنۃ کا مطلب یہ ہے کہ یہ مکہ اجماع کی طرف منتقل ہوگا۔ یا یہ کہ اس خطہ کی عبادت جنت کے باغوں تک پہنچائے گی۔ اور حوض کوثر سے پانی پلائے گی۔ اور بعض علماء نے اسے ظاہر پر محمول کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ مکہ البعینہ جنت میں منتقل کیا جائے گا۔ دوسرے یقاع ارض کی طرح ہلاک و ضائع نہیں ہوگا۔ اس طرح منبر علیہ کا مطلب بھی یہ ہے کہ بعینہ امتہ تعالیٰ اس منبر کو حوض کوثر پر منتقل فرمادیں گے اور بعض نے کہا کہ اس جیسا منبر حوض کوثر پر ہوگا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

بَابُ مَسْجِدِ بَيْتِ الْمُقَدَّسِ

ترجمہ۔ بیت المقدس کی مسجد کی فضیلت کے بیان میں۔

حدیث نمبر ۱۱۱۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الْأَسْمَعِيُّ أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ يُحَدِّثُ بَارِعٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَعْجَبْتَنِي وَأَتَقْنَنِي قَالَ لَا تُسَافِرُ الْمَرْأَةُ يَوْمَيْنِ إِلَّا وَمَعَهَا زَوْجٌ أَوْ ذُو مَحْرَمٍ وَلَا صَوْمٌ فِي يَوْمَيْنِ الْفِطْرِ وَالْأَضْحَى وَلَا صَلَاةَ صَلَوَتَيْنِ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَبَعْدَ الْعَصْرِ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ وَلَا شِدَّةَ الرِّحَالِ إِلَّا ثَلَاثَةَ مَسَاجِدَ مَسْجِدَ الْحَرَامِ وَمَسْجِدَ الْأَقْصَى وَمَسْجِدِي۔

ترجمہ۔ حضرت قرظہ مولیٰ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوسعید خدریؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے چار باتیں بیان کی ہیں۔ جو مجھے بہت پسند آئیں اور انہوں نے مجھے خوش کر دیا۔ فرمایا ایک تو یہ ہے کہ عورت دو دن کا سفر بغیر خاوند اور ذومحرم کے نہ کرے۔ دوسرے یہ کہ دو دنوں میں روزہ نہیں ہے۔ فطر کے دن اور قربانی کے دن اور تیسرے یہ کہ دو نمازوں کے بعد کوئی نماز نہیں ہے۔ صبح کی نماز کے بعد جب تک کہ سورج طلوع نہ کرے اور اسی طرح عصر کے بعد جب تک سورج غروب نہ ہو جائے اور چوتھی اور آخری بات یہ ہے کہ کسی مسجد کی طرف نماز پڑھنے کے لئے سفر نہ کیا جائے۔ سوائے تین مساجد کے۔ مسجد حرام۔ مسجد اقصیٰ اور مسجد نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ أَبْوَابُ الْعَمَلِ فِي الصَّلَاةِ

بَابُ اسْتِعَانَةِ الْيَدِ فِي الصَّلَاةِ إِذَا كَانَ مِنْ أَمْرِ الصَّلَاةِ وَ
قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَسْتَعِينُ الرَّجُلُ فِي صَلَاتِهِ مِنْ جَسَدِهِ بِمَا شَاءَ
وَوَضَعَ أَبُو اسْحَقَ قُلُوسَتهُ فِي الصَّلَاةِ وَرَفَعَهَا وَوَضَعَ عَلَى رُضِيَ اللَّهُ
عَنْهُ كَفَّتهُ عَلَى رُضِغِهِ الْأَيْسَرِ لَا أَنْ يَحْكَّ جِلْدًا أَوْ يُصْحِكَ ثَوْبًا.

ترجمہ۔ نمازیں عمل کثیرا اثر انداز ہے یا نہیں۔ باب نمازی کا نمازیں اپنے ہاتھ سے مدد لینا جب
کہ وہ کام امر صلوة میں سے ہو۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ آدمی اپنی نمازیں اپنے جسم کے جس
حصہ سے چاہے مدد لے سکتا ہے۔ حضرت ابواسحاقؓ اپنی ٹوپی کو نمازیں رکھتے بھی تھے اور اٹھاتے بھی
تھے۔ اور حضرت علیؓ اپنی ہتھیلی کو اپنے پہنچے پر رکھے رہتے۔ مگر یہ کہ بدن کو کھلدا لیتے یا کپڑے کو ٹھیک
کر لیتے۔

الْأَيْ يَحْكُ جِلْدًا يَهْضُمُ حَفَرَتِ عَلَى كَيْهِ أَثَرُ كَاتِمَةٍ هِيَ۔ ترجمہ کا تِمَمہ نہیں ہے۔ جیسا کہ بعض کو
دہم ہوا۔ کیونکہ مسلم میں اس کی تصریح آگئی ہے۔ فَلَا يَزَالُ كَذَلِكَ حَتَّى يَرْجِعَ إِلَّا أَنْ
يَحْكَّ جِلْدًا

حديث نمبر ۱۱۲۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
عَبَّاسٍ أَنَّهُ بَاتَ عِنْدَ هَيْمُونَةَ لَمَّا الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا وَهِيَ خَالَتُهُ
قَالَ فَاضْطَجَعْتُ عَلَى عَرَضِ الْوَسَادَةِ فَاضْطَجَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَهْلُهُ فِي طَوْلِهَا فَنَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
حَتَّى انْتَصَفَ اللَّيْلُ أَوْ قَبْلَهُ بِقَلِيلٍ أَوْ بَعْدَهُ بِقَلِيلٍ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَلَسَ فَمَسَحَ التَّوَمَّ عَنْ وَجْهِهِ بِيَدِهِ ثُمَّ
قَرَأَ الْعَشْرَ الْآيَاتِ خَوَاتِيمَ سُورَةِ آلِ عِمْرَانَ ثُمَّ قَامَ إِلَى شَيْءٍ
مُعَلَّقَةٍ فَتَوَضَّأَ مِنْهَا فَأَحْسَنَ وَضُوءَهُ ثُمَّ قَامَ يُصَلِّي قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ
عَبَّاسٍ فَقُمْتُ فَصَنَعْتُ مِثْلَ مَا صَنَعَ ثُمَّ ذَهَبْتُ فَقُمْتُ إِلَى جَنْبِهِ فَوَضَعَ

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدُ الْيَمْنَى عَلَى رَأْسِهِ وَأَخَذَ بِأُذُنِ الْيَمْنَى
يَقْتُلُهَا بِيَدِهِ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ شُكْرَ رَكْعَتَيْنِ شُكْرَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ
شُكْرًا ضَطْبَجَ حَتَّى جَاءَهُ الْمُؤَذِّنُ فَقَامَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ شُكْرًا خَرَجَ
فَصَلَّى الصُّبْحَ -

ترجمہ - حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے ایک رات اُم المؤمنین
حضرت میمونہؓ کے پاس بسر کی اور وہ ان کی غالہ لگتی تھیں۔ فرماتے ہیں کہ میں سر ہلنے کی چوڑائی میں
لیٹ گیا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے گھروالے اس کی لمبائی میں لیٹ گئے پس
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے۔ یہاں تک کہ جب آدھی رات بیت گئی یا اس سے تھوڑا پہلے
یا اس سے تھوڑا بعد میں ہوا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے۔ بیٹھ کر اپنے دونوں
ہاتھوں سے اپنے چہرہ مبارک سے نیند کے آثار زائل کرنے لگے۔ پھر سورۃ آل عمران کی آخری دس
آیات کو پڑھا۔ پھر ایک پرانے مشکیزے کی طرف گئے جو لٹکا ہوا تھا۔ اس سے وضو بنائی۔ اور خوب اچھی
طرح وضو بنائی۔ پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ میں بھی اٹھا
اور اس طرح کیا جیسے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے کیا تھا۔ پھر چل کر آپ کے پہلو
میں کھڑا ہو گیا۔ تو آپ نے اپنا داہنا ہاتھ میرے سر پر رکھا اور میرا دایاں کان پکڑ کر اسے اپنے ہاتھ
سے مروڑنے لگے۔ پھر دو رکعت نماز پڑھی۔ پھر دو رکعت حتیٰ کہ بارہ رکعات پوری فرمائیں پھر وتر
پڑھ کر لیٹ گئے۔ یہاں تک کہ مؤذن آیا تو آپ نے اٹھ کر دو ہلکی رکعات پڑھیں پھر باہر تشریف لے
جا کر صبح کی نماز پڑھائی۔

تشریح از شیخ زکریا۔ اُمت کا اس پر توافع ہے کہ عمل کثیر مفید صلوٰۃ ہے۔ اور
عمل قلیل مفید نہیں ہے۔ لیکن روایات میں کوئی ضابطہ کثیر و قلیل کا قاعدہ کلیہ ذکر نہیں کیا گیا اس
لئے ائمہ حدیث نے بعض اعمال کے کرنے کی اور بعض نے بعض اعمال سے رکنے کی روایات نقل
کی ہیں۔ بنا بریں امام بخاریؒ نے اس بارے میں مختلف ابواب ذکر فرمائے ہیں۔ میرے نزدیک یہاں
سے لے کر کتاب الجنائز تک سب ابواب اس معنی میں داخل ہیں۔ اور ائمہ محدثین نے اپنی بساط
کے مطابق ان روایات سے منع اور اباحت کے ضوابط مستنبط کئے ہیں۔ حضرت مولانا خلیل احمد مرحوم

نے بدل میں ایک ضابطہ بیان فرمایا ہے۔ کہ جو عمل جنس اعمال صلوٰۃ میں سے نہیں ہے۔ جب وہ بھڑا ہو تو مفسد نہیں ہوگا۔ اور عمل کثیر مفسد ہوگا۔ پھر اس کی تفسیر میں اختلاف ہو گیا۔ بعض نے کہا کثیر وہ ہے جس میں دونوں یا تینوں سے کام لیا جائے ضرورت پیش آنے پر۔ قلیل وہ ہوگا جس میں دونوں یا تین استعمال نہ کئے جائیں۔ اور بعض نے کہا جس عمل کے کرنے سے دور سے آدمی سمجھے یہ شخص نماز میں نہیں وہ کثیر ورنہ قلیل ہے۔ وہو الاصح اسی ضابطہ کی بنا پر جب کوئی نماز کی حالت میں جنگ کے اندر قتال کرے تو اس کی نماز فاسد ہے۔ کیونکہ یہ عمل کثیر ہے۔ اور ہر وہ عمل کثیر جو اعمال صلوٰۃ میں سے بھی نہیں اور نہ ہی اس کی اصلاح کے لئے ہو وہ مفسد صلوٰۃ ہوگا۔

بہر حال اس میں پانچ اقوال نقل کئے گئے ہیں۔ دو گذر چکے۔ تیسرا قول یہ ہے۔ اگر مسلسل تین حرکات ہوں تو کثیر ہے ورنہ قلیل ہے۔ چوتھا یہ ہے کہ جو فعل کا مقصود ہو۔ یعنی اس کے لئے الگ مجلس مقرر کرے۔ پانچواں قول یہ ہے کہ مصلیٰ کی رائے پر چھوڑ دیا جائے۔ جسے وہ کثیر سمجھے۔ وہ کثیر ورنہ قلیل۔ یہ آخری قول سب کو شامل ہے۔ اور حضرت امام ابو حنیفہؒ کی رائے کے زیادہ قریب ہے۔

تشریح از قاسمی۔ ترجمہ میں امام بخاریؒ نے منہ امر الصلوٰۃ کہہ کر جواز کا حکم دیا مگر جو دو اثر ذکر فرمائے ان میں اور ترجمہ الباب میں کوئی مطابقت نہیں۔ اس لئے کہ ترجمہ مقید ہے۔ اور آثار مطلق ہیں۔ تو کہا جائے گا کہ اگرچہ آثار مطلق ہیں مگر نفس الامر میں مقید ہیں۔ اس لئے کہ اگر عمل کو مطلق رکھا جائے تو پھر فعل عبث بھی نماز میں جائز ہوگا۔ حالانکہ اس کا کوئی بھی قائل نہیں ہے۔ اس لئے قید لگانی پڑے گی۔ البتہ ترجمہ الباب کے ثبوت کے لئے جو حدیث لائے ہیں علامہ عینیؒ کے قول کے مطابق وہ اغذ باذنیہ ایمنیہ کے قول سے ہے۔ کیونکہ بائیں جانب سے دائیں جانب گھومنا مصلحت نماز میں سے ہے۔ تو اس طرح ترجمہ کو ثابت فرمایا۔

بَابُ مَا يُنْهَىٰ مِنَ الْكَلَامِ فِي الصَّلَاةِ

ترجمہ:- باب اس کلام کے بارے میں جو نماز میں ممنوع ہے۔

حدیث نمبر ۱۱۲۱۔ حَدَّثَنَا ابْنُ مَسْرُورٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
قَالَ كُنَّا نَسْلِمُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ فَيَرُدُّ

عَلَيْنَا فَلَمَّا رَجَعْنَا مِنْ عِنْدِ النَّجَاشِيِّ سَلَّمْنَا عَلَيْهِ فَلَمْ يُرِدْ عَلَيْنَا وَقَالَ إِنَّ فِي الصَّلَاةِ شُغْلًا.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ نماز کی حالت میں ہم جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام کیا کرتے تھے۔ تو آپ اسی نماز میں ہی ہمیں اس کا جواب دیتے تھے۔ لیکن جب ہم لوگ نجاشی بادشاہ کے پاس سے واپس لوٹے تو ہم نے آپ پر سلام کیا آپ نے ہمیں اس کا جواب نہ دیا۔ بلکہ فرمایا کہ نماز میں ایک بڑی مشغولیت باللہ ہوتی ہے۔ اس لئے اس میں سلام و کلام جائز نہیں ہے۔ حدیث نمبر ۱۱۲۲۔ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ۔

ترجمہ۔ سفیان کے واسطے سے جو روایت ابن مسعودؓ سے ہے وہ بھی اسی طرح ہے۔ حدیث نمبر ۱۱۲۳۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى قَالَ قَالَ لِي زَيْدُ بْنُ أَرْقَمٍ إِنَّ كُنَّا لَنَتَكَلَّمُ فِي الصَّلَاةِ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَلِّمُ أَحَدُنَا صَاحِبَهُ بِحَاجَتِهِ حَتَّى نَزَلَتْ حَافِظُوا عَلَى الصَّلَاةِ وَ الصَّلَاةِ الْوُسْطَى وَقَوْمُوا لِلَّهِ قَائِمَتَيْنِ فَأَمْرُنَا بِالسُّكُوتِ۔

ترجمہ۔ حضرت زید بن ارقمؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہم نماز کے اندر کلام کرتے تھے۔ ہمارا ایک آدمی دوسرے سے اپنی ضرورت کے بارے میں بات کرتا تھا۔ یہاں تک کہ قَوْمُوا لِلَّهِ قَائِمَتَيْنِ الایہ نازل ہوئی۔ کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے چپ چاپ کھڑے رہا کرو۔ تو ہمیں چپ رہنے کا حکم دیا گیا۔

تشریح از قاسمی۔ خطاب فرماتے ہیں کہ کلام فی الصلوٰۃ کی منسوختہ ہجرت مدینہ کے بعد از اعراضہ بعد ہوئی۔ اس لئے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور زید بن ارقمؓ ہر دو کی روایت اس پر متفق ہیں کہ تحریم کلام مدینہ منورہ میں ہوئی۔ اور علامہ عینیؒ اور کرمائیؒ دونوں حضرات کا قول ہے کہ اس پر تو سب ائمہ متفق ہیں۔ کہ کلام فی الصلوٰۃ جان بوجہ کہ اس کی حرمت کا علم رکھتے ہوئے بغیر مصلحت نماز کے مفید صلوٰۃ ہے۔ اگر کلام مصلحت نماز کے لئے ہو۔ تب بھی امام ابو حنیفہؒ اور ائمہ ثلاثہؒ سب کے نزدیک مبطل صلوٰۃ ہے۔ امام اوزاعیؒ اور بعض مالکیہؒ اس کے جواز کے قائل ہیں۔ اور کلام ناسی بھی امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک مبطل صلوٰۃ ہے۔ ہاں

اگر سبقت لسانی کے طور پر مقوڑا سا کلام ہو یا سہو ایا حرمت سے جاہل ہو کہ کلام کرتا ہے تو مفید نہ ہوگا بشرطیکہ وہ نمازی قریب الاسلام ہو۔

بَابُ مَا يَجُوزُ مِنَ التَّسْبِيحِ وَالْحَمْدِ فِي الصَّلَاةِ لِلرِّجَالِ

ترجمہ - مردوں کے لئے نمازیں تسبیح اور حمد کس قدر جائز ہے۔

حدیث ۱۱۲۲ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّحُ بَيْنَ بَنِي عُمَرَوِ بْنِ عَوْفٍ وَحَانَتْ الصَّلَاةُ فَجَاءَ بِلَالٌ أَبَا بَكْرٍ فَقَالَ حَيْسَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَوَمَّ النَّاسُ قَالَ ثُمَّ إِنْ شِئْتُمْ فَأَقَامَ بِلَالٌ الصَّلَاةَ فَتَقَدَّمَ أَبُو بَكْرٍ فَصَلَّى فَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْشِي فِي الصَّفُوفِ يَشْقَاهَا شَقًّا حَتَّى قَامَ فِي الصَّفِّ الْأَوَّلِ وَأَخَذَ النَّاسُ بِالتَّصْفِيحِ فَقَالَ سَهْلٌ هَلْ تَذَرُوتَ مَا التَّصْفِيحُ هُوَ التَّصْفِيحُ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَا يَلْتَفِتُ فِي الصَّلَاةِ فَلَمَّا أَكْثَرُوا التَّفَتَّ فَإِذَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الصَّفِّ فَأَشَارَ إِلَيْهِ مَكَانَكَ فَرَفَعَ أَبُو بَكْرٍ يَدَيْهِ فَعَجَدَ اللَّهُ ثُمَّ رَجَعَ الْقَهْقَرَى وَرَاءَهُ فَتَقَدَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى۔

ترجمہ - حضرت سہل بن سعد فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قبیلہ بنو عمرو بن عوف میں صلح کرانے کے لئے تشریف لے گئے اور نماز کا وقت ہو گیا۔ تو حضرت بلالؓ حضرت ابو بکرؓ کے یہاں تشریف لائے اور فرمایا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم روک لئے گئے ہیں۔ تو کیا آپ لوگوں کی امامت کریں گے۔ فرمایا ہاں اگر تم چاہو۔ تو حضرت بلالؓ نے نماز کے لئے تکبیر کہی۔ اور حضرت ابو بکر صدیقؓ کے آگے بڑھ کر نماز پڑھانے لگے کہ اچانک جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صفوں کو پھرتے ہوئے پہلی صف میں آکر کھڑے ہو گئے۔ لوگوں نے تالیاں سجائی شروع کر دیں۔ حضرت سہلؓ فرماتے ہیں کہ کیا تمہیں علم ہے کہ یہ تصفیح کیا چیز ہے۔ تالی بجانے کو تصفیح کہتے ہیں۔ اور حضرت ابو بکر صدیقؓ کی عادت مبارکہ تھی کہ نمازیں ادھر ادھر نہیں دیکھا کرتے تھے۔ جب لوگوں نے کثرت سے تالی بیٹھی تو متوجہ ہوئے۔ دیکھا تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صف میں موجود تھے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ ٹھہرے رہو۔

لیکن حضرت ابو بکرؓ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر اللہ کی حمد بیان کی۔ پھر اٹھ پاؤں پیچھے واپس لوٹے پس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آگے بڑھ کر نماز پڑھائی۔

تشریح از قاسمی۔ مَكَانَكَ اِی الزم مكانك یعنی كن الا هام كما كنت رفع

یہ دیکھو وہو سنة عند الدعاء اور حمد اللہ تعالیٰ کے لشکر کے لئے تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امامت ان کے سپرد فرمائی جس سے ان کی قدر بلند ہو گئی۔

تقدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ یہ حضور اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے تھا۔ علامہ ابن عبد البر نے آپؐ کے علاوہ کسی لئے اس کے عدم جواز پر اجماع نقل کیا ہے۔ اگر اشکال ہو کہ ترجمہ میں لفظ تبیع کا ذکر تھا۔ حدیث میں اس کا ذکر نہیں ہے۔ تو کہا جائے گا کہ جملہ حمد اللہ پر قیاس کرنے سے ثبات ہے۔ یا بقیہ حدیث میں تبیع کا ذکر ہے۔ التصفیق للنساء والتسبیح للرجال یہاں مختصر ہے۔

بَابُ مَنْ سَمِيَ قَوْمًا أَوْ سَلَّمَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى غَيْرِ هَوَاجَةٍ وَهُوَ لَا يَعْلَمُ۔

ترجمہ۔ باب اس شخص کے بارے میں جو کسی قوم کا نام لیتا ہے یا نماز میں بغیر سامنے ہونے کے سلام کرتا ہے۔ اور مستم علیہ کو اس کا علم نہیں ہے۔

حدیث نمبر ۱۱۲۵۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ كُنَّا نَقُولُ التَّحِيَّةُ فِي الصَّلَاةِ وَنُسَمِّي وَيُسَلِّمُ بَعْضُنَا عَلَى بَعْضٍ فَمَسَمِعَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ قُولُوا التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَاةُ وَالصَّلَاةُ وَالصَّلَاةُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ فَإِنَّا كُنَّا إِذَا فَعَلْتُمْ ذَلِكَ فَقَدْ سَلَّمْتُمْ عَلَى كُلِّ عَبْدٍ لِلَّهِ صَالِحٍ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ۔

ترجمہ۔ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ نماز میں سلام کرتے تھے اور نام بھی لیتے تھے۔ اور ایک دوسرے پر سلام بھی کرتے تھے۔ جب آنجناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے سنا تو فرمایا کہ التحیات ابن مسعودؓ کو پڑھا کر دو۔ جب تم نے یہ کر دیا تو آسمان اور زمین میں جو بھی اللہ کا نیک بندہ ہوگا اس تک تمہارا سلام پہنچ جائے گا۔

تشریح از شیخ گنگوہی **رحمۃ اللہ علیہ** امام بخاریؒ کا مقصد اس ترجمہ سے یہ ہے کہ واقعی کلام نماز کو فاسد کرتا ہے۔ لیکن اس کا فساد اس پر موقوف ہے کہ وہ لفظ کلام ہو۔ پس اگر کسی نے کسی کا نام لیا۔ یا مخاطب نہ کر کے سلام کیا۔ تو چونکہ کلام متحقق نہیں ہوا۔ لہذا نماز فاسد نہ ہوگی۔ تسمیہ تو اللہم اٰلِھِ اَکْبَرُ الولید بن الولید میں ہے اور سلام اَلسَّلَامُ عَلَیْنا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِیْنَ میں ہے۔

تشریح از شیخ زکریا۔ حافظ توفرتے ہیں کہ اس ترجمہ سے امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ مذکور فی الترجمہ اشیاء سے نماز باطل نہیں ہوگی۔ لیکن علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ امام بخاریؒ نے کوئی حکم بیان نہیں فرمایا۔ نہ جواز کا اور نہ ہی بطلان کا کیونکہ امر مشتبہ تھا۔ اس لئے کوئی حکم بیان نہیں کیا۔ لیکن ظاہر یہ ہے کہ جواز بیان کرنا مقصود ہے کہ ان میں سے کوئی چیز بھی نماز کو باطل نہیں کرے گی۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اعادہ کا حکم نہیں دیا۔ بلکہ اسے مستقبل کے متعلق ان کو خبر دی۔ اب علماء کا اس میں اختلاف ہے۔ کہ آیا معین شخص کے لئے ہی نمازیں دعا مانگنا جائز ہے یا نہیں۔ ایک روایت جواز کی ہے۔ اور ایک کراہت کی ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ جو دعا شرعاً اور عادتاً جائز ہے وہ دعا تو مانگی جاسکتی ہے۔ دوسری قسم کی دعا ناجائز ہے۔

بَابُ التَّصْفِیْقِ لِلنِّسَاءِ

ترجمہ۔ تالی بجانا عورتوں کے لئے ہے۔

حدیث نمبر ۱۱۲۶۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْخَنَّاسِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ التَّصْفِیْقُ لِلنِّسَاءِ وَالتَّسْبِیْحُ لِلرِّجَالِ۔

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ بجان اللہ کہنا تو مردوں کے لئے ہے اور تالی بجانا عورتوں کے لئے ہے۔ لیکن وہ بھی فقہاء کے نزدیک اس طرح ہے۔ کہ اپنے دائیں ہتھیلی کے باطن کو بائیں ہتھیلی کے ظاہر پر مارے۔

بَابُ مَنْ رَجَعَ الْقَهْقَرَى فِي صَلَوَتِهِ أَوْ تَقَدَّمَ بِأَمْرٍ يَنْزِلُ بِهِ رَوَاهُ سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَادَتْ امْرَأَةً ابْنَهَا وَهُوَ فِي صُومَعَتِهِ قَالَتْ يَا جُرَيْجُ
 قَالَ اللَّهُمَّ اُنِّحْ صَلَواتِي فَقَالَتْ يَا جُرَيْجُ قَالَ اللَّهُمَّ اُنِّحْ صَلَواتِي قَالَتْ يَا
 جُرَيْجُ قَالَ اللَّهُمَّ اُنِّحْ صَلَواتِي قَالَتْ اللَّهُمَّ لَا يَمُوتُ جُرَيْجٌ حَتَّى
 يَنْظُرَ فِي وَجْهِ الْمَيِّمِيسِ وَكَانَتْ تَأْوِي إِلَى صُومَعَتِهِ رَايَعَةً تَرْعِي النَّعْمَ
 فَوَلَدَتْ فَقِيلَ لَهَا مَقْنُ هَذَا التَّوَلَدَتْ قَالَتْ مِنْ جُرَيْجٍ تَزَلَّ مِنْ
 صُومَعَتِهِ قَالَ جُرَيْجٌ آيَنَ هَذَا الَّتِي تَزْعُمُ أَنَّ وَلَدَ هَالِي قَالَ يَا
 بَابُوسُ مَنْ أَبُوكَ قَالَ رَايَعِي النَّعْمَ.

ترجمہ - حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا - کہ
 ایک عورت نے اپنے بیٹے کو آواز دی - جب کہ وہ اپنے گرجا گھر میں معروف عبادت تھا - تو کہنے لگی اے
 جریج اے جریج بولا اے اللہ میری والدہ ہے اور میری نماز ہے - کس کو اختیار کروں - پھر وہ بولی او جریج -
 جریج نے کہا یا اللہ میری والدہ ہے اور میری نماز ہے - پھر اس نے تیسری مرتبہ پکارا - انہوں نے
 تیسری مرتبہ بھی یہی کہا - کہ یا اللہ اُدھر میری والدہ ہے اُدھر نماز ہے - بہر حال انہوں نے نماز کو نہ چھوڑا
 تو ماں نے بد دعا کی - اے اللہ جریج پر اس وقت تک موت نہ آئے - جب تک یہ رنڈیوں کا منہ نہ دیکھ لے -
 تو اس کے گرجا گھر کے پاس ایک بکریاں چرانے والی عورت ٹھہرا کرتی تھی - اس نے بچہ بنا - اس سے پوچھا
 گیا - کہ یہ بچہ کس سے ہے - کہنے لگی - جریج سے ہے - تو جریج اپنے گرجا گھر سے نیچے اترے - اور کہنے
 لگے کہاں ہے وہ عورت جو کہتی ہے کہ یہ بچہ میرا ہے - اور فرمایا کہ اے دودھ پیتے بچے تیرا باپ کون ہے -
 بچہ بولا کہ بکریاں چرانے والا کڈھریا میرا باپ ہے -

تشریح از شیخ گنگوہیؒ - اِذَا دَعَتْ الْاُمَّ وَلَدَ هَالِي الصَّلَوةِ - امام بخاری روایت
 باب سے اس بات پر استدلال قائم کر رہے ہیں کہ نماز میں کلام کو نامباح ہے - پہلی شریعت میں بھی
 اور بخاری شریعت میں بھی - اس لئے کہ اگر جریج اپنی نماز پوری کرنے میں حق بجانب ہوتے تو اس کی ماں
 کی بد دعا اس کے بارے میں قبول نہ ہوتی - کہ وہ عورت مظلومہ تھی - جسے تو اس کی دعا قبول ہوتی - لیکن جو
 سقم اس کے اندر ہے آپ اسے جانتے ہیں - کیونکہ جریج کی کہ امت عجیبہ سے ان کا حق یہ ہونا زیادہ واضح
 ہے - ينظر في وجه الميائيس الخ یہ دعا اس کا بدلہ ہے - اس نے میرے چہرے کی طرف

نظر کرنے سے نفرت کی ہے۔

تشریح از شیخ زکریا اذادعت انہو کہ اس مسئلہ میں اختلاف تھا کہ آیا نماز کی حالت

میں والدہ کو جواب دینا واجب ہے یا نہیں۔ اور اگر جواب دینے کے لئے کلام کرے تو اس سے اس کی نماز باطل ہو جائے گی۔ اس اختلاف کے باعث امام بخاریؒ نے اذا شرطیہ کا جواب حذف کر دیا۔ علامہ کرمائیؒ فرماتے ہیں کہ شرائع من قبلہا میں نماز کے اندر کلام کرنا مباح تھا۔ اور اس کے لئے یہ بھی ممکن تھا کہ نماز میں تخفیف کر کے اجابت والدہ کر لیتا۔ مگر ہماری شریعت میں نماز قطع کر کے ماں کو جواب دینا جائز نہیں ہے۔ البتہ صاحب توضیح نے یہ لکھا ہے کہ یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے کہ اگر آپ کسی انسان کو بلائیں تو اس پر لازم ہے کہ نماز توڑ کر آپ کی اجابت کرے۔ جس سے نماز بھی باطل نہ ہوگی۔ اور اجابت والدین کے بارے میں علماء فرماتے ہیں۔ فرائض میں اجابت والدین حرام ہے۔ نوافل میں جائز ہے۔ البتہ مضطر آدمی کے لئے قطع صلوٰۃ واجب ہے۔ اس اختلاف سے یہ بھی معلوم ہوا کہ خارج صلوٰۃ اجابت بطریق ادنی واجب ہے۔

دانت تعلم مافیہ سے شیخ لنگوہیؒ نے اس طرف اشارہ فرمایا کہ اگرچہ ظاہر ماں کی دعا کی قبولیت سے یہ معلوم ہوتا ہے وہ مظلومہ حق پرستی۔ لیکن حضرت جرید سے کرامت عجیبہ کا صادر ہونا یہ ان کے حق پر ہونے کی واضح دلیل ہے۔ تو اب تقریر عبارت یوں ہوگی۔ یعنی جب نماز کی حالت میں کسی کو ماں بلائے تو اس پر نفل نماز کا توڑنا واجب ہے۔ اسی طرح اگر نماز فرض توڑنے کی مجبوری ہو۔

تو بھی اس کا توڑنا واجب ہے۔ اذادعت الام یجب علیہ ان ینقض صلوٰۃ ان کانت نفلاً و کذا ان کانت فرضاً بشرط ان یضطر فی نقضها۔ یاد رہے کہ یہ استدلال اس بات پر مبنی ہے کہ شرائع من قبلہا ہماری لئے حجت ہیں جب تک کہ ہماری شریعت میں اس کا خلاف ظاہر نہ ہو۔ اس جگہ تو قواعد قانونیہ کا خلاف ظاہر ہو چکا ہے۔ البتہ ایک اشکال یہ بھی ہے کہ رائیۃ مدعیہ بالزنا تو ایک حق ہے۔ یعنی زنا کا دعویٰ کرنے والی تو ایک حق ہے۔ اور ماں کی بددعا یہ حق ہے کہ رائیۃ مدعیہ کیسے جوتی ہیں جواب یہ ہے۔ اگرچہ زنا کا دعویٰ ایک کی طرف سے تھا۔ مگر ممکن ہے **نظر الی**

الوجہ الکثیرۃ جوتی ہو۔ چنانچہ طویل حدیث میں ہے کہ جب حضرت جرید کو فاجرہ زانیہ عورتوں کے گھر سے لے کر چلے تو دوسری زانیہ عورتیں اپنے گھروں سے نکلیں اور ان کو دیکھ کر ہنستی بھتی۔ بہت عورتوں کو

دیکھا ہو۔ پس یہ مسکرا دیئے۔

قَالُوا لِمَ يَضْحَكُ فَاَمْرًا لَزَوَانِي شَيْخٌ فَرَمَاتے ہیں کہ ماں کی دعا کی قبولیت سے معلوم ہوا کہ جریج پر نقض صلوٰۃ واجب تھا۔ اگر ماں اس کے لئے زنا کی بد دعا کرتی تو وہ بھی اس سے ضرور صادر ہوتا۔

راعیۃ کے متعلق مسلم میں ہے کہ مومسنہ یعنی رندھی بھی تھی۔

بَابُ مَسْحِ الْخِطِيِّ فِي الصَّلَاةِ

ترجمہ۔ نماز کے اندر کنکریوں کو مسٹانا۔

حدیث نمبر ۱۱۲۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنِي مَعْقِبُ بْنُ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي الرَّجُلِ يَسْوِي الثَّرَابَ حَيْثُ يَسْجُدُ قَالَ إِنْ كُنْتَ فَأَعْلَفُوا حِدَةً۔

ترجمہ۔ حضرت معقیبؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جہاں وہ سجدہ کرتا تو مٹی کو برابر کر لیتا تھا۔ فرمایا اگر تو نے ضرور کرنا ہے تو ایک مرتبہ کرو۔ تشریح از قاسمی۔ علامہ کرمانیؒ فرماتے ہیں کہ ترجمہ میں جھٹی کا ذکر ہے۔ اور حدیث میں تراب کا تو تطابق کیسے ہوگا۔ جواب یہ ہے کہ مٹی میں عموماً کنکریاں ہوا کرتی ہیں۔ اس ظنِ اغلب پر بنا کر کے ترجمہ ثابت کیا۔ اور بعض نے یوں بھی فرمایا ہے۔ کہ جھٹی اور تراب دونوں کے لئے ایک حکم ہونے کی تنبیہ فرمائی ہے۔ اور بعض نے کہا کہ بعض طرق مسلم سجدے تراب کے جھٹی کا ذکر ہے۔

بَابُ بَسْطِ الثُّوبِ فِي الصَّلَاةِ لِلتَّجَوُّدِ

ترجمہ۔ سجدہ کرنے کے لئے نماز کے اندر کپڑا پھیلنا کیسا ہے۔

حدیث نمبر ۱۱۳۰۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كُنَّا نَصَلِّيَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي شِدَّةِ الْحَرِّ فَذَا لَمْ يَسْتَطِعْ أَحَدُنَا أَنْ يُمْكِنَ وَجْهَهُ مِنَ الْأَرْضِ بَسَطَ ثَوْبَهُ فَسَجَدَ عَلَيْهِ۔

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ سخت گرمی میں ہم لوگ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے تھے۔ جب ہم میں سے کسی کو زمین پر منہ مگانے کی طاقت نہ ہوتی تھی۔

تو وہ کپڑا پھیلا کر اس پر سجدہ کر لیتا تھا۔

تشریح از قاسمی۔ اس حدیث سے سخت گرمی سے بچاؤ کے لئے کپڑا پھیلا کر سجدہ کرنے کا جواز ثابت فرمایا۔

بَابُ مَا يَجُوزُ مِنَ الْعَمَلِ فِي الصَّلَاةِ

ترجمہ۔ نمازیں کس قدر عمل کرنے کی اجازت ہے۔

حدیث نمبر ۱۱۳۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ أُمُّ رَجُلٍ فِي قَبْلَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصَلِّي فَإِذَا سَجَدَ غَمَزَنِي فَرَفَعْتُهَا فَإِذَا قَامَ مَدَدْتُهَا۔

ترجمہ۔ حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ رات کو جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نمازیں ہوتے تھے۔ تو میں ان کے قبلہ کی طرف پاؤں دراز کر کے پڑھی ہوتی تھی۔ توجہ آپ سجدہ کرنے کا ارادہ کرتے تو میرے چمکی کاٹ لیتے۔ تو میں اپنا پاؤں اٹھا لیتی تھی۔ اور جب آپ اٹھ کھڑے ہوتے تو پھر پاؤں دراز کر لیتی تھی۔

تشریح از قاسمی۔ غمز فی محل ترجمہ ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فعل قلیل سے نماز باطل نہیں ہوتی۔ اس قدر عمل نمازیں جائز ہے۔ اور ہے بھی ایک مرتبہ جس میں کوئی حرج نہیں۔

حدیث نمبر ۱۱۳۲۔ حَدَّثَنَا مَحْمُودٌ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ صَلَّى صَلَاةً فَقَالَ إِنَّ الشَّيْطَانَ عَرَضَ لِي فَشَدَّ عَلَيَّ لِيَقْطَعَ الصَّلَاةَ عَلَيَّ فَأَمْكَنَنِي اللَّهُ مِنْهُ فَذَاعَتْهُ وَلَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ أُوثِقَهُ إِلَى سَارِيَةٍ حَتَّى تُصْبِحُوا فَتَنْظُرُوا إِلَيْهِ فَذَكَرْتُ قَوْلَ سُلَيْمَانَ رَبِّ هَبْ لِي مَلَكًا لَا يُنَبِّئُنِي لِأَحَدٍ مِّنْ بَعْدِي فَرَدَّهُ اللَّهُ خَاسِئًا۔

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ بے شک شیطان نے میرے سامنے آنے پر حملہ کر دیا۔ تاکہ میری نماز قطع کر دے۔ پس اللہ تعالیٰ نے

مجھے اس پر قدرت دے دی کہ میں نے اس کے سخت چٹکی کاٹی۔ یا میں نے اسے سخت دھکا دیا۔ اور میں نے قصد کر لیا تھا۔ کہ میں اسے ایک ستون کے ساتھ باندھ دوں۔ تاکہ صبح کو تم لوگ اسے دیکھ لو۔ مگر مجھے حضرت سلیمان علیہ السلام کا یہ قول یاد آگیا۔ کہ اے اللہ مجھے ایسا ملک بخش دے۔ جو میرے بعد کسی کے لائق نہ ہو۔ پس تو اللہ تعالیٰ نے اسے ناکام و نامراد واپس کر دیا۔

تشریح از قاسمی۔ فذمتہ ۱۶۰۔ یہ محل ترجمہ ہے۔ کہ چٹکی کاٹنے یا دھکا دینے کے عمل سے نمازیں کوئی غل نہیں آیا۔

بَابُ إِذَا انْفَلَتَ الدَّائِبَةُ فِي الصَّلَاةِ

ترجمہ۔ جب نماز کی حالت میں جانور چھوٹ جائے۔

قَالَ قَتَادَةُ إِنَّ أَخَذَ ثَوْبَهُ يَتْبَعُ السَّارِقَ وَيَدْعُ الصَّلَاةَ.

ترجمہ۔ حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ اگر کسی نمازی کا پٹا چوری کر لیا جائے تو وہ چور کا پیچھا کرنے

کے لئے نماز چھوڑ دے۔

حدیث نمبر ۱۱۳۳۔ حَدَّثَنَا آدَمُ ۙ حَدَّثَنَا الْإِزْرَقُ بْنُ قَيْسٍ قَالَ كُنَّا بِالْأَهْوَازِ تُقَاتِلُ الْحُرُورَةَ فَبَيْنَا أَنَا عَلَى جُرْفٍ نَهْرٍ إِذْ جَاءَ رَجُلٌ يُصَلِّي فَإِذَا الْجَامُ دَابَّتْ بِسَيْدِهِ فَجَعَلَتِ الدَّائِبَةُ تُنَارِعُهُ وَجَعَلَ يَتْبَعُهَا قَالَ شُعْبَةُ هُوَ أَبُو بَرَزَةَ الْأَسْلَمِيُّ فَجَعَلَ رَجُلٌ مِّنَ الْخَوَارِجِ يَقُولُ اللَّهُمَّ افْعَلْ بِهَذَا الشَّيْخِ فَلَمَّا انْصَرَفَ الشَّيْخُ قَالَ إِنِّي سَمِعْتُ قَوْلَكُمْ وَإِنِّي غَزَوْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِتَّ غَزَوَاتٍ أَوْ سَبْعَ غَزَوَاتٍ أَوْ ثَمَانِي وَشَهِدْتُ تَيْسِيرَهُ وَإِنِّي إِنْ كُنْتُ أَنْ أَرْجِعَ مَعَ دَابَّتِي أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَدْعِمَهَا تَرْجِعُ إِلَى مَا لِفِهَا فَيَشُقُّ عَلَيَّ.

ترجمہ۔ حضرت ازرق بن قیس فرماتے ہیں کہ ہم اہواز کے علاقہ میں خوارج سے لڑائی کر رہے

تھے کہ دریں اثنا میں ایک نہر کے کنارے پر کیا دیکھتا ہوں کہ ایک آدمی نماز پڑھ رہا ہے۔ درآئیکہ

اس کے گھوڑے کی باگ اس کے ہاتھ میں ہے۔ پس گھوڑا ان سے کچھ کھینچا تو گر رہا ہے۔ اور وہ اس کے

پیچھے چلے جاتے ہیں۔ شعبہ فرماتے ہیں کہ وہ حضرت ابو بزرہ اسلمی تھے۔ تو خوارج میں سے ایک آدمی

انہیں کہنے لگا۔ کہ اے اللہ! اس بوڑھے شیخ کو اس طرح کر دے۔ جب شیخ نماز سے فارغ ہو کر پھرے تو فرمایا میں نے تمہاری بات سن لی ہے۔ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چھ۔ سات یا آٹھ غزوات میں حصہ لیا ہے۔ اور میں نے آپ کی دی ہوئی سہولتوں کا مشاہدہ بھی کیا ہے۔ میرا گھوڑے کے ساتھ آنا جانا میرے نزدیک اس سے زیادہ محبوب ہے کہ میں اس گھوڑے کو چھوڑ دوں۔ تاکہ وہ اپنی مانوس جگہ پر چلا جائے۔ پھر میں پریشان پھروں۔

حدیث نمبر ۱۱۳۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ الْأَعْمِيُّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ زُرَّارٍ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ خَسَفَتِ الشَّمْسُ فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَ سُورَةَ طُوبَى لَهٗ ثَمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ ثَمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ ثَمَّ اسْتَفْتَحَ سُورَةَ أُخْرَى ثَمَّ رَكَعَ حَتَّى قَضَاهَا وَسَجَدَ ثَمَّ فَعَلَ ذَلِكَ فِي الثَّانِيَةِ ثَمَّ قَالَ إِنَّهُمَا آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ فَإِذَا رَأَيْتُمْ ذَلِكَ فَصَلُّوا حَتَّى يُفْرَجَ عَنْكُمْ لَقَدْ رَأَيْتُمْ فِي مَقَامِي هَذَا كُلَّ شَيْءٍ قُعِدْتُ لَهُ حَتَّى لَقَدْ رَأَيْتُ أُرِيدُ أَنْ أَخْذَ قِطْفًا مِنَ الْجَنَّةِ حِينَ رَأَيْتُمُونِي جَعَلْتُ أَتَقَدَّمُ وَلَقَدْ رَأَيْتُ جَهَنَّمَ يَحْطِمُ بَعْضُهَا بَعْضًا حِينَ رَأَيْتُمُونِي تَأَخَّرْتُ وَرَأَيْتُ فِيهَا عَمْرُو بْنَ لُحْيٍ وَهُوَ الَّذِي سَيِّبَ السَّوَابِ -

ترجمہ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ کہ سورج گرہن لگا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہو گئے۔ تو ایک لمبی سورۃ پڑھی پھر رکوع کیا تو اس کو لمبا کیا۔ پھر اس سے اپنا سر اٹھایا پھر دوسری سورۃ شروع کر دی۔ پھر رکوع اس وقت کیا۔ جب کہ اس کا سجدہ کر کے رکعت کو پورا کر لیا۔ پھر اسی طرح دوسری رکعت میں کیا۔ پھر فرمایا کہ یہ دونوں سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں۔ پس جب تم اس قسم کے حالات دیکھو تو اس وقت تک نماز پڑھتے رہو۔ یہاں تک کہ وہ حالت تم سے کھل جائے۔ بے شک میں نے اپنی اس جگہ پر ہر اس چیز کو دیکھ لیا جس کا مجھ سے وعدہ کیا گیا ہے۔ حتیٰ کہ میں نے یہ دیکھا کہ میں نے ارادہ کر لیا کہ جنت کے انگور کا ایک خوشہ لے لوں۔ جب کہ تم نے مجھے آگے بڑھتے دیکھا اور میں نے جہنم کو بھی دیکھا۔ کہ اس کے شعلے ایک دوسرے کو توڑ رہے ہیں۔ جب کہ تم نے مجھے پیچھے ہٹتے

دیکھا اور میں نے اس جہنم کے اندر عمرو بن لُحی کو بھی دیکھا۔ جس نے بتوں کے نام پر جانوروں کو چھوڑنے کا طریقہ رائج کیا تھا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ امام بخاریؒ نے حضرت ابو ہریرہؓ کے قصہ سے اپنا مدعی اس طرح ثابت کیلئے ہے کہ جب نماز کی حالت میں جانور کا پیچھا کرنا جائز ہے۔ جب کہ اس کے چھوٹ جانے کا خطرہ ہو۔ کہ قبضہ اس پر باقی نہیں رہے گا تو اس صورت میں نماز کو چھوڑ دینا بھی جائز ہے۔

تشریح از شیخ زکریا۔ امام بخاریؒ نے ترجمہ کو قیاس سے ثابت فرمایا۔ کہ عمل قلیل میں جب تک قبلہ رُخ رہے۔ اس سے نماز کو نہیں چھوڑا۔

شہادت تیسرے سے ان لوگوں پر رد کرنا ہے جو اس بارے میں سختی برتتے ہیں۔ کہ ایسی حالت میں جانور کو چھوڑ دینا چاہیے۔ نماز کو قطع نہ کرے۔ اس سے فقہار نے مسئلہ نکالا ہے کہ اگر کسی کو اپنے اسباب یا مال کے تلف ہو جانے کا خطرہ ہو تو نماز کو قطع کر دینا جائز ہے۔ خلاصہ یہ ہوا کہ باب کی دو حدیثیں اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ نماز کے اندر آگے پیچھے ہونے کے لئے تھوڑی دیر چلنے سے نماز قطع نہیں ہوتی۔ جب تک قبلہ رُخ رہے۔ البتہ فقہار نے اس پر اجماع کیا ہے۔ کہ مشیٰ کثیر مفسد صلوٰۃ ہے۔ تو حضرت ابو ہریرہؓ کے واقعہ کو مشیٰ قلیل پر محمول کیا جائے گا۔

الفرض امام بخاریؒ نے ترجمہ میں اِذَا انْغَلَبَتِ الدَّابَّةُ الْفَرَاکَرُ اس کی جواز ذکر نہیں فرمائی۔ حضرت قتادہؓ کا اثر ذکر فرمایا۔ جس سے ایک روایت کے مطابق ترک صلوٰۃ معلوم ہوتا ہے اور صلوٰۃ کسوف کی روایت سے تقدم و تأخر سے استمرار صلوٰۃ کا پتہ چلتا ہے۔ تو امام بخاریؒ نے اپنی عادت کے مطابق دونوں احتمالات سے استدلال کیا ہے۔ کہ فقہار کے قول کے مطابق مشیٰ قلیل مفسد صلوٰۃ نہیں۔ البتہ مشیٰ کثیر مفسد صلوٰۃ ہے۔ مگر روایات میں قلیل و کثیر کا بیان نہیں ہے۔

حق لقمہ آیتہ شیخ گنگوہیؒ فرماتے ہیں کہ اصل میں یہاں تھوڑا سا بیاض ہے۔

لقمہ آیتہ ہے۔ ضمیمہ منصوب نہیں ہے۔ تو معنی ہوں گے ابصرت مآ ابصرت حال کوئی ارید ان اخذ قطعاً من الجنة اور ہندی نخوں میں ارید کا لفظ نہیں ہے۔ پھر کوئی اشکال نہ رہے گا۔

بَاب مَا يَجُوزُ مِنَ الْبُصَاقِ وَالتَّفْخِ فِي الصَّلَاةِ وَيُذَكَّرُ عَنْ

عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ وَلَفَّخَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سُجُودِهِ فِي كُسُوفٍ -
ترجمہ - باب ان چیزوں کے بارے میں جو نماز میں جائز ہیں - یعنی تھوکتا - پھونک مارنا - حضرت
عبداللہ بن عمرؓ سے ذکر کیا جاتا ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صلوٰۃ کسوف میں اپنے
سجدہ کی حالت میں پھونک ماری -

حدیث نمبر ۱۱۳۵ - حَدَّثَنَا سَلِيمَانُ بْنُ حَرْبٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ
النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى نُحَامَةً فِي قُبْلَةِ الْمَسْجِدِ فَتَفَيَّظَ عَلَى أَهْلِ
الْمَسْجِدِ وَقَالَ إِنَّ اللَّهَ قَبْلَ أَحَدِكُمْ فَإِذَا كَانَ فِي صَلَاتِهِ فَلَا يَنْزُقَنَّ
أَوْ قَالَ لَا يَنْتَحِفَنَّ ثُمَّ نَزَلَ حَتَّى بَادَهُ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا بَزَفَ
أَحَدُكُمْ فَلْيَنْزُقْ عَنْ يَسَارِهِ -

ترجمہ - حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کے قبلہ کی طرف
کھنگارہ کو دیکھا تو مسجد والوں پر سخت ناراض ہوئے - اور فرمایا بے محک اللہ تبارک وتعالیٰ تمہارے سامنے
کی طرف ہیں - پس جب تم میں سے کوئی نماز کے اندر ہو - تو نہ تھو کے یا نہ کھنگارے - پھر نیچے اتوے اور
اس کو اپنے ہاتھ سے رگڑا - اور ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جب تم میں سے کوئی ایک تھو کے تو اپنی بائیں طرف تھو کے
حدیث نمبر ۱۱۳۶ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا كَانَ فِي الصَّلَاةِ فَإِنَّهُ يُنَاجِي رَبَّهُ
فَلَا يَنْزُقَنَّ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلَا عَنْ يَمِينِهِ وَلَكِنْ عَنْ شِمَالِهِ تَحْتَ قَدَمَيْهِ الْيُسْرَى
ترجمہ - حضرت انس بن مالکؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جب تم
میں سے کوئی نماز کے اندر ہوتا ہے تو وہ اپنے رب سے سرگوشی کرتا ہے - پس نہ اپنے سامنے تھو کے نہ
اپنی دائیں طرف تھو کے - لیکن اپنے بائیں طرف اپنے بائیں قدم کے نیچے تھو کے -

تشریح از شیخ گنگوہی - ہمارا دعویٰ یہ ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے
نفخ میں کوئی لفظ نہیں نکلا تھا - لفظ کا نکلا تو مفید ہے - مطلق نفخ مفید نہیں ہے - پھر یہ آپؐ کا پھونک مارنا
اس وقت تھا - جب کہ آپؐ نے جہنم کو دیکھا -

تشریح از شیخ زکریا - نفخ النبی صلی اللہ علیہ وسلم حافظؓ فرماتے ہیں کہ یہ

حدیث کا ایک ٹکڑا ہے۔ امام احمد و دیگر حضرات نے اس کو نقل کیا ہے۔ جس میں ہے کہ جَعَلَ يَنْفَخُ فِي الْأُذُنِ وَيَبْكِي وَهُوَ سَاجِدٌ وَهُوَ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ۔ امام بخاری نے اسے کلمہ ترمذی سے بیان کیا ہے۔ کیونکہ عطار بن السائب مختلف فیہ ہیں۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ نفخ کی تفسیر اف بتسکین الفاء سے کی گئی ہے۔ اور اف کوئی کلام نہیں ہے۔ جب تک تین حرف نہ ہو جائیں۔ اف بتشدید الفار ہے۔ اسی سے امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ جس شخص نے نماز میں اف۔ آہ۔ اخ۔ کہا تو اس کی نماز فاسد نہیں ہوگی۔ طرفین فرماتے ہیں کہ فاسد ہو جائے گی۔ کیونکہ یہ کلام الناس میں سے ہے۔ حدیث کا طرفین جواب یہ دیتے ہیں کہ پہلے کلام جائز تھا پھر منسوخ ہو گیا۔

الحاصل نفخ فی الصلوٰۃ میں علماء کا اختلاف ہے۔ ایک طائفہ اسے مکروہ سمجھتا ہے۔ اور نافخ کو اعادہ صلوٰۃ کا حکم نہیں دیتا۔ امام مالکؒ اور امام ابو یوسفؒ وغیرہ فرماتے ہیں کہ نفخ فی الصلوٰۃ نماز میں مکروہ تو ہے۔ لیکن قاطع صلوٰۃ نہیں ہے۔ طرفینؒ اور امام ثوریؒ فرماتے ہیں کہ نفخ اگر سنا جائے تو بمنزلہ کلام کے ہے۔ جو قاطع صلوٰۃ ہوگا۔ لیکن قول اولیٰ اور ارجح ہے۔ اس لئے کہ جب بصاق فی الصلوٰۃ کے جواز پر سب کا اتفاق ہے۔ اور نفخ میں اتنا نطق نہیں ہوتا جس قدر بصاق میں ہوتا ہے۔ یعنی تقوٰکنے میں آواز نکلتی ہے۔ تو جب وہ جائز ہے تو نفخ بھی جائز ہوگا۔ اس لئے امام بخاریؒ نے حدیث بصاق کو اس باب میں ذکر فرمایا ہے تاکہ جواز نفخ پر استدلال کیا جائے۔ اس لئے نفخ کا عطف بصاق پر نہ کیا جائے۔ بلکہ مایحوز پر کیا جائے۔

الحاصل بصاق اور نفخ اگر اس سے بعض حروف ظاہر ہوتے ہیں۔ تو مفسد صلوٰۃ نہیں ہیں۔ البتہ ادب کے خلاف ہے۔ کہ سامنے یا دائیں طرف تقوٰ کا جائے۔ اگر بصاق مطلقاً مفسد صلوٰۃ ہوتا تو عن یسارہ کی اجازت نہ دی جاتی۔

نَفَحَ صَلَاتِي اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انما كان حين رأى النّار۔ یہ شیخ گنگوہیؒ کی طرف سے دوسرا جواب ہے جو مسک اخاف کے مطابق ہے۔ چنانچہ در مختار میں مفسدات صلوٰۃ کو بیان کرتے ہوئے کہا گیا ہے۔ والدعاء بما يشبه كلاً من البكاء بصوتٍ يحصل به حروفٌ يوجب أو مصيبة لا يذکر جنتہ و نار۔ یعنی نماز کو فاسد کرنے والی وہ دعائیں ہیں جو ہمارے کلام کے مشابہ ہو۔ اس طرح آواز کے ساتھ رونا جس سے حروف حاصل ہوں۔

کسی درد یا کسی مصیبت کی وجہ سے۔ لیکن اگر جنت اور دوزخ کے ذکر کی وجہ سے رونا ہو تو وہ مفید صلوٰۃ نہیں ہے۔ کیونکہ جب رونا اور آہ و زاری جنت اور جہنم کے ذکر سے ہو تو گویا یوں دعا مانگ رہا ہے۔
 اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْجَنَّةَ وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ النَّارِ اور اگر یہ الفاظ صراحتہ بھی نماز کے اندر پائے جائیں تو ان سے نماز فاسد نہیں ہوگی۔ امام ابو حنیفہؒ۔ امام مالکؒ اور امام احمدؒ ان تینوں ائمہ کا یہی مسلک ہے۔ البتہ امام شافعیؒ کے نزدیک آواز نکالنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

بَابُ مَنْ صَفَّقَ جَاهِلًا مِنَ الرِّجَالِ فِي صَلَاتِهِ لَمْ تَفْسُدْ صَلَاتُهُ فِيهِ سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ترجمہ۔ باب اس شخص کے بارے میں جس نے نادان قیفت کی بنا پر اپنی نماز میں تالی بجاتی تو اس کی نماز فاسد نہیں ہوگی۔ حضرت سہل بن سعدؒ کی روایت اس بارے میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے۔

بَابُ إِذَا قِيلَ لِلْمُصَلِّيِّ تَقَدَّمَ أَوْ اُنْتَظِرْ فَانْتَظَرَ فَلَا بَأْسَ

ترجمہ۔ باب اس بارے میں کہ جب نمازی سے کہا جائے کہ آگے بڑھو یا انتظار کرو تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

حدیث نمبر ۱۱۳۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ النَّاسُ يُصَلُّونَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُمْ عَاقِدُونَ وَأُزْبِهِمُ مِنَ الصِّغْرِ عَلَى رَمَاهِمُ فَقِيلَ لِلنِّسَاءِ لَا تَرْفَعْنَ رُؤُوسَكُمْ حَتَّى يَسْتَوِيَ الرِّجَالُ جُلُوسًا۔

ترجمہ۔ حضرت سہل بن سعدؒ فرماتے ہیں کہ لوگ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس حال میں نماز پڑھتے تھے۔ کہ وہ اپنی چادروں کو چھوٹے ہونے کی وجہ سے اپنی گردنوں میں باندھے ہوئے ہوتے تھے۔ تو عورتوں سے کہا جاتا کہ تم اس وقت تک اپنے سرور کو نہ اٹھاؤ۔ جب تک مرد لوگ ٹھیک ہو کر نہ بیٹھ جائیں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ مسئلہ یہ ہے کہ اگر نمازی کو نماز میں تعلیم دی جائے اور وہ اس پر عمل کرے تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ اگر نماز سے پہلے تعلیم ہو۔ اور وہ اپنے اس علم کے مطابق

نماز میں عمل کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ اب روایت میں اس کی تصریح نہیں ہے۔ کہ یہ تعلیم ان کو نماز شروع کر لینے کے بعد دی گئی۔ لہذا اس روایت سے استدلال صحیح نہیں ہوگا۔ کیونکہ اس میں دونوں کا احتمال ہے۔ امام بخاریؒ نے شاید عموم اور اطلاق سے استدلال کیا ہو۔ بہر حال مقام تفصیل کا متقاضی تشریح از شیخ زکریا۔ شراح حدیث کو اس میں بڑا غلج ہو۔ کہ حدیث سے ترجمہ کیسے ثابت ہوا۔ حالانکہ امام بخاریؒ کے اصول موضوعہ میں سے ایک یہ بھی ہے۔ کہ وہ احداث احتمالیں سے حکم ثابت کیا کرتے ہیں۔ تو یہاں ایک احتمال یہ بھی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ خطاب دورانِ صلوٰۃ ہو تو جب نسا کو لا ترفعوا صوته کا حکم ہوا۔ تو وہ ضرور انتظار کریں گی اور مردوں سے آگے بڑھ کر رفعِ رُوس کریں گی۔ لہذا تقدم بھی ثابت ہوا۔ اور انتظار بھی ہوا۔ چنانچہ علامہ کرمانیؒ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ خطاب اگر دورانِ صلوٰۃ ہے تو اس سے دو مسئلے ثابت ہوئے۔ ایک تو نمازی کو خطاب کرنے کا جواز اور دوسرا نمازی کا انتظار کرنا جو اس کی نماز کے لئے مضر نہیں ہے۔ اگر آپؐ کا یہ خطاب نماز کے شروع ہونے سے قبل کا ہے۔ تو اس حدیث سے صرف جواز انتظار ثابت ہوگا۔ تو پھر اس کا مطلب کرنا اس کی طرف کان لگانا ان سب کا جواز ثابت ہوگا۔ اگرچہ علامہ عینیؒ نے فقہاء للنساء کے لفظ سے استدلال کیا ہے۔ فالتعقب کا تقاضا ہے کہ یہ خطاب نسا سے تب ہوا جب لوگ جناب حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نماز میں تھیں۔ اس لئے محض وہ احتمال جو کسی دلیل سے پیدا نہ ہوا ہو۔ اس کی طرف توجہ نہ دی جائے گی۔ شیخ گنگوہیؒ فرما رہے ہیں کہ حدیث میں ایک کی تصریح نہیں ہے۔ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بعد شروع ہونے کے تھا۔ چنانچہ درمختار میں ہے۔ کہ اگر کوئی نمازی اپنی نماز کے اندر کسی غیر کے امر کی تعمیل کرتا ہے۔ مثلاً کسی نے کہا آگے بڑھو تو وہ آگے بڑھ گیا۔ غرضیکہ تعلیم اور تعلم سے نماز فاسد ہو جائے گی۔ البتہ تھوڑی دیر ٹھہر کر پھر اپنی رائے سے آگے بڑھے تو یہ جائز ہوگا۔

بَابُ لَا يَرُدُّ السَّلَامُ فِي الصَّلَاةِ

ترجمہ۔ نماز کے اندر کوئی نمازی کسی کو سلام کا جواب نہ دے۔

حدیث نمبر ۱۱۳۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ كُنْتُ أُسَلِّمُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ فَيَرُدُّ عَلَيَّ فَلَمَّا رَجَعْنَا

سَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ وَقَالَ إِنَّ فِي الصَّلَاةِ لَشُغْلًا.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ میں جناب بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر نماز کی حالت میں سلام کیا کرتا تھا۔ تو آپ مجھے اس کا جواب دے دیا کرتے تھے۔ لیکن جب ہم حبشہ سے واپس آئے تو میں نے آپ پر سلام کیا۔ آپ نے مجھے اس کا جواب نہ دیا۔ بلکہ فرمایا نمازیں مشغولیت ہوتی ہے۔

حدیث نمبر ۱۱۳۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ بَعَثَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَاجَةٍ لَهُ فَنَظَلَقْتُ شُقْرًا رَجَعْتُ وَقَدْ قَضَيْتُهَا فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ فَوَقَعَ فِي قَلْبِي مَا اللَّهُ بِهِ أَعْلَمُ فَقُلْتُ فِي نَفْسِي لَعَلَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَدَ عَلَيَّ أَنِّي أَبْطَلْتُ عَلَيْهِ شُقْرًا سَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ فَوَقَعَ فِي قَلْبِي أَشَدُّ مِنَ الْمَرَّةِ الْأُولَى ثُمَّ سَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ عَلَيَّ وَقَالَ إِنَّمَا مَنَعَنِي أَنْ أَرُدَّ عَلَيْكَ أَنِّي كُنْتُ أَصَلِّيُّ وَكَانَ عَلَيَّ رَاحِلَتِي مُتَوَجِّهًا إِلَى غَيْرِ الْقِبْلَةِ.

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ مجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی کسی ضرورت کے لئے بھیجا بہر حال میں چلا گیا اور اس کو پورا کر کے واپس آیا تو جناب بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ پر سلام کیا آپ نے مجھے سلام کا جواب نہ دیا۔ تو میرے دل میں کچھ غم لاحق ہوا جس کو اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ تو میں نے دل میں خیال کیا کہ شاید آپ مجھ پر ناراض ہو گئے ہیں۔ تھوڑی سی دیر کر کے میں نے پھر سلام کیا تب بھی آپ نے سلام کا جواب نہ دیا تو مجھے پہلی دفعہ سے بھی زیادہ غم و غصہ لاحق ہوا۔ پھر بھی میں نے آپ پر سلام کیا آپ نے فارغ ہو کر مجھے سلام کا جواب دیا اور فرمایا کہ مجھے سلام کا جواب دینے سے اس چیز نے روکا تھا کہ میں نماز پڑھ رہا تھا۔ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اونٹنی پر سوار غیر قبلہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھ رہے تھے۔

تشریح از قاسمی۔ دونوں احادیث باب سے ترجمہ ثابت ہوا۔ کہ نماز کے اندر نمازی کسی کو

سلام کا جواب نہ دے۔ ورنہ نماز فاسد ہوگی۔ سلام الناس کی وجہ سے۔

بَابُ رَفْعِ الْأَيْدِي فِي الصَّلَاةِ لَا مَرِيئَ نَزْلُ بِهِ

ترجمہ۔ کسی معاملہ کے پیش آنے کی وجہ سے نماز کے اندر اپنے ہاتھوں کو اٹھانا۔

حدیث نمبر ۱۱۴۰۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ بَلَغَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ بِقُبَاءٍ كَانَ بَيْنَهُمْ شَيْءٌ فَخَرَجَ يُصَلِّحُ بَيْنَهُمْ فِي أَنْاسٍ مِنْ أَصْحَابِهِ فَحَسَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَانَتْ الصَّلَاةُ فَجَاءَ بِلَالٌ إِلَى أَبِي بَكْرٍ فَقَالَ يَا أَبَا بَكْرٍ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ حَسَّ وَقَدْ حَانَتْ الصَّلَاةُ فَهَلْ لَكَ أَنْ تُؤَمَّ النَّاسَ قَالَ نَعَمْ إِنْ شِئْتُمْ فَأَقَامَ بِلَالٌ الصَّلَاةَ وَتَقَدَّمَ أَبُو بَكْرٍ وَكَثُرَ لِلنَّاسِ وَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْشِي فِي الصُّفُوفِ يَشْتُمُّ شَقًّا حَتَّى قَامَ مِنَ الصَّفِّ فَأَخَذَ النَّاسُ فِي التَّصْفِيجِ قَالَ سَهْلٌ التَّصْفِيجُ هُوَ التَّصْفِيقُ قَالَ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ لَا يَلْتَفِتُ فِي صَلَاتِهِ فَلَمَّا أَكْثَرَ النَّاسُ التَّفَتَّ فَإِذَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَشَارَ إِلَيْهِ بِأَمْرٍ أَنْ يُصَلِّيَ فَرَفَعَ أَبُو بَكْرٍ يَدَيْهِ فَحَمِدَ اللَّهَ ثُمَّ رَجَعَ الْقَهْقَرَى وَقَاءَهُ حَتَّى قَامَ فِي الصَّفِّ وَتَقَدَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى لِلنَّاسِ فَلَمَّا فَرَغَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ مَا لَكُمْ حِينَ نَابَكُمْ شَيْءٌ فِي صَلَاتِكُمْ فَلْيَقُلْ سُبْحَانَ اللَّهِ ثُمَّ التَفَتَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ فَقَالَ يَا أَبَا بَكْرٍ مَا مَنَعَكَ أَنْ تُصَلِّيَ حِينَ أَشَرْتُ إِلَيْكَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ مَا كَانَ يَلْبِسُنِي إِلَّا بَنُ أَبِي قَحَافَةَ أَنْ تُصَلِّيَ بَيْنَ يَدَيِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ترجمہ۔ حضرت سہل بن سعد فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی کہ قباء کے مقام پر بنو عمرو بن عوف کے قبیلہ کے درمیان کوئی جھگڑا ہے۔ آپ صحابہ کرام کی ایک

جماعت کے ہمراہ ان کے درمیان صلح کرانے کے لئے تشریف لے گئے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیر ہو گئی۔ ادھر نماز کا وقت ہو گیا۔ تو حضرت بلالؓ حضرت ابوبکرؓ کے پاس آئے۔ اور فرمایا کہ اے ابوبکرؓ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو روک دیئے گئے ہیں اور نماز کا وقت ہو گیا ہے۔ پس کیا آپ لوگوں کی امامت کرادیں گے۔ فرمایا ہاں اگر تم لوگ چاہتے ہو۔ تو حضرت بلالؓ نے نماز کے لئے تکبیر پڑھی۔ تو حضرت ابوبکرؓ آگے بڑھے۔ اور تکبیر کہہ کر نماز شروع کر دی۔ اس اثنا میں جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صفوں کو چیرتے ہوئے پہلی صف میں آکر کھڑے ہو گئے۔ لوگوں نے تالی پیٹنا شروع کر دی۔ حضرت سہلؓ راوی فرماتے ہیں کہ تصفیغ کے معنی تالی بجانے کے ہیں۔ اور حضرت ابوبکرؓ کی عادت تھی کہ جب نماز میں کھڑے ہوتے تو ادھر ادھر نہیں دیکھا کرتے تھے۔ جب لوگوں نے بکثرت تالی بجائی تو متوجہ ہوئے۔ دیکھا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ نماز پڑھاتے رہو۔ لیکن حضرت ابوبکرؓ نے اپنے دونوں ہاتھ اوپر کو اٹھاتے ہوئے معذرت بیان کی۔ پھر اٹھے پاؤں پیچھے کو لوٹے۔ یہاں تک کہ صف میں آکر کھڑے ہو گئے۔ تو جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آگے بڑھ کر نماز پڑھائی۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ اے لوگو تمہیں کیا ہو گیا۔ کہ جب تمہیں نماز میں کوئی معاملہ پیش آجائے تو تم تالی بجانا شروع کر دیتے ہو۔ حالانکہ تالی پیٹنے کا حکم تو عورتوں کے لئے ہے۔ سنو! تم میں سے جسے اپنی نمازیں کوئی معاملہ پیش آئے تو وہ سبحان اللہ کہا کرے۔ پھر حضرت ابوبکرؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے ابوبکرؓ جب میں نے آپ کو اشارہ کر دیا تھا تو پھر تجھے نماز پڑھانے سے کس چیز نے رد کیا۔ تو حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا۔ کہ ابو قحافہؓ کے بیٹے کے لائق نہیں ہے۔ کہ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے کھڑے ہو کر نماز پڑھائے۔

تشریح از قاسمی۔ رفع ید یہ فحمد اللہ الحمد تو اس لئے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ شوق اتنا بلند مرتبہ امامت کا تقویض ہوا۔ اور رفع یدین یہ عمل ترجمہ ہے۔ جس سے امام بخاریؒ استنباط فرما رہے ہیں کہ رفع یدین اگرچہ دعا وغیرہ کے لئے غیر موضع میں ہو اس سے نماز باطل نہیں ہوتی۔ مالا بنی بکر اس لئے نہیں فرمایا کہ اپنے نفس کو حقیر سمجھا۔

بَابُ الْخُصْرِ فِي الصَّلَاةِ

ترجمہ - نماز میں کمر پر ہاتھ رکھنے کے بارے میں

حدیث نمبر ۱۱۴۱ - حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ نَهَى عَنِ الْخُصْرِ فِي الصَّلَاةِ -

ترجمہ - حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ نماز میں کمر پر ہاتھ رکھنے سے منع فرمایا گیا ہے۔

حدیث نمبر ۱۱۴۲ - حَدَّثَنَا عُمَرُو بْنُ عَلِيٍّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُصَلِّيَ الرَّجُلُ مُخْتَصِرًا -

ترجمہ - حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آدمی کو کھڑے ہاتھ رکھ کر نماز پڑھنے سے منع فرمایا۔

تشریح از قاسمی - خصر اگر غاصر سے ہے تو کھکھ کے معنی ہیں۔ اگر خصرہ سے ہے تو لاشعری کے معنی ہیں اور خصر اختصار کے معنی میں بھی آتا ہے جو تطویل کی ضد ہے۔ امام نوویؒ کی رائے کے مطابق پہلے معنی صحیح ہیں کہ الذی یصلیٰ وینفذ علی الخاصرة۔ وجہ ممانعت یہ بیان کی جاتی ہے کہ یہ فعل یہود ہے یا مثل شیطان کے ہے یا یہ کہ ابلیس جنت سے اسی حالت میں نکلا تھا۔ یا یہ متکبرین کا شعار ہے یا استراحتہ لاہل النار ہے۔

بَابُ يَفْكُرُ الرَّجُلُ الشَّيْءَ فِي الصَّلَاةِ وَقَالَ عُمَرُ ابْنُ لَاجِمٍ رَجُلِي وَأَنَا فِي الصَّلَاةِ

ترجمہ - آدمی نماز میں کسی چیز کی فکر کرے۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں۔ نماز کی حالت میں اپنے لشکر کو جہاد کے لئے تیار کرتا رہتا ہوں۔

حدیث نمبر ۱۱۴۳ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَثُورٍ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَصْرَ فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ سَرِيًّا دَخَلَ عَلَى بَعْضِ نِسَائِهِمْ ثُمَّ خَرَجَ وَدَايَ مَا فِي وَجْهِهِ الْقَوْمُ مِنْ تَعَجُّبِهِمْ بِسُرْعَتِهِ فَقَالَ ذَكَرْتُ وَأَنَا فِي الصَّلَاةِ تَبَرًّا عِنْدَنَا فَكِرْهُتُ أَنْ يَمْسِيَ أَوْ يَبِيتَ وَهُوَ عِنْدَنَا فَأَمَرْتُ بِقِسْمَتِهِ -

ترجمہ - حضرت عقبہ بن الحارثؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عصر کی نماز پڑھی تو آپؐ نے سلام پھیرا تو جلدی اٹھ کھڑے ہوئے اور اپنی ایک بیوی کے پاس تشریف لے آئے۔ پھر واپس آ گئے۔ تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے جلدی آنے پر جو تعجب کے آثار قوم کے چہروں پر دیکھے تو فرمایا مجھے نماز کے اندر یاد آیا کہ سونے کا ایک ٹکڑا ہمارے پاس موجود ہے تو شام تک یا رات تک اس کا اپنے پاس رہنا میں نے پسند نہ کیا۔ اس لئے اس کے تقیم کرنے کا حکم دے کر آیا ہوں۔

حدیث نمبر ۱۱۴۴۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَدَّيْنَا بِالصَّلَاةِ أَذْبَرَ الشَّيْطَانُ لَهُ ضُرَاطًا حَتَّى لَا يَسْمَعَ التَّأْذِينَ فَإِذَا اسْكَتَ الْمُؤَذِّنُ أَقْبَلَ فَإِذَا ثَوَّبَ أَذْبَرَ فَإِذَا اسْكَتَ أَقْبَلَ فَلَا يَزَالُ بِالْمَرْءِ يَقُولُ لَهُ أَذْكَرُ مَا لَمْ يَكُنْ يَتَذَكَّرُ حَتَّى لَا يَذَرِي كَمْ صَلَّى قَالَ أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ إِذَا فَعَلَ أَحَدُكُمْ ذَلِكَ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ قَاعِدٌ وَسَمِعَهُ أَبُو سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ۔

ترجمہ - حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب نماز کی اذان شروع ہوتی ہے۔ تو شیطان یاد مارتا ہوا پیٹھ پھیر جاتا ہے تاکہ اذان کے الفاظ نہ سن پائے۔ جب مؤذن چپ ہو جاتا ہے تو پھر واپس آتا ہے۔ پھر جب تکبیر کہی جاتی ہے تو پیٹھ پھیر کر بھاگتا ہے۔ پس جب مؤذن چپ ہو جاتا ہے تو پھر آتا ہے۔ اور ہمیشہ آدمی کے ساتھ رہ کر کہتا رہتا ہے۔ فلاں چیز یاد کرو جو اسے یاد نہیں ہوتی۔ یہاں تک کہ وہ نہیں جانتا کہ اس نے کتنی رکعت نماز پڑھی ہے۔ ابو سلمہ بن عبد الرحمنؓ فرماتے ہیں جب تم میں سے کسی کو ایسی نوبت پہنچے تو وہ بیٹھ کر دو سجدے سہو کے ادا کرے۔ اس کو ابو سلمہؓ نے حضرت ابو ہریرہؓ سے سنا ہے۔

حدیث نمبر ۱۱۴۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ يَقُولُ النَّاسُ أَكْثَرُ أَبُو هُرَيْرَةَ فَلَقِيتُ رَجُلًا فَقُلْتُ بِمَقَرٍّ أَرْسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَارِحَةَ فِي الْعَمَةِ فَقَالَ لَا أَدْرِي فَقُلْتُ أَلَمْ

تَشْهَدُ مَا قَالَ بَلَى قُلْتُ لَكِنْ أَنَا أَدْرِى قَدْ أَسُوْرَةً كَذَا وَكَذَا۔

ترجمہ - حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ لوگ کہتے ہیں حضرت ابوہریرہؓ زیادہ حدیثیں بیان کرتا ہے۔ تو میں ایک آدمی سے ملا۔ میں نے اس سے پوچھا۔ گزشتہ رات عشاء کی نماز میں آپؐ نے کون سی سورۃ پڑھی تھی۔ تو وہ کہنے لگا مجھے معلوم نہیں۔ پس میں نے کہا۔ کیا تم حاضر نہیں تھے۔ کہنے لگا کیوں نہیں تھا۔ میں نے کہا۔ لیکن میں جانتا ہوں۔ کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فلاں فلاں سورۃ پڑھی تھی۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ ماکان یضنی لابن ابی قحافۃؒ اس سے قرآن سے رکن کی علت پر تنبیہ فرمائی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کا یہ فرمانا یا تو اپنے آپ کو صغیر سمجھنے کی بنا پر تھا۔ کہ امامت ایک بہت بڑا منصب ہے۔ اور فضیلت کا موقع ہے۔ میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے کیسے کھڑا ہو سکتا ہوں۔ یا اس وجہ سے کہ نماز کا معاملہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تبدیل ہوتا رہا۔ ان کو خوف تھا کہ کہیں اللہ تعالیٰ اب اس میں زیادتی یا کمی نہ کر دیں۔ اس لئے یہ معاملہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد کر دینا چاہیے۔ یا اس سے دلیل پکڑی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صفوں کو چیر کر پہلی صف تک پہنچ گئے۔ اگر آپؐ کا ارادہ میرے آگے رکھنے کا ہوتا تو وہیں پیچھے ٹھہر جاتے۔ صفوں کو نہ چیرتے۔ اس لئے پیچھے ہٹ گئے۔

ولکن یتوقف علیٰ اولیٰ ما یحتمل ان احتمالات کی طرف اشارہ کرنا ہے۔ جو حضرت صدیق اکبرؓ کے تاخر کا باعث بنے۔ کہ انہوں نے ادب کو ملحوظ رکھا۔ حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ نے آگے بڑھ کر فجر کی نماز پڑھا دی۔ وہ اقتناں امر تھا۔ الامر فوق الادب۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ فلقیت رجلاً فقلت - حضرت ابوہریرہؓ پر بکثرت احادیث کا یہ اعتراض یا تو خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں تھا۔ جس کا انہوں نے جواب دیا۔ اور راجح یہی ہے۔ اگر لوگوں کا یہ اعتراض حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ہوا۔ تو انہوں نے اپنے اس قصہ سے استدلال کیا جو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں پیش آیا۔ کہ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال اور افعال کی فکر ہوتی تھی۔ کہ میں ان میں تدبیر اور توفیق رکھتا جو اور لوگ نہیں

کرتے تھے۔ اس وجہ سے میں احادیث زیادہ بیان کرتا ہوں۔ تو اس معنی کی بنا پر تعلیق کے معنی قد کنت یقین کے ہوں گے۔ کہ آدمی سے مل کر یوں کہتا تھا۔

تشریح از شیخ زکریا۔ حضرت ابو ہریرہؓ پر اکثر احادیث کے اعتراض کے بارے میں کمی روایات نقل کی جاتی ہیں۔ اور اس کے اسباب بھی مختلف منقول ہیں۔ اس روایت باب میں جو سبب خود حضرت ابو ہریرہؓ نے بیان فرمایا ہے۔ کہ ان کو ضبط و اتقان ایسا شدید حاصل تھا۔ جو اردوں کو نہیں تھا۔ پس اس حدیث باب سے معلوم ہوا کہ آدمی نمازیں ہونے کے باوجود غیر امر صلوٰۃ میں مشغول ہو گیا۔ حتیٰ کہ سورۃ مقررہ کو بھول گیا۔ اس سے ترجمہ کو ثابت کر دیا۔ کہ تفکرات سے نمازیں کوئی غل واقع نہیں ہوتا۔ اور اثبات ترجمہ پر یوں بھی استدلال کیا جاسکتا ہے۔ کہ حضرت ابو ہریرہؓ افعال صلوٰۃ میں اپنی فکر کو مشغول رکھتے تھے۔ یہاں تک کہ ان کو ضبط کر لیتے۔ بہر حال دونوں طرح سے ترجمہ ثابت ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بَابُ مَا جَاءَ فِي السَّهْوِ إِذَا قَامَ مِنْ رَكْعَتَيِ الْفَرِيضَةِ -

ترجمہ۔ جب نمازی فرض نماز کی دو رکعتوں پر بھول کر کھڑا ہو جائے تو اس کا کیا حکم ہے۔

حدیث نمبر ۱۱۴۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُحَيْنَةَ قَالَ صَلَّى لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَيْنِ مِنْ بَعْضِ الصَّلَوَاتِ شَقَّ قَامَ فَلَمْ يَجْلِسْ فَقَامَ النَّاسُ مَعَهُ فَلَمَّا قَضَى صَلَوَاتَهُ وَنَظَرْنَا تَسْلِيمَهُ كَبَّرَ قَبْلَ التَّسْلِيمِ فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ شَقَّ سَلَّمَ۔

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن بھینہؓ فرماتے ہیں کہ ہمیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی نماز کی دو رکعت پڑھائیں کھڑے ہو گئے۔ التحیات کے لئے نہ بیٹھے۔ لوگ بھی آپ کے ساتھ کھڑے ہو گئے۔ تو آپ نے اپنی نماز پوری کر لی۔ اور ہم سلام پھیرنے کا انتظار کر رہے تھے کہ آپ نے سلام پھیرنے سے پہلے بکیر کہی۔ پھر بیٹھے۔ بیٹھے دو سجدے کئے پھر سلام پھیر دیا۔

تشریح از شیخ زکریا۔ تمام شرح بخاری ابواب العمل کو باب سابق پر ختم کر دیتے ہیں۔ اور ابواب السہو کو مستقل قرار دیتے ہیں۔ لیکن میرے نزدیک امام بخاریؒ نے باب سابق کا مشرہ

ابواب السہو سے بیان فرمایا۔ کہ جب تفکرات کی وجہ سے نماز میں سہو ہو جائے تو سجدہ سہو کا کرنا چاہیے اس طرح ابواب العمل کتاب الجنائز پر جا کر ختم ہوں گے۔ ورنہ کتاب الجنائز سے پہلے دو باب ہیں۔ باب اذا حکم وهو یصلیٰ اور باب الاشارة فی الصلوة۔ ان کا کوئی ربط نہیں ہوگا۔ میری توجیہ پر کوئی اشکال نہیں رہتا۔

حدیث نمبر ۱۱۴۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بَحِينَةَ أَنَّهُ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ مِنْ اثْنَتَيْنِ مِنَ الظُّهْرِ لَمْ يَجْلِسْ بَيْنَهُمَا فَلَمَّا قَضَى صَلَاتَهُ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ بَعْدَ ذَلِكَ۔

ترجمہ۔ حضرت عبد اللہ بن بھینہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی دو رکعتوں پر اٹھ کھڑے ہوئے۔ التیمات کے لئے نہ بیٹھے۔ جب نماز پوری کر لی۔ تو دو سجدے سہو کر کے اس کے بعد سلام بھیرا۔

بَابُ إِذَا صَلَّى خَمْسًا

ترجمہ۔ جب چار کی بجائے پانچ رکعت پڑھے تو اس کا کیا حکم ہے۔

حدیث نمبر ۱۱۴۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الظُّهْرَ خَمْسًا فَقِيلَ لَهُ أَرِيدَ فِي الصَّلَاةِ فَقَالَ مَا ذَاكَ قَالَ صَلَّيْتُ خَمْسًا فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ بَعْدَ مَا سَلَّمَ۔

ترجمہ۔ حضرت عبد اللہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی پانچ رکعات پڑھا دیں۔ آپؐ سے پوچھا گیا کہ کیا نماز میں اضافہ کیا گیا ہے۔ آپؐ نے پوچھا کیا معاملہ ہے۔ تو راسی نے کہا۔ آپؐ نے ظہر کی پانچ رکعات پڑھ لی ہیں۔ آپؐ نے سلام بھیرنے کے بعد دو سجدے کئے۔ اس طرح سہو کی تلافی ہو گئی۔

تشریح از قاسمی۔ علامہ خطابؒ نے اس حدیث باب سے علماء احنافؒ پر اعتراض کیا ہے کہ شاید یہ حدیث ان کو نہیں پہنچی ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی چوتھی رکعت میں قدر التمشہد نہیں بیٹھا اور پانچویں رکعت میں جا کر بیٹھا۔ تو احنافؒ فرماتے ہیں اس کی نماز فاسد ہے۔ وہ نماز کو نئے سرے سے

پڑھے۔ اگر قعدہ اخیرہ کر لیا تھا تو ظہر اس کی تمام ہو گئی۔ پانچویں رکعت نفل ہے۔ بہتر ہے کہ اس کے ساتھ چھٹی رکعت ضم کرے تاکہ صلوٰۃ بتیراء سے بچ جائے۔ پھر التیمات پر بیٹھ کر سلام پھیرے اور سجدہ سہو کا بھی کرے۔ شیخ عبدالحی دہلوی لمعات میں فرماتے ہیں۔ کہ یہ ایک قسم کی ہمارے علماء پر تعریفیں ہیں۔ اور ایک قسم کی معذرت بھی ہے۔ کہ ان کو حدیث نہیں پہنچی۔ تاکہ مخالفت سنت کا الزام عائد نہ ہو۔ شیخ دہلوی جواب میں فرماتے ہیں کہ حدیث میں قعدہ اخیرہ کے ترک اور فعل کی کوئی تصریح نہیں ہے۔ راجح اور اقرب یہی ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قعدہ اخیرہ کو ترک نہیں کیا ہو گا کیونکہ وہ جواز صلوٰۃ کا رکن ہے۔ تو یہ حدیث فعل قعدہ اخیرہ کی صورت کے ساتھ مخصوص ہوگی اور سہو فی السلام ہوگا۔ رہ گیا ضم سادسہ تو وہ نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن البتیراء کہ ایک رکعت نماز سے آپ نے منع فرمایا ہے۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ ضم سادسہ ہمارے نزدیک کوئی واجب نہیں ہے۔ صاحب ہدایہ فرماتے ہیں کہ اگر چھٹی رکعت نہ ملائے تو لاشیئہ علیہا۔ صاحب بدائع اس کو ادنیٰ فرماتے ہیں۔

بعد ما سلم پہلی دو حدیثوں سے معلوم ہوتا تھا۔ کہ سجدہ سہو قبل سلام ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بعد سلام ہے۔ جواز الامرین میں تو کوئی کلام نہیں البتہ شوافع کے نزدیک افضل قبل السلام ہے۔ احناف کے نزدیک بعد از سلام افضل ہے۔ امام مالک فرماتے ہیں کہ اگر سہو نقصان کی وجہ سے ہے تو قبل السلام ہو۔ زیادتی کی وجہ سے ہے تو بعد السلام ہو۔

بَابُ إِذَا سَلَّمَ فِي رَكْعَتَيْنِ أَوْ فِي ثَلَاثٍ فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ مِثْلَ سُجُودِ الصَّلَاةِ أَوْ أَطْوَلَ.

ترجمہ۔ جب دوسری یا تیسری رکعت پر سلام پھیر دے تو نماز کے سجدہ کی طرح یا اس سے لمبے دو سجدے کرے۔

حدیث نمبر ۱۱۴۹۔ حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ صَلَّى بِنَا النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ أَوِ الْعَصْرَ فَلَمْ يَقَالَ لَهْذُ وَالْيَدَيْنِ الصَّلَاةُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنْقَضَتْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا صَحَابَهُ أَحَقُّ مَا يَقُولُ قَالُوا نَعَمْ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ أُخْرَاوَيْنِ ثُمَّ

سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ قَالَ سَعْدٌ وَرَأَيْتُ عُرْوَةَ بِنَ الرَّبِيعِ صَلَّى مِنَ الْمَغْرِبِ
رَكْعَتَيْنِ فَسَلَّمَ وَتَكَلَّمَ ثَمَّ صَلَّى مَا بَقِيَ وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ وَقَالَ هَكَذَا
فَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -

ترجمہ - حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ظہر یا عصر کی نماز پڑھائی - پس سلام پھیر دیا - تو ذوالیدین نے آپ سے کہا - یا رسول اللہ کیا نمازیں مکئی کر دی گئی - جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے پوچھا - کیا ذوالیدین جو کچھ کہتا ہے حق ہے - انہوں نے کہا کہ ہاں حق ہے - پھر دو رکعتیں اور پڑھیں پھر دو سجدے کئے - سعد فرماتے ہیں کہ میں نے عروہ بن زبیرؓ کو دیکھا کہ انہوں نے مغرب کی دو رکعت پڑھ کر سلام پھیر دیا - پھر کلام بھی کیا پھر باقی نماز پڑھی اور دو سجدے کئے اور فرمایا کہ اس طرح جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا - تشریح از شیخ گنگوہیؒ - شاید ان کو نسخ کلام دالی حدیث نہیں پہنچی ہو گی - اس لئے انہوں نے کلام کیا -

تشریح از شیخ زکریاؒ - اس کلام کا دار و مدار اخاف کے مسلک پر ہے - کیونکہ ان کے نزدیک ہر قسم کا کلام نماز کے لئے مفید ہے - شیخ نے کوکب میں تفصیل کے ساتھ اس کو بیان فرمایا ہے - جن کا خلاصہ یہ ہے کہ ائمہ اربعہ کا اس پر اتفاق ہے - کہ جس شخص نے جانتے ہوئے جان بوجھ کر بغیر ارادہ اصلاح نماز کے نمازیں کلام کیا اس کی نماز فاسد ہو جائے گی - البتہ بعض انواع کلام میں اختلاف ہے - امام احمدؒ سے مختلف روایات ہیں - ایک روایت اخاف کے موافق ہے - کہ کلام مطلقاً مفید صلوٰۃ ہے - شوافع کلام عمد کو خواہ وہ اصلاح صلوٰۃ کے لئے کیوں نہ ہو مفید صلوٰۃ قرار دیتے ہیں - قلیل کلام ناسیاً یا سبقت لسانی کے طور پر مفید صلوٰۃ نہیں ہے - اور مالکیہ کے نزدیک وہ کلام جو اصلاح صلوٰۃ کے لئے ہو مفید نہیں ہے - اگرچہ عمد بھی ہو -

بہر حال علامہ عینیؒ نے حدیث باب کی شرح میں لکھا ہے کہ کلام کرنا اور مسجد سے نکل جانا وغیرہ امور سب منسوخ ہو چکے ہیں - آج اگر کوئی شخص ان کو کرے گا تو اس کی نماز باطل ہو گی - اور دلیل میں انہوں نے امام طحاویؒ کی وہ روایت بیان کی ہے کہ حضرت عمر بن الخطابؓ ذی الیدین کے واقعہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے - حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کی دفات کے بعد جب ایسا حادثہ پیش ہوا تو انہوں نے اس کے برعکس عمل کیا۔ وہ بھی صحابہ کرامؓ کی موجودگی میں جس پر کسی نے نکیر نہیں کیا۔ معلوم ہوا کہ سب کے نزدیک کلام اور خرد و غیرہ کا نسخ ثابت ہو چکا تھا۔ تو حضرت شیخ گنگوہیؒ نے جو حضرت عروہ کے قول کی توجیہ بیان فرمائی ہے۔ کہ انہیں نسخ کلام فی الصلوٰۃ کا علم نہیں تھا۔ یہ مسلک اخاف کے مطابق جواب دیا ہے۔ اور جو لوگ کسی قسم کے کلام کو نماز میں مباح سمجھتے ہیں۔ وہ اس کو اس مباح پر محمول کریں گے۔

بَابُ مَنْ لَمْ يَتَشَهَّدْ فِي سُجْدَتِي الشَّهْوِ وَسَلَّمَ اَنْسُ وَالْحَسَنُ وَ لَمْ يَتَشَهَّدْ اَوْ قَالَ قَتَادَةُ لَا يَتَشَهَّدُ۔

ترجمہ۔ باب اس شخص کے بارے میں جو سجدہ سہو میں التیحات نہیں پڑھتا۔ چنانچہ حضرت انسؓ اور حسن بصریؒ سجدہ سہو کے بعد التیحات نہیں پڑھتے تھے۔ اسی طرح حضرت قتادہؒ نے بھی فرمایا کہ التیحات نہ پڑھے۔

حدیث نمبر ۱۱۵۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْصَرَفَ مِنْ اثْنَتَيْنِ فَقَالَ لَهُ ذُو الْيَدَيْنِ أَقْصَرَتِ الصَّلَاةُ أَمْ نَسِيتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصَدَقَ ذُو الْيَدَيْنِ فَقَالَ النَّاسُ نَعَمْ فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى اثْنَتَيْنِ أُخْرَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ كَبَّرَ فَسَجَدَ مِثْلَ سُجُودِهِ أَوْ أَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ۔

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو رکعت نماز پڑھ کر پھر کر بیٹھ گئے۔ تو حضرت ذوالیدینؓ نے فرمایا کہ یا رسول اللہ کیا نماز میں کبھی کر دی گئی یا آپ بھول گئے۔ آپ نے لوگوں سے پوچھا۔ کیا ذوالیدینؓ نے سچ کہا۔ لوگوں نے جواب دیا ہاں! تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر دوسری دو رکعت نماز پڑھی۔ پھر سلام پھیرا تکبیر کہی۔ سجدہ سہو کیا اپنے عام سجدہ کی طرح یا اس سے لمبا سجدہ کیا پھر مبرا اٹھایا۔

تشریح از قاسمی۔ ثم رفع ای کے معنی السجدة تین سے امام بخاریؒ نے ترجمہ ثابت کیا ہے۔ کیونکہ بظاہر اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ نے اس صورت میں تشہد نہیں پڑھا۔ لیکن

علامہ عینی نے ابوداؤد - ترمذی اور نسائی کی روایات نقل کی ہیں۔ جن میں ہے۔ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ شَعَثَتَهُ شَعَثَةً سَلَّمَ اور کہا کہ یہی ائمہ اربعہ کا مسلک ہے۔

حدیث نمبر ۱۱۵۱۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ عَلْقَمَةَ قَالَ قُلْتُ لِمَجْدٍ فِي سَجْدَةٍ فِي السَّهْوِ تَشْهَدُ فَقَالَ لَيْسَ فِي حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ۔

ترجمہ۔ حضرت سلمہ بن علقمہ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت محمد بن سیرین سے پوچھا کہ کیا سجدہ سہو میں تشهد ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضرت ابوہریرہؓ کی حدیث میں نہیں ہے۔ اس سے مفہوم ہوا کہ غیر ابی ہریرہؓ میں تشهد ہے۔ چنانچہ عمران بن حصینؓ کی روایت ترمذی، نسائی اور ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

بَابُ مَنْ يَكْبِرُ فِي سَجْدَةٍ فِي السَّهْوِ

ترجمہ۔ سجدہ سہو میں تکبیر کہ۔

حدیث نمبر ۱۱۵۲۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ الْإِنْعَنِي عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِحْدَى صَلَوَاتِي الْعِشِيِّ قَالَ مُجَمَّدٌ وَكَثُرُ فَلَمَّا أَتَاهَا الْعَصْرُ رَكَعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ قَامَ إِلَى خَشْبَةٍ فِي مُقَدِّمِ الْمَسْجِدِ فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَيْهَا وَفِيهِمْ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ فَهَابَا أَنْ يُكَلِّمَا فَخَرَجَ سَرْعَانَ النَّاسِ فَقَالُوا اقْصِرْ صَلَاةَ وَرَجُلٌ يَدْعُوهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَا الْيَدَيْنِ فَقَالَ أَنْسَيْتَ أَمْ قَصِرْتَ فَقَالَ لَمْ أَلَسْ وَلَمْ تُقْصِرْ قَالَ بَلَى قَدْ نَسِيتَ فَصَلَّى رَكَعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ كَبَّرَ فَسَجَدَ مِثْلَ سُجُودِهِ أَوْ أَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَكَبَّرَ ثُمَّ وَضَعَ رَأْسَهُ فَكَبَّرَ فَسَجَدَ مِثْلَ سُجُودِهِ أَوْ أَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَكَبَّرَ۔

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں۔ کہ جناب رسول اللہ علیہ وسلم نے شام کی دو نمازوں میں سے ایک نماز پڑھائی۔ محمد بن سیرین فرماتے ہیں۔ کہ میرا غالب گمان یہ ہے کہ وہ عصر کی نماز تھی۔ دو رکعت پڑھا کر آپؐ نے سلام پھیر دیا۔ مسجد کی اگلی طرف لکڑی کا سہارا لے کر کھڑے ہو گئے۔

اور اس پر اپنا ہاتھ رکھ دیا۔ اس جماعت میں حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ بھی تھے۔ جو آپ کے ساتھ کلام کرنے سے مرعوب (ہیبت زدہ) ہو گئے۔ جلد باز لوگ تو مسجد سے نکل گئے۔ جنہوں نے سمجھا کہ نماز میں کمی کر دی گئی۔ لیکن ان میں ایک آدمی تھا جس کو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ذوالیدین کہہ کر پکارا کرتے تھے۔ وہ بولا کہ آپ بھول گئے یا نماز میں کمی ہو گئی۔ آپ نے فرمایا۔ نہ تو میں بھولا اور نہ ہی نماز میں کمی ہوئی۔ اس نے کہا کیوں نہیں آپ بھول گئے۔ بہر حال آپ نے دو رکعت اور پڑھیں۔ کہ سلام پھیرا تکبیر کبھی عام عادت کے مطابق سجدہ کیا۔ یا اس سے لمبا سجدہ کیا۔ پھر اٹھایا اور تکبیر کبھی۔

حدیث نمبر ۱۱۵۳۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُحَيْنَةَ، الْأَسَدِيِّ، حَلِيفِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَامَ فِي صَلَاةِ الظُّهْرِ، وَعَلَيْهِ جُلُوسٌ فَلَمَّا أَتَمَّ صَلَاتَهُ، سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ يُكْتَرُ فِي كُلِّ سَجْدَةٍ وَهُوَ جَالِسٌ قَبْلَ أَنْ يُسَلِّمَ، وَ سَجَدَهَا هُمَا النَّاسُ مَعَهُ، مَكَانَ مَا نَسِيَ مِنَ الْجُلُوسِ تَابَعَهُ ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ فِي التَّكْبِيرِ۔

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن بحینہ اسدی جو بنی عبدالمطلب کے حلیف ہیں فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز میں اٹھ کھڑے ہوئے۔ حالانکہ ابھی آپ کا جلوس تشہد باقی تھا۔ جب اپنی نماز پوری کر چکے تو دو سجدے کئے ہر سجدہ میں تکبیر کہتے تھے۔ یہ سب کچھ سلام پھیرنے سے پہلے بیٹھ کر تھا۔ لوگ بھی جو جلوس بھول گئے اس کی جگہ انہوں نے بھی آپ کے ساتھ دو سجدے کئے۔ ابن جریر نے ابن شہاب سے تکبیر میں ان کی متابعت کی ہے۔ تشریح از شیخ زکریا۔ سلام کے بعد سجدہ سہو میں یہ اختلاف ہے کہ آیا اس کے لئے تکبیرہ احرام شرط ہے یا وہی تکبیر سجدہ کافی ہے۔ جہور تو فرماتے ہیں وہ تکبیر کافی ہے۔ ظاہر حادثہ کا یہی تقاضا ہے۔ البتہ امام مالکؒ نے اس میں تو اختلاف نہیں کیا کہ بعد سجدہ سہو سلام واجب ہے۔ لیکن اس کے لئے تکبیر احرام ضروری ہے۔ کیونکہ حدیث میں آیا ہے۔ ثم سلم ثم کبر ثم سجد۔ کیونکہ ثم تراخی کو چاہتا ہے۔ اگر یہ تکبیر للسجود ہوتی تو اس کے ساتھ ہوتی۔ مگر کہا

جائے گا۔ کہ یہ تو صرف روادہ ہے۔ ورنہ ایک روایت میں ہے۔ تم ستم تم کبر و سجدہ تو داد مصاجتہ کی ہے جو معیتہ کو چاہتی ہے۔ اس لئے علیحدہ اس کے لئے کوئی تکبیر احرام نہیں ہے۔ نیز ابن جریر سے جو الفاظ منقول ہیں وہ ہیں۔ کبر فسجد تم کبر فسجد تم ستم۔

بَابُ إِذَا لَمْ يَذْكُرْ كُمْ صَلَّيْ ثَلَاثًا أَوْ أَرْبَعًا سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ -

ترجمہ۔ باب اس شخص کے بارے میں جو نہیں جانتا کہ اس نے کتنی رکعات پڑھی ہیں۔ تین یا چار تو وہ بیٹھے بیٹھے سہو کے دو سجدے کرے۔

حدیث نمبر ۱۱۵۴۔ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا نُودِيَ بِالصَّلَاةِ أَدْبَرَ الشَّيْطَانُ وَلَمْ ضَرْأُ حَتَّى لَا يَسْمَعَ الْإِذَانَ فَإِذَا قُضِيَ الْإِذَانُ أَقْبَلَ فَإِذَا ثَوَّبَ بِهَا أَدْبَرَ فَإِذَا قُضِيَ التَّثَوُّبُ أَقْبَلَ حَتَّى يَخْطُرَ بَيْنَ الْمَرْءِ وَنَفْسِهِ يَقُولُ اذْكُرْ كَذَا وَكَذَا مَا لَمْ يَكُنْ يَذْكُرْ حَتَّى يَظَلَّ الرَّجُلُ أَنْ يَذْكُرَ كُمْ صَلَّيْ فَإِذَا لَمْ يَذْكُرْ أَحَدُكُمْ كُمْ صَلَّيْ ثَلَاثًا أَوْ أَرْبَعًا فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ -

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب نماز کے لئے اذان دی جاتی ہے۔ تو شیطان گودا مارتا ہوا پیٹھ دے کر بھاگتا ہے تاکہ اذان نہ سن پائے۔ جب اذان پوری ہو جاتی ہے تو وہ پھر آتا ہے۔ پس جب نماز کے لئے تکبیر کہی جاتی ہے تو پھر پیٹھ دے کر بھاگتا ہے۔ جب تکبیر پوری ہو جاتی ہے پھر آکر وہ آدمی اور اس کے نفس کے درمیان دسو سے ڈالتا ہے اور کہتا ہے فلاں اور فلاں کو یاد کرو۔ جو چیزیں انسان کو یاد نہیں ہوتی۔ یہاں تک کہ آدمی اس طرح ہو جاتا ہے کہ نہیں جانتا اس نے کتنی رکعات پڑھی ہیں۔ پس جب تم میں سے کوئی نہ جانے کہ اس نے تین رکعات پڑھی ہیں یا چار۔ تو وہ بیٹھ کر دو سجدے سہو کے ادا کرے۔

تشریح از قاسمی۔ اس روایت میں محل سجود کی تعیین نہیں۔ البتہ دارقطنی نے

مرفوعاً روایت کیا ہے کہ اِذَا سَلَّمَ أَحَدُكُمْ فَلْيَدْرِ اَزَادَ اَوْ نَقَصَ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ اب مراد حدیث میں اختلاف ہے۔ حضرت حن بصری و دیگر حضرات ظاہر حدیث پر عمل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جب نمازی کو شک گزرے اسے معلوم نہیں کہ زیادتی کی یا نقصان کیا تو اس پر صرف دو سجدے سہو کے لازم ہیں۔ مگر ائمہ اربعہ فرماتے ہیں کہ جب کسی کو شک گزرے تو اسے یقین پر بنا کر فی چاہیے۔ کیونکہ مسلم کی روایت ہے۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اشْكَ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ فَلْيَدْرِكْكُمْ صَلَّى ثَلَاثًا اَوْ اَرْبَعًا فَيُطْرَحَ الشَّكُّ وَلْيَبْنِ عَلَى مَا اسْتَيْقَنَ ثُمَّ يَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ قَبْلَ اَنْ يَسْلَمَ۔ ترجمہ۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کسی ایک کو اپنی نماز میں شک آجائے کہ اسے نہیں معلوم تین پڑھیں یا چار تو شک کو پھینک دے اور جس پر یقین ہے اس پر بنا کر اسے اور دوسری حدیث امام بخاری نے باب التوجہ نحو القبۃ میں نقل فرمائی ہے۔ اِذَا اشْكَ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ فَلْيَتَحَرَّ الصَّوَابَ فَلْيَتِمَّ عَلَيْهِ ثُمَّ يَسْلَمْ ثُمَّ يَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ تَوْبَةً قَوْلِي حدیث بھی تحریری یعنی یقین حاصل کرنے پر دلالت کرتی ہے۔

بَابُ السُّهُوِّ فِي الْفَرَضِ وَالتَّطَوُّعِ وَسَجْدَا ابْنِ عَبَّاسٍ سَجْدَتَيْنِ بَعْدَ وَتَرِهِ

ترجمہ۔ باب ہے کہ فرض اور نفل میں سہو ہو جائے تو سب کا ایک حکم ہے۔ حضرت ابن عباسؓ نے اپنی وتر کی نماز کے بعد دو سجدے کئے۔

حدیث نمبر ۱۱۵۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنْ أَحَدُكُمْ اِذَا اَقَامَ يُصَلِّيْ جَاءَ الشَّيْطَانُ فَلَيْسَ عَلَيْهِ حَتَّى لَا يَدْرِيَ كَمْ صَلَّى فَاِذَا وَجَدَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ۔

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی نماز پڑھنے کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو شیطان آکر اس پر غلط مغلط کر دیتا ہے۔

یہاں تک کہ وہ نہیں جانتا کہ اس نے کتنی رکعت پڑھی جب کوئی ایسی حالت پائے تو بیٹھ کر دو سجدے کرے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ ابن عباسؓ کے اثر کو امام بخاریؒ اس بات کو بتلانے کے لئے لایا ہے کہ سجدہ فرض کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ فرض، سنت اور نفل سب کو شامل ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ اثر ترجمہ کے مطابق اس طور پر ہو گا کہ ابن عباسؓ وتر کو سنت سمجھتے تھے۔ بایں ہمہ انہوں نے اس میں سجدہ ہوادا کیا۔ ابن سیرینؒ قتادہ اور عطار فرماتے ہیں کہ نافلہ میں سجدہ سہو نہیں ہے۔ بہر حالؒ جمہور ائمہ قدیمہ حدیثاً فرض اور نفل میں فرق نہیں کرتے۔ اور حدیث باب میں اگرچہ مراعات نہیں ہے۔ مگر امام بخاریؒ نے اِذَا صَلَّيْتَ مِنْهُ لَالَ کیا۔ دھوا غم ان تکلوف فریضۃ او نافلۃ۔

بَابُ اِذَا كَلِمَ وَهُوَ يَصَلِّيُ فَاَسَارِبِدِهٖ وَاسْتَمَعَ
ترجمہ۔ باب اس شخص کے بارے میں جس سے نماز پڑھتی حالت میں بات کی جلتے تو وہ ہاتھ سے اشارہ کرے اور کان لگا کر بات سنے۔

حدیث نمبر ۱۱۵۶۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ وَ الْمُسَوْرِبْنَ مَخْرَمَةَ وَعَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنِ أَزْهَرَ أَرْسَلُوهُ إِلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَقَالُوا اقْرَأْ عَلَيْهَا السَّلَامَ مِثْلًا جَمِيعًا وَسَلِّمْ عَلَيْهَا عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ صَلَوةِ الْعَصْرِ فَقُلْنَ لَهَا إِنَّا أَخْبَرْنَا أَنَّكَ تُصَلِّيْهِمَا وَقَدْ بَلَّغْنَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْهُمَا وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَكُنْتُ أَضْرِبُ النَّاسَ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنْهَا قَالَ كَرِيبٌ فَدَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَيَلْقَتْهُمَا مَا أَرْسَلُونِي فَقَالَتْ سَلِّ أَمْ سَلِّمْ فَخَرَجْتُ إِلَيْهِمَا فَأَخْبَرْتُهُمْ بِقَوْلِهَا فَرَدُّونِي إِلَى أَمْ سَلِّمْ بِمِثْلِ مَا أَرْسَلُونِي بِهِ إِلَى عَائِشَةَ فَقَالَتْ أَمْ سَلِّمْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَى عَنْهُمَا شَقَرًا يَتِيَهُ يُصَلِّيْهِمَا حِينَ صَلَّى الْعَصْرَ شَقَدَ خَلَّ عَلَى وَعِنْدِي نِسْوَةٌ مِّنْ بَنِي حَرَامٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ فَأَرْسَلْتُ إِلَيْهِ الْجَارِيَةَ فَقُلْتُ قُومِي بِجَنِبِهِ قُولِي لَهُ تَقُولُ

لَكَ أُمُّ سَلَمَةَ نِيَّارَسُولَ اللَّهِ سَمِعْتُكَ تَنْهَى عَنْ هَاتَيْنِ وَارَاكَ تُصَلِّيهِمَا فَإِنَّ
أَشَارَ بِيَدِهِ فَأَسْتَأْخِرُنِي عَنْهُ فَمَفَعَلْتُ الْجَارِيَةَ فَأَشَارَ بِيَدِهِ فَأَسْتَأْخِرُنِي
عَنْهُ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ يَا ابْنَةُ أَبِي أُمَيَّةَ سَأَلْتِ عَنِ الرَّكَعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ
وَإِنَّهُ أَتَانِي نَاسٌ مِنْ عَبْدِ الْقَيْسِ فَشَغَلُونِي عَنِ الرَّكَعَتَيْنِ بَعْدَ الظُّهْرِ
فَهِيَمَا هَاتَانِ -

ترجمہ۔ حضرت ابن عباس۔ مسور بن مخزومہ اور عبدالرحمن بن اذہر نے حضرت کریمؐ کو حضرت
عائشہ صدیقہؓ کے پاس بھیجا۔ انہوں نے کہا کہ ہم سب کی طرف سے ان پر سلام پڑھو۔ اور
ان سے ان دو رکعتوں کے متعلق پوچھو۔ جو عصر کی نماز کے بعد ہیں۔ اور ان سے کہو کہ ہمیں اطلاع ملی ہے
کہ آپ ان کو پڑھتی ہیں۔ حالانکہ جناب بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمیں یہ پہنچا ہے کہ وہ ان
سے منع کرتے تھے۔ اور ابن عباسؓ نے مزید برآں یہ بھی کہا کہ میں حضرت عمر بن الخطابؓ کے ہمراہ
لوگوں کو اس سے روکنے کے لئے پیشا کرتا تھا۔ بہر حال کریمؐ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عائشہؓ کے
پاس پہنچا اور ان کو وہ پیغام پہنچا یا جس کے لئے انہوں نے مجھے بھیجا تھا۔ تو انہوں نے فرمایا۔ حضرت
ام سلمہؓ سے پوچھو۔ میں نے واپس آکر ان کو ان کی بات کی خبر دی۔ تو انہوں نے مجھے ام سلمہؓ کی
طرف بھی اسی پیغام کے ساتھ واپس کیا۔ جیسے انہوں نے مجھے حضرت عائشہؓ کی طرف بھیجا تھا۔ بہر حال
حضرت ام سلمہؓ نے فرمایا کہ میں نے جناب بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا وہ اس سے
منع فرماتے تھے۔ پھر عصر پڑھنے کے بعد میں نے آپؐ کو دو رکعت پڑھتے دیکھا۔ پھر آپؐ میرے پاس
تشریف لائے۔ تو انصار کے قبیلہ بنی حرام کی کچھ عورتیں میرے پاس بیٹھی تھیں۔ پس میں نے آپؐ
کی طرف ایک لڑکی بھیجی جس سے میں نے کہا کہ آپؐ کے پہلو میں جا کر کھڑی ہو جاؤ۔ اور آپؐ سے کہو
کہ حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ یا رسول اللہ آپؐ تو ان دو رکعتوں کے پڑھنے سے روکا کرتے
تھے اور اب میں آپؐ کو پڑھتے دیکھ رہی ہوں۔ پس اگر آپؐ ہاتھ سے اشارہ کریں تو پیچھے ہٹ جانا
چنانچہ لڑکی نے ایسا کیا۔ آپؐ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا۔ وہ آپؐ سے پیچھے ہٹ گئی۔ جب آپؐ
نماز سے فارغ ہو کر پھرے تو فرمایا کہ اے ابوامیہؓ کی بیٹی تو نے عصر کے بعد دو رکعتوں کے بارے میں
مجھ سے سوال کیا ہے۔ بات یہ ہوئی کہ عبد القیس قبیلہ کے کچھ لوگ میرے پاس آئے تھے۔ انہوں

نے مجھ ان دو رکعتوں سے روک دیا۔ جو ظہر کے بعد پڑھی جاتی ہیں۔ پس یہ وہی دو رکعت ہیں۔ تشریح از شیخ گنگوہی
 قومی بجنیہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز سے فراغت تک اسلئے نہ چھوڑا کہ ایک تو تحصیلِ علم کی طرف جلدی
 جلدی کرنا تھا۔ دوسرے خطرہ تھا کہ کہیں فراغت کے بعد کہیں سوال کرنا بھول نہ جائے اور میرا گمان یہ بھی ہے کہ یہ معاملہ
 دو حال سے خالی نہیں۔ ظاہر یہ ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو نیا ٹاپڑھا تو جب انہوں نے یاد دلایا
 تو رک گئے۔ یہ حکم منسوخ ہو چکا تھا۔ دورانِ نماز مبادرت یعنی جلدی اسلئے کی گئی۔ کہ آپ کو ہنی یاد دلائی جائے تاکہ آپ اس
 سے رک جاتیں۔ جب کہ آپ اس کو سہوا پڑھ رہے ہوں۔ تشریح از شیخ زکریا۔ حضرت شیخ گنگوہی نے لطیف طور پر تنبیہ فرمائی
 ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز سے فارغ ہونے کا انتظار کیوں نہ کیا گیا۔ چنانچہ حضرت ام سلمہؓ کے استفسار کا یہ فائدہ
 ہوا کہ وہ اس کو نیاں پر محمول کر رہی تھیں یا نسخ پر یا خصوصیات پر تو تیسری بات وقوع پذیر ہوئی کہ یہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم
 کی خصوصیت تھی۔ تشریح از قاسمی۔ ففعلت الجارية۔ اس سے ترجمہ ثابت ہوا کہ مصلی نماز میں غیر کا کلام سن سکتا ہے اس
 سے نماز میں کوئی خلل نہ ہو گا اور ترجمہ کا جز اشارہ بیدہ سے ثابت ہوا کہ اگر مصلی نماز میں ہاتھ سے اشارہ کرے تو اسکی نماز باطل نہ ہو
 گی باقی جہور جو اسکو آپ کے خصائص پر محمول کرتے ہیں اسکی دلیل وہ حدیث ہے جس میں وارد ہے کہ قال امرت بہا۔ دوسری بات یہ بھی ہے کہ

بَابُ الْإِشَارَةِ فِي الصَّلَاةِ

ترجمہ۔ نماز کے اندر اشارہ کرنا۔

قَالَ كَرِيبٌ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ ۱۔ اس کو حضرت ام سلمہؓ کے واسطے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیلئے۔

حَدِيثُ نُمَيْرٍ ۱۱۵۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سَمُرَةَ ابْنَتِ

سَعْدِ بْنِ السَّاعِدِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلَغَهُ أَنَّ بَنِي عَمْرِو

بْنِ عَوْفٍ كَانُوا بَيْنَهُمْ شَيْئًا فَخَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْلِحُ

بَيْنَهُمْ فِي أَنْاسٍ مَعَهُ فَحَبَسَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَانَتْ

الصَّلَاةُ فَجَاءَ بِلَالٌ إِلَى أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ يَا أَبَا بَكْرٍ إِنَّ

رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ حَبَسَ وَقَدْ حَانَتْ الصَّلَاةُ فَهَلْ

لَكَ أَنْ تُؤَمَّ النَّاسَ فَقَالَ كُنْتُ إِنْ شِئْتُ فَأَقَامَ بِلَالٌ وَقَدَّمَ أَبُو بَكْرٍ

فَكَبَّرَ لِلنَّاسِ وَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْشِي فِي الصُّفُوفِ

حَتَّى قَامَ فِي الصَّفِّ فَأَخَذَ النَّاسُ فِي التَّصْفِيقِ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ لَا يَلْتَفِتُ فِي صَلَاتِهِ فَلَمَّا أَكْثَرَ النَّاسُ التَّفْتَ فَاذَّارَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَشَارَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَمْرٍ أَنْ يُصَلِّيَ فَرَفَعَ أَبُو بَكْرٍ يَدَيْهِ فَحَمِدَ اللَّهَ وَرَجَعَ الْقَهْقَرَى وَرَأَاهُ حَتَّى قَامَ فِي الصَّفِّ فَتَقَدَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى لِلنَّاسِ فَلَمَّا فَرَغَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ مَا لَكُمْ حِينَ نَابَكُمْ شَيْءٌ فِي الصَّلَاةِ أَخَذْتُمْ فِي التَّصْفِيقِ إِنَّمَا التَّصْفِيقُ لِلنِّسَاءِ مَنْ نَابَهُ شَيْءٌ فِي صَلَاتِهِ فَلْيَقُلْ سُبْحَانَ اللَّهِ فَإِنَّهُ لَا يَسْمَعُهُ أَحَدٌ حِينَ يَقُولُ سُبْحَانَ اللَّهِ إِلَّا أَلْتَفَتَ يَا أَبَا بَكْرٍ مَا مَنَعَكَ أَنْ تُصَلِّيَ لِلنَّاسِ حِينَ أَشْرْتُ إِلَيْكَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ مَا كَانَ يَنْبَغِي لِابْنِ أَبِي قُحَافَةَ أَنْ يُصَلِّيَ بَيْنَ يَدَيِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ۔ حضرت سہل بن سعد ساعدیؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اطلاع پہنچی کہ قبیلہ بنو عمرو بن عوف میں کوئی جھگڑا ہے۔ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ لوگوں کے ہمراہ ان میں صلح کرانے کے لئے تشریف لے گئے۔ آپ کو دیر لگ گئی اور ادھر نماز کا وقت ہو گیا۔ تو حضرت بلالؓ حضرت ابوبکرؓ کے پاس تشریف لائے۔ اور ان سے عرض کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیر ہو گئی اور نماز کا وقت ہو گیا کیا آپ لوگوں کی امامت کر ایسے گئے۔ فرمایا ہاں۔ اگر آپ چاہتے ہیں۔ چنانچہ حضرت بلالؓ نے تکبیر کہی۔ حضرت ابوبکرؓ آگے بڑھ کر لوگوں کے لئے تکبیر کہی۔ تو اچانک جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صفوں میں چلتے ہوئے پہلی صف میں آکر کھڑے ہو گئے۔ لوگوں نے تالی پیٹنا شروع کر دی۔ حضرت ابوبکرؓ اپنی نمازیں ادھر ادھر توجہ نہیں فرمایا کرتے تھے۔ جب لوگوں نے بہت کیا تو متوجہ ہوئے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہیں۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ بھی فرمایا جس سے آپ ان کو نماز پڑھانے کا حکم دے رہے تھے۔ مگر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی اور پیچھے کواٹے پاؤں لوٹے۔ یہاں تک کہ صف میں آکر کھڑے ہو گئے۔ پس

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھے لوگوں کو نماز پڑھانی جب فارغ ہوئے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ اے لوگو! تمہیں کیا ہو گیا کہ جب تمہیں کوئی عادتہ نماز میں پیش آجائے تو تالی بجانا شروع کر دیتے ہو۔ تالی بجانا تو عورتوں کے لئے ہے۔ ہاں جب کسی کو نماز میں کوئی واقعہ پیش آئے تو سبحان اللہ کہے۔ اس لئے کہ جو شخص بھی سبحان اللہ کہتا ہوا سنے گا۔ تو ضرور متوجہ ہو گا۔ اے ابو بکر! تجھے کس چیز نے لوگوں کو نماز پڑھانے سے روکا۔ جب کہ میں نے آپ کو اشارہ بھی کیا۔ تو حضرت ابو بکر صدیقؓ نے فرمایا کہ ابن ابی قحافہؓ کو لائق نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے رسولؐ کے آگے کھڑے ہو کر نماز پڑھائے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ فَأَشَارَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ
آپ کا یہ اشارہ ابو بکر صدیقؓ کو اس وقت تھا جب کہ آپ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے پیچھے نماز میں شروع ہو چکے تھے۔ اس سے ترجمہ صحیح ہو جائے گا۔ حافظؒ فرماتے ہیں کہ اثرات ایک سے ترجمہ ثابت نہیں ہوتا۔ کیونکہ یہ اشارہ تو آپ کا تحریمہ صلوٰۃ سے پہلے کا ہے۔ اس لئے وہ فرماتے ہیں کہ أَخَذَ النَّاسُ فِي التَّصْفِيقِ سے ترجمہ ثابت ہو گا کہ تصفیق حرکت بالید سے ہوتی ہے۔ جیسے اشارہ بالید ہوتا ہے۔ آپ کا متوجہ ہونا غیر کلمہ کی طرف کان لگانا۔ یہ سب اشارہ کے معنی میں ہیں۔ غرضیکہ حافظؒ نے جس قدر دلائل پیش کئے ہیں۔ ان میں یہ تصریح نہیں ہے کہ آپؐ نے یہ اشارہ قبل از تحریمہ کیا ہے۔ اس لئے شیخ گنگوہیؒ نے جو اختیار کیا ہے۔ شیخ محمد حسنؒ نے بھی اسی پر جزم کیا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔ وَكَانَتِ الْإِشَارَةُ فِي الصَّلَاةِ وَإِنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ اقْتَدَى بِأَبِي بَكْرٍ وَدَخَلَ فِي الصَّلَاةِ۔

حدیث نمبر ۱۱۵۸۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ عَنْ أَسْمَاءَ قَالَتْ دَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ وَهِيَ تُصَلِّيُ قَائِمَةً وَالنَّاسُ قِيَامٌ فَقُلْتُ مَا شَأْنُ النَّاسِ فَأَشَارَتْ بِرَأْسِهَا إِلَى السَّمَاءِ فَقُلْتُ آيَةٌ فَأَشَارَتْ بِرَأْسِهَا إِلَى نَعْمٍ۔
ترجمہ۔ حضرت اسماءؓ فرماتی ہیں کہ میں اپنی بہن حضرت عائشہؓ کے پاس آئی جب کہ وہ کھڑی نماز پڑھ رہی تھیں اور لوگ بھی کھڑے تھے۔ میں نے پوچھا لوگوں کا کیا حال ہے۔ تو اس نے اپنے سر سے آسمان کی طرف اشارہ کیا۔ میں نے کہا کہ قدرت کی نشانی ہے۔ تو اس نے پھر بھی اپنے سر

سے اشارہ کر کے کہا کہ ہاں قدرت کی نشانی ہے۔

تشریح از قاسمی۔ یہ حدیث بھی ایک لمبی حدیث کا ٹکڑا ہے۔ جو کئی مرتبہ گزر چکی ہے۔

اس حدیث کا ترجمہ ثابت کر رہے ہیں۔ کہ نماز میں اشارہ ہاتھ سے ہوا سر سے بہر صورت نماز باطل نہیں ہوتی۔

حدیث نمبر ۱۱۵۹۔ حَدَّثَنَا اسْمَعِيلُ بْنُ عَمْرِوَةَ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ صَلَّيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِهِ وَهُوَ شَاكٍ جَالِسًا وَصَلَّى وَرَأَى قَوْمًا هَيَّا مَا فَأَشَارَ إِلَيْهِمْ أَنْ اجْلِسُوا فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَى بِهِ فَإِذَا رَكَعَ فَأَرْكَعُوا وَإِذَا رَفَعَ فَأَرْفَعُوا۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ زوجہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے گھر میں بیٹھ کر نماز پڑھی جب کہ آپ بیمار تھے۔ قوم نے آپ کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھی۔ تو ان کو اشارہ کیا کہ بیٹھ جاؤ۔ جب نماز سے فارغ ہو کر پھرے تو فرمایا امام اس لئے بنایا جاتا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے۔ جب کہ وہ رکوع کرے تم بھی رکوع کرو۔ جب وہ سر اٹھائے تو تم بھی سر اٹھاؤ۔

تشریح از قاسمی۔ یہ حدیث بھی کئی مرتبہ گزر چکی ہے۔ جو مرض الوفا کی حدیث سے

منسوخ ہے۔ اور اشار الیہم سے امام بخاریؒ نے ترجمہ ثابت کیا ہے۔ تو معلوم ہوا تصفیق اشارہ بالید و اشارہ بالراس سے نماز فاسد نہیں ہوگی۔

واللہ اعلم بالصواب۔



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

کتاب الجنائز

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْجَنَائِزِ

ترجمہ۔ جنازہ کے بارے میں جو کچھ وارد ہوا ہے۔ اس کا بیان ہے۔
جنازہ جمع ہے جنازہ کی۔ بالفتح و بالکسر بالفتح میت کو کہا جاتا ہے۔ اور جنازہ بالکسر اس
نعلش کو کہتے ہیں جس پر میت کو رکھا جاتا ہے۔ جنز کے معنی ستر کے ہیں۔ اہل فن کا اختلاف ہے کہ موت
وجودی ہے یا عدمی۔ جو وجودی کہتے ہیں۔ وہ خلق الموت والحیوة سے استدلال کرتے ہیں جو عدمی کے
قائل ہیں۔ وہ کہتے ہیں۔ خلق بمعنی قدر کے ہے۔ پھر جو لوگ اسے وجودی کہتے ہیں ان میں پھر اختلاف ہے
کہ موت پھر ہے یا عرض ہے۔ درمختار میں ہے۔ الموت صفة وجودیہ خلقت ضد الحیة۔ اور بعض نے
اسے صفت عدمیہ کہا ہے۔ بہر حال ادجز میں اس کی تفصیل ہے۔ پھر یہ ہے کہ نماز جنازہ
مدینہ منورہ میں سن پہلی ہجری میں شروع ہوئی۔ جو شخص مکہ مکرمہ میں مرا اس کا جنازہ نہیں پڑھا
گیا۔ اور یہ بھی کہ نماز جنازہ اس امت کے خصائص میں سے ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْجَنَائِزِ وَمَنْ كَانَ آخِرَ كَلَامِهِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

علامہ سندھی فرماتے ہیں کہ مؤلف کا آخِر کلام کا عطف الجنائز پر ہے۔ جو بمنزلہ
تفسیر کے ہے تو معنی ہوں گے باب ما جاء في مؤلف کا آخِر کلام۔ بعض نے کہا کہ مؤلف کا
آخِر کلام سے ابوداؤد کی اس حدیث کی طرف اشارہ ہے۔ جس میں اس حدیث کی جزاء محمد و ف ہے۔
دخل الجنة۔

تشریح شیخ زکریا۔ امام بخاری نے اس ترجمہ کو احادیث باب کی شرح قرار دیا ہے۔
اور احادیث باب کو مؤلف کا آخِر کلام پر محمول کیا ہے۔ جس کا طریق یہ ہے کہ لایشرکہ باللہ

کو توحید قوی سے کہنا یہ قرار دیا جائے۔ تو مطلب یہ ہوا کہ جس کی موت توحید بالاسان سے مقارن ہوگی وہ جنت میں داخل ہوگا۔ اور وہ متعارف یہ ہے کہ اس کا آخری کلمہ کلمہ توحید لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ہو۔ لیکن اس تاویل پر یہ لازم آئے گا جو مشرک نہ ہو۔ لیکن جاعد بنوت ہو۔ وہ بھی جنت میں داخل ہوگا۔ اس لئے ضروری ہے کہ لایشرکے باللہ شیگانہ سے مطلق کفر کی نفی مراد لی جائے۔ اور یہ بھی مخفی نہ رہے کہ مصنف کے فہم کے مطابق دخول جنت کو دخول ابتدائی پر محمول کیا جائے۔ تاکہ عصاة مومنین اس سے خارج نہ ہوں۔

وَقِيلَ لِيُوهِبِ ابْنُ مَرْثَدَةَ الْيَسَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ هِفْتَاحُ الْجَنَّةِ قَالَ بَلَى وَلَكِنْ لَيْسَ هِفْتَاحُ إِلَّا لَهُ أَسْنَانٌ فَإِنْ جِئْتَ بِهِفْتَاحٍ لَهُ أَسْنَانٌ فَتُحَ لَكَ وَالْأَلَمُ يُفْتَحُ لَكَ۔

ترجمہ۔ حضرت وہب بن مرنہ سے کہا گیا کہ کیا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ جنت کی چابی نہیں ہے۔ انہوں نے فرمایا کیوں نہیں۔ لیکن کوئی چابی ایسی نہیں جس کے دندانے نہ ہوں۔ پس اگر تو دندانوں والی چابی لئے گا۔ تو تیرے لئے دروازہ کھلے گا۔ ورنہ نہیں کھلے گا۔ اور اسنان سے وہ قواعد مراد ہیں۔ جن پر اسلام کی بنیاد ہے۔

اگرچہ بغیر حساب و کتاب کے محض فضل اور عفو کے ذریعہ جنت میں داخلہ اللہ تعالیٰ کی مشیت میں داخل ہے۔ لیکن اعمال علامات اور دلائل ہیں۔ ہم نے توان کے مطابق حکم لگنا ہے۔

حدیث نمبر ۱۱۶۰۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَانِي آتٍ مِنْ رَبِّي فَأَخْبَرَنِي أَوْ قَالَ بَشَّرَنِي أَنَّهُ مَنْ مَاتَ مِنْ أُمَّتِي لَا يَشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ فَقُلْتُ وَإِنْ مَرِنِي وَإِنْ سَرَقَ قَالَ وَإِنْ زَنِي وَإِنْ سَرَقَ۔

ترجمہ۔ حضرت ابو ذر غفاریؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میرے رب کی طرف سے آنے والا آیا اور اس نے مجھے خبر دی یا خوشخبری سنائی کہ میری امت میں سے جو شخص اس حال میں مرا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں کرتا تھا۔ تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ میں نے کہا۔ اگرچہ وہ زنا اور چوری بھی کرے۔ آپ نے فرمایا۔

اگرچہ زنا اور چوری بھی کرے ۔

حدیث نمبر ۱۱۶۱ - حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ مَاتَ يُشْرِكُ بِاللَّهِ دَخَلَ النَّارَ وَقُلْتُ أَنَا مَنْ مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ ۔

ترجمہ - حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اس حال میں مر گیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرتا تھا تو وہ جہنم میں داخل ہو گا۔ حضرت عبداللہ فرماتے ہیں کہ میں یہ کہتا ہوں کہ جو شخص اس حال میں مر گیا کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی شے کو شریک نہ کرتا تھا۔ تو وہ جنت میں داخل ہو گا۔ لایشرک باللہ شیئاً سے یہی کلمہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مراد ہے۔ جس کے ذریعہ ترجمہ سے مطابقت ہو جائے گی۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ قُلْتُ أَنَا لَا عَبْدَ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ كَأَيْدِ كَهْنِ مَفْهُومِ مَخْلُوفِ كَيْدِ طُورٍ بِهِنِيسِ هِے۔ بلكه معنی حدیث کے لازم کو بیان کرنا ہے۔ کیونکہ مشرک کا جہنم میں داخل ہونا مستلزم ہے۔ کہ مومن اس میں داخل نہ ہو۔ کیونکہ جنت اور نار کے سوا کوئی اور دار ہے نہیں۔ لہذا لازم آیا کہ وہ جنت میں داخل ہو۔ لیکن یہ ابھی تک واضح نہیں ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ بہتر یہ ہے کہ حضرت ابو ذرؓ کی روایت کو موصوف کا فی آخر کلامہ پر محمول کیا جائے۔ تاکہ اشکال زائل ہو جائے۔ کیونکہ عصاة مومنین بھی جنت میں داخل ہوں گے۔ تو کرمانیؒ فرماتے ہیں کہ ابن مسعودؓ نے یہ حکم انتشار سبب بانتفا سبب سے سمجھا کہ جب شرک منتفی ہو گیا تو دخول نار بھی منتفی ہو گا۔ جب دخول نار منتفی ہوا تو دخول جنت لازم آگیا۔ کیونکہ ان دو کے سوا کوئی اور دار ہے نہیں۔ اور اصحاب اعراف کا انتشار عموم سے معلوم ہی ہے۔

بَابُ الْأَمْرِ بِاتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ

ترجمہ - جنازے کے پیچھے چلنے کا حکم بیان کرنا ہے۔

حدیث نمبر ۱۱۶۲ - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ عَنْ السَّرَّاءِ بْنِ عَارِبٍ قَالَ قَالَ أَمَرَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَبْعٍ وَتَمَانًا عَنْ سَبْعٍ أَمَرَنَا بِاتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ وَعِيَادَةِ الْمَرِيضِ وَاجَابَةِ الدَّاعِي وَنَصْرِ الْمَظْلُومِ

وَابْرَأِ الْقَسِمَ وَرَدَّ السَّلَامَ وَتَشْمِيتِ الْعَاطِسِ وَنَهَانَا عَنْ أَنْبَاءِ
الْفُضَّةِ فَخَاتِمِ الذَّهَبِ وَالْحَرِيرِ وَالْدِّيْبَاجِ وَالْقَبَسِ وَالْإِسْتَبْرَقِ

ترجمہ۔ حضرت برار بن عازبؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سات چیزوں کے کرنے کا حکم دیا اور سات چیزوں سے روکا۔ جن سات کا حکم دیا۔ وہ یہ ہیں۔ ۱۔ جنازے کے پیچھے چلنا۔ ۲۔ بیمار کی عیادت کرنا۔ ۳۔ دعوت دینے والے کی دعوت قبول کرنا۔ ۴۔ مظلوم کی مدد کرنا۔ ۵۔ قسم کا پورا کرنا۔ ۶۔ سلام کا جواب دینا۔ ۷۔ پھینکنے والے کو یرحمک اللہ کہنا۔ اور جن سات سے منع فرمایا۔ وہ یہ ہیں۔ ۱۔ چاندی کے برتن استعمال کرنا۔ ۲۔ سونے کی انگوٹھی پہننا۔ ۳۔ ریشم۔ ۴۔ ابریشم۔ ۵۔ قنی بٹی کے بنے ہوئے ریشم کے کپڑے۔ ۶۔ گاڑھا ریشم۔ تاکہ اندازہ تمام کیلئے ریشم کی سب قسمیں ذکر کر دی گئیں۔ اور حدیث میں ساتویں چیز کو سا قظ کر دیا۔ جس کا ذکر کتاب الاثر بہ میں ہے۔ وہ رکوب المباسر ہے۔ یعنی ریشمی زین پر سوار ہونا۔

حدیث نمبر ۱۱۶۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ خَمْسٌ رَدُّ
السَّلَامِ وَعِيَادَةُ الْمَرِيضِ وَاتِّبَاعُ الْجَنَائِزِ وَإِجَابَةُ الدَّعْوَةِ وَتَشْمِيتُ
الْعَاطِسِ وَتَابِعَهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ فرماتے ہیں۔ مسلمان کے مسلمان پر پانچ حق ہیں۔ ۱۔ سلام کا جواب دینا۔ ۲۔ بیمار پر رسی کرنا۔ ۳۔ جنازہ میں حاضر ہونا۔ ۴۔ دعوت کا قبول کرنا۔ ۵۔ پھینکنے والے کو یرحمک اللہ کہنا۔

تشریح از شیخ زکریا۔ اتباع الجنائز کے معنی عام طور پر شہر ج نے جنازے کے پیچھے چلنے کے لئے ہیں۔ جو احناف کے نزدیک افضل ہے اور شوافع کے نزدیک آگے چلنا افضل ہے۔ حنبلیہ بھی اسی کے قائل ہیں۔ مالکیہ کے تین اقوال ہیں۔ مشہور مذہب ان کا بھی یہی ہے جو احناف کا ہے۔ ہمارے حال یہ معنی مراد لینا اس جگہ میرے نزدیک صحیح نہیں ہیں۔ اس لئے کہ ابھی تک تو نہ میت کا غسل دیا گیا یا نہ کفن دیا گیا۔ اتباع کا حکم کیسے صحیح ہو گا۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ فضل

اتباع الجنائز کا باب غسل کفن اور صلوٰۃ جنازہ کے بعد آ رہا ہے۔ تو پھر تکرار لازم آئے گا۔ اس لئے میرے نزدیک بہتر توجیہ یہ ہے کہ امام بخاریؒ کی غرض اس ترجمہ سے یہ ہے کہ میت کی تجہیز و تکفین اور نماز کا اہتمام کرنے میں جلدی کی جائے بلکہ جلد اسے قبر تک پہنچایا جائے۔ اور اپنی عادت کے مطابق امام بخاریؒ نے اس ترجمہ سے ابو داؤد کی اس روایت کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ جس میں حضرت طلحہؓ بن البراء کی عیادت کے لئے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ اور فرمایا میں ان پر موت کے آثار دیکھ رہا ہوں۔ جب مر جائے تو مجھے اطلاع دینا۔ اور جلدی کرنا۔ کیونکہ کسی مسلمان کی نعش کو ان کے اہل و عیال کے درمیان نہیں روکنا چاہیے۔ اس لئے فقہار نے تجہیز و تکفین اور تدفین میں جلدی کرنے کو مستحب قرار دیا ہے۔ تاکہ وہ تغیر و تبدل سے محفوظ ہو جائے۔ اور ابن عمرؓ کی روایت کو طبرانی نے نقل کیا ہے۔ اِذَا مَاتَ أَحَدُكُمْ فَلَا تَحْبِسُوهُ وَاسْرِعُوا بِهِ إِلَى الْقَبْرِ الْحَدِيثِ۔ یعنی جب تم میں سے کسی ایک کی موت آجائے تو اس کو روکے نہ رکھو بلکہ جلدی اس کو قبر تک پہنچاؤ۔

بَابُ الدُّخُولِ عَلَى الْمَيِّتِ بَعْدَ الْمَوْتِ إِذَا أُدْرِجَ فِي أَكْفَانِهِ

ترجمہ۔ مرنے کے بعد میت کے پاس جانا جب کہ وہ اپنے کفنوں میں داخل کر دیا گیا ہو۔
حدیث نمبر ۱۱۴۴۔ حَدَّثَنَا بَشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْإِنْدَلُسِيُّ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ قَالَتْ أَقْبَلَ أَبُو بَكْرٍ عَلَى فَرَسِهِ مِنْ مَسْكِنِهِ بِالسُّنُجِ حَتَّى نَزَلَ فَدَخَلَ الْمَسْجِدَ فَلَمْ يُكَلِّمِ النَّاسَ حَتَّى دَخَلَ عَلَى عَائِشَةَ فَتَيَمَّمَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُسَبَّحٌ بِإِزْدِ حَبْرَةٍ فَكَشَفَ عَنْ وَجْهِهِ ثُمَّ أَكَبَّ عَلَيْهِ فَقَبَّلَهُ ثُمَّ بَكَى فَقَالَ يَا أَبِیْ أَنْتَ يَا نَبِیَّ اللَّهِ لَا یَجْمَعُ اللَّهُ عَلَیْكَ مَوْتَتَيْنِ أَمَّا الْمَوْتَةُ الَّتِیْ كُتِبَ اللَّهُ عَلَیْكَ فَقَدْ مُتَّهَا قَالَ أَبُو سَلَمَةَ فَأَخْبَرَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ خَرَجَ وَعُمَرُ يَكَلِّمُ النَّاسَ فَقَالَ اجْلِسْ فَأَبِیْ فَقَالَ اجْلِسْ فَأَبِیْ فَتَشْهَدُ أَبُو بَكْرٍ فَمَالَ إِلَيْهِ النَّاسُ وَتَرَكَوْا عُمَرَ

فَقَالَ آمَّا بَعْدُ فَنَ كَانَ مِنْكُمْ يُعْبُدُ مُحَمَّدًا أَفِيَانِ مُحَمَّدًا أَقْدُمَاتِ وَ
 هُنَ كَانَ يُعْبُدُ اللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ فَإِنَّ اللَّهَ سَحَى لَا يَمُوتُ قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَ
 جَلَّ وَ مَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ إِلَى
 الشَّاكِرِينَ وَاللَّهُ لَكَآنَ النَّاسُ لَمْ يَكُونُوا يَعْلَمُونَ أَنَّ اللَّهَ
 أَنْزَلَ حَتَّى تَلَاهَا أَبُو بَكْرٍ فَرَفَقَهَا مِنْهُ النَّاسُ فَمَا يَسْمَعُ بَشَرٌ
 إِلَّا يَتْلُوَهَا -

ترجمہ۔ حضرت عائشہ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتی ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی
 اپنی جاگیر جو سخ کے مقام پر تھی۔ اپنے مسکن سے گھوڑے پر سوار ہو کر تشریف لائے۔ گھوڑے سے
 اترتے ہی مسجد نبوی میں داخل ہوئے۔ لوگوں سے کچھ کلام نہ کیا۔ سیدھے حضرت عائشہ کے حجرہ
 میں پہنچے۔ اور جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا قصد کیا۔ آپ سرخ رنگ کی دھاری دار چادروں
 میں لپٹے ہوئے تھے۔ چادر ہٹا کر چہرہ کھولا۔ آپ کو جھک کر بوسہ دیا۔ رو پڑے۔ اور فرمایا اے اللہ
 کے نبی میرا باپ آپ پر قربان ہو۔ اللہ تعالیٰ آپ پر دو موتیں جمع نہیں کرے گا۔ پس یہ موت جو آپ
 پر لکھی تھی۔ وہ موت تو آپ مر لے۔ ابوسلمہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباسؓ نے مجھے بتلایا کہ حضرت
 ابوبکرؓ حجرہ عائشہؓ سے باہر آئے۔ تو حضرت عمرؓ لوگوں سے باتیں کر رہے تھے۔ ان سے فرمایا بیٹھ جاؤ۔ انہوں نے
 بیٹھنے سے انکار کر دیا۔ آپ نے ان کو چھوڑ کر منبر پر پہنچ کر کلمہ شہادت پڑھا تو لوگ آپ کی طرف مائل
 ہو گئے۔ حضرت عمرؓ کو انہوں نے چھوڑ دیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے اقامت کے بعد فرمایا۔ تم میں سے جو شخص
 حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرتا تھا اس کو معلوم ہونا چاہیے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
 کی وفات ہو گئی۔ اور جو شخص اللہ بزرگ دیدہ تر کی عبادت کرتا ہے۔ تو اللہ زندہ ہے۔ اس پر کبھی موت
 نہیں آئے گی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو اللہ کے رسول ہی ہیں۔ آپ سے پہلے
 بہت سے رسول گذر چکے ہیں۔ شا کر میں نے تک آیت کو پڑھا۔ اللہ کی قسم گویا کہ لوگوں نے یہ جانا ہی
 نہیں تھا۔ کہ اللہ نے یہ آیت بھی اتار دی ہے۔ سچ کہ ابوبکرؓ نے اسے تلاوت کیا تو لوگوں نے انہیں
 سے اس کو لیا۔ پس اب تو جو انسان بھی اسے سنتا تھا وہ اسی آیت کی تلاوت کرتا تھا۔

حدیث نمبر ۱۱۴۵ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ أَنَّ أُمَّ الْعَلَاءِ امْرَأَةً

مِنَ الْأَنْصَارِ بَايَعَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهُ اُقْتَسِمَ
الْمُهَاجِرُونَ قُرْعَةً فَطَارَ لَنَا عُثْمَانُ بْنُ مَطْعُونٍ فَأَنْزَلَنَا فِي
أَبْيَاتِنَا فَوَجَعَ وَجَعَهُ الَّذِي تُوُقِّي فِيهِ فَلَمَّا تُوُقِّي وَعُغْسِلَ وَكُفِّنَ فِي
أَثْوَايِهِ دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ رَحِمَهُ اللَّهُ
عَلَيْكَ أَبَا السَّائِبِ فَشَهِدَ قِيَّ عَلَيْكَ لَقَدْ أَكْرَمَكَ اللَّهُ فَقَالَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا يُدْرِيكَ أَنَّ اللَّهَ أَكْرَمَهُ فَقُلْتُ يَا بَنِي أُنْتِ
يَا رَسُولَ اللَّهِ فَمَنْ يُكْرِمُهُ اللَّهُ فَقَالَ أَمَّا هُوَ فَقَدْ جَاءَهُ الْيَقِينُ
وَاللَّهُ إِنِّي لَا رَجُولَهُ الْخَيْرَ وَاللَّهُ مَا أَدْرِي وَأَنَا رَسُولُ اللَّهِ مَا يَفْعَلُ
بِي قَالَتْ فَوَاللَّهِ لَا أُرَى أَحَدًا أَبْعَدَ أَبَدًا.

ترجمہ - حضرت اُمّ العلاءؓ جو انصار کی ایک عورت تھی جنہوں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی - وہ خبر دیتی ہیں کہ مہاجرین کو انصار میں قرعہ کے ذریعہ تقسیم کیا گیا تھا - ہمارے حصہ میں حضرت عثمان بن مظعون آئے - ہم نے انہیں اپنے گھروں میں ٹھکانا دیا - وہ بے چارے ایسے بیمار ہوئے کہ اس بیماری میں ان کی وفات ہو گئی - جب ان کی وفات ہوئی تو انہیں غسل دیا گیا - اور اپنے کپڑوں میں کفنا یا گیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے - تو میں نے کہا کہ اے ابوسائبؓ تجھ پر اللہ کی رحمت ہو - میں تیرے لئے گواہی دیتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے عزت والا بنایا - جس پر جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہیں کیا معلوم کہ اللہ تعالیٰ نے اے عزت والا بنایا ہے - تو میں نے کہا - اے اللہ کے رسول میرا باپ آپ پر قربان ہو - اگر یہ اکرام والا نہیں تو پھر کس کو اللہ تعالیٰ اکرام و اعزاز والا بنائے گا - آپ نے فرمایا لیکن بے شک اس پر موت واقع ہو چکی - اللہ کی قسم میں بھی اللہ تعالیٰ سے اس کے لئے خیر کی امید کرتا ہوں - لیکن اللہ کی قسم میں اللہ کا رسول ہونے کے باوجود نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا ہوگا - وہ فرماتی ہیں اس کے بعد اللہ کی قسم میں نے کبھی کسی کو پاکیزہ نہیں بتایا -

حدیث نمبر ۱۱۶۶ - حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ السَّمْعَتِيُّ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ لَمَّا قُتِلَ أَبِي جَعَلْتُ أَكْشِفُ الثُّوبَ عَنْ وَجْهِهِ أَبْكِي وَيَنْهَوْنِي

وَالَّذِي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَنْهَانِي فَبَجَلْتُ عَمَّتِي فَاطِمَةَ تُبْكِي فَقَالَ
الَّذِي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَبْكِينَ أَوْ لَا تَبْكِينَ فَمَا زَالَتِ الْمَلَائِكَةُ تُظِلُّهُ
بِأَجْنَحَتِهَا حَتَّى رَفَعْتُمُوهُ وَتَابَعَهُ ابْنُ جُرَيْجٍ -

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبد اللہؓ فرماتے ہیں کہ جب میرے باپ شہید ہو گئے تو میں ان کے
بہرہ سے کپڑا کھول کر رونے لگا۔ لوگ مجھے روکتے تھے اور جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
مجھے نہیں منع کرتے تھے۔ میری بھوپھی فاطمہؓ بھی رونے لگی۔ جس پر جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا۔ تم اس کو رو دتے ہو اس کو موت رو دو۔ کیونکہ فرشتے اپنے پندوں سے اس پر
سایہ کر رہے ہیں۔ حتیٰ کہ تم نے ان کے جنازے کو اٹھالیا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ مَا يَفْعَلُ فِيہِ اس میں علم تفصیلی کی نفی ہے۔ جو
الغمامات اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے تیار رکھے ہیں۔ یا

نفی ان حوادث اور مصائب کی ہے جو دنیا میں آپ کو پیش آئیں گے۔ خلاصہ آپ کے ارشاد کا یہ
ہے کہ غیب کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ یہاں تک کہ مجھے علم نہیں کہ میرے ساتھ کیا
ہوگا۔ باقی حضرت اُمّ العلاءؓ پر جو آپ نے انکار فرمایا وہ حکم قطعی کے بارے میں تھا اور ادب کی
تعلیم تھی۔ ورنہ قرأت سے جو چیز ظاہر ہو اس پر حکم لگانا جائز ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد سورہ احقاف
اسی آیت کی موافقت میں ہے۔ قُلْ مَا كُنْتُ بِدَعَا

مِنَ الرَّسُلِ وَمَا أَدْرِي مَا يَفْعَلُ فِي وَلَا يَكُمُّ اور یہ سورہ فتح کی آیت لِيُغْفِرَ
لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ کے نزول سے قبل کا واقعہ ہے۔
اور کئی اخبار میں صراحت ہے۔ اَنَا أَوَّلُ مَنْ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَغَيْرَهَا۔ یا یہ بھی احتمال ہے کہ
اثبات کو علم اجالی پر اور نفی کو علم تفصیلی پر محمول کیا جائے۔ جیسے شیخ گنگوہیؒ نے اختیار فرمایا ہے۔
علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ اگر اشکال ہو کہ حضرت عثمان بن مظعونؓ تیرھویں اسلام لانے والے ہیں۔
صاحبہؓ تیسریں ہیں۔ بدر میں حاضر تھے۔ اور مہاجرین میں سے پہلے شخص ہیں جو مدینہ میں فوت ہوئے۔
اور اہل بدر کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے۔ لَعَلَّ اللَّهَ إِطْلَعَ عَلَى

اہل بدر فقال اعملوا ما شئتم قد غفرت لکم کہ اللہ تعالیٰ اہل بدر کی مغفرت فرما چکے ہیں۔ تو تعارض ہوا۔ جو ابا کہا جائے گا کہ اہل بدر کے اہل جنت ہونے کی خبر سے پہلے کا واقعہ ہے۔ حدیث جابر میں بطریق وحی آپ کو علم ہوا۔ حضرت اُمّ العلاءؓ پر انکار قطعی حکم لگانے کی بنا پر ہوا۔ کیونکہ وہ شہادت کے طور پر کہہ رہی تھیں۔ حالانکہ انہیں غیب کا علم نہیں تھا۔ اور نہ ہی وحی ان کے پاس آتی تھی۔ جیسے ایک بچہ کی وفات پر حضرت عائشہؓ نے فرمایا تھا۔ ہذا عصفور من عصافیر الجنة۔ تو آپ نے اس پر مکیر فرمایا تھا۔ ایسے یہاں بھی آپ نے مکیر فرمایا۔

بَابُ الرَّجُلِ يَنْعِي إِلَى أَهْلِ الْمَيِّتِ بِنَفْسِهِ

ترجمہ۔ آدمی اہل میت کو خود جا کر موت کی خبر دے۔

حدیث نمبر ۱۱۶۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَفَى النَّجَاشِيَّ فِي الْيَوْمِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ خَرَجَ إِلَى الْمُصَلَّى فَصَفَّ بِهِمْ وَكَبَّرَ أَرْبَعًا۔

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی بادشاہ حبشہ کی موت کی خبر اسی دن دے دی۔ جس دن اس کی وفات ہوئی۔ آپ عید گاہ کی طرف تشریف لائے۔ پس صف بند ہوئی اور چار تکبیریں کہیں۔

حدیث نمبر ۱۱۶۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَ الرَّأْيَةَ زَيْدٌ فَأَصِيبُ ثَمَّةٌ أَخَذَ هَاجِفٌ فَأَصِيبُ ثُمَّ أَخَذَ هَاعْبُدُ اللَّهُ بْنُ رَوَاحَةَ فَأَصِيبُ وَأَنَّ عَلِيَّ بْنَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَتَذَرَفَانِ ثَمَّةٌ أَخَذَ هَا خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ مِنْ غَيْرِ امْرَأَةٍ فَفُتِحَ لَهُ۔

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جھنڈے کو حضرت زیدؓ نے پکڑا پس وہ شہید ہو گیا۔ پھر حضرت جعفرؓ نے اسے پکڑا تو وہ بھی شہید ہو گیا۔ پھر حضرت عبداللہ بن رواحہؓ نے پکڑا۔ پس وہ بھی شہید ہو گئے۔ اور اس وقت بے شک

حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں آنکھیں آنسو بہا رہی تھیں۔ پھر فرمایا بغیر مشورے کے اس کو حضرت خالد بن ولیدؓ نے پکڑا تو ان کے ہاتھ پر فتح ہوئی۔

تشریح از قاسمی | وکثر اربعا اس حدیث میں تصریح ہے کہ جنازہ کی تکبیرات چار ہیں۔ اور آخری عمل بھی آپ کا یہی ہے۔ اور اس سے غائبانہ

نماز جنازہ کا جواز بھی معلوم ہوتا ہے۔ لیکن مانعین فرماتے ہیں کہ آپؐ نے اپنے سامنے سبھاشی کا جنازہ دیکھا۔ جس پر آپؐ نے نماز جنازہ پڑھی۔ جب کہ زید بن حارثہ اور جعفر بن ابی طالب کا کشف آپؐ پر ہوا تھا۔ اور احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز جنازہ کے لئے ضروری ہے کہ جنازہ امام کے سامنے ہو۔ چنانچہ تمام امت نے اس حدیث کو متروک العمل قرار دیا ہے۔ اور سبھاشی کے جنازہ کو آپؐ کی خصوصیات میں شمار کیا ہے۔

اخذ الراۃ زید۔ یہ حضرت زید بن حارثہ ہیں۔ جو غزوہ موتہ میں تھے جو شام کے علاقہ میں ہے۔ اور حماد بن الادلی شہ میں واقع ہوا ہے۔ جس میں آپؐ نے ان کو امیر جمیش بنایا تھا۔ تیس ہزار کے قریب مسلمان تھے۔ جن کا کفار سے مقابلہ ہوا۔ یہ تین سردار شہید ہوئے۔ اور حضرت خالد بن ولیدؓ کے ہاتھ پر فتح ہوئی۔

بَابُ الْإِذْنِ بِالْجَنَازَةِ

ترجمہ۔ جنازہ کی اطلاع دینا۔

وَقَالَ أَبُو رَافِعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا أَذِّنُكُمْ

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے مجھے اطلاع کیوں نہ دی۔

حدیث نمبر ۱۱۶۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَاتَ إِنْسَانٌ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُهُ فَمَاتَ بِاللَّيْلِ فَذَفَنُوهُ لَيْلًا فَلَمَّا أَصْبَحَ أَخْبَرُوهُ فَقَالَ مَا مَنَعَكُمْ أَنْ تُبَلِّمُونِي قَالُوا كَانَ اللَّيْلُ فَكَرِهْنَا وَكَانَتْ ظُلُمَةٌ أَنْ تُشَقَّ عَلَيْكَ فَأَتَى

قَبْرَهُ فَصَلَّى عَلَيْهِ .

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ایک ایسے انسان کی وفات ہوئی جس کی آپؐ بیمار پرسی کرتے تھے۔ وہ رات کو مر گیا۔ تو راتوں رات لوگوں نے اسے دفن کر دیا۔ جب صبح ہوئی تو لوگوں نے آپؐ کو خبر دی۔ آپؐ نے فرمایا کہ مجھے اطلاع دینے سے تمہیں کس چیز نے رکھا۔ انہوں نے کہا رات تھی اس لئے ہم نے پسند نہ کیا۔ دوسرے سخت اندھیرا تھا۔ ہم نے آپؐ کو تکلیف دینا گوارا نہ کیا۔ پس حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اس کی قبر پر تشریف لائے۔ اور نماز پڑھی یا دعا مانگی۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ محض اطلاع موت دینا ممنوع نہیں ہے جو موت کی اطلاع زمانہ جاہلیت کے مطابق ہو اس کی

تشریح از شیخ گنگوہیؒ

ممانعت ہے۔ جو اعلام شوائب جہل و جاہلیت سے خالی ہو۔ اس میں کوئی کراہت نہیں۔

شیخ گنگوہیؒ نے جو توضیح بیان فرمائی ہے۔ اس کا بھی احتمال ہے۔ لیکن میرے نزدیک پہلا ترجمہ اخبار موت سے متعلق ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ

اور یہ ترجمہ تیسری کی خبر دینے کے لئے ہے۔ تاکہ اس کا جنازہ پڑھا جائے۔ خصوصاً مقتدی اور بڑی شخصیت کے لئے ہے۔ اس لئے علامہ عینیؒ فرماتے ہیں۔ اگر لفظ اِذْنَ کبیر الہمزہ تو اس کا معنی علم ہے۔ اگر اذان ہے تو اس کے معنی اعلام کے ہیں۔ اگر آذن بردن فاعل ہے۔ تو اس کا معنی جنازے کی اطلاع دینے والا۔ تاکہ علم ہو جائے کہ جنازہ تیار ہے۔ نماز پڑھی جائے۔ تو اس بنا پر پہلے ترجمہ کا مطلب ہوگا اس شخص کو اطلاع دینا جس کو میت کا علم نہیں ہے۔ اور اس ترجمہ کا مطلب ہے کہ جنازہ تیار ہے۔ نماز کی تیاری کر دو۔

فَاتَى قَبْرَهُ فَصَلَّى عَلَيْهِ . حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں :-

تشریح از قاسمیؒ

حدیث دلیل ہے۔ اس بات کی کہ جس شخص کی نماز جنازہ نہ پڑھی گئی ہو۔ اس کی قبر پر نماز پڑھی جائے۔ اگرچہ وہ ولی نہ ہو۔ مگر یہ مسلک احنافؒ کے خلاف ہے۔ کہ اگر ولی نماز جنازہ ادا کرے تو پھر اس کا اعادہ نہ کرنا چاہیے۔ باقی یہ حدیث حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت پر محمول ہے۔ اس لئے کہ آپؐ نے نماز جنازہ قبر پر پڑھنے کے بعد فرمایا۔ اِنَّ هَذِهِ الْقُبُورَ مَمْلُوءَةٌ ظِلْمَةً عَلٰی اَهْلِهَا وَاِنَّ اللّٰهَ يَنْوُرُهَا لَہُمْ بِصَلٰوَتِیْ عَلَیْہُمْ کہ یہ قبور تاریکی سے

گھر جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ میری نماز و دعا کی برکت سے ان کو روشن فرما دیتے ہیں۔

**بَابُ فَضْلِ مَنْ مَاتَ لَهُ وَلَدٌ فَأُحْتَسَبَ وَقَوْلُ
اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ**

ترجمہ۔ باب ہے اس شخص کے بارے میں جس کا ایک بچہ مر جائے تو وہ ثواب حاصل کرنے

کی غرض سے صبر کرے۔ کہ اللہ کی قضا پر راضی ہو اور اس کے فضل کا امیدوار ہو۔

حدیث نمبر ۱۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ

اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ النَّاسِ مِنْ مُسْلِمٍ يُتَوَفَّى لَهُ ثَلَاثَةٌ

لَمْ يَبْلُغُوا الْحِنْثَ إِلَّا دَخَلَهُ اللَّهُ الْجَنَّةَ بِفَضْلِ رَحْمَتِهِ إِيَّاهُمْ

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس کسی

مسلمان کے تین بچے فوت ہو جائیں جو بلوغ کو نہیں پہنچے تھے تو اللہ تعالیٰ اس اولاد پر رحمت کے

فضل سے اسے جنت میں داخل کرے گا۔

حدیث نمبر ۱۱۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّ النَّسَاءَ قُلْنَ

لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجْعَلْ لَنَا يَوْمًا فَوْعَظُوهُنَّ فَقَالَ أَيُّمَا امْرَأَةٍ

مَاتَ لَهَا ثَلَاثَةٌ مِنَ الْوُلْدِ كُنَّ لَهَا حِجَابًا مِنَ النَّارِ فَقَالَتْ امْرَأَةٌ

وَإِثْنَانِ قَالَ وَإِثْنَانِ وَقَالَ شَرِيكُ عَنِ ابْنِ الْأَصْبَهَانِيِّ عَنْ أَبِي

هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحِنْثَ

ترجمہ۔ حضرت ابو سعیدؓ فرماتے ہیں کہ عورتوں نے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے

عرض گزار کی کہ آپ ہمارے لئے ایک دن وعظ کا مقرر فرمائیں۔ چنانچہ آپ نے ان کو وعظ کرتے ہوئے

فرمایا۔ جس عورت کے تین بچے مر جائیں تو وہ اس کے لئے جہنم سے پردہ بن جائیں گے۔ ایک عورت نے

کہا۔ کہ حضرت دو۔ آپ نے فرمایا دو بھی حجاب بنیں گے۔ شریک کی سند سے حضرت ابو ہریرہؓ کی

روایت میں ہے کہ جو بلوغ کو نہ پہنچے ہوں۔

حدیث نمبر ۱۱۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَمُوتُ مُسْلِمٌ ثَلَاثَةٌ مِنَ الْوُلْدِ فَيَلِجَ النَّارَ إِلَّا

تَحْلَةُ الْقَسَمِ -

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنجناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس مسلمان کے تین بچے مرجائیں وہ جہنم میں داخل نہیں ہوگا مگر قسم پورا کرنے کے لئے کہ اسے مکمل آیت

بَابُ قَوْلِ الرَّجُلِ لِلْمَرْأَةِ عِنْدَ الْقَبْرِ أَصْبِرِيْ

ترجمہ۔ قبر کے پاس بیٹھی ہوئی کسی عورت کو مرد کا یہ کہنا کہ صبر کر! یہ جائز ہے۔

حدیث نمبر ۴۱۱۱۔ حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي الْإِسْمَاعِيلِ قَالَ قَالَ مَرْثِيٌّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا مَرْأَةَ عِنْدَ قَبْرِ قَوْهِي تَبْكِي فَقَالَ اتَّقِي اللَّهَ وَأَصْبِرِيْ -

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر ایک ایسی عورت کے پاس سے ہوا۔ جو قبر کے پاس بیٹھی رو رہی تھی۔ آپؐ نے فرمایا اللہ سے ڈر اور صبر کر۔

تشریح از قاسمی | اس ترجمہ سے امام بخاریؒ یہ ثابت فرما رہے ہیں کہ مرد عورتوں کو ایسی چیز سے خطاب کر سکتے ہیں جس میں وعظ و نصیحت ہو۔ قول الرجل سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت نہیں ہے

بَابُ غُسْلِ الْمَيِّتِ وَوُضُوئِهِ بِالْمَاءِ وَالسَّدْرِ

وَحَطَّابُ بْنُ عُمَرَ ابْنُ السَّعِيدِ بْنِ زَيْدٍ وَحَمَلَهُ وَصَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْمُسْلِمُ لَا يَنْجُسُ حَيًّا وَلَا مَيِّتًا وَقَالَ سَعْدُ لَوْ كَانَتْ نَجَسًا مَّا مَسَسْتُهُ وَقَالَ الْبَيْهَقِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُؤْمِنُ لَا يَنْجُسُ -

ترجمہ۔ باب ہے مردہ کو غسل دینا اور وضو کرنا اس پانی سے جو پیری کے پتوں سے اٹھا ہوا ہو۔ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ نے حضرت سعید بن زیدؓ کے بیٹے کو حنوط کیا یعنی عطر لگایا غسل کے بعد اور ان کو اٹھایا نماز پڑھی اور وضو نہیں بنائی۔ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ نے فرمایا کہ مسلمان زندگی اور موت دونوں حالتوں میں ناپاک نہیں ہوتا۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے فرمایا اگر مردہ نجس ہوتا

تو میں اسے کبھی ہاتھ نہ لگاتا۔ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن نجس نہیں ہوتا۔
حدیث نمبر ۱۱۷۷۰۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ
 الْأَنْصَارِيَّةِ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ
 تَوَقَّيْتُ ابْنَتَهُ فَقَالَ اغْسِلِيهَا ثَلَاثًا أَوْ خَمْسًا أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ
 إِنْ رَأَيْتِي ذَلِكَ بِمَاءٍ وَاسِدٍ وَاجْعَلْنِي فِي الْأَخِرَةِ كَأَفْوَرًا أَوْ شَيْئًا
 مِنْ كَأَفْوَرٍ فَإِذَا فَرَعْتُكَ فَأَذْنِي فَلَمَّا فَرَعْنَا أَذْنَاهُ فَأَعْطَانَا
 حَقْوَهُ فَقَالَ أَشْعِرْنَاهَا إِيَّاهُ تَعْنِي إِنْ أَرَاهُ۔

ترجمہ۔ حضرت اُم عطیہ انصاریہ فرماتی ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی
 کی دفات ہوئی تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے۔ اس کو تین مرتبہ یا
 پانچ مرتبہ یا اس سے زیادہ جو تم مناسب سمجھو پانی بیری والے سے غسل دو پھر آخر میں کافور یا
 کافور کا کچھ مگڑا رکھ دو۔ جب تم غسل سے فارغ ہو جاؤ تو مجھے اطلاع کرو۔ چنانچہ ہم فارغ ہو
 گئیں تو آپ کو ہم نے اطلاع کی۔ آپ نے ہمیں اپنی چادر دے دی۔ اور فرمایا کہ اسے کفن
 کے بالکل نیچے بدن کے ساتھ ملحق کر کے رکھ دینا۔ حقو سے مراد چادر ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہی | اس روایت باب سے امام بخاریؒ کا مقصد یہ ثابت کرنا
 ہے کہ میت کو غسل اس کے ناپاک ہونے کی وجہ سے نہیں دیا جاتا بلکہ یہ امر تعبدی ہے۔ اس کے
 معنی کر کے یہ آثار ظاہر الدلالة ہیں۔

تشریح از شیخ زکریا | حافظ ابن حجرؒ نے فرمایا کہ امام نوویؒ نے اجماع نقل کیا ہے کہ
 غسل میت فرض کفایہ ہے۔ یہ امام نوویؒ سے بھول ہوئی ہے۔ حالانکہ اختلاف مشہور ہے۔ مایکہ اس
 سنت کہتے ہیں۔ جمہور اس کے وجوب کے قائل ہیں۔ چنانچہ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ یہ ترجمہ کئی امور پر
 مشتمل ہے۔ پہلا تو غسل میت ہے۔ آیا یہ فرض ہے۔ واجب ہے یا سنت ہے۔ ہمارے حضرات احناف
 دندوں پر واجب قرار دیتے ہیں۔ احادیث اور اجماع امت کی وجہ سے حدیث میں ہے۔ اِذَا مَاتَ
 اَنَّكَ يَغْسِلُهُ الْاُورَامُتِ کا اس پر اجماع بھی ہے۔ بہر حال اس کی تفصیل اور مجزیں ہیں۔
 دوسرا ترجمہ وضو ہے۔ اس کے لئے کوئی حدیث اور اثر نہیں لائے۔ تو ممکن ہے غسل

سے وضو نکال لیا ہو۔ کیونکہ وہ تو کامل معصوم ہے۔ یا وضو سے وضو غاسل مراد ہو کہ اس کو وضو لازم نہیں۔ اور اس کے لئے ابن عمرؓ کا اثر لاتے ہیں۔ لَمْ يَتَوَضَّأْ۔ لیکن یہ اخبار قبل الذکر ہو گا۔ مگر تقدیراً عبارت ہو گی۔ غَسَلَ الْحِمَى الحلیت۔ کیونکہ میت خود تو غسل کر نہیں سکتا۔ اس لئے تقدیراً اس کی طرف ضمیر راجع ہو گی۔ میرے نزدیک غسل مصدہ سے غاسل مفہوم ہے۔ اس کی طرف ضمیر راجع ہو گی۔ جیسے اعملوا احوالاً اقرباً للتقویٰ میں عدل کی طرف راجع ہے۔ اور یہی امام بخاریؒ کے مزاج کے مطابق ہے۔ اس سے مقصد ان لوگوں کا رد کرنا ہے جو غاسل پر غسل یا وضو ضروری قرار دیتے ہیں۔ تو اس اختلاف کی طرف اشارہ ہو۔

ایراد الرادیۃ کا مطلب شیخ گنگوہیؒ کے نزدیک المؤمّن لا ینجس کی روایت ہے۔ شیخؒ کا مقصد یہ ہے کہ جتنے آثار و روایات اس باب میں ذکر کئے گئے ہیں ان کی مناسبت ترجمہ سے معلوم نہیں ہوتی۔ کیونکہ نہ تو وہ غسل کے مطابق ہیں اور نہ وضو کے۔ اور مسئلہ اختلافی ہے۔ کہ آیا غسل میت امر تعبدی ہے یا نفاذی کے لئے ہے۔ امام مالکؒ اسے تعبدی فرماتے ہیں اور لفاظت کا قول ابن شعبان کے علاوہ اور کوئی نہیں کرتا۔ اس لئے امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ مسلمان اپنے کافر باپ کو غسل نہ دے اور امام شافعیؒ اور امام ابو حنیفہؒ بواز کے قائل ہیں۔ اور یہ اختلاف اسی تعبدی اور لفاظت کی بنا پر ہے۔ چنانچہ بدائع میں ہے۔ کہ آدمی موت سے نجس نہیں ہوتا۔ اور عامہ مشائخؒ فرماتے ہیں کہ موت سے میت نجس ہوتا ہے۔ کیونکہ دم مسفوح سارے بدن میں سمایت کر جاتا ہے۔ اس لئے انسان کی کرامت کے طور پر غسل سے اس کی طہارت کا حکم لگایا جائے گا۔ اور ابن عمرؓ کے اثر کا ترجمہ یہ تعلق ہے کہ امام بخاریؒ کے نزدیک مومن موت سے نجس نہیں ہوتا۔ اگر نجس ہوتا تو پانی اور بیری کے پتے اسے کیسے پاک کر سکتے۔ اگر نجس ہوتا تو ابن عمرؓ نہ اسے ہاتھ لگاتے نہ عطر لگاتے اور نہ ہی اسے اٹھاتے۔ تو گویا ابو داؤد کی اس روایت کی تضعیف کی طرف اشارہ فرمایا۔ جس میں ہے۔ مَنْ غَسَلَ الْمَيِّتَ فَلَيْسَ بِسَلَمٍ وَمَنْ غَسَلَ مَلَائِكَةً فَلَيْتَوَضَّأَ۔ امام ابو داؤد نے خود اس حکم کو منسوخ قرار دیا ہے۔

حفظ ابن عمرؓ بعد الغسل کا اھو الحادۃ غرض یہ ہے کہ جس طرح سد لفاظت کے لئے جائز ہے۔ حالانکہ اس میں لزوم و جہت پائی ہے اس طرح عطر لگانا بھی جائز ہے۔

وعلہ یہ ابن عمرؓ کے قصہ کی تکمیل ہے۔ ترجمہ سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔
 لم يتوضأء سے عدم وجوب کی طرف اشارہ فرمایا اگرچہ غسل میت کے بعد توضی ادا کی اور
 افضل ہے۔ اور عدم نجاست پر تین حضرات کے اقوال سے استدلال کیا۔ جیسے امام بخاریؒ کی
 عادت ہے کہ جس مسئلہ کو بیان کریں تو اس پر دلائل کے انبار لگا دیتے ہیں۔ ان اقوال کا ترجمہ
 سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ أَنْ يُغْسَلَ وَثَرًا

ترجمہ۔ باب اس بارے میں غسل و تر (طاق) مرتبہ دینا مستحب ہے۔

حدیث نمبر ۱۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ دَخَلَ
 عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَغْسِلُ ابْنَتَهُ فَقَالَ
 اغْسِلْنَهَا ثَلَاثًا أَوْ خَمْسًا أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَاجْعَلْنِي فِي
 الْآخِرَةِ كَأَفْزَرًا فَإِذَا فَرَعْتُنِي فَأَذِثْنِي فَلَمَّا فَرَعْنَا أَذْنَاءَ فَأَلْفَيْ
 إِلَيْنَا حَقْوَةً فَقَالَ اشْعُرْنَاهَا إِيَّاهُ فَقَالَ أَيُّوبُ وَحَدَّثَنِي حَفْصَةُ
 بِمِثْلِ حَدِيثِ مُحَمَّدٍ وَكَانَ فِي حَدِيثِ حَفْصَةَ اغْسِلْنَهَا وَثَرًا وَكَانَ
 فِيهِ ثَلَاثًا أَوْ خَمْسًا أَوْ سَبْعًا وَكَانَ فِيهِ أَنَّهُ قَالَ أَبْدَعُوا إِمِيًّا مِنْهَا
 وَمَوَاضِعَ الْوُضُوءِ مِنْهَا وَكَانَ فِيهِ أَنَّ أُمَّ عَطِيَّةَ قَالَتْ وَمَشْطَنَاهَا
 ثَلَاثَةَ قُرُونٍ۔

ترجمہ۔ حضرت ام عطیہؓ فرماتی ہیں۔ جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی
 کو غسل دے رہی تھیں تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے۔ اور
 فرمایا کہ اس کو تین مرتبہ یا پانچ مرتبہ یا اس سے زیادہ جتنی مرتبہ تم چاہو پانی اور بیری کے پتوں سے
 غسل دو۔ اور آخر میں کافور رکھو۔ جب فارغ ہو جاؤ تو مجھے اطلاع کرو۔ جب ہم فارغ ہو گئیں تو
 ہم نے اطلاع کی۔ آپؐ نے اپنی چادر ہماری طرف پھینکی اور فرمایا کہ اس کو بدن کے ساتھ شعا کے
 طور پر استعمال کرنا۔ ایوب فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت حفصہؓ نے بھی محمدؐ کی حدیث کی طرح حدیث
 بیان کی۔ البتہ اس میں یہ ہے کہ اس کو طاق مرتبہ غسل دو۔ اور اس میں ہے تین مرتبہ یا پانچ مرتبہ

یاسات مرتبہ۔ اور اس میں یہ بھی ہے کہ دائیں طرف سے اور وضو کی جگہوں سے ابتدا کرو۔ اور اس میں یہ بھی ہے کہ حضرت ام عطیہؓ نے فرمایا کہ ہم نے لنگھا دے کہ اس کے سر کے بالوں کو تین میٹھیوں میں تقسیم کر دیا۔

بَابُ يُبْدَأُ بِمَيَّاهِ مِنَ الْمَيِّتِ

ترجمہ۔ میت کے دائیں طرف کے اعضاء سے ابتدا کی جائے۔

حدیث نمبر ۱۱۷۶۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْإِمْنَانِيُّ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غُسْلِ ابْنَتِهِ إِبْدَأْ أَنْ بِيَا مِنْهَا وَمَوَاضِعَ الْوُضُوءِ مِنْهَا۔

ترجمہ۔ حضرت ام عطیہؓ فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی کے غسل دیتے وقت فرمایا کہ اس کے دائیں طرف اور اس کے وضو کی جگہوں سے ابتدا کرو۔

بَابُ مَوَاضِعِ الْوُضُوءِ مِنَ الْمَيِّتِ

ترجمہ۔ میت کے وضو کی جگہوں سے شروع کرنا۔

حدیث نمبر ۱۱۷۷۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى الْإِمْنَانِيُّ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ لَمَّا غُسِلْنَا بِنْتِ الْبَيْتِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَنَا وَذَحْنُ نَغْسِلُهَا إِبْدَاءً وَإِمْيَا مِنْهَا وَمَوَاضِعَ الْوُضُوءِ مِنْهَا۔

ترجمہ۔ حضرت ام عطیہؓ فرماتی ہیں کہ جب حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی کو غسل دینے کا ارادہ کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا۔ جب کہ ہم غسل دے رہی تھیں کہ اس کی دائیں طرف اور وضو کی جگہوں سے ابداء کرو۔

بَابُ هَلْ تَكْفَنُ الْمَرْأَةُ فِي إِذَا رِ الرَّجُلِ

ترجمہ۔ کیا عورت کو مرد کی چادر میں کفن دیا جاسکتا ہے۔

حدیث نمبر ۱۱۷۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ حَمَّادٍ الْإِمْنَانِيُّ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ تَوَقَّيْتُ ابْنَةَ الْبَيْتِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَنَا اغْسِلْنَاهَا

ثَلَاثًا أَوْ خَمْسًا أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ إِنْ رَأَيْتُمْ فَإِذَا فَرَغْتُمْ فَأَذِتْنِي فَلَمَّا فَرَغْنَا أَذِنَا لَهُ فَنَزَعَ مِنْ حَقْوِهِ إِنْ أَرَاهُ وَقَالَ أَشَعِرْتُمَا إِيَّاهُ - ترجمہ۔ حضرت ام عتیہؓ فرماتی ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی کی وفات ہوئی تو آپ نے ہمیں فرمایا کہ اس کو تین مرتبہ یا پانچ مرتبہ یا اس سے زیادہ جو تم مناسب غسل دو جب تم فارغ ہو جاؤ تو مجھے اطلاع کرو۔ چنانچہ جب ہم فارغ ہو گئیں تو ہم نے آپ کو اطلاع کی۔ تو آپ نے اپنی چادر باندھنے کی جگہ سے چادر کھینچی۔ فرمایا کہ اس کو اس کے بدن کے ساتھ پہناؤ۔

بَابُ يُجْعَلُ الْكَافُورُ فِي الْآخِرَةِ

ترجمہ۔ آخری مرتبہ کا فور رکھا جائے۔

حدیث نمبر ۱۱۷۹۔ حَدَّثَنَا حَامِدُ بْنُ عُمَرَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةٍ قَالَتْ تَوَفَّيْتُ إِحْدَى بَنَاتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اغْسِلْنِي ثَلَاثًا أَوْ خَمْسًا أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ إِنْ رَأَيْتُمْ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَاجْعَلْنِي فِي الْآخِرَةِ كَافُورًا أَوْ شَيْئًا مِنْ كَافُورٍ فَإِذَا فَرَغْتُمْ فَأَذِتْنِي قَالَتْ فَلَمَّا فَرَغْنَا أَذِنَا لَهُ فَأَلْقَى إِلَيْنَا حَقْوَهُ وَقَالَ أَشَعِرْتُمَا إِيَّاهُ وَعَنْ أَبِي ثَوْبٍ عَنْ حَفْصَةَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةٍ بَنَحْوِهِ وَقَالَتْ إِنَّهُ قَالَ اغْسِلْنِي ثَلَاثًا أَوْ خَمْسًا أَوْ سَبْعًا أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ إِنْ رَأَيْتُمْ قَالَتْ حَفْصَةُ قَالَتْ أُمُّ عَطِيَّةٍ وَجَعَلْنَا رَأْسَهَا ثَلَاثَةَ قُرُونٍ -

ترجمہ۔ حضرت ام عتیہؓ فرماتی ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیوں میں سے ایک کی وفات ہو گئی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلے اور فرمایا کہ اس کو تین مرتبہ یا پانچ مرتبہ یا سات مرتبہ یا اس سے زائد جو تم مناسب سمجھو غسل دو۔ حضرت حفصہؓ فرماتی ہیں کہ حضرت ام عتیہؓ نے فرمایا کہ ہم نے اس کے سر کے بالوں کو تین مینڈھیوں میں تقسیم کر دیا۔

تشریح از شیخ زکریا | یجعل الکفور فی الآخیرۃ | امام بخاریؒ پر اعتراض

کیا جاتا ہے۔ غسل اور کفن کے درمیان کا فور کا ذکر غیر مناسب ہے اگرچہ شراح نے کئی جواب دیئے ہیں۔ لیکن میرے نزدیک ابھی تک ابواب الکفن شروع نہیں ہوئے۔ بلکہ اس کی ابتدا تو باب کیف الا شعار بالمیت سے ہوگی۔ اس لئے تمام شراح نے باب نقض شعر المرأة میں کہا ہے کہ قبل الغسل تودہ بھی ابواب غسل میں سے ہوگا۔ باقی ائمہ اربعہ کے نزدیک کا فور کو غسل کے بعد استعمال کرنا متفق علیہ ہے۔ اور اس کی کئی حکمتیں بیان کی گئی ہیں۔ جن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس کے بدن کو خشک کرنا۔ ٹھنڈک پہنچانا اور بدن کے جلدی فاسد ہونے سے روکنا ہے۔

بَابُ نَقْضِ شَعْرِ الْمَرْأَةِ

وَقَالَ ابْنُ سِيرِينَ لَا بَأْسَ أَنْ يُنْقَضَ شَعْرُ الْمَرْأَةِ۔

ترجمہ۔ عورت کے بالوں کو کھولنا۔ ابن سیرین فرماتے ہیں اگر عورت کے بالوں کو کھول جائے تو کوئی حرج نہیں۔

حدیث نمبر ۱۱۸۰۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ قَالَ حَدَّثَنَا أُمُّ عَطِيَّةُ أُمُّ سَمْنٍ جَعَلَنَ رَأْسَ بِنْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةَ قُرُونٍ كَفَضَهُ ثُمَّ غَسَلْنَاهُ ثُمَّ جَعَلْنَاهُ ثَلَاثَةَ قُرُونٍ۔

ترجمہ۔ حضرت حفصہ بنت سیرین فرماتی ہیں کہ ہمیں ام عطیہ نے حدیث بیان کی کہ انہوں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی کے سر کے بالوں کو کھول کر تین مینڈھیوں میں کر دیا۔ پھر انہوں نے اس کو دھویا پھر تین حصہ کر کے سینہ پر ڈال دیئے۔

تشریح از شیخ گنگوہی | اس باب سے امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ مردہ عورت کے بالوں کو کھولنا اور اسے مینڈھیوں بنا کر چھوڑنا جائز ہے۔ اور اس کھولنے کا فائدہ یہ ہے کہ پانی بشرہ تک پہنچ جائے اور بال میل کچیل سے بھی پاک ہو جائیں۔

تشریح از شیخ زکریا | شیخ گنگوہی نے جواز نقض کو ابن سیرین کے قول لا بأس بہ سے مستنبط کیا۔ اور حضرت ام عطیہ کی حدیث کے الفاظ نقضہ سے نکالا۔ حالانکہ یہ ان کا فعل ہے۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا امر نہیں ہے۔ بہر حال یہاں دو مسئلے ہیں۔ ایک تو غسل کے وقت عورت مردہ کے بال کھولنا اس کو امام بخاری نے اس باب میں ذکر فرمایا باقی نگلھا کرنا

اور مینڈھیاں بنانا۔ ہمارے نزدیک اس کی ضرورت نہیں ہے۔
 دوسرا مسئلہ تمشیط اور تفضیر اس کو اگلے باب میں **ہلک** سے بیان کیا ہے۔ جو واضح اختلاف
 کی طرف اشارہ ہے۔ امام اوزاعیؒ اور حنفیہؒ فرماتے ہیں۔ **يُسَلِّعُ شَعْرَ الْمَرْأَةِ خَلْفَهَا** کہ عورت
 کے بال اس کے پیچھے چھوڑ دیئے جائیں۔ امام بخاریؒ اور امام شافعیؒ تین مینڈھیاں بنا کر پیچھے
 ڈالنے کو مستحب کہتے ہیں۔ ہم کہتے ہیں۔ پیچھے ڈالنا زینت کے لئے ہوتا ہے۔ میت کو اس کی ضرورت
 نہیں ہے۔ اس لئے دو مینڈھیاں بنا کر سینے پر قمیض پر اوپر ڈالے جائیں۔

بَابُ كَيْفَ الْأَشْعَارِ لِلْمَيِّتِ

ترجمہ۔ میت کو اشعار کیسے کیا جائے۔

وَقَالَ الْحَسَنُ الْحِرَقَةُ الْخَامِسَةُ تَشْدُّهُمَا النَّحْذِينَ وَالْوَرَكَيْنِ
 تَحْتَ الدَّرْعِ

ترجمہ۔ حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ اشعار سے وہ پانچویں پٹی مراد ہے جس سے عورت
 کی رانیں اور اس کے سر پر قمیض کے نیچے باندھے جائیں۔

حدیث نمبر ۱۱۸۱۔ **حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ أَنَّ أُمَّ عَطِيَّةَ امْرَأَةً مِنْ
 الْأَنْصَارِ مِنَ اللَّاتِي بَايَعَنَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدِمَتِ الْبَصْرَةَ
 تَبَادُرًا بَيْنَهُمَا فَلَمْ تَذَرِكُهُ فَحَدَّثَتْنَا قَالَتْ دَخَلَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَفْسِلُ ابْنَتَهُ فَقَالَ اغْسِلْنَهَا ثَلَاثًا أَوْ
 خَمْسًا أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ إِنْ تَرَأَيْتُنَّ ذَلِكَ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَاجْعَلْنَ فِي
 الْآخِرَةِ كَافُورًا فَإِذَا فَرَعْتُنَّ فَأَذِئْنِي قَالَتْ فَلَمَّا فَرَعْنَا أَلْقَى إِلَيْنَا
 حَقْوَةً فَقَالَ اشْعِرْنَاهَا آيَاهُ وَلَهُ تَرْدٌ عَلَى ذَلِكَ وَلَا أَدْرِي أَيُّ بَنَاتِهِ
 وَزَعَمَ أَنَّ الْأَشْعَارَ الْفُفْمَ فِيهِ وَكَذَلِكَ كَانَ ابْنُ سِيرِينَ يَأْمُرُ بِالْمَرْأَةِ
 أَنْ تُشْعَرَ وَلَا تُؤَزَّرَ۔**

ترجمہ۔ حضرت ابن سیرینؒ فرماتے ہیں کہ حضرت ام عطیہؓ جو انصار کی ایک عورت تھی۔ جو
 ان عورتوں میں سے تھی جنہوں نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی۔ وہ بصرہ میں اپنے

بیٹے سے جلد ہی ملنا چاہتی تھی۔ پس اس کو نہ پاسکی ریا تو وہ مرگیا یا کسی دوسری جگہ چلا گیا) ہمہ حال اس نے ہمیں حدیث بیان کی کہ جب ہم آپ کی صاحبزادی کو غسل دے رہی تھیں تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ فرمایا کہ اس کو تین مرتبہ یا پانچ مرتبہ یا اس سے زائد۔ اگر تم مناسب سمجھو تو پانی اور بیری کے پتوں سے اسے غسل دو۔ اور آخر میں کافور رکھو۔ پس جب تم فارغ ہو جاؤ تو مجھے اطلاع کرو۔ وہ فرماتی ہیں کہ جب ہم غسل سے فارغ ہو گئیں تو آپ نے ان کی طرف اپنی چادر پھینکی۔ فرمایا اس کو شعار بنا لو۔ اس پر حضرت اُمّ عطیہؓ نے کوئی زیادتی نہ فرمائی۔ اور میں نہیں جانتا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کون سی بیٹی تھی۔ ایوب کہتے ہیں کہ اشعار یہ ہے کہ اسے چادر میں لپیٹ لیں۔ ابن سیرین عورت کے لئے اشعار کا اسی طرح حکم دیتے تھے۔ چادر نہیں بناتے تھے۔

تشریح از قاسمی | علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ آخر حدیث میں اشعار کی جو تفسیر کی گئی ہے وہ الفاف ہے۔ یعنی فحذین اور ورکین کو چھپایا جائے تو یہ لفافہ ہوا۔ اس سے حدیث ترجمہ الباب سے مطابق ہو جائے گی۔ اسی معنی کی طرف اشارہ کرنے کے لئے امام بخاریؒ نے باب کیف الاشعار باندھلے۔ ورنہ کئی احادیث میں اشعار کا ذکر آپکا ہے۔ اس معنی پر تنبیہ کے لئے باب باندھا۔ اور اسی سے حدیث ترجمہ الباب سے مطابق ہوگی۔ کہ اشعار کے معنی الفاف کے ہوئے۔

بَابُ هَلْ يُجْعَلُ شَعْرُ الْمَرْأَةِ ثَلَاثَةَ قُرُونٍ

ترجمہ۔ کیا عورت مردہ کے بال تین مینڈھیاں بنانے کی اجازت ہے۔
حدیث نمبر ۱۱۸۲۔ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ الْإِمَامِ عَطِيَّةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ ضَفَرْنَا شَعْرَ بَيْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَعَنِي ثَلَاثَةَ قُرُونٍ قَالَتْ وَكَيْفَ عَنْ سَفِيَّانَ نَاصِيَتَهُمَا وَقَرْنَيْهَا۔

ترجمہ۔ حضرت اُمّ عطیہؓ فرماتی ہیں کہ ہم جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی کے بالوں کی مینڈھیاں بنائیں۔ وہ تین مینڈھیاں مراد لیتی ہیں۔ لیکن وکیع نے سفیان سے کہا۔ قرون کی بجائے ناصیتھا وقرینھا یعنی پیشانی اور اس کے دونوں جانب ڈال دی گئیں۔ بنت النبی مفسولہ کا نام زینب زوجہ ابی العاص اور اُمّ عطیہؓ کا نام لیبہ بنت کعب ہے۔

بَابُ يُلْقَى شَعْرُ الْمَرْأَةِ خَلْفَهَا ثَلَاثَةَ قُرُونٍ

ترجمہ: عورت مردہ کے بال تین مینڈھیاں بنا کر اس کے پیچھے ڈالے جائیں۔
حدیث نمبر ۱۱۸۳۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ تَوَقَّيْتُ

إِحْدَى بَنَاتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اغْسِلْنِي بِالسَّدْرِ
وَتَرَاثَلْنَا أَوْ خَسَا أَوْ كَلَمْنَا مِنْ ذَلِكَ إِنْ تَرَأَيْنَا ذَلِكَ وَاجْعَلْنِي فِي
الْآخِرَةِ كَأَفْوَرٍ أَوْ شَيْئًا مِنْ كَأَفْوَرٍ فَإِذَا فَرَعْنِي فَأَذِنْتَنِي فَلَمَّا
فَرَعْنَا أَذِنْنَا فَأَلْقَى إِلَيْنَا حَقْوَةً فَضَفَرْنَا شَعْرَهَا ثَلَاثَةَ قُرُونٍ
وَأَلْقَيْنَاهَا خَلْفَهَا۔

ترجمہ: حضرت ام عطیہ فرماتی ہیں کہ جناب بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیوں میں سے
ایک بیٹی کی وفات ہوئی تو جناب بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے۔ فرمایا
اس کو میری کے پتوں سے غسل دو۔ جب کہ وہ دتر ہو۔ یعنی تین مرتبہ یا پانچ مرتبہ یا اس سے زیادہ۔
اگر تم مناسب سمجھو۔ اور آخر میں کافور یا کچھ کھڑا کافور کا رکھ دو۔ پس جب تم غسل سے فارغ ہو جاؤ
تو مجھے اطلاع کرو۔ چنانچہ جب ہم فارغ ہوئیں تو آپ کو اطلاع دی۔ آپ نے اپنی چادر ہماری طرف
پھینکی۔ فرمایا اس کے بالوں کی تین مینڈھیاں بناؤ۔ اور ہم نے ان کو اس کے پیچھے ڈالا۔

بَابُ الثِّيَابِ الْبَيْضِ لِلْكُفْرِ

ترجمہ: کفن کے لئے سفید کپڑے ہونے چاہئیں۔

حدیث نمبر ۱۱۸۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِقَاتٍ عَنْ عَائِشَةَ

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَفَّنَ فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ
يَمَانِيَّةٍ بَيْضَ سَحُولِيَّةٍ مِنْ كُرْسُفٍ لَيْسَ فِيهَا قَيْصُ وَلَا عَمَامَةٌ۔

ترجمہ: حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین کپڑوں میں
کفنایا گیا۔ جو یمنی تھے سفید تھے۔ سحولہ بستی کے کیا س کے بنے ہوئے تھے۔ جن میں کوئی قیص اور
پگڑی نہ تھی۔

تشریح القاسمی | یہ حدیث اخاف کی حجت ہے کہ مرد کے لئے کفن سنتہ تین کپڑے ہیں۔

لیکن کتب احناف میں ہے کہ ازار قمیص اور لفافہ۔ تو یہ حدیث عدم قمیص پر دال ہے۔ احناف کا مستدل ابن ابی عدی کی روایت جو کامل میں ہے۔ کفن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی ثلاثۃ اثواب قمیص و ازار و لفافہ۔ اس میں عمامہ کا ذکر نہیں ہے۔ شوافع کے نزدیک تین لفائف ہیں۔ امام ترمذی فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کفن کے بارے میں روایات مختلف ہیں۔ کہ حدیث عائشہ صحیح الروایات ہے۔

بَابُ الْكَفَنِ فِي ثَوْبَيْنِ

ترجمہ۔ کفن کفایتہ دو کپڑے ہیں۔

حدیث نمبر ۱۱۸۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ وَقَفْتُ بِعَرَفَةَ إِذْ وَقَعَ عَنْ رَأْسِهِ فَوْقَصَتُهُ أَوْ قَالَ فَأَوْقَصَتُهُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اغْسِلُوهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَكَفِّنُوهُ فِي ثَوْبَيْنِ وَلَا تَحْتِطُّوهُ وَلَا تُخَمِّدُوا رَأْسَهُ فَإِنَّهُ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلَبِّيًّا۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ دریں اثنا ایک آدمی عرفات میں وقوف کئے ہوئے تھا۔ کہ اچانک اپنی اونٹنی سے نیچے گر پڑا۔ جس سے اس کی گردن ٹوٹ گئی۔ تو اونٹنی نے اس کی گردن توڑ دی۔ تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس کو پانی اور بیری سے غسل دو۔ اور اسے دو کپڑوں میں کفناؤ۔ نہ اسے خوشبو لگاؤ اور نہ ہی اس کا سر ڈھانکو۔ کیونکہ وہ قیامت کے دن تبلیہ کہتا ہوا اٹھے گا۔ گویا کہ اس پر اثر اصرام کا باقی رہنے دو۔

تشریح از قاسمی | اس ظاہر حدیث سے امام شافعی اور اہل ظواہر فرماتے ہیں کہ موت کے بعد بھی محرم کو حالت اصرام پر رکھا جائے۔ لیکن ائمہ ثلاثہ فرماتے ہیں کہ اس کے ساتھ دہی کیا جائے جو غیر محرم کے۔ اکتہ کیا جاتا ہے۔ کیونکہ یہ ایک عبادت تھی جو موت کے بعد ختم ہو گئی۔ باقی حدیث باب کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث کا حکم عام نہیں۔ بلکہ وہ شخص معین کے ساتھ خاص ہے۔ کیونکہ آپ نے فرمایا فإِنَّهُ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلَبِّيًّا نہیں فرمایا۔

بَابُ الْحُنُوطِ لِلْمَيِّتِ

ترجمہ میت کے لئے خوشبو استعمال کرنا

حدیث نمبر ۱۱۸۶۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ أَبِي عُبَايَةَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ وَقَفَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْرِفُهُ إِذْ وَقَعَ مِنْ تَاجِلَتِهِ فَأَقْصَعَتْهُ أَوْ قَالَ فَأَقْصَعَتْهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اغْسِلُوهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَكَفِّنُوهُ فِي ثَوْبَيْنِ وَلَا تَحْنِطُوهُ وَلَا تُخَيِّرُوا رَأْسَهُ فَإِنَّ اللَّهَ يَبْعَثُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلَبَّتًا۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ درس اثنا ایک آدمی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ عرفات میں وقوف کئے ہوئے تھا کہ اچانک اپنی ادٹنی سے گر پڑا۔ جس سے اس کی گردن ٹوٹ گئی۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس کو پانی اور بیری سے غسل دو۔ اور اسے دو کپڑوں میں کفناؤ۔ نہ ہی اسے خوشبو لگاؤ اور نہ ہی اس کا سر ڈھاٹکو۔ اس لئے اسے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تلبیہ کہتا ہوا اٹھائے گا۔ دقن کے معنی تو گردن توڑنے کے ہیں۔ لیکن رقصت یا رقصت جلدی قتل کر دینے کے ہیں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ | امام بخاریؒ نے بطریق مفہوم اس حدیث سے ترجمہ ثابت کیا

کہ جب محرم کے لئے کسی قسم کی خوشبو کی ممانعت ہے تو غیر محرم کے لئے جواز معلوم ہوا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ | حنوط ایک قسم کا عطر ہے۔ جو قسم و قسم کے خوشبوؤں سے

مکب ہوتا ہے۔ جو میت کے سر۔ داڑھی۔ اور باقی جسم پر رکھا جاتا ہے۔ جس میں زعفران اور درس نہ ہو۔ البتہ عورتوں کے لئے زعفران اور درس بھی جائز ہے۔ ائمہ ثلاثہؒ اس کے جواز کے قائل ہیں۔ حضرت حسن بصریؒ اور عطاء وغیرہ اس کی کراہت کے قائل ہیں۔ حضرت ابو حنیفہؒ اسے مستحب قرار دیتے ہیں۔ کما فی الدر المختار۔

شیخ گنگوہیؒ نے جو مطابقت ثابت کی ہے وہ واضح ہے۔ لائحہ طوہ کے بعد فرمایا فانیہ

یبعث طیباً جو اس پر دال ہے۔ ہنی کا سبب احرام ہے۔ جب احرام نہ ہو تو جواز ثابت ہے۔

بَابُ كَيْفَ يُكْفَتُ الْمُحْرَمُ

ترجمہ - احرام والے کو کیسے کفنا یا جائے۔

حدیث نمبر ۱۱۸۷ - حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ الْأَعْيَنِيُّ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَجُلًا وَقَصَّ بَعْدَهُ وَنَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اغْسِلُوهُ بِمَاءٍ وَاسِدِرْ وَكَفِّنُوهُ فِي ثَوْبَيْنِ وَلَا تَمْسُوهُ طَبِيبًا وَلَا تُخَمِّرُوا رَأْسَهُ فَإِنَّ اللَّهَ يَبْعَثُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلَبَّدًا۔

ترجمہ - حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ ایک آدمی کی اس کے اونٹ نے گردن توڑ دی جب کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ اور وہ احرام باندھے ہوا تھا۔ تو جناب بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے پانی اور بیری سے غسل دو۔ اور دو کپڑوں میں اسے کفناؤ۔ اور خوشبو اس کو قطعاً نہ لگاؤ۔ اور اس کا سر بھی نہ ڈھانکو کیونکہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے ملنے اٹھائے گا جس کے بالوں کو تھمن سے جمادیا گیا ہو۔

حدیث نمبر ۱۱۸۸ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَجُلٌ قَاقِفٌ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْرِفُهُ فَوَقَعَ عَنْ تَرَاهِلَتِهِ قَالَ أَيُّوبُ فَوَقَصَتْهُ وَقَالَ عُمَرُ فَأَقْعَصَتْهُ فَمَاتَ فَقَالَ اغْسِلُوهُ بِمَاءٍ وَاسِدِرْ وَكَفِّنُوهُ فِي ثَوْبَيْنِ وَلَا تَحْتِطُوهُ وَلَا تُخَمِّرُوا رَأْسَهُ فَإِنَّهُ يَبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ أَيُّوبُ يَلِكِي وَقَالَ عُمَرُ وَمُلَبَّدًا۔

ترجمہ - حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ ایک آدمی عرفات میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ وقوف کئے ہوئے تھا کہ وہ اپنی سواری سے گر گیا۔ ایوب راوی کہتا ہے کہ اس نے اس کی گردن توڑ دی۔ عمرؓ راوی کہتا ہے کہ اس نے اسے جلدی قتل کر دیا جس سے وہ مر گیا۔ جس پر آپؐ نے فرمایا کہ اس کو پانی اور بیری سے غسل دو۔ دو کپڑوں میں کفناؤ۔ اور کوئی خوشبو اس کے نہ لگاؤ۔ اور نہ ہی اس کا سر ڈھانکو کیونکہ وہ قیامت کے دن تبلیہہ کہتا ہوا اٹھے گا۔

بَابُ الْكَفَنِ فِي الْقَيْصِ الَّذِي يُكْفَى وَلَا يُكْفَى وَمَنْ كَفَّنَ بِغَيْرِ قَيْصٍ

ترجمہ۔ مردہ کو اس قیص میں کفنا تا جس کے کنارے سے ہوتے ہوں یا نہ سے ہوتے ہوں۔ اور اس شخص کے بارے میں جس کو بغیر قیص کے کفنا یا جائے۔

حدیث نمبر ۱۱۸۹۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي لَاحُوٍّ جَاءَ أَبْنَهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَعْطِنِي قَيْصَكَ أَكْفِنُهُ فِيهِ وَصَلِّ عَلَيْهِ وَاسْتَغْفِرْ لَهُ فَأَعْطَاهُ قَيْصَهُ فَقَالَ إِذْنِي أَصَلِّ عَلَيْهِ فَأَذَنَهُ فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يُصَلِّيَ عَلَيْهِ جَذَبَهُ عُمَرُ فَقَالَ أَلَيْسَ اللَّهُ نَهَاكَ أَنْ تُصَلِّيَ عَلَى الْمُنَافِقِينَ فَقَالَ أَنَا بَيْنَ خِلَتَيْنِ قَالَ اسْتَغْفِرْ لَهُمْ إِنْ تَسْتَغْفِرُ لَهُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً فَلَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ فَصَلَّى عَلَيْهِ فَانْزَلَتْ وَلَا تُصَلِّ عَلَى أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَى قَبْرِ ۝

ترجمہ۔ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ عبد اللہ بن ابی منافق جب اس کی وفات ہوئی تو ان کا بیٹا حضرت عبد اللہ بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف تشریف لائے۔ فرمایا مجھے اپنی قیص عطا فرمائیے۔ تاکہ اس میں میں اپنے باپ کو کفناؤں۔ اور آپ ان کی نماز جنازہ پڑھیں اور اس کے لئے مغفرت بھی طلب کریں۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قیص اس کو دے دی۔ اور فرمایا جب جنازہ تیار ہو جائے تو مجھے اطلاع دینا۔ میں نماز جنازہ پڑھ دوں گا۔ پس اس نے آپ کو اطلاع کر دی۔ جب آپ نے اس پر نماز جنازہ پڑھنے کا ارادہ کیا تو حضرت عمرؓ نے آپ کو کھینچتے ہوئے فرمایا۔ کیا آپ کو اللہ تعالیٰ نے منافقین کی نماز جنازہ پڑھنے سے منع نہیں فرمایا؟ فرمایا مجھے دونوں کا اختیار ہے۔ فرمایا آپ ان کے لئے استغفار کریں یا نہ کریں۔ اگر ستر مرتبہ بھی استغفار کریں تو اللہ تعالیٰ ہرگز ان کی بخشش نہیں کریں گے۔ چنانچہ آپ نے اس کی نماز جنازہ پڑھ دی۔ تو آیت نازل ہوئی کہ کہ آپ ان منافقین میں سے جب بھی کوئی مر جائے تو آپ کبھی ان کا جنازہ نہ پڑھیں اور نہ ہی

اس کی قبر پر جا کر دعا کریں۔

تشریح از شیخ گنگوہی

شاید امام بخاریؒ کی مراد یہ ہے کہ قیص مکفوف اور

غیر مکفوف دونوں جائز ہیں۔ اور حدیث سے اس کو اس طرح ثابت کیا ہے کہ حدیث میں مطلق قیص کا ذکر ہے مقید نہیں ہے۔ تو تکفین دو فردوں میں سے جس کسی میں ہو جائے تو جائز ہے۔ یا یہ کہا جائے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قیص دو حال سے خالی نہیں یا مکفوف ہوگی یا نہیں۔ بہر حال دوسرے میں حکم قیاس سے ثابت ہوگا۔

تشریح از شیخ زکریا

میرے نزدیک امام بخاریؒ نے اَسْتَغْفِرُ لَہُمْ اَذْلا

تَسْتَغْفِرُ لَہُمْ کا لحاظ کرتے ہوئے یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ آپؐ کا قیص عطا کرنا خواہ اس کو عذاب سے روکے یا نہ روکے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی قوم کی تالیف کے لئے قیص عطا فرمائی۔ چنانچہ آپؐ کے حسن سلوک کو دیکھ کر اس کی قوم کے ایک ہزار آدمی مسلمان ہو گئے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آثار صالحین سے تبرک حاصل کرنا جائز ہے۔ خواہ وہ تبرک مردہ کے لئے اثر انداز ہو یا نہ ہو۔ بہر حال متبادر امام بخاریؒ کی غرض باب سے یہ معلوم ہوتی ہے تکفین فی القیص ممنوع نہیں ہے۔ خواہ اس کے کنارے سے ہوئے ہوں یا نہ سے ہوں۔ ابن بطلان نے کیفی اولایکفی مراد لیا ہے۔ شراح میں سے کسی نے بھی ترجمہ کی مطابقت کی طرف توجہ نہیں فرمائی۔ حضرت شیخ گنگوہیؒ نے دو توجیہ فرما کر مطابقت ثابت کر دی ہے۔ اور شاہ ولی اللہؒ بھی یہی فرماتے ہیں کہ امام بخاریؒ کی غرض ترجمہ سے یہی ہے کہ جواز تکفین بکلیہ ثابت کیا جائے۔

حدیث نمبر ۱۱۹۰ - حَدَّثَنَا حَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ عُمَرَ وَسَمِعَ جَابِرًا قَالَ آتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدُ اللَّهِ ابْنُ أَبِي بَعْدَمَا دُفِنَ فَأَخْرَجَهُ فَتَفَتَّ فِيهِ مِنْ رِيقِهِ وَالْبَسَهُ قِيَصَهُ -

ترجمہ۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عبد اللہ بن ابی کے پاس اس کے دفن ہونے کے بعد تشریف لائے۔ پس اس کو قبر سے نکالا اور اپنی تھوک اس کے منہ میں ڈالی۔ اور اپنی قیص بھی پہنائی۔

تشریح از شیخ گنگوہی | **البسہ فیہ** اس سے ترجمہ کا جزر ثالث کو ثابت فرمایا کہ کفن بغیر قمیص کے بھی جائز ہے۔ لیکن اس پر اشکال ہے کہ یہ تو روایت متقدمہ کے منافی ہے۔ اور واقع کے بھی خلاف ہے۔ کیونکہ اس کی تکفین دفن سے پہلے ہوتی ہے۔ بعد میں نہیں ہوتی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ **البسہ** کا عطف **آتی** پر ہے۔ نفث پر نہیں ہے۔ یا دوسرا جواب یہ ہے کہ اس کو ماضی کے معنی پر محمول کیا جائے۔ یعنی **کانت** **البسہ** اس بنا پر مؤلف کا استدلال تکفین بغیر قمیص پر صحیح نہیں ہوگا۔ البتہ اگر یوں کہا جائے کہ ان کا استدلال محض لفظ پر مبنی ہے۔ اگرچہ مقصودی معنی مراد نہیں ہیں۔ وہ بایں طور ہوگا۔ کہ راوی اس حدیث کو اسی ارادہ سے لایا کہ اس کے نزدیک کفن بغیر قمیص جائز تھا۔ یا یہ کہ امام بخاری نے اس بارے میں اس باب سے مدد لی ہے۔ جو اس کے بعد وارد ہے۔

تشریح از شیخ زکریا | **عبد اللہ بن ابی رئیس** المنافقین تھا۔ بایں ہمہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قمیص اس کو پہنائی۔ اس کی کئی وجوہ ذکر کی گئی ہیں۔ ایک یہ ہے کہ ان کا بیٹا حضرت عبد اللہ مخلص مسلمان تھا۔ اس کے اکرام و اعزاز کے لئے ایسا کیا۔ دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ آپ سے جب بھی کسی چیز کا سوال کیا گیا آپ نے کبھی لا نہیں فرمایا۔ تیسری وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ آپ نے رئیس المنافقین کی قوم کی تالیف قلب کے لئے ایسا کیا۔ کیونکہ آپ کو معلوم تھا کہ میرے یہ تبرکات اس کو اللہ تعالیٰ کی گرفت سے نہیں بچا سکتے۔ ممکن ہے۔ میرے اس سلوک سے اس کی قوم متاثر ہو کر اسلام لے آئے۔ چنانچہ روایت ہے کہ آپ کے اس حسن سلوک سے متاثر ہو کر ایک ہزار فرجی مسلمان ہو گئے۔ اور اکثر حضرات یہ فرماتے ہیں کہ چونکہ ابن ابی نے بدر کی لڑائی کے موقع پر آپ کے چچا حضرت عباسؓ کو جو طویل القامت تھے۔ جس کو اور کسی کی قمیص اس نہیں آتی تھی۔ سوائے عبد اللہ بن ابی کی قمیص کے۔ لہذا آپ نے اس کا بدلہ لایا۔ بہر حال اور حکمتیں بھی بیان کی جاتی ہیں۔ جن میں کوئی منافات نہیں۔ شیخ داصقہ مختلف اسباب ہو سکتے ہیں۔

قد کان **البسہ**۔ شیخ گنگوہی کی اس توجیہ کو مولانا حسین علی بخاری کی تقریر سے لیا گیا ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ **البسہ** اخراج پر مرتب نہیں بلکہ ایک ایسے حال کا بیان ہے جو

پہلے واقع ہو چکا۔ چونکہ امام بخاریؒ نے حضرت جابرؓ کے قول سے یہی سمجھا کہ اباس اخراج پر مرتب ہے۔ اس لئے اسی فہم کے مطابق انہوں نے باب باندھا جس کفن بغیر قیص۔

الحاصل امام بخاریؒ کا ترجمہ توحید عائشہؓ سے واضح ہے۔ رہ گیا مسئلہ قیص فی الکفن یہ اختلافی ہے تکفین کے بارے میں مذاہب کی تفصیل یہ ہے۔ امام شافعیؒ کے نزدیک کفن تین لفافے ہے۔ امام احمدؒ کے نزدیک دو چادریں۔ احناف کے نزدیک دو چادریں اور ایک قیص ہے۔ مگر وہ قیص جو سلی ہوئی نہ ہو۔ امام مالکؒ کے نزدیک کفن مندوب پانچ کپڑے ہیں۔ تین لفافے۔ قیص اور عمامہ۔

اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ اے شیخ المشائخ حضرت دہلویؒ نے اپنے تراجم میں یہ اشکال نقل کیا ہے کہ جب لَوْ يَغْفِرُ اللَّهُ لَكُمْ کا امر منع استغفار میں صریح ہے تو پھر آپؐ انابین خیرین کیسے فرما رہے ہیں۔ حالانکہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بہتر معافی قرآن کو جلنے والا اور کون ہو سکتا ہے۔ میرے نزدیک اس اشکال کے حل کی بہتر توجیہ یہ ہے کہ اس کو تلقی الخطاب المتکلم بغیر ما ارادہ دعا کے قبول ہونے کی امید پر آپؐ نے ایسا کیا۔

بَابُ الْكَفْنِ بِغَيْرِ قَيْصٍ

ترجمہ۔ بغیر قیص کے کفن ناما۔

حدیث نمبر ۱۱۹۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ اَعْنِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كُفِنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ سَحُولٍ كَرُسُفٍ لَيْسَ فِيهَا قَيْصٌ وَلَا عِمَامَةٌ

ترجمہ۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سحولیہ بتی کے سوئی تین کپڑوں میں کفنایا گیا۔ جن میں نہ قیص تھی اور نہ ہی بگڑھی تھی۔

حدیث نمبر ۱۱۹۲۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ اَعْنِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُفِنَ فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ لَيْسَ فِيهَا قَيْصٌ وَلَا عِمَامَةٌ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ ابْنُ أَبِي نَعِيمٍ لَا يَقُولُ ثَلَاثَةً وَابْنُ أَبِي نَعِيمٍ عَنْ سُهَيْبٍ يَقُولُ ثَلَاثَةً۔

ترجمہ - حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین کپڑوں میں کفنایا گیا۔ جن میں نہ قمیص تھی اور نہ ہی پگڑی تھی۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ ابو نعیم نے تو اپنی روایت میں ثلثہ کا ذکر نہیں۔ عبد اللہ بن الولید نے سفیان سے روایت کرتے ہوئے ثلثہ کا ذکر کیا ہے۔

بَابُ الْكَفْنِ بِإِعْمَامَةٍ

ترجمہ - بغیر پگڑی کے کفن کے بیان ہے۔

حدیث نمبر ۱۱۹۳ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُفِّنَ فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ بِيَضٍ سَحُولِيَّةٍ لَيْسَ فِيهَا قِمِصٌ وَلَا عِمَامَةٌ۔

ترجمہ - حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین کپڑوں سفید سحولیہ کے بنے ہوئے میں کفنایا گیا۔ جن میں نہ قمیص تھی اور نہ ہی پگڑی تھی۔

بَابُ الْكَفْنِ مِنْ جَمِيعِ الْمَالِ

قَبِيلُهُ قَالَ عَطَاءٌ وَالدَّهْرِيُّ وَعَمْرُو بْنُ دِينَارٍ وَقَتَادَةُ وَقَالَ عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ الْخُفُوطُ مِنْ جَمِيعِ الْمَالِ وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ يُبْدَأُ بِالْكَفْنِ ثُمَّ بِالَّذِينَ تَقْبَلُ الْوَصِيَّةُ وَقَالَ سُفْيَانُ أَجْرُ الْقَبْرِ وَالْفَسْلِ هُوَ مِنَ الْكَفْنِ۔

ترجمہ - کفن تمام مال میں سے بنایا جائے گا۔ یہی قول حضرت عطاء اور امام ذہریؒ عمرو بن دینار اور قتادہ رحمہم اللہ کا ہے۔ عمرو بن دینار فرماتے ہیں۔ خوشبو بھی جمیع مال میں سے خریدی جائے گی۔ اور حضرت ابراہیم نخعیؒ فرماتے ہیں کہ میت کے ترکہ میں سے سب سے پہلے کفن خریدا جائے گا۔ پھر قرضہ ادا کیا جائے گا۔ بعد ازاں وصیت پر عمل کیا جائے گا۔ اور حضرت سفیانؒ فرما رہے ہیں۔ قبر کھودنے کی اجرت۔ غسل دلانے کی اجرت بھی کفن میں داخل ہے۔ جو جمیع مال سے ادا کی جائے گی۔ حدیث نمبر ۱۱۹۴ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَكِّيُّ عَنْ سَعْدِ بْنِ

إِيَّاهُ قَالَ أُنِيَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ يَوْمًا بِطَعَامٍ فَقَالَ قُتِلَ مُصْعَبُ بْنُ
عُمَيْرٍ وَكَانَ خَيْرًا مِنِّي فَلَمْ يُوجَدْ لَهُ مَا يَكْفُنُ فِيهِ إِلَّا بُرْدَةٌ وَقُتِلَ
حَمْزَةُ أَوْ رَجُلٌ آخَرُ خَيْرٌ مِنِّي فَلَمْ يُوجَدْ لَهُ مَا يَكْفُنُ فِيهِ إِلَّا
بُرْدَةٌ لَقَدْ خَشِيتُ أَنْ يَكُونَ قَدْ عَجَلْتُ لَنَا طَيِّبًا لَنَا فِي حَيَاتِنَا
الدُّنْيَا ثُمَّ جَعَلَ يَبْكِي -

ترجمہ۔ حضرت سعد اپنے باپ ابراہیم بن عبد الرحمن سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبد الرحمن
بن عوفؓ کے پاس ایک دن کھانا لایا گیا۔ تو فرمانے لگے کہ حضرت مصعب بن عمیرؓ جو میرے سے بہتر
تھے قتل کئے گئے۔ ان کے لئے اتنا کپڑا نہ ملا جس سے ان کو کفنایا جاتا۔ مگر ایک چھوٹی سی چادر تھی۔
اس طرح حمزہؓ یا کوئی دوسرا آدمی جو میرے سے بہتر تھا قتل کیا گیا۔ تو ان کے لئے بھی اتنا کپڑا نہ ملا جس
سے ان کو کفنایا جاتا۔ البتہ ایک چھوٹی سی چادر تھی۔ مجھے خطرہ تھا کہ کہیں ہماری آخرت کی پاکیزہ چیزیں
دنیا کی زندگی میں جلدی نہ دے دی جائیں۔ پھر رونے لگے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ | **احمر القبر والغسل** ان دو چیزوں کو اس لئے ذکر کیا
گیا۔ تاکہ بتلایا جائے کہ یہ جو امام بخاریؒ نے **الکفن من جميع المال** فرمایا ہے۔ اس کفن
میں صرف کپڑا ہی شامل نہیں ہے۔ بلکہ اس سے وہ جمیع اشیاء مراد ہیں۔ جن کی کفنلے میں ضرورت
ہے۔ مثلاً نہلانے والے کی اجرت ہے۔ کھودنے والے کی اجرت۔ زمین کی قیمت۔ خوشبو وغیرہ۔
سب چیزیں داخل ہیں۔

فلم یوجده لهؑ اس سے بتلایا یہ ہے کہ ان حضرات کا جمیع ترکہ ایک چادر تھی۔ جس میں
سے کچھ نہیں لیا گیا۔ نیز اجملہ ماسوا پر تکفین کو مقدم کیا گیا۔ پھر روایت اس پر بھی دلالت کرتی ہے۔
کہ کفن فرض وہ ہے جس سے سترنگی پر وہ پوشی حاصل ہو۔ اگرچہ وہ ایک ایسا کپڑا ہی کیوں نہ ہو۔
جو سر سے قدم تک کفایت نہ کرتا ہو۔

تشریح از شیخ زکریاؒ | **الکفن من جميع المال** امام بخاریؒ نے یہ ترجمہ
باندھ کر خلاص بن عمرو کے قول کا رد فرمایا۔ جو کہتے ہیں کہ کفن ثلث مال سے تیار کیا جائے۔
سعید بن مسیبؓ اور طاؤسؓ کا بھی یہی قول بتایا جاتا ہے۔ لیکن جہور ائمہ فرماتے ہیں کہ کفن جمیع مال

سے ہو۔ سب پر مقدم کیا جائے۔ البتہ امام شافعیؒ فرماتے ہیں۔ زکوٰۃ اور دیگر وہ حقوق جو عین مال سے متعلق ہیں۔ ان کو کفن سے پہلے ادا کیا جائے۔ لیکن امام بخاریؒ ابراہیم نخعیؒ کا قول نقل کر کے اس کا بھی رد فرما رہے ہیں۔ کہ ابتدا کفن سے کی جائے گی۔ کیونکہ حدیث حمزہ اور مصعبؓ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں پوچھا تھا۔ کہ کیا ان پر کوئی قرضہ ہے۔ اور سکوت شارع موضع ضرورت میں دلیل بیان ہے۔ اگر عبد جانی اور مرہون سے اعتراف کیا جائے تو کہا جائے گا وہ تو ترک نہیں ہیں۔ ترکہ تو وہ ہے جس کو میت تعلق حتیٰ الیفر سے صافی کر کے چھوڑ مرے۔

اجرة الخافر وغیرہ۔ ابن عابدین نے بحث منیٰ یجب علیہ تکفین منیٰ لا مال لہ میں ذکر کیا ہے کہ اپنی بیوی کی تجہیز و تکفین بھی واجب ہے۔ تجہیز میں کفن سنتہ۔ اجرت غسل۔ حنوط۔ حمل و دفن سب کو شمار کیا ہے۔ لیکن وہ چیزیں جو ہمارے زمانہ میں جہاں نے داخل کر دی ہیں۔ تیجہ و الیسواں حفاظ اور قرار کا کھانا کھلانا۔ ان کے پڑھنے کی اجرت۔ یہ سب بدعات ہیں۔ وارث بالغین مال کے ضامن ہوں گے۔

دلالة علی الترتیب ظاہرۃ۔ کیونکہ ان کا جمیع مال یہی چادر ہوتی۔ جس سے ان کو کفنا یا گیا۔ قرضہ اور وصیت نہیں پوچھی گئی۔

لم یؤخذ من البردۃ شیء ایک للورثۃ۔ بلکہ ان کو اسی ایک ہی چادر میں کفنا یا گیا۔

ما یحصل بہ الستر۔ اس سے علامہ عینیؒ فرماتے ہیں۔ کہ اگر کپڑا اتنا ہو کہ جو صرف سر کو چھپا سکتا یا صرف قدم کو چھپا سکتا ہے تو ہر حال ستر عورت ضروری ہے۔ قدم پر اذخر ڈالی گئی۔ اور سر کو اس کی شرافت کی وجہ سے ڈھا کھنا افضل ہے۔ درمختار میں ہے۔ کفن الضرورة ما یوجد و اقلہ ما یعم البدن وعند الشافعی ما یستر العورة یعنی ضروری کفن تو وہ ہے جو مل جائے۔ قلیل اقل یہ ہے جو بدن کو چھپالے۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں جو تنگ کو چھپالے۔ لیکن حضرت مصعبؓ اور حمزہؓ کی حدیث دال ہے کہ محض ستر عورت کافی نہیں ہے۔ بلکہ الواجب ثوبٌ یستر جمیع البدن۔ اتنا کپڑا واجب ہے جو تمام بدن کو چھپالے۔

بَابُ إِذَا الْمُرِيُوجَدُ إِلَّا ثَوْبٌ وَاحِدٌ

ترجمہ۔ جب ایک کپڑے کے سوا کچھ نہ ملے تو کیا کیا جائے۔

حدیث نمبر ۱۱۹۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ ^۱ عَنْ إِبْرَاهِيمَ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ أَتَى بِطَعَامٍ وَكَانَ صَائِمًا فَقَالَ قُتِلَ مُصْعَبُ بْنُ عَمِيرٍ وَهُوَ خَيْرُ مَنِّي كُفْنٌ فِي بُرْدَةٍ إِنْ غُطِّيَ رَأْسُهُ بَدَتْ رِجْلَاهُ وَإِنْ غُطِّيَ رِجْلَاهُ بَدَتْ رَأْسُهُ وَأَمْرَاهُ قَالَ وَقُتِلَ حَنْزَلَةُ وَهُوَ خَيْرُ مَنِّي ثَقْبُ سِطِّ لَنَا مِنَ الدُّنْيَا مَا بَسِطَ أَوْ قَالَ أُعْطِينَا مِنَ الدُّنْيَا مَا أُعْطِينَا وَقَدْ خَشِينَا أَنْ تَكُونَ حَسَنًا ثَنَانًا عَجَلَتْ لَنَا ثَقْبًا جَعَلَ يَبْكِي حَتَّى تَرَكَ الطَّعَامَ۔

ترجمہ۔ حضرت ابراہیم سے مروی ہے۔ کہ حضرت عبد الرحمن بن عوفؓ کے پاس کھانا لایا گیا۔ جب کہ وہ روزہ دار تھے۔ فرمایا حضرت مصعب بن عمیرؓ شہید ہوئے۔ وہ میرے سے بہتر تھے۔ ان کو ایک ایسی چادر میں کفنایا گیا کہ اگر سر کو ڈھانکا جاتا تو پاؤں کھل جاتے تھے اگر پاؤں چھپائے جاتے تو سر ظاہر ہو جاتا تھا۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ حضرت حنظلہؓ شہید ہوئے جو میرے سے بہتر تھے۔ پھر ہمارے لئے دنیا خوب پھیلا دی گئی۔ یا ہمیں دنیا میں سے وہ کچھ دیا گیا کہ ہمیں خطرہ ہے کہ کہیں ہماری نیکیوں کا بدلہ جلدی نہ دے دیا جائے۔ پھر رونا شروع کر دیا یہاں تک کہ کھانا چھوڑ دیا۔

بَابُ إِذَا الْمُرِيُوجَدُ كَفْنًا إِلَّا مَا يُوَارِي رَأْسَهُ أَوْ قَدْ مِيعَ غُطِّيَ بِهِ رَأْسُهُ

ترجمہ۔ جب کہ کفن کے لئے اتنا کپڑا نہ ملے جو سر کو یا دونوں قدموں کو چھپالیتا

ہے۔ تو اس سے سر کو چھپایا جائے (ڈھکا جائے)۔

حدیث نمبر ۱۱۹۶۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ ^۱ حَدَّثَنَا خُبَّابٌ ^۲ قَالَ هَاجَرْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَلْتَمِسُ وَجْهَ اللَّهِ فَوَقَعَ أَجْرُنَا

عَلَى اللَّهِ فِتْنًا مَن مَاتَ وَلَمْ يَأْكُلْ مِنْ أَجْرِ شَيْءٍ مِّنْهُمْ مُّصْعَبُ بْنُ
عُمَيْرٍ وَمِنَّا مَن آيُنَعَتْ لَهُ ثَمَرَتُهُ فَهُوَ يَمْدِيهَا قَتِيلَ يَوْمٍ أُحِدٍ
فَلَمْ نَجِدْ مَا نَكْفِيهِ بِهِ إِلَّا بُرْدَةً إِذَا غَطَّيْنَا بِهَا رَأْسَهُ خَرَجَتْ
رِجْلَاهُ وَإِذَا غَطَّيْنَا رِجْلَيْهِ خَرَجَ رَأْسُهُ فَأَمَرَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نُنْظِيَ رَأْسَهُ وَأَنْ نَجْعَلَ عَلَى رِجْلَيْهِ مِنَ الْأَذْخِرِ -
ترجمہ۔ ہمیں جنابؐ نے حدیث بیان کی۔ کہ ہم نے جناب بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
کے ساتھ ہجرت کی۔ جس سے ہم صرف رضائے الہی چاہتے تھے۔ تو شرعاً ہمارا ثواب اللہ تعالیٰ
کے ذمہ ہو گیا۔ پس ہم میں سے بعض وہ ہیں جو اس حال میں مر گئے۔ کہ انہوں نے اپنے ثواب
میں سے کچھ حصہ بھی نہیں کھایا۔ ان میں حضرت مصعب بن عمیرؓ ہیں۔ اور بعض ہم میں سے وہ ہیں
جن کا پھل پک چکا ہے۔ پس وہ اس کو چن رہا ہے۔ حضرت مصعب بن عمیرؓ احد کی لڑائی میں شہید
ہوئے۔ ہمیں ان کے کفن کے لئے سولے ایک چادر کے کچھ بھی نہ ملا۔ جب اس سے ہم اس کا سر
ڈھانکتے تھے تو پاؤں نکل جاتے تھے۔ اگر پاؤں چھپاتے تو سر نکل جاتا تو جناب بنی اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا۔ کہ ہم اس کا سر ڈھک دیں۔ اور اس کے پاؤں پر کترن بوٹی
ڈال دیں۔

بَابُ مَنِ اسْتَعَدَّ الْكَفَنَ فِي زَمَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يُنْكَرْ عَلَيْهِ

ترجمہ۔ باب اس شخص کے بارے میں جس نے جناب بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
کے زمانہ اپنے لئے کفن تیار کیا جس پر کسی نے نکیر نہ کیا۔

حدیث نمبر ۱۱۹۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ سَهْلِ بْنِ
أَمْرَةَ جَاءَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُرْدَةٌ مَسْجُوجَةٌ فِيهَا
حَاشِيَتُهُمَا تَذَرُونَ مَا الْبُرْدَةُ قَالُوا الشَّمْلَةُ قَالَتْ نَعَمْ قَالَتْ
نَسَجْتُمَا بِيَدَيَّ فَجِئْتُ لِكُسْوِكُمَا فَآخَذَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مُحْتَاجًا إِلَيْهَا فَخَرَجَ إِلَيْنَا وَإِنَّمَا إِزَارُهُ فَحَسَنَهَا فَلَانُ فَقَالَ
اَكْسِدِيهَا مَا أَحْسَنَهَا فَقَالَ الْقَوْمُ مَا أَحْسَنْتَ لِبِسِهَا الَّذِي صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحْتَاجًا إِلَيْهَا ثُمَّ سَأَلْتَهُ وَعِلِمْتَ أَنَّه لَا يَرُدُّ
قَالَ إِنِّي وَاللَّهِ مَا سَأَلْتَهُ لَا لِبِسَهُ وَإِنَّمَا سَأَلْتَهُ لَتَكُونَ كَفِينِي
قَالَ سَمَلٌ فَكَانَتْ كَفْنَهُ -

ترجمہ - حضرت سہلؓ سے روایت ہے کہ ایک عورت جناب بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک ایسی چادر لائی جس میں کنارہ بھی بنا ہوا تھا - یعنی اس کو قطع نہیں کیا گیا تھا - یا بالکل نئی چادر تھی - سہلؓ فرماتے ہیں - جانتے ہو - بردہ کیا چیز ہے - انہوں نے کہا شملہ - یعنی لمبی چادر - کہا سہلؓ نے ہاں ! وہ عورت کہنے لگی - میں نے اس کو اپنے ہاتھ سے بٹلے - میں اس کو اس لئے لائی ہوں کہ یہ آپ کو پہناؤں - آپ نے ایک ضرورت مند کی طرح اس کو لے لیا - اور اس کو لے کر باہر تشریف لائے - تو وہ آپ کی ٹنگی بنی ہوئی تھی - فلاں نے اس کو اچھا سمجھا - تو کہنے لگا - حضرت ! یہ کس قدر اچھی ہے - یہ تو مجھے پہنا دیجیے - لوگ کہنے لگے تو نے یہ اچھا نہیں کیا - کیونکہ جناب بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اسے ضرورت مند ہو کر پہنا تھا پھر تم نے اس کو آپ سے مانگ لیا - اور تم جانتے ہو کہ آپ کسی کے سوال کو رد نہیں کرتے - اس نے کہا - اللہ کی قسم ! میں نے اسے اس لئے نہیں مانگا کہ میں اسے پہنوں گا - بلکہ میں نے تو اس لئے مانگا ہے تاکہ وہ میرا کفن بنے - حضرت سہلؓ فرماتے ہیں - چنانچہ وہ چادر اس کا کفن بنی -

تشریح از شیخ گنگوہیؒ [مَا سَأَلْتَهُ لِبِسَهُ] لوگوں نے سائل پر یہ اعتراض کیا

تھا کہ تجھے اس چادر کی ضرورت نہیں تھی - حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو ضرورت تھی - تجھے سوال نہیں کرنا چاہیئے تھا - اس نے یہ جواب معقول دیا - کہ اگرچہ میں اس سے مستغنی تھا لباس بنانے میں - لیکن میں کفن بنانے میں اس کا محتاج تھا - اور جناب بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنی احتیاج نہیں تھی - ایک تو اس لئے کہ اس عورت کے ہدیہ دینے سے پہلے بھی حضور انور کی طرف سے زیب تن فرماتے تھے - کوئی ٹنگے بدن تھوڑے رہتے تھے - دوسری بات یہ ہے کہ اس طرح کے ہدایا حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت ملتے رہتے ہیں - حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کوئی اور

ہدیہ استعمال کر لیں گے۔ تیسرے موت کا کوئی وقت مقرر نہیں کہ کب آجائے۔ مجھے پھر کبھی ایسا اتفاق ہو یا نہ ہو۔ اور ایسی لمبی چادر جو کفن کے لئے کافی ہے خدا معلوم مستقبل قریب میں آئے یا نہ آئے۔ تو میں اس سے محروم نہ رہ جاؤں تو اس طرح سوال اور جواب میں مطابقت ہو جائے گی۔

دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ کفن کو قبل از مرگ تیار رکھنا تو ثابت ہے۔ لیکن قبری تیار رکھنا یہ ثابت نہیں ہے۔ اس لئے موت سے پہلے قبری تیار رکھنے کو اچھا نہیں سمجھا گیا۔ کیونکہ لَا تُدْرِئُ نَفْسُکَ بِأَمْرِکَ أَرْضُکَ مَوْتُ کسی کو کیا پتہ کہ اس نے کہاں مرنا ہے۔ بخلاف کفن کے کہ اس کو انسان اپنے ہمراہ جہاں چاہے لے جاسکتا ہے۔ البتہ اگر یہ نیت ہو کہ میرے خاندان کا جو آدمی فوت ہو اس قبر میں دفن کر دیا جائے گا تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

تشریح از شیخ زکریا | ظاہر حدیث سے دل میں ایک قلق پیدا ہوتا تھا کہ احتیاج اور عادت شریفیہ کے علم کے باوجود سائل نے سوال کیوں کیا۔ تو شیخ گفتگو ہی نے جو جوابات دیئے ہیں اس سے وہ قلبی پریشانی دور ہو جاتی ہے۔ حافظ ابن حجرؒ نے حدیث کے کچھ اور فوائد بھی بیان فرمائے ہیں۔ ایک تو یہ کہ جب خلافِ ادب کوئی امر نظر آئے تو اس پر نیکر کرنا مشروع ہے۔ بشرطیکہ وہ منکر درجہ تحریم کو نہ پہنچے۔

دوسرا فائدہ یہ ہے کہ تبرک یا ثار الصالحین جائز ہے۔ اور ضرورت سے پہلے کسی چیز کو تیار رکھنا یہ بھی جائز ہے۔ تو کل کے خلاف نہیں ہے۔

بَابُ اتِّبَاعِ النِّسَاءِ الْجَنَازَةَ

ترجمہ۔ عورتوں کا جنازے کے ساتھ جانا کیسا ہے۔

حدیث نمبر ۱۱۹۸۔ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ بْنُ عُقْبَةَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ أَتَتْهَا قَالَتْ خُمَيْنًا عَنْ رِاقِبَةَ الْجَنَائِزِ وَلَمْ يُعْزَمْ عَلَيْنَا۔

ترجمہ۔ حضرت ام عطیہؓ سے مروی ہے کہ وہ فرماتی ہیں کہ ہمیں جنازوں کے ساتھ جانے سے روک دیا گیا۔ لیکن اس ممانعت کی تاکید نہیں کی گئی۔ گویا کہ یہ نہی تنزیہی ہے چنانچہ

جہوہر اسی کے قائل ہیں۔ امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں۔ کہ عورتوں کے لئے یہ لائق نہیں ہے۔

بَابُ إِحْدَادِ الْمَرَأَةِ عَلَى غَيْرِ زَوْجِهَا

ترجمہ۔ شوہر کے علاوہ عورت کسی دوسرے پر کیسے سوگ منائے۔

حدیث نمبر ۱۱۹۹۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَلِيمٍ قَالَ تَوَقَّى ابْنُ لَامٍ عَطِيَّةَ فَلَمَّا كَانَ الْيَوْمُ الثَّالِثُ دَعَتْ بِصُفْرَةٍ فَتَمَسَّحَتْ بِهِ قَالَتْ نَمِينَا أَنْ نُجِدَ أَكْثَرُ مِنْ ثَلَاثٍ إِلَّا لِرُجْ. ترجمہ۔ حضرت محمد بن سیرینؒ فرماتے ہیں۔ کہ حضرت اتم عطیہؓ صحابیہ کا بیٹا فوت ہو گیا۔ تو جب تیسرا دن ہوا تو اس نے زرد رنگ کی خوشبو منگوائی۔ اور اس کو اپنے بدن پر ملا دیا۔ فرماتے لگیں کہ ہمیں خاوند کے علاوہ کسی دوسرے پر تین دن سے زیادہ کا سوگ منانے سے منع کیا گیا ہے۔

حدیث نمبر ۱۲۰۰۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ عَنْ زَيْنَبِ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ قَالَتْ لَمَّا جَاءَنِي ابْنُ سَفْيَانَ مِنَ الشَّامِ دَعَتْ أُمَّ حَبِيبَةَ بِصُفْرَةٍ فِي الْيَوْمِ الثَّالِثِ فَتَمَسَّحَتْ عَا رِضِيمَهَا وَذِرَاعَيْهَا وَقَالَتْ إِنْ كُنْتُ عَنْ هَذِهِ الْغَدِيَّةِ لَوْلَا أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَحِلُّ لِمَرْأَةٍ تُوْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تُخِذَ عَلَى مِيتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ إِلَّا عَلَى زَوْجٍ فَإِنَّهَا تُخِذُ عَلَيْهِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ عَشْرًا۔

ترجمہ۔ حضرت زینب بنت ابی سلمہؓ فرماتی ہیں۔ کہ جب شام کے ملک سے حضرت ابوسفیانؓ کی وفات کی خبر مدینہ میں پہنچی۔ تو اس کے تیسرے دن حضرت ام حبیبہؓ نے زرد رنگ کی خوشبو منگوائی اور اپنے رخسارے اور دونوں بازوؤں پر اسے ملا اور فرماتے لگیں۔ کہ اگرچہ میں اس سے مستغنی ہوں۔ یعنی مجھے زیب و زینت کی ضرورت نہ تھی۔ مگر میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا۔ فرماتے تھے ہر اس عورت کے لئے

حديث نمبر ۱۲۰۱۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ زَيْنَبِ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ
 أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ قَالَتْ دَخَلْتُ عَلَى أُمِّ حَبِيبَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ فَقَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَحِلُّ
 لِمَرْأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تُجِدَّ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثِ
 الْإِثْلَاقِ زَوْجَ أَرْبَعَةِ أَشْهُرٍ وَعَشْرٍ أَثَقَّ دَخَلْتُ عَلَى زَيْنَبِ بِنْتِ جَحْشٍ
 حِينَ تُوُفِّيَ أَخُوهَا فَدَعَتْ بِطِيبٍ فَمَسَّتْ بِهِ ثَقَّ قَالَتْ مَا لِي بِالطِّيبِ
 مِنْ حَاجَةٍ غَيْرَ أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَحِلُّ
 لِمَرْأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تُجِدَّ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثِ إِلَّا
 عَلَى زَوْجِ أَرْبَعَةِ أَشْهُرٍ وَعَشْرٍ۔

ترجمہ۔ حضرت زینب بنت ابی سلمہؓ نے حضرت حمید بن نافع کو خبر دی کہ وہ حضرت امّ سلمہؓ زوجہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئیں۔ بہنوں نے فرمایا کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا۔ فرماتے تھے کہ ہر اس عورت کے لئے جو اللہ اور آخری دن پر ایمان رکھتی ہے۔ حلال نہیں ہے کہ وہ کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ منائے۔ مگر شوہر پر چار ماہ اور دس دن تک سوگ منا سکتی ہے۔ پھر میں حضرت زینب بنت محض رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہوئی۔ جب کہ ان کے بھائی کی وفات ہو چکی تھی۔ تو انہوں نے خوشبو منگو کر بدن کو لگائی۔ پھر فرمایا مجھے خوشبو کی کچھ ضرورت نہیں تھی۔ مگر میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا۔ فرماتے تھے کہ کسی مسلمان عورت کے لئے جو اللہ اور آخری دن پر ایمان رکھتی ہے حلال نہیں ہے کہ وہ کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ منائے۔ مگر شوہر پر چار ماہ اور دس دن سوگ منائے۔

تشریح از قاسمی علامہ عینی فرماتے ہیں کہ ان احادیث باب میں مذہب ابو حنیفہ اور

ابو ثور کی تائید ہوتی ہے۔ جو فرماتے ہیں۔ زوجہ ذمیہ پر اصاد واجب نہیں ہے کیونکہ حدیث میں امرأۃ مؤمنہ کی قید ہے۔ دوسرے بچی پر بھی اصاد واجب نہیں ہے۔ اس لئے کہ حدیث میں امرأۃ کا لفظ ہے۔ جو صبیتہ کو خارج کرتا ہے۔ کیونکہ وہ تو بعد البلوغ امرأۃ کہلائے گی۔

بَابُ زِيَارَةِ الْقُبُورِ

ترجمہ۔ قبروں کی زیارت کسے لے جانا کیسا ہے۔

حدیث نمبر ۱۲۰۲۔ حَدَّثَنَا آدَمُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأُمِّ تَبِيٍّ عِنْدَ قَبْرِ فَقَالَ أَتَيْتُ اللَّهَ وَاصْبِرِي قَالَتْ إِلَيْكَ عَنِّي فَإِنَّكَ لَمْ تُصِبْ بِمُصِيبَتِي وَلَمْ تُعْرِفْهُ فَقِيلَ لَهَا إِنَّهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَلَّتْ بَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ تَجِدْ عِنْدَهُ بَوَائِبِينَ فَقَالَتْ لَمْ أَعْرِفْكَ فَقَالَ إِنَّمَا الصَّبْرُ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْأُولَى۔

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر ایک ایسی عورت کے پاس سے ہوا جو قبر کے پاس بیٹھی رو رہی تھی۔ تو آپؐ نے فرمایا اللہ سے ڈر اور صبر کر۔ اس نے کہا میرے سے دور ہو جاؤ۔ کیونکہ آپؐ میرے والی مصیبت میں مبتلا نہیں ہیں۔ اور اس نے آپؐ کو پہچانا نہیں تھا۔ پس اس سے کہا گیا کہ وہ تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ تو معذرت کے لئے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر حاضر ہوئی جس کے پاس اس نے کوئی دربان نہ پائے۔ پس کہنے لگی کہ میں نے تو آپؐ کو پہچانا نہیں تھا۔ جس پر آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ صبر تو وہی ہوتا ہے جو پہلے صدمہ کے وقت کیا جلتے۔

تشریح از قاسمی حدیث کا مطلب یہ ہے کہ صبر وہ محمود ہے جو اچانک مصیبت کے آنے کے وقت کیا جائے۔ مرد و ایام کے ساتھ تو انسان کو صبر آ ہی جاتا ہے۔

س رنج کا خوگر ہو انسان تو مٹ جاتا ہے رنج

مشکلیں اتنی پڑیں مجھ پر کہ آساں ہو گئیں (مرتب)

امام بخاریؒ نے اس حدیث سے ترجمہ کو اس طرح ثابت کیا ہے کہ آپؐ نے اس عورت کو زیارت قبر سے نہیں روکا۔ البتہ اسے صبر کا حکم دیا۔ تو معلوم ہوا کہ زیارت قبور جائز ہے۔ خواہ زائر مرد ہو یا عورت ہو۔

علامہ عینیؒ نے فرمایا ہے کہ اباحت زیارت قبور پر بہت سی روایات دلالت کرتی ہیں۔ اور ہنسی کی روایات بھی ہیں۔ اس لئے روایات ہنسی کو قبل از رخصت پر معمول کیا جائے گا۔ اور اس کی تائید حضرت عائشہؓ کی اس روایت سے ہوتی ہے۔ جو ابن بلکبہ نے نقل کی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عائشہؓ قبرستان سے واپس آرہی تھیں۔ تو ان سے کہا گیا اتم المؤمنین آپ کہاں سے آرہی ہیں۔ فرمایا اپنے بھائی عبدالرحمنؓ کی قبر سے آرہی ہوں۔ تو کہا گیا کہ کیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو زیارت قبور سے منع نہیں فرمایا۔ فرمایا ہاں منع فرمایا تھا۔ مگر بعد میں زیارت کی اجازت دے دی تھی۔ مگر علامہ ابن عبدالبر فرماتے ہیں کہ اکثر علماء فساد زمانہ کی وجہ سے عورتوں کے خروج الی القتلوات کو مکروہ سمجھتے ہیں تو خروج الی المقابر کیسے صحیح ہوگا اس لئے علامہ عینیؒ نے بسط کے ساتھ کلام کرنے کے بعد لکھا ہے کہ زیارت قبور عورتوں کے لئے مکروہ بلکہ اس زمانہ میں حرام ہے۔ خصوصاً مصر کی عورتوں کے لئے تو قطعاً اجازت نہیں ہے۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْدَبُ الْمَيِّتُ بَعْضُ بَكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ إِذَا كَانَ النَّوْجُ مِنْ سُلْتِهِمْ لِقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّكُمْ رَاغٍ وَكُلُّكُمْ مُسْتَوِلٌ عَنْ مَرْعِيَّتِهِمْ فَإِذَا لَمْ يَكُنْ مِنْ سُلْتِهِمْ فَمَوَكًا قَالَتْ عَائِشَةُ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَى وَهُوَ كَقَوْلِهِ وَإِنْ تَدْعُ مُثْقَلَةٌ إِلَى جَاهِلٍ لَا يَجْمَلُ مِنْهُ شَيْءٌ وَهَذَا يَرْخِصُ مِنَ الْبَكَاءِ فِي غَيْرِ نَوْجٍ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُقْتَلُ نَفْسٌ ظُلْمًا إِلَّا كَانَ عَلَى ابْنِ آدَمَ الْأَوَّلِ كِفْلٌ مِنْ دَمِهَا وَذَلِكَ لِأَنَّهُ أَوَّلُ مَنْ سَقَى الْقَتْلَ -

ترجمہ۔ باب ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کی تفسیر میں کہ میت کیسے کو اس کے خاندان کے بعض رونے کی بنا پر عذاب دیا جائے گا۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں جب کہ بین وغیرہ کرنا

اس کی عادت ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ اے ایمان والو! خود کو بھی اور اپنے گھر والوں کو بھی آگ سے بچاؤ۔ اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ تم میں سے ہر ایک نگران ہے۔ ہر نگران سے اس کی رعایا کے متعلق سوال ہوگا۔ اور جب اس کی نوحہ کی عادت نہ ہو۔ تو پھر جیسے حضرت عائشہؓ فرما رہی ہیں کہ کوئی جی کسی دوسرے کا بوجھ برداشت نہیں کرے گا اور قرآن مجید میں یہ بھی ہے۔ کہ اگر کوئی بوجھل جی اپنے بوجھ کی طرف کسی کو بلائے گا تو اس کا بوجھ ہلکا نہیں کیا جائے گا۔ اور مایہ خصائصؒ ایہ اول ترجمہ پر عطف ہے۔ یعنی جس رونے کی اجازت ہے وہ بغیر نوحہ کے ہے اور جو کسی گناہ کا سبب بنے اس کے متعلق جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو جی بھی ظلماً قتل ہوگا اس کے خون کا دباں آدم کے پہلے بیٹے قابیل پر ضرور ہوگا کیونکہ وہ پہلا شخص ہے جس نے قتل کا طریقہ جاری کیا۔

حدیث نمبر ۱۲۰۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ وَمُحَمَّدُ ابْنُ أَبِي عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي أَسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ أُرْسِلْتُ بِنْتُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِ إِنَّ ابْنًا لِي قُضِيَ فَأَتَيْنَا فَأَرْسَلَ يُقْرِئُ السَّلَامَ وَيَقُولُ إِنَّ لِلَّهِ مَا أَخَذَ وَلَهُ مَا أَعْطَى وَكُلُّ عِنْدَكَ بِأَجَلٍ مُّسَمًّى فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ فَأُرْسِلْتُ إِلَيْهِ تُقْسِمُ عَلَيْهِ لِيَأْتِيَنِيهَا فَقَامَ وَمَعَهُ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَأَبِي بَنْ كَعْبٍ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَرِجَالٌ فَرَفَعَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقَبِيئُ وَنَفْسُهُ تَنْتَفِعِقُ قَالَ حَسِبْتُهُ أَنَّهُ قَالَ كَاتِمًا شَيْئًا ففَاضَتْ عَيْنَاهُ فَقَالَ سَعْدُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا هَذَا قَالَ هَذِهِ رَحْمَةٌ جَعَلَهَا اللَّهُ فِي قُلُوبِ عِبَادِهِ وَإِنَّمَا يَرْحَمُ اللَّهُ مِنْ عِبَادِهِ الرَّحِمَاءَ۔

ترجمہ۔ حضرت ابو عثمان فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت اسامہ بن زیدؓ نے حدیث بیان کی کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت زینبؓ نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیغام بھیجا کہ میرا بیٹا قریب المرگ ہے۔ آپ ہمارے پاس تشریف لے آئیں۔ آپ نے بواپسی سلام کہتے ہوئے پیغام بھیجا۔ فرماتے تھے کہ بے شک اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔ جو کچھ

اس نے لے لیا اور جو کچھ دے دیا اور ہر ایک کے لئے اللہ کے نزدیک ایک مدت مقرر ہے۔ پس صبر کرو اور ثواب کی نیت کرو اور صابری نے واپسی قسم دے کر پیغام بھیجا کہ آپ ان کے پاس ضرور تشریف لائیں۔ چنانچہ آپ اٹھ کھڑے ہوئے اور آپ کے ہمراہ حضرت سعد بن عبادہؓ۔ معاذ بن جبلؓ، ابی بن کعبؓ اور زید بن ثابتؓ اور کچھ اور مرد بھی تھے۔ چنانچہ وہ بچہ آپ کی طرف اس حالت میں اٹھا کہ لایا گیا کہ اس کا سانس اکھڑ رہا تھا۔ میرا گمان ہے کہ اس نے یہ بھی کہا گویا کہ وہ مشکیزہ ہے۔ تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں آنکھوں سے آنسو بہہ پڑے۔ حضرت سعدؓ نے فرمایا یا رسول اللہ! یہ کیا ہے۔ فرمایا یہ رحمت کے آنسو ہیں جو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے دلوں میں ڈال دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے انہیں پر رحمت فرماتے ہیں جو رحم کرنے والے ہوتے ہیں۔

حدیث نمبر ۱۱۰۴ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْأَعْمَشِيُّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ شَهِدْنَا بِنَتِ الرَّسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ عَلَى الْقَبْرِ قَالَ فَرَأَيْتُ عَيْنَيْهِ تَدْمَعَانِ قَالَ فَقَالَ هَلْ مِنْكُمْ رَجُلٌ لَمْ يُقَارِفِ اللَّيْلَةَ فَقَالَ أَبُو طَلْحَةَ أَنَا قَالَ فَأَنْزِلْ قَالَ فَأَنْزَلَ فِي قَبْرِهَا.

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صابری ام کلثومؓ کے جنازے میں حاضر تھے اور فرماتے ہیں کہ حال یہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبر پر بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے دیکھا کہ آپ کی دونوں آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ فرمایا کیا تم میں سے کوئی ایسا شخص ہے جس نے آج رات ہمبستری نہ کی ہو۔ حضرت ابو طلحہؓ نے فرمایا کہ میں ہوں۔ فرمایا پس تم اتارو۔ چنانچہ وہی صابری کی قبر میں اترے۔

حدیث نمبر ۱۱۰۵ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْأَعْمَشِيُّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ تَوَفَّيْتُ بِنْتَ لَعْمَانَ بِمَكَّةَ وَجُنَّا لِنَشْهَدَهَا وَحَضَّهَا ابْنُ عُمَرَ وَابْنُ عَبَّاسٍ وَاتَّبَعِي لَجَالِسٍ بَيْنَهُمَا أَوْ قَالَ جَلَسْتُ إِلَى أَحَدِهِمَا ثُمَّ جَاءَ الْآخَرُ فَجَلَسَ إِلَيَّ جُلِي فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ لِعُمَرَوِ بْنِ عُثْمَانَ أَلَا تَنْهَى عَنِ الْبُكَاءِ فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

إِنَّ الْمَيِّتَ لَيُعَذَّبُ بِبُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَدْ كَانَ عُمَرُ يَقُولُ بَعْضُ ذَلِكَ شَمُّ حَدَّثَ قَالَ صَدَرْتُ مَعَ عُمَرَ مِنْ مَكَّةَ حَتَّى إِذَا كُنَّا بِالْبَيْتِ إِذَا هُوَ بِرُكْبٍ تَحْتَ ظِلِّ سَمْرَةٍ فَقَالَ أَذْهَبُ فَأَنْظُرَ مَنْ هُوَ لِأَنَّ الرُّكْبَ قَالَ فَنَظَرْتُ فَإِذَا صُهِيبٌ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ أَدُمُهُ لِي فَرَجَعْتُ إِلَى صُهِيبٍ فَقُلْتُ ارْتَحِلْ فَالْحَقُّ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ فَلَمَّا أُصِيبَ عُمَرُ دَخَلَ صُهِيبٌ يَبْكِي يَقُولُ وَأَخَاهُ وَصَاحِبَاهُ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ يَا صُهِيبُ أَتَبْكِي عَلَيَّ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْمَيِّتَ يُعَذَّبُ بِبَعْضِ بُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَلَمَّا مَاتَ عُمَرُ ذَكَرْتُ ذَلِكَ لِعَائِشَةَ فَقَالَتْ يَرْحَمُ اللَّهُ عُمَرَ وَاللَّهِ مَا حَدَّثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ لَيُعَذَّبُ الْمُؤْمِنَ بِبُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ وَلَكِنْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللَّهَ لَيَزِيدُ الْكَافِرَ عَذَابًا بِبُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ وَقَالَتْ حَسْبُكُمْ الْقُرْآنُ وَلَا تَسْرِذُوا زُرَّةً وَذُرَّ أُخْرَى قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ عِنْدَ ذَلِكَ وَاللَّهُ هُوَ أَضْحَكُ وَأَبْكَى قَالَ بَنُ أَبِي مُلَيْكَةَ وَاللَّهُ مَا قَالَ ابْنُ عُمَرَ شَيْئًا.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عبید اللہ ابن ابی ملیکہ فرماتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ کی صاحبزادی مکہ میں وفات پا گئی۔ ہم جنازے میں حاضر ہونے کے لئے آئے۔ تو دوہاں ابن عمرؓ اور ابن عباسؓ بھی موجود تھے۔ اور میں ان دونوں کے درمیان بیٹھا ہوا تھا۔ یا فرماتے ہیں کہ ان میں سے ایک کے ساتھ بیٹھ گیا۔ پھر دوسرا آیا تو وہ میرے پہلو میں بیٹھ گیا۔ تو حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے عثمانؓ سے فرمایا کہ تو ان کو رونے سے کیوں نہیں روکتا۔ کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میت کو اس کے گھر والوں کے رونے کی بدولت عذاب دیا جائے گا۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ حضرت عمرؓ بھی کچھ اس طرح کا قول کرتے تھے۔ پھر انہوں نے حدیث بیان کی۔ فرمایا کہ میں حضرت عمرؓ کے ہمراہ مکہ سے واپس لوٹا یہاں تک کہ جب ہم بیدار کے جھکی میں پہنچے اچانک کیا دیکھتے ہیں کہ یکسر کے درخت کے سائے کے نیچے ایک قافلہ فروکش ہے۔ حضرت عمرؓ نے مجھے فرمایا کہ جاؤ دیکھو یہ قافلے والے کون لوگ ہیں۔ میں نے دیکھا تو وہ تھے صُہیبؓ

صحابی رسول تھے۔ میں نے آکر خبر دی تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ ان کو میرے پاس بلاؤ۔ میں حضرت صہیبؓ کے پاس واپس آیا۔ میں نے کہا۔ امیر المؤمنین یاد فرماتے ہیں۔ پس جب حضرت عمرؓ زخمی ہوئے جس زخم سے آپ کی وفات ہوئی۔ تو حضرت صہیبؓ حضرت عمرؓ کے پاس آکر رونے لگے۔ اور کہتے تھے ہائے میرے بھائی ہائے میرے ساتھی! تو حضرت عمرؓ نے ان سے فرمایا کہ اے صہیبؓ تم مجھ پر روتے ہو۔ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما چکے ہیں کہ میت کو ان کے گھر والوں کے بعض رونے کی بدولت عذاب دیا جائے گا۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جب حضرت عمرؓ کی وفات ہو چکی۔ تو یہ واقعہ میں نے حضرت عائشہؓ سے ذکر کیا انہوں نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ حضرت عمرؓ پر رحم فرمائے۔ اللہ کی قسم! جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی ایسی حدیث بیان نہیں فرمائی۔ کہ اللہ تعالیٰ مومن کو اس کے گھر والوں کے رونے کی وجہ سے عذاب دے گا۔ لیکن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کافر کے گھر والوں کے رونے کی وجہ سے اس کافر پر عذاب زیادہ کر دے گا۔ اور فرمایا تمہیں قرآن کافی ہے۔ لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ۔ ابن عباسؓ نے اس وقت فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہی ہنساتا اور رولاتا ہے۔ ابن ابی ملیکہ فرماتے ہیں۔ اللہ کی قسم! حضرت ابن عمرؓ نے اس مباحثے میں کوئی بات نہیں کہی۔

حدیث نمبر ۱۱۰۶ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ خَلِيلٍ عَنْ أَبِي سُرَّةَ عَنِ أَبِيهِ قَالَ لَمَّا أَصِيبَ عُمَرُ جَعَلَ صُهَيْبٌ يَقُولُ وَأَخَاهُ فَقَالَ عُمَرُ أَتَا عَلِمْتَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الْمَيِّتَ لَيُعَذَّبُ بِبُكَاءِ الْحَيِّ۔

ترجمہ۔ حضرت ابو بردہؓ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عمرؓ زخمی ہوئے تو حضرت صہیبؓ کہتے تھے ہائے میرے بھائی! تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کیا تم نہیں جانتے حضرت بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک میت کو زندہ کے رونے کی وجہ سے عذاب دیا جائے گا۔

حدیث نمبر ۱۱۰۷ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا سَمِعَتْ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ إِنَّمَا هَذَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى يَهُودِيَةٍ يَبْكِي عَلَيْهَا أَهْلُهَا فَقَالَ

إِنَّهُمْ لَيَبْكُونَ عَلَيْهَا وَإِنَّهَا لَتُعَذِّبُ فِي قَبْرِهَا۔

ترجمہ۔ حضرت عمرہ بنت عبد الرحمن فرماتی ہیں کہ انہوں نے حضرت عائشہؓ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ فرماتی تھیں کہ حقیقت یہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ایک یہودی عورت کے پاس سے ہوا۔ جس پر اس کے گھر والے رو رہے تھے۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ لوگ تو اس پر رو رہے ہیں اور حال یہ ہے کہ قبر میں اس پر عذاب ہو رہا ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ | ماہذا حضرت سعد بن عبادہؓ کا خیال یہ تھا کہ جس ذات کا مقام اللہ تعالیٰ کے یہاں اعلیٰ ہوتا ہے وہ بشری تقاضاؤں سے بہت دور ہوتے ہیں۔ لہذا رونا دھونا وغیرہ ان سے ممکن ہی نہیں۔ تو جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اس خیال کی تفسیر فرمائی کہ یہ حضرات بشری تقاضاؤں سے مبرا نہیں ہوتے۔ ورنہ حضرت سعدؓ کے متعلق یہ گمان نہ کرنا چاہیے کہ انہوں نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے بکار کو بکار ممنوع گمان کیا تھا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ | دیکھئے حضرت گنگوہیؒ نے صحابی کا کس قدر پاس ادب کیا ہے۔ ماہذا سے تعجب کا اظہار ہے۔ آپؐ نے استعجاب دور کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ آنسو اثر رحمت ہیں۔

جن پر کوئی مواخذہ نہیں۔ جزع و فزع بے صبری پر گرفت ہے۔ اس دلدمیت مرحوم کے نام میں اختلاف ہے۔ مشہور یہ ہے کہ وہ علی بن ابی العاص ہیں۔ لیکن اس پر اشکال یہ ہے کہ یہ مراضق بنی قریظہؓ ہو کر فحش مکہ کے موقع پر آپؐ کے ردیف بنے۔ تو ان کو صبی عرفاً تو نہیں کہا جاسکتا۔ اس لئے عبد اللہ بن عثمان ابن رقیہ مراد لیا گیا ہے۔

هل منكم لم يقارف الليلة یہ حضرت عثمانؓ پر تعریض تھی جنہوں نے اس رات جاریہ سے جماع کیا تھا۔ کہ انہوں نے صا جزادی کی رعایت نہ کی۔ اور نہ ہی انہیں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی پاس خاطر کا خیال رہا۔ لیکن اس کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ مرض طویل تھا۔ حضرت عثمانؓ کو دفاع کی حاجت تھی۔ کوئی فعل حرام تو نہیں تھا۔ یا یہ کہ ان کو کیا پتہ تھا کہ آج صا جزادی کی وفات ہو جائے گی۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ | بظاہر حضرت عثمانؓ اور دوسرے فاعلین پر یہ تعریض معلوم ہوتی ہے۔ لیکن درحقیقت یہ تعریض نہیں۔ کیونکہ ہوی یا باندی سے ہمبستر ہونا کوئی ممنوع فعل نہیں ہے۔ بلکہ آئندہ کے لئے حضرت عثمانؓ کو بتلانا ہے کہ اس فعل سے رک جائیں۔ کیونکہ ہوی کے

مرنے کے بعد زوجیت منقطع ہو جاتی ہے۔ نکاح باقی نہیں رہتا۔ زوج بھی دوسروں کی طرح اجانب میں داخل ہوگا۔ نیز! اس ارشاد سے مقصود یہ ظاہر کرنا بھی تھا کہ اجنبیہ کو قبر میں اتارنا جائز ہے۔ جبکہ اتارنے والا صالح ہو۔ جیسے ابو طلحہ لم یعارف۔ لیکن اس صورت میں مقارنہ کے معنی جماع کے نہیں ہوں گے۔ بلکہ اس کے معنی گناہ کے لئے جائیں گے۔ شاید حضرت ابو طلحہؓ اس رات نماز پڑھتے رہے ہوں یا اور کوئی نیکی کا کام کرتے رہے ہوں۔ جس سے انہیں یقین ہو گیا کہ انہوں نے کسی صیغہ گناہ کا بھی ارتکاب نہیں کیا۔ دوسرے حضرات فی الواقع اس مرتبہ تک نہ پہنچ سکے ہوں یا ان کے گمان کے مطابق نہ کر سکے ہوں۔ اس لئے انہوں نے آگے بڑھنے کی جرأت نہیں کی۔ اور ممکن ہے اقرار سے جماع حلال مراد ہو۔ اور مطلب حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ہو کہ جس نے رات جماع حلال بھی نہیں کیا وہ فرشتوں کے مشابہ ہو گیا۔ کیونکہ جماع چوپایوں کی اعلیٰ خصلت ہے۔ اس لئے کہ دفاع میں کھانے پینے کی نسبت زیادہ بہیمیت کا اظہار ہوتا ہے۔ تو ان خصائل افعال اور احوال کے اعتبار سے آپؐ نے اعلیٰ اور افضل لوگوں کا ذکر فرمایا۔ اگرچہ یہ تفصیلت دوسرے مناقب کی وجہ سے حضرت علیؓ اور دیگر حضرات کو بھی حاصل ہے۔ مگر اس جگہ اس کی تعیین اس حیثیت سے فرمائی ہے۔

تشریح از شیخ زکریا ابل یمتغ عثمان کیونکہ صاحب در مختار نے لکھا ہے کہ خاوند مردہ بیوی کے غسل اور چھونے سے رک جائے۔ البتہ اس کی طرف نظر کرنے کی اجازت ہے۔ مرنے کے بعد اُسے دیکھ سکتا ہے اور کچھ نہیں کر سکتا۔ ائمہ ثلاثہ سب امور کی اجازت دیتے ہیں۔ ان کا استدلال ہے کہ حضرت علیؓ نے حضرت فاطمہؓ کو غسل دیا۔ پہلے تو یہ اثر پائے ثبوت کو نہیں پہنچا۔ اگر ثابت بھی ہو۔ تو بعض صحابہ نے ان پر اعتراض بھی کیا تھا۔ نیز! شرح الجمع میں ہے کہ حضرت فاطمہؓ کو حضرت اُم ایمنؓ نے غسل دیا تھا۔ پھر تو حضرت علیؓ کے غسل کو اسباب غسل کی تیاری پر محمول کیا جائے گا۔ یا اسے حضرت علیؓ کی خصوصیت پر حمل کیا جائے۔ کیونکہ آپؐ نے فرمایا تھا **فَاطِمَةُ زَوْجَتُكَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ**۔

مراقی الفلاح میں ہے کہ عورت شوہر مردہ کو غسل دے سکتی ہے۔ کیونکہ عدت کی وجہ سے ابھی اس کی زوجیت باقی ہے۔ البتہ مرد بیوی کو غسل نہ دے۔ کیونکہ وہ اجنبی ہو چکا۔ حضرت ابو طلحہؓ کے نزول فی القبر کی کئی حکمتیں شرح نے بیان فرمائی ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ مدینہ منورہ میں لمحہ کھودنا ان کا پیشہ تھا۔ اس لئے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اترنے کا حکم دیا۔ اور بنت مذکورہ بھی حضرت

ام مٹھوم زوجہ حضرت عثمان تھی اور کوئی نہیں ہے۔ محقق بات یہی ہے۔

انسکی علی وقد قال۔ حضرت صہیبؓ کا رونا بکار علی المیت سے نہیں تھا۔ اس لئے کہ وہ ابھی تک زندہ تھے۔ لیکن ان پر تکبیر کی وجہ یہ تھی کہ حضرت عمرؓ نے محسوس کیا کہ جو شخص رفع صوت کے ساتھ میری زندگی میں مجھ پر رونا ہے۔ یہ میرے مرنے کے بعد بھی ایسا کرے گا۔ اس لئے ان کو روک دیا پھر حضرت عمرؓ اور ابن عمرؓ کے اقوال سے بظاہر عموماً ہنی معلوم ہوتا ہے۔ حالانکہ مطلق بکار کی ممانعت نہیں ہے۔ تو ان باپ بیٹے کے قول کی ایسی تاویل کی جائے جو حضرت عائشہؓ کے قول مشہور کے موافق ہو۔ وہ یہ ہے کہ عموماً ہنی سد الباب بھی تھی تاکہ آئندہ کسی کو جرأت نہ ہو۔ ورنہ خطرہ ہے کہ ان کی بکار بکار ممنوع تک پہنچ جائے۔ اس لئے سرے سے رونے کی اجازت ہی بند کر دی جائے۔ پھر حضرت عائشہؓ کے قول کی تاویل یوں کرنی پڑے گی کہ انہوں نے ان دونوں حضرات کی روایت کو نہیں سنا۔ روایت ان کو پہنچی نہیں۔ اپنے گمان سے انہوں نے سمجھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد صرف یہودیہ کے باپے میں تھا۔ جیسے خود حضرت عائشہؓ ذکر فرما رہی ہیں۔ باقی حضرت ابن عباسؓ کا واللہ اضحک و ابکی الخ کہنا اس بنا پر ہے کہ مدار تکلیف کسب اختیار پر ہے۔ جو ضحک و بکار بلا اختیار ہو اس پر کوئی گرفت نہیں ہے۔ علامہ عینیؒ نے متعدد روایات ذکر فرمائی ہیں جن سے اباحت بکار علی المیت ثابت ہوتی ہے۔ اس لئے امام بخاریؒ نے مختلف روایات کو جمع کرنے کی سعی فرمائی ہے۔

تشریح از شیخ زکریا ایک وجہ یہ بھی بیان کی جاتی ہے کہ دوسرے کے فعل سے دنیا میں بھی عذاب دیا جانا جائز ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ اَتَقُوا فِتْنَةً لَا تُصِيبَنَّ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْكُمْ خَاصَّةً۔ اسی طرح برزخ میں بھی۔ آیت کریمہ جس سے حضرت عائشہؓ استدلال فرما رہی ہیں وہ صرف آخرت کے بارے میں وارد ہوئی ہے۔

بَابُ مَا يَكْرَهُ مِنَ النَّيَاحَةِ عَلَى الْمَيِّتِ

وَقَالَ عُمَرُ دَعْمُتَ يَبْكِينَ عَلَى ابْنِ سُلَيْمَانَ مَا لَمْ يَكُنْ تَقَعُ أَوْ لَقَاةٌ وَ النَّقْعُ التُّرَابُ عَلَى الرَّأْسِ وَاللَّقَاةُ الصَّوْتُ۔

ترجمہ: باب کہ میت پر کون سا رونا ناپسند ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ ان کو چھوڑ دو۔

حضرت ابوسلمان خالد بن ولید پر روتی رہیں جب تک نفع اور تعلق نہ ہو۔ نفع کے معنی سر پر ہٹی ڈالنا۔ اور تعلق کے معنی آواز کو اوجھا کر کے رونا۔

حدیث نمبر ۱۱۰۸ حَدَّثَنَا أَبُو نُسَيْمٍ اَبْنُ الْمُغَيَّرَةِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اِنَّ كَذِبًا عَلَى لَيْسَ كَذِبٍ عَلَى اَحَدٍ مِّنْ كَذِبٍ عَلَى مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَّبِعُوا حَقْعَهُ مِنَ النَّارِ وَسَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ نِيحَ عَلَيْهِ يُعَذَّبُ بِمَا نِيحَ عَلَيْهِ۔

ترجمہ۔ حضرت مغیرہ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ مجھ پر جھوٹ بولنا کسی دوسرے پر جھوٹ بولنے کی طرح نہیں ہے۔ پس سنو! جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولا اس کو اپنا ٹھکانا جہنم میں بنانا چاہیے۔ اور میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بھی سنا کہ جس شخص پر نوحہ کیا گیا۔ نوحہ والے الفاظ کہہ کر اس پر عذاب ہوگا۔

حدیث نمبر ۱۱۰۹ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي عُثْمَرَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمَيِّتُ يُعَذَّبُ فِي قَبْرِهِ بِمَا نِيحَ عَلَيْهِ وَقَالَ آدَمُ عَنْ شُعْبَةَ الْمَيِّتُ يُعَذَّبُ بِبُكَاءِ النِّحْيِ عَلَيْهِ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ اپنے باپ عمرؓ سے اور وہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ میت کو وہ الفاظ اور کلمات کہہ کر قبر میں عذاب دیا جائے گا جن الفاظ کو کہہ کر اس پر نوحہ کیا گیا۔ دوسری سند کے ساتھ آدم شعبہ سے روایت کرتے ہیں کہ میت کو زندہ کے اس پر رونے کی وجہ سے عذاب ہوگا۔

تشریح از قاسمی حضرت خالد بن ولیدؓ جن کی کنیت ابوسلمان تھی ۲؎ میں حصن

میں وفات پائی ان کی لاش مدینہ منورہ لائی گئی تو بنو مغیرہ کی عورتیں ان پر رونے لگیں۔ کسی نے حضرت عمرؓ سے ان کے روکنے کے متعلق کہا تو حضرت عمرؓ نے ان کو نہ روکا وہ برابر روتی رہیں۔ امام بخاریؒ نے اس اثر سے جواز بکار ثابت کیا ہے۔ اور جو نوحہ ممنوع ہے وہ نفع اور تعلق والا ہے جس پر میت کو قبر میں عذاب ہوگا۔

باب حدیث نمبر ۱۱۱۰ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ

بَنَ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ جِئْتُ بِأَبِي يَوْمَ أَحَدٍ قَدْ مُثِّلَ بِهِ حَتَّى وَضَعَ بَيْنَ يَدَيْ
 رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ سَجَى ثَوْبًا فَذَهَبْتُ أُرِيدُ أَنْ أَكْشِفَ
 عَنْهُ فَفَنَهَا فِي قَوْمِي ثُمَّ ذَهَبْتُ أَكْشِفُ عَنْهُ فَفَنَهَا فِي قَوْمِي فَأَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَفَعَ فَسَمِعَ صَوْتَ صَالِحَةٍ فَقَالَ مَنْ هَذِهِ فَقَالُوا ابْنْتُ عَمْرٍو
 أَوْ أُخْتُ عَمْرٍو قَالَ فَلِمَ تَبْكِي أَوْ لَا تَبْكِي فَمَا زِلْتَ الْمَلِيكَةَ تُظِلُّهُ
 بِأَجْنِحَتَيْهَا حَتَّى رُفِعَ -

ترجمہ - حضرت ابن المنکدر فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر بن عبد اللہ سے سنا - فرماتے
 تھے کہ میرے باپ کو اُحد کی لڑائی والے دن اس حال میں لایا گیا کہ ان کا مُثِّلہ کیا گیا تھا (ناک -
 کان وغیرہ کاٹ دیئے گئے تھے) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ان کو اس حال
 میں رکھا گیا کہ وہ ایک کپڑے سے چھیلے گئے تھے - میں ان کے چہرہ سے کپڑا ہٹانے لگا تو مجھے میری
 قوم نے روک دیا - پھر میں کھولنے لگا تو مجھے قوم نے روک دیا - پس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم نے ان کی لاش کو اٹھانے کا حکم دیا تو ایک پیچ مارنے والی عورت کی آواز سنی - پوچھا یہ کون عورت
 ہے - لوگوں نے بتایا کہ عمرو کی بیٹی یا ان کی بہن ہے - فرمایا - کیوں روتی ہے یا اس پر نہ روتی کیونکہ
 فرشتے اپنے پردوں سے اس پر برابر سایہ کرتے رہے ہیں - یہاں تک کہ انہیں اٹھایا گیا -
تشریح از قاسمی لم تبکی اولا تبکی میں اگرچہ صراحتاً ممانعت نہیں ہے لیکن مراد
 انکار ہے - جس سے حدیث ترجمہ سے مطابق ہو جائے گی -

بَابُ لَيْسَ مِنَّا مَنْ شَقَّ الْجُيُوبَ

ترجمہ - جو شخص گریبان پھاڑے وہ ہم سے نہیں ہے -

حدیث نمبر ۱۱۱۱۱ حَدَّثَنَا أَبُو ثَعْلَبَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
 قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَطَمَ الْخُدُودَ وَشَقَّ
 الْجُيُوبَ وَدَعَى بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ -

ترجمہ - حضرت عبد اللہ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - وہ

شخص ہماری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جس نے رخساروں پر قیدیہ مارے اور گریبان چاک کیا۔
اور جاہلوں کی طرح نعرے لگائے۔

بَابُ رِثَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَعْدُ بْنُ خَوْلَةَ

ترجمہ۔ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سعد بن خولہ پر غم کھانا۔

حدیث نمبر ۱۱۱۱ ۱۱ ۱۲ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمُودُنِي عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ مِنْ وَجْعٍ اشْتَدَّ فَقُلْتُ إِنِّي قَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْوَجْعِ وَأَنَا ذُو مَالٍ وَلَا يَرِثُنِي إِلَّا ابْنَةٌ لِي أَفَاتَصَدَّقُ بِثُلْثِي مَالِي قَالَ لَا فَقُلْتُ فَالْشَّطْرُ فَقَالَ لَا ثُمَّ قَالَ الثُّلُثُ وَالثُّلُثُ كَبِيرٌ أَوْ كَثِيرٌ إِنَّكَ أَنْ تَذَرَوْرَثَكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَذَرَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُونَ النَّاسَ وَإِنَّكَ لَنْ تُنْفِقَ نَفَقَةً تَبْتَغِي بِهَا وَجْهَ اللَّهِ إِلَّا أَجَرْتَ بِهَا حَتَّى مَا تَجْعَلَ فِي فِي امْرَأَتِكَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَخْلَفُ بَعْدَ أَصْحَابِي قَالَ إِنَّكَ لَنْ تُخْلَفَ فَعَمَلُ عَمَلًا صَالِحًا لَا أَزِدُكَ بِهِ دَرَجَةً وَرَفْعَةً ثُمَّ لَعَلَّكَ أَنْ تُخْلَفَ حَتَّى يَنْتَفِعَ بِكَ أَقْوَامٌ وَيُضِدَّ بِكَ آخَرُونَ أَلَلَّهُمَّ امْضِ لِأَصْحَابِي هَجْرَتَهُمْ وَلَا تُرِدْهُمْ عَلَى أَعْقَابِهِمْ لَكِنَّ الْبَائِسُ سَعْدُ بْنُ خَوْلَةَ يَرِدُنِي لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ مَاتَ بِمَكَّةَ۔

ترجمہ۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ فرماتے ہیں کہ حجۃ الوداع کے سال جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس بیماری کی وجہ سے میری عیادت فرما رہے تھے۔ جو مجھ پر قوی ہو گئی تھی۔ تو میں نے عرض گزارا کہ حضرت میری بیماری کا تو یہ حال ہے کہ وہ مجھ پر غالب آگئی اور میں مالدار آدمی ہوں میرے پیچھے درخشاں سے صرف ایک میری بیٹی ہے۔ کیا میں اپنا دو تہائی مال صدقہ نہ کر دوں۔ آپؐ نے فرمایا نہیں۔ پھر میں نے کہا ادھا مال۔ فرمایا نہیں۔ فرمایا تیسرا حصہ صدقہ کر دو وہ بھی بڑا ہے یا بہت ہے۔ کیونکہ تمہارا اپنے درخشاں کو غنی چھوڑ جانا بہتر ہے۔ تلاش چھوڑنے سے کہ ہاتھ پھیلا کر لوگوں سے مانگتے پھرے۔ اور یہ بھی جان لو کہ تم جو بھی تھوڑا بہت اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے خرچ کر دو گے تمہیں اس کا

کا ثواب ضرور ملے گا۔ حتیٰ کہ اپنی بیوی کے منہ میں جو لقمہ تم ڈالو گے اس کا بھی ثواب ہو گا کیونکہ اس کا تم پر حق ہے۔ پھر میں نے کہا یا رسول اللہ کیا میں اپنے ساتھی مہاجرین جو آپ کے ساتھ واپس ہوں گے ان سے پیچھے رکھا جاؤں گا۔ آپ نے فرمایا ہرگز نہیں۔ آپ جو بھی نیک عمل کریں گے اللہ تعالیٰ اس کے بدلے آپ کے درجے اور رتبے زیادہ فرمائیں گے۔ پھر شاید آپ کو اتنی زندگی ملے کہ کچھ لوگ آپ سے فائدہ اٹھائیں اور کچھ لوگوں کو آپ سے نقصان پہنچے۔ اے اللہ میرے صحابہ کی ہجرت کو مکمل فرما ان کو پیچھے لوٹا کہ ہجرت کے ثواب سے محروم نہ فرما! لیکن سعد بن خولہؓ نقصان میں پڑنے والے ہیں۔ کہ وہ مکہ میں وفات پا گئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے غم خواری کا اظہار فرما رہے تھے۔

تشریح از قاسمی | ابن ماجہ کی روایت ہے نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن المراثی یہاں امام بخاری نے مرثیہ کا جواز ثابت کیا ہے۔ کہ مرثیہ ممنوعہ وہ ہے جس میں میت کی مدح ہو اس کی خوبیوں کا ذکر ہو۔ جس سے غم و حزن تازہ ہو جائے۔ اس جگہ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حزن کا اظہار فرمایا ہے کہ سعد بن خولہؓ ہجرت کے بعد پھر مکہ میں وفات پا گئے۔ جس میں کوئی مدح وغیرہ نہیں ہے۔ جس سے غم کی تجدید ہوتی ہو۔

لعنک الله تخلف الخ اس سے ان کے طول عمر کی بشارت ہے۔ چنانچہ وہ اس مرض کے بعد چالیس سال تک زندہ رہے عراق فتح کیا۔ مسلمانوں نے غنیمت کے مال سے نفع حاصل کیا۔ اور مشرکین کو ان سے نقصان پہنچا۔

یہ فرقہ کہ یہ امام زہریؒ کا قول ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان پر رحم کھاتے تھے۔ کہ بے چارے کی وفات مکہ میں ہوئی۔ جو ان کی ہجرت کی جگہ تھی۔ کاش ایسا نہ ہوتا۔

بَابُ مَا يُنْهَى مِنَ الْحَلْقِ عِنْدَ الْمَصِيبَةِ

ترجمہ۔ باب اس بارے میں کہ مصیبت کے وقت سرمٹہ دلنے سے روکا گیا ہے۔

حدیث نمبر ۱۱۳۱۱ **قَالَ الْحَكَمُ بْنُ مُوسَى** قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو بَرْدَةَ بْنُ أَبِي مُوَيْسَةَ وَجَعًا فَغَضِبَ عَلَيْهِ وَرَأْسُهُ فِي حَجْرٍ أَمْرًا مِنْ أَهْلِهِ فَلَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يَرُدَّ عَلَيْهِمَا شَيْنًا فَمَنْ أَفَاقَ قَالَ أَنَا بَرِيٌّ مِمَّنْ بَرِيٌّ مِنْهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بَدِئُ مِنَ الصَّالِقَةِ وَالْحَالِقَةِ وَالشَّاقَّةِ -

ترجمہ: حضرت ابو بردہ بن ابی موسیٰ فرماتے ہیں کہ میرے باپ حضرت ابو موسیٰ سخت بیمار ہوئے۔ یہاں تک کہ ان پر بے ہوشی طاری ہو گئی۔ ان کا مہران کے خاندان کی ایک عورت کی جھولی میں تھا۔ جو چیخ پڑی۔ وہ اس وقت تو اس کو کوئی جواب نہ دے سکے۔ البتہ جب انہیں بیماری سے ذرا آرام ہوا تو فرمانے لگے کہ میں ہر اس شخص سے بیزار ہوں جس سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیزار ہوئے۔ سنو! جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر عورت سے بیزار ہیں جو مصیبت کے وقت چیخ و پکار کرنے والی ہو۔ جو بال منڈوانے والی اور کپڑے پھاٹنے والی ہو۔

بَابُ لَيْسَ مِتَّامَنْ ضَرَبَ الْخُدُودَ

ترجمہ: جو رخساروں پر تھپڑ مارے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

حدیث نمبر ۱۱۱۴ ۱۱ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ مِتَّامَنْ ضَرَبَ الْخُدُودَ وَشَقَّ الْجُيُوبَ وَدَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ -

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ وہ شخص ہم سے نہیں ہے جس نے مصیبت کے وقت رخساروں کو پٹیا گریبانوں کو پھاڑا اور جاہلوں جیسے نعرے لگائے۔

بَابُ مَا يَنْهَى مِنَ الْوَيْلِ وَدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ عِنْدَ الْمُصِيبَةِ -

ترجمہ: مصیبت کے وقت جن چیزوں سے روکا گیا ہے مثلاً واویلا کہنا اور رونے کے وقت جاہلیت کے الفاظ پکارنا۔

حدیث نمبر ۱۱۱۵ ۱۱ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ الْإِنْعَنِي عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ مِتَّامَنْ ضَرَبَ الْخُدُودَ وَشَقَّ الْجُيُوبَ وَدَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ -

ترجمہ۔ حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جس نے مصیبت کے وقت رخساروں کو پیٹا۔ گریبا نوں کو پھاڑا۔ اور جاہلوں جیسے کلمات کہے جو شرعاً جائز نہیں ہیں۔

بَابُ مَنْ جَلَسَ عِنْدَ الْمُصِيبَةِ يُعْرِفُ فِيهِ الْحُزْنَ -

ترجمہ۔ باب اس شخص کے بارے میں جو مصیبت کے وقت اس حال میں بیٹھے کہ اس کے اندر

غم و اندوہ معلوم ہو۔

حدیث نمبر ۱۱۱۶ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى السَّمْعَتِيُّ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ لَمَّا جَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَتَلَ ابْنُ حَارِثَةَ وَجَعْفَرُ ابْنِ رَوَاحَةَ جَلَسَ يُعْرِفُ فِيهِ الْحُزْنَ وَأَنَا أَنْظُرُ مِنْ صَائِرِ الْبَابِ شَقِيَ الْبَابُ فَأَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ إِنَّ نِسَاءَ جَعْفَرٍ قَدْ كَرُبْنَ هُنَّ فَأَمَرَهُ أَنْ يَنْهَاهُنَّ فَذَهَبَ شَقَمَاتَاهُ الثَّانِيَةَ لَمْ يُطِيعْنَهُ فَقَالَ أَمَرَهُنَّ فَأَتَاهُ الثَّالِثَةُ قَالِ وَاللَّهِ غَلَبَنَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ فَرَعَمَتْ أُنْتَهُ قَالَ فَاحْثٌ فِي أَفْوَاهِهِنَّ الثُّرَابَ فَقُلْتُ أَرُغِمَ اللَّهُ أَنْفَكَ لَمْ تَفْعَلْ مَا أَمَرَكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ تَتْرُكْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْعَنَاءِ -

ترجمہ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حضرت زید بن حارثہؓ حضرت جعفرؓ اور حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کے شہید ہو جانے کی خبر آئی تو آپؐ اس حال میں بیٹھے تھے کہ غم و اندوہ آپؐ کے اندر پہچانا جاتا تھا۔ اور میں دروازہ کی دراڑ سے دیکھ رہی تھی۔ پس ایک آدمی آپؐ کے پاس آیا۔ اس نے آکر حضرت جعفرؓ کے خاندان کی عورتوں کے رونے کا ذکر کیا۔ آپؐ نے اس شخص کو حکم دیا کہ ان عورتوں کو روک دو۔ وہ شخص جا کر دوسری دفعہ واپس آکر کہنے لگا۔ کہ وہ عورتیں کہنا نہیں مانتیں۔ آپؐ نے فرمایا ان کو روک دو۔ پھر وہ تیسری مرتبہ آکر کہنے لگا۔ کہ یا رسول اللہ! اللہ کی قسم وہ عورتیں ہم پر غالب آگئیں۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آپؐ نے فرمایا۔ ان کے مونہوں میں مٹی ڈالو۔ میں نے کہا اللہ تیری ناک خاک آلودہ کرے یعنی تو نامراد ہو۔ جس کام کا

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھ کو حکم دیا وہ بھی نہیں کرتا اور بار بار اگر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف دینے سے بھی باز نہیں آتا۔

حدیث نمبر ۱۱۱۶ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَتَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهْرًا حِينَ قَتَلَ الْقُرَاءَ فَمَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَزِنَ حُزْنًا قَطُّ أَشَدَّ مِنْهُ -

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں۔ جب ستر قرار حضرات بمرمعوہ میں شہید کر دیئے گئے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہینہ بھر دھار قنوت پڑھی تو میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا سخت غمناک کبھی نہیں دیکھا۔

بَابُ مَنْ لَمْ يُظْمِرْ حُزْنَهُ عِنْدَ الْمَصِيبَةِ -

وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ كَعْبٍ الْجَزَعُ الْقَوْلُ السَّيِّئُ وَالظَّنُّ السَّيِّئُ وَقَالَ يَعْقُوبُ النَّبِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِنَّمَا أَشْكُو بَيَّتِي وَحُرْنِي إِلَى اللَّهِ -

ترجمہ۔ باب اس شخص کے بارے میں جو مصیبت کے وقت اپنے غم داندوہ کو ظاہر نہ کرے۔ چنانچہ محمد بن کعبؓ فرماتے ہیں کہ گھبراہٹ بُری بات اور بُرا گمان دونوں کو کہا جاتا ہے اور یعقوب علیہ السلام نے فرمایا کہ میں اپنی پریشانی اور غم کا شکوہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے نہیں کرتا۔

حدیث نمبر ۱۱۱۷ حَدَّثَنَا بَشْرُ بْنُ الْحَكَمِ أَنَّه سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ اشْتَكَى ابْنُ لَاحِيٍّ طَلْحَةَ قَالَ فَمَاتَ أَبُو طَلْحَةَ خَارِجٌ فَلَمَّا رَأَتْ امْرَأَتُهُ أَنَّهُ قَدْ مَاتَ هَيَّأَتْ شَيْئًا وَنَحَبَتْهُ فِي جَانِبِ الْبَيْتِ فَلَمَّا جَاءَ أَبُو طَلْحَةَ قَالَ كَيْفَ الْغَلَامُ قَالَتْ قَدْ هَدَأَتْ نَفْسُهُ فَأَرْجُوا أَن يَكُونَ قَدْ اسْتَرَاحَ وَظَنَّ أَبُو طَلْحَةَ أَنَّهُمَا صَادِقَةٌ قَالَ فَبَاتَ فَلَمَّا أَصْبَحَ اغْتَسَلَ فَلَمَّا ارَادَ أَنْ يَخْرُجَ أَعْلَمَتْهُ أَنَّهُ قَدْ مَاتَ فَصَلَّى مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ أَخْبَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا كَانَ مِنْهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَلَّ اللَّهَ أَنْ يُبَارِكَ لِهَمَانِي لِيَلِيَهُمَا قَالَ سَفِينٌ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَرَأَيْتُ تِسْعَةَ

أَوْلَادِ كُلِّهِمْ قَدْ قَرَأَ الْقُرْآنَ -

ترجمہ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو طلحہؓ کا ایک بیٹا بیمار ہوا۔ فرماتے ہیں کہ وہ بے چارہ اس حال میں وفات پا گیا کہ ان کے والد حضرت ابو طلحہؓ کہیں باہر گئے ہوئے تھے۔ پس جب ان کی بیوی حضرت ام سلیمؓ نے دیکھا کہ بچہ فوت ہو چکا ہے۔ تو انہوں نے خاوند کے لئے کچھ تیاری کی یا بچے کو غسل اور کفن دے کر تیار کر لیا۔ اور اسے گھر کے ایک کنارے میں الگ رکھ دیا۔ جب حضرت ابو طلحہؓ تشریف لائے اور لوٹ کے متعلق پوچھا کہ وہ کیسا ہے۔ تو اس نے کہا کہ وہ ٹھیک ٹھاک ہے۔ میں امید رکھتی ہوں کہ وہ آرام کر چکا ہے۔ ابو طلحہؓ نے گمان کیا کہ وہ سچ کہہ رہی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے اپنی بیوی کے ساتھ رات بسر کی اور اس سے ہمبستری کی۔ جب صبح کو غسل کر چکے اور باہر جانے کا ارادہ کیا تو بیوی نے شوہر کو بتلایا کہ بچہ تو وفات پا چکا ہے۔ تو ابو طلحہؓ نے جناب بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نماز پڑھی۔ اور آپؐ کو حضرت ام سلیمؓ کا وہ سارا واقعہ کہہ سنایا جو اس کی طرف سے پیش آیا تھا۔ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ شاید اللہ تعالیٰ ان دونوں کی اس رات میں ان دونوں کے لئے برکت پیدا کر دے تو سفیانؓ فرماتے ہیں۔ چنانچہ انصار کے ایک آدمی نے بتلایا کہ ان کی ادلا دیں میں نے نوپے دیکھے جو سب کے سب حافظ قرآن ہو چکے تھے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ | الجزء القول السی الخ امام بخاریؒ کی مراد اس ترجمہ

سے یہ ہے کہ مصیبت کے وقت غم کے ظاہر کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ جب تک کہ کوئی بڑا کلمہ نہ کہے۔ اور بدظن ہو کر اللہ تعالیٰ کے فضل عظیم سے ناامید نہ ہو جائے۔ اور جو شخص غم کو پنی جاتا ہے کسی پر اپنے کو ظاہر نہیں کرتا اس کے لئے فضل کثیر ہے۔ جیسے حضرت ام سلیمؓ کا واقعہ اس پر صریح دلالت کرنے والا ہے۔

انہما صدقۃ الخ اس سے معلوم ہوا کہ الفاظ کے ظاہری متبادر معافی کا اعتبار ہے تعریفاً

کذب کے ثابہ سے خالی نہیں ہوتیں۔ کیونکہ حضرت ابو طلحہؓ نے اپنی بیوی ام سلیمؓ کو ان کے قول ہمدء نفسہ کو اپنے گمان کے مطابق سچ سمجھا۔ جس سے لازم آیا کہ درحقیقت یہ جھوٹ تھا کیونکہ محققین کے نزدیک صدق و کذب کے درمیان کوئی واسطہ نہیں ہے۔

تشریح از شیخ زکریا | علامہ عینی فرماتے ہیں کہ ترجمہ سے مطابقت مقابلہ کی صورت میں ہوگی۔ وہ اس طرح کہ جب کوئی شخص قول حسن اور ظن حسن کے ذریعہ اظہار غم چھوڑ دے تو یقیناً جزع ممنوع شرعاً ہی ہوگا جس میں بُرا قول اور بُرا امکان پایا جائے۔ اور حضرت یعقوب علیہ السلام کا قول ترجمہ سے اس طرح مطابق ہوگا کہ جب حضرت یعقوب علیہ السلام نے مراحتہ اس مصیبت کے غم کا کسی کے سامنے اظہار نہیں کیا بلکہ اپنا سارا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا تو جزع و فزع نہ ہوئی۔

ہمد نفسہ حضرت ام سلیم نے تو سکون نفس سے موت مراد لی۔ حضرت ابو طلحہؓ نے اسے سکون نفس من المرض اور بیماری کا زائل ہونا گمان کیا کہ اسے تندرستی حاصل ہوگئی۔ انہما مبادقۃ بالنسبۃ الیٰ فہمہ۔

علامہ عینی فرماتے ہیں۔ حدیث سے ایک یہ فائدہ بھی معلوم ہوا کہ عند الضرورت کلام میں تحریشاً جائز ہیں بشرطیکہ اس سے کسی مسلمان کا حق نہ مارا جائے۔ اور حضرت ام سلیمؓ کے واقعہ میں یہ بھی ہے کہ انہوں نے حضرت ابو طلحہؓ سے اس شرط پر نکاح کیا تھا کہ وہ مسلمان ہو جائیں۔ چنانچہ شادی ہوئی۔ ان کو حمل ہوا۔ ایک خوب صورت بچہ کو جنم دیا۔ جس سے حضرت ابو طلحہؓ سخت محبت کرتے تھے۔ وہ بیچارہ اوقات پائی۔ اس دن ابو طلحہؓ روزہ دار تھے۔ حضرت ابو طلحہؓ کے یہاں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے بچہ پیدا ہوا۔ وہ حضرت عبداللہ بن ابی طلحہؓ تھے۔ جن کی اولاد در اولاد میں نو بچے ایسے پیدا ہوئے جو سب کے سب حافظ قرآن ہوئے۔

بَابُ الصَّبْرِ عِنْدَ الصَّدَمَةِ الْأُولَى

وَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لَأَنْ نَنْعَمَ بِالْعِلَاوَةِ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمْ مُصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ أَوْلَيْكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتُ رَبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَأَوْلَيْكَ مِمَّنْ الْمُسْتَدُونَ وَقَوْلِهِ تَعَالَى وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ وَإِنَّهَا لَكَبِيرَةٌ إِلَّا عَلَى الْغَاسِقِينَ۔

ترجمہ۔ پہلے صدمہ کے وقت میرے کنا اجر کا باعث ہے۔ حضرت عمرؓ کا فرمان ہے کہ یہ دونوں

گٹھڑیاں اچھی ہیں اور درمیان والی گٹھڑی بھی بہتر ہے۔ عدلان اس گٹھڑی کو کہتے ہیں۔ جن کو وزن برابر کرنے کے لئے جانور کے دونوں طرف رکھی جاتی ہیں۔ اور علاوہ وہ گٹھڑی ہے جو ان دونوں کے درمیان رکھی جلتے۔ عدلان سے مراد اس جگہ صلوٰۃ اور رحمت ہے اور علاوہ سے مراد اذلتک ہم المہتدون ہے۔

ترجمہ۔ صبر کرنے والے وہ لوگ ہیں جن کو جب بھی کوئی مصیبت پہنچے تو وہ انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ کی خاص رحمتیں اور عام رحمتیں ہیں اور یہی ہدایت یافتہ لوگ ہیں۔ اور دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اے ایمان والو! صبر اور نماز سے مدد پکڑو۔ بے شک یہ نماز گراں مزدور ہے۔ مگر جو اللہ تعالیٰ کے سامنے بچکنے والے لوگ ہیں ان کے لئے کوئی گمراہی نہیں ہے۔
حدیث نمبر ۱۱۱۹ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الصَّبْرُ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْأُولَى۔
 ترجمہ۔ حضرت انس بن مالک بن ابی بکر صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ صبر وہی معبر ہے جو ازل مصیبت کے وقت کیا جائے۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّا بَكْلٌ لِحَزُونٍ
 وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَذُمُّ مَعَ الْعَيْنِ وَيَحْزَنُ الْقَلْبُ۔

ترجمہ۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ہم تیری وجہ سے غمگین ہیں۔ اور ابن عمر جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنکھ آنسو بہاتی ہے اور دل غم ناک ہوتا ہے۔
حدیث نمبر ۱۱۲۰ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ دَخَلْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أَبِي سَيْفِ الْقَيْنِ وَكَانَ ظُلُمًا لِبُرْهَمٍ فَأَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِبْرَاهِيمَ فَقَبَّلَهُ وَشَمَّهُ ثُمَّ دَخَلْنَا عَلَيْهِ بَعْدَ ذَلِكَ وَإِبْرَاهِيمُ يَجُودُ بِنَفْسِهِمْ فَجَعَلْتُ عَيْنَا رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَذُرُ فَإِنْ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ وَأَنْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ

يَا ابْنَ عَوْفٍ إِنَّمَا رَجَعْتُكُمْ أَبْتَعَهَا بِأُخْرَى فَقَالَ إِنَّ الْعَيْنَ تَذُمَّعُ وَالْقَلْبُ
يَحْزَنُ وَلَا نَقُولُ إِلَّا مَا يَرْضَى رَبُّنَا وَإِنَّا بِفِرَاقِكَ يَا اِبْرَاهِيمَ لَمَحْزُونُونَ وَ
رَوَاهُ مُوسَى .

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ
ابوسیف لویار کے پاس حاضر ہوئے جو صاحبزادہ ابراہیم کا رضاعی باپ تھا۔ پس جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے صاحبزادہ ابراہیم کو ان سے لے کر بوسہ دیا۔ اور سوگھا۔ پھر اس کے بعد جب
ہم حاضر ہوئے تو اپنی جان کی سخت کربا تھا یعنی جان کنی کی حالت تھی۔ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی دونوں آنکھیں آنسو بہانے لگیں۔ جن پر حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ نے فرمایا یا رسول اللہ
آپ بھی روتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا اے ابن عوف یہ تو رحمت کے آنسو ہیں۔ اتنے میں دوسرا آنسو بھی
اس کے پیچھے ٹپک پڑا۔ آپؐ نے فرمایا آنکھ آنسو بہاتی ہے اور دل غم ناک ہوتا ہے۔ لیکن ہم کوئی
ایسی بات نہیں کہتے جس سے ہمارا دلب ناراض ہو۔ اے ابراہیم! ہم بے شک تیری جدائی کے صدمہ
کی وجہ سے غمگین ہیں۔ اس کو موسیٰ نے روایت کیا۔

تشریح از قاسمی | حدیث باب سے ثابت ہوا کہ میت پر حزن جائز آہ و بکا ناجائز ہے۔

بَابُ الْبُكَاءِ عِنْدَ الْمَرِيضِ

ترجمہ۔ بیمار آدمی کے پاس رونا کیسا ہے۔

حدیث نمبر ۱۱۲۱ حَدَّثَنَا أَصْبَغُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ أَشْكِي
سَعْدُ بْنُ عِبَادَةَ شَكْوَى لَهُ فَأَتَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُهُ مَعَ
عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ وَسَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ فَلَمَّا دَخَلَ
عَلَيْهِ فَوَجَدَهُ فِي غَاشِيَةٍ أَهْلِهِ فَقَالَ قَدْ قَضَى فَقَالُوا لَا يَا رَسُولَ اللَّهِ فَبَكَى
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَأَى الْقَوْمُ بُكَاءَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بَكَوْا فَقَالَ لَا تَتَمَعُّونَ إِنَّ اللَّهَ لَا يُعَذِّبُ بِدَمْعِ الْعَيْنِ وَلَا بِحُزَنِ الْقَلْبِ وَ
لَكِنْ يُعَذِّبُ بِهَذَا أَوْ أَشَارَ إِلَى لِسَانِهِ أَوْ يَرْحَمُ وَإِنَّ الْمَيِّتَ يُعَذِّبُ بِبُكَاءِ

أَهْلِهِ عَلَيْهِ وَكَانَ عَمْرٌ يَضْرِبُ فِيهِ بِالْعَصَى وَيَرْمِي بِالْحِجَارَةِ وَيَحْثِي
بِالْثَّرَابِ -

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضرت سعد بن عبادہؓ ایک مرتبہ سخت بیمار ہوئے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی بیماری پر سی کے لئے ان کے یہاں تشریف لائے۔ جبکہ حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ سعد بن ابی وقاصؓ اور عبداللہ بن مسعودؓ بھی آپ کے ہمراہ تھے پس جب آپ ان کے پاس تشریف لائے تو گھر کے لوگ ان کو گھیرے ہوئے تھے۔ آپ نے پوچھا کیا وہ فوت ہو گیا لوگوں نے بتلایا کہ نہیں یا رسول اللہ! تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم روپڑے آپ کو روتا دیکھ کر قوم کے لوگ بھی روپڑے۔ جس پر آپ نے ارشاد فرمایا کہ کیا سنتے نہیں ہو کہ اللہ تعالیٰ آنکھ کے آنسو بہانے اور دل کے غمگین ہونے پر عذاب نہیں دیں گے۔ لیکن اس پر عذاب دیں گے اور اپنی زبان کی طرف اشارہ فرمایا یا یہ کہ رحم کر دیں گے۔ اور میت کو اس کے گھر والوں کے رونے کی وجہ سے عذاب دیا جائے گا۔ اور حضرت عمرؓ ایسے رونے پر لٹھی سے مارتے تھے۔ پتھر پھینکتے تھے اور مٹی منہ میں ڈالتے تھے۔

تشریح از شیخ گنگوہی **اَلَا تَسْمَعُونَ** الخ آپ نے یہ اس لئے فرمایا تاکہ اس رونے پر زیادتی کرتے ہوئے نوحہ پر جرأت نہ کریں اور نوحہ کی ممانعت ہے۔

تشریح از شیخ زکریا **اَلَا تَسْمَعُونَ** الخ اس میں آپ نے بعض لوگوں کے انکار پر ارشاد فرمایا کہ دونوں حالتوں میں غم ناک ہونا ممنوع نہیں۔ بکار نوحہ ممنوع ہے۔ نیز حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا رونا میت پر تو نہیں تھا وہ تو زندہ پر تھا۔ نیز اس واقعہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ واقعہ حضرت ابراہیمؑ کے واقعہ کے بعد کا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ ہمراہ تھے۔ انہوں نے کوئی اعتراض نہ کیا کیونکہ ان کو پہلے علم ہو چکا ہے کہ مطلق بکار پر وعید نہیں ہے۔

بَابُ مَا يَنْهَى عَنِ النَّوْجِ وَالْبُكَاءِ وَالزَّجْرِ عَنْ ذَلِكَ

ترجمہ: جو نوحہ اور بکار ممنوع ہے اور اس پر جو ڈانٹ ڈپٹ کی جائے اس کا بیان ہے۔

حدیث نمبر ۱۱۲۲ ۱۱ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَوْشَبٍ السَّمْعَتِيُّ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا تَقُولُ لَمَّا جَاءَ قَتْلُ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ وَجَعْفَرُ وَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رَوَاحَةَ حَبَسَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْرِفُ فِيهِ الْحُزْنَ وَأَنَا أَظْلَعُ مِنْ شِقِّ الْبَابِ فَاتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ أَيُّ رَسُولِ اللَّهِ إِنَّ نِسَاءَ جَعْفَرٍ وَذَكَرُ بِكَاءَ هُنَّ فَأَمَرَهُ أَنْ يَنْهَاهُنَّ فَذَهَبَ الرَّجُلُ ثُمَّ أَتَى فَقَالَ قَدْ نَهَيْتُهُنَّ وَذَكَرَاتُهُ لَمْ يُطِئْنَهُ فَأَمَرَهُ الثَّانِيَةَ أَنْ يَنْهَاهُنَّ فَذَهَبَ ثُمَّ أَتَاهُ فَقَالَ وَاللَّهِ لَقَدْ غَلَبَنِي أَوْ غَلَبَنَا الشَّكُّ مِنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَوْشَبٍ فَرَعِمْتُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَاخْتُ فِي أَفْوَاهِهِنَّ مِنَ التُّرَابِ فَقُلْتُ أَرْغَمَ اللَّهُ أَنْفَكَ فَوَاللَّهِ مَا أَنْتَ بِفَاعِلٍ وَمَا تَرَكْتَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْعَنَاءِ.

ترجمہ - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب حضرت زید بن حارثہؓ اور حضرت عبد اللہ بن رواحہؓ کے قتل ہو جانے کی خبر پہنچی تو آپؐ ایسے بیٹھے تھے کہ غم و اندوہ آپؐ کے چہرہ سے پہچانا جاتا تھا۔ میں دروازے کی دراز سے جھانک رہی تھی۔ پس ایک آدمی آپؐ کے پاس آکر کہنے لگا کہ اے اللہ کے رسولؐ جعفرؓ کے خاندان کی عورتیں رو رہی ہیں۔ تو آپؐ نے ان کو روکنے کا حکم دیا۔ تو یہ آدمی گیا اور پھر آکر کہنے لگا کہ وہ اس کا کہنا نہیں مانتیں۔ آپؐ نے دوسری مرتبہ روکنے کا حکم دیا تو وہ شخص چلا گیا۔ اور پھر آکر کہنے لگا کہ اللہ کی قسم! وہ مجھ پر یا ہم پر غالب آ گئیں (محمد بن حو شب کو شک ہے) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کے مونہوں میں مٹی ڈالو۔ میں نے کہا اللہ تجھے ناکام و نامراد بنائے۔ واللہ نہ تو تو وہ کام کرنے والا ہے اور نہ ہی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مشقت سے نجات دیتا ہے۔

حدیث نمبر ۱۱۲۳ ۱۱ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ الْإِسْطَخْرِيُّ عَنْ أُمِّ عَصِيَّةَ قَالَتْ أَخَذَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ الْبَيْعَةِ أَنْ لَا نَنْوَحَ فَمَا وَفَتْ مِثْلًا مَرَّةً غَيْرُ خَمْسٍ نِسْوَةٍ أُمِّ سَلِيمٍ وَأُمِّ الْعَلَاءِ وَابْنَةُ

أَبِي سَيِّدَةَ امْرَأَةٍ مَّعَازٍ وَأَمْرَآتَانِ أَوْ ابْنَةً أَبِي سَيِّدَةَ قَامْرَةَ مَّعَازٍ وَأَمْرَأَةً
أُخْرَى -

ترجمہ۔ حضرت ام عطیہؓ فرماتی ہیں کہ بیعت کرتے وقت جناب بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم
عورتوں سے یہ وعدہ لیا تھا کہ ہم نوحہ نہیں کریں گی۔ ہم میں سے علاوہ پانچ عورتوں کے حضور انور صلی اللہ
علیہ وسلم کے حکم کو اور کسی عورت نے پورا نہ کیا۔ ان پانچ میں سے ایک حضرت ام سلیمؓ ہے۔ دوسری
ام العلاءؓ ہے۔ تیسری ابوسیرہ کی بیٹی ہے۔ چوتھی معاذ کی بیوی ہے اور پانچویں کوئی اور عورت ہے۔

تشریح از قاسمی | پہلی روایت میں امرہ ان ینہا ہن کے الفاظ سے ترجمہ ثابت ہے اور
ترجمہ کا دوسرا جز زہرہ تھا۔ جو فاحشہ فی افواہ ہن من التراب سے ثابت ہے اور دوسری
روایت میں ان لا نوح سے ترجمہ ثابت ہو رہا ہے۔ کہ اگر نوحہ مہنی عنہ نہ ہوتا تو حضور انور صلی اللہ
علیہ وسلم اس پر بیعت نہ لیتے۔

بَابُ الْقِيَامِ لِلْجَنَازَةِ

ترجمہ۔ جنازہ کے لئے کھڑا ہو جانا۔

حدیث نمبر ۱۱۲۴ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ
عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا رَأَيْتُمُ الْجَنَازَةَ فَقُومُوا حَتَّى
نُخِفَّكُمْ وَزَادَ الْحَمِيدِيُّ حَتَّى نُخِلْفَكُمْ أَوْ تُؤْضَعَ -

ترجمہ۔ حضرت عامر بن ربیعہؓ جناب بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے
ارشاد فرمایا کہ جب تم لوگ جنازہ کو دیکھو تو اٹھ کھڑے ہو۔ یہاں تک کہ وہ جنازہ تمہیں پیچھے چھوڑ
جائے اور حمیدؓ نے یہ الفاظ زیادہ کئے وہ جنازہ تمہیں پیچھے چھوڑ جائے یا اتار کر رکھ دیا جائے۔
فقوموا تعظیماً للمیت یا موت کے ہولناک منظر کی وجہ سے کھڑا ہونا چاہیے۔ ائمہ ثلاثہؓ کو اس
کو منسوخ کہتے ہیں۔ البتہ امام ادزاعیؒ اور امام احمدؒ اور اہل طواہر اس کو غیر منسوخ مانتے ہیں اور فرماتے
ہیں۔ جنازہ کو دیکھ کر اس وقت تک کھڑا رہے جب تک کہ وہ گردنوں سے اتار کر رکھ نہ دیا جائے یا
آگے نکل جائے۔

بَابُ مَتَى يَقْعُدُ إِذَا قَامَ لِلْجَنَازَةِ

ترجمہ۔ جب جنازہ کے لئے کھڑا ہو جائے تو کب بیٹھے۔

حدیث نمبر ۱۱۲۵ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ
عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ جَنَازَةً فَإِنْ لَمْ يَكُنْ
مَأْشِيًا مَعَهَا فَلْيَقُمْ حَتَّى يُخَلِّفَهَا أَوْ تُخَلِّفَهُ أَوْ تَوَضَّعَ مِنْ قَبْلِ أَنْ
تُخَلِّفَهُ -

ترجمہ۔ حضرت عامر بن ربیعہؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ
آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص کسی جنازہ کو دیکھے۔ تو اگر وہ اس جنازہ کے ساتھ
چلنے والا نہیں ہے۔ تو اس وقت تک کھڑا رہے جب یہ اسے پیچھے چھوڑ دے۔ یا وہ اسے پیچھے چھوڑ
جائے۔ یا پیچھے چھوڑنے سے پہلے ہی رکھ دیا جائے۔

حدیث نمبر ۱۱۲۶ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا رَأَيْتُمُ الْجَنَازَةَ فَقُومُوا فَنُتَبِعَهَا فَلَا
يَقْعُدُ حَتَّى تَوَضَّعَ -

ترجمہ۔ حضرت ابوسعید خدریؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ
آپؐ نے فرمایا کہ جب تم جنازہ کو دیکھو تو اٹھ کھڑے ہو۔ پس جو شخص جنازے کے ساتھ چلے وہ اس
وقت تک نہ بیٹھے جب تک اسے رکھ نہ دیا جائے۔ ممکن ہے اتارنے کے لئے مدد کی ضرورت پڑے۔

بَابُ مَنْ تَبِعَ جَنَازَةً فَلَا يَقْعُدُ حَتَّى تَوَضَّعَ عَنْ مَنَاكِبِ الرِّجَالِ فَإِنْ قَعَدَ أُمِرَ بِالْقِيَامِ -

ترجمہ۔ جو شخص جنازے کے ساتھ چلے وہ اس وقت تک نہ بیٹھے جب تک جنازہ مردوں کے کندھوں
سے اتار کر نیچے نہ رکھا جائے۔ اگر بیٹھ جائے تو اسے کھڑا ہونے کا حکم دیا جائے گا۔

حدیث نمبر ۱۱۲۷ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمِقْبَرِيِّ عَنْ
أَبِيهِ قَالَ كُنَّا فِي جَنَازَةٍ فَأَخَذَ أَبُو هُرَيْرَةَ بِيَدِ مَرْوَانَ فَجَلَسَا قَبْلَ أَنْ

أَنْ تُوَضَّعَ فَجَاءَ أَبُو سَعِيدٍ قَالَ فَأَخَذَ بِيَدِ مَرْوَانَ فَقَالَ قُمْ فَوَاللَّهِ لَقَدْ عَلِمَ هَذَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَمَّهَا نَاعَنَ ذَلِكَ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ صَدَقَ -

ترجمہ۔ حضرت سعید المقبری اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم ایک جنازہ میں تھے حضرت ابو ہریرہؓ نے مروان حاکم مدینہ کا ہاتھ پکڑا اور یہ دونوں جنازہ کے رکھے جانے سے پہلے بیٹھ گئے۔ حضرت ابوسعیدؓ تشریف لائے انہوں نے مروان کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا۔ اٹھ کھڑے ہو۔ اللہ کی قسم! یہ شخص حضرت ابو ہریرہؓ جانتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس سے منع فرمایا تھا۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا۔ ابوسعیدؓ نے سچ فرمایا۔

تشریح از قاسمی فتح الباری میں ہے۔ کہ مروان نے حضرت ابو ہریرہؓ سے کہا کہ آپ نے مجھے کیوں نہیں بتلایا۔ تو حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ آپ امام تھے جب آپ بیٹھ گئے تو میں بھی آپ کے ساتھ بیٹھ گیا۔ معلوم ہوا کہ حضرت ابو ہریرہؓ کے نزدیک قیام ضروری نہیں تھا۔ چنانچہ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ امت کا عمل بھی اسی پر چلا آ رہا ہے۔

بَابُ مَنْ قَامَ لَجَنَازَةِ يَهُودِيٍّ

ترجمہ۔ باب اس شخص کے بارے میں جو یہودی کے جنازے کیلئے بھی اٹھ کھڑا ہوا۔

حدیث نمبر ۱۱۲۸ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ مَرَّ بِنَا جَنَازَةً فَقَامَ لَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفُتْنَا فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّمَا جَنَازَةٌ يَهُودِيٍّ قَالَ فَإِذَا رَأَيْتُمُ الْجَنَازَةَ فَتَقُومُوا -

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبد اللہؓ فرماتے ہیں کہ ہمارے پاس سے ایک جنازہ گذرا۔ جس کے لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی کھڑے ہوئے اور ہم لوگ بھی آپ کے ساتھ کھڑے ہو گئے۔ پس بعد ازاں ہم نے کہا یا رسول اللہ! یہ تو یہودی کا جنازہ تھا۔ آپ نے فرمایا۔ بہر حال جب بھی تم کوئی جنازہ دیکھو تو اس کے لئے کھڑے ہو جایا کرو۔

حدیث نمبر ۱۱۲۹ حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ كَانَ سَمَلُ بْنُ حَنِيفٍ وَقَيْسُ بْنُ سَعْدٍ

قَاعِدَيْنِ بِالْقَادِسِيَّةِ قَرَّرَ عَلَيْهِمَا بِجَنَازَةٍ فَقَامَا فَقِيلَ لَهُمَا إِنَّهُمَا مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ
أَيُّ مِنْ أَهْلِ الذِّمَّةِ فَقَالَا إِنَّ الْبَيْتَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّتْ بِهِ جَنَازَةٌ
فَقَامَ فَقِيلَ لَهُ إِنَّهَا جَنَازَةٌ يَهُودِيَّةٌ فَقَالَ أَلَيْسَتْ نَفْسًا

ترجمہ۔ عبدالرحمن ابن ابی یسلی فرماتے ہیں کہ حضرت سہل بن حنیف اور قیس بن سعد دونوں قادیہ
کے مقام پر بیٹھے ہوئے تھے (جو کوذ کے قریب ایک چھوٹا سا شہر ہے) تو کچھ لوگ ان کے پاس سے ایک جنازہ
لے کر گزرے۔ تو یہ دونوں کھڑے ہو گئے۔ ان سے کہا گیا کہ یہ تو اہل ارض یا ایک ذمی کا جنازہ ہے جس پر
ان دونوں حضرات نے فرمایا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے بھی ایک جنازہ گزرا تھا۔
جس کے لئے آپ کھڑے ہو گئے تھے۔ جس پر آپ سے کہا گیا کہ حضرت! وہ یہودی کا جنازہ ہے۔ آپ
نے ارشاد فرمایا کہ کیا وہ جی نہیں ہے (عبادت تو ہر جنازہ سے حاصل ہوتی ہے) نیز! مسلم شریف
میں ہے کہ ہم تو ان فرشتوں کے لئے اٹھتے ہیں۔ جو جنازہ کے ساتھ ہوتے ہیں۔ تو تذکر موت اور تعظیم ملائکہ

بَابُ جَمَلِ الرَّجُلِ الْجَنَازَةَ دُونَ النِّسَاءِ

ترجمہ۔ مرد جنازے کو اٹھائیں۔ عورتیں نہ اٹھائیں۔

حدیث نمبر ۱۱۳۳ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ سَمِعَ
أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أُضْعِفَتِ
الْجَنَازَةُ وَاحْتَمَلَهَا الرِّجَالُ عَلَى أَعْنَاقِهِمْ فَإِنْ كَانَتْ صَالِحَةً قَالَتْ قَدِ مَوْتَتْ
وَإِنْ كَانَتْ غَيْرَ صَالِحَةٍ قَالَتْ يَا وَيْلَهَا أَيْنَ تَذْهَبُونَ بِهَا يَسْمَعُ صَوْتَهَا كُلُّ
شَيْءٍ إِلَّا الْإِنْسَانَ وَلَوْ سَمِعَهُ لَصَبَقَ

ترجمہ۔ حضرت ابوسعید الخدریؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ جب جنازہ رکھ دیا جاتا ہے۔ جب کہ اس کو مردوں نے اپنی گردنوں پر اٹھایا ہوا ہو۔ تو اگر وہ
یک بخت ہے تو کہتا ہے مجھے آگے لے چلو۔ اگر بد بخت ہے تو کہتا ہے مائے افسوس تم اس کو کہاں
لے جا رہے ہو۔ اس کی آواز کو انسان کے علاوہ ہر چیز سنتی ہے اگر انسان سن لے تو بے ہوش
ہو کر گر پڑے۔

تشریح از شیخ نگوی ترجمہ احمہما المرءان سے ثابت ہوا۔ اس طرح
قد مونیٰ دایضہ مذہبوت کے الفاظ بھی اس پر دلالت کرتے ہیں۔ ہاں عورتوں کے لئے
جنازہ کا اٹھانا اس وقت جائز ہے۔ جب مرد نہ ہوں یا کوئی اور ضرورت پیش آجائے۔

تشریح از شیخ زکریا اگر اشکال ہو کہ ظاہر الفاظ حدیث سے عورتوں کے لئے ممانعت معلوم
نہیں ہوتی۔ کیونکہ یہ تو اخبار ہے کوئی شریعت کا حکم نہیں بیان ہو رہا۔ تو کہا جائے گا مہما املق شارع
کے اخبار کو بھی تشریح پر حمل کرنا چاہیے۔ نیز حافظ نے فتح الباری میں حضرت انس بن مالک سے
روایت نقل کی ہے۔ غالباً اسی کی طرف مصنف نے اشارہ فرمایا ہے۔ اگرچہ وہ روایت علی غیر شرط
مصنف ہے۔ مگر اس میں یہ تصریح ہے۔

قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جَنَازَةٍ فَرَأَى
نِسْوَةً فَقَالَ أَتَجِلْتُمْ قُلْنَ لَا قَالَ أَتَدْفَنْنَ قُلْنَ قُلْنَ لَا فَرَجِعْنَ مَا رُدُّ رَات
غَيْرَ مَا جُورَات۔

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک جنازے
میں گئے۔ تو آپؐ نے کچھ عورتوں کو دیکھا۔ تو فرمایا کہ تم اسے اٹھاؤ گی انہوں نے کہا نہیں۔ فرمایا کہ کیا
اسے دفن کر دگی کہ نہیں۔ تو فرمایا گناہ لے کر واپس جاؤ۔ تمہیں کوئی اجر نہیں ملے گا۔ امام نوویؒ
فرماتے ہیں کہ اس مسئلہ میں علماء کے مابین کوئی اختلاف نہیں ہے۔ وجہ یہ ہے کہ جنازے کی مشایعت
تو مردوں نے کر فی ہے اگر عورتیں بھی ان کے ساتھ خلط ملط ہو گئیں تو فتنہ کا خطرہ ہے اور اس طرح
کی روایت ابن ماجہ میں حضرت علیؓ سے بھی مروی ہے۔

کتاب شیوعہ الا للنساء جن بھی انہی کے حکم میں ہیں۔ کیونکہ بعض روایات میں اس
کی تصریح وارد ہو چکی ہے۔

بَابُ السَّرْعَةِ بِالْجَنَازَةِ

وَقَالَ أَنَسٌ أَنَّهُ مُشِيعُونَ فَأَمَشُوا بَيْنَ يَدَيْهَا وَخَلْفَهَا وَعَنْ
يَمِينِهَا وَعَنْ شِمَالِهَا وَقَالَ غَيْرُهُ قَرِيبًا مِنْهَا۔

ترجمہ۔ یہ باب جنازے کو جلدی لے جانے کے بارے میں ہے۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ تم لوگ جنازے کو پہچاننے والے ہو وفد کی شکل میں۔ لہذا اس کے آگے بھی چلو پچھو بھی دایں اور بائیں ہر طرف سے غیر انس نے کہا کہ اس جنازے کے قریب قریب۔

حدیث نمبر ۱۱۳۱ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَسْرِعُوا بِالْجَنَازَةِ فَإِنْ تَكَ صَالِحَةً فَخَيْرٌ تُقَدِّمُونَهَا وَإِنْ تَكَ سَوًى ذَلِكَ فَشَرٌّ تَضَعُونَهَا عَنْ رِقَابِكُمْ۔

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ جنازہ کو جلدی لے جاؤ۔ پس اگر وہ نیک ہے تو یہ ایک خیر ہے جسے تم آگے لے جا رہے ہو۔ اگر اس کے سوی ہے یعنی غیر صالح ہے تو یہ ایک شر ہے جسے تم اپنی گردنوں سے اتار کر رکھ رہے ہو۔ مگر یہ امر عارِ نحیف ہو۔ بین المشی المتعاد والجنب۔ یعنی درمیانی چال ہو۔

بَابُ قَوْلِ الْمَيِّتِ وَهُوَ عَلَى الْجَنَازَةِ قَدِّمُونِي

ترجمہ۔ میت کا بولنا جب کہ وہ چار پائی پر ہو۔ کہ مجھے آگے لے چلو۔

حدیث نمبر ۱۱۳۲ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَنََّّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا وُضِعَتِ الْجَنَازَةُ فَاحْتَمَلَهَا الرِّجَالُ عَلَى أَعْنَاقِهِمْ فَإِنْ كَانَتْ صَالِحَةً قَالَتْ قَدِّمُونِي وَإِنْ كَانَتْ غَيْرَ صَالِحَةٍ قَالَتْ لَا هِلْهَا يَا وَيْلَهَا آيُنْ تَذْهَبُونَ بِهَا يَسْمَعُ صَوْتَهَا كُلُّ شَيْءٍ إِلَّا الْإِنْسَانَ لَصِيقًا۔

ترجمہ۔ حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے۔ کہ جب جنازے کو نیچے رکھا جاتا ہے۔ جب کہ مردوں نے اسے اپنی گردنوں پر اٹھایا ہوا ہو۔ پس اگر وہ نیک ہے تو کہتا ہے مجھے آگے لے چلو۔ اگر وہ نیک نہیں ہے تو وہ اپنے گھروالوں سے کہتا ہے۔ کہ ہٹے اس کی ہلاکت۔ اسے تم کہاں لے جا رہے ہو۔ اس کی اس آواز کو انسان کے سوا ہر ایک چیز سنتی ہے۔ اگر انسان سن لے تو بے ہوش ہو جائے۔

تشریح از شیخ زکریا | امام بخاری نے اس حدیث ابو سعید پر ترجمہ باندھا ہے۔ **قوله**

المیت وهو علی الجنائزہ قدمونی اور آگے ص ۱۸۴ پر یہی حدیث ابو سعید خدریؓ امام بخاریؒ دوبارہ لائے ہیں وہاں ترجمہ باندھا ہے کلام المیت علی الجنائزہ تو اس تکرار کی حکمت یہ بیان کی جاتی ہے کہ یہ پہلا ترجمہ تو قبل ازیں ترجمہ سرعۃ بالجنائزہ کے مناسب ہے۔ کہ اس کی پیشی حمل جنائزہ سے شروع ہو جاتی ہے۔ اور میرے نزدیک یہ باب فی باب کے قبیلہ سے ہے کہ کلام المیت علی الجنائزہ سے امام بخاریؒ نے تنبیہ فرمائی کہ کلام المیت علی الجنائزہ کے باب میں جو حدیث بیان کی ہے۔ اس جگہ لفظ جنائزہ سے میت مراد ہے۔ کیونکہ اس کی تائید بعد والے قول قدمونی سے ہوتی ہے۔ اور ترجمہ ثانیہ جو ص ۱۸۴ پر ہے۔ اس میں مصنفؒ کا مقصد اثبات کلام المیت نصاً ہے۔ کیونکہ ابو داؤد کی روایت میں ہے کہ یہود نے آپؐ سے پوچھا تھا **هل تکلم المیت ای الجنائزہ**۔ آپؐ نے فرمایا اللہ اعلم ابھی تک آپؐ کو بذریعہ وحی اطلاع نہیں ہوئی تھی۔ اس حدیث سے صراحت معلوم ہوا کہ میت کلام کرتا ہے جیسے یہودی نے کہا۔ یتکلم الخ

بَابُ مَنْ صَفَّ صَفَّيْنِ أَوْ ثَلَاثَةَ عَلَى الْجَنَازَةِ خَلْفَ الْإِمَامِ

ترجمہ۔ جنائزہ پر امام کے پیچھے دو یا تین صفیں باندھی جائیں۔

حدیث نمبر ۳۳۱۱ **حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى عَلَى التَّجَاشِيِّ فَكَنتُ فِي الصَّفِّ الثَّانِي أَوِ الثَّلَاثِ**

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبد اللہؓ فرماتے ہیں۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی بادشاہ حبشہ کی نماز جنائزہ غائبانہ پڑھی تو میں دوسری یا تیسری صف میں تھا۔

تشریح از شیخ گنگوہی | فی الصف الثانی اور الثالث۔ راوی کے اس تردد

سے معلوم ہوا کہ دونوں امر جائز ہیں۔ اس لئے کہ اگر تشریف ضروری ہوتی یا ایک اور دو صفیں بنانا ضروری ہوتا تو راوی کو تردد نہ ہوتا۔ اتنی بات اثبات ترجمہ کے لئے کافی ہے۔

تشریح از شیخ زکریا | میرے نزدیک اس باب کی غرض امام بخاریؒ کے نزدیک

ان لوگوں پر رد کرنا ہے جو کہتے ہیں کہ جنازہ پر سطر واحد ہونی چاہیے۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ زیادتی بھی ثابت ہے اور یہ بات بھی ثابت ہے کہ تلیث الصفوف حتی نہیں ہے۔ اگرچہ تین صفیں بنانا مستحب ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ من صلی علیہ ثلاثہ صفوف فقد اوجب۔ ترجمہ۔ جس شخص پر تین صفوں نے نماز پڑھ لی اس نے جنت واجب کر لی۔

بَابُ الصُّفُوفِ عَلَى الْجَنَازَةِ

ترجمہ۔ جنازے پر کئی صفیں باندھی جاسکتی ہیں۔

حدیث نمبر ۱۱۳۲ ۱۱ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ لَعَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أَصْحَابِهِ التَّجَاشِيَّ ثُمَّ تَقَدَّمَ فَصَفُّوا خَلْفَهُ فَاكْبَرُوا أَرْبَعًا۔

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو بخاشی بادشاہ حبشہ کی موت کی خبر دی۔ پھر آپؐ آگے بڑھے اور صحابہ کرام نے آپؐ کے پیچھے صف باندھی تو آپؐ نے چار مرتبہ تکبیر کی۔

حدیث نمبر ۱۱۳۵ ۱۱ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ عَنْ الشَّعْبِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي مَنْ رَأَى شَهِدَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آتَى عَلَى قَبْرِ مَنْبُودٍ فَصَفَّهُمْ وَكَبَّرَ أَرْبَعًا قُلْتُ مَنْ حَدَّثَكَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ۔

ترجمہ۔ حضرت شعبیؒ فرماتے ہیں کہ مجھے اس شخص نے خبر دی جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک گمے پڑے بچے کی قبر پر تشریف لائے یا ایک ایسی قبر پر جو دو سہری قبروں سے دور تھی۔ آپؐ نے ان سے صف بندھوائی اور چار مرتبہ تکبیر کی۔ میں نے پوچھا یہ حدیث تجھے کس نے بیان کی۔ فرمایا حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے بیان فرمائی۔

حدیث نمبر ۱۱۳۶ ۱۱ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَنَّ سَمِعَ

جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ تَوَفَّيَ الْيَوْمَ دَجْلُ صَالِحٍ مِّنَ الْحَبَشِ فَمَلُّوْهُ فَصَلُّوْا عَلَيْهِ قَالَ فَصَفَّفْنَا فَصَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ صُفُوفٌ وَقَالَ أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ كُنْتُ فِي الصَّفِّ الثَّانِي.

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبد اللہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آج کے دن حبش قوم کا ایک نیک آدمی فوت ہو چکا ہے آؤ اس آدمی کی نماز جنازہ پڑھیں۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگوں نے صف باندھی۔ جب کہ ہم صفوں میں تھے تو آپؐ نے نماز پڑھا ئی۔ ابو الزبیرؓ حضرت جابرؓ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ میں دوسری صف میں تھا۔

تشریح از شیخ زکریا شیخ گنگوہیؒ نے بیاض فی الاعمال کہہ کر چھوڑ دیا۔ شاید وہ تکرار ترجمہ کا جواب دینا چاہتے تھے۔ مگر بس اس کا اتفاق نہ ہو سکا۔ حافظؒ فرماتے ہیں کہ امام بخاریؒ نے اس ترجمہ کا اعادہ اس لئے فرمایا کہ پہلا ترجمہ زیادتی علی الصفتین پر نص نہیں تھا۔ اس ترجمہ سے بتلا دیا کہ دو سے زائد صفیں تھیں۔ اور جمع کا صیغہ الصفوف مشعر ہے کہ تین صفوف مستحب ہیں۔ اگر اشکال ہو۔ کہ احادیث باب میں یا تو صلوة علی الغائب کا بیان ہے یا صلوة علی من القبر کا بیان ہے۔ صفوف علی الجنائزہ کا ثبوت نہ ہوا۔ تو جواب یہ ہے کہ جب غائبانہ جنازہ میں صف بندی ثابت ہو گئی۔ تو صلوة حاضرہ میں بطریق اولیٰ ثابت ہو گی۔ لیکن میرے نزدیک اس طرح کا استدلال امام بخاریؒ کی عظمت شان اور وقتہ نظر کے خلاف ہے۔ لہذا بہترین توجیہ یہ ہے کہ لفظ علی الجنائزہ سے امام بخاریؒ غائبانہ نماز پڑھنے والوں پر رد فرما رہے ہیں۔ کیونکہ باوجود تخریج حدیث نجاشی کے امام بخاریؒ نے صلوة علی الغائب کا ترجمہ نہیں باندھا۔ بلکہ ترجمہ کے الفاظ سے اشارہ کر دیا کہ جنازہ کا حاضر ہونا ضروری ہے۔ اور یہی اکثر علماء کا مسلک ہے کہ لا یصلیٰ الا علی الحاضر۔ یہ مسئلہ خلافیہ ہے۔ امام شافعیؒ اور احمدؒ فی روایتہ صلوة علی الغائب کے قائل ہیں۔ احنافؒ اور مالکیہؒ اس کے قائل نہیں اور نجاشی کے واقعہ کو خصوصیت پر محمول کرتے ہیں اور امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص ایسے شہر میں وفات پا جائے جہاں کسی نے اس کا جنازہ نہ پڑھا ہو تو پھر غائبانہ نماز پڑھی جاسکتی۔ جیسے

بخاشی بادشاہ حبشہ جو کفار میں رہا تش پندیر تھا۔ بہر حال امام بخاریؒ کا میلان اس مسئلہ میں احنافؒ اور مالکیہؒ کی طرف معلوم ہوتا ہے۔

بَابُ صُفُوفِ الصَّبِيَّانِ مَعَ الرِّجَالِ عَلَى الْجَنَائِزِ -

ترجمہ: بچوں کا مردوں کے ساتھ جنازے پر صف بنانا۔

حدیث نمبر ۱۱۳۰ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْإِمِينُ ابْنُ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِقَبْرِ دُفْنٍ لَيْلًا فَقَالَ مَتَى دُفِنَ هَذَا فَقَالُوا بِالْبَارِحَةِ قَالَ أَفَلَا أَذْنَةُ سُوْنِي قَالُوا دَفَنَاهُ فِي ظُلْمَةِ اللَّيْلِ فَكَرِهْنَا أَنْ نُوقِظَكَ فَقَامَ فَصَفَّفْنَا خَلْفَهُ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَأَنَا فِيهِمْ فَصَلَّيْتُ عَلَيْهِ -

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ایک ایسی قبر سے ہوا جس میں مردہ رات کو دفن کیا گیا تھا۔ آپؐ نے پوچھا یہ کب دفن ہوا۔ لوگوں نے کہا حضرت! گزشتہ رات دفن ہوا۔ فرمایا تم لوگوں نے مجھے کیوں نہ اطلاع دی۔ انہوں نے عرض کیا کہ ہم نے اسے رات کے اندھیرے میں دفن کیا۔ آپؐ کو جگانا ہم نے پسند نہ کیا۔ آپؐ کھڑے ہو گئے ہم نے آپؐ کے پیچھے صف باندھ لی۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔ کہ میں بھی ان لوگوں میں تھا۔ پس آپؐ نے نماز پڑھائی۔

تشریح از قاسمی | انا فیہم سے ترجمہ ثابت ہوا۔ کیونکہ حضرت ابن عباسؓ چھوٹے بچے تھے۔ مردوں کے ساتھ یہ بھی نماز جنازہ میں شامل ہوئے۔

بَابُ سُنَّةِ الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَازَةِ

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّى عَلَى الْجَنَازَةِ وَقَالَ صَلُّوا عَلَيَّ صَاحِبِكُمْ وَقَالَ صَلُّوا عَلَيَّ النَّجَاشِي سَمَّاهَا صَلَاةً لَيْسَ فِيهَا رُكُوعٌ وَلَا سُجُودٌ وَلَا يَتَكَلَّمُ فِيهَا وَفِيهَا تَكْبِيرٌ وَتَسْلِيمٌ وَكَانَ ابْنُ

عَمَّا لَا يُصَلِّي إِلَّا طَاهِرًا وَلَا يُصَلِّي عِنْدَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَلَا عِنْدَ غُرُوبِهَا
وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ وَقَالَ الْحَسَنُ أَدْرَكْتُ النَّاسَ وَأَحَقُّهُمْ عَلَى جَنَائِزِهِمْ مَنْ
رَضُوهُ لِفَرَادَيْهِمْ وَإِذَا أَحْدَثَ يَوْمَ الْعِيدِ أَوْ عِنْدَ الْجَنَازَةِ يَطْلُبُ الْمَاءَ
وَلَا يَتَيَّمُ وَإِذَا انْتَهَى إِلَى الْجَنَازَةِ وَهُمْ يَصَلُّونَ يَدْخُلُ مَعَهُمْ
بِتَكْبِيرَةٍ وَقَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ يَكْثُرُ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالسَّفَرِ وَالْحَضَرِ
أَرْبَعًا وَقَالَ أَنَسُ التَّكْبِيرَةُ الْوَاحِدَةُ اسْتِفْتَا حُ الصَّلَاةُ وَقَالَ عَزَّ وَ
جَلَّ وَلَا تُصَلِّي عَلَى أَحَدٍ قَبْلَهُمْ مَاتَ أَبَدًا أَوْ فِيهِ صُفُوفٌ وَإِمَامٌ .

ترجمہ۔ نماز جنازہ کا شرعی طریقہ۔ اور جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو جنازہ
پر نماز پڑھے۔ اور آپ نے ارشاد فرمایا۔ تم اپنے ساتھی کا جنازہ پڑھو۔ اور آپ نے فرمایا بخاشی
پر نماز جنازہ پڑھو۔ بہر حال آپ نے اس کا نام نماز رکھا ہے۔ حالانکہ اس میں نہ رکوع ہے اور
نہ سجدہ ہے۔ اور نہ ہی اس میں کلام کیا جاتا ہے۔ اور اس میں تکبیر افتتاح اور سلام بھی نہیں ہے۔
اور ابن عمرؓ طہارت کی حالت ہی میں نماز جنازہ پڑھتے تھے۔ اور سورج کے نکلنے اور ڈوبنے کے
وقت نماز جنازہ نہیں پڑھتے تھے۔ اور ہر تکبیر کے لئے دونوں ہاتھ اٹھاتے تھے۔ اور حضرت حنبلہؓ
نے فرمایا کہ میں نے عام لوگوں کو اس حال میں پایا کہ ان کے جنازوں کا زیادہ حقدار وہی ہوتا تھا۔
جن کو وہ اپنے فرائض کے لئے پسند کرتے تھے۔ اور جب عید کے دن یا جنازے کے فوت ہونے
کے وقت پانی تلاش کرتے تھے۔ تیمم نہیں کرتے تھے۔ اور جب وہ جنازے کے پاس اس
وقت پہنچے جب کہ لوگ نماز جنازہ پڑھ رہے ہوتے تو وہ بھی تکبیر کہہ کر ان کے ساتھ شامل ہو جاتے
تھے۔ اور ابن المسیبؓ فرماتے ہیں کہ رات ہو دن ہو۔ سفر ہو حضر ہو۔ وہ چار تکبیر کہا کرتے تھے۔
اور حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ایک تکبیر نماز کو شروع کرنے کی تکبیر ہے۔ اور اللہ تعالیٰ بلند
برتر فرماتے ہیں کہ اگر ان منافقین میں سے کوئی مر جائے تو آپؐ کبھی ان کی نماز جنازہ نہ پڑھیں۔
اور اس نماز جنازہ میں صفیں بھی ہیں اور امام بھی ہے۔

تشریح از قاسمی | امام بخاریؒ نے سنتہ الصلوٰۃ کہہ کر اس سے نماز جنازہ اس کے شرائط
اور ارکان مراد لئے۔ جن کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشروع فرمایا ہے اور امام بخاریؒ کی غرض

اس ترجمہ سے یہ ہے کہ نماز جنازہ میں نماز کا اطلاق جائز ہے۔ کیونکہ یہ مشروع ہے۔ اگرچہ اس میں رکوع و سجود نہیں ہے اور دلیل یہ ہے کہ کبھی آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے خود نماز کا لفظ بولا اور کبھی اس کا حکم دیا اور کبھی اس طرح کہ نماز کے خصائص اس میں پائے جاتے ہیں۔ مثلاً اس میں کلام کرنا ناجائز ہے۔ اس کا افتتاح تکبیر سے اور اختتام تسلیم سے ہوتا ہے۔ اور بغیر طہارۃ کے اس کا ادا کرنا صحیح نہیں ہے۔ اس طرح وقت کمزور میں اس کا ادا کرنا جائز نہیں ہے۔ رفع یدین اس میں ہوتا ہے اور احق بالامامة کو ثابت کیا ہے۔ اور جب فوت صلوٰۃ کا خطرہ نہ ہو تو پانی کے تلاش کرنے کا حکم ہے اور اس میں تکبیر کے ساتھ داخل ہونا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بھی اس پر صلوٰۃ کا اطلاق کیا ہے۔ لا تقص علی احد الایۃ۔ اور یہ ذات صفوف و امام ہے۔ اس طرح جو کچھ اس باب میں ہے وہ سب ترجمہ کے مطابق ہے۔

حدیث نمبر ۱۱۳۸ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ أَبِي شُعْبَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي مَنْ مَرَّ مَعَ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى قَبْرِ مَيْمُونٍ فَأَمْتًا فَصَفَفْنَا خَلْفَهُ فَصَلَّيْنَا فَقُلْنَا يَا أَبَا عَمْرٍو وَمَنْ حَدَّثَكَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ۔

ترجمہ۔ حضرت امام شعبی فرماتے ہیں کہ مجھے اس شخص نے خبر دی۔ جس نے تمہارے بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک ایسی قبر کے پاس سے گزر کیا جو الگ تھلگ تھی دور تھی۔ پس آپ نے ہماری امامت کرائی۔ ہم نے آپ کے پیچھے صف باندھی۔ پس آپ نے ہمیں نماز پڑھائی۔ ہم نے پوچھا اے ابو عمر! یہ حدیث تمہیں کس نے بیان کی۔ فرمایا عبداللہ بن عباس نے بیان فرمائی۔ تشریح از شیخ گنگوہی طلب الماء نماز جنازہ کے لئے پانی تلاش کرنا اس وقت ضروری ہے جب نماز کے فوت ہونے کا خوف ہو۔ اگر خوف ہو تو پھر تیمم کرے۔

تشریح از شیخ زکریا امام بخاری نے حسن بصریؒ کا ایک قول تو یہ نقل کیا ہے کہ تیمم نہ

کرے۔ لیکن ان کا قول یہ بھی ہے کہ قد ذهب جمع من السلف إلیٰ یجزیٰ لہما یتیم لم یخاف فواتہما۔ کہ سلف کی ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ جب کسی کو نماز جنازہ کے فوت ہو جانے کا خوف ہو تو اس کے تیمم کرنے کی اجازت ہے۔ اور امام طحاویؒ نے حضرت ابو الجہیم کی روایت سے فائت عید و جنازہ کے لئے تیمم کے جواز پر استدلال کیا ہے۔ غرضیکہ ائمہ ثلاثہ تو اس کو منع کرتے ہیں۔

لیکن احناف نماز عید اور نماز جنازہ کے فوت ہو جانے کے وقت تیمم کی اجازت دیتے ہیں۔ البتہ امام شعیبؒ یہ فرماتے ہیں کہ چونکہ جنازہ ایک دعا ہے جس میں رکوع و سجود نہیں لہذا بغیر وضو کے بھی پڑھ سکتے ہیں تیمم نہ کرے۔ مگر ہمارا مستدل جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے۔ لَا يَقِيلُ اللَّهُ صَلَاةً بِغَيْرِ طَهْوَرٍ

بَابُ فَضْلِ إِتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ

وَقَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ إِذَا صَلَّيْتَ فَقَدْ قَضَيْتَ الَّذِي عَلَيْكَ وَقَالَ حَمِيدُ بْنُ هَلَالٍ مَا عَلِمْنَا عَلَى الْجَنَازَةِ إِذْنَا وَلَئِنْ مَنُ صَلَّيْتُ شَمَّرَ رَجَعَ فَلَهُ قِيْرَاطٌ۔

ترجمہ۔ جنازوں کے ساتھ جانے کی فضیلت کے بارے میں حضرت زید بن ثابتؓ نے فرمایا جب تو نے کسی کی نماز جنازہ پڑھ لی تو جو مسلمان ہونے کی حیثیت سے اس کا ہتھ پرہی تھا وہ تو نے ادا کر دیا۔ اور حمید بن ہلالؒ نے فرمایا کہ جنازہ پر سے اجازت دینا ہمیں معلوم نہیں۔ لیکن جس نے نماز پڑھی اور لوٹ گیا اس کو ایک قیراط کا ثواب ملے گا۔

حدیث نمبر ۳۹ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ يَقُولُ حَدَّثَ ابْنُ عُمَرَ أَنَّ أَبَاهُ رِيْرَةً يَقُولُ مَنْ تَبَعَ جَنَازَةً فَلَهُ قِيْرَاطٌ فَقَالَ أَكْثَرُ أَبُو هُرَيْرَةَ عَلَيْنَا فَصَدَّقْتُ يَعْنِي عَائِشَةَ أَبَاهُ رِيْرَةً وَقَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُهُ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ لَقَدْ فَرَّطْنَا فِي قِرَارِ بَطْ كَثِيْرَةٍ فَرَّطْتُ ضَمِيعَتُ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ۔

ترجمہ۔ حضرت نافعؒ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمرؓ کو یہ حدیث بیان کی گئی کہ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جو شخص جنازہ کے ساتھ گیا اس کو ایک قیراط کا ثواب ملے گا اور حضرت ابو ہریرہؓ نے یہ ہمیں بہت مرتبہ بیان کیا۔ حضرت عائشہؓ نے بھی حضرت ابو ہریرہؓ کی تصدیق کی وہ فرماتی ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا وہ یہی فرماتے تھے۔ پس ابن عمرؓ نے فرمایا کہ ہم نے تو بہت سے قیراط ضائع کر دیئے۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ قرطت بمعنی ضیعت من امر اللہ

کے معنی میں ہے۔ **تشریح از شیخ گنگوہی** **ما علینا علیہ الجنائزہ اذینا اجازت دینا اور لینا واجب** تو نہیں ہے لیکن مستحب ہے۔ تاکہ دلی وارث کا دل خوش ہو جائے۔

تشریح از شیخ زکریا | امام بخاریؒ کا مقصد ترجمۃ الباب سے مصنف عبدالرزاق کی اس روایت کا رد کرنا ہے۔ جس میں ہے کہ جو شخص جنازہ کی نماز پڑھ لے تو جب تک ولی سے اجازت نہ لے اسے واپس جانے کا حق نہیں ہے۔ تو ترجمۃ الباب سے بتلایا کہ اتباع جنازہ محض فضل و ثواب حاصل کرنے کے لئے ہے۔ اس میں اولیاء میت کی حق ادائیگی نہیں ہے کہ جو واپسی کے لئے ان کی اجازت پر موقوف ہو۔ اور یہی ائمہ فتویٰ کا مسلک ہے۔ صرف امام مالکؒ کا مسلک بیان کیا جاتا ہے کہ وہ اجازت لینے کو ضروری سمجھتے ہیں۔ جمہور ائمہ ضروری قرار نہیں دیتے۔ اس بارے کی روایات ضعیف ہیں۔ جن پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا۔ البتہ شیخ گنگوہیؒ نے اولیاء کی دلجوئی کے لئے اسے مستحسن فرمایا ہے۔

بَابُ مَنْ انْتَظَرَ حَتَّى يَدْفَنَ

ترجمہ۔ دفن ہونے تک جو انتظار کرے اس کا ثواب کیا ہے۔

حدیث نمبر ۱۱۴۴ **حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ**
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ شَهِدَ الْجَنَازَةَ حَتَّى يُصَلِّيَ
عَلَيْهِ فَلَهُ قِيرَاطٌ وَمَنْ شَهِدَ حَتَّى يَدْفَنَ كَانَ لَهُ قِيرَاطَانِ قِيلَ وَمَا
الْقِيرَاطَانِ قَالَ مِثْلُ الْجَبَلَيْنِ الْعُظْمَيْنِ۔

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص جنازہ میں حاضر ہوا یہاں تک کہ اس پر نماز پڑھی تو اس کے لئے ایک قیراط کا ثواب ہے۔ اور جو شخص دفن ہونے تک رہ گیا اس کو دو قیراط کا ثواب ملے گا۔ کہا گیا یہ قیراطان کیا چیزیں ہیں۔ فرمایا دو بڑے بڑے پہاڑ ہیں۔

بَابُ صَلَوةِ الصَّبْيَانِ مَعَ النَّاسِ عَلَى الْجَنَائِزِ

ترجمہ بچوں کا لوگوں کے ساتھ جنازے پر نماز پڑھنا۔

حدیث نمبر ۱۱۴۱ ۱۱ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْأَعْمِيُّ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ

أَتَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْرًا فَقَالُوا هَذَا أَذْفَنُ أَوْ دُفْنَتِ
الْبَارِحَةَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَصَفَفْنَا خَلْفَهُ ثُمَّ صَلَّى عَلَيْهَا۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک قبر کے پاس تشریف لائے لوگوں نے کہا۔ کراسے گزشتہ رات دفن کیا گیا ہے۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ہم نے آپ کے پیچھے صف باندھی۔ پھر آپ نے اس پر نماز پڑھی۔

تشریح از شیخ زکریا حضرت شیخ گنگوہیؒ نے تو ترجمہ اور حدیث باب سے کوئی تعرض

نہیں کیا۔ لیکن دیگر شرح فرماتے ہیں کہ اگر تکرار ترجمہ کا اشکال ہو تو اس کا جواب یہ ہے کہ پہلے ترجمہ صفوف الصبیان مع الرجال میں تو کیفیت وقوف الصبیان مع الرجال بتلائی تھی کہ وہ مردوں کے ساتھ صفوف میں کھڑے ہو سکتے ہیں۔ ان سے پیچھے ہٹ کر کھڑا ہونا ضروری نہیں ہے۔ اور دوسرے ترجمہ میں وہی ابن عباسؓ والی روایت لائی گئی۔ اس کا مقصد مشروعیت صلوة الصبیان علی الجنائز ہے۔ اگرچہ یہ مشروعیت پہلے باب سے بھی معلوم ہوتی تھی مگر وہ ضمنًا تھی۔ یہاں صراحت اور نص ہے۔ لیکن شیخ زکریاؒ فرماتے ہیں کہ پہلے ترجمہ کی غرض تو وہی ہے جو شرح بیان فرما رہے ہیں کہ نماز جنازہ میں ان کو مستقل صف میں کھڑا ہونا ضروری نہیں ہے۔ کیونکہ نماز جنازہ میں حاضر ہونے کا اتفاق تو ان کو کبھی کبھی ہوتا ہے۔ البتہ فرائض میں ان کو مستقل صف میں کھڑا ہو جانا چاہیے۔ لیکن میرے نزدیک دوسرے ترجمہ کی غرض یہ معلوم ہوتی ہے کہ حدیث سے صلوة الصبیان مع الرجال کا جواز تو ثابت ہوا مگر فرض کفایہ کے سقوط کے لئے مردوں کے بغیر محض بچوں کی نماز جنازہ کافی نہیں ہوگی۔ مسئلہ خلافیہ ہے۔ امام بخاریؒ کا میلان امام احمدؒ کے مسلک کی طرف ہے۔ اس لئے صلوة الصبیان مع الرجال کا ترجمہ باندھا۔ امام احمدؒ فرماتے ہیں چونکہ صلوة جنازہ فرض کفایہ ہے اور صبی ادار فرض کا اہل نہیں ہے۔ لہذا فریضہ ساقط نہ ہوگا۔ تو اب دونوں ترجموں میں فرق واضح ہو گیا۔ تکرار کا اشکال نہ رہا۔

بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَائِزِ بِالْمُصَلِّيِّ وَالْمَسْجِدِ

ترجمہ۔ نماز جنازہ کا عید گاہ اور مسجد میں ادا کرنے کا حکم

حدیث نمبر ۱۱۴۲۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ التَّجَاشَى صَاحِبَ الْحَبَشَةِ الْيَوْمَ الَّذِي مَاتَ فِيهِ فَقَالَ اسْتَفِرُّوا لِإِخْيَكُمْ وَعَنْ أَبِي شَهَابٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَفَّ بِهِمْ بِالْمُصَلِّيِّ فَكَتَبَ عَلَيْهِ أَرْبَعًا۔ ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نجاشی بادشاہ حبشہ کی وفات کی خبر سنائی۔ جس دن اس کی وفات ہوئی تو آپؐ نے فرمایا۔ اپنے بھائی کے لئے بخشش طلب کرو۔ اور دوسری سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں۔ کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عید گاہ میں ان صحابہ کی صف بندی کی اور اس کے جنازہ پر چار مرتبہ تکبیر فرمائی۔

حدیث نمبر ۱۱۴۳۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْجَزَائِيُّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ الْيَهُودَ جَاءُوا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَجُلٍ قَتَلَهُمْ وَامْرَأَةً زَنِيًا فَأَمَرَ بِهِمَا فَرُجِمَا قَرِيبًا مِّنْ مَّوْضِعِ الْجَنَائِزِ عِنْدَ الْمَسْجِدِ۔

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ یہود مدینہ خیبر کے ایک زانی مرد اور ایک زانیہ عورت کو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے۔ آپؐ نے ان کے سنگسار کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ انہیں مسجد کے پاس نماز جنازہ ادا کرنے کی جگہ کے

قریب رجم کیا گیا۔

تشریح از شیخ گنگوہی | حدیث باب سے صرف صلوٰۃ بالمصلی ثابت ہے صلوٰۃ

بالمسجد کا احادیث میں ذکر نہیں ہے۔ تو امام بخاریؒ صلوٰۃ بالمسجد کو قیاس سے ثابت فرماتے ہیں۔ چونکہ مسجد بھی عید گاہ کے پاس تھی۔ کچھ لوگ عید گاہ میں کچھ مسجد میں ہوں گے۔ اگر مسجد میں نماز جنازہ جائز نہ ہوتی تو جنازہ گاہ کو مسجد سے دور بنایا جاتا۔ معلوم ہوا صلوٰۃ جنازہ

مسجد میں بھی جائز ہے۔ لیکن یہ استدلال رکیک ہے۔ اس لئے کہ اگر کوئی ایک جہالت کی بنا پر مسجد میں نماز جنازہ کے لئے کھڑا ہو گیا۔ تو اس سے جواز صلوٰۃ فی المسجد ثابت نہیں ہو سکتا۔

تشریح از شیخ زکریا | امام بخاری نے ترجمہ میں دو جزر رکھے ہیں۔ احادیث باب

سے ایک جزر ثابت ہوتا ہے۔ دوسرا جزر جواز صلوٰۃ بالمسجد ثابت نہیں ہوتا۔ بنا بریں ائمہ فقہاء میں اختلاف ہو گیا۔ علامہ کرمافی جواب میں فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک عند المسجد میں عند معنی فی ہے۔ اور ترجمہ عام ہے۔ خواہ اثبات ہو یا نفی تو حدیث میں جب صلوٰۃ جنازہ عند المسجد کا ذکر آگیا۔ تو معلوم ہوا صلوٰۃ جنازہ خارج از مسجد ہو اور مسجد میں جائز ہوتا تو خارج میں متعین کرنے کی ضرورت نہ ہوتی۔ لہذا کراہت ثابت ہوئی۔ اور جو لوگ جواز ثابت کرتے ہیں۔ کہ عید گاہ بھی مسجد کے حکم میں ہے۔ جب عید گاہ میں جنازہ جائز ہے تو مسجد میں بھی جائز ہو گا۔ تو باب کی دونوں حدیثوں سے یہ ثابت ہوا کہ حکم اولیٰ تو یہی ہے۔ صلوٰۃ جنازہ خارج مسجد ہو۔ اگر کہیں جواز ثابت ہو جائے تو وہ خلاف اولیٰ ہو گا۔ چہور ائمہ جواز کے قائل ہیں۔ امام مالکؒ اور امام ابو حنیفہؒ کراہت کا قول کرتے ہیں۔ جو حضرات جواز ثابت کرتے ہیں۔ اس کا مستدل حضرت عائشہؓ کی روایت میں صلوٰۃ علی سہیل بن بیضا رہے۔ اور کراہت والوں کا استدلال حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت سے ہے۔ **صلوٰۃ علی جنازۃ فی المسجد فلا شیء**۔ جس نے نماز جنازہ مسجد میں ادا کی۔ اس کو ثواب سے کچھ حصہ نہیں ملے گا۔ بنا بریں امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ حدیث ابو ہریرہؓ حدیث عائشہؓ کے لئے ناسخ ہے۔ یا عذر مطر اور کثرة المصلین یا اعتکاف کے عذر کی وجہ سے مسجد میں پڑھی گئی۔ ورنہ معمول بہا خارج المسجد پر ہے۔

بَابُ مَا يَكْرَهُ مِنْ اتِّخَاذِ الْمَسْجِدِ عَلَى الْقُبُورِ

وَلَمَّا مَاتَ الْحَسَنُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ ضَرَبَتْ أُمُّرَاتُهُ الْقَبْرَةَ عَلَى

قَبْرِهِ سَنَةً ثُمَّ رَفَعَتْ فَسَمِعُوا صَوْتًا يَقُولُ أَهْلُ وَجَدُوا مَا فَقَدُوا

فَاجَابَهُ أَخْرَبِلْ يَسُوءَا فَاثْقَلَبُوا۔

ترجمہ۔ باب ہے کہ قبروں پر سجدہ گاہ بنانا مکروہ ہے۔ حضرت حسنؓ بن حسنؓ بن علیؓ کی وفات ہوئی تو ان کی بیوی نے اس کی قبر پر سال بھر تک غیمہ لگائے رکھا۔ یقینی بات ہے کہ اس قبہ میں نماز بھی پڑھتی ہوگی۔ سال کے بعد انہوں نے وہ غیمہ اٹھالیا۔ تو ایک غیبی آواز دینے والے سے سنا جو کہہ رہا تھا کہ کیا جو کچھ انہوں نے گم کیا تھا اس کو پا لیا۔ دوسرے ہاتھ غیبی نے جواب دیا۔ بلکہ مایوس ہو کر واپس چلے گئے۔

حدیث نمبر ۱۱۴۲ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ لَعَنَ اللَّهُ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ قَالَتْ وَلَوْ لَا ذَلِكَ لَأُبْرِزَ قَبْرُهُ غَيْرَ آتَى أَحْشَى أَنْ يَتَّخَذَ مَسْجِدًا۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ ام المؤمنین جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں کہ آپؐ نے اپنی اس بیماری کے زمانہ میں یہ ارشاد فرمایا جس میں آپؐ کی وفات ہو گئی۔ کہ اللہ تعالیٰ یہود اور نصاریٰ پر لعنت کرے جنہوں نے اپنے انبیاء علیہم السلام کی قبور کو سجدہ گاہیں بنا لیا۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ اگر مجھے یہ خطرہ نہ ہوتا تو میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کھلا رکھتی، مگر مجھے خطرہ ہے کہ کہیں اس کو سجدہ گاہ نہ بنا لیا جائے۔

بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى النَّفْسَاءِ إِذَا مَاتَتْ فِي نَفْسِهَا

ترجمہ۔ جب عورت اپنے ولادت کے خون کی وجہ سے مرجئے تو نفاس والی عورت پر جنازہ کیسے پڑھا جائے۔

حدیث نمبر ۱۱۴۵ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ سَمُرَةَ قَالَ صَلَّيْتُ وَرَأَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى امْرَأَةٍ مَاتَتْ فِي نَفْسِهَا فَقَامَ عَلَيْهَا وَسَطَهَا۔

ترجمہ۔ حضرت سمرہؓ فرماتے ہیں کہ ایک عورت نفاس کی حالت میں مر گئی تو میں نے

جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے اس کی نماز جنازہ پڑھی۔ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز جنازہ کے لئے اس کے عورت کے درمیان میں کھڑے ہوئے تاکہ تستر ہو جائے۔

بَابُ اَيْنَ يَقُومُ مِنَ الْمَرْأَةِ وَالرَّجُلِ

ترجمہ: نماز جنازہ کے وقت کس مقام کے سامنے کھڑا ہونا چاہیئے۔

حدیث نمبر ۱۱۴۶ حَدَّثَنَا عُمَرَانُ بْنُ مَيْسَرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا سَمُرَةُ بْنُ جُنْدَبٍ قَالَ صَلَّيْتُ وَرَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى امْرَأَةٍ قَامَتْ فِي نَفْسِهَا فَقَامَ عَلَيْهَا وَسَطُهَا۔

ترجمہ: حضرت سمرہ بن جندبؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے ایک ایسی عورت کے لئے نماز پڑھی جو اپنے نفاس کی حالت میں مر گئی تھی۔ تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اس کے جنازہ کے لئے اس کے درمیان میں کھڑے ہوئے۔

تشریح از قاسمی | احادیث باب سے معلوم ہوا کہ جو عورت زچگی کی حالت میں مرجائے اس کا جنازہ پڑھنا جائز ہے۔ عورت کے تو درمیان میں کھڑا ہونا چاہیئے۔ مگر مرد کے لئے یا تو امام بخاریؒ کو اپنی شرط کے مطابق کوئی حدیث نہیں ملی یا مرد کے جنازہ کو بھی عورت کے جنازہ پر قیاس کر لیا جائے تو قیاس سے ترجمہ کو ثابت فرمایا۔

بَابُ التَّكْبِيرِ عَلَى الْجَنَازَةِ أَرْبَعًا

وَقَالَ حَمِيدٌ صَلَّى بِنَا أَنَسُ فَكَبَّرَ ثَلَاثَةً سَلَّمَ فَقِيلَ لَهُ فَاسْتَقْبَلَ الْقُبْلَةَ ثُمَّ كَبَّرَ الرَّابِعَةَ ثُمَّ سَلَّمَ۔

ترجمہ: نماز جنازہ میں چار مرتبہ تکبیر کہی جائے۔ حضرت حمیدؓ فرماتے ہیں کہ حضرت انس بن مالکؓ نے ہمیں نماز جنازہ پڑھائی تو تین مرتبہ تکبیر فرمائی پھر سلام پھیر دیا۔ جب ان سے اس بارے میں کہا گیا تو آپ قبلہ رو ہو کر کھڑے ہو گئے۔ چوتھی تکبیر کہی پھر سلام پھیرا۔

حدیث نمبر ۱۱۴۷ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ

رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَى النَّجَاشِيَّ فِي الْيَوْمِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ وَ
خَرَجَ بِهِمْ إِلَى الْمِصْلَى فَصَفَّ بِهِمْ وَكَبَّرَ عَلَيْهِ أَرْبَعَ تَكْبِيرَاتٍ -

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جس دن حبشہ کے بادشاہ نجاشی کی وفات ہوئی تو جناب
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اسی دن اس کی وفات کی خبر سنائی۔ صحابہ کرام کو لے کر آپ
عید گاہ تشریف لے گئے۔ ان کی صف بندی کی اور اس کی نماز جنازہ میں آپ نے چار تکبیریں کہیں۔

حدیث نمبر ۱۱۴۸ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَنَانٍ الْخَمَزِيُّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْهُ
أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى عَلَى أَصْحَمَةَ النَّجَاشِيِّ فَكَبَّرَ أَرْبَعًا -

ترجمہ۔ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحمتہ النجاشی
بادشاہ کا جنازہ پڑھایا تو اس پر چار تکبیر کہی۔ بہر حال احادیث باب سے نماز جنازہ کا چار تکبیر ہونا
ثابت ہوا۔

بَابُ قِرَاءَةِ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ عَلَى الْجَنَازَةِ

وَقَالَ الْحَسَنُ يَقْرَأُ عَلَى الطِّفْلِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَيَقُولُ اللَّهُمَّ
اجْعَلْهُ فَرَطًا وَسَلَفًا أَجْرًا -

ترجمہ۔ جنازے پر سورۃ فاتحہ پڑھنا کیسا ہے۔ حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ بچے کے جنازے
پر سورۃ فاتحہ پڑھے اور پھر یہ دعا کرنے۔ کہ اے اللہ! اس بچے کو ہمارا نمائندہ بنا۔ اسے ہمارا آگے
بھیجا ہوا بنا۔ اور اس کو ہمارے لئے باعث اجر بنا۔

حدیث نمبر ۱۱۴۹ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ عَنْ طَلْحَةَ قَالَ صَلَّيْتُ
خَلْفَ ابْنِ عَبَّاسٍ عَلَى جَنَازَةٍ فَقَرَأَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَقَالَ لِتَعْلَمُوا أَنَّهُ سُنَّةٌ -

ترجمہ۔ حضرت طلحہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباسؓ کے پیچھے ایک جنازہ پر نماز پڑھی۔
تو انہوں نے اس میں سورۃ فاتحہ پڑھی اور بعد ازاں فرمایا کہ یہ میں نے اس لئے کیسا ہے تاکہ تم کو معلوم
ہو جائے یہ بھی سنت نبوی ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہی | سورۃ فاتحہ کا جنازہ کی نماز میں بطور دعا کے پڑھنا بیان جواز کیلئے

ہے۔ یا یہ منسوخ ہے۔ بہر حال اس سے استحباب قرآنہ فاسخ ثابت نہیں ہوتا۔

انہما سنتہ کا مطلب یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے یہ ثابت ہے۔

تشریح از شیخ زکریا | امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ جنازہ کی نماز میں سورۃ فاتحہ کا پڑھنا

ہمارے شہر مدینہ منورہ میں معمول بہا نہیں ہے۔ امام شافعیؒ اور امام احمدؒ وغیرہ فرماتے ہیں کہ پہلی

تکبیر کے بعد اسے پڑھ سکتا ہے۔ اور حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ ہر تکبیر میں اسے پڑھا جائے۔

جو لوگ ہر تکبیر میں سورۃ فاتحہ کی قرأت کے قائل ہیں وہ فرماتے ہیں کہ صلوٰۃ جنازہ بھی صلوٰۃ ہے۔

اور لاصلوٰۃ الا بقاۃ الکتاب ارشاد نبوی ہے۔ لہذا فاتحہ ہر تکبیر میں پڑھنی چاہیے۔ لیکن جتنے

آثار حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں۔ ان میں کہیں سورۃ فاتحہ کا ذکر نہیں ہے۔ صرف

ایک ابن عباسؓ کا اثر ہے۔ جو ان سب کا معارض ہے۔ اور اخنافؒ کا مستدل حضرت عبداللہ

بن مسعودؓ کا اثر ہے۔ لم یوقت لنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قولاً ولا قرآنہ۔

اور ایک روایت میں ہے۔ دعاء لا قرآنہ۔ یعنی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جنازہ

کے لئے نہ تو کوئی قول مقرر فرمایا اور نہ ہی اس میں قرآن پڑھنے کا حکم دیا۔ وہ کیا صلوٰۃ جنازہ کہنا۔ وہ

حقیقتہً نہیں ہے۔ کیونکہ وہ حقیقت وہ دعاء اور استغفار للمیت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس میں ارکان

صلوٰۃ رکوع و سجود نہیں ہے۔ اور ابن عباسؓ کے اثر کا جواب یہ ہے کہ انہوں نے اسے علی سبیل الدعاء

پڑھا ہے علی سبیل القرآنہ نہیں پڑھا۔ اگر دعا کے طور پر سورۃ فاتحہ کو پڑھا جائے تو اخنافؒ کے

نزدیک مکروہ نہیں ہے۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی قرأت کا ثبوت

نہیں ہے۔

اب ابن عباسؓ کا انہما سنتہ کہنا اس بنا پر ہوگا۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل

کسی خاص امر کے لئے ہے۔ مثلاً بیان جواز کے لئے یا قرآن علی سبیل الدعاء کے لئے ہے۔ ورنہ ابن عباسؓ

نے کئی جگہ سنت کا لفظ استعمال کیا ہے۔ جن سے سنت نبوی مراد نہیں ہے۔ اوجز میں اس کی

امثلہ دیکھی جاسکتی ہیں۔

بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى الْقَبْرِ بَعْدَ حَايِدٍ فَنَ

ترجمہ۔ دفن ہو جانے کے بعد قبر پر نماز جنازہ پڑھنا کیسا ہے۔

حدیث نمبر ۱۱۵۰ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ قَالَ أَخْبَرَنِي
مَعَ مَرَّعَ الْيَقْبِي صُلِّيَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى قَبْرِ مَبُودٍ فَأَمَّهُمْ وَصَلُّوا خَلْفَهُ قُلْتُ
مَنْ حَدَّثَكَ هَذَا يَا أَبَا عَمْرٍو قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ -

ترجمہ۔ حضرت امام شعبیؒ فرماتے ہیں کہ مجھے اس شخص نے اطلاع دی جس کا گندرجاب بنی
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ اس قبر پر ہوا جو الگ تھلگ تھی۔ آپؐ نے لوگوں کی امامت کی اور
لوگوں نے آپؐ کے پیچھے نماز پڑھی۔ میں نے پوچھا کہ آپؐ کو یہ حدیث کس نے بیان کی۔ انہوں نے فرمایا۔
کہ حضرت ابن عباسؓ نے بیان فرمائی ہے۔

حدیث نمبر ۱۱۵۱ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ الْإِمَنِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ أَسْوَدَ
بَجَلًا أَوْ امْرَأَةً كَانَ يَكُونُ فِي الْمَسْجِدِ يَقُمُ الْمَسْجِدَ فَمَاتَ وَلَمْ يَعْلَمْ النَّبِيُّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَوْتِهِ فَذَكَرَهُ ذَاتَ يَوْمٍ فَقَالَ مَا فَعَلَ ذَلِكَ الْإِنْسَانُ
قَالُوا مَاتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ أَفَلَا أَذْنُمُونِي فَقَالُوا إِنَّهُ كَانَ كَذَّاءً وَكَذَّاقِصَتَهُ
قَالَ فَحَقَّرُوا شَأْنَهُ قَالَ فَذُلُّونِي عَلَى قَبْرِهِ قَالَ فَأَتَى قَبْرَهُ فَصَلَّى عَلَيْهِ -

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ ایک کالاسیہ مرد یا عورت جو مسجد میں رہتا تھا۔
اور مسجد میں جھاڑو دیتا تھا۔ اس کا انتقال ہو گیا۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی موت کا
علم نہ ہو سکا۔ آپؐ نے ایک دن اُسے یاد کیا۔ آپؐ نے پوچھا اس انسان کو کیا ہوا۔ صحابہؓ نے فرمایا۔
یا رسول اللہ! اس کی وفات ہو گئی۔ آپؐ نے فرمایا تم لوگوں نے مجھے اطلاع کیوں نہ دی۔ انہوں نے
کہا۔ حضرت اس کا قصہ تو اس طرح ہے۔ گویا کہ اس کی شان کو حقارت سے بیان کیا۔ آپؐ نے فرمایا مجھے
اس کی قبر بتاؤ۔ چنانچہ آپؐ اس کی قبر پر تشریف لائے اور نماز پڑھی۔

تشریح از قاسمی | احادیث باب سے ثابت ہوا کہ دفن ہو جانے کے بعد قبر پر نماز جنازہ

پڑھی جاسکتی ہے۔ کما تر۔

بَابُ الْمَيِّتِ يُسَمَّيْ خَفَقَ النِّعَالِ

ترجمہ میت جو توں کی کھسکا ہٹ بلکہ کھسکا ہٹ کی آواز سنتا ہے۔

حدیث نمبر ۱۱۵۲ حَدَّثَنَا عِيَّاشُ بْنُ أَبِي رَافِعٍ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْعَبْدُ إِذَا أَوْضَعَ فِي قَبْرِهِ وَتَوَلَّى وَذَهَبَ أَصْحَابُهُ حَتَّى أَتَهُ لِيَسْمَعَ قَرَعَ نِغَالِهِمْ أَتَاهُ مَلَكٌ فَأَقْعَدَاهُ فَيَقُولَانِ لَهُ مَا كُنْتَ تَقُولُ فِي هَذَا الرَّجُلِ مُحَمَّدٌ فَيَقُولُ أَشْهَدُ أَنَّهُ عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ فَيَقَالُ انْظُرْ إِلَى مَقْعَدِكَ مِنَ النَّارِ أَيْدِيكَ اللَّهُ بِهِنَّ مَقْعَدًا مِنَ الْجَنَّةِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَدْرَاهُمَا جَمِيعًا وَأَمَّا الْكَافِرُ وَالْمُنَافِقُ فَيَقُولُ لَا أَدْرِي كُنْتُ أَقُولُ مَا يَقُولُ النَّاسُ فَيَقَالُ لَا دَرَيْتَ وَلَا تَلَيْتَ ثُمَّ يُضْرَبُ بِمِطْرَقَةٍ مِنْ حَدِيدٍ ضَرْبَةً بَيِّنًا أَدْنَاهُ فَيَصِيحُ صَيْحَةً يَسْمَعُهَا مَنْ تَسْلِيهِ إِلَّا الثَّقَلَيْنِ -

ترجمہ۔ حضرت انسؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب کسی بندہ کو قبر میں رکھ دیا جاتا ہے۔ اور اس کی طرف پیٹھ کی جاتی ہے اور اس کے ساتھی چلے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ ان کے جوتوں کی ٹھکٹھاہٹ کی آواز سن رہا ہوتا ہے۔ تو اس کے پاس دو فرشتے آکر اسے اٹھا کر بٹھا دیتے ہیں۔ پھر اس سے پوچھتے ہیں کہ تو اس آدمی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کیا کہتا تھا۔ وہ کہتا ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ تو اس سے کہا جاتا ہے کہ وہ دیکھو یہ تمہارا جہنم کا ٹھکانا تھا۔ جس کو اللہ تعالیٰ تیرے لئے اس کے بدلے جنت کا ٹھکانا دے دیا۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں وہ دونوں ٹھکانوں کو اکٹھے دیکھ رہا ہوتا ہے۔ لیکن کافر یا منافق کہتا ہے کہ میں نہیں جانتا۔ جو کچھ لوگ کہتے تھے۔ میں بھی وہی کہتا تھا۔ تو اس سے کہا جاتا ہے۔ کہ نہ تو تو نے علم حاصل کیا اور نہ ہی کسی کی پیروی کی۔ پھر اسے وہاں کے ایک ہتھوڑے سے ایک ضرب دونوں کانوں کے درمیان ماری جاتی ہے۔ جس کو اس کے آس پاس کے لوگ سنتے ہیں۔ مگر ثقلین یعنی جن اور انسان نہیں سنتے۔

تشریح از قاسمی | اس صحیح حدیث سے امام بخاریؒ نے سماع موثقی ثابت کیا ہے۔

الائلیت کا ایک معنی یہ بھی ہے کہ نہ تو نے قرآن مجید کی تلاوت کی۔

بَابُ مَنْ أَحَبَّ الدَّفْنَ فِي الْأَرْضِ الْمُقَدَّسَةِ

ترجمہ - جو شخص پاک زمین یا اس طرح کی اور زمین میں دفن ہونا پسند کرے اس کے بارے میں کیا حکم ہے۔

حدیث نمبر ۱۱۵۳ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ أُرْسِلَ مَلَكُ الْمَوْتِ إِلَى مُوسَى فَلَمَّا جَاءَهُ مَكَهُ فَقَفَا عَيْنَهُ فَرَجَعَ إِلَى رَبِّهِ فَقَالَ أُرْسَلْتَنِي إِلَى عَبْدٍ لَا يُرِيدُ الْمَوْتَ فَرَدَّ اللَّهُ عَلَيْهِ عَيْنَهُ فَقَالَ أَرْجِعْ فَقُلْ لَهُ يَضَعُ يَدَهُ عَلَى مَتْنِ ثَوْرٍ فَلَهُ بِكُلِّ مَا غَطَّتْ بِهِ يَدُهُ بِكُلِّ شَعْرَةٍ سَنَةٌ قَالَ فَإِلَّا نَ فَسَأَلَ اللَّهُ تَعَالَى أَنْ يُدْنِيَهُ مِنَ الْأَرْضِ الْمُقَدَّسَةِ رُمِيَةً بِحَجَرٍ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَوْ كُنْتُ شَمًّا لَا رَأَيْتُكُمْ قَبْرَهُ إِلَى جَانِبِ الظَّرِيقِ عِنْدَ الْكُتَيْبِ الْأَحْمَرِ۔

ترجمہ - حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ موت کے فرشتے کو موسیٰ علیہ السلام کے پاس بھیجا گیا۔ جب وہ ان کے پاس آئے تو انہوں نے اس کے ایک ایسا تھپیڑ مارا جس سے ان کی آنکھ پھوٹ گئی تو وہ فرشتہ اپنے رب کے پاس واپس آکر کہنے لگا کہ آپ نے تو مجھے ایسے بندے کے پاس بھیجا ہے۔ جو موت کو چاہتا نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی آنکھ تو اس پر لوٹا دی اور ساتھ ہی یہ فرمایا کہ تم ان کے پاس جا کر کہو کہ وہ ایک بیل کی پیٹھ پر اپنا ہاتھ رکھیں اس کے ہاتھ نے اس کے جس قدر بالوں کو ڈھانپ لیا۔ ہر بال کے بدلے ایک سال ہوگا۔ موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا میرے رب پھر اس کے بعد کیا ہوگا فرمایا پھر اس کے بعد موت ہوگی۔ تو فرمایا میں ابھی موت چاہتا ہوں۔ لیکن اتنی سی عرض ہے کہ ایک پتھر کے پھینکنے کی مسافت تک مجھے بیت المقدس کے قریب کر دیجیے۔ دعا قبول ہوئی۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر میں وہاں ہوتا (معلوم ہوا حاضر ناظر نہیں ہیں۔ مرتب) تو میں تمہیں ان کی قبر دکھاتا جو راستے سے ہٹ کر ایک طرف سرخ ٹیلے کے پاس ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ | ص ۱۸۶ ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ عزرائیل علیہ السلام صورت بشری میں آکر موسیٰ علیہ السلام پر حملہ آور ہوئے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مدافعت کے

طور پر تھپیڑ مارا۔ جس سے ان کی آنکھ پھوٹ گئی۔ موسیٰ علیہ السلام کا خیال یہ تھا۔ یہ شخص مجھے قتل کرنا چاہتا ہے۔ جس کو عزرائیل علیہ السلام نے اس بات پر مجبور کیا۔ کہ یہ موت نہیں چاہتے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ ممکن ہے موسیٰ علیہ السلام نے اسے پہچان لیا ہو۔ کہ یہ ملک الموت ہے۔ مگر ان پر سختی اس لئے روا رکھی کہ وہ بغیر اجازت داخل ہوئے۔ حالانکہ انبیاء سابقین کے بارے میں یہ سنت چلی آرہی تھی کہ ان سے اجازت طلب کر کے روح قبض کی جاتی تھی جب عزرائیلؑ نے ان سے اجازت طلب نہ کی تو موسیٰ علیہ السلام نے اسے قاعدے کی خلاف ورزی سمجھا۔ بلکہ اسے بے ادبی سمجھ کر تادیباً تھپیڑ مارا۔ بنا بریں یہ کہا جاسکتا ہے کہ عزرائیل علیہ السلام مطلق روح قبض کرنے کا حکم ہوا جس کی تفصیل نہیں بتلائی گئی تھی۔ اس لئے انہوں نے اس امر کو مطلق عن القیود سمجھا۔ حالانکہ ان کو سابقہ دستور پر عمل کرنا چاہیئے تھا۔ اور یہ امر مطلق مقید تھا قرینہ یہ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی انبیاء سابقین کے ساتھ نبوت میں مشارکت رکھتے تھے ان سے الگ سلوک کیسے رکھا گیا۔ صاحب مذہبین نے اس سے مسائل مستنبط کئے۔ کہ بعض کہتے ہیں۔ پہچانا تھا۔ بعض کہتے ہیں نہیں پہچانا تھا۔ اس پر جزا و سزا مرتب کی گئی۔

تشریح از شیخ زکریا | یہ حدیث بھی ان مشکل احادیث میں سے ہے۔ جس کے

اندر شراح پریشان ہیں۔ اہل البدع اور جہمیت نے ممرے سے اس حدیث کا انکار کر دیا۔ کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ اگر موسیٰ علیہ السلام نے ملک الموت کو پہچان کر پھر مارا ہے۔ تو اس کی توہین کی ہے اگر نہیں پہچانا تو پھر اس روایت کے کیا معنی ہیں۔ کہ کبھی کبھی ملک الموت حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا کرتے تھے۔ پھر تھپیڑ مارنا آنکھ پھوڑنا اس کا قصاص کیوں نہیں لیا گیا۔ چنانچہ ابن عزمیرؒ نے اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ حدیث صحیح ہے۔ جو دل کا اندھا ہو۔ وہی اعتراض کر سکتا ہے۔ بات یہ کہ عزرائیل علیہ السلام حضرت موسیٰؑ کی روح قبض کرنے کے لئے نہیں آئے تھے وہ تو امتحان اور ابتلا کے لئے آئے تھے۔ جیسا کہ ابراہیم خلیل اللہ کا امتحان مقصود تھا۔ اسمعیل علیہ السلام کا ذبح کرنا مقصود نہیں تھا۔ اور موسیٰ علیہ السلام نے نہ پہچانتے ہوئے اسے تھپیڑ اس لئے مارا۔ کہ انہوں نے یہ سمجھا یہ ایک آدمی ہے جو ان کی اجازت کے بغیر ان کے گھر گھس آیا ہے۔ اس طرح کے آدمی کی آنکھ پھوڑ

دینے کا شریعت میں حکم آیا ہے۔ باقی نہ پہچاننا یہ کوئی مستبعد نہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام لوط علیہ السلام۔ بنی بنی مریم اور خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایک مرتبہ جبرائیلؑ کو نہیں پہچانا تھا۔ جب کہ وہ ایمان۔ اسلام اور احسان کے متعلق سوال کر رہے تھے۔ داؤدؑ نے بھی فرشتوں کو نہ پہچانا۔ چلو مان لیا کہ موسیٰ علیہ السلام نے پہچان کر مارا تھا۔ تو پہلے تو وہ ملائکہ اور بشر میں قصاص نہیں ہوتا دوسرے لطم یعنی پھڑکاؤ بغیر تحیر کے روح قبض کرنے پر ہوا بغیر اجازت داخلہ پر تنبیہ نہ کرنا ہو۔ بہر حال اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ فرشتہ انسان کی شکل بن کر آسکتا ہے۔ جیسا کہ متعدد احادیث سے ثابت ہے۔ دوسرے اس حدیث سے ارض مقدسہ میں دفن ہونے کی فضیلت بھی معلوم ہوئی۔ علامہ سندھیؒ حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں کہ جب فرشتہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس حاضر ہوا تو وہ کسی شغل نبوی میں مشغول تھے۔ جس میں مداخلت کرنے پر ان کو غصہ آیا۔ جس پر پھڑکڑ سید کیا اور جب فرشتہ نے کہا اجب ربکے تو حالت غضب سے حالت لین کی طرف منتقل ہو چکے تھے۔ اس لئے فرمایا **الارض** لیکن اتنی مہلت مانگی کہ بیت المقدس کو فتح کر لوں یہ مہلت کراہیت موت کی وجہ سے نہیں تھی۔ باقی امام بخاریؒ نے جو ترجمہ و فحوا کا اضافہ کیا ہے۔ اس سے وہ مواضع مراد ہیں جن کی طرف شدہ رحال کی اجازت ہے۔ وہ حرمین ہیں۔ اس طرح مدافن انبیاء اور قبور شہداء و اولیاء ہیں۔ جن کے جوار اور رحمتہ نازلہ کی تمنا کی جا رہی ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اقتدار ہے۔ فہمہ اہم اقتدہ۔ بعض حضرات نے ترجمہ کی غرض یہ بیان کی ہے۔ کہ میت کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنا ناجائز ہے۔ مگر ارضی مقدسہ کی طرف جائز ہے۔ احنافؒ کے نزدیک مطلقاً انتقال کی اجازت ہے۔ لیکن میرے نزدیک امام بخاریؒ کی غرض ترجمہ وہم کو دفع کرنا جو حضرت سلمانؓ کی روایت سے پیدا ہوتا ہے۔ کہ **الارض** لا تقدس **احد** کہ زمین کسی کو پاک نہیں کر دیتی کذا فی الموطا مالک۔ تو امام بخاریؒ نے اس وہم کا دفع کیا کہ ارض مقدس میں دفن ہونے کو پسند کرنا مستحب ہے۔ اقتداء بموسیٰ علیہ السلام۔

بَابُ الدَّفْنِ بِاللَّيْلِ وَدَفْنِ أَبِي بَكْرٍ لَيْلًا

ترجمہ۔ رات کے وقت میت کو دفن کرنا جائز ہے۔ چنانچہ حضرت ابو بکر صدیقؓ رات کو دفن کئے گئے۔

حدیث نمبر ۱۱۵۴ حَدَّثَنَا عُمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ

صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى رَجُلٍ بَعْدَ مَا دُفِنَ بِلَيْلَةٍ قَامَ هُوَ وَاصْحَابُهُ وَكَانَ سَأَلَ عَنْهُ فَقَالَ مَنْ هَذَا قَالُوا فَلَانٌ دُفِنَ الْبَارِحَةَ فَصَلُّوا عَلَيْهِ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسے شخص پر نماز جنازہ پڑھی جو رات کے وقت دفن کیا گیا تھا۔ چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے اصحاب کھڑے ہوئے۔ آپ اس میت کے متعلق پوچھ رہے تھے کہ وہ کون تھا۔ کہ حضرت! وہ فلاں آدمی تھا۔ جس کو گزشتہ رات دفن کر دیا گیا۔ بہر حال آپؐ نے اس کا جنازہ پڑھا۔

بَابُ بِنَاءِ الْمَسْجِدِ عَلَى الْقَبْرِ

ترجمہ۔ قبر پر مسجد بنانا کیسا ہے۔

حدیث نمبر ۱۱۵۵ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا

قَالَتْ لَمَّا اشْتَكَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ بَعْضُ نِسَائِهِ كَنِيْسَةً رَأَتْهَا بِأَرْضِ الْحَبَشَةِ يُقَالُ لَهَا مَارِيَّةٌ وَكَانَتْ أُمُّ سَلَمَةَ وَأُمُّ جَبِيْنَةَ أَتَا أَرْضَ الْحَبَشَةِ فَذَكَرْنَا مِنْ حُسْنِهَا وَتَصَاوِيرِ فِيهَا فَرَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ أُولَئِكَ إِذَا مَاتَ مِنْهُمْ الرَّجُلُ الصَّالِحُ بَنُوا عَلَى قَبْرِهِ مَسْجِدًا ثُمَّ صَوَّرُوا فِيهِ تِلْكَ الصُّوْرَ وَأُولَئِكَ شَرَّارُ الْخَلْقِ عِنْدَ اللَّهِ۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ام المؤمنین فرماتی ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے تو آپؐ کی بعض بیبیوں نے اس گرجا گھر کا ذکر کیا جو انہوں نے ملک حبشہ میں دیکھا تھا۔ جسے ماریہ کہا جاتا ہے۔ چنانچہ حضرت ام سلمہؓ اور ام جبینہؓ ملک حبشہ میں آئی تھیں۔ جنہوں

نے اس گرجہ کی خوب صورتی اور ان کی تصویروں کا ذکر کیا تو آپ نے سراپا کر فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جب ان میں کا کوئی نیک آدمی فوت ہوتا تھا۔ تو اس کی قبر پر مسجد بنالیتے تھے۔ پھر یہ تصویریں اس میں بناتے تھے۔ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بدترین مخلوق میں سے ہیں۔

تشریح از قاسمی | علامہ قرطبی فرماتے ہیں کہ اداہل بنی اسرائیل ان بزرگ صالحین کی

تصویریں اس لئے رکھتے تھے کہ وہ ان سے مانوس ہوں اور ان جیسی عبادات اور ریاضات میں کوشاں ہوں۔ اور ان کے قبور کے پاس اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں۔ بعد کے لوگوں نے ان اغراض کو بھلا کر شیطان کے بہکانے پر ان کی پوجا شروع کر دی۔ تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شرار الخلق عند اللہ فرما کر بتلادیا کہ قبر پر مسجد بنانا حرام ہے بلکہ اس پر لعنت بھی وارد ہو چکی ہے۔ یہ سب کچھ آپ سدا للذریعۃ المودیۃ الی ذلک کے طور پر فرمایا۔ کہ آئندہ لوگ ایسا نہ کریں۔

بَابُ مَنْ يَدْخُلُ قَبْرَ الْمَرْأَةِ

ترجمہ۔ عورت کی قبر میں کون داخل ہو۔

حدیث نمبر ۱۱۵۴ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ شَهِدْتُ نَائِيتَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ عَلَى الْقَبْرِ فَرَأَيْتُ عَيْنَيْهِ تَدْمَعَانِ فَقَالَ هَلْ فِيكُمْ مِنْ أَحَدٍ لَمْ يُقَارِفِ اللَّيْلَةَ فَقَالَ أَبُو طَلْحَةَ أَنَا قَالَ فَأَنْزَلَ فِي قَبْرِهَا قَالَ فَتَنَزَّلَ فِي قَبْرِهَا قَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ فُلَيْحٌ أَرَاهُ يُعْنِي الذَّنْبَ وَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ لِيَقْتَرِفُوا إِلَيْكَ تَسْبِيحًا

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی کے جنازہ میں حاضر ہوئے۔ حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قبر پر بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے آپ کی آنکھوں کو دیکھا کہ وہ آنسو بہا رہی ہیں۔ آپ نے فرمایا تم میں سے کوئی ایسا ہے جس نے آج رات جماع یا گناہ نہ کیا ہو۔ حضرت ابو طلحہؓ نے فرمایا میں حاضر ہوں آپ

نے فرمایا تم ان کی قبریں اتر دو۔ چنانچہ وہی قبریں اترے۔ حضرت فیلح فرماتے ہیں کہ میں سمجھتا ہوں قرف کے معنی گناہ کے ہیں۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں۔ قرآن مجید میں جو لیتقرب فواہے اس کے معنی کسب کرنے کے ہیں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ | اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اجنبی غیر محرم جو صالح ہو وہ قبر عورت میں داخل ہو سکتا ہے۔ یہ حدیث پہلے کئی مرتبہ گزر چکی ہے۔

بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى الشَّهِيدِ

ترجمہ۔ شہید پر نماز جنازہ پڑھی جائے یا نہیں۔

حدیث نمبر ۱۱۵۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْمَعُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ مِنْ قَتْلَى أَحَدٍ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ ثُمَّ يَقُولُ أَكْثَرُ أَخَذَ لِقُرْآنٍ فَإِذَا أَشِيرَكَ إِلَى أَحَدٍ هَاقَدَمَهُ فِي اللَّحْدِ وَقَالَ أَنَا شَهِيدٌ عَلَى هُوَ لَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَأَمْرٍ بَدَفْنِهِمْ فِي دِمَائِهِمْ وَلَمْ يُفْسَلُوا وَلَمْ يُصَلَّ عَلَيْهِمْ۔

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبد اللہؓ فرماتے ہیں کہ شہداء اُحد میں سے دو آدمیوں کو آپؐ ایک کپڑے میں جمع فرماتے تھے۔ پھر پوچھتے کہ ان میں سے قرآن مجید کس کو زیادہ یاد تھا۔ ان میں سے ایک طرف اشارہ کیا جاتا۔ تو آپؐ اس کو بغلی قبر میں آگے رکھتے تھے۔ پھر فرماتے کہ میں قیامت کے دن ان کی شہادت کا گواہ ہوں گا۔ پھر آپؐ نے ان کو خون سمیت دفن کرنے کا حکم دیا۔ نہ ان کو غسل دیا گیا اور نہ ہی ان کی نماز جنازہ پڑھی گئی۔

حدیث نمبر ۱۱۵۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمًا فَصَلَّى عَلَى أَهْلِ أَحَدٍ صَلَوَاتَهُ عَلَى الْمَيِّتِ ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى الْمَنْبَرِ فَقَالَ إِنِّي فَرَطُ لَكُمْ وَأَنَا شَهِيدٌ عَلَيْكُمْ وَإِنِّي وَاللَّهِ لَا أَنْظَرُ إِلَى حَوْضِي أَلَا نَ وَإِنِّي أُعْطِيَتْ مَفَاتِيحُ خَزَائِنِ الْأَرْضِ أَوْ مَفَاتِيحِ الْأَرْضِ وَإِنِّي وَاللَّهِ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تُشْرِكُوا بَعْدِي وَلَكِنْ أَخَافُ عَلَيْكُمْ

أَنْ تَنَافَسُوا فِيهَا۔

ترجمہ۔ حضرت عقبہ بن عامرؓ سے مروی ہے کہ جناب بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن باہر نکلے۔ تو اُحد والوں پر جا کر نماز پڑھی۔ جیسے میت پر نماز پڑھی جاتی ہے۔ نماز سے پھر کر منبر پر تشریف لائے۔ فرمایا میں تمہارا آگے جا کر انتظام کرنے والا نمائندہ ہوں۔ میں تمہاری شہادت پر گواہ ہوں گا۔ اور اللہ کی قسم! میں ابھی اپنے حوض کوثر کو دیکھ رہا ہوں۔ اور مجھے زمین کے خزانوں کی یا زمین کی چابیاں دی گئی ہیں۔ مجھے تمہارے اوپر یہ تو خطرہ نہیں ہے کہ تم میرے بعد شمرک میں مبتلا ہو گے۔ البتہ اگر تم پر کسی چیز کا خطرہ ہے کہ تم لوگ اس دنیا میں خوب رغبت کرو گے۔ اور ایک دوسرے کا اس میں مقابلہ کر دو گے۔

تشریح از قاسمی | امام بخاریؒ نے ترجمہ میں کوئی حکم بیان نہیں کیا مطلق چھوڑ دیا۔ اور باب میں دو حدیثیں لائے۔ ایک نفی صلوة علی الشہید پر دلالت کرتی ہے اور دوسری اثبات پر دال ہے۔ بنا بریں یہ مسئلہ اختلافیہ ہو گیا۔ حضرت امام شافعیؒ۔ امام مالکؒ۔ امام احمدؒ اور اسحق بن راہویہؒ یہ سب حضرات فرماتے ہیں کہ شہید کی نماز جنازہ نہ پڑھی جائے ان کا مستدل حضرت جابرؓ والی پہلی روایت ہے۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ۔ ثوریؒ۔ اوزاعیؒ فرماتے ہیں کہ شہید کی نماز جنازہ پڑھی جائے یہی اہل حجاز کا قول ہے۔ ان کی محبت حضرت عقبہ بن عامرؓ والی روایت ہے۔ اور اصول حدیث میں ہے کہ مثبت کو نافی پر ترجیح ہوگی۔ امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواہل اُحد پر نماز پڑھی وہ تین معافی میں سے خالی نہیں ہے یا تو یہ ماتم کے لئے ناسخ ہے۔ دوسرے یہ کہ شہدار پر اتنی مدت کے بعد نماز پڑھی جائے۔ تیسرے یہ کہ شہدار پر نماز جائز ہے۔ اور غیر شہدار کے لئے واجب ہے۔ بہر حال صلوة علی الشہادت ثابت ہوئی۔ فهو المرام۔

بَابُ دَفْنِ الرَّجُلَيْنِ وَالثَّلَاثَةِ فِي قَابِرٍ وَاحِدٍ

ترجمہ۔ دو یا تین آدمیوں کو ایک ہی قبر میں دفن کرنے کے بارے میں۔
حدیث نمبر ۱۱۵۹ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ كَعْبٍ

أَنَّ جَابِدَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ أَخْبَرَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَجْمَعُ
بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ مِنْ قَتْلَى أَحَدٍ -

ترجمہ - حضرت جابر بن عبد اللہؓ فرم دیتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اُحد کے مقتولین میں سے دو آدمیوں کو جمع کرتے تھے ۔

تشریح از قاسمی | ثلاثہ لفظ حدیث باب میں نہیں ہے ۔ امام بخاریؒ نے اپنی عادت کے مطابق اس روایت کی طرف اشارہ فرما دیا جس میں ثلاثہ کا ذکر تو ہے مگر وہ ان کی شرط کے مطابق نہیں ہے ۔

بَابُ مَنْ لَمْ يَرِغُسْلَ الشَّهْدَاءِ

ترجمہ - باب اس شخص کے بارے میں ہے جو شہید کو غسل دینا جائز نہیں سمجھتا ۔

حدیث نمبر ۱۱۶۰ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَذْنُوهُمْ فِي دِمَائِهِمْ يَعْنِي يَوْمَ أُحُدٍ وَلَمْ يَنْسِلْهُمْ -

ترجمہ - حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُحد کے دن فرمایا کہ ان شہداء کو ان کے خون سمیت دفن کر دو اور ان کو غسل نہ دلویا ۔

بَابُ مَنْ يَقْدَمُ فِي اللَّحْدِ

ترجمہ - بغلی میں کسے آگے رکھا جائے ۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ سُبِّي اللَّحْدُ لِأَنَّهُ فِي نَاحِيَةٍ مُلْتَحَدًا مَعْدٍ لَا وَلَوْ كَانَ مُسْتَقِيمًا كَانَ ضَرْبًا -

ترجمہ - امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ بغلی کو لحد اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ ایک کناٹے میں ہوتی ہے ۔ قرآن مجید میں ہے وَلَوْ كُنْ أَجْدَ مَرَضٍ دُونِهِمْ مُلْتَحَدًا یعنی جائے پناہ جس کی طرف انسان اللہ تعالیٰ سے بے نیاز ہو کر پھر کر آجائے ۔ اگر قبر بغلی والی نہ ہو بلکہ سیدھی ہو ۔

تو اسے مرتکب کہتے ہیں۔

حدیث نمبر ۱۱۶۱ حَدَّثَنَا ابْنُ مَقَاتِلٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَجْمَعُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ مِنْ قَتْلَى أَحَدٍ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ ثُمَّ يَقُولُ أَيُّهُمَا أَكْثَرُ أَخَذَ الْقُرْآنَ فَإِذَا أُشِيرَ لَهُ إِلَى أَحَدٍ هَا قَدْ مَهْ فِي اللَّحْدِ وَقَالَ أَنَا شَهِيدٌ عَلَى هَؤُلَاءِ وَأَمْرِي بِهِمْ بِدَمَائِهِمْ وَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِمْ وَلَمْ يَغْسِلِهِمْ۔

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہدار اُحد میں سے دو آدمیوں کو ایک ہی کپڑے میں جمع کرتے تھے۔ پھر پوچھتے کہ ان میں سے کس کو قرآن مجید زیادہ یاد تھا۔ جب ان میں سے ایک کی طرف اشارہ کیا جاتا۔ تو آپؐ اس کو بغلی میں آگے رکھتے تھے۔ اور فرماتے میں ان پر گواہ ہوں گا۔ اور ان کو خون سمیت دفن کرنے کا حکم دیا۔ نہ نماز جنازہ پڑھی اور نہ ہی ان کو غسل دلویا۔

حدیث نمبر ۱۱۶۲ أَخْبَرَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لِقَتْلَى أَحَدٍ أَيْ هَؤُلَاءِ أَكْثَرُ أَخَذَ الْقُرْآنَ فَإِذَا أُشِيرَ لَهُ إِلَى رَجُلٍ قَدْ مَهْ فِي اللَّحْدِ قَبْلَ صَاحِبِهِ قَالَ جَابِرٌ فَكُنْ أَيْ وَعَمِّي فِي بَمْرَةٍ وَاحِدَةٍ وَقَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ كَثِيرٍ حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي مَنْ سَمِعَ جَابِرًا۔

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبد اللہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہدار اُحد کے متعلق پوچھتے تھے کہ ان میں سے کون سا شخص قرآن مجید کو زیادہ یاد کرنے والا ہے۔ جب کسی شخص کی طرف آپؐ کو اشارہ کیا جاتا تو آپؐ اس کے ساتھی سے پہلے بغلی میں آگے کمر لیتے تھے۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ میرے باپ اور میرے چچا مجازی عمرو بن الجوح کو ان کی ایک ہی چادر میں کفنایا گیا۔ سلیمان بن کثیرؓ فرماتے ہیں امام زہریؒ کا سماع حضرت جابرؓ سے نہیں ہے۔ اس لئے انہوں نے کسی ایسے شخص سے سنا جس نے حضرت جابرؓ سے سنا۔

تو اس طرح حدیث منقطع ہوگی۔

بَابُ الْأَذْخَرِ وَالْحَشِيشِ فِي الْقَبْرِ

ترجمہ۔ قبر میں کترن بوٹی اور گھاس رکھی جاسکتی ہے۔

حدیث نمبر ۱۱۶۳ ۥ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حَرَّمَ اللَّهُ مَكَّةَ فَلَمْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ قَبْلِي وَلَا تَحِلُّ لِأَحَدٍ بَعْدِي أُحِلَّتْ لِي سَاعَةٌ مِنَ النَّهَارِ لَا يُخْتَلَى خَلَاءُهَا وَلَا يُعْصَدُ شَجَرُهَا وَلَا يُنْقَرُ صَيْدُهَا وَلَا تُلْتَفَطُ لُقَطَتُهَا إِلَّا مَعْرَفٍ فَقَالَ الْعَبَّاسُ إِلَّا الْأَذْخَرَ لَصَاغَتِنَا وَقُبُورِنَا فَقَالَ الْأَذْخَرُ وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِقُبُورِنَا وَبُيُوتِنَا وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ لَقِيْنِهِمْ وَبُيُوتِهِمْ

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مکہ معظمہ کو حرام قرار دیا ہے۔ میرے سے پہلے بھی کسی کے لئے حلال نہیں تھا۔ اور نہ ہی میرے بعد کسی کے لئے حلال ہوگا۔ البتہ میرے لئے دن کی صرف ایک گھڑی کے لئے حلال کیا گیا تھا۔ پس اب نہ تو اس کی تر گھاس کو کاٹا جائے۔ اور نہ اس کے درخت کو کاٹا جائے اور نہ ہی اس کے شکار کو اپنی جگہ سے بھگایا جائے اور نہ ہی اس کی گرمی پڑی چیز کو اٹھایا جائے۔ مگر تعریف کرنے والا اٹھا سکتا ہے۔ حضرت عباسؓ نے فرمایا۔ مگر اذخر کو مستثنیٰ کیا جائے۔ ہمارے زرگروں اور قبور کے لئے۔ تو آپؐ نے فرمایا ہاں اذخر مستثنیٰ ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اذخر جاری قبور اور گھروں کے لئے۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ ان کے لوہاروں کے لئے اور ان کے گھروں کے لئے۔

تشریح از شیخ گنگوہی | تین سے مراد کا ریگر ہے۔ کیونکہ قین کا اطلاق بوہار

پر بھی ہوتا ہے۔

تشریح از شیخ زکریا | حضرت شیخ گنگوہیؒ نے مختلف الفاظ کے درمیان جمع

کی صورت بیان فرمائی ہے۔ کیونکہ بعض میں صانع کا لفظ ہے۔ بعض میں قین ہے اور عرب کے نزدیک ہر کاریگر پر قین کا اطلاق کیا جاتا ہے۔ اس طرح سب روایات جمع ہو جائیں گی۔ کیونکہ اگر یہ عام معنی مراد نہ لئے جائیں، تو قین کے خاص معنی لوہار کے مستعمل ہے، اگر صانع کے معنی لئے جائیں تو صانع قین اسی طرح دیگر کاریگر سب اس میں آجائیں گے۔

امام بخاریؒ نے ترجمہ میں اذخر اور حشیش دو کا ذکر کیا ہے۔ حدیث الباب سے صرف اذخر ثابت ہے۔ تو اس کو قیاس سے ثابت فرمایا۔ کہ اذخر سے خوشبو مراد نہیں، بلکہ اس کا پھیلا نامراد ہے۔ تو القار الحشیش مراد ہوگا۔ خواہ کوئی چیز بھی قبور بیوت میں اور صائغین کے ہاں استعمال ہو۔ سب داخل ہے۔ البتہ اذخر کی تخصیص اس لئے ہے کہ حجاز میں اکثر یہی پائی جاتی ہے۔

بَابُ هَلْ يُخْرَجُ الْمَيِّتُ مِنَ الْقَبْرِ وَلِلْحَدِ لَعْلَةٍ

ترجمہ۔ کیا کسی ضرورت کی بنا پر میت کو قبر اور بغلی سے نکالا جاسکتا ہے۔

حدیث نمبر ۱۱۶۴ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ عُمَرُو سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ أَنَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي بَعْدَ مَا أَدْخَلَ حُفْرَتَهُ فَأَمْرَبَهُ فَأَخْرَجَ فَوَضَعَهُ عَلَى رُكْبَتَيْهِ وَلَفَّتْ فِيهِ مِنْ رِيْقِهِ وَالْبَسَهُ قِمِيصَهُ فَأَلَّفَهُ اللَّهُ أَعْلَمُ وَكَانَ كَسَا عَبَّاسًا قِمِيصًا وَقَالَ سُفْيَانُ وَقَالَ أَبُو هَارُونَ وَكَانَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِمِيصَانِ فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلَيْسَ ابْنِي قِمِيصَكَ الَّذِي يَلِي جِلْدَكَ قَالَ سُفْيَانُ فَيُرَوْنَ أَنَّ اللَّيْثِي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلْبَسَ عَبْدُ اللَّهِ قِمِيصَهُ مُكَافَاةً لِمَا صَنَعَ۔

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبد اللہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عبد اللہ بن ابی کے پاس اس وقت پہنچے جب وہ اپنے گٹھے میں داخل کر دیا گیا تھا آپ نے

اس کے نکالنے کا حکم دیا۔ چنانچہ اُسے نکالا گیا جسے آپ نے اپنے گھٹنوں پر رکھ لیا اور اس کے منہ میں اپنی تھوک مبارک ڈالی۔ اور اپنی قمیص پہنائی۔ اس کی وجہ اللہ بہتر جانتا ہے۔ البتہ اس نے آپ کے چچا عباس کو اپنی قمیص پہنائی تھی۔ جب کہ وہ جنگی قیدی تھے۔ ابو ہارون کا کہنا ہے۔ کہ آنجناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن پر دو قمیصیں تھیں۔ تو عبد اللہ کے بیٹے نے آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ یا رسول اللہ! آپ میرے باپ کو اپنی وہ قمیص پہنائیں جو آپ کے بدن مبارک کو لگ چکی ہو۔ سفیان فرماتے ہیں لوگوں کا یہ سمجھنا ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو عبد اللہ کو قمیص پہنائی وہ اس کے اس سلوک کا بدلہ تھا۔ جو اس نے آپ کے چچا کے ساتھ کیا تھا۔

حدیث نمبر ۱۱۶۵ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ جَابِرٍ قَالَ لَمَّا حَضَرَ أَحَدٌ دَعَانِي أَيْ مِنَ اللَّيْلِ فَقَالَ مَا أُرَانِي إِلَّا مَقْتُولًا فِي أَوَّلِ مَنْ يُقْتَلُ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنِّي لَا أَتْرُكُ بَعْدِي أَعْرَ عَلَى مِنْكَ غَيْرَ لَفْسٍ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنَّ عَلَيَّ دَيْنًا فَاقْضِ وَاسْتَوْصِ بِأَخَوَاتِكَ خَيْرًا فَإِذَا صَبَحْنَا فَكَانَ أَوَّلَ قَتِيلٍ وَدَفَنْتُ مَعَهُ أَخْرَفِي قَبْرَهُ ثُمَّ لَمْ تَطْبُ أَنْ أَتْرُكَهُ مَعَ أَخْرَفٍ فَاسْتَخْرَجْتُهُ بَعْدَ سِتَّةِ أَشْهُرٍ فَإِذَا هُوَ كَيَوْمٍ وَضَعْتُهُ هُنَيْئَةً غَيْرَ أَذِنِهِ۔

ترجمہ۔ حضرت جابر فرماتے ہیں کہ واقعہ اُحد پیش آیا تو رات کو میرے باپ عبد اللہ نے بلایا۔ اور فرمایا کہ میں سمجھتا ہوں کہ اصحاب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جو لوگ شہید ہوں گے۔ ان میں سے پہلا مقتول میں ہوں گا اور میرے نزدیک جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کے علاوہ تم سے زیادہ کوئی عزیز نہیں چھوڑ رہا۔ میرے ذمہ قرض ہے اسے ادا کرنا۔ اور اپنی بہنوں کے ساتھ اچھے سلوک کی وصیت قبول کرنا۔ پس جب ہم نے صبح کی میرے باپ پہلے شہید تھے۔ میں نے ان کے ساتھ ایک دوسرے شہید کو بھی ان کی قبر میں دفن کر دیا تھا۔ لیکن میرے دل کو یہ بات اچھی نہ لگی۔ کہ میں اپنے باپ کو دوسرے شخص کے ساتھ چھوڑ دوں۔ اس لئے چھ ماہ کے بعد میں نے اس کو نکال لیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ وہ اسی دن کی طرح ہیں جس

دن میں نے ان کو رکھا تھا۔ سوائے تھوڑے سے اثر کے جو ان کے کان میں تھا۔ جو زمین کے ساتھ ملصق ہونے کی وجہ سے لگ گیا تھا۔

تشریح از شیخ زکریا | شیخ گنگوہی نے ایک اشکال پر تنبیہ فرمائی ہے جو یاق

حدیث پر وارد ہوتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ بعض نسخوں میں **هَنِيئَةً** غیر اذنیہ ہے اور بعض میں غیر کا لفظ مقدم ہے **اِیْ** غیر **هَنِيئَةً** **فِیْ** اذنیہ۔ **هَنِيئَةً** کے معنی اثر لیس کے ہیں۔ جو معنی کے اعتبار سے صحیح ہے۔ کیونکہ ابن سعد کی روایت میں ہے۔ **اَلْاَقْلِلَامُ**

شَحْمَةُ اذنیہ اور ابوداؤد میں ہے۔ **اَلْاَشْعَرَاتُ** **کَرَفَ** **مِنْ** **لَحِیْمَتِهِ** تو ان میں جمع کی صورت یہ ہوگی کہ وہ بال مراد ہوں گے جو کان کے نرم حصہ کے ساتھ متصل ہوتے ہیں۔ اور طبرانی میں اس کا سبب بیان کیا گیا ہے کہ حضرت جابرؓ کے والد اُحد میں شہید ہوئے۔ تو ان کا مثلہ کیا گیا۔ ان کی ناک کا ٹی گئی اور کان کا کچھ حصہ کاٹا گیا تھا۔ دراصل یہی تغیر تھا۔

حدیث نمبر ۱۱۶۶ **حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ** **عَنْ جَابِرٍ** **قَالَ** **دُفِنَ** **مَعَ أَبِي رَجُلٍ** **فَلَمْ نَطْبُ** **نَفْسِي** **حَتَّى** **أَخْرَجْتُهُ** **فَجَعَلْتُهُ** **فِي** **قَبْرِ** **عَلِيٍّ** **حِدَّةٍ**
ترجمہ۔ حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ میرے باپ کے ہمراہ ایک اور آدمی بھی دفن کر دیا گیا تھا۔ تو میرے جی نے اس کو اچھا نہ سمجھا۔ یہاں تک کہ میں نے ان کو نکال لیا اور الگ قبر میں دفن کر دیا۔

بَابُ اللَّحْدِ وَالشَّقِّ فِي الْقَبْرِ

ترجمہ۔ قبر میں بغلی اور تجر بنانا۔

حدیث نمبر ۱۱۶۷ **حَدَّثَنَا عَبْدَانُ** **عَنِ** **الْإِسْمَاعِيلِ بْنِ جَابِرٍ** **عَنِ** **عَبْدِ اللَّهِ** **عَنْ** **عَلِيٍّ** **قَالَ** **كَانَ** **النَّبِيُّ** **صَلَّى** **اللَّهُ** **عَلَيْهِ** **وَسَلَّمَ** **يَجْمَعُ** **بَيْنَ** **الرَّجُلَيْنِ** **مِنْ** **قَتْلَى** **أَحَدٍ** **ثُمَّ** **يَقُولُ** **أَيُّهُمَا** **أَكْثَرُ** **أَخَذَ** **لِلْقُرْآنِ** **فَإِذَا** **أَشِيرَ لَهُ** **إِلَى** **أَحَدِهِمَا** **قَدَّمَ** **فِي** **الْحَدِّ** **فَقَالَ** **أَنَا** **شَهِيدٌ** **عَلَى** **هَؤُلَاءِ** **يَوْمَ** **الْقِيَامَةِ** **فَأَمَرَ** **بِدَفْنِهِمَا** **بِدَ مَائِهِمَا** **وَلَمْ** **يَغْسِلْهُمَا**۔

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبد اللہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اُحد کے مقتولین میں سے دو آدمیوں کو ایک قبر میں جمع کرتے تھے۔ پھر فرماتے ہیں کہ ان میں سے قرآن مجید کو زیادہ یاد کرنے والا کون تھا۔ جب ان میں سے کسی ایک کے متعلق اشارہ کیا جاتا۔ تو آپؐ لمحہ میں اسے آگے کر لیتے۔ پھر فرماتے کہ میں قیامت کے دن ان پر گواہ ہوں گا۔ پس خون سمیت ان کے دفن کرنے کا حکم دیا اور ان کو غسل نہیں دلویا۔

تشریح از قاسمی | اگر اشکال ہو کہ حدیث باب میں لحد کا بیان تو ہے شق کا

ذکر نہیں ہے۔ تو ترجمہ الباب سے مطابقت کیسے ثابت ہوگی۔ جواب یہ ہے کہ جب قدمہ فی اللحد سے ایک کے لحد میں رکھنے کا بیان ہو گیا۔ دوسرا یقیناً شق میں ہو گا۔ ایک کی تقیم اور دوسرے کی تاخیر سے واقعی مشقت ہوگی۔ کیونکہ دو آدمیوں کا لحد میں سمانا مشکل ہے اور ترجمہ میں لحد کو مقدم کرنا اس کی فضیلت پر دال ہے۔ بلکہ ابوداؤد کی روایت میں ہے اللحد لنا والشوق لغيرنا۔ دوسرے شہدار کا اس میں دفن بھی مزید فضیلت کا باعث ہے مزید برآں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی لحد میں دفن ہیں۔ یہ تیسری فضیلت ہوئی۔

بَابُ إِذَا أَسْلَمَ الصَّبِيُّ فَمَاتَ هَلْ يُصَلَّى عَلَيْهِ وَهَلْ يُعْرَضُ عَلَى الصَّبِيِّ الْإِسْلَامُ

وَقَالَ الْحَسَنُ وَشَرِيحُ وَإِبْرَاهِيمُ وَقَتَادَةُ إِذَا أَسْلَمَ أَحَدُهُمَا فَالْوَلَدُ مَعَ الْمُسْلِمِ وَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَعَ أُمِّهِ مِنَ الْمُسْتَغْفَيْنِ وَلَمْ يَكُنْ مَعَ أَبِيهِ عَلَى دِينِ قَوْمِهِ وَقَالَ الْإِسْلَامُ يُعْلَوُ وَلَا يُعْلَى۔

ترجمہ۔ جب کوئی بچہ مسلمان ہو کر مر جائے تو کیا اس کا جنازہ پڑھا جائے گا اور کیا بچے پر بھی اسلام پیش کیا جائے گا۔ حضرت حسن بصری، شریح، ابراہیم اور قتادہ نے فرمایا کہ جب والدین میں سے کوئی ایک مسلمان ہو جائے تو بچہ مسلمان کے تابع ہو گا۔ حضرت ابن عباسؓ مستغفین میں سے اپنی ماں کے ہمراہ تھے۔ اپنے باپ کے ساتھ ان کی قوم کے دین پر نہیں تھے۔ اور فرمایا کہ اسلام بلند رہتا ہے اس پر کسی کو غلبہ حاصل نہیں ہوتا۔

حدیث نمبر ۱۱۶۸ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ أَخْبَرَهُ أَنَّ عُمَرَ
 انْطَلَقَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَهْطٍ قَبْلَ ابْنِ صَيَّادٍ حَتَّى وَجَدُوهُ
 يَلْعَبُ مَعَ الصَّبْيَانِ عِنْدَ أَطْمِ بَنِي مُغَالَةَ وَقَدْ قَارَبَ ابْنُ صَيَّادٍ الْحُلُمَ
 فَلَمْ يَشْعُرْ حَتَّى ضَرَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ ثُمَّ قَالَ لِابْنِ
 صَيَّادٍ أَتَشْهَدُ أَتَى رَسُولُ اللَّهِ فَنَظَرَ إِلَيْهِ ابْنُ صَيَّادٍ فَقَالَ أَشْهَدُ أَنَّكَ
 رَسُولُ الْأُمِّيَّةِ فَقَالَ ابْنُ صَيَّادٍ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَشْهَدُ أَتَى
 رَسُولُ اللَّهِ فَرَفَضَهُ وَقَالَ أَمَنْتُ بِاللَّهِ وَبِرُسُلِهِ فَقَالَ لَهُ مَاذَا
 تَرَى قَالَ ابْنُ صَيَّادٍ يَا بَنِي صَادِقٍ وَكَاذِبٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ خُلِطَ عَلَيْكَ الْأَمْرُ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَى قَدْ
 خَبَأْتُ لَكَ خَبِيئًا فَقَالَ ابْنُ صَيَّادٍ هُوَ الدُّخُّ فَقَالَ اخْسَأْ فَلَنْ تَعْدُو
 قَدْ رَكَ فَقَالَ عُمَرُ دَعْنِي يَا رَسُولَ اللَّهِ أَضْرِبُ عُنُقَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ يَكُنْ هُوَ فَلَنْ تُسَلِّطَ عَلَيْهِ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ هُوَ فَلَا
 خَيْرَ لَكَ فِي قَتْلِهِ وَقَالَ سَالِمٌ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ ثُمَّ انْطَلَقَ بَعْدَ
 ذَلِكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَنْ كَعْبٍ إِلَى التَّخْلِ النَّبِيِّ
 فِيهَا ابْنُ صَيَّادٍ وَهُوَ يَحْتَالُ أَنْ يَسْمَعَ مِنْ ابْنِ صَيَّادٍ شَيْئًا قَبْلَ أَنْ
 يَرَاهُ ابْنُ صَيَّادٍ فَرَأَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُضْطَجِعٌ فِي
 قُطَيْفَةٍ لَهُ فِيهَا رُمُزَةٌ أَوْ رُمُزَةٌ فَرَأَتْ أُمُّ ابْنِ صَيَّادٍ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَتَّقِي بِجَدُّ وَعِ التَّخْلِ فَقَالَتْ لِابْنِ صَيَّادٍ يَا
 صَافٍ وَهُوَ اسْمُ ابْنِ صَيَّادٍ هَذَا مُحَمَّدٌ فَتَارَ ابْنُ صَيَّادٍ فَقَالَ
 النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ تَرَكَتَهُ بَيْنَ وَقَالَ شُعَيْبٌ زُمَرَةٌ
 فَرَفَضَهُ وَقَالَ إِسْحَقُ الْكَلْبِيُّ وَعَقِيلٌ زُمَرَةٌ وَقَالَ هَمْرٌ
 زُمَرَةٌ -

ترجمہ۔ عبد اللہ بن عمرؓ نے ان سے بیان کیا کہ حضرت عمرؓ اور چند آدمی آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل کر ابن صیاد کے پاس گئے تو اس کو بچوں کے ساتھ کھیلتا ہوا پایا۔ اور ابن صیاد بلوغ کے قریب پہنچ چکا تھا۔ بہر حال اس کو علم نہ ہو سکا یہاں تک کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ اس پر مارا۔ فرمایا کہ کیا تو گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ اس نے کہا کہ آپ ان پڑھ لوگوں کے رسول ہیں۔ پھر اس نے آپ سے کہا کہ آپ میرے رسول ہونے کی گواہی دیتے ہیں۔ آپ نے اسے چھوڑتے ہوئے فرمایا کہ میں اللہ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لایا پھر آپ نے اس سے پوچھا کہ تجھے کیا دکھتا ہے۔ ابن صیاد نے کہا کہ میرے پاس سچا اور جھوٹا آلت ہے۔ جس پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ معاملہ اس پر رل مل گیا ہے پھر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ میں تیرے لئے کوئی چیز چھپاتا ہوں۔ بتلاؤ وہ کیا ہے۔ کہنے لگا کہ وہ دُخ ہے۔ فرمایا دور ہو جا تو اپنے مرتبے سے آگے نہ بڑھے گا۔ یعنی وحی مخصوص تجھ پر نہیں آئے گی۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس کی گردن مار دوں۔ تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر یہ وہی دجال ہے تو آپ اس پر مقرر نہیں کئے گئے۔ اس کے لئے عیسیٰ مقرر ہیں۔ اگر وہ نہیں ہے تو اس کے قتل کرنے میں تجھے کوئی فائدہ نہیں ہے۔ حضرت سالم فرماتے ہیں کہ میں نے ابن عمرؓ سے یہ بھی سنا۔ فرماتے تھے پھر اس کے بعد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابی بن کعبؓ ان کھجوروں کی طرف چل پڑے۔ جن میں ابن صیاد رہتا تھا۔ وہ جیلے سے بغیر ابن صیاد کے دیکھے اس سے کچھ سننا چاہتے تھے تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ایک گرم چادر میں لپیٹے ہوئے گنگناتے ہوئے دیکھا۔ ابن صیاد کی ماں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ لیا۔ کہ آپ کھجور کے تنوں سے بچاؤ کر رہے ہیں۔ تو اس کی ماں نے کہا۔ اوصاف! یہ ابن صیاد کا نام ہے۔ یہ دیکھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تو وہ کوڈا۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر وہ اسے اپنے حال پر چھوڑ دیتی تو وہ اپنا معاملہ کچھ واضح کرتا۔ شعیب کی روایت میں زمزمہ اور رنڈہ کے الفاظ ہیں۔ اسحاق کلبی اور عقیل کی روایت میں زمزمہ اور معمر کی روایت میں زمزمہ کے الفاظ ہیں۔ یہ الفاظ متقارب ہیں۔ جن کے معانی ایک ہیں کہ اس کی ایک ایسی خفی آواز تھی جو سمجھ میں نہیں آتی تھی۔

حدیث نمبر ۱۱۶۹ ۱۱۶۹ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ الْهَنْزَلِيُّ قَالَ كَانَ عَلَامٌ يَهُودِيٌّ يَتَخَدَّمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَرَّ بِمَرْضَاتَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُهُ فَقَعَدَ عِنْدَ رَأْسِهِ فَقَالَ لَهُ أَسْلِمْتُ فَنَظَرَ إِلَى أَبِيهِ وَهُوَ عِنْدَهُ فَقَالَ أَطِيعْ أَبَا الْقَاسِمِ فَأَسْلَمَ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقُولُ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَنْقَذَهُ مِنَ النَّارِ -

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ایک یہودی کا لڑکا جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرتا تھا۔ وہ بیمار ہو گیا۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی بیماری پر سی کے لئے تشریف لائے اور اس کے سر پر ہاتھ رکھے۔ اس سے فرمایا تو مسلمان ہو جا۔ اس نے اپنے باپ کی طرف دیکھا جو اس کے پاس تھا۔ جس نے کہا ابوالقاسم کا کہنا مانو۔ چنانچہ وہ بچہ مسلمان ہو گیا۔ پس جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لا کر فرما رہے تھے کہ تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے اس کو جہنم سے نکال لیا۔

حدیث نمبر ۱۱۷۰ ۱۱۷۰ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ السَّمْعَتِيُّ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُولُ كُنْتُ أَنَا وَأُمِّي مِنَ الْمُسْتَضْعِفِينَ أَنَا مِنَ الْوُلْدَانِ وَأُمِّي مِنَ الْبَنَاتِ -

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ میں اور میری والدہ مستضعفین میں سے

تھے۔ میں بچوں میں سے اور میری ماں عورتوں میں سے تھیں۔

حدیث نمبر ۱۱۷۱ ۱۱۷۱ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ كَانَ يُقَالُ ابْنُ شِهَابٍ يُصَلِّي عَلَى كُلِّ مَوْلُودٍ مُتَوَفًى وَإِنْ كَانَ لِبَنِيَّةٍ مِنْ أَجْلِ أَنَّهُ وُلِدَ عَلَى فِطْرَةِ الْإِسْلَامِ يَدْعِي أَبَوَاهُ الْإِسْلَامَ وَأَبُوهُ خَاصَّةً وَإِنْ كَانَتْ أُمُّهُ عَلَى غَيْرِ الْإِسْلَامِ إِذَا اسْتَهْلَ صَارَ خَاصِلِي عَلَيْهِ وَلَا يُصَلِّي عَلَى مَنْ لَا يَسْتَهْلُ مِنْ أَجْلِ أَنَّهُ سَقَطَ فَإِنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ يُحَدِّثُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مَوْلُودٍ إِلَّا يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَأَبَوَاهُ يَهُودَانِهِ أَوْ نَصْرَانِهِ أَوْ مَجَسَّانِهِ كَمَا تَنْتَجِ بِهَيْمَةٍ جَمْعَاءَ هَلْ تُحْسِنُونَ فِيهَا مِنْ جَدْعَاءَ شَرِّ يَقُولُ أَبِي هُرَيْرَةَ فِطْرَةُ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا أَلَا يَتَرَوْنَ

ترجمہ۔ حضرت ابن شہاب زہریؒ فرماتے ہیں کہ ہر وفات شدہ بچے پر نماز جنازہ پڑھی جائے۔ اگرچہ وہ کافر یا زانیہ کا بچہ کیوں نہ ہو۔ اس وجہ سے کہ وہ بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوا ہے۔ بشرطیکہ اس کے والدین دونوں یا صرف باپ مسلمان ہو اور اس کی ماں غیر اسلام پر ہو۔ اور یہ بھی شرط ہے کہ وہ بچہ پیدائش کے وقت چیخ مار کر رویا ہو۔ تو اس کا جنازہ پڑھا جائے گا۔ اگر اس نے پیدائش کے وقت چیخ نہیں ماری تو وہ نا تمام بچہ ہے۔ اس لئے اس کی نماز جنازہ ادا نہیں کی جائے گی۔ اس لئے کہ حضرت ابو ہریرہؓ حدیث بیان کرتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہر بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے۔ پھر ماں باپ اس کو یہودی بناتے ہیں یا نصرانی یا مجوسی بناتے ہیں۔ جس طرح کہ جانور سالم الاعضاء بچہ جنتا ہے۔ کیا تم اس میں سے کوئی عضو ناک۔ کان وغیرہ کٹا ہوا دیکھتے ہو۔ پھر حضرت ابو ہریرہؓ یہ آیت پڑھتے ہیں۔ یہ اللہ کی تخلیق ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو پیدا فرمایا۔

حدیث نمبر ۷۷۱۱ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَنْ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مَوْلُودٍ إِلَّا يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَأَبَوَاهُ يَهُودَانِهِ أَوْ نَصْرَانِيَّةٍ أَوْ مَجُوسَانِهِ كَمَا تَنْتَجِبُ الْبَيْمَةُ بِمِيمَةٍ جَمْعَاءَ هَلْ تَحْسُونُ فِيهَا مِنْ جَدْعَاءَ ثُمَّ يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ فِطْرَةَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ ذَلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ۔

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کوئی نومولود بچہ ایسا نہیں جو فطرت اسلام پر پیدا نہ ہو۔ پھر والدین اس کو یہودی بناتے ہیں۔ نصرانی یا مجوسی بناتے ہیں۔ جس طرح کہ جانور کا بچہ صحیح و سالم پیدا ہوتا ہے اس کا کوئی عضو کٹا ہوا نہیں ہوتا۔ پھر حضرت ابو ہریرہؓ یہ آیت پڑھتے تھے۔ ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ کی فطرت ہے جس پر لوگوں کو پیدا کیا اللہ کی تخلیق کے اندر کوئی تبدیلی نہیں۔ یہی دین مستقیم ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ [رسول الامیینؐ] اس جملہ سے ابن عساکر کی مراد یہ ہے کہ اہل عرب نہ تو کاہن ہیں۔ نہ نجومی ہیں اور نہ ان میں وہ علوم ہیں جن کی بنیاد حساب و کتاب پر ہے۔

تشریح از شیخ زکریا علامہ قسطلانی فرماتے ہیں کہ اقیس سے مراد مشرکین عرب ہیں جو لکھنا پڑھنا نہیں جانتے تھے۔ ابن صتیاد جو یہودی سے تھا۔ یہودی کی طرح جناب کی رسالت کا اعتراف تو کیا۔ مگر یہ کہہ کر کہ آپ کی بعثت عرب کے لئے ہے ہمارے لئے نہیں ہے۔ حالانکہ یہ جھوٹ ہے آپ کی رسالۃ الخ کافۃ الناس کی تصدیق ضروری ہے۔ اور علامہ موصوف نے یہ بھی لکھا ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم ابن صتیاد کی طرف کیوں گئے۔ وجہ یہ ہے کہ آپ کو معلوم ہوا کہ ایک یہودیہ نے ایک ایسا بچہ جنا ہے جس کی ایک آنکھ مسوحوہ ہے اور دوسری ابھری ہوئی ہے۔ چونکہ آپ کو دجال کی علامتیں بتائی گئی تھیں۔ اس لئے آپ ڈر گئے کہ کہیں یہی دجال نہ ہو۔

الحاصل امام بخاری نے جو ترجمہ باندھا ہے۔ اس کا ایک جزر تو یہ ہے کہ جب کوئی بچہ مسلمان ہو کر مر جائے تو اس کا جنازہ پڑھا جائے یا نہ۔ امام بخاری فرماتے ہیں کہ پڑھا جائے دوسرا جزر یہ ہے کہ آیا بچے پر اسلام پیش کیا جائے یا نہ۔ اگر وہ مسلمان ہو جائے تو اس کا جنازہ جائز ہے یا نہیں۔ ابن صتیاد پر اسلام پیش کیا گیا۔ دوسری حدیث میں یہودی کے لڑکے پر اسلام پیش ہوا۔ وہ مر گیا۔ تو آپ نے فرمایا جہنم سے بچ گیا معلوم ہوا کہ اس کا جنازہ جائز ہے شیخ گنگوہی فرماتے ہیں۔ صبی مسلم کا جنازہ ہمارے نزدیک بھی جائز ہے۔ بشرطیکہ کوئی مانع پیش نہ آجائے۔ مثلاً ابویں کافر نہ ہوں۔ یا بعد دارین نہ ہو۔ اور بچے کے والدین میں سے کوئی ایک مسلمان ہو جائے تو اس میں تین قول ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ وہ خیر ابویں کے تابع ہے۔ دوسرا قول امام مالک کا یہ ہے کہ وہ باپ کے تابع ہوگا خواہ اس کی ماں مسلمان کیوں نہ ہو تیسرا قول یہ ہے کہ وہ ماں کے تابع ہوگا خواہ اس کا باپ مسلمان ہو۔ لیکن ائمہ ثلاثہ کا مسلک مغلنی میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ اولاد مشرکین کا جنازہ ناجائز ہے جب تک اہل ابویں مسلمان نہ ہو۔ یا وہ مشرک ہو کر مر جائے تو بچہ مسلمان شمار ہوگا جب کہ وہ اکیلا لید ہو کر آئے۔

دوسرا جزر ایک امام بخاری کے ترجمہ کا **ھلک** یعرضہ الاسلام علی الصبی اس کا جواب یہ ہے کہ یعرضہ اسلام پیش کیا جائے گا۔ یہی امام ابو حنیفہ اور مالک کا مسلک ہے۔ امام شافعی اس کے خلاف ہیں۔ احادیث باب سے مختار یہی معلوم ہوتا ہے کہ عرض اسلام

مجمع ہے۔

امام بخاریؒ نے حدیث **کلی** مولود ابی شہاب عن ابی ہریرۃ منقطعاً تخریج کی ہے۔ بعد ازاں ابی سلمہ کے واسطہ سے مرفوعاً نقل کر دی۔ تو مرفوع حدیث پر اعتماد ہوگا اور منقطع سے مسئلہ کی تفصیل معلوم ہوگئی۔

تبعاً للدار کا مقصد یہ ہے کہ اگر کوئی بچہ اکیلا قید ہو کر آئے تو جب تک وہ دارالاسلام میں نہیں آجاتا اس کے مسلمان ہونے کا حکم نہیں لگایا جائے گا۔ اسی طرح ملک سے بھی توجیہ لازم آئے گی۔ یعنی تقیم غنیمت کے بعد جس کے حصہ میں وہ بچہ آئے گا وہ اسی کے تابع ہوگا۔

بَابُ إِذَا قَالَ الْمُشْرِكُ عِنْدَ الْمَوْتِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

ترجمہ۔ جب کوئی مشرک مرتے وقت کلمہ طیبہ پڑھے تو اس کا کیا حکم ہے۔

حدیث نمبر ۳، **«حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ أَخْبَرَ أَنَّهُ لَمَّا حَضَرَتْ أَبَا طَالِبٍ الْوَفَاةُ جَاءَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدَهُ عِنْدَ أَبِي جَهْلٍ بَنِ هِشَامٍ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي أُمَيَّةَ بْنِ الْمُغِيرَةِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا بَنِي طَالِبٍ أَيْ عَمِّ قُلْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ كَلِمَةً أَشْهَدُ لَكَ بِهَا عِنْدَ اللَّهِ فَقَالَ أَبُو جَهْلٍ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي أُمَيَّةَ يَا أَبَا طَالِبٍ أَتَرْغَبُ عَنْ مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَلَمْ يَزَلْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْرِضُهَا عَلَيْهِ وَيَعُودُ أَنْ يَتْلِكَ الْقَالَ حَتَّى قَالَ أَبُو طَالِبٍ أَخِرَ مَا كَلَّمْتُمْ بِهِ وَهُوَ عَلَى مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَأَبَى أَنْ يَقُولَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آمَنَّا وَاللَّهِ لَا سَتَغْفِرَنَّ لَكَ مَا لَمْ أَنُحِ عَنْهُ فَإَنْزَلَ اللَّهُ فِيهِ مَا كَانَ لِنَبِيِّ أَنْ يُسْتَغْفَرَ لِلْمُشْرِكِينَ - الْآيَةُ -**

ترجمہ۔ حضرت سعید بن مسیبؒ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بتلایا کہ جب ابو طالب کی وفات کا وقت آیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس

تشریف لائے۔ ابو جہل اور عبداللہ بن ابی امیہ بن المخریہ اس کے پاس بیٹھے تھے۔ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوطالب سے فرمایا کہ اے چچا! کلمہ طیبہ پڑھ لو تاکہ اللہ کے نزدیک تیرے لئے میں اس کلمہ کی شہادت دے سکوں۔ ابو جہل اور عبداللہ بن ابی امیہ دونوں نے کہا کہ اے ابوطالب! کیا ملتہ عبد المطلب سے پھر رہا ہے۔ پس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو بار بار اس کو پیش کرتے رہے اور وہ دونوں اپنا دہی مقابلہ دہراتے رہے یہاں تک کہ آخری کلمہ جو ابوطالب نے ان کے سامنے بولا وہ یہی تھا کہ وہ ملتہ عبد المطلب پر ہے۔ اور اس نے کلمہ طیبہ پڑھنے سے انکار کر دیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں یہ آیت نازل فرمائی۔ ترجمہ۔ کہ نبی اور مومنوں کے لئے لائق نہیں کہ وہ مشرکوں کے لئے مغفرت طلب کریں۔

تشریح از قاسمی | امام بخاریؒ کا مقصد یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر مشرک عند الموت کلمہ پڑھ لے تو اس کا اعتبار ہوگا۔ حالانکہ یہ غرغہ کا ایمان ہے۔ فرعون کا مقبول نہیں ہوا تو اور کس کا ہوگا۔

بَابُ الْجَرِيدِ عَلَى الْقَبْرِ

وَأَوْصَى بَرِيدَةُ الْأَسْلَمِيَّ أَنْ يُجْعَلَ فِي قَبْرِهِ جَرِيدَانِ وَرَأَى ابْنُ عُمَرَ فُسْطَاطًا عَلَى قَبْرِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ فَقَالَ انْزِعْهُ يَا غُلَامُ فَإِنَّمَا يُظْلِلُهُ عَمَلُهُ وَقَالَ خَارِجَةُ بْنُ زَيْدٍ رَأَيْتُنِي وَنَحْنُ شَتَّانُ فِي زَمَنِ عُثْمَانَ وَإِنَّ أَشَدَّ نَاوِثَةً الَّذِي يَثْبُ قَبْرُ عُثْمَانَ بَنُ مَطْعُونٍ حَتَّى يُجَاوِزَهُ وَقَالَ عُثْمَانُ ابْنُ حَكِيمٍ أَخَذَ بِيَدِي خَارِجَةُ فَأَجْلَسَنِي عَلَى قَبْرِهِ وَأَخْبَرَنِي عَنْ عَمِّهِ يَزِيدَ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ إِنَّمَا كَرِهَ ذَلِكَ لِمَنْ أَحْدَثَ عَلَيْهِ وَقَالَ نَافِعٌ كَانَ بَنُ عُمَرَ يَجْلِسُ عَلَى الْقُبُورِ۔

ترجمہ۔ باب ہے قبر پر کھجور کی ٹہنی رکھنا کیسا ہے۔ حضرت بریدہ اسلمیؓ نے وصیت فرمائی۔ مٹی کہ اس کی قبر پر دو ٹہنیاں کھجور کی رکھی جائیں۔ حضرت ابن عمرؓ نے حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر صدیقؓ کی قبر پر خیمہ لگا دیکھا تو کہا اے غلام اس کو کھینچ ڈالو۔ کیونکہ اس کا عمل اس پر سایہ

کر رہا ہے۔ حضرت خارجہ بن یزید فرماتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں نوجوان تھے۔ میں نے اپنے آپ کو دیکھا کہ ہم میں سے جو زیادہ سخت کو دے والا ہوتا تھا وہ حضرت عثمان بن مظعون کی قبر سے کو دکر آگے نکل جاتا تھا۔ اور عثمان بن حکیم فرماتے ہیں کہ حضرت خارجہ نے میرا ہاتھ پکڑا۔ اور مجھے ایک قبر پر بٹھا دیا۔ اور اپنے چچا یزید بن ثابت سے خبر سنائی کہ قبر پر پیشاب پاخانہ پھرنا مکروہ ہے اور نافع فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمرؓ قبروں پر بیٹھا کرتے تھے۔

حدیث نمبر ۴۱۱۱ حَدَّثَنَا يَحْيَىٰ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ مَرْثُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَبْرَيْنِ يَعْذَّبَانِ فَقَالَ إِخْتِمَا لِيَعْذَبَا وَ مَا يُعْذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ أَمْ أَحَدُهُمَا فَكَانَ لَا يَسْتَتِرُ مِنَ الْبَوْلِ وَ أَمَّا الْآخَرُ فَكَانَ يَمْشِي بِالْقِمِيمَةِ ثُمَّ أَخَذَ جَرِيدَةً رَطْبَةً فَشَقَّهَا بِنِصْفَيْنِ ثُمَّ غَرَزَ فِي كُلِّ قَبْرٍ وَاحِدَةً فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ لِمَ صَنَعْتَ هَذَا فَقَالَ لَعَلَّهُ أَنْ يُخَفَّفَ عَنْهُمَا مَا لَمْ يَلْبَسَا۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کاگزالیسی دو قبروں کے پاس سے ہوا جن کو عذاب ہو رہا تھا۔ آپؐ نے فرمایا ان کو عذاب ہو رہا ہے اور عذاب بھی کسی بڑے کام میں نہیں دیا جا رہا۔ ایک تو ان میں سے پیشاب سے پرداہ نہیں کرتا تھا۔ اور دوسرا چغل خوری کرتا تھا۔ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کی ایک تہ ٹہنی لی اور اسے دو برابر حصوں میں چیرا۔ پھر ہر ایک قبر میں ایک ایک حصہ گاڑ دیا۔ صحابہ کرامؓ نے پوچھا۔ اے اللہ کے رسول! آپؐ نے یہ کیوں کیا۔ فرمایا۔ شاید اللہ تعالیٰ ان دونوں سے عذاب میں تخفیف فرمادیں۔ جب تک وہ خشک نہ ہوں۔

تشریح از شیخ گنگوہی ظاہر یہ ہے کہ امام بخاریؒ نے کھجور کی ٹہنی اور دوسری اشار میں فرق کیا ہے۔ کہ نص آجانے کی وجہ سے جرید کا قبر پر رکھنا جائز ہے دوسرے کا نہیں۔ اور اس کو امام بخاریؒ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات میں سے بھی نہیں۔ فرمایا جس کی تائید صحابیؓ کے فعل سے بھی کر دی۔ ہمارے علماء احنافؒ اس جریدہ اور دیگر اشیاء، فرق نہیں کرتے۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل کو خصوصیت

پر محمول کرتے ہیں کہ آپؐ کو بذریعہ وحی علم ہو گیا کہ ان کے عذاب کی تخفیف وضع الجریہ سے ہوگی۔ جس سے حضرت بریدہ اسلمیؓ نے یہ سمجھا کہ جب یہ ٹہنیاں تخفیف عذاب کا باعث بن گئی تو میت کے قریب ان کا ہونا بطور ادنیٰ جائز ہوگا۔ اور شاید ان کا مقصد یہ ہو کہ ان قبروں کے اوپر جو پتھر پھیلے جلتے ہیں۔ مٹی کے نیچے ان ٹہنیوں کو رکھ دیا جائے۔ اس کو بعض نے فی قبرہ سے تعبیر کر دیا اور بعض نے علی قبرہ سے تعبیر کیا۔

وقال خارجہ بن زیدؓ اس اثر کو اس مناسبت سے ذکر کیا گیا کہ فسطاط سے قبر کی تعظیم مقصود نہیں تھی کیونکہ اس کا سایہ قبر نہیں قبر پر تو عمل کا سایہ ہے۔ پھر اس عبارت سے یہ معلوم بھی ہوتا ہے کہ ان کی قبر بہت اونچی تھی جس سے چھلانگ لگائی جاتی تھی۔ حالانکہ قبر کا اتنا اونچا ہونا تو منہی عنہ ہے۔ تو جو اُٹا کہا جائے گا کہ ان کی قبر سیلاب گاہ ہونے کی وجہ سے اونچی بنائی گئی تھی پہلے وہ قبر ہوا زمین پر تھی جس کو سیلاب نے خراب کر دیا۔ تو ایک کنارے پر اسے بنایا گیا۔ تاکہ کوئی کودنے والا اس پر سے نہ کود سکے۔ درحقیقت وہ اونچی نہیں تھی۔ بلکہ اس کنارے پر ہونے کی وجہ سے ادیر کو کودنا لازم آتا تھا۔ پھر ان بچوں کا کودنے کی عادت بنالینا اور صحابہ کرام کا انہیں منع نہ کرنا۔ یہ اس بات کا قرینہ ہے کہ قبر پر بیٹھنا اور اسے روندنا جائز ہے۔ البتہ پاخانہ اور پیشاب نہیں کرنا چاہیے۔ جلوس کی ممانعت نہیں ہے۔ جیسا کہ متبادر اس سے معلوم ہوتا ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ارتفاع قبر مع انہ منہی عنہ نص احمد لا یتحب

رفعه باكثر من ترابہ عن جابرؓ نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یحصص القبر وان یبنتنی علیہ او یزاد علیہ یعنی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ قبر کو چونچ بنایا جائے یا اس پر عمارت بنائی جائے یا اس کی مٹی سے کوئی مٹی زائد ڈالی جائے۔ اور قبر عثمان کے اونچا ہونے کی ایک وجہ یہ بھی بیان کی جاتی ہے کہ جب پانی کے قبر عثمان کو بہا لے جانے کا خطرہ لاحق ہوا تو اس کے پہلو میں ایک دیوار بنائی گئی تاکہ قبر پانی سے محفوظ ہو جائے۔ جب کوئی مٹی یا ریت پہاڑی جگہ سے لی جاتی یا خود دیوار کی وجہ سے کوئی چیز بڑھ جاتی تو وہ قبر پر ڈال دیتے تھے اس لئے قبر اونچی ہوگی ورنہ بالشت بھر سے قبر کو اونچا بنانا

منوع ہے۔ نیز: قبر پر بیٹھنا اسے روندنا جائز خلاف ادلی ہے اور حدیث وغیرہ کرنا مکروہ تحریمی ہے۔
تشریح از قاسمی | اثرا بن عمرؓ اور اثرا خارجہ بن زید اور اسی طرح اثرا عثمان بن حکیم کو
ترجمہ الباب سے کوئی مطابقت نہیں۔ تو کہا جائے گا کہ امام بخاریؒ کی غرض اس ترجمہ سے
اس بات کی طرف اشارہ فرمانا ہے۔ کہ قبر پر جرید رکھنے سے کوئی فائدہ نہیں جیسے کہ قبر پر خیمہ پونا
کوئی فائدہ نہیں دیتا بلکہ عمل صالح فائدہ دیتے ہیں اسی طرح قبر پر بیٹھنا پیشاب کے نا اور اس پر کودنا وغیرہ
اس کے لئے کوئی ضرر رساں نہیں۔ نفع و ضرر صرف اعمال کے اعتبار سے ہے۔ باقی جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کا جرید رکھنا یہ آپؐ کی خصوصیت تھی۔ صحابی حضرت جریدہؓ نے خصوصیت
پر فحشول نہ کر کے عموم کے طور پر وصیت فرمادی۔ ورنہ دراصل نافع اعمال ہیں۔ اس لئے
امام بخاریؒ بعد ازاں اثرا بن عمرؓ نے کہ انما یظلمہ عملہ کہ ان کا عمل ان پر سایہ کرے گا۔

بَابُ مَوْعِظَةِ الْمَحَدِّثِ عِنْدَ الْقَبْرِ وَقَعُودِ أَصْحَابِهِ حَوْلَهُ

يَخْرُجُونَ مِنَ الْأَجْدَاثِ الْقُبُورِ بُعِثَتْ أَيْبُثَتْ بَعَثَتْ
حَوْضِي جَعَلَتْ أَسْفَلَهُ أَعْلَاهُ الْإِيْفَاضُ الْإِسْرَاعُ وَقَرَأَ الْأَعْمَشُ إِلَى
نُصَبٍ يُؤْفَضُونَ إِلَى شَيْءٍ مَنُصُوبٍ يَسْتَبِقُونَ إِلَيْهِ وَالنُّصَبُ وَاحِدٌ
وَالنُّصَبُ مَصْدَرُ يَوْمِ الْخُرُوجِ مِنَ الْقُبُورِ يَخْرُجُونَ

ترجمہ۔ باب محدث کی قبر کے پاس بیٹھ کر وعظ و نصیحت کرنا اور آپ کے شاگردوں کا
اس کے ارد گرد بیٹھنا۔ قرآن مجید کے بعض الفاظ کی تشریح اجہرات کے معنی قبور کے ہیں۔
بعضت اکھیری جاتیں گی۔ بعضت موضیٰ بمعنی اس حوض کا پچلا حصہ اکھاڑ کر اوپر
کر دیا۔ ایفاض جو یو فضون میں ہے۔ اس کے معنی جلدی کرنے کے ہیں۔ اعمش نے
الم نصب یو فضون سے پڑھا ہے۔ نصب کے معنی وہ چیز جو آگے کھڑی کی جائے۔
اس کی طرف جلدی کرتے ہیں۔ بالفہم واحد ہے اور بالفتح مصدر ہے۔ یوم الخروج ای
من القبور کے معنی میں ہے۔ ینسلون یخرجون کے معنی میں ہے۔

حدیث نمبر ۱۱۰۰۰ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ كُنَّا فِي جَنَازَةٍ فِي

بَقِيعَ الْغُرَقَدِ فَأَتَانَا الْيَتِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَعَدَ وَقَعَدْنَا حَوْلَهُ وَمَعَهُ
مُخَصَّرَةٌ فَنَكَّسَ فَجَعَلَ يَنْكُثُ بِمُخَصَّرَتِهِ ثُمَّ قَالَ مَا مِنْكُمْ مِّنْ أَحَدٍ
أَوْ مَا مِنْ نَفْسٍ مَّنْفُوسَةٍ إِلَّا كُتِبَ مَكَانُهَا مِنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ وَالْأَقْدُ
كُتِبَتْ شَقِيَّتُهُ أَوْ سَعِيدُهُ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفَلَا نَشْكِلُ عَلَى
كِتَابِنَا وَنَدْعُ الْعَمَلَ فَمَنْ كَانَ مِنَّا مِنْ أَهْلِ السَّعَادَةِ فَسَيَصِيرُ إِلَى عَمَلٍ
أَهْلِ السَّعَادَةِ وَمَنْ كَانَ مِنَّا مِنْ أَهْلِ الشَّقَاوَةِ فَسَيَصِيرُ إِلَى عَمَلٍ أَهْلِ الشَّقَاوَةِ قَالَ أَمَّا
أَهْلُ السَّعَادَةِ فَيَسِيرُونَ لِعَمَلِ السَّعَادَةِ وَأَمَّا أَهْلُ الشَّقَاوَةِ فَيَسِيرُونَ لِعَمَلِ الشَّقَاوَةِ
ثُمَّ قَرَأَ أَمَّا مَنْ أَعْطَى وَاتَّقَى . الْآيَةَ .

سہرہ۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ بقیع غرقہ کے قبرستان میں ہم ایک جنازہ میں حاضر
تھے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے۔ آپ بیٹھ گئے۔ ہم
لوگ بھی آپ کے ارد گرد بیٹھ گئے۔ آپ کے پاس ایک لاکھی تھی۔ جس سے آپ سہارا
لیتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سر جھکا لیا۔ اور اپنی اس لاکھی سے زمین کو کھرچنے لگے۔
پھر فرمایا۔ تم میں سے کوئی شخص یا کوئی پیدا شدہ جی ایسا نہیں مگر اس کے لئے بہشت اور دوزخ
کا مکان لکھ لیا گیا ہے۔ اور اس کا نیک بخت اور بد بخت ہونا بھی لکھ دیا گیا ہے تو اس پر ایک
آدمی نے کہا یا رسول اللہ! تو پھر کیا ہم اپنے لکھے ہوئے پر بہرہ و سہ نہ کریں اور عمل کو چھوڑ نہ
دیں۔ پس ہم میں سے جو شخص نیک بختوں میں سے ہوگا۔ پس وہ نیک بختوں کے عمل کی طرف
جائے گا۔ اور جو بد بختوں میں سے ہوگا وہ بد بختوں کے عمل کی طرف جائے گا۔ آنجناب رسول
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواباً فرمایا۔ لیکن نیک بختی والوں کو نیک بختی کے عمل کی آسانی
مہیا کی جاتی ہے اور بد بختی والوں کو بد بختی کے عمل کی آسانی مہیا کی جاتی ہے۔ پھر آپ نے اس
کی تائید میں قرآن مجید کی یہ آیت تلاوت فرمائی۔ اَمَّا مَنْ اَعْطٰی وَاتَّقٰی وَصَدَقَ
بِالْمُسْنٰی فَسَنِيْسِرُهُ لِّلْیُسْرِیْ ۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ | اَفَلَا تَشْكِلُ | اس سوال کا خلاصہ یہ ہے کہ جو چیز ہمارے مقدر
میں ہو چکی ہے۔ ہم نے تو مجبوراً بالآخر اس کی طرف رجوع کرنا ہے۔ پھر اس وقت عمل کا

کیا فائدہ ہوا۔ جواب کا حائل یہ ہے کہ جب کسی کے لئے عمل مقدر ہو چکا ہے اس کو عمل کرنے کی توفیق مل کر رہے گی۔ عدم عمل کی توفیق نہ ہوگی۔ لہذا عمل کو نہ چھوڑا جائے۔

تشریح از شیخ زکریا | علامہ طیبی فرماتے ہیں کہ اسلوب حکیم کے طور پر اس کو جواب دیا گیا اور ترک عمل سے روک دیا گیا۔ اور عبودیت جو عبد پر واجب ہے۔ اس کا حکم دیا گیا۔ اور امور مغیبہ میں دخل دینے پر زجر کیا گیا۔ کیونکہ طبرانی میں ہے۔ **اعمال کے میسر ملاحظہ**۔ الحدیث۔

خلاصہ یہ ہوا کہ رب تعالیٰ نے ہمیں عمل کا حکم دیا ہے۔ ہمارے لئے اس عمل کا امتثال ضروری ہے۔ مقادیر غیبہ کے ہم مکلف نہیں ہیں۔ البتہ اعمال کو مشیت ایزدی کی علامت قرار دیا گیا ہے۔ تقدیر اللہ کے رازوں میں سے ایک راز ہے۔ جس کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

تشریح از قاسمی | ان آثار کے لانے سے امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ جو شخص قبر کے پاس جا کر بیٹھے تو اسے انداز و سختیر کی باتیں کرنی چاہئیں۔ کیونکہ قبر اور نشر قریب آنے والے ہیں تاکہ اس کی تیاری کی جاسکے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي قَاتِلِ النَّفْسِ

ترجمہ۔ خودکشی کرنے والے کے بارے میں جو وعیدات آئی ہیں ان کا بیان ہے۔

حدیث نمبر ۱۱۴۰۰ **اَحَدُنَا مُسَدَّدٌ** **اَلْاَعْنُ ثَابِتُ بْنُ الصَّحَّاحِ عَنِ** **النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَلَفَ بِمَلَةٍ غَيْرِ الْإِسْلَامِ كَاذِبًا مُتَعَدًّا** **فَهُوَ كَمَا قَالَ وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِحَدِيدَةٍ عَذَبَ بِهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ** **قَالَ وَقَالَ حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ عَنِ الْحَسَنِ** **قَالَ حَدَّثَنَا جُنْدُبٌ فِي هَذَا الْمَسْجِدِ فَمَا نَسِينَاهُ وَمَا نَخَافُ** **أَنْ يَكْذِبَ جُنْدُبٌ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ** **بِرَجُلٍ جَرَّاحٌ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَقَالَ اللَّهُ بُدِّرَ فِي عَبْدِي بِنَفْسِهِ حَرَمْتُ**

عَلَيْهِ الْجَنَّةَ.

ترجمہ۔ حضرت ثابت بن الضحاکؓ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس نے ملت اسلامیہ کے علاوہ جان بوجھ کر کسی دوسری ملت کی قسم کھائی۔ تو وہ ایسے ہوگا جیسے اس نے کہا۔ اور جس شخص نے چھری وغیرہ سے اپنے آپ کو قتل کر دیا تو جہنم کی آگ میں اسے اسی ہتھیار کے ساتھ ہی عذاب دیا جائے گا۔

حدیث نمبر ۱۱۷۷۔ ترجمہ۔ اور حضرت حسن فرماتے ہیں کہ اسی مسجد میں ہم لوگوں کو حضرت جندبؓ نے حدیث سنائی۔ پس اسے نہ ہم بھولے اور نہ ہی ہمیں خوف و خطر ہے۔ کہ حضرت جندبؓ نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولا ہوگا۔ وہ فرماتے ہیں ایک آدمی کے سخت زخم آیا جس سے تنگ آکر اس نے اپنے آپ کو قتل کر دیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس سے فرمایا کہ میرے بندے نے اپنی ذات کو میرے ہمک پہنچانے میں جلدی کی اس لئے میں نے جنت کو اس پر حرام کر دیا۔

حدیث نمبر ۱۱۷۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِي يَخْنُقُ نَفْسَهُ يَخْنُقُهَا فِي النَّارِ وَالَّذِي يَطْعَنُ نَفْسَهُ يَطْعَنُهَا فِي النَّارِ۔

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس شخص نے اپنا گلہ دبا کر اپنے آپ کو ہلاک کر دیا تو وہ جہنم میں اپنا گلہ دبا تا رہے گا اور جس نے اپنے آپ کو نیزہ مار کر ہلاک کر دیا وہ جہنم میں اپنے آپ کو نیزہ مارتا رہے گا۔

تشریح از قاسمی | ملت غیر اسلام سے یہودیہ اور نصرانیہ مراد ہے۔ نہو کا

قال کا مطلب ابن بطلالؒ فرماتے ہیں۔ کہ وہ کاذب ہے کافر نہیں ہے۔ وہ اسی قول سے ملت اسلام سے نکل کر کسی دوسری ملت میں داخل نہیں ہوگا۔ کیونکہ یہ کلمہ اس نے اپنے اعتقاد سے نہیں کہا۔ اس لئے جھوٹا ہوگا۔ کرمافی اور قسطلانی سے اسے تغلیظ اور تہدید پر محمول کیا ہے۔ کہ وہ اس مقال کے عذاب کا مستحق ہے۔ دوسری احادیث

میں خود کشتی کرنے والوں کی سزا کا بیان ہے۔

**بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الصَّلَاةِ عَلَى الْمُنَافِقِينَ وَالِاسْتِغْفَارِ
لِلْمُشْرِكِينَ رَوَاهُ ابْنُ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ**

ترجمہ۔ باب منافقین پر نماز جنازہ اور مشرکین کی مغفرت طلب کرنا مکروہ ہے حضرت ابن عمرؓ نے اسے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا۔

حدیث نمبر ۷۹۷۱ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ الْخَطَّابُ

قَالَ لَمَّا مَاتَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي إِبْنِ سَلُولٍ دُعِيَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي عَلَيْهِ فَلَمَّا قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَثَبْتُ إِلَيْهِ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَتُصَلِّي عَلَى ابْنِ أَبِي وَقَدْ قَالَ يَوْمَ كَذَا أَوْ كَذَا أَوْ كَذَا أَعِدَّ عَلَيْهِ قَوْلَهُ فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَخْرَعَنِي يَا عُمَرُ فَلَمَّا أَكْثَرْتُ عَلَيْهِ قَالَ أَتَى خَيْرْتُ فَأَخْبَرْتُ لَوْ أَعْلَمُ أَتَى ابْنُ زِدْتُ عَلَى السَّبْعِينَ يُغْفَرُ لَهُ لَزِدْتُ عَلَيْهَا قَالَ فَصَلَّى عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ انْصَرَفَ فَلَمْ يُمْكُثْ إِلَّا يَسِيرًا حَتَّى نَزَلَتِ الْآيَاتَانِ مِنْ بَرَاءَةِ وَلَا تُصَلِّي عَلَى أَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ أَبَدًا إِلَى قَوْلِهِ وَهُمْ فَاسِقُونَ وَلَا تَقُمْ عَلَى قَبْرِهِ إِنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَمَاتُوا وَهُمْ فَاسِقُونَ قَالَ فَعَجِبْتُ بَعْدُ مِنْ جُرْأَتِي عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَئِذٍ وَاللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ۔

ترجمہ۔ حضرت عمر بن الخطابؓ فرماتے ہیں کہ جب رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی کی وفات ہوئی تو اس کے لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دعوت دی گئی کہ آپ اس کی نماز جنازہ پڑھیں۔ جب آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے تو میں دوڑ کر آپ کی طرف گیا۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! آپ ابن ابی کا نماز جنازہ پڑھتے ہیں۔ حالانکہ اس نے اسی دن

اس اس طرح کہا تھا۔ میں اس کی باتیں آپ کو گن گن کر بتاتا رہا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا دیئے۔ فرمایا اے عمر! پیچھے ہٹ جا۔ جب میں نے بہت اصرار کیا تو آپ نے فرمایا۔ کہ مجھے اختیار دیا گیا تھا۔ اس لئے میں نے اپنا اختیار استعمال کیا۔ اگر مجھے علم ہوتا کہ ستر مرتبہ پر ستر زیادتی کرنے سے اس کی بخشش ہو جاتی ہے۔ تو میں ستر پر ضرور زیادتی کر دوں گا پھر آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا جنازہ پڑھایا۔ جب فارغ ہو کر واپس ہوئے۔ تو کھوڑی دیر بٹھڑے ہوں گے کہ یہ دو آیات سورۃ براءۃ کی نازل ہوئیں۔ ترجمہ۔ آپ ان منافقین میں سے جو بھی مر جائے کسی کی کبھی نماز جنازہ نہ پڑھیں۔ اور نہ ہی اس کی قبر پر کھڑے ہو کر دعا کریں۔ کیونکہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا ہے۔ اور بدکار ہو کر مرے ہیں۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں۔ اس کے بعد مجھے اس دن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جرات کرنے سے تعجب ہوا۔ اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں کہ ایسی جرات مجھے کیسے ہو گئی (اللہ ہم فی امر اللہ کی وجہ سے ہوئی) مرتب۔

تشریح از شیخ گنگوہی | جس شخص کا کفر و شرک معلوم ہو۔ اس کے لئے دعا مغفرت

کی ممانعت ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عبد اللہ بن ابی کے نفاق کا علم تھا۔ لیکن نہی صراحۃً نہیں آئی تھی۔ اس لئے آپ نے اس کے لئے استغفار کیا۔

تشریح از شیخ زکریا | علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ آیات نہی و استغفار خاص دیہاتی

لوگوں کے لئے نازل ہوئی تھیں۔ اسی طرح آپ نے حضرت حذیفہؓ کو بھی سترہ منافقین کے بارے میں اطلاع دی تھی۔ ورنہ عام منافقین کی مسلمانوں کے ساتھ مناکحت۔ وراثت۔ مشاورت وغیرہ سب جاری تھیں۔ عام لوگوں کو ان کی نماز جنازہ کی ادائیگی سے نہیں روکا گیا۔ ان دو آیات میں بھی صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ممانعت کی گئی ہے۔ اس کے بعد علامہ عینیؒ فرماتے ہیں۔ کہ جمیع امت پر یہ فرض ہے کہ نہ وہ کسی مشرک کے لئے دعا کریں اور نہ ہی استغفار کریں جب کہ ان کا شرک پر مہربانا معلوم ہو جائے۔ جیسے مَا كَانُوا لِنَبِيِّهِمْ اَنْ يَّمْنُوا الْاٰیۃ۔



بَابُ ثَنَاءِ النَّاسِ عَلَى الْمَيِّتِ

ترجمہ: میت پر لوگوں کا تعریف کرنا کیسا ہے۔

حدیث نمبر ۱۱۸۰ ۱۱۸۰ حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ مَرَرُوا بِجَنَازَةٍ فَأَشْنَوْا عَلَيْهَا خَيْرًا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَبَتْ ثُمَّ مَرَرُوا بِأُخْرَى فَأَشْنَوْا عَلَيْهَا شَرًّا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَبَتْ قَالَ هَذَا أَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِ خَيْرًا فَوَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ وَهَذَا أَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِ شَرًّا فَوَجَبَتْ لَهُ النَّارُ أَنْتُمْ شُهَدَاءُ لِلَّهِ فِي الْأَرْضِ -

ترجمہ: حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ کچھ لوگوں کا ایک جنازے کے پاس سے گزر رہا تو انہوں نے اس کی بھلائی سے تعریف بیان کی۔ جس پر جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وجبت۔ اور پھر جب دوسرے جنازے کے پاس سے گزر رہا تو اس کی بُرائی بیان کی تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وجبت۔ حضرت عمر بن الخطابؓ نے پوچھا: حضرت! کیا چیز واجب ہوئی۔ فرمایا: جس کی لوگوں نے بھلائی بیان کی اس کے لئے جنت واجب ہو گئی۔ اور جس کی بُرائی بیان کی اس کے لئے جہنم واجب ہو گئی۔ تم لوگ اللہ کی زمین میں اس کے گواہ ہو۔

”زبانِ خلقِ نقارۃ خدا“ کا مقولہ مشہور ہے (مرتب)

حدیث نمبر ۱۱۸۱ ۱۱۸۱ حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ قَالَ قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ وَقَدْ وَقَعَ بِهَا مَرَضٌ فَجَلَسْتُ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَمَرَّتْ بِهِمْ جَنَازَةٌ فَأَشْنَيْتُ عَلَى صَاحِبِهَا خَيْرًا فَقَالَ عُمَرُ وَجَبَتْ ثُمَّ مَرَّتْ بِأُخْرَى فَأَشْنَيْتُ عَلَى صَاحِبِهَا خَيْرًا فَقَالَ وَجَبَتْ ثُمَّ مَرَّتْ بِالثَّالِثَةِ فَأَشْنَيْتُ عَلَى صَاحِبِهَا شَرًّا فَقَالَ وَجَبَتْ فَقَالَ أَبُو الْأَسْوَدِ فَقُلْتُ وَمَا وَجَبَتْ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ قَالَ قُلْتُ كَمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّمَا مُسْلِمٍ شَهِدَ لَهُ أَرْبَعَةٌ بِخَيْرٍ أَدْخَلَهُ اللَّهُ الْجَنَّةَ فَقُلْنَا وَثَلَاثَةٌ قَالَ وَثَلَاثَةٌ فَقُلْنَا وَاثْنَانِ قَالَ وَاثْنَانِ ثُمَّ لَمْ نَسْأَلْهُ عَنْ الْوَاحِدِ -

ترجمہ: حضرت ابو الاسودؓ فرماتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ حاضر ہوا۔ جب کہ مدینہ میں کسی

بخاری کی دبا پھیلی ہوئی تھی۔ پس میں حضرت عمر بن الخطابؓ کے پاس بیٹھ گیا۔ ان کے پاس سے ایک جنازہ گزرا۔ جس کے جنازے والے کی خیر بیان کی گئی۔ پھر دوسرا گزرا تو اس کی بھی بھلائی بیان کی گئی۔ پھر تیسرا گزرا تو اس کی بُرائی بیان کی گئی۔ تو حضرت عمرؓ نے سب کے لئے وجہ فرمایا میں نے پوچھا کیا واجب ہوا امیر المؤمنین! انہوں نے فرمایا میں نے وہی کہا ہے جو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ کہ جس مسلمان کے لئے چار آدمی بھلائی کی شہادت دے دیں۔ اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل فرمائیں گے۔ ہم نے کہا اگر تین گواہی دیں تو فرمایا کہ تین دہلے کو بھی جنت کا داخلہ ملے گا۔ پھر ہم نے دو کے متعلق پوچھا۔ انہوں نے دو پر بھی یہی فرمایا۔ البتہ ہم نے ایک کے متعلق آپ سے سوال نہ کیا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ | لم نسالہ عن الواحد انہوں نے تو نہ پوچھا۔ لیکن

حضرت عائشہؓ نے پوچھا تھا۔ تو جواب اسی طرح تھا۔ مگر ان کا سوال موت اولاد کے متعلق تھا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ | چنانچہ طبرانیؒ کی روایت میں ہے۔ حضرت عائشہؓ کے جواب

میں آپؐ نے فرمایا کہ من کان لہ فرط یا موفقة فمن لم یکن لہ فرط من امتک فانما فرط امتی! امام بخاریؒ نے حدیث الباب سے استدلال کیا ہے کہ شہادت میں کم از کم دو افراد ضروری ہیں۔ اور تعدیل ایک کی بھی کافی ہے۔ باقی چار شہدار کی شہادت کثرت اور تواتر کو ثابت کرنے کے لئے ہے۔ جیسے حد زنا میں چار کی شہادت معتبر سمجھی گئی ہے اور شہادت اربع بھی مطابق واقع کے ہو۔ تاکہ ان کی شمار کا کوئی فائدہ بھی مرتب ہو۔ خلاف واقع شمار کیا فائدہ دے گی۔ اور شہادت بھی ثقہ اور متقی لوگوں کی معتبر ہوگی۔ فساق و کفار کی شہادت کا کوئی اعتبار نہ ہوگا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي عَذَابِ الْقَبْرِ

ترجمہ۔ عذاب قبر کے بارے میں جو کچھ وارد ہوا ہے اس کا بیان ہے۔

وَقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى وَلَوْ تَرَى إِذِ الظَّالِمُونَ فِي غَمَرَاتِ الْمَوْتِ وَالْمَلَائِكَةُ بَاسِطُو أَيْدِيهِمْ أَخْرِجُوا أَنْفُسَكُمُ الْيَوْمَ تُحْزَنُونَ عَذَابُ الْهُونِ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْهُونُ هُوَ الْهَوَانُ وَالْهُونُ الرِّفْقُ وَقَوْلُهُ سَنُعَذِّبُهُمْ

مَرَّتَيْنِ ثُمَّ يَرَدُّونَ إِلَىٰ عَذَابٍ عَظِيمٍ وَقَوْلُهُ وَحَاقَ بِآلِ فِرْعَوْنَ سُوءُ
الْعَذَابِ النَّارُ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَعَشِيًّا وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ أَدْخِلُوا
آلَ فِرْعَوْنَ أَشَدَّ الْعَذَابِ -

امام بخاری نے ان آیات سے عذابِ قبر کو ثابت فرمایا ہے۔ عَذَابِ الْهُورِ سے
یہی مراد ہے۔ ہور کے معنی ذلت اور ہور کے معنی نرمی کے ہیں۔ دوسری آیت میں
مَرَّتَيْنِ ثُمَّ يَرَدُّونَ إِلَىٰ عَذَابٍ عَظِيمٍ سے عذابِ قبر ثابت ہے اور تیسری
آیت میں النَّارُ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَعَشِيًّا سے ثابت ہے۔

حدیث نمبر ۱۸۲۱ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ
عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أَقْبَدُ الْمُؤْمِنُ فِي قَبْرِهِ أُنِي ثُمَّ شَهِدَ
أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ فَذَلِكَ قَوْلُهُ يُثَبِّتُ اللَّهُ
الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ -

ترجمہ۔ حضرت برادر بن عازبؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے
ہیں کہ آپؐ نے فرمایا جب مؤمن کو اپنی قبر میں اٹھا کر بٹھا دیا جائے گا۔ تو اس کے پاس دو فرشتے
آئیں گے۔ پھر وہ کلمہ طیبہ کی گواہی دے گا۔ اسی کو قرآن مجید کی اس آیت یُثَبِّتُ اللَّهُ
بیان کیا گیا ہے۔

حدیث نمبر ۱۸۲۲ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ أَوْ زَادَ يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ
آمَنُوا نَزَلَتْ فِي عَذَابِ الْقَبْرِ -

ترجمہ۔ کہ شعبہ نے یہ الفاظ زائد کئے ہیں کہ یُثَبِّتُ اللَّهُ عَذَابِ الْقَبْرِ کے بارے
میں نازل ہوئی ہے۔

حدیث نمبر ۱۸۲۳ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ أَخْبَرَهُ
قَالَ أَطَّلَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَىٰ أَهْلِ الْقَلْبِ فَقَالَ هَلْ وَجَدْتُمْ
مَا وَعَدَكُمْ رَبُّكُمْ حَقًّا فَقِيلَ لَهُ بَدَعُوا أَمْوَاتًا قَالَ مَا أَنْتُمْ بِأَسْمَعَ
مِنْهُمْ وَلَكِنْ لَا يُجِيبُونَ -

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قلیب بدر والوں کو جھانک کر فرمایا۔ کہ کیا جو تمہارے رب نے تم سے وعدہ کیا تھا۔ اس کو تم نے سچ پایا۔ آپؐ سے کہا گیا کہ کیا آپ ان مردوں کو پکارتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ تم ان سے زیادہ سننے والے نہیں ہو۔ لیکن وہ جواب نہیں دیتے۔

حدیث نمبر ۱۱۸۵ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْخَنَّاسِيُّ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ إِنَّمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهُمْ لَيَعْلَمُونَ الْآنَ أَنَّا مَا كُنْتُ أَقُولُ لَهُمْ حَقٌّ وَقَدْ قَالَ اللَّهُ إِنَّكَ لَا تَسْمَعُ الْمَوْتَى۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ لوگ اب جان رہے ہیں کہ جو کچھ میں ان سے کہتا تھا۔ وہ سچ تھا۔ اور اللہ تعالیٰ فرما چکے ہیں کہ آپؐ مردوں کو نہیں سنا سکتے۔

حدیث نمبر ۱۱۸۶ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ الْخَنَّاسِيُّ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ يَهُودِيَةً دَخَلَتْ عَلَيْهَا فَذَكَرَتْ عَذَابَ الْقَبْرِ فَقَالَتْ لَهَا أَعَاذَكَ اللَّهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ فَسَأَلَتْ عَائِشَةَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَذَابِ الْقَبْرِ فَقَالَ نَعَمْ عَذَابُ الْقَبْرِ حَقٌّ قَالَتْ عَائِشَةُ فَمَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدُ صَلَوةٍ إِلَّا تَعَوَّذَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ زَادَ عُنْدُ رُءُوسِ عَذَابِ الْقَبْرِ حَقٌّ۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ ایک یہودی عورت ان کے پاس گھر میں آئی اور اس نے قبر کے عذاب کا ذکر کرتے ہوئے ان سے کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو قبر کے عذاب سے پناہ دے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عذاب قبر کے بارے میں پوچھا۔ تو آپؐ نے فرمایا ہاں! عذاب قبر حق ہے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ اس کے بعد جب بھی میں نے آپؐ کو نماز پڑھتے دیکھا تو قبر کے عذاب سے پناہ پکڑتے تھے۔ غنڈہ نے یہ الفاظ زائد بیان کئے۔ آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ عذاب قبر حق ہے۔

حدیث نمبر ۱۱۸۷ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ الْخَنَّاسِيُّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ

أَنَّهُ سَمِعَ أَسْمَاءَ بِنْتَ أَبِي بَكْرٍ تَقُولُ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطِيبًا فَذَكَرَ فِتْنَةَ الْقَبْرِ الَّتِي يَفْتَنُ فِيهَا الْمُرَأْفَلَتَا ذَكَرَ ذَلِكَ ضَجَّ الْمُسْلِمُونَ ضَجَّةً -

ترجمہ۔ حضرت عروہ ابن الزبیر سے مروی ہے کہ انہوں نے اپنی والدہ حضرت اسماء بنت ابی بکر سے سنا۔ وہ کہتی تھیں کہ ایک مرتبہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے تو قبر کے اس فتنہ کا ذکر فرمایا جس میں آدمی مبتلا ہوگا۔ پس جب آپ نے اس کا ذکر فرمایا تو مسلمان چنیں مار مار کر رونے لگے۔

حدیث نمبر ۱۸۸۸ حَدَّثَنَا عِيَّاشُ بْنُ الْوَلِيدِ الْخَمْدَانِيُّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ حَدَّثَهُمْ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا وَضَعَ فِي قَبْرِهِ وَتَوَلَّى عَنْهُ أَصْحَابُهُ إِنَّهُ لَيَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِهِمْ أَنَاهُ مَلَكَانِ فَيَقْعَدَانِهِ فَيَقُولَانِ مَا كُنْتَ تَقُولُ فِي هَذَا الرَّجُلِ لِحَدِّ فَأَمَّا الْمُؤْمِنُ فَيَقُولُ أَشْهَدُ أَنَّهُ عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ فَيُقَالُ لَهُ انْظُرْ إِلَى مَقْعَدِكَ مِنَ النَّارِ قَدْ أَبَدَ لَكَ اللَّهُ بِهِ مَقْعَدًا مِنَ الْجَنَّةِ فَيَرَاهُمَا جَمِيعًا قَالَ قَتَادَةُ وَذَكَرْنَا أَنَّهُ يَفْسَحُ لَهُ فِي قَبْرِهِ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى حَدِيثِ أَنَسٍ قَالَ وَالْمُنَافِقُ أَوِ الْكَافِرُ فَيُقَالُ لَهُ مَا كُنْتَ تَقُولُ فِي هَذَا الرَّجُلِ فَيَقُولُ لَا أَدْرِي كُنْتُ أَقُولُ مَا يَقُولُ النَّاسُ فَيُقَالُ لَهُ لَا دَرَيْتَ وَلَا تَلَيْتَ وَيُضْرَبُ بِمِطْرَاقٍ مِنْ حَدِيدٍ ضَرْبَةً فَيَصِيحُ صَيْحَةً يَسْمَعُهَا مَنْ يَلِيهِ غَيْرَ الثَّقَلَيْنِ -

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالک نے حدیث بیان فرمائی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب بندے کو اس کی قبر میں رکھا جاتا ہے اور اس کے ساتھی اس سے پیٹھ پھیر جاتے ہیں۔ بے شک ابھی وہ ان کے جوتوں کی کھٹکھٹاہٹ سن رہا ہوتا ہے کہ اس کے پاس دو فرشتے آکر اسے اٹھا کر بٹھا دیتے ہیں۔ پھر کہتے ہیں کہ تو اس آدمی یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کیا کہا کرتا تھا۔ مومن تو کہتا ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے بندے اور

کے رسول ہیں۔ پس اس سے کہا جاتا ہے کہ تو اپنا ٹھکانہ جہنم سے دیکھ لے۔ جس کے بدلے اللہ تعالیٰ نے تجھے جنت کا ٹھکانہ دیا ہے۔ پس وہ دونوں کو اکٹھے دیکھتا ہے۔ حضرت قتادہؓ راوی فرماتے ہیں۔ ہمارے لئے یہ بھی ذکر کیا گیا کہ اس کی قبر میں فراخی کر دی جاتی ہے۔ پھر قتادہؓ نے حضرت انسؓ کی حدیث کی طرف رجوع کیا۔ کہ منافق یا کافر جب اس سے کہا جاتا ہے کہ تو اس آدمی کے بلے میں کیا کہا کرتا تھا۔ تو وہ کہتا ہے کہ میں تو نہیں جانتا۔ البتہ لوگ جو کچھ کہتے تھے۔ میں بھی وہی کہا کرتا تھا۔ پس اس سے کہا جائے گا کہ تو نے نہ تو خود معلومات حاصل کیں نہ کسی کی پیروی کی یا نہ تو نے قرآن پاک کی تلاوت کی۔ پس اس کو لوہے کے گمڑے سخت پٹیا جائے گا۔ جس سے وہ چیخ و پکار کرے گا۔ جس کی آواز کو اس کے آس پاس کے لوگ سنیں گے۔ سوائے جن وانس کے کہ وہ نہیں سن سکتے۔

تشریح از شیخ گنگوہی | اما انتہم باسمع منہم اس سے مراد علم ہے۔ کیونکہ سماع علم کے اسباب میں سے ایک سبب ہے۔ تو مطلب یہ ہوا کہ وہ خوب جان رہے ہیں۔ اس تقدیر پر **رایجیسود** کا معنی یہ ہو گا۔ کہ جب فرشتے میرا یہ کلام ان تک پہنچائیں گے تو ان کو جواب دینے کی قدرت نہیں۔ کیونکہ وہ سخت عذاب میں مبتلا ہونے کی وجہ سے اور کسی طرف التفات نہیں کر سکیں گے۔

ناد غندر عذاب القبر حق یعنی جیسے عبدان نے روایت کے متن میں زیادتی بیان کی ہے۔ ایسے غندر نے بھی عذاب القبر حق کی زیادتی کو بیان کیا۔ اور بعض شراح یہ فرماتے ہیں۔ کہ اکثر روایات کے اندر حق کا لفظ ثابت نہیں بلکہ مقتدر ہے۔ تو اب معنی یہ ہو جائیں گے کہ غندر نے تو عذاب القبر کے بعد حدیث میں حق کا ذکر کیا ہے۔ لیکن عبدان کی روایت میں حق کا لفظ مقتدر ہے مفلوظ نہیں ہے۔

تشریح از شیخ زکریا | اما انتہم باسمع الخ المراد بہ العلم نے اس اختلاف کی طرف اشارہ فرمایا ہے جو سلف و خلف میں چلا آ رہا ہے۔ کہ آیا سماع موتی ثابت ہے یا نہیں۔ امام بخاریؒ نے ابن عمرؓ کی روایت سے سماع موتی ثابت فرمایا۔ اور حضرت عائشہؓ اس سماع سے علم مراد لیتی ہیں۔ جہور ائمہ نے ابن عمرؓ کی روایت کو قبول کیا ہے۔ کیونکہ اس کی موافقت

اور رواۃ بھی کہتے ہیں۔ اور حضرت عائشہؓ کے استدلال انتم را سمع الموتی کا جواب دیتے ہیں کہ اس میں اسماع کی نفی ہے سمع کی نہیں ہے۔ جسے اللہ تعالیٰ سنوانا چاہے وہ سن سکتا ہے۔ دوسرے حضرت عائشہؓ خود اس موقع پر موجود نہیں تھیں۔ لہذا حاضرین صحابہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ کو زیادہ حفظ کرنے والے ہیں۔ اس لئے کہ انہوں نے آپؐ سے خطاب کرتے ہوئے کہا تھا۔ یا رسول اللہ اتخاطب قومًا جیفوا فقال ما انتم باسمع مہم۔ پس جائز ہے کہ وہ اس حال میں جانتے بھی ہوں۔ اور اپنے ان۔ کانوں سے سنتے بھی ہوں جیسے جہو کہتے ہیں یا ان لوگوں کے قول کے مطابق جو سوال کا مخاطب روح کو گردانتے ہیں۔ ان کے نزدیک آذان روح سے سنتے ہوں اور کتاب المغازی میں آ رہا ہے کہ حضرت قتادہؓ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تو نبیاً و نغمۃ اپنے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام سنانے کے لئے ان سب کو زندہ کر دیا۔ پھر اس میں بھی اختلاف نقل کیا جاتا ہے۔ کہ آیا قبر میں سوال صرف بدن پر واقع ہو گا یا بغیر عود الی الجسد کے براہ راست روح سے ہو گا۔ جہو رائے کا قول ہے کہ روح کو جسد میں لوٹا کر پھر سوال کیا جائے گا۔ اور مغازی ابن اسحاق میں اسناد جید کے ساتھ حضرت عائشہؓ کا اپنے انکار سے رجوع ثابت کیا گیا ہے۔

شیخ گنگوہیؒ نے الجواب النضر المراد بہ العلم سے ایک فقہی مسئلہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ کہ اگر کسی نے قسم اٹھائی کہ میں فلاں سے کلام نہیں کروں گا تو آیا یہ یحییٰ اس کی حیوۃ سے مقید ہوگی اگر مرنے کے بعد کلام کرے تو حانت ہو گا یا نہیں۔ تو درمختار میں ہے کلام مع المیت سے حانت نہیں ہو گا۔ کیونکہ مقصود کلام سے افہام ہے اور موت اس کے منافی ہے تو اہل قلیب بدر کے سماع سے اعتراض ہوتا تھا۔ اس کا جواب شیخ گنگوہیؒ یہ دے رہے ہیں۔ کہ لوگ سماع موتی کی نفی کرتے ہیں تو وہ لوگ حدیث کے لفظ سماع کو علم پر محمول کرتے ہیں۔ لیکن شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے اپنے فتاویٰ عزیزیہ میں سماع میت و شعورہ و ادراک کو دلائل سے بسط کے ساتھ ثابت کیا ہے۔ فانظر ارض شئت التفصیل۔



بَابُ التَّعَوُّذِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ

ترجمہ۔ عذاب قبر سے پناہ پکڑنا۔

حدیث نمبر ۱۱۸۹ اَحَدَثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى عَنْ ابْنِ أَبِي أَيُّوبَ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ وَجَبَتِ الشَّمْسُ فَمِيعَ صَوْتًا فَقَالَ يَهُودُ تَعَذَّبُ فِي قُبُورِهَا وَقَالَ النَّضْرُ عَنْ ابْنِ أَبِي أَيُّوبَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔
ترجمہ۔ حضرت ابو ایوبؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے۔ جب کہ سورج غروب ہو چکا تھا۔ تو آپؐ نے ایک آواز سن کر فرمایا کہ ایک یہودیہ کو اس کی قبر میں عذاب کیا جا رہا ہے۔

حدیث نمبر ۱۱۹۰ اَحَدَثَنَا مُعَلَّى بْنُ اَحَدَثَنَا عَنْ ابْنِ خَالِدِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ اَتَهَا سَمِعَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَتَعَوَّذُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ۔
ترجمہ۔ خالد بن سعید بن العاصؓ کی بیٹی نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپؐ عذاب قبر سے پناہ پکڑتے تھے۔

حدیث نمبر ۱۱۹۱ اَحَدَثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ عَنْ ابْنِ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُو اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَالِ۔

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الفاظ میں دعا مانگتے تھے۔ ترجمہ۔ اے اللہ! میں تیرے ساتھ پناہ پکڑتا ہوں۔ قبر کے عذاب سے۔ جہنم کے عذاب سے زندگی اور موت کے فتنہ سے اور مسیح دجال کے فتنہ سے۔

تشریح از قاسمی | سَمِعَ صَوْتًا یا تو وہ ملائکہ العذاب کی آواز تھی یا وقوع عذاب کی آواز یا معذبین کی آواز تھی۔ مصنفؒ اس سے اس عادت کی طرف اشارہ فرماتے ہیں۔ کہ ایسے مواقع پر تعوذ کرنا چاہیے۔



بَابُ عَذَابِ الْقَبْرِ مِنَ الْغَيْبَةِ وَالْبَوْلِ

ترجمہ۔ پیشاب اور خفیل غوری یا گلہ گوئی سے عذابِ قبر ہوتا ہے۔

حدیث نمبر ۱۱۹۲ ۥ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ۥ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ مَرْثُ اللَّيْثِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى قَبْرَيْنِ فَقَالَ إِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ مِنْ كَيْدِ رِثْمٍ قَالَ بَلَىٰ أَمَّا أَحَدُهُمَا فَكَانَ يَسْعَىٰ بِالْقَيْمَةِ وَأَمَّا أَحَدُهُمَا فَكَانَ لَا يَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِهِ قَالَ ثُمَّ أَخَذَ عَوْدًا رَطْبًا فَكَسَرَهُ بِإِثْنَيْنِ ثُمَّ غَرَزَ كُلَّ وَاحِدٍ قَبْرَهُمَا عَلَى قَبْرِ رِثْمٍ قَالَ لَعَلَّهُ يُخَفَّفُ عَنْهُمَا مَا لَمْ يَلْبَسَا۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا گزردو قبروں کے پاس سے ہوا۔ آپؐ نے فرمایا ان کو عذاب ہو رہا ہے۔ اور یہ کسی بڑے گناہ میں عذاب نہیں دیئے جا رہے۔ پھر فرمایا کیوں نہیں۔ لیکن ایک ان میں سے چغلی غوری کرتا تھا۔ اور دوسرا اپنے پیشاب سے پردہ نہیں کرتا تھا۔ پھر آپؐ نے ایک تر کلڑی لی۔ اور اس کے دو ٹکڑے فرماتے ان میں سے ہر ایک کو ایک ایک قبر پر گاڑ دیا۔ پھر فرمایا جب تک یہ دونوں خشک نہ ہوں۔ شاید اللہ تعالیٰ ان سے عذاب میں تخفیف فرمادے۔

تشریح از قاسمی ۥ امام بخاریؒ نے اپنی عادت کے مطابق بعض طرق کے الفاظ کی طرف اشارہ فرمادیا کہ کسی میں مرقۃ الغیبة ہے اور کسی میں مرقۃ النجیمة ہے۔ دونوں باعثِ عذابِ قبر ہیں۔

بَابُ الْمَيْتِ يُعْرَضُ عَلَيْهِ مَقْعَدُهُ بِالْفَدَاةِ وَالْعِشِيِّ

ترجمہ۔ میت پر صبح و شام اس کا ٹھکانا پیش کیا جاتا ہے۔

حدیث نمبر ۱۱۹۳ ۥ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ۥ عَنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ ۥ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا مَاتَ عُرِضَ عَلَيْهِ مَقْعَدُهُ بِالْفَدَاةِ وَالْعِشِيِّ إِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَمِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَإِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَمِنْ أَهْلِ النَّارِ فَيَقَالُ هَذَا مَقْعَدُكَ حَتَّىٰ يَبْعَثَكَ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

ترجمہ۔ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا جب تم میں سے کوئی ایک مر جاتا ہے۔ تو اس کا ٹھکانا صبح و شام اس پر پیش کیا جاتا ہے۔ اگر جنتی ہے تو جنت والا۔ اگر جہنمی ہے تو جہنم والا۔ پھر اس سے کہا جاتا ہے کہ یہی تیرا ٹھکانا ہے یہاں تک کہ قیامت کے دن تجھے اللہ تعالیٰ قبر سے اٹھا کر اس میں پہنچائیں گے۔

بَابُ كَلَامِ الْمَيِّتِ عَلَى الْجَنَازَةِ

ترجمہ۔ چارپائی پر میت کا کلام کرنا۔

حدیث نمبر ۱۱۹۴ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أُوضِعَتِ الْجَنَازَةُ فَأَحْمَلَهَا الرِّجَالُ عَلَى أَعْنَاقِهِمْ فَإِنْ كَانَتْ صَالِحَةً قَالَتْ قَدْ مَوْنِي قَدْ مَوْنِي وَإِنْ كَانَتْ غَيْرَ صَالِحَةٍ قَالَتْ يَا وَيْلَهَا آيُنَ تَذْهَبُونَ بِهَا يَسْمَعُ صَوْتَهَا كُلُّ شَيْءٍ إِلَّا الْإِنْسَانَ وَلَوْ سَمِعَهَا الْإِنْسَانُ لَصَبَقَ۔

ترجمہ۔ حضرت ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب میت کو چارپائی پر رکھا جاتا ہے۔ اور اسے مرد اپنی گردنوں پر اٹھاتے ہیں۔ تو اگر وہ نیک آدمی ہوتا ہے۔ تو کہتا ہے مجھے آگے لے چلو۔ اگر بیکار ہوتا ہے تو کہتا ہے میری ہلاکت مجھے کہاں لے جا رہے ہو۔ اس کی اس آواز کو انسان کے علاوہ ہر چیز سنتی ہے۔ اگر انسان سن لے تو بے ہوش ہو جاتے۔

تشریح از قاسمی | اس باب کے تکرار کی وجہ یہاں پہلے بیان ہو چکی ہے۔ کہ اس جگہ ماقبل باب سے اس کو اس طرح مناسبت ہے۔ کہ پہلے باب میں عرض المقعد کا بیان تھا۔ اس باب سے بتلانا ہے۔ اپنا ٹھکانا وہ محل جنازہ کے وقت سے دیکھ لیتا ہے۔ اس لئے وہ کلام کرتا ہے۔

بَابُ مَا قِيلَ فِي أَوْلَادِ الْمُسْلِمِينَ

وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ مَاتَ لَهُ ثَلَاثَةٌ مِنَ الْوَلَدِ لَمْ يَبْلُغُوا الْجَنَّةَ كَانَ لَهُ حِجَابًا مِنَ النَّارِ أَوْ دَخَلَ الْجَنَّةَ۔

ترجمہ۔ مسلمانوں کی اولاد کے بارے میں جو کچھ کہا گیا ہے۔ اس کا بیان اس باب میں ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جس شخص کے تین بچے مر جائیں جو بلوغ کو نہ پہنچے ہوں۔ تو وہ جہنم سے پردہ بنیں گے یا اسے جنت میں داخل کریں گے۔

حدیث نمبر ۱۱۹۵ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْأَعْمِيُّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ النَّاسِ مُسْلِمٌ يَمُوتُ لَهُ ثَلَاثَةٌ لَمْ يَبْلُغُوا الْحِنْثَ إِلَّا أَدْخَلَهُ اللَّهُ الْجَنَّةَ بِفَضْلِ رَحْمَتِهِ إِيَّاهُمْ۔

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں میں سے جس کسی مسلمان کے تین بچے مر جائیں جو بلوغ کو نہ پہنچے ہوں تو اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرمائیں گے۔ بوجہ اپنی رحمت کی فضیلت کے جو ان پر ہوگی۔

حدیث نمبر ۱۱۹۶ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الْأَعْمِيُّ عَنْ سَمِعِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عَازِبِ بْنِ مَرْضَعَةَ قَالَ لَمَّا تَوَفَّى إِبْرَاهِيمُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لَهُ مَرْضَعًا فِي الْجَنَّةِ۔

ترجمہ۔ حضرت برابر بن عازبؓ فرماتے ہیں کہ جب صاحب زادہ ابراہیمؓ کی وفات ہوئی۔ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جنت میں اس کے لئے دودھ پلانے والی ہوگی۔ جو اس کی مدت رضاعت پوری کرے گی۔

تشریح از شیخ گنگوہی | صاحب زادے کے لئے جنت میں مرضع کا ہونا یہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات میں سے ہے۔

تشریح از شیخ زکریا | شیخ گنگوہیؒ نے جو آپؐ کی خصوصیت قرار دیا ہے حالانکہ یہ آپؐ کی جمیع اولاد کے لئے ہے۔ اس لئے علامہ قسطلانیؒ نے حضرت خدیجہؓ کے صاحب زادے قاسمؓ کی وفات پر جب حضرت خدیجہؓ نے فرمایا کہ اگر وہ زندہ رہتا اور میں اس کی رضاعت پوری کر لیتی تو میرے لئے آسان ہوتا۔ جس پر آپؐ نے فرمایا کہ اس کے لئے مرضع جنت میں مدت رضاعت پوری کرے گی۔ باقی علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ اس پر تو سب کا اتفاق ہے کہ صاحب زادہ ابراہیمؓ کی ولادت ذی الحجہ ۳ھ میں ہوئی۔ اس کی وفات میں اختلاف ہے۔ واعدی نے ربیع الاول ۳ھ کے اندر وفات کا قول کیا ہے اور بھی اقوال ہیں۔

تشریح از قاسمی | لَمْ يَبْلُغُوا الْحُدُثَ | امام بخاریؒ اس حدیث سے اس طرح استدلال فرماتے ہیں۔ کہ جب یہ بچہ والدین کیلئے حجاب من القادر بنا تو خود بھی محبوب من القادر ہوگا۔ جس سے معلوم ہوا کہ اولاد مسلمین اہل جنت میں سے ہوگی۔ اس طرح قیاس سے ترجمہ ثابت ہوا۔



پہمٹا پارہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بَابُ مَا قِيلَ فِي أَوْلَادِ الْمُشْرِكِينَ

ترجمہ۔ مشرکوں کی اولاد کے بارے میں

حدیث نمبر ۱۱۹۸ | حَدَّثَنَا حَبَّانُ بْنُ مُوسَى عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَوْلَادِ الْمُشْرِكِينَ فَقَالَ اللَّهُ إِذَا خَلَقَهُمْ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوا أَعْمَالِينَ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرکین کی اولاد کے بارے میں پوچھا گیا۔ تو آپؐ نے فرمایا۔ جب اللہ تعالیٰ نے ان کو پیدا کیا ہے تو وہی بہتر جاننے والا ہے۔ کہ وہ کیا عمل کرے گا۔

حدیث نمبر ۱۱۹۸ | حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَنَّ سَمْعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذُرَارِيِّ الْمُشْرِكِينَ فَقَالَ اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوا أَعْمَالِينَ۔

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرکین کی اولاد کے بارے میں پوچھا گیا۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ اللہ ہی بہتر جاننے والا ہے کہ وہ کیا عمل کرنے والے تھے۔

حدیث نمبر ۹۹۱۱ حَدَّثَنَا اَدَمُ النَّعْنَانِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ مَوْلُوْدٍ قُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَاَبَوَاهُ يُمَسِّكُوْنَهُ اَوْ يُنْصِرَانِهِ اَوْ يُمَجِّسَانِهِ كَمَثَلِ الْبَيْمَةِ تُفْتَجُّ الْبَيْمَةُ هَلْ تَرَى فِيْهَا جَدْعَاءُ۔
ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہرچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے۔ پس ماں باپ اسے یہودی۔ نصرانی یا مجوسی بناتے ہیں۔ مانند جانور کے جو صحیح سالم بچہ جنتا ہے۔ کیا تم نے کبھی اس کا ناک، کان وغیرہ کٹا ہوا دیکھا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ | باب کی پہلی روایات سے معلوم ہوتا تھا کہ اولاد مشرکین کے بارے میں توقف کرنا چاہیے۔ جیسا کہ امام اعظمؒ کا مسلک ہے۔ لیکن ان دونوں کے بعد حدیث فطرت کو لانے سے مقصد یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس استحقاق کی نفی کرنا چاہتے ہیں۔ جو عمل پر مرتب ہوتا ہے۔ مطلق کی نفی نہیں ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ | اولاد مشرکین کا مسئلہ اختلافی ہے۔ سلف و خلف میں اختلاف رہا ہے۔

۱۔ ایک قول یہ ہے کہ توقف کرو۔ مشیتہ الہی میں جو ہو گا دیا ہی ہو کر رہے گا۔ یہ مسلک ائمہ ثلاثہ کا ہے۔

۲۔ دوسرا قول یہ ہے کہ وہ والدین کے تابع ہوں گے۔ اولاد المسلمین فی الجنة داد لاد الکفار فی النار۔

۳۔ تیسرا قول یہ ہے کہ وہ برزخ میں ہوں گے۔ بین الجنة والنار۔

۴۔ چوتھا قول یہ ہے کہ وہ اہل جنت کے خدام ہوں گے۔

۵۔ پانچواں قول یہ ہے کہ وہ مٹی ہو جائیں گے۔

۶۔ چھٹا قول یہ ہے کہ وہ جہنم میں ہوں گے۔

۷۔ ساتواں قول ابن کثیرؒ نے نقل کیا ہے۔ کہ ان کا امتحان لیا جائے گا۔ **فَوْضُ اطَاعٍ دَخَلَ الْجَنَّةَ** و **مَوْضِعُ عَصِيٍّ دَخَلَ النَّارَ**۔ یہی قول شیخ ابوالحسن اشعریؒ کا نقل کیا گیا ہے۔

۸۔ ۲ ٹکڑوں قول یہ ہے کہ وہ جنت میں ہوں گے۔

۹۔ نانواں قول توقف اور دستواں امساک کا ہے۔

توقف اور امساک میں فرق یہ ہے کہ پہلے میں عدم جزم بشریٰ لتعارض الادلہ اور دوسرے میں عدم الکلام فی المسئلہ ہے۔ شیخ گنگوہیؒ نے نہایت ہی اجمال سے کام لیا ہے۔ جس کی تفصیل انہوں نے شرح ابوداؤد میں بیان فرمائی ہے۔ کہ دخول جنت کبھی تو اعمال کی وجہ سے ہوگا۔ اور کبھی بغیر عمل کے۔ تو جو دخول مرتب اعلیٰ الاعمال ہے۔ اس میں تو وہ والدین کے شریک ہوں گے۔ لیکن جو دخول مرتب علیٰ الاعمال نہیں ہے۔ تو اس کے بارے میں دوسرے آثار سے پتہ چلتا ہے کہ ذرا رہی مشرکین سرے سے جہنم میں داخل نہیں ہوں گے۔ جیسے حدیث فطرت اور

مَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ هَؤُلَاءِ نَبَعَثَ رَسُولًا۔ الآیۃ۔

باب حدیث نمبر ۱۲۰۰ **حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ** الزَّهَّاقِيُّ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ

قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى صَلَاةً أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ فَقَالَ مَنْ رَأَى مِنْكُمْ اللَّيْلَةَ رُؤْيَا قَالَ فَإِنْ رَأَى أَحَدٌ قَصَّهَا فَيَقُولُ مَا شَاءَ اللَّهُ فَسَأَلْنَا يَوْمَئِذٍ هَلْ رَأَى مِنْكُمْ أَحَدٌ رُؤْيَا قُلْنَا لَا قَالَ لَكِنِّي رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ رَجُلَيْنِ آتِيَانِي فَأَخَذَا بِيَدِي فَأَخْرَجَانِي إِلَى أَرْضٍ مُقَدَّسَةٍ فَإِذَا رَجُلٌ جَالِسٌ وَرَجُلٌ قَائِمٌ بِيَدِهِ قَالَ بَعْضُ أَصْحَابِنَا عَنْ مُوسَى كَلُوبٌ مِنْ حَدِيدٍ يَدْخُلُهُ فِي شِدْقِهِ حَتَّى يَبْلُغَ قَفَاهُ ثُمَّ يَفْعَلُ بِشِدْقِهِ الْأَخِيرِ مِثْلَ ذَلِكَ وَيَلْتَمِسُ شِدْقَهُ هَذَا فَيَعُوذُ فَيَصْنَعُ مِثْلَهُ فَقُلْتُ مَا هَذَا قَالَ انْطَلِقْ فَانْطَلَقْنَا حَتَّى آتَيْنَا عَلَى رَجُلٍ مُضْطَجِعٍ عَلَى قَفَاهُ وَرَجُلٌ قَائِمٌ عَلَى رَأْسِهِ بِفِهْرٍ أَوْ صَخْرَةٍ فَيَشْدَخُ بِهَا رَأْسَهُ فَإِذَا ضَرَبَهُ تَدْهَدُهُ الْحَجَرُ فَانْطَلِقْ إِلَيْهِ لِيَأْخُذَهُ فَلَا يَرْجِعُ إِلَى هَذَا حَتَّى يَلْتَمِسَ رَأْسَهُ وَعَادَ رَأْسَهُ كَمَا هُوَ فَعَادَ إِلَيْهِ فَضَرَبَهُ قُلْتُ

مِنْ هَذَا قَالَ أَنْطَلِقْ فَأَنْطَلَقْنَا إِلَى نَقَبٍ مِثْلِ التَّنُّورِ أَعْلَاهُ ضَيْقٌ وَأَسْفَلُهُ
 وَاسِعٌ تَتَوَقَّدُ تَحْتَهُ نَارٌ فَإِذَا اقْتَرَبَ ارْتَفَعُوا حَتَّى كَادُوا يَخْرُجُونَ
 فَإِذَا اخْتَدَتْ رَجَعُوا فِيهَا وَفِيهَا رِجَالٌ وَنِسَاءٌ عُرَاهُ فَقُلْتُ مَا هَذَا قَالَ
 أَنْطَلِقْ فَأَنْطَلَقْنَا حَتَّى آتَيْنَا عَلَى نَهْرٍ مِنْ دَمٍ فِيهِ رَجُلٌ قَاتِمٌ وَعَلَى
 وَسْطِ النَّهْرِ قَالَ يَنْبِذُ بْنُ هَارُونَ وَوَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ عَنْ جَرِيرِ
 بْنِ هَارِمٍ وَعَلَى شَطْرِ النَّهْرِ رَجُلٌ بَيْنَ يَدَيْهِ حِجَارَةٌ فَأَقْبَلَ الرَّجُلُ
 الَّذِي فِي النَّهْرِ فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَخْرُجَ رَمَاهُ الرَّجُلُ بِحَجَرٍ فِي فِيهِ فَرَدَّهُ
 حَيْثُ كَانَ فَجَعَلَ كُلُّمَا جَاءَ لِيَخْرُجَ رَمَى فِي فِيهِ بِحَجَرٍ فَيَرْجِعُ كَمَا كَانَ فَقُلْتُ
 مَا هَذَا قَالَ أَنْطَلِقْ فَأَنْطَلَقْنَا حَتَّى آتَيْنَا إِلَى رَوْضَةٍ خَضِرَاءَ فِيهَا شَجَرَةٌ
 عَظِيمَةٌ وَفِي أَصْلِهَا شَيْخٌ وَصَبِيَانٌ وَإِذَا رَجُلٌ قَرِيبٌ مِنَ الشَّجَرَةِ بَيْنَ
 يَدَيْهِ نَارٌ يُوقِدُهَا فَصَعِدَ ابْنِي فِي الشَّجَرَةِ فَأَدْخَلَنِي دَارًا لَمْ أَرَقَطُ
 أَحْسَنَ وَأَفْضَلَ مِنْهَا فِيهَا رِجَالٌ شُيُوخٌ وَشَبَابٌ وَنِسَاءٌ وَصَبِيَانٌ ثُمَّ
 أَخْرَجَانِي مِنْهَا فَصَعِدَ ابْنِي الشَّجَرَةَ فَأَدْخَلَنِي دَارًا هِيَ أَحْسَنُ وَأَفْضَلُ فِيهَا
 شُيُوخٌ وَشَبَابٌ قُلْتُ طَوَّفْتُمَا فِي اللَّيْلَةِ فَأَخْبِرَانِي عَمَّا رَأَيْتُمَا قَالَا نَعَمْ أَمَّا
 الَّذِي رَأَيْتَهُ يُشَقُّ شِدْقُهُ فَكَذَّابٌ يَحْدِثُ بِالْكَذِبَةِ قَتَلَ حِمْلَ عُنْتِهِ حَتَّى
 تَبْلُغَ الْإِفَاقَ فَيُصْنَعُ بِهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ وَالَّذِي رَأَيْتَهُ يُشَدُّ رَأْسُهُ فَرَجُلٌ
 عَلَيْهِ الْقُرْآنُ فَنَامَ عَنْهُ بِاللَّيْلِ وَلَمْ يَعْمَلْ فِيهِ بِالنَّهْرِ يُعْمَلُ بِهِ إِلَى يَوْمِ
 الْقِيَمَةِ وَالَّذِي رَأَيْتَهُ فِي النَّقَبِ فَهُمْ الرُّنَاهُ وَالَّذِي رَأَيْتَهُ فِي النَّهْرِ أَكَلُوا
 الرِّبَا وَالشَّيْخُ الَّذِي فِي أَصْلِ الشَّجَرَةِ إِبْرَاهِيمُ وَالصَّبِيَانِ حَوْلُهُ فَأَوْلَادُ
 النَّاسِ وَالَّذِي يُوقِدُ النَّارَ مَالِكُ خَازِنُ النَّارِ وَالَّذِي دَخَلَتْ
 دَارَ عَامَّةِ الْمُؤْمِنِينَ وَأَمَّا هَذِهِ الدَّارُ فَدَارُ الشُّهَدَاءِ وَأَنَا جَبْرِئِيلُ وَهَذَا
 مِيكَائِيلُ فَأَرْفَعُ رَأْسَكَ فَرَفَعْتُ رَأْسِي فَإِذَا افْوَقِي مِثْلُ السَّحَابِ قَالَا ذَلِكَ
 مِثْلُكَ فَقُلْتُ دَعَانِي أَدْخُلْ مِثْلِي قَالَا إِنَّهُ بَقِيَ لَكَ عُمْرٌ لَمْ تَسْتَكْمِلْهُ

قُلُوا اسْتَكْمَلْتُمْ اٰتَيْتُمْ مَٰنْزِلَكَ ۔

ترجمہ۔ حضرت سمرة بن جندب فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارک تھی۔ جب کسی نماز سے فارغ ہوتے تو ہماری طرف چہرہ مبارک سے متوجہ ہوتے اور پوچھتے کہ کیا تم نے آج کوئی خواب دیکھا ہے۔ اگر کسی نے خواب دیکھا ہوتا تو وہ اسے بیان کرتا۔ پس حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ اللہ تعالیٰ چاہتے وہ بیان فرماتے۔ پس ایک دن آپ نے ہم سے پوچھا کہ تم میں سے کسی نے خواب دیکھا ہے۔ ہم نے کہا۔ نہیں۔ تو آپ نے فرمایا۔ میں نے آج رات دو آدمیوں کو دیکھا ہے کہ وہ میرے پاس آئے اور میرے دونوں ہاتھوں کو پکڑا۔ اور مجھے پاک زمین کی طرف نکال کر لے گئے۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک آدمی بیٹھا ہے اور دوسرا کھڑا ہے۔ جس کے ہاتھ میں بقول ہمارے ساتھی شاگردوں کے موسیٰ سے یوں روایت ہے کہ اس کے ہاتھ میں لوہے کا زنبور (چمٹا) ہے۔ جو اس بیٹھے ہوئے کے جبرٹے میں داخل کرتا ہے۔ پھر اس کے دوسرے جبرٹے کے ساتھ بھی اسی طرح کرتا ہے۔ اتنے میں وہ پہلا جبرٹا مل جاتا ہے۔ پھر اگر وہ اس کے ساتھ ایسے ہی کرتا ہے۔ میں نے پوچھا کہ یہ کیا ہے ان دونوں نے کہا۔ چلو! ہم سب چل دیئے۔ یہاں تک کہ ہم ایک ایسے شخص کے پاس پہنچے جو پیٹھ کے بل لیٹا ہوا تھا۔ اور دوسرا اس کے سر ہانے بڑا پتھر یا مطلق پتھر لے کر کھڑا ہوا تھا۔ جس سے اس کا سر بھوڑتا تھا۔ جب وہ اسے پتھر مارتا تو پتھر ٹھککتا ہوا جا پڑتا۔ پس اسے لینے کے لئے جاتا۔ ابھی واپس نہیں آیا ہوتا تھا۔ کہ اس کا سر مل چکا ہوتا تھا۔ اور اس کا سر اسی طرح ہو جاتا جس طرح کہ وہ تھا۔ تو وہ پھر واپس آکر اسے مارتا۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے۔ انہوں نے کہا۔ کہ چلو! ہم چل دیئے۔ اور ایسے غارتک پہنچے جو تنور کی طرح تھا کہ اس کا اوپر کا حصہ تنگ تھا اور نیچے کا کھلا ہوا وسیع تھا۔ جس کے نیچے آگ دہک رہی تھی۔ قریب تھا کہ وہ لوگ اوپر کو اٹھ کر نکلنے لگیں۔ جب وہ آگ بجھ جاتی تو وہ نیچے چلے جاتے۔ اس میں ننگے مرد اور ننگی عورتیں تھیں۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں۔ بتلایا کہ آگے چلو! ہم آگے چلے تو ہم ایسی ایک خون کی نہر تک پہنچ گئے۔ جس میں ایک آدمی کھڑا ہے اور نہر کے درمیان۔ مگر یزید بن ہارون اور دہیب بن جریہ بن حازم کہتے ہیں کہ نہر کے کنارے پر ایک آدمی ہے جس کے ساتھ پتھر پڑے ہیں۔ وہ آدمی جو نہر کے اندر ہے جب وہ باہر نکلنے کا ارادہ کرتا ہے تو یہ اس کے منہ میں پتھر مار کر اس جگہ واپس کرتا ہے۔ جہاں وہ تھا۔ پس اسی طرح جب وہ نکلنے کا ارادہ کرتا ہے۔

تو یہ اس کے منہ میں پتھر مار کر داپس کرتا ہے۔ جیسے وہ تھا۔ تو میں نے ان سے پوچھا یہ کون ہے۔ انہوں نے کہا۔ جلوا ہم لوگ چل دیئے۔ تو ہم ایک ایسے سبز باغ تک پہنچ گئے کہ جہاں ایک بہت بڑا درخت تھا۔ جس کے بن میں ایک بوڑھے بیٹھے تھے اور کچھ بچے بھی تھے اور اچانک اس درخت کے قریب ایک آدمی تھا جس کے سامنے آگ تھی۔ جسے وہ دہکا رہا تھا۔ پس وہ لوگ مجھے اس درخت پر چڑھا کر لے گئے۔ اور مجھے ایک ایسی حویلی میں داخل کیا جس سے اچھی اور بہتر حویلی میں نے نہیں دیکھی تھی۔ جس میں بوڑھے آدمی بھی تھے اور نوجوان بھی تھے۔ میں نے ان سے کہا کہ تم دونوں مجھے ساری رات گھماتے رہے۔ پس جو کچھ میں نے دیکھا اس کے متعلق مجھے کچھ بتلاؤ تو سہی۔ تو انہوں نے کہا کہ ہاں ہم اب بتلاتے ہیں۔ چنانچہ وہ شخص جس کے جڑے چیرے جا رہے تھے۔ وہ ایک بہت بھوٹا آدمی تھا جو بھوٹی کہانیاں بیان کرتا تو لوگ اس سے لے کر چار دانگ عالم میں پہنچا دیتے۔ تو اس کے ساتھ قیامت کے دن تک یہی ہوتا رہے گا۔ اور وہ شخص جس کا سر بھوڑا جا رہا تھا۔ وہ ایک آدمی تھا۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کا علم سکھایا۔ لیکن وہ رات کو اس سے غافل ہو کر سوتا اور دن کو اس پر عمل نہ کرتا۔ پس اس کے ساتھ قیامت تک یہی سلوک ہوتا رہے گا۔ اور وہ لوگ جن کو آپؐ نے ایک غار میں دیکھا وہ زانی مرد اور عورتیں ہیں۔ اور جس شخص کو آپؐ نے خون کی نہریں دیکھا وہ لوگ سود خور تھے۔ اور وہ شیخ جو درخت کے بن میں بیٹھا تھا وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے اور بچے جو ان کے ارد گرد تھے وہ لوگوں کی اولاد ہیں اور جو آگ دہکا رہا تھا وہ مالک جہنم کا دار و غم ہے۔ اور وہ پہلی حویلی جس میں آپؐ داخل ہوئے وہ عام مؤمنوں کی حویلی ہے۔ اور یہ حویلی شہداء کی ہے۔ میں جبرائیلؑ ہوں یہ میکائیلؑ ہے۔ آپؐ ادھر کو سر اٹھائیں۔ میں نے جب ادھر کو اپنا سر اٹھایا تو میرے اوپر ایک بادل کی طرح تھا۔ انہوں نے بتلایا کہ یہ آپؐ کا گھر ہے۔ میں نے کہا کہ مجھے چھوڑ دو۔ تاکہ میں اپنے گھر میں داخل ہو جاؤں۔ انہوں نے کہا۔ ابھی آپؐ کی عمر باقی ہے۔ جس کو آپؐ نے ابھی تک مکمل نہیں کیا جب وہ مکمل ہو جائے گی۔ تو پھر آپؐ اپنے گھر آسکتے ہیں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ | سیدنا ابراہیم علیہ السلام والی روایت کو لاکر یہ بتلانا

چاہتے ہیں۔ ان کے نزدیک بھی وہی مختار ہے۔ جس کو ہم نے اختیار کیا۔ کہ بالآخر یہ سب بچے جنت میں داخل ہوں گے۔

قال بعض اصحابنا عن موسى بن الامام بخاریؒ اس سے یہ بتلانا چاہتے ہیں۔
 کہ کلوب کا لفظ انہوں نے براہ راست استاذ سے نہیں سنا۔ بلکہ استاذ کے حاضرین طلبہ میں سے
 بعض سے میں نے سوال کیا۔ تو انہوں نے بتایا بفہرہ او صخرۃ فہرہ چوٹا اور صخرہ بڑے پتھر کو کہتے ہیں۔
 علیٰ وسط النہر ممکن ہے وسط سے نہر کی لمبائی کا وسط مراد ہو چوڑائی کا وسط مراد نہ ہو۔
 تاکہ اس کا خون کے اندر کھڑا ہونا ثابت ہو۔ اس صورت میں وسط نہر اور شط نہر میں تنافی نہیں ہوگی۔
 کیونکہ وسط نہر اور شط نہر دونوں پر وسط طول نہر صادق آتا ہے۔ اس وقت مقابلہ ابتداء نہر اور
 منتہائے نہر کا ہوگا۔ نہر کے کناروں سے بحث نہ ہوگی۔

نام عنہ باللیلؒ اظہار یہ ہے کہ اس سے ترک عمل پر سزا دینا مراد ہے اور یہ بھی ممکن
 ہے کہ نوم سے نوم عنہ صلوٰۃ العشاء مراد ہو۔ تو اب ترک فریضہ صلوٰۃ پر عذاب ہوگا اور
 یہ بھی احتمال ہے کہ ترک عمل اور ترک فریضہ دونوں پر عذاب ہوگا۔

بَابُ مَوْتِ يَوْمِ الْاِثْنَيْنِ

ترجمہ۔ پیر کے دن کی موت۔

حدیث نمبر ۲۰۱۰ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ اَسَدٍ الْخَمَزَنِيُّ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا
 قَالَتْ دَخَلْتُ عَلَى أَبِي بَكْرٍ فَقَالَ فِي كَمْ كَفَنْتُمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 قَالَتْ فِي ثَلَاثَةِ اَثْوَابٍ بَيَضٍ سَحُولِيَّةٍ لَيْسَ فِيهَا قِمِيصٌ وَلَا عِمَامَةٌ وَقَالَ
 لَهَا فِي أَيِّ يَوْمٍ تُوفِّي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ قَالَ
 فَأَيُّ يَوْمٍ هَذَا قَالَتْ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ قَالَ ارْجُو فِيمَا بَيْنِي وَبَيْنَ اللَّيْلِ فَنَظَرْتُ إِلَى
 ثَوْبٍ عَلَيْهِ كَانَ يَمْرُضُ فِيهِ بِهِ رَدْعٌ مِّنْ زَعْفَرَانٍ فَقَالَ اغْسِلُوا اَثْوَابِي هَذَا
 وَزَيْدٌ وَاعْلِيهِ ثَوْبَيْنِ فَكَفَنْتُونِي فِيهِمَا قُلْتُ إِنَّ هَذَا اخْلُقَ قَالَ إِنَّ الْحَيَّ أَحَقُّ
 بِالْجَدِيدِ مِنَ الْمَيِّتِ ائِمَّا هُوَ لِلْمَلَائِكَةِ فَلَمْ يَتَوَفَّ حَتَّى آمَسَى مِنَ اللَّيْلِ الثَّلَاثَاءِ
 وَدُفِنَ قَبْلَ أَنْ يُصْبِحَ۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ میں حضرت ابو بکر صدیقؓ کے پاس حاضر ہوئی۔

انہوں نے پوچھا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کتنے کپڑوں میں کفنایا گیا تھا فرمائی کہ سولہ کچھ بچے ہوئے تھے تیس سفید کپڑے تھے جن میں نہ تو قمیص تھی اور نہ ہی پگڑی تھی۔ پھر پوچھا کس دن میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی۔ کہا پیر کے دن پھر پوچھا یہ کون سا دن ہے۔ کہا کہ پیر کا دن ہے۔ بس میں اُمید رکھتا ہوں۔ موت میرے اور رات کے درمیان ہے۔ پھر آپ نے اپنے بدن کے اوپر کے کپڑے کو دیکھا جس میں انہوں نے بیماری گزار لی تھی کہ اس میں تو زعفران کا داغ ہے۔ فرمایا میرے اس کپڑے کو دھو لو اور اس پر دو کپڑے اور بڑھالو۔ پھر مجھے ان میں کفنادو۔ میں نے کہا کہ یہ تو پیمانے ہیں۔ فرمایا مُردہ کی بنسبت زندہ نئے کپڑے کا زیادہ حق دار ہے۔ یہ نئے کپڑے تو پیپ کی نذر ہوں گے یا یہ نئے کپڑے مہلت والے یعنی باقی رہنے والے کے لئے ہیں۔ پس بدھ کی رات شام ہونے تک ان پر وفات نہ آئی۔ اور صبح ہونے سے پہلے پہلے دفن کر دیئے گئے۔

تشریح از شیخ گنگوہی | امام بخاریؒ نے اس روایت سے اس بات کی طرف اشارہ فرمایا کہ موت کی تمنا کرنا جائز ہے۔ جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے کیا۔ اگرچہ ان کی تمنا پوری نہ ہوئی۔ کیونکہ ان کی وفات بدھ کی رات کو ہوئی۔ البتہ اتصال اور وقت کا قرب ان سے فوت نہیں ہوا کیونکہ یوم الاثنین اور لیلة الثلاثاء میں نہایت غیر معتد بہ وقفہ تھا۔

تشریح از شیخ زکریا | موت کا وقت مقرر ہے۔ کسی کو اس میں اختیار نہیں ہے۔ سوائے اللہ تعالیٰ کے۔ لیکن رغبت لموافقت وفات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طور پر تمنا جائز ہے۔ یوم الجمعہ اور لیلة الجمعہ میں مسلم کی وفات فتنہ قبر سے حفاظت کا باعث ہے اس کی تخریج امام ترمذیؒ نے فرمائی ہے۔ جو متصل السند نہیں۔ بنا بریں امام بخاریؒ نے اس کی تخریج نہیں فرمائی۔

تشریح از قاسمی | حضرت ابوبکر صدیقؓ نے جمادی الآخری کی سات تاریخ کو یوم بارد میں غسل کیا۔ پندرہ دن بخار میں مبتلا رہے۔ جمادی الآخری کی بائیس تاریخ کو ۳۱ھ میں وفات پائی اور بعض نے مرض کا سبب زہر کو بتلایا ہے۔

بَابُ مَوْتِ الْفُجَاءَةِ بَفْتَةٍ

ترجمہ۔ یعنی اچانک موت کا آنا۔

حدیث نمبر ۲۰۲۲ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَرْيَمَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أُمِّي افْتَلَتَتْ نَفْسَهَا وَأَظْطَمَّتْهَا لَوْ تَكَلَّمْتُ تَصَدَّقْتُ فَمَهْلًا لَهَا أَجْرٌ إِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک آدمی نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ میری والدہ اچانک وفات پا گئی۔ اور میرا گمان ہے کہ اگر وہ موت کے وقت کلام کرتی تو صدقہ خیرات ضرور کرتی۔ کیا اس کو ثواب ملے گا۔ اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کر دوں۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ ثواب ملے گا۔

تشریح از شیخ گنگوہی | امام بخاریؒ کا مقصد اس روایت سے یہ ہے کہ اچانک موت سزا ہے۔ جو جرم کی سزا ہوتی ہے۔ جس کی وجہ سے انسان نہ تو کسی امر خیر کے بارے میں وصیت کر سکتا ہے اور نہ ہی گناہوں سے توبہ کر سکتا ہے۔

تشریح از شیخ زکریا | امام بخاریؒ اس روایت سے اشارہ کرتے ہیں کہ جس پر اچانک موت آجائے تو اس کی اولاد مہم اٹھ کر تدارک کرے۔ بہر حال موت فجاءۃ باعث تاسف ضرور ہے۔ اگرچہ امام نوویؒ اسے محبوب للمراقبین قرار دیتے ہیں۔ یعنی ہر وقت تیار رہنے والوں کے لئے محبوب ہے۔ دوسروں کے لئے بکروہ ہے۔ چنانچہ وارد ہے۔ موت البھاءۃ راحة للمؤمنین و تاسف علی الفاجر کہ اچانک موت مؤمن کے لئے راحت ہے اور بدکار کے لئے باعث افسوس ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وَأَبْنَى بَكْرٍ وَعُمَرُ فَأَقْبَرَهُ أَقْبَرَتِ الرَّجُلُ أَقْبَرَهُ إِذَا جَعَلَتْ لَهُ قَبْرًا وَقَبْرَتُهُ دَفْنَتْهُ كِفَاتًا يَكُونُونَ فِيهَا أَحْيَاءٌ قَيِّدُ فَنُونَ فِيهَا أَمْوَاتًا۔

ترجمہ۔ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی البکرة اور حضرت عمرؓ کی قبر کے بارے میں امام بخاریؒ اقبَر کے لفظ کی تحقیق کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ اقبَر کے معنی قبر بنانے کے ہیں۔ اور مجہد اس کے

معنی دفن کرنے کے ہیں۔ کفائت کے معنی ہیں۔ اس زمین میں تم لوگ زندہ ہو کر بسر کرو گے اور اسی زمین میں مردوں کو دفن کرو گے۔ **الم فبعل الارض کفائتاً۔**

حدیث نمبر ۱۲۰۳ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ الْإِمْنَنُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ
إِنْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَتَعَدَّرُ فِي مَرَضِهِ آيُنَ آنا الْيَوْمَ
آيُنَ آنا غَدًا اسْتَبْطَأَ لِيَوْمَ عَائِشَةَ فَلَمَّا كَانَ يَوْمِي قَبَضَهُ اللَّهُ بَيْنَ سَحْرِي
وَلَحْرِي وَدُفِنَ فِي بَيْتِي۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اپنی مرض میں عذر طلب کرتے تھے یا اگر اس سمجھ رہے تھے کہ آج میں کہاں ہوں گا اور کل میں کس بیوی کے
ہاں ہوں گا کیونکہ حضرت عائشہؓ کی باری میں دیر محسوس کر رہے تھے۔ پس جس دن میری باری
آئی تو اللہ تعالیٰ میرے پہلو اور میرے سینے کے درمیان ہی آپ کی روح کو قبض کر لیا اور آپ
میرے گھر میں ہی دفن کئے گئے۔

حدیث نمبر ۱۲۰۴ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْإِمْنَنُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا
قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَرَضِهِ الَّذِي لَمْ يَقُمْ مِنْهُ
لَعَنَ اللَّهُ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ لَوْلَا ذَلِكَ
أُبْرَزَ قَبْرُهُ غَيْرَ أَنَّهُ خَشِيَ أَوْ خَشِيَ أَنْ يُتَّخَذَ مَسْجِدًا وَقَدْ هَلَلُ قَالَ
كُنَّا فِي عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ وَلَمْ يُؤَلِّدُنِي۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آنجناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے اپنی اس بیماری میں جس سے آپ اللہ نہیں سکے۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ پر لعنت
کرے۔ جنہوں نے انبیاء کی قبروں کو مسجد گاہیں بنا دیا۔ اگر یہ نہ ہوتا تو میں آپ کی قبر کو ظاہر کر
دیتی۔ مگر آپ کو خطرہ تھا یا خطرہ محسوس کیا گیا کہ کہیں آپ کی قبر کو مسجد نہ بنا لیا جائے۔ ہلال
فرماتے ہیں کہ حضرت عروہؓ نے مجھے کیفیت سے پکارا۔ حالانکہ میرے کوئی بچہ پیدا نہیں ہوا تھا۔
امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ ہلال کی ملاقات عروہ سے ہے۔

حدیث نمبر ۱۲۰۵ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ الْإِمْنَنُ سَفِيَانُ الثَّمَالِيُّ حَدَّثَنَا أَنَّهُ

رَأَى قَبْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَسْنَمًا

ترجمہ: حضرت سفیان تمار حدیث بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کو کوہان کی شکل میں دیکھا۔

حدیث نمبر ۱۲۰۶ حَدَّثَنَا قُرُوبٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ لَمَّا سَقَطَ عَلَيْهِمُ الْحَائِظُ فِي زَمَانِ الْوَلِيدِ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ أَخَذُوا فِي بَنَائِهِ فَبَدَتْ لَهُمْ قَدَمٌ فَفَزَعُوا وَظَنُّوا أَنَّ قَدَمَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا وَجَدُوا أَحَدًا يَعْلَمُ ذَلِكَ حَتَّى قَالَ لَهُمْ عُرْوَةُ لَا وَاللَّهِ مَا هِيَ قَدَمُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا هِيَ إِلَّا قَدَمُ عُمَرَ وَعَنْ هِشَامِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا أَقْصَتْ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الزَّبِيرِ لَا تَدْخُلِي مَعَهُمْ وَادْفِنِي مَعَ صَوَاحِبِي بِالْبَقِيعِ لَا أُزَكِّي بِهِ أَبَدًا

ترجمہ: حضرت ہشام بن عروہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ جب ولید بن عبد الملک کے زمانہ میں دیوار ان کے اوپر گری تو وہ لوگ اس کی مرمت میں لگ گئے۔ تو اچانک ان کے سامنے ایک پاؤں ظاہر ہوا۔ جس سے لوگ گھبرا گئے۔ اور ان کا گمان تھا کہ یہ قدم جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہوگا۔ پس کوئی ایسا شخص انہیں نہ ملا جو اس کا علم رکھتا ہو یہاں تک کہ حضرت عروہؓ نے فرمایا یہ تو حضرت عمرؓ کا قدم ہے۔ اللہ کی قسم! جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا قدم نہیں ہے۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت عبد اللہ الزبیرؓ کو وصیت فرمائی تھی کہ مجھے ان حضرات کے ساتھ دفن نہ کرنا۔ مجھے میری سوکنوں کے ساتھ بقیع غرقہ میں دفن کرنا۔ تاکہ اس کی وجہ سے کبھی میری پاکبازی نہ بیان کی جائے۔

حدیث نمبر ۱۲۰۷ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ مَعْنٍ وَبْنُ مَيْمُونٍ الْأَوْدِيُّ قَالَ رَأَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ يَا عَبْدَ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ أَذْهَبَ إِلَى أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَقُلْ يَقْرَأُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عَلَيْكَ السَّلَامُ ثُمَّ سَلَّمَ عَلَيْهَا أَدْفَنَ مَعَ صَوَاحِبِي قَالَتْ كُنْتُ أُرِيدُهُ لِنَفْسِي فَلَا وَثَرَتَهُ الْيَوْمَ عَلَى نَفْسِي فَلَمَّا أَقْبَلَ قَالَ لَهُ مَا لَكَ قَالَ أَذْنُكَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ قَالَ مَا

كَانَ شَيْئٌ أَهَمُّ إِلَيَّ مِنْ ذَلِكَ الْمَضْجَعِ فَإِذَا قَبِضْتُ فَأَجْمَلُونِي ثُمَّ سَلِمُوا ثُمَّ
 قُلْتُ يَسْتَأْذِنُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَإِنِ أَذِنْتُ لِي فَأَدْخِلُونِي وَالْأَفْرَدُ وَإِنِ إِلَى مَقَابِرِ
 الْمُسْلِمِينَ إِنِّي لَا أَعْلَمُ أَحَدًا أَحَقَّ بِهَذَا الْأَمْرِ مِنْ هَؤُلَاءِ التَّفَرُّدِ الَّذِينَ يُؤَوِّي رَسُولُ
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَنْهُمْ رَاضٍ فَمِنْ اسْتَخْلَفُوا ابْنِي فَهُوَ الْخَلِيفَةُ
 فَاسْمَعُوا لَهُ وَأَطِيعُوا أَمْرِي عُثْمَانُ وَعَلِيٌّ وَطَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ
 عَوْفٍ وَسَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَاصٍ وَوَلَجَ عَلَيْهِ شَأْنٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ أَبْشُرِيَا
 أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ بِبُشْرَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ كَانَ لَكَ مِنَ الْقَدَمِ فِي الْإِسْلَامِ مَا
 قَدْ عَلِمْتَ ثُمَّ اسْتَخْلَفْتَ فَعَدَلْتَ ثُمَّ الشَّهَادَةُ بَعْدَ هَذَا أَكَلِمَةٍ فَقَالَ لَيْسَنِي
 يَا ابْنَ أَخِي وَذَلِكَ كَفَافٌ لَأَعْلَى وَلَا لِي أَوْصِي الْخَلِيفَةَ مِنْ بَعْدِي بِالْمُهَاجِرِينَ
 الْأَوَّلِينَ خَيْرٌ أَلَّا تُعْرِفَ لَهُمْ حَقَّهُمْ وَأَنْ تَحْفَظَ لَهُمْ حُرْمَتَهُمْ وَأَوْصِيهِ
 بِالْأَنْصَارِ خَيْرٌ الَّذِينَ تَبَوَّأُوا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ أَنْ يَقْبَلَ مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَيُعْفَى
 عَنْ مُسِيئَتِهِمْ وَأَوْصِيهِ بِذِمَّةِ اللَّهِ وَذِمَّةِ رَسُولِهِ أَنْ يُؤَوِّيَ لَهُمْ بَعْدَهُمْ
 وَأَنْ يُقَاتَلَ مِنْ قَرَابَتِهِمْ وَأَنْ لَا يَكْلَفُوا أَفْوَاقَ طَائِفَتِهِمْ

ترجمہ۔ حضرت عمرو بن ميمون الاودي فرماتے ہیں۔ میں نے حضرت عمر بن الخطابؓ کو دیکھا کہ
 وہ اپنے بیٹے حضرت عبداللہؓ کو فرما رہے ہیں کہ تم اتم المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس جا
 کر میرا سلام پڑھو۔ اور پھر ان سے پوچھو کہ کیا مجھے اپنے دو ساتھیوں یعنی جناب نبی اکرم صلی اللہ
 علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ساتھ دفن ہونے کی اجازت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ اس
 کے لئے تو میں اپنی ذات کا ارادہ رکھتی تھی۔ لیکن آج میں ان عمر بن الخطابؓ کو اپنی ذات پر ترجیح دیتی ہوں۔
 پس جب ابن عمرؓ واپس آئے تو باپ نے ان سے پوچھا کہ کیا خبر لائے ہو۔ انہوں نے فرمایا اتم المؤمنین
 اتم المؤمنین نے اجازت دے دی ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ مجھے سب سے زیادہ فکر اسی مدفن
 کی تھی۔ پس جب میری روح قبض ہو جائے تو مجھے اٹھا کر لے جانا سلام کرنا پھر کہنا کہ عمر بن الخطابؓ
 اجازت مانگتا ہے۔ اگر اجازت مل جائے تو دفن کر دینا ورنہ پھر مجھے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کر
 دینا۔ اور میں ان حضرات سے زیادہ کسی کو خلافت کے معاملہ کا حقدار نہیں سمجھتا جس جماعت سے

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم راضی ہو کر وفات پا گئے۔ پس میرے بعد جو شخص بھی خلیفہ بنایا جائے وہی خلیفہ ہوگا۔ اور اس کی بات سننا اور اس کا کہنا ماننا۔ پھر انہوں نے نام لئے۔ حضرت عثمانؓ حضرت علیؓ حضرت طلحہؓ حضرت زبیرؓ حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ۔ اسی اثنا میں انصار کا ایک نوجوان گھس آیا۔ کہنے لگا امیر المؤمنین آپ کو اللہ تعالیٰ کی بشارت سے خوش ہونا چاہیے۔ کیونکہ آپ کو اسلام میں قدامت کا شرف حاصل ہے۔ جو آپ بھی اچھی طرح جانتے ہیں۔ پھر آپ خلیفہ بنائے گئے۔ عدل و انصاف فرمایا۔ پھر ان سب کے بعد آپ کو شہادت نصیب ہوئی۔ فرمایا کاشش! اے میرے بھتیجے یہ سب کچھ میرے لئے برابر برابر ہو جائے کہ نہ میرے لئے لقمان کا باعث بنے اور نہ ہی نفع مند ہو تو غنیمت ہے۔ پھر اپنے بعد آنے والے خلیفہ کو اولین مہاجرین کے بارے میں خیر کی وصیت کرتا ہوں۔ کہ ان کے حقوق کو پہنچانے ان کی عزت و حرمت کی حفاظت کر لے اور انصار کے بارے میں بھی اسے خیر کی وصیت کرتا ہوں۔ جنہوں نے مکان اور ایمان کو ٹھکانا دیا۔ یہ کہ ان کے نیکو کار کی نیکی کو قبول کرے۔ ان کے بدکار کو معافی دے۔ اور اسے اللہ اور اس کے رسول کی ذمہ داریوں کی وصیت کرتا ہوں کہ ان کے عہد و پیمان کو پورا کرے۔ اور پیچھے رہنے والوں کی طرف سے قتال کرے۔ اور ان کو طاقت سے زیادہ کی تکلیف نہ دے۔

تشریح از شیخ گنگوہی | فدا وجہ واحدی علم ذلک۔ یہ شاید اس لئے ہوا کہ مقام حرہ میں قتل عام کی وجہ سے صحابہ کرامؓ اس شہر سے نقل مکانی کر چکے تھے۔ اس لئے کوئی پہچاننے والا نہیں رہا تھا۔ ورنہ جو لوگ علم رکھتے تھے۔ ان حضرات پر روضۂ اقدس کے مکینوں کی جگہیں مخفی نہیں تھیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مکان بھی اعلیٰ تھا۔ جس طرح آپ کی شان ارفع تھی۔

تشریح از شیخ زکریا | مختلف کتب تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ولید بن عبد الملک جو ۶۸ھ میں سخت خلافت پر بیٹھا ہے اور ۷۰ھ میں اس کی دمشق میں وفات ہوئی ہے۔ اس وقت مدینہ میں حضرت سہل بن سعد الساعدیؓ کے علاوہ کوئی صحابی باقی نہیں رہا تھا۔ اور راج یہ ہے کہ مدینہ میں ہی ان کی وفات ہوئی۔ یہ ولید بن عبد الملک کی خلافت کا ابتدائی دور تھا۔ دیوار کا گرنایا تو قبر نبویؐ کو اودھنا کرنے کی وجہ سے ہوا یا مسجد نبویؐ میں توسیع کی غرض سے

سے حجرات نبوی کا انہدام ہوا۔ ان دنوں عمر بن عبدالعزیز حاکم مدینہ تھے جنہوں نے بیت عائشہؓ کی تعمیر کا کام شروع کیا۔ اور اس طرح بعد کے ملوک اضافے کرتے رہے۔ علامہ عینیؒ نے حضرت عائشہؓ سے روایت نقل کی ہے۔ کہ مغربی دیوار کے ساتھ تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک ہے۔ اور آپ کے پاؤں کے پاس حضرت ابوبکرؓ کا سر مبارک ہے اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیٹھ کے پیچھے حضرت عمرؓ ہیں اور بھی مختلف صورتیں بیان کی جاتی ہیں۔ وفار الوفایں اس کی تفصیل موجود ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ | فاذا قبضت فاحملوہ فی البیت حضرت عمرؓ نے دوبارہ اجازت

لینے کا حکم اس لئے دیا کہ شاید میری زندگی میں حضرت عائشہؓ نے حیا و شرم کی وجہ سے اجازت دے دی ہو۔ لیکن موت کے بعد تو ان پر کوئی جبر و اکراہ نہیں۔ اس لئے ان سے دوبارہ پوچھا جائے تاکہ ان کی رضامندی خوب اچھی طرح واضح ہو جائے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگرچہ ایثار و عہدہ ضروری و ملازم ہے۔ مگر صاحبِ وعدہ کو رجوع کا حق حاصل ہے۔ اس لئے حضرت عمرؓ نے احتیاط اور ورع کی بنیاد پر دوبارہ اجازت طلب کرنے کا حکم دیا۔ دوسری بات یہ ہے کہ حضرت عائشہؓ اس گھر کے منافع کی مالک تھیں کیونکہ وہ (معتدات) عدت گزارنے والی ازواج میں سے تھیں۔ جن کو سکنی کا حق تھا۔ وراثت نہیں تھی۔

اور حضرت عمرؓ کے دفن کے بعد فرماتی تھیں کہ سلم اصنع ثیاباً منہ دفن عمرؓ فی بیتہ یعنی جب سے حضرت عمرؓ میرے گھر میں دفن ہوئے ہیں میں نے پردے کے کپڑے نہیں اتارے کیونکہ پہلے تو میرا خاوند اور باپ تھا اب اجنبی آگیا۔ اب روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں چوتھی قبر حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی جگہ باقی ہے۔

فمن استخلفوا بعدی ابوداؤد کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمرؓ کو علم تھا کہ میرے بعد خلیفہ حضرت عثمانؓ ہوں گے۔ لیکن انہوں نے چھ نفر کی کمیٹی اس لئے بنائی۔ تاکہ ان پر جانبداری کا الزام عائد نہ ہو۔ اور جن امور کا آنے والا خلیفہ مرتکب ہو۔ اس کی ذمہ داری سے یہ سبکدوش سمجھ جائیں۔ نیز ایہ صورت مسلمانوں میں اتفاق اور خلیفہ بنانے کی بہتر صورت تھی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ | ابوداؤد کی ایک طویل حدیث میں ہے۔ کیف تعجد الذی

یجی بعدی قال اجده خلیفۃ صالجا غیر انہ یوثر قرابتہ فقال عمرؓ یرحم اللہ

عثمان خلافاً اس سے پتہ چلا کہ حضرت عمرؓ کو حضرت عثمانؓ کی خلافت کا علم تھا۔ بیٹے کو اس لئے خلیفہ نہ بنایا کہ میں زندگی اور موت کے بعد خلافت کے بوجھ اٹھانے کو پسند نہیں کرتا۔

لا علوی ولا بعی۔ یہ غلبہ خشیت کی وجہ سے فرمایا۔

تشریح از قاسمی اسننای غیر مسطح ائمہ ثلاثہ کا یہی قول ہے۔ البتہ اکثر شوافع یہ فرماتے ہیں کہ تسنیم کی بجائے تسطیح افضل ہے۔

سمی عثمان حضرت ابو عبیدہؓ وفات پا چکے تھے۔ حضرت سعید بن زیدؓ غائب تھے کہ قرابت دار ہونے کی وجہ سے ان کو اس کمیٹی میں نامزد نہیں فرمایا۔

بَابُ مَا يُنْهَى مِنْ سَبِّ الْأَمْوَاتِ

ترجمہ۔ مردوں کو گالی دینے سے روکا گیا ہے۔

حدیث نمبر ۱۲۰۸ حَدَّثَنَا آدَمُ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسُبُّوا الْأَمْوَاتَ فَإِنَّهُمْ قَدْ أَفْضَوْا إِلَى مَا قَدَّ مَوَاتٍ تَابَعَهُ عَلِيٌّ بْنُ الْحَجَّادِ۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مردوں کو گالیاں نہ نکالو۔ کیونکہ جو کچھ انہوں نے آگے بھیجا ہے وہ اس کو پہنچ چکے ہیں (تم زبان گندی نہ کرو)

تشریح از شیخ گنگوہی گالی وہ ممنوع ہے جو کسی دینی منفعہ کو شامل نہ ہو۔ جیسے وہ شخص جس کا حال کسی کو معلوم نہیں۔ خواہ مخواہ اس کے حالات کا تفحص کر کے اس کی برائیوں کو نہ پھیلایا جائے۔ اس طرح جو شخص اہل اصلاح اور تقویٰ میں سے ہے۔ اس کی برائیاں ڈھونڈھ کر اسے بدنام نہ کیا جائے۔ کیونکہ اس سے اپنی آخرت کا نقصان ہے بلکہ ہلاکت کا باعث ہے ہاں البتہ ایسا شخص جس کی بری خصلتوں سے لوگوں کے گمراہ ہونے کا خطرہ ہو تو اس کی شرارتیں اور بری خصلتیں لوگوں پر واضح کرنی چاہئیں تاکہ وہ گمراہ نہ ہوں۔ یا اس باب سے امام بخاریؒ کی غرض اس بات کی طرف اشارہ کرنا ہے کہ مطلق مساوی موٹی کا ذکر منہی عنہ نہیں ہے۔ بنا بریں اس

کے بعد باب ذکر شمار الموتی باندھا ہے۔

تشریح از شیخ زکریا | حاصل کلام یہ ہے کہ اموات کفار اور فساق کی برائیوں کا ذکر تو جائز ہے۔ تاکہ لوگ ان سے نفرت کر کے ان کی برائیوں سے بچیں اور جرح رداۃ مجروحین کے جوازیں بھی علماء کا اجماع ہے۔ خواہ زندہ ہوں یا مردہ۔ تاکہ حدیث صحیح کا علم حاصل ہو سکے۔ اور بعض نے الاموات کے الف لام کو عہد خارجی کا قرار دیا ہے۔ کہ مسلمان اموات کا سبب ممنوع ہے۔ آپ کا ارشاد ہے۔ اذکر دمحا سے موتا کم و کفو عن مسادیم الحدیث

بَابُ ذِكْرِ شَرِّ الْمَوْتِي

ترجمہ۔ بُرے مُردوں کا ذکر کیسے ہو۔

حدیث نمبر ۱۲۰۹ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ الْإِمَنِيُّ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ أَبُو لَهَبٍ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَبَّالَكَ سَائِرَ الْيَوْمِ فَلَزْتُ تَبَّتْ يَدَا ابْنِي لَهَبٍ وَتَبَّ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ابو لہب نے صفا ہاڑی کے وعظ کے موقع پر جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا تھا۔ العیاذ باللہ۔ آپ ہلاک ہوں۔ ہمیں اس لئے جمع کیا تھا۔ اس پر سورہ تبت پیدا نازل ہوئی کہ ابو لہب کے دونوں ہاتھ ہلاک ہو گئے۔ اور خود وہ بھی ہلاک ہوا۔

تشریح از شیخ زکریا | امام بخاریؒ نے اس باب سے اشارہ فرمایا کہ اموات

شمار مستثنیٰ ہیں۔ میرے نزدیک تمام سورہ ہی شمار موتی کے ذکر پر مشتمل ہے اور تا قیام قیامت قرآن مجید میں پڑھا جائے گا۔ تو یہ ذکر شمار بعد الموت ہوا۔ اس طرح حدیث کو ترجمہ سے مطابقت ہو جائے گی۔

الحمد لله كتاب الجنائز ختم هو في آگے کتاب الزکوٰۃ شروع ہو رہا ہے۔



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

کتاب الزکوٰۃ

بَابُ وَجُوبِ الزَّكَاةِ

وَقَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَأَقِمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ حَدَّثَنِي أَبُو سَفْيَانَ قَدْ كَرَّ حَدِيثُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا مَرْئِيَا الصَّلَاةَ وَالزَّكَاةَ وَالصَّلَاةَ وَالْعَقَافِ.

ترجمہ۔ وجوب زکوٰۃ کے بیان میں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ نماز کو پابندی سے پڑھو۔ اور زکوٰۃ ادا کرو۔ ابن عباسؓ نے ابوسفیانؓ کی طویل حدیث میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا قول نقل فرمایا کہ آپ نماز۔ زکوٰۃ۔ صلہ رحمی اور پاکدامنی کا حکم دیتے ہیں۔

حدیث نمبر ۱۲۱۰ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ مُعَاذَ بْنَ الْيَمَنِ فَقَالَ ادْعُهُمْ إِلَى شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّي رَسُولُ اللَّهِ فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا ذَلِكَ فَأَعْلِمُهُمْ أَنَّ اللَّهَ قَدْ اخْتَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا ذَلِكَ فَأَعْلِمُهُمْ أَنَّ اللَّهَ اخْتَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً فِي أَمْوَالِهِمْ تُؤْخَذُ مِنْ أَغْنِيَائِهِمْ وَ تُرَدُّ فِي فَقَرَائِهِمْ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذؓ کو یمن کی طرف حاکم بنا کر بھیجا فرمایا سب سے پہلے ان کو اللہ تعالیٰ کی توحید اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی شہادت کی دعوت دو۔ اگر وہ اس کے لئے آپ کا

کہنا مان لیں۔ تو پھر ان کو بتاؤ کہ ہر دن اور رات میں اللہ تعالیٰ تم پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں اگر وہ اس کے لئے آپ کی اطاعت کریں۔ تو پھر ان کو بتلاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر صدقہ یعنی زکوٰۃ فرض فرمائی ہے۔ جو ان کے مال دار طبقہ سے وصول کی جائے گی۔ اور ان کے محتاج غریب لوگوں پر خرچ کی جائے گی۔

حدیث نمبر ۱۲۱۱ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ ^{الرَضِیُّ} عَنْ أَبِي أَيُّوبَ أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبِرْنِي بِعَمَلٍ يُدْخِلُنِي الْجَنَّةَ قَالَ مَالَهُ مَالَهُ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَبُ مَالَهُ تَعْبُدُ اللَّهَ لَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا وَتُقِيمُ الصَّلَاةَ وَتُؤْتِي الزَّكَاةَ وَتَصِلُ الرَّحِمَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ أَخَشَى أَنْ يَكُونَ مُحْتَدًّا غَيْرَ مُحْفُوظٍ إِنَّمَا هُوَ عَمْرٌ وَ-

ترجمہ۔ حضرت ابوالایوبؓ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ مجھے ایسا عمل بتائیے جو مجھے جنت میں داخل کر دے کہنے لگا کیا ہے اس کے لئے کیلئے اس کے لئے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صاحب حاجت ہے اس کو کیا ہو گیا۔ اللہ کی عبادت کرو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنا۔ نماز کو پابندی سے ادا کرو اور مال کی زکوٰۃ دے۔ اور صلہ رحمی کرو۔ آخر میں سند سے بحث کرتے ہوئے امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ سند میں محمد بن عثمان کے بارے میں شعبہ کو وہم ہو گیا۔ اصل میں صحیح عمرو بن عثمان ہے۔

حدیث نمبر ۱۲۱۲ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ ^{الرَضِیُّ} عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ أَعْرَابِيًّا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ دَلَّنِي عَنْ عَمَلٍ إِذَا عَمِلْتَهُ دَخَلْتَ الْجَنَّةَ قَالَ تَعْبُدُ اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا وَتُقِيمُ الصَّلَاةَ الْمَكْتُوبَةَ وَتُؤْتِي الزَّكَاةَ الْمَفْرُوضَةَ وَتَصُومُ رَمَضَانَ قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا أَرِيدُ عَلَى هَذَا فَلَمَّا وُلِّيَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَلْيَنْظُرْ إِلَى هَذَا-

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ ایک دیہاتی جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا مجھے ایسے عمل کا پتہ دیجئے جس پر کاربند ہونے سے میں جنت

میں داخل ہو جاؤں۔ آپؐ نے فرمایا۔ اللہ کی عبادت کرو۔ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ۔ فرض نماز پابندی سے پڑھو۔ فرض زکوٰۃ ادا کرو۔ اور رمضان کے روزے رکھو۔ وہ کہنے لگا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ میں اس پر زیادتی نہیں کروں گا۔ جب وہ پیٹھ پھیر کر چلا گیا تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص جنتی آدمی دیکھنا پسند کرتا ہو۔ وہ اس شخص کو دیکھ لے۔

حدیث نمبر ۱۲۱۳ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا أَبُو زُرْعَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَذَا۔

ترجمہ۔ ابو زرعہ نے بھی جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسے حدیث بیان کی۔ حدیث نمبر ۱۲۱۴ حَدَّثَنَا حُجَّاجُ بْنُ مِهْمَالٍ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ قَدِمَ وَفَدَّ عُبَيْدُ الْقَيْسِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا هَذَا الْحَيُّ مِنْ رِبِيعَةَ قَدْ خَالَتْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ كَقَارِ مُضَرَ وَلَسْنَا نَخْلُصُ إِلَيْكَ إِلَّا فِي الشَّهْرِ الْحَرَامِ فَمُرْنَا بِشَيْءٍ نَأْخُذُ عَنْكَ وَنَدْعُوهُ إِلَيْهِ مَنْ وَرَاءَنَا قَالَ أَمْرُكُمْ بِأَرْبَعٍ وَأَنْهَاكُمْ عَنْ أَرْبَعٍ الْإِيمَانُ بِاللَّهِ وَشَهَادَةُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَعَقْدُ بَيْدِهِ هَكَذَا وَإِقَامُ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءُ الزَّكَاةِ وَأَنْ تُؤَدَّ وَأُحْسَنَ مَا غَنِمْتُمْ وَأَنْهَاكُمْ عَنِ الدُّبَاءِ وَحَنْتُمْ وَالتَّقْيِيرِ وَالْمَزَقَّتِ وَقَالَ سُلَيْمَانُ وَأَبُو الثُّعْمَانِ عَنْ حَتَّابٍ الْإِيمَانُ بِاللَّهِ شَهَادَةُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ عبد القیس قبیلہ کا وفد جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا کہ یا رسول اللہ کہ ہمارا یہ قبیلہ ربیعہ سے ہے۔ ہمارے اور آپؐ کے درمیان یہ مضر قبیلہ کے کفار حائل ہیں۔ ہم سوائے شہر حرام کے آپؐ کی خدمت میں نہیں پہنچ سکتے۔ ہمیں کوئی ایسا پروگرام بتلایئے۔ جس کو لے کر ہم اپنے پیچھے والے لوگوں کو بھی اس کی دعوت دیں۔ فرمایا میں چار چیزوں کا حکم دیتا ہوں اور چار سے تمہیں منع کرتا ہوں۔ ایک تو الایمان باللہ اور شہادۃ ان لا الہ الا اللہ ہے۔ اپنے ہاتھ کے ساتھ اس طرح گننے کے لئے

گرہ لگائی۔ کہ یہ ایک ہوا۔ اور نماز کی پابندی کرنا۔ زکوٰۃ ادا کرنا۔ اور غنیمت کے مال کا پانچواں حصہ ادا کرنا۔ اور شراب کے اندر چار برتنوں سے منع کرتا ہوں۔ دبار۔ حلقہ۔ فقیر اور معزفت۔ سلمان اور ابو النعمان۔ حد سے روایت کرتے ہیں۔ الایمان باللہ کے بعد شہادۃ ان لا اله الا اللہ ہے۔ درمیان میں حرف واو نہیں ہے۔

حدیث نمبر ۱۲۱۵ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ لَمَّا تَوَفَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ وَكَهْزَمٌ مِنَ الْعَرَبِ فَقَالَ عُمَرُ كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَمَنْ قَالَهَا فَقَدْ عَصِمَ مِنِّي مَالَهُ وَنَفْسُهُ إِلَّا بِحَقِّهِ وَحِسَابُهُ عَلَى اللَّهِ فَقَالَ وَاللَّهِ لَا قَاتِلَ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ فَإِنَّ الزَّكَاةَ حَقُّ الْمَالِ وَاللَّهُ لَوْ مَنَعُونِي عَنَّا قَاكَوَايُودَ وَنَهَا لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلَى مَنَعِهَا قَالَ عُمَرُ فَوَاللَّهِ مَا هُوَ إِلَّا أَنْ قَدْ شَرَحَ اللَّهُ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ فَعَرَفْتُ أَنَّهُ الْحَقُّ۔

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو چکی۔ اور حضرت ابوبکرؓ خلیفہ مقرر ہوئے۔ اور عرب کے جن لوگوں نے کفر کیا وہ کافر ہو گئے۔ تو حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ آپ لوگوں سے کیوں قتال کرتے ہیں۔ حالانکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما چکے ہیں۔ مجھے قتال الناس کا حکم اس وقت تک ہے۔ جب لوگ کلمہ لا الہ الا اللہ نہ کہیں جب انہوں نے کلمہ پڑھ لیا تو انہوں نے اپنا مال اور جان مجھ سے محفوظ کر لی۔ مگر حق اسلام ادا کرنا ہوگا۔ اور اس کے باطن کا حساب اللہ کے سپرد ہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا۔ اللہ کی قسم! میں ہر اس شخص سے ضرور قتال کروں گا جو نماز اور زکوٰۃ میں فرق کرتا ہے۔ زکوٰۃ تو مال کا حق ہے۔ اللہ کی قسم! اگر انہوں نے بھیڑ کا وہ سپہ روک لیا جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ادا کرتے تھے۔ تو اس کے روکنے پر میں ان سے ضرور لڑوں گا۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ کے اس استقلال کے بعد اللہ کی قسم! میں بھی دہی سمجھنے لگا۔ جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکرؓ کا سینہ کھول دیا تھا۔ تو میں پہچان گیا۔ کہ یہی حق ہے۔

تشریح از شیخ نگلوہی | اِنَّ اطاعوا الذلک فاعلمہم ظاہر یہ جملہ ان لوگوں کے لئے

مفید ہے جو کہتے ہیں کہ کفار احکام الدنیا میں شرائع اسلام کے مخاطب اور مکلف نہیں ہیں کیونکہ یہاں نماز کی فرضیت کو قبول ایمان پر مرتب کیا گیا ہے۔ یعنی اگر ایمان لائیں تو اسلام کے مکلف ہیں۔ لیکن درحقیقت یہ جملہ ان کے لئے مفید نہیں ہے۔ اس لئے کہ ممکن ہے کہ نماز کا ترتب ایمان پر اس لئے ہو کہ نماز ایمان پر موقوف ہے۔ ایمان کے بغیر نماز صحیح نہیں ہو سکتی۔ جب وہ بڑا ایمان صحیح نہیں ہو سکتی۔ تو ایمان کے قبول کرنے سے پہلے اس کی اطلاع دینے کا کوئی فائدہ نہیں۔ اور اس کی تائید بعد والے جملہ سے ہوتی ہے۔ اِنَّ ہم اطاعوا الذلک فاعلمہم ان کیونکہ ظاہر ہے کہ وجوب زکوٰۃ وجوب صلوٰۃ کے اعلام پر موقوف نہیں۔ البتہ ایمان پر ضرور موقوف ہے۔ ظاہر ترتب کا فائدہ یہ ہے کہ اھم فالاہم سے ابتدا کی گئی۔ ہدایۃ الالہم کے علاوہ توقیت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ کہ وہ لوگ وجوب زکوٰۃ کے تب مخاطب ہوں گے۔ جب وجوب صلوٰۃ کا اعتراف کریں۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔

تشریح از شیخ زکریا | زکوٰۃ کے لغوی معنی بڑھنے کے ہیں۔ مال بڑھتا ہے۔ اجر بڑھتا ہے۔

اور زکوٰۃ کا تعلق ان اموال سے ہے جن میں نماز یعنی بڑھنا پایا جاتا ہو۔ جیسے تجارت۔ زراعت اور اس کے معنی تطہیر کے بھی آتے ہیں۔ جو زکوٰۃ پر صادق ہیں کہ کیونکہ مرکز کا نفس رذائل بخی سے پاک ہو جاتا ہے۔ زکوٰۃ کے شرعی معنی احناف کی فردع کے مطابق یہ ہیں۔ تملیک جزء مال عینہ الشارِع و ہوربع عشر نصاب حولی من مسلم فقیر غیر ہاشمی ولا مولاه مع قطع المنفقہ عن المملک من کل وجہ اللہ تعالیٰ۔ یعنی کسی مسلمان فقیر غیر ہاشمی اپنے نصابی مال چالیس حصہ کا اس طرح مالک بنا دینا کہ اس میں اپنی کوئی منفعت نہ ہو۔ وجہ اللہ تعالیٰ اس کو مالک بنا دیا جائے۔ نیز ایہ زکوٰۃ انبیاء علیہم السلام پر واجب نہیں ہوتی۔ اس پر سب ائمہ کا اتفاق ہے کیونکہ ان سب کا مال اللہ کے لئے ہوتا ہے۔ اس کی فرضیت ہجرت کے بعد وجوب ہیام رمضان کے بعد ہوئی ہے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ مکہ معظمہ میں فرضیت ہوئی۔ اور تفصیلات مدینہ منورہ میں بتلائی گئیں۔ باقی رہا کہ کفار شرائع اسلام کے مخاطب ہیں یا نہیں۔ نور الانوار میں ہے۔ الکفار مخاطبون بالامر بالایمان وبالامشروع من العقوبات والمعاملات یعنی

کفار و فروع کے تو مکلف نہیں ہیں۔ البتہ وہ ایمان لانے کے مکلف ہیں۔ شرعی منزائیں اور شرعی معاملات (لین دین) کے بھی مکلف ہیں۔ اس لئے کہ حضرت امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں۔ حدود و قصاص نظام عالم برقرار رکھنے اور گناہوں سے روکنے کے لئے ہیں۔ پس مسلمانوں کی طرح وہ بھی اس کے مکلف ہوں گے۔ اس لئے کہ حدود و کفارات زاجرہ ہیں سائرہ نہیں ہیں کہ گناہوں کو نائل کرنے والے ہوں۔ معاملات یعنی بیع و شراہ اسی طرح ہوگی جس طرح مسلمان آپس میں کرتے ہیں۔ البتہ ضرر و خیر کی آپس میں بیع و شراہ کر سکتے ہیں کیونکہ آپ کا ارشاد الخمر لهم كاللخل لنا والخنزیر لهم كالشاة لنا۔

بہر حال آخرت میں بالاتفاق کفار سے اصول اور فروع دونوں پر مواخذہ ہوگا۔ دنیا میں عبادات کے نہ ادائے فحیط ہیں۔ اور نہ ہی اعتقاداً مخاطب ہیں۔ سمرقندیوں کا یہی مسلک ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ **کیف تقاتل الناس** المرتدین کے ساتھ قتال میں تو کسی کو اختلاف نہیں۔ البتہ یہ اختلاف ان مسلمانوں سے قتال کے بارے میں ہوا۔ جنہوں نے زکوٰۃ روک لی۔ کہ ہم امام کو نہیں دیتے۔ خود خرچ کریں گے۔ تو یہ لوگ اہل بغی کے حکم میں ہوتے۔ اس لئے ان سے قتال جائز تھا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ **کفر من کفر من** الوب حضرت ابو ہریرہؓ کی مراد وہ لوگ ہیں جو دین اسلام سے مرتد ہو کر کفر کی طرف لوٹ گئے۔ شرائع اسلام کا انکار کر دیا۔ اور کچھ لوگ انکار غم نبوت کر کے میلہ کذاب اور اسود عنسی کے پیروکار ہو گئے۔ وہ بھی کافر تھے۔ جن سے صدیق اکبرؓ نے قتال کر۔ ان کا خاتمہ کر دیا۔ دوسرا گروہ ان لوگوں کا تھا جو صلوٰۃ اور زکوٰۃ میں تفریق کرتے تھے۔ فرض نماز کا اقرار اور وجوب ادا زکوٰۃ الی الامام کا انکار کرتے تھے۔ یہ لوگ درحقیقت اہل بغی تھے۔ یہ نام اگرچہ خلافت ثلاثہ کے دور میں مشہور نہیں تھا۔ البتہ حضرت علیؓ کے دور خلافت میں معروف ہوا۔ اور ان لوگوں سے حضرت علیؓ نے قتال کیا۔ جو امام برحق تک زکوٰۃ نہیں پہنچے دیتے تھے۔ تو مانعین زکوٰۃ ہونے کی بنا پر رسمی طور پر ان کو بھی مرتدین عن الاسلام کے القاب سے تعبیر کیا گیا۔ کیونکہ ممانعت زکوٰۃ دونوں میں مشترک تھی۔ ہمارے اس دور میں اگرچہ زکوٰۃ امام برحق کو ادا نہیں کی جاتی۔ مگر ہم ان کو اہل بغی اس لئے نہیں کہیں گے کہ ہمارے دور میں نہ تو نظام زکوٰۃ قائم بلکہ نظام اسلام

بھی نہیں ہے۔ چنانچہ حضرت قطب گنگوہیؒ نے اپنی تقریرباتی میں فرمایا ہے کہ اختلاف بین الشیخین :-
تو مرتدین کے بارے میں تھا اور نہ ہی منکرین وجوب زکوٰۃ کے بارے میں تھا۔ البتہ ایک تیسرا گروہ
: جو امام کو زکوٰۃ ادا نہ کرنے کے بارے میں تاویلیں کرتا تھا۔ ان کے بارے میں شیخین کے درمیان
اختلاف ہوا۔ جو بعد میں اتفاق پر منتج ہوا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ | **فَعَرَفْتُ أَنَّهُ الْحَقُّ** اس لئے کہ یہ لوگ تو الابلحہ کے
ذیل میں آتے تھے۔ جن سے قتال جائز تھا۔ حضرت ابوبکرؓ اس کو سمجھ گئے۔ حضرت عمرؓ نے نہ سمجھا کیونکہ
ابوبکر صدیقؓ اعلم هذه الامة تھے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ | یہ حضرت عمرؓ نے تقلید انہیں فرمایا اس لئے کہ مجتہد کسی دوسرے
مجتہد کی تقلید نہیں کیا کرتا۔ بلکہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی اس دلیل سے ان کا انشراح صدر ہوا۔
جو صدیق اکبرؓ نے نصاً۔ دلالتاً اور قیاساً قائم کی تھی۔ خوارج اور ابن عباسؓ کا منظرہ اس کی مزید
وضاحت کرتا ہے۔ جس کو ذیل میں نے نصب الراہ میں بیان کیا ہے۔
**بَابُ الْبَيْعَةِ عَلَى إِيْتَاءِ الزَّكَاةِ فَإِنْ تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ
فَاخْوَانُكُمْ فِي الدِّينِ**

ترجمہ۔ زکوٰۃ کے ادا کرنے پر بیعت لینا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اگر وہ لوگ توبہ کریں اور نماز
کو پابندی سے پڑھیں اور زکوٰۃ کو ادا کریں تو وہ تمہارے دین کے بھائی ہیں۔

حدیث نمبر ۱۲۱۶ | **حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْقَانِ جَرِيرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ
بَايَعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى إِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيْتَاءِ الزَّكَاةِ وَالتَّصَحُّجِ
لِكُلِّ مُسْلِمٍ**

ترجمہ۔ حضرت جریر بن عبد اللہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب نبی آرم صلی اللہ علیہ وسلم سے
تین باتوں پر بیعت کی۔ نماز کو قائم کرنے پر۔ زکوٰۃ کے ادا کرنے پر اور ہر مسلمان سے خیر خواہی
کرنے پر۔

تشریح از قاسمیؒ | آیت کریمہ حکم ترجمہ کی تاکید کے لئے ذکر کی گئی ہے۔ کیونکہ آیت کے
معنی یہ ہوئے کہ کفر سے توبہ اور اخوة مؤمنین میں داخلہ تب ہوگا جب اقامۃ صلوٰۃ اور ایثار الزکوٰۃ ہو۔

اس طرح بیعت اسلام بھی ان دونوں کے بغیر مکمل اور تمام نہیں ہوتی۔

بَابُ اِثْمِ مَا فِي الزَّكَاةِ

وَقَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يَنْفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ إِلَى قَوْلِهِ تَعَالَى فَذُقُوا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُونَ -

ترجمہ۔ زکوٰۃ رد کرنے والے کے گناہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ جو لوگ سونے اور چاندی کو گاڑھ کر رکھتے ہیں اور ان کو اللہ کے راستے میں خرچ نہیں کرتے۔ ان سے کہا جائے گا۔ جس کو تم گاڑھ کر رکھتے تھے۔ اس کا عذاب پکھو۔

حدیث نمبر ۱۲۱۷ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَأْتِي الْإِبِلُ عَلَى صَاحِبِهَا عَلَى خَيْرٍ مَا كَانَتْ إِذَا هَوَلَتْ يُمِطُ فِيهَا حَقُّهَا فَطَأَتْ بِأَخْفَافِهَا وَتَأْتِي الْغَنَمُ عَلَى صَاحِبِهَا عَلَى خَيْرٍ مَا كَانَتْ إِذَا لَمْ يُمِطْ فِيهَا حَقُّهَا تَطَأَتْ بِأَظْلَافِهَا وَتَنْطَحُ بِقُرُونِهَا قَالُوا وَمِنْ حَقِّهَا أَنْ تُحْلَبَ عَلَى الْمَاءِ قَالُوا لَا يَا بَنِي آدَمَ كُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ بِشَاةٍ يُجْمَلُهَا عَلَى رَقَبَتِهِمْ لَهَا يَعَارُ فَيَقُولُ يَا مُحَمَّدُ فَا قُولُ لَا أَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ بَلَنْتُ وَلَا يَا بَنِي آدَمَ يُبْعِدُ تَجْمَلُهَا عَلَى رَقَبَتِهِ لَهُ رُغَاءٌ فَيَقُولُ يَا مُحَمَّدُ فَا قُولُ لَا أَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ بَلَنْتُ -

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن اونٹ اپنے مالک کے پاس اپنی بہترین حالت میں آئے گا جب کہ مالک نے اس کا حق ادا نہ کیا ہوگا تو وہ اپنے سمنوں سے اس کو روندے گا۔ اسی طرح بکری اپنے مالک کے پاس بہترین حالت میں آئے گی جب کہ اس نے اس کا حق ادا نہ کیا ہوگا۔ تو وہ اسے اپنے کھروں سے روندے گی اور اپنے سینگوں سے ٹکڑے مارے گی۔ فرمایا کہ اس کے حق میں سے یہ بھی ہے کہ چٹھے پر اس کا دودھ بانٹا جائے اور قیامت کے دن کوئی شخص بکری کو گردن پر اٹھائے ہوتے نہ آئے۔ تو کہ وہ بکری میں سے کسی کی آواز نہ رہی ہو۔ اور یہ کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم میری مدد کرو۔ تو

میں کہوں گا کہ میں تو کچھ اختیار نہیں رکھتا۔ میں تو تبلیغ کر چکا اور اسی طرح ادنٹ کو گردن پر اٹھائے ہوئے نہ آئے کہ وہ ادنٹ کو گردن کی آواز کر رہا ہو۔ وہ مجھے کہے اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم میری مدد کر۔ میں کہوں گا میرا تو کچھ اختیار نہیں ہے میں تو پہنچا چکا۔

حدیث نمبر ۱۲۱۸ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ آتَاهُ اللَّهُ مَا لَا فَلَمْ يُؤَدِّ زَكَاةَ مُثْلَ لَهُ مَالُهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ شُجَاعًا أَقْرَعَ لَهُ زَبْيَتَانِ يَطْوِقُهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ ثُمَّ يَأْخُذُ بِذِمَّتَيْهِ يَفْنِي بِشِدْقِيهِ ثُمَّ يَقُولُ أَنَا مَالِكُ أَنَا كَزْرُكَ ثُمَّ تَلَا وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَبْخُلُونَ بِمَا أَنْتُمْ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ هُوَ خَيْرٌ لَّهُمْ بَلْ هُمْ شَرٌّ لَّهُمْ سَيُطَوَّقُونَ مَا بَخِلُوا بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْآيَةَ ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس شخص کو اللہ تعالیٰ مال دے پس وہ اس کی زکات ادا نہ کرے تو وہ مال اس کا قیامت کے دن ایک گنچے اڑدھا کی شکل بنا دیا جائے گا۔ جس کے دو کالے نقطے ہوں گے یا اس کے دو منہ ہوں گے۔ وہ قیامت کے دن اس کے گلے کا طوق بنے گا۔ اور مالک مال کے دو لونچوں کو کاٹ رہا ہوگا۔ پھر کہے گا میں تیرا مال ہوں میں تیرا خزانہ ہوں۔ پھر اس کی تصدیق میں یہ آیت تلاوت فرمائی کہ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ان کا مال بخیلوں کے گلے کا طوق بنے گا۔ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَبْخُلُونَ الْآيَةَ

تشریح از شیخ گنگوہی **تاقیہ الابل علیہ صا حبہا اگر جنس اہل مراد**

ہے تو پھر اس کا مصداق زکوٰۃ ہے تو پھر علی قدر النصاب مراد ہوگا جو ظاہر ہے۔ اگر یہ مراد نہیں تو پھر زکوٰۃ تجارت کے ادنٹوں میں واجب ہے۔ اگرچہ ایک ادنٹ بھی کیوں نہ ہو۔ دوسری بات یہ ہے کہ نفلی صدقہ بھی واجب ہو جاتا ہے۔ جب کہ فقیر مضطر ہو۔ اور فقر نے اسے سخت بھوک میں ڈال دیا ہو۔ تو یہاں نہ نصاب شرط ہے اور نہ ہی نیت تجارت شرط ہے۔ کیفہا التفوق اس فقیر پر خرچ کرنا ہے۔ اور حق سے مراد عام لیا جائے۔ خواہ زکوٰۃ مفروضہ یا صدقہ واجبہ۔ تو پھر کسی تکلف کی ضرورت نہیں رہے گی۔ اس توجیہ کی تائید منہ حقہا انہی قلوب الخ سے ہوتی ہے۔

جو واجب نہیں۔ استعجابی امر ہے۔ اور اگر حق سے مراد عام ہے خواہ واجب ہو یا نفل تو پھر اس عبارت کے معنی ہوں گے کہ جس نے اس کا کوئی حق بھی خواہ وہ فرض ہو یا نفل ادا نہیں کیا۔ اگرچہ عذاب صرف حقوق واجبہ کے منع کرنے پر ہوگا۔ اگر حقوق کی تفسیر صرف نافلہ سے کی گئی جو اس کے بعض افراد میں سے ہے۔ تو اب نفی سب اقسام کی ہوگی۔ کہ اس نے نہ فرض حقوق ادا کئے نہ ہی نفل ادا کئے۔ بنا بریں تکلف کی حاجت نہ ہوگی۔

تشریح الشیخ زکریا **الشیخ** **ارید بہ الجنس** سے قطب گنگوہی ان دو اعتراض

کا جواب دے رہے ہیں۔ جو ظاہر حدیث پر وارد ہوتے ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ ایک اونٹ اور بکری پر تو زکوٰۃ واجب نہیں۔ پھر عذاب کیسا ہو۔ دوسرا الشکال یہ ہے کہ ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ علیہما علیٰ الماء بھی حقوق واجبہ میں سے ہے۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ تو بعض علماء نے اس کا جواب دیا کہ یہ حکم قبل فرضیۃ زکوٰۃ تھا۔ اور دوسرا جواب یہ دیا کہ حق سے مراد قدر زائد علی الواجب ہے۔ جس کے ترک پر عذاب نہیں ہوگا بلکہ یہ حکم علی سبیل المواساة ہے کہ مکاتم اخلاق کا تقاضا ہے گدا بنا سبیل اور فقرار کی خبر گیری کی جائے۔ اس لئے اس جگہ اس کا ذکر استطراد ہوا ہے۔ الغرض قطب گنگوہی نے لطیف جواب دیئے ہیں جو قابل تحسین ہیں۔

بَابُ مَا أُدِيَ زَكَاةُ فَلَيْسَ بِكَزْرٍ

لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ فِيمَا دُونَ خُمُسٍ آوَاقٌ صَدَقَةٌ

ترجمہ۔ جس مال کی زکوٰۃ ادا کر دی جائے وہ کنز نہیں رہتا۔ کیونکہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں پانچ اوقیہ سے کم پر زکوٰۃ نہیں ہے۔

حدیث نمبر ۱۲۱۹ **حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ شَيْبٍ** **الْحَارِثِيُّ** **قَالَ خَرَجْنَا مَعَ** **عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ** **فَقَالَ أَعْدَانِي أَخْبَرَنِي عَنْ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى وَالَّذِينَ يَكْنُزُونَ** **الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ** **قَالَ ابْنُ عُمَرَ مَنْ كَنَزَهَا فَلَمْ يُؤَدِّ زَكَاةَهَا فَوَيْلٌ لَهُ** **إِنَّمَا كَانَ هَذَا أَقْبَلَ أَنْ تُنْزَلَ الزَّكَاةُ فَلَمَّا أَنْزَلْتُ جَعَلَهَا اللَّهُ طُهْرًا** **لِلْمَالِ**

ترجمہ۔ حضرت خالد بن اسلم فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے ہمراہ باہر نکلے۔ تو ایک دیہاتی نے کہا۔ مجھے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں فرمائیے۔ **اِنَّ الدِّينَ** لیکن **رَدِّ الدَّهَبِ** الایتہ۔ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ مال کو وہ شخص کاٹتا ہے جو زکوٰۃ ادا نہیں کرتا۔ پس اس کے لئے ہلاکت ہے۔ تو یہ وعید زکوٰۃ کے حکم کے نازل ہونے سے پہلے کی ہے۔ جب زکوٰۃ کا حکم آگیا تو یہ بقیہ مال کے لئے طہارت کا باعث بن جائے گی۔ یہ کنز نہیں ہے۔

حدیث نمبر ۱۲۲۰ حَدَّثَنَا الشَّحْقُ بْنُ يَزِيدَ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا سَعِيْدٍ يَقُوْلُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ فِيمَا دُوْنَ خَمْسٍ اَوْ اَقْبَ صَدَقَةٌ وَلَا فِيمَا دُوْنَ خَمْسٍ دُوْدٌ صَدَقَةٌ وَلَيْسَ فِيمَا دُوْنَ خَمْسَةٍ اَوْ سِقِّ صَدَقَةٌ۔ ترجمہ۔ حضرت یحییٰ بن عمارہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے حضرت ابوسعیدؓ سے سنا فرماتے تھے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ پانچ اوقیہ سے کم میں زکوٰۃ نہیں ہے اس طرح پانچ اونٹوں سے کم میں زکوٰۃ نہیں ہے اور نہ ہی پانچ دسقی سے کم غلہ پر زکوٰۃ ہے۔ اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے۔ اور دود کا اطلاق اونٹوں کی ٹو سے کم جماعت پر ہوتا ہے دوسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے۔ ایک صاع چار سیر کا ہوتا ہے۔ یہ اوزان ہیں جو اختلافِ زمانہ کی وجہ سے ادل بدل ہوتے رہتے ہیں۔ رائج الوقت سکہ سے حساب لگایا جائے گا۔

حدیث نمبر ۱۲۲۱ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي هَاشِمٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ قَالَ مَرَدْتُ بِالرَّبَذَةِ فَاِذَا اَنَا بِأَبِي ذَرٍّ فَقُلْتُ لَهُ مَا اَنْزَلَكَ مِمَّنْزَلِكَ هَذَا قَالَ كُنْتُ بِالشَّامِ فَاخْتَلَفْتُ اَنَا وَمُعَاوِيَةُ فِي الَّذِيْنَ يَكْزُوْنَ الدَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يَنْفَقُوْنَهَا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ قَالَ مُعَاوِيَةُ نَزَلْتُ فِيْ اَهْلِ الْكُتَيْبِ فَقُلْتُ نَزَلْتُ فَيَنَا وَفِيْهِمْ فَكَانَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُ فِيْ ذَلِكَ فَكُتِبَ اِلَى عُثْمَانَ يَشْكُوْنِيْ فَكُتِبَ اِلَى عُثْمَانَ اَنْ اَقْدِمَ الْمَدِيْنَةَ فَقَدِمْتُهَا فَكَثُرَ عَلَيَّ النَّاسُ حَتّٰى كَانَتْهُمْ لَمْ يَرَوْْنِيْ قَبْلَ ذَلِكَ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِعُثْمَانَ فَقَالَ اِنْ شِئْتَ تَنْصَحِيْتُ فَكُنْتُ قَرِيْبًا فَذَكَرْتُ الَّذِيْ اَنْزَلَْنِيْ هَذَا الْمَنْزِلَ وَلَوْ اَمَرُوا

عَلَى حَبَشِيًّا لِمَعْتٍ وَأَطْلَحْتُ -

ترجمہ۔ حضرت زید بن وہب فرماتے ہیں کہ مقام ربزہ سے میرا گزر ہوا تو حضرت ابوذر غفاری سے ملاقات ہوئی۔ میں نے ان سے پوچھا کہ اس دور مقام تک آپ کو کس نے اتارا۔ میں نے کہا کہ میں ملک شام میں تھا۔ میرا اور حضرت امیر معاویہؓ کا التمزید یکنزدک الذہب الایۃ میں اختلاف پڑ گیا۔ حضرت معاویہؓ فرماتے تھے کہ یہ آیت اہل کتاب یہود و نصاریٰ کے بارے میں اتری ہے۔ میرا کہنا یہ تھا کہ ہمارے اور اہل کتاب دونوں کے بارے میں ہے۔ پس میرے اور ان کے درمیان یہی جھگڑا پیدا ہو گیا۔ انہوں نے میری شکایت خلیفۃ المسلمین حضرت عثمانؓ کو لکھی جنہوں نے مجھے لکھا کہ تم مدینہ میں آ جاؤ۔ جب میں مدینہ پہنچا تو لوگ اس کثرت سے میرے اوپر جمع ہو گئے کہ گویا کہ انہوں نے اس سے پہلے مجھے دیکھا ہی نہیں تھا۔ جس کا ذکر میں نے حضرت عثمانؓ سے کیا کہ اگر آپ چاہیں تو کہیں قریب الگ چلے جائیں۔ پس یہی وہ معاملہ ہے جس نے مجھے اس مقام تک پہنچایا ہے۔ اگر وہ لوگ مجھ پر کوئی حبشی غلام بھی امیر بنا دیں تو میں اس کی بات سنوں گا اور اس کی اطاعت کروں گا۔

حدیث نمبر ۱۲۲۲ حَدَّثَنَا عِيَّاشُ بْنُ أَنَسٍ الْأَحْنَفُ بْنُ قَيْسٍ حَدَّثَنَا قَالِ جَلَسْتُ إِلَى مَلَأٍ مِّنْ قُرَيْشٍ فَجَاءَ رَجُلٌ خَشِنُ الشَّعْرِ وَالثِّيَابِ وَالْهَيْئَةِ حَتَّى قَامَ عَلَيْهِمْ فَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ بَشِيرُ الْكَافِرِينَ بِرَضْفٍ يُحْمَى عَلَيْهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ ثُمَّ يُوضَعُ عَلَى حِمْلَةٍ تَشْدِي أَحَدِهِمْ حَتَّى يَخْرُجَ مِنْ نَقْصٍ كَتِفِهِ وَيُوضَعُ عَلَى نَفْصٍ كَتِفِهِ حَتَّى يَخْرُجَ مِنْ حِمْلَةٍ تَشْدِيهِ يَنْزِلُ لَزَلٌ ثُمَّ رَلَى فَجَلَسَ إِلَى سَارِيَةٍ وَتَبِعَتْهُ وَجَلَسْتُ إِلَيْهِ وَأَنَا لَا أَدْرِي مَنْ هُوَ فَقُلْتُ لَهُ لَا أَرَى الْقَوْمَ إِلَّا قَدْ كَرِهُوا الَّذِي قُلْتُ قَالَ إِنَّهُمْ لَا يَعْقِلُونَ شَيْئًا قَالَ لِي خَلِيلِي قَالَ قُلْتُ وَمَنْ خَلِيلُكَ تَعْنِي قَالَ الْبَقِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَبَا ذَرٍّ تَبْصِرُ أَحَدًا قَالَ فَانْظُرْتُ إِلَى الشَّمْسِ مَا بَقِيَ مِنَ النَّهَارِ وَأَنَا أَدْرِي أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْسُلُنِي فِي حَاجَةٍ لَهُ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ مَا أَحْبَبْتُ أَنَّ لِي مِثْلَ أَحَدٍ ذَهَبًا أَنْفَقَهُ كُلَّهُ

الْاَثَلَةَ دَنَابِئُرًا اِنَّ هُوَ لَا يَفْعَلُوْنَ شَيْئًا اِنَّمَا يَجْعَلُوْنَ الدُّنْيَا وَلَا وَاللّٰهِ لَا اَسْأَلُهُمْ دُنْيَا وَلَا اَسْتَفْتِيَهُمْ عَنْ دِيْنٍ حَتّٰى اَلْقَى اللّٰهَ ۔

ترجمہ۔ اخف بن قیس فرماتے ہیں کہ میں قریش کی ایک جماعت کے پاس جا کر بیٹھا تو ایک ایسے بزرگ تشریف لائے۔ جن کے بال۔ کپڑے اور شکل و صورت بالکل سادہ تھی۔ ان کے پاس آکر کھڑے ہوئے پھر سلام کے بعد فرمانے لگے کہ مال جمع کرنے والوں کو ایسے گرم پتھر کی خوشخبری سناؤ جس کو جہنم کی آگ میں تپایا جائے گا۔ پھر ان میں سے ایک کے پستان کے نرم حصہ پر اسے رکھا جائے گا۔ جو اس کے کندھے کے پٹھے سے جا کر خارج ہو گا۔ پھر کندھے کے پٹھے یعنی (نرم حصہ) پر رکھا جائے گا تو وہ اس کے پستان کے نرم حصہ سے نکلے گا جس سے پریشان ہو کر حرکت کرنے لگے گا۔ پھر وہ شخص ایک ستون کے سہارے جا کر بیٹھ گیا۔ میں ان کے پیچھے لگ گیا۔ یہاں تک کہ میں ان کے پاس جا کر بیٹھا۔ مجھے معلوم نہیں تھا کہ یہ کون بزرگ ہیں۔ میں نے ان سے عرض کی۔ یہ قوم تو آپ کی بات کو پسند نہیں کرتے۔ فرمایا یہ لوگ کچھ نہیں سمجھتے۔ حالانکہ میرے خلیل نے فرمایا ہے۔ میں نے پوچھا آپ کا خلیل کون ہے۔ جو آپ کی مراد ہے۔ فرمایا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوذر! اُحد پہاڑ کی طرف نگاہ کر دو۔ میں نے سورج کو دیکھا تو دن باقی نہیں رہا تھا۔ میں سمجھا کہ مجھے جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی کسی ضرورت کے لئے بھیجنا چاہتے ہیں۔ میں نے کہا۔ ہاں حضرت دیکھ رہا ہوں۔ فرمایا اگر اُحد پہاڑ میرے لئے سونے کی شکل بنا دیا جائے۔ تو میں یہی پسند کروں گا کہ یہ سب کا سب خرچ کر دوں۔ مگر صرف تین دینار باقی رہ جائیں۔ یعنی ایک گھر والوں کے لئے۔ دوسرا غلام آزاد کرنے کے لئے اور تیسرا ادائیگی قرض کے لئے۔ اور یہ لوگ اس کی عقل نہیں رکھتے۔ دھڑا دھڑا دنیا جمع کر رہے ہیں۔ اللہ کی قسم! انہ تو میں ان سے دنیا مانگتا ہوں۔ اور نہ ہی دین کے بارے میں ان سے مسئلہ دریافت کروں گا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کروں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ | مادۃ ۱۱۱۱ زکوٰۃ فلیس بکنزہ امام بخاریؒ کا مقصد یہ

ہے کہ جب بغیر زکوٰۃ ادا کئے مادوں خمس ادا کا جمع کرنا جائز ہے تو معلوم ہوا کہ ہر قسم کا سونا چاندی جمع کرنا ممنوع نہیں ہے۔

تشریح از شیخ زکریا | علامہ عینی فرماتے ہیں۔ **قَوْلُ الْبَقِيَّةِ** انہیں لام تحلیل کا

ہے۔ اس سے امام بخاری ترجمہ ثابت کرتے ہیں۔ کہ مال کے کنز ہونے کی دو شرطیں ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ نصاب ہو۔ دوسرے اس کی زکوٰۃ نہ نکالی جائے۔ اگر نصاب نہ ہو تو بھی کنز نہیں۔ اگر نصاب ہو کہ زکوٰۃ نکال لی جائے تو بھی کنز نہ ہوگا۔ لہذا مستحق عذاب نہیں ہوگا۔ لہذا جب نصاب موجود ہو۔ زکوٰۃ نہ نکالے تو کنز ہے۔ آیت کے تحت داخل ہے اور جب نصاب پایا گیا زکوٰۃ نکال لی تو کنز نہیں اور مستحق عذاب نہیں یہی ترجمہ ہے۔ اور ترجمہ کے یہ الفاظ حضرت ابن عمرؓ کی اس روایت میں وارد ہیں۔ جس کو بیہقی نے نقل کیا ہے۔ عن ابن عمرؓ کل مال اذیت زکوٰۃ وان کان تحت سبع ارضین فلیس بکنز وکل مالا تود ی زکوٰۃ فہو کنز وان کان ظاہراً علی وجہ الارض۔

نزلت فی اہل الکتب حضرت امیر معاویہؓ کا مقصد اس سے یہ تھا کہ یہ آیت تو اہل کتاب کے بارے میں ہے جو حقوق میں سے کچھ بھی ادا نہیں کرتے تھے۔ البتہ یہ حکم ان مسلمانوں کو شامل ہوگا۔ جو اہل کتاب کی صفت پر ہوں گے۔ لیکن جو حقوق مالی ادا کرتے ہیں وہ ان کے حکم میں نہیں ہیں۔ آیت کنز کے تحت داخل نہیں ہوں گے۔

تشریح از شیخ زکریا | ابن بطلال فرماتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہؓ نے سیاق آیت کو دیکھا کہ وہ اجارہ اور رہبان کے بارے میں ہے جو زکوٰۃ ادا نہیں کرتے تھے۔ اور حضرت ابوذرؓ نے عموم آیت کو دیکھا۔ اور یہ کہ جو وجوب زکوٰۃ کا عقیدہ تو رکھتا ہے۔ مگر اس کو ادا نہیں کرتا وہ بھی اس وعید شدیہ کا مستحق ہے۔ حافظ ابن حجرؒ نے ایک فائدہ اس حدیث کا یہ بھی بیان کیا ہے۔ کہ کفار فروع شریعہ کے بھی مکلف ہیں کیونکہ حضرت امیر معاویہؓ اور حضرت ابوذرؓ دونوں کا اتفاق ہے کہ یہ آیت اہل کتاب کے بارے میں ہے۔

دلو اقر و اعلیٰ حبشیہ اہل کوفہ نے جب ربذہ سے حضرت ابوذرؓ کو بلا کر علم بغاوت بند کرنے کی دعوت دی۔ تو انہوں نے فرمایا۔ کہ حضرت عثمانؓ مجھے مشرق سے مغرب تک بھی پھرائے تب بھی ان کی سمع اور اطاعت کروں گا۔ حضرت عثمانؓ سے بغض رکھنے والے کہتے ہیں کہ انہوں نے حضرت ابوذرؓ کو جلا وطن کر دیا تھا۔ حالانکہ علمیت کے پیش نظر وہ خود ربذہ گئے تھے اور وہیں ان کی

وفات پائی۔ چنانچہ قطب گنگوہیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوذرؓ کے اس ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ خلیفہ کا حکم واجب الطاعت ہوتا ہے۔ جس قسم کا حکم بھی ہو۔ یہ نزدل ربذہ تو معمولی چیز ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ [لا یعقلون شیئا] حضرت ابوذرؓ کا مقصد یہ ہے کہ یہ

لوگ نصوص ظاہری کی تادلیس کرتے ہیں۔ کہ یہ ان لوگوں کے بارے میں ہے جو کوۃ ادا نہ کریں۔ حالانکہ ظاہراً عموم ہے۔ لیکن یہ حضرت ابوذرؓ کا اجتہاد تھا جو جہور صحابہؓ کے خلاف تھا۔ اسی بنا پر شام اور حجاز میں فساد برپا ہوتا تھا۔ جس کی وجہ سے انہیں ان کی درخواست پر ربذہ بھیجا گیا جہاں وہ قبل ازیں بھی آیا جایا کرتے تھے۔ یا یہ آیات بیان افضل کے لئے تھیں کہ دنیا سے بے رغبتی برتی جائے۔ اور ضروریات پوری کرنے کے لئے حقوڑی سی جمع کی جائے اور آخر میں جو ان کا جملہ ہے۔ **مجموعہ الدنیا** اسی پر دال ہے کہ وہ مطلق جمع مال کو کنز قرار دیتے تھے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ [اتبصروا احدا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کا منشاء یہ تھا کہ وہ سورج کے عظیم جہتہ کو دیکھیں کہ اس کا طول و عرض کتنا ہے۔ حضرت ابوذرؓ کا گمان یہ تھا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم دن کا باقی حصہ دکھانا چاہتے ہیں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ [علماہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ حدیث سے معلوم ہوا کہ ترک دنیا زہد افضل ہے۔ کسب حلال اور انفاق فی سبیل اللہ سے۔ کیونکہ آپؐ فرما رہے ہیں۔ ما احب لوائے احدا ذہبا یہ اولویت پر محمول ہے۔

ما بقی من النہار حضرات تشریح فرماتے ہیں ما بقی بمعنی ای شیئ بقی منہ کے معنی میں ہے۔ گویا کہ ما استفہامیہ ہے۔ اور بعض حضرات ما کو ما موصولہ قرار دیتے ہیں۔ وانظر الیہ اندی بقی منہ کے معنی ہیں۔

بَابُ انْفَاقِ الْمَالِ فِي حَقِّهِ

ترجمہ۔ مال کو اپنے حق میں خرچ کرنا

حدیث نمبر ۱۲۲۳ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَيْنِ رَجُلٌ

أَتَاهُ اللَّهُ مَا لَمْ يَسْلُطْهُ عَلَى هَلَكْتِهِ فِي الْحَقِّ وَرَجُلٌ أَتَاهُ اللَّهُ حِكْمَةً فَهُوَ يَقْضِي بِهَا وَيُعَلِّمُهَا -

ترجمہ۔ حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں کہ میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے۔ حسد نہیں کرنا چاہیے۔ مگر دو آدمیوں پر ایک تو وہ جس کو اللہ تعالیٰ مال دے پس پھر اسے حق کے راستہ میں خرچ کی توفیق عطا فرمائے اور دوسرا وہ جس کو اللہ تعالیٰ علم و دانش عطا فرمائے۔ وہ اس کے مطابق فیصلے کرے اور ان کی تعلیم دے۔

تشریح از شیخ زکریا | اس باب سے امام بخاری نے اشارہ فرما دیا کہ مطلق جمع مال مذموم نہیں ہے۔

بَابُ الرِّبَاءِ فِي الصَّدَقَةِ

لِقَوْلِهِ تَعَالَى يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَبْطُلُوا صَدَقَاتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْأَذَى كَالَّذِي يُنْفِقُ مَالَهُ رِثَاءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ إِلَى قَوْلِهِ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ صَلَدًا لَيْسَ عَلَيْهِ شَيْءٌ وَقَالَ عِكْرِمَةُ وَابِلٌ مَطَرٌ شَدِيدٌ وَالظَّلُّ التَّدْيُ -

ترجمہ۔ صدقہ میں ریا کرنا کیسا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ اے ایمان والو! اپنے صدقات کو احسان جملانے اور تکلیف دینے سے باطل (ضائع) نہ کرو۔ اس شخص کی طرح جو لوگوں کے دکھلا دے کہ لئے اپنا مال خرچ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ پر اور آخری دن پر ایمان نہیں رکھتا! ابن عباس صَلَدًا کی تفسیر فرماتے ہیں۔ بالکل چٹیل جس پر کچھ بھی نہ رہا ہو۔ حضرت عکرمہ دابل کے معنی موسلا دھار بارش اور ظل کے معنی تری کے ہیں۔

بَابُ لَا يَقْبَلُ اللَّهُ صَدَقَةً مِنْ غُلُولٍ وَلَا يَقْبَلُ إِلَّا مَنْ كَسَبَ طَلِيبٌ لِقَوْلِهِ تَعَالَى قَوْلٌ مَعْرُوفٌ وَمَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ يَتْلُبُهَا أَذًى وَاللَّهُ غَنِيٌّ حَلِيمٌ -

تتبعها اذًى | تشریح از قاسمی | ترجمہ سے مطابقت اس طرح ہوئی کہ جب اذی

بعد الصدقہ مبطل صدقہ ہے تو اذی مقارن للصدقہ یولیعی تکلیف ساقی صدقہ کے ساتھ ہودہ بطریق اولی مبطل ہے۔
کیونکہ خیانت کرنے والا مال منسوب کا صدقہ کمر رہا ہے تو غاصب موزی لصاحب المال ہوا فہو ادلی بالابطال۔

بَابُ الصَّدَقَةِ مِنْ كَسْبٍ طَيِّبٍ

ترجمہ۔ صدقہ پاک کمائی سے ہونا چاہیے۔

لِقَوْلِهِ تَعَالَى يَمْحَقُ اللَّهُ الرِّبَا وَيُرْبِي الصَّدَقَاتِ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ
كَفَّارٍ آثِمٍ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُ
الزَّكَاةَ لَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ
ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے۔
ناشکرے گناہ گاہ کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں فرماتے۔ بے شک جو لوگ ایمان لائے اور اچھے عمل
کئے اور نماز قائم کی اور زکوٰۃ ادا کی ان کے لئے ان کے رب کے پاس ان کا ثواب ہے۔ ان پر
نہ خوف ہوگا اور نہ ہی وہ غمناک ہوں گے۔

حدیث نمبر ۱۲۲۲ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلُومٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَصَدَّقَ بِعَدَلٍ مَرَّةً مِنْ
كَسْبٍ طَيِّبٍ وَلَا يَقْبَلُ اللَّهُ إِلَّا الطَّيِّبَ فَإِنَّ اللَّهَ يَقْبَلُهَا بِمِثْلِهَا ثُمَّ يُرِيهَا
لصَاحِبِهَا كَمَا يُرِي رَبِّي أَحَدَكُمْ فَلَوْهُ حَتَّى تَكُونَ مِثْلَ الْجَبَلِ

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا
کہ جس شخص نے اپنی پاک کمائی میں سے ایک کھجور کے برابر صدقہ کیا اور اللہ تعالیٰ پاک مال کو
قبول کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اسے اپنے داتیں ہاتھ سے قبول فرماتے ہیں۔ پھر اس صدقہ کرنے
والے کے لئے اس کو اسی طرح پالیتے ہیں۔ جس طرح تم اپنے گھوڑے کے بچے کو پالیتے ہو یہاں
تک کہ وہ پہاڑ کی طرح ہو جاتا ہے۔

تشریح از قاسمی | علامہ کرمائی فرماتے ہیں۔ اگرچہ صدقات کا لفظ کسب طیب

اور غنیث دونوں کو شامل ہے۔ لیکن سیاق و سباق آیت میں ہے وَاَتِيْمُو الْخَبِيثِ مِنْهُ تَنَفَقُونَ

تو اس کی وجہ سے مال حلال کے ساتھ مقید رہے گا۔ اس لئے کہ آیت میں یہ بھی ہے کہ سود کو اللہ
مٹا دیتا ہے تو صدقہ محقوق کی جنس میں سے نہیں ہوگا۔ بلکہ وہ مقبول ہوگا۔

بَابُ الصَّدَقَةِ قَبْلَ الرِّدِّ

ترجمہ۔ مردود ہونے سے پہلے صدقہ کر لو۔

حدیث نمبر ۱۲۲۵ حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ حَارِثَةَ بْنِ وَهْبٍ قَالَ سَمِعْتُ
النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ تَصَدَّقُوا فَإِنَّهُ يَأْتِي عَلَيْكُمْ زَمَانٌ
يَمْنَحِي الرَّجُلُ بِصَدَقَتِهِ فَلَا يَجِدُ مَنْ يَقْبَلُهَا يَقُولُ الرَّجُلُ لَوْ جِئْتُ
بِهَذَا لَأَمْسَ لَقَبْلَتُهَا فَأَمَّا الْيَوْمَ فَلَا حَاجَةَ لِي فِيهَا۔

ترجمہ۔ حضرت حارثہ بن وہب فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
سنا۔ فرماتے تھے۔ لوگو! صدقہ کر لو۔ کیونکہ تم پر ایک ایسا وقت آئے گا کہ کوئی اپنا صدقہ لئے پھرتا
ہوگا۔ لیکن اسے کوئی ایسا شخص نہیں ملے گا جو اس کا صدقہ قبول کر لے۔ آدمی کہے گا کہ اگر توکل اسے
میرے پاس لاتا تو شاید میں قبول کر لیتا۔ آج تو مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔

حدیث نمبر ۱۲۲۶ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَكْثُرَ فِيكُمْ الْمَالُ فَيَفِضُرُ
حَتَّى يُهْمَ رَبُّ الْمَالِ مَنْ يَقْبَلُ صَدَقَتَهُ وَحَتَّى يَعْرِضَهُ فَيَقُولُ الَّذِي
يَعْرِضُهُ عَلَيْهِ لَا أَرَبَ۔

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔
اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی۔ یہاں تک کہ تم میں مال کی قدر کثرت ہوگی کہ وہ اچھٹے لگے
گا اور صاحب مال اس شخص کے بارے میں فکر مند ہوگا۔ جس کو اس کے صدقہ کو قبول کرے یہاں تک
کہ وہ اس پر اپنا مال پیش کرے گا۔ جس شخص پر مال پیش کرے گا وہ کہے گا کہ مجھے ضرورت نہیں ہے۔

حدیث نمبر ۱۲۲۷ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ سَمِعْتُ
عَدِيَّ بْنَ حَاتِمٍ يَقُولُ كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَهُ رَجُلَانِ

أَحَدُهُمَا يَشْكُو الْعِيْلَةَ وَالْآخَرُ يَشْكُو أَقْطَعَ السَّبِيلِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا أَقْطَعَ السَّبِيلَ فَإِنَّهُ لَا يَأْتِي عَلَيْكَ إِلَّا قَلِيلٌ حَتَّى تَخْرُجَ الْوَيْلُ إِلَى مَكَّةَ بِغَيْرِ خَفِيرٍ وَأَمَّا الْعِيْلَةُ فَإِنَّ السَّاعَةَ لَا تَقُومُ حَتَّى يَطُوفَ أَحَدُكُمْ بِصَدَقَتِهِ فَلَا يَجِدُ مَنْ يَقْبَلُهَا مِنْهُ شَيْءٌ لِيَقْفَنَ أَحَدُكُمْ بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ حِجَابٌ وَلَا تَرْجَانُ يُتَرَجَمُ لَهُ شَيْءٌ لِيَقُولَنَّ لَهُ أَلَمْ أَوْتِكَ مَا لَا فَلَيقُولَنَّ بَلَى شَيْءٌ لِيَقُولَنَّ أَلَمْ أُرْسِلْ إِلَيْكَ رَسُولًا فَلْيَقُولَنَّ بَلَى فَيَنْظُرُ عَنْ تَمِيْنِهِ فَلَا يَرَى إِلَّا النَّارَ شَيْءٌ يَنْظُرُ عَنْ شِمَالِهِ فَلَا يَرَى إِلَّا النَّارَ فَلْيَتَّقِيَنَّ أَحَدُكُمُ النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَإِنْ لَمْ يَجِدْ فِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ .

ترجمہ - حضرت عدی بن حاتمؓ فرماتے ہیں کہ میں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا کہ دو آدمی آپ کے پاس آئے۔ ایک تو فقر و احتیاجی کا شکوہ کرتا تھا اور دوسرا رہزنی کا شکی تھا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ رہزنی تو جلد ختم ہو جائے گی۔ تم پر بہت قہوڑا عرصہ گزرے گا۔ ایک قافلہ مکہ سے بغیر کسی نگرانی کے روانہ ہوگا۔ رہ گئی فقر و احتیاجی۔ اس کے بارے میں یہ ہے کہ اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی۔ جب تک کہ تم میں سے کوئی ایک صدقہ لئے پھرتا ہوگا۔ اس صدقہ کو قبول کرنے والا کوئی نہ ملے گا۔ پھر وہ قیامت کے دن اپنے اللہ کے سامنے کھڑا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے درمیان نہ تو کوئی پردہ ہوگا۔ اور نہ ہی کوئی ترجمان ترجمانی کرے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا۔ کیا میں نے تجھے مال نہیں دیا تھا۔ اغنیاء لوگ کہیں گے۔ کیوں نہیں دیا تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے۔ کیا میں نے تیرے پاس رسول و نبی نہیں بھیجا پس وہ کہے گا۔ ہاں کیوں نہیں۔ پس وہ اپنے دائیں طرف آگ کے سوا کچھ نہیں دیکھے گا۔ پھر اپنی بائیں طرف بھی آگ کے سوا کچھ نہیں دیکھے گا۔ پس تم ضرور بالضرور آگ سے بچو۔ اگرچہ کھجور کا ایک ٹکڑا بھی خرچ کر کے بچو۔ اگر کسی کو یہ بھی میسر نہ ہو تو وہ اچھے کلمہ کے بول کے ذریعہ اپنا بچاؤ کرے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ چونکہ مسلمانوں پر غنائ اور دولت مندی کا وقت یقیناً آنے والا تھا۔ اس لئے آپ نے ان کو اموال کے فتنہ سے ڈرایا تاکہ یہ لوگ کہیں اس فتنہ میں مبتلا نہ ہو جائیں۔

تشریح از شیخ زکریا | ظاہراً حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ استغفار کا دور جس میں مال کی یہاں تک کثرت ہوگی کہ مال پانی کی طرح بہنے لگے گا۔ یہ قیامت کے قریب قریب ہوگا۔ بنا بریں امام بخاریؒ اس حدیث کو تفصیل کے ساتھ کتاب الفتن میں لایا ہے۔ اور حضرت عدی بن حاتمؓ کی روایت سے بھی اشارہ ملتا ہے کہ یہ کثرت مال ان کے زمانہ میں نہیں ہوگی۔ کیونکہ ان کی وفات حضرت امیر معاویہؓ کے دور خلافت میں ہوئی ہے۔ جو فتوحات ملکی کا دور تھا۔ ابن التین فرماتے ہیں کہ یہ دور حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے نزول کے بعد ہوگا۔ جب کہ ایک انار ایک کنبہ کو کافی ہوگا۔ اور روئے زمین پر کوئی کافر باقی نہ رہے گا۔ اور علامہ بیہقیؒ نے اس کو حضرت عمر بن عبد العزیزؓ کے دور خلافت پر محمول کیا ہے۔ جن کا دور خلافت محض تین سال کا تھا۔ جس نے لوگوں کو اس قدر غنی کر دیا تھا کہ لوگ مال عظیم لے کر آتے تھے ان کو قبول کرنے والا کوئی نہیں ہوتا تھا۔ لیکن احتمال اقل راجح ہے۔ **ان طالت بک حیاۃ** کے الفاظ سے اس کی تائید ہوتی ہے۔

عذر ہم کے لفظ سے شیخ گنگوہیؒ نے اس مناسبت کی طرف اشارہ کیا ہے۔

حدیث نمبر ۱۲۲۸ **حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيَأْتِيَنَّ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَطُوفُ الرَّجُلُ فِيهِ بِالصَّدَقَةِ مِنَ الذَّهَبِ ثُمَّ لَا يَجِدُ أَحَدًا يَأْخُذُهَا مِنْهُ وَيُرِي الرَّجُلُ الْوَاحِدُ يَتَّبِعُهُ أَرْبَعُونَ امْرَأَةً يُلْذَنُ بِهِ مِنْ قِلَّةِ الرِّجَالِ وَكَثْرَةِ النِّسَاءِ**

ترجمہ۔ حضرت ابو موسیٰ اشعرؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ لوگوں پر ایک ایسا دور ضرور آنے والا ہے۔ جس میں آدمی اپنا سونے کا صدقہ زکوٰۃ لئے پھرتا ہوگا۔ اسے کوئی ایسا شخص نہیں مل سکے گا۔ جو اس سے یہ زکوٰۃ قبول کر لے۔ اور ایک آدمی دیکھے گا کہ چالیس عورتیں اس کے ہاں پناہ پکڑ رہی ہیں۔ یہ مردوں کی قلت اور عورتوں کی کثرت کا زمانہ ہوگا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ | داؤد جمع پر دلالت نہیں کرتی کہ کثرت مال اور کثرت نساء کا ایک ہی زمانہ ہے۔ بلکہ معنی یہ ہیں کہ یہ دونوں واقعے قیامت سے پہلے وقوع پذیر ہوں گے۔ اگرچہ ان کا زمانہ مختلف ہے۔

تشریح از شیخ زکریا | اس سے احتمال ثالث کی ترجیح معلوم ہوتی ہے کہ کثرت مال کا دور حضرت عمر بن عبد العزیزؓ کا دور تھا۔ کیونکہ جملہ ثانیہ سے جو قلت رجال اور کثرت نسا کا پتہ چلتا ہے۔ یہ دور قیامت کے قریب ہوگا۔ نیز کتاب الفتن کی احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مختلف فتنے مختلف اوقات میں واقع ہوں گے۔ کثرت نسا کا سبب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ قرب قیامت میں قتل و قتال بہت ہوگا۔ اہل حرب مردوں کا قتل عام ہوگا۔ عورتیں کثرت سے بچ جائیں گی۔ چالیس پچاس عورتوں کا ایک ایک منتظم ہوگا۔ غرضیکہ نظام عالم میں فساد برپا ہوگا۔ رفع علم سے دین میں خلل پڑے گا۔ شرب خمر یعنی شراب نوشی سے عقل میں فتور پیدا ہوگا۔ زنا کی کثرت سے نسب بگڑے گا۔ فتنوں کی کثرت کی وجہ سے نفس اور مال میں خلل پڑے گا۔ معاش اور معاد دونوں فسادات و فتن کی بھینٹ چڑھیں گے۔

بَابُ اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ

وَالْقَلِيلُ مِنَ الصَّدَقَةِ وَمِثْلُ الَّذِينَ يَنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ وَتَشْيِئَاتٍ مِنْ أَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍ كَبْرُوتَةٍ إِلَى قَوْلِهِ مِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ -
حدیث نمبر ۱۲۶۹ حَدَّثَنَا أَبُو قُدَامَةَ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ آيَةُ الصَّدَقَةِ كُنَّا نَحْمِلُ فِجَاءً رَجُلٌ فَتَصَدَّقَ بِشِقِّ تَمْرَةٍ كَثِيرٌ فَقَالُوا مَرَأًءٍ وَجَاءَ رَجُلٌ فَتَصَدَّقَ بِصَاعٍ فَقَالُوا إِنَّ اللَّهَ لَغَنِيٌّ عَنْ صَاعٍ هَذَا أَفْزَلَتْ وَالَّذِينَ يَلْمِزُونَ الْمُطَّوِّعِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ فِي الصَّدَقَاتِ وَالَّذِينَ لَا يَجِدُونَ إِلَّا جَهْدَهُمْ - الْآيَةُ -

ترجمہ۔ آگ سے سچو اگرچہ کھجور کا ایک ٹکڑا اور حقوڑا سا مال صدقہ کر کے بچاؤ اختیار کر دو۔
 اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جو لوگ اپنا مال اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور اپنے دل کی مضبوطی سے خیر لے کر دیتے ہیں۔

ترجمہ۔ حضرت ابو مسعودؓ فرماتے ہیں کہ جب صدقہ کی کوئی آیت نازل ہوتی تھیں تو ہم لوگ اس پر عمل پیرا ہونے کے لئے اجرت پر بوجھ اٹھایا کرتے تھے۔ پس اگر کوئی شخص بہت سا مال

لاکہ صدقہ کرتا تو منافق کہتے کہ یہ ریاکار ہے۔ کوئی ایک صاع چار سیر وزن کا صدقہ کرتا تو کہتے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ایک صاع کا محتاج نہیں ہے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ یہ لوگ نفلی صدقہ کرنے والے مومنوں پر نکتہ چینی کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ لوگ تو اپنی طاقت کے مطابق خرچ کر رہے ہیں۔ ان پر کوئی طعن نہیں۔

حدیث نمبر ۱۲۳۰ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ يَحْيَىٰ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَمَرَنَا بِالْصَّدَقَةِ أَنْطَلَقَ أَحَدُنَا إِلَى الشُّوقِ فَيُحَامِلُ فَيُصِيبُ الْمُدَّ وَإِنْ لَبِغُضِهِمُ الْيَوْمَ لِمِائَةِ أَلْفٍ۔

ترجمہ۔ حضرت ابومسعود انصاریؓ فرماتے ہیں۔ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں صدقہ و خیرات کرنے کا حکم دیتے۔ تو ہم لوگ بازار جا کر بار برداری کرتے۔ کہیں مشکل سے ہمیں ایک سیر گندم حاصل ہوتی۔ جس کو ہم خیرات کرتے۔ آج تو بعض لوگوں کے پاس لاکھوں روپے ہیں۔ لیکن وہ خیرات نہیں کرتے۔

تشریح از شیخ گنگوہی | ایوم سے حضرت ابومسعود انصاریؓ کا دور مراد ہے۔

مولانا ذکریا کاندھلویؒ کا ارشاد ہے۔ کہ حضرت ابومسعود انصاریؓ بدری جلیل القدر صحابی ہیں۔ جن کی وفات ۳۸ھ سے قبل کی ہے۔ جو اشارہ فرما رہے ہیں کہ عہد نبوی میں تو مال کی قلت تھی جس میں سخاوت کا شوق تھا بعد میں کثرت فتوحات کی وجہ سے مال میں وسعت ہوئی۔ تو بخل پیدا ہونے لگا مال کی کمی نہیں۔ دل غنی نہیں ہے۔ تو گویا صحابہ کرامؓ کے دور سے کثرت اموال شروع ہو گئی۔

حدیث نمبر ۱۲۳۱ حَدَّثَنَا سَلْمَانَ بْنُ حَرْبٍ مِمَّنْ سَمِعْتُ عَدِيَّ بْنَ حَاتِمٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ۔

ترجمہ۔ جہنم کی آگ سے بچو۔ اگرچہ کھجور کا ایک ٹکڑا بھی خرچ کر سکتے ہو۔

حدیث نمبر ۱۲۳۲ حَدَّثَنَا يَشْرُبُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ دَخَلْتُ امْرَأَةً مَعَ ابْنَتَيْنِ لَهَا تَسْأَلُ فَلَمْ تَجِدْ عِنْدِي شَيْئًا غَيْرَ تَمْرَةٍ فَأَعْطَيْتُهُمَا إِيَّاهَا فَقَسَمْتُهُمَا بَيْنَ ابْنَتَيْهَا وَلَمْ تَأْكُلْ مِنْهَا ثُمَّ قَامَتْ فَخَرَجَتْ وَدَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْنَا فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مَنِ ابْتُلِيَ مِنْ هَذِهِ الْبَنَاتِ بِشَيْءٍ كُنْ لَهُ سِتْرًا مِّنَ النَّارِ۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک عورت اپنی دو بیٹیوں کے ہمراہ میرے گھر میں داخل ہوئی۔ جو کچھ مانگتی تھی۔ میرے پاس سوائے ایک کھجور کے دانے کے کچھ نہیں تھا۔ میں نے وہی اسے دے دیا۔ جس کو اس نے اپنی دونوں بیٹیوں کے درمیان بانٹ دیا۔ اس میں سے خود اس نے کچھ نہ کھایا۔ پھر کھڑی ہوئی اور باہر نکل گئی۔ جناب بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے۔ تو میں نے آپ کو اس واقعہ کی اطلاع دی۔ تو جناب بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص ان بیٹیوں میں سے کچھ بھی مبتلا ہوا۔ تو یہ لڑکیاں اس کے لئے جہنم کی آگ سے پردہ بنیں گی۔

بَابُ فَضْلِ صَدَقَةِ الشَّحِيحِ الصَّحِيحِ لِقَوْلِهِ تَعَالَى وَأَنْفِقُوا مِمَّا رَزَقْنَاكُمْ
مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ إِلَىٰ أَخِرِهَا وَقَوْلِهِ تَعَالَى يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنْفِقُوا
مِمَّا رَزَقْنَاكُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ يَوْمٌ لَا بَعْجُ فِيهِ وَلَا خُلَّةٌ وَلَا شَفَاعَةٌ ۗ أَلَا يَـٰٓأَيُّهَا

ترجمہ۔ باب ہے فضیلت بیان کرنے اس شخص کے صدقہ کے جو بخیل و حریص ہو۔ اور تندرستی میں صدقہ کرے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو کچھ ہم نے تم کو دیا ہے۔ اس میں سے موت کے آنے سے پہلے پہلے خرچ کر لو۔ اور دوسری جگہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ اے ایمان والو۔ اس دن کے آنے سے پہلے پہلے میرے دینے ہوئے رزق سے خرچ کر لو۔ جس دن نہ خرید و فروخت ہو سکے گی۔ نہ دوستی کام آئے گی۔ اور نہ کسی کی سفارش کا رگر ہوگی

حدیث نمبر ۱۲۳۳ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ آتَى الْقَصْدَ قَةَ أَعْظَمُ أَجْرًا قَالَ أَنْ تَصَدَّقَ وَأَنْتَ صَحِيحٌ تَخْشَى الْفَقْرَ وَتَأْمَلُ الْغِنَى وَلَا تَهْمَلُ حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَتِ الْحُلُقُومَ قُلْتَ لِفُلَانٍ كَذَا وَلِفُلَانٍ كَذَا وَقَدْ كَانَ لِفُلَانٍ۔

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی جناب بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا۔ یا رسول اللہ کون سا صدقہ بڑے ثواب والا ہے۔ آپ نے فرمایا صدقہ وہی ہے جو تندرستی کی حالت میں ہو۔ بخیل و حریص ہو کہ فقر کا خطرہ ہو۔ اور غنی ہونے کی امید رکھتا ہو۔ اور خرچ کرنے میں دیر نہ کرے۔ یہاں تک کہ جب جان حلق تک پہنچے۔ پھر کہنے لگے اس قدر تو فلاں

کے لئے اس قدر فلاں کے لئے۔ حالانکہ وہ تو فلاں کے لئے ہو چکا۔

تشریح از شیخ گنگوہی | ممکن ہے بخل سے مراد بخل کے گمان کی جگہ ہو۔ کہ ضروریات پیش آنے کی صورت میں اکثر انسان بخل سے کام لیتا ہے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ شیخ سے وہ بخیل مراد ہو۔ بخل جس کی عادت ثانیہ بن چکا ہو۔ تو اس صورت میں اس کی فضیلت جزئیہ حاصل ہوگی۔ کیونکہ ایسے شخص پر بخل کی وجہ سے خرچ گراں ہوتا ہے۔ ورنہ سخی تو قریب من اللہ و قریب الناس ہوتا ہے۔ جس کی فضیلت کلیہ حدیث سے آشکارا ہے۔

تشریح از شیخ زکریا | امام بخاریؒ کی غرض ترجمہ سے یہ ہے کہ شیخ صحیح کے صدقہ کی فضیلت بیان کرنا ہے۔ سخی و غیر سخی اور ترغیب ترجمہ کے دو جزر نہیں ہیں۔ کہ امام بخاریؒ کو اس میں تردد ہو۔ بلکہ وہ تو ای الصدقہ افضل اور فضل صدقہ الشیخ الصحیح اس کی فضیلت بیان کرنا چاہتے ہیں۔ علامہ کرمافیؒ فرماتے ہیں کہ شیخ کا معنی ہے بخل مع الحرص اور ابو اسحاق حربی نے اپنی کتاب غریب الحدیث میں شیخ کے تین درجے بیان کئے ہیں۔ پہلا تو یہ ہے کہ دوسرے کا مال ناحق غصب کرے۔ دوسرا یہ کہ زکوٰۃ ادا نہ کرے اور حرام مال جمع کرے۔ تیسرا درجہ یہ ہے کہ ضرورت مند تندرستی کی حالت میں خرچ کرے۔ ایسے شیخ اور صحیح کا صدقہ فضیلت جزئیہ رکھتا ہے۔ بوجہ گراں طبع کے۔ الشیخ کو ہماری زبان میں کجوس کہتے ہیں۔ اور شاہ ولی اللہؒ نے المحتاج الی المال یعنی ضرورت مند سے اس کو تعبیر کیا ہے۔

فضیلتہ جزئیہ کے لفظ سے قطب گنگوہیؒ نے ایک دہم کا دفعیہ فرمایا ہے۔ کہ ظاہر حدیث سے صدقہ البخیل کی صدقہ سخی پر فضیلت معلوم ہوتی تھی۔ حالانکہ سخی بہر حال بخیل سے افضل ہے۔ ترمذی کی روایت ہے **لجَاهِلٍ سَخِيٍّ أَحَبُّ إِلَيَّ اللَّهُ مِنْ عَابِدٍ خَلِيلٍ** تو فرمایا کہ اس شخص کو فضیلت جزئیہ حاصل ہے۔ **جِيءَ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَهُوَ يَشْتَدُّ عَلَيْهِ فَلَهُ أَجْرَانِ** فرمایا گیا ہے۔ یعنی جو شخص رک رک کر قرآن پڑھتا ہے۔ اس کو دوہرا ثواب ملے گا۔ ایک قرآن کا دوسرے مشقت اٹھانے کا۔ ایسے اس کو بھی مشقت پر ثواب ملے گا۔

بَابُ

حدیث نمبر ۱۲۴۲ **حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا**

أَنَّ بَعْضَ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْنَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيْتُنَا أَسْرَعُ بِكَ لِحُقُوقِنَا قَالَ أَطُولُ كُنَّ يَدًا فَآخَذُوا قَصَبَةً يَذْرَعُونَهَا فَكَانَتْ سَوْدَةٌ أَطْوَلَهُنَّ فَعَلِمْنَا بَعْدُ إِنَّمَا كَانَتْ طُولُ يَدِهَا الصَّدَقَةُ وَكَانَتْ أَسْرَعَنَا لِحُقُوقِنَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ تُحِبُّ الصَّدَقَةَ .

ترجمہ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آپ کی کسی زوجہ محترمہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ ہم میں سے کون آپ سے جلدی ملنے والی ہے۔ آپ نے فرمایا بلے ہاتھ والی۔ تو انہوں نے سر کھٹالے کر ناپنا شروع کر دیا۔ تو سب سے بلے ہاتھ والی حضرت سودہؓ تھی۔ لیکن ہمیں بعد میں معلوم ہوا کہ بلے ہاتھ سے مراد صدقہ ہے۔ اور آنحضرتؐ سے جلدی ملنے والی حضرت زینبؓ تھی جن کو صدقہ کی کثرت کی وجہ سے اتم المساکین کہا جاتا تھا۔

تشریح از شیخ گنگوہی | **فَعَلِمْنَا بَعْدُ** روایت میں اختصار ہے۔ اصل یہ ہے کہ ہمارا گمان یہ تھا کہ بید سے ظاہری معنی عضو مراد ہے۔ اس لئے ہم نے ناپنا شروع کیا۔ تو حضرت سودہؓ اطول یداتھیں۔ جب حضرت زینبؓ کی وفات سب سے پہلے ہوئی۔ تو واضح ہوا کہ طول ید سے مراد سخاوت ہے۔ روایت کو غلط قرار دینے کی کوئی ضرورت نہیں۔ دوسرے حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حقیقی معنی مراد لینا ادنیٰ ہے۔ اگرچہ مجاز بھی متعارف ہو۔ ورنہ ازواجِ مطہرات آپ کے کلام کو حقیقت پر محمول نہ کرتیں۔ اس لئے کہ مجاز یعنی طول ید کا سخاوت کے مستعمل ہونا عرب میں مشہور تھا۔

تشریح از شیخ زکریا | امام بخاریؒ نے صراحتہً حضرت زینبؓ کا نام ذکر نہیں کیا۔

حالانکہ مسلم شریف میں صراحت ہے۔ کانت اطول لنا سیلاً زینب بنت محمد **بھش** لا کھنا کانت **تعمل** و **تصدق** یعنی حضرت زینبؓ دستکاری کے ذریعہ مال حاصل کرتیں اور پھر اسے مساکین پر خرچ کرتیں۔ امام بخاریؒ نے تصریح نام اس لئے نہیں کی کہ بعض حضرات اس سے حضرت سودہؓ مراد لیتے ہیں۔ حالانکہ اہل سیر کا اتفاق ہے کہ سب سے پہلے ازواجِ مطہرات میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت زینبؓ کی وفات ہوئی۔ حضرت سودہؓ کی ان کے بعد حضرت امیر معاویہؓ کے دور میں ہوئی۔ امام بخاریؒ نے مختصر حدیث نقل فرمائی ہے۔ جس سے حضرت سودہؓ کے متعلق وہم ہوا۔ ابن جوزیؒ نے اس حدیث کو غلط قرار دیا ہے۔ تعجب ہے کہ امام بخاریؒ نے اس پر تنبیہ نہیں

فرمائی۔ واقعہ کا قول ہے۔ **هَذَا الْحَدِيثُ دَهْلٌ فِي سَوْدَةِ غَاهُ زَيْنَبُ**

بَابُ صَدَقَةِ الْعَلَانِيَةِ وَقَوْلُهُ الَّذِينَ يَنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَعَلَانِيَةً فَلَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ

ترجمہ۔ باب ہے علی الاعلان صدقہ کرنے کے بارے میں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ جو لوگ اپنا مال دن اور رات میں خفیہ اور ظاہر طور پر خرچ کرتے ہیں۔ ان کے لئے ان کے رب کے پاس ان کا اجر ہے۔ ان پر نہ تو خوف طاری ہوگا اور نہ ہی وہ لوگ غمناک ہوں گے۔

بَابُ صَدَقَةِ السِّرِّ

ترجمہ۔ خفیہ طور پر صدقہ کرنے کے بارے میں

وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَخَفَا حَتَّى لَا تَعْلَمَ شِمَالُهُ مَا تُنْفِقُ يَمِينُهُ وَقَوْلُهُ إِنَّ تَبْدُ وَالصَّدَقَاتِ فَنِعْمَا هِيَ وَإِنْ تَخَفُوهَا وَتَوَلَّوْهَا الْفُقَرَاءُ فَهُوَ خَيْرٌ لَكُمْ وَيُكَفِّرُ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ۔ آیت۔

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی صدقہ کرتا ہے اور اس کو اس قدر چھپاتا ہے کہ بائیں ہاتھ کو علم نہیں ہوگا کہ کدایاں ہاتھ کیا خرچ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ اگر تم اپنے صدقات ظاہر کر کے دے دو تو یہ بھی بہت اچھا ہے۔ اور اگر ان کو چھپا کر دلو بشرطیکہ فقرا کو دینے سے تمہارا دل بہتر ہوگا۔ اور اللہ تعالیٰ تم سے تمہاری برائیاں مٹا دیں گے۔ اللہ تعالیٰ جو کچھ تم عمل کرتے ہو۔ اس سے خوب خبردار ہے۔

بَابُ إِذَا تَصَدَّقَ عَلَى غَنِيٍّ وَهُوَ لَا يَعْلَمُ

ترجمہ۔ جب بے خبری میں کوئی شخص غنی (مالدار) پر صدقہ کر دے تو اس کا کیا حکم ہے۔

حدیث نمبر ۱۲۳۵ **حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَجُلٌ لَا تَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ فَخَرَجَ بِصَدَقَةٍ فَوَضَعَهَا فِي**

يَدِ سَارِقٍ فَاصْبَحُوا يَتَحَدَّثُونَ تُصَدِّقَ عَلَى سَارِقٍ فَقَالَ اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ
لَا تُصَدِّقَنَّ بِصَدَقَةٍ فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهِم فَوَضَعَهَا فِي يَدِ زَانِيَةٍ فَاصْبَحُوا يَتَحَدَّثُونَ
تُصَدِّقَ اللَّيْلَةَ عَلَى زَانِيَةٍ فَقَالَ اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ عَلَى زَانِيَةٍ لَا تُصَدِّقَنَّ بِصَدَقَةٍ
فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهِم فَوَضَعَهَا فِي يَدِ غَنِيِّ فَاصْبَحُوا يَتَحَدَّثُونَ تُصَدِّقَ عَلَى غَنِيٍّ
فَقَالَ اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ عَلَى سَارِقٍ وَعَلَى زَانِيَةٍ وَعَلَى غَنِيٍّ فَأُتِيَ فَقِيلَ لَهُ أَمَّا
صَدَقَتُكَ عَلَى سَارِقٍ فَلَعَلَّه أَنْ يَسْتَعِفَّ عَنْ سِدْقَتِهِ وَأَمَّا الزَّانِيَةُ فَلَعَلَّهَا أَنْ
يَسْتَعِفَّ عَنْ زِنَاهَا وَأَمَّا الْغَنِيُّ فَلَعَلَّه يَعْتَدِرُ فَيَنْفِقُ مِمَّا آعْطَاهُ اللَّهُ عَدْوَجَلَّ

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ ایک آدمی نے کہا کہ میں ضرور صدقہ کروں گا۔ پس اس نے صدقہ نکالا اور اسے چور کے ہاتھ
پر رکھ دیا۔ صبح کو لوگوں میں باتیں ہونے لگیں کہ چور کو صدقہ دیا گیا۔ کہنے لگا اے اللہ تیرے لئے حمد ہے۔
اب میں ضرور صدقہ نکالوں گا۔ چنانچہ صدقہ نکال کر زانیہ کے ہاتھ پر رکھ دیا۔ تو صبح کو باتیں ہونے
لگیں کہ آج رات زانیہ پر صدقہ کیا گیا۔ اس نے کہا اے اللہ تیرے لئے حمد ہے۔ زانیہ پر صدقہ ہو
گیا۔ اب میں ضرور صدقہ کروں گا۔ چنانچہ صدقہ نکال کر مالدار غیر مستحق زکوٰۃ کے ہاتھ پر رکھ دیا۔ تو
صبح کو چرچا ہونے لگا کہ مالدار کو صدقہ دے دیا گیا۔ کہنے لگا اے اللہ تیرے لئے حمد ہے۔ چور پر
زانیہ پر اور مالدار پر صدقہ ہو گیا۔ اسے خواب میں بتایا گیا کہ چور پر تیرا صدقہ شاید وہ اس کو
چوری سے روک دے۔ زانیہ پر صدقہ شاید اسے زنا سے بچالے۔ اور غنی پر صدقہ شاید وہ اس
سے عبرت پکڑے۔ کہ جو کچھ اللہ برتر و اعلیٰ نے اسے دیا ہے اس میں سے خرچ کرنے لگے۔

تشریح از شیخ گنگوہی | **اللهم لك الحمد** اس نے اس لئے کہا کہ اسے گمان ہوا کہ
میرا صدقہ مقبول نہیں ہوا۔ اور وہ روتی بھی ہو گیا۔ اور اس میں تو شک ہی نہیں کہ ان لوگوں پر صدقہ
کا ثواب نیکو کار پر ہیزگار لوگوں پر صدقہ کے ثواب سے ضرور کم ہوگا۔ تو اس کا افسوس کہ ناثواب کے
ضائع ہونے یا ثواب سے محروم ہونے پر نہیں تھا۔ بلکہ اس نقصان پر افسوس تھا۔

تشریح از شیخ زکریا | **لک الحمد** میں لکے کی تقدیم اختصاص کے لئے ہے۔ اور حمد
امر جلیل پر ہوا کرتا ہے۔ تو معنی ہوتے کہ اے اللہ تیرے لئے حمد ہے۔ کہ زانیہ پر صدقہ تیرے ارادہ

سے ہوا۔ میرے ارادے کا اس میں دخل نہیں ہے اور میرے سب ارادے جمیل ہیں۔ میرا ارادہ مستحق پر خرچ کرنے کا تھا۔ لیکن تو نے اپنی حکمت سے زانیہ پر خرچ کر دیا۔ یا لکھ الحمد تعجب کے لئے ہے۔ ”مادرِ چہ خیالم فلک در چہ خیالی“ یا اللہ تعلقے کی طرف تفویض کے لئے یہ کلمہ پڑھا۔ الحمد للہ علیٰ حال بہر حال حدیث باب سے یہ معلوم ہوا۔ کہ ان لوگوں کے نزدیک صدقہ کی مقبولیت کی یہ علامت تھی۔ کہ اہل خیر سے صدقہ اہل حاجت کو پہنچے۔ اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا۔ کہ اگر اہل صدقہ کی نیت نیک ہو تو صدقہ قبول ہے۔ اگرچہ غیر موقع پر جا پڑے۔ اب فقہار میں یہ اختلاف ہوا۔ کہ آیا فرض زکوٰۃ اس طرح ادا ہو جائے گی یا نہیں۔ حدیث میں کسی شق کا تعین نہیں ہے۔ نہ منع نہ قبول۔ اس لئے مصنفؒ نے ترجمہٴ استفہام سے قائم کیا۔ بقیہ ائمہ کرام تو صدقہ نافذ میں جواز کے قائل ہیں۔ واجبہ اور فرضیہ میں اعادہ کرنا ہو گا۔ بخلاف امام ابو حنیفہؒ و محمدؒ کے۔ وہ فرماتے ہیں۔ کہ فریضہ ساقط ہو جائے گا۔ اعادہ واجب نہیں ہے۔ امام ابو یوسفؒ اور امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ اعادہ واجب ہے۔ معلوم ہونا چاہیے۔ کہ امام بخاری نے تین تراجم باندھے۔ باب صدقۃ العلانیہ۔ صدقۃ الستر والصدق علی غنی۔ پہلے دو ابواب کے لئے کوئی حدیث ذکر نہیں کی۔ تیسرے ترجمہ کیلئے حدیث ذکر فرمائی۔ میرے نزدیک تینوں تراجم اسی حدیث سے ثابت ہو رہے ہیں۔ دوسرا اختلاف یہ ہے کہ صدقہ علی الاعلان افضل ہے یا علی الاخبار۔ تو اس پر تو سب کا اتفاق ہے۔ کہ صدقۃ الفرض میں اعلان افضل ہے۔ اور صدقہ تطوع میں اس کا برعکس یعنی اخبار افضل ہے۔ فیصلہ کن بات یہ ہے۔ کہ غیر القرون کے لوگ سعادۃ تحصیل داروں کو زکوٰۃ دیتے تھے۔ جن میں اعلان افضل تھا۔ آج کل کے لوگ خود بخود زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ اس لئے اس زمانہ میں اخبار افضل ہو گا۔ تاکہ ریاء سے بچ جائے۔

بَابُ اِذَا تَصَدَّقَ عَلٰی اٰیۡتِهٖ وَهُوَ لَا يَشْعُرُ

ترجمہ۔ بے شعوری میں جب اپنے بیٹے پر صدقہ کر دے تو کیا حکم ہے۔

حدیث نمبر ۱۲۳۶ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ أَنَّ مَعْنُ بْنَ يَزِيدَ حَدَّثَهُ قَالَ بَايَعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا وَآبِي وَجَدَّتِي وَخَطْبَتُ عَلِيٍّ فَأَنذَرْتُهَا وَخَاصَمْتُ إِلَيْهِ وَكَانَ أَبِي يَزِيدُ أَخْرَجَ دَنَاقًا لِّيُتَصَدَّقَ بِهَا فَوَضَعَهَا عِنْدَ

رَجُلٍ فِي الْمَسْجِدِ فَجِئَتْ فَأَخَذَتْهَا فَاتَيْتُهُ بِهَا فَقَالَ وَاللَّهِ مَا إِلَيْكَ أَرَدْتُ تَحَامَتُهُ
إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَكَ مَا نَوَيْتَ يَا يَزِيدُ وَلَكَ مَا أَخَذْتَ
يَا مَعْنُ.

ترجمہ۔ حضرت معن بن یزید فرماتے ہیں۔ کہ میں نے میرے باپ نے اور میرے دادا نے جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے رشتہ کا
پیغام دیا جو قبول ہوا۔ تو آپ نے ہی میرا نکاح پڑھایا اور آپ ہی کی طرف جھکڑے چکانے کے لئے مقدمہ
لے جاتا تھا۔ (گویا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے میرے اس قدر تعلقات تھے) ایک مرتبہ یوں ہوا کہ
میرے باپ یزید نے کچھ دفانیر صدقہ کے لئے نکالے۔ تو انہیں جا کر مسجد میں ایک شخص کے پاس رکھ دیئے۔
میں وہاں پہنچا۔ دفانیر لئے اور گھر لے آیا۔ میرے باپ نے کہا۔ اللہ کی قسم! میں نے تجھے دینے کا ارادہ
نہیں کیا تھا۔ تو یہ مقدمہ میں فیصلہ کرنے کے لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
میں لے آیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ اے یزید تجھے تو اپنی نیت کے مطابق ثواب ملے گا۔ اور اے معن
جو کچھ تو لے آیا وہ تیرا ہو گیا۔

تشریح از قاسمی مسئلہ بیان ہو چکا کہ نفی صدقہ تو ادا ہو جائے گا۔ فرضی صدقہ کا

عند الاممہ اعادہ ہے۔ عند الحنفی نہیں ہے۔

بَابُ الصَّدَقَةِ بِالْيَمِينِ

ترجمہ۔ صدقہ دائیں ہاتھ سے دینا چاہیے۔

حدیث نمبر ۱۲۳۷ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللَّهُ فِي ظِلِّهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ إِمَامٌ عَادِلٌ وَشَابٌّ
لَشَّافٍ فِي عِبَادَةِ اللَّهِ وَرَجُلٌ مُتَعَلِّقٌ قَلْبُهُ فِي الْمَسَاجِدِ وَرَجُلَانِ تَحَابَّتَا فِي اللَّهِ اجْتَمَعَا
عَلَيْهِ وَتَفَرَّقَا عَلَيْهِ وَرَجُلٌ دَعَتْهُ امْرَأَةٌ ذَاتُ مَنْصِبٍ وَجَمَالَ فَقَالَ إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ
وَرَجُلٌ قَصْدٌ بِصَدَقَةٍ فَأَخْفَاهَا حَتَّى لَا تَعْلَمَ شِمَالُهُ مَا تُنْفِقُ يَمِينُهُ وَرَجُلٌ ذَكَرَ
اللَّهُ خَالِيًا فَافْضَتْ عَيْنَاهُ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ سات آدمی ہیں۔ جنہیں اللہ تعالیٰ اپنے سلتے میں جگہ دے گا۔ جب اللہ تعالیٰ کے سلتے کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا۔ ایک تو عدل کرنے والا حاکم ہے۔ دوسرا وہ نوجوان ہے جس کا اٹھان ہی اللہ تعالیٰ کی عبادت میں ہوا ہے۔ تیسرا وہ آدمی جس کا دل مسجدوں میں لٹکا ہوا ہے۔ یعنی مسجد میں جانے کا دھیان رہتا ہے۔ چوتھے وہ دو آدمی ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کے لئے ہی باہمی محبت کرتے ہیں۔ اسی محبت پر ان کا اجتماع ہوتا ہے۔ اور اسی محبت پر مجلس سے ان کی جدائی ہوتی ہے۔ اور پانچواں وہ آدمی ہے۔ جس کو حسب و نسب اور خوبرو و عورت گناہ کی دعوت دیتی ہے۔ وہ کہتا ہے میں تو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں۔ (یعنی اللہ کے لئے گناہ سے رک جاتا ہے) اور چھٹا وہ شخص ہے۔ جو صدقہ و خیرات اس طرح چھپا کر دیتا ہے کہ اس کے بایں ہاتھ تک کو خبر نہیں ہوتی کہ اس کا دایاں ہاتھ کیا خرچ کر رہا ہے۔ اور ساتواں وہ شخص ہے۔ جو تنہائی میں اللہ کو یاد کرتا ہے۔ تو اس کی آنکھیں بہہ پڑتی ہیں (یعنی خشیتہ الہی سے اس کے آنسو بلا اختیار بہہ پڑیں اور شوقِ جمال کی تڑپ دل میں موجزن ہو۔ مرتب) اور لا تعلم شمالہ شدت اخفاء سے کنایہ ہے۔

حدیث نمبر ۱۲۳۸ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ السَّمْعِيُّ حَارِثَةُ بْنُ وَهَبٍ الْخَزَاعِيُّ يَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ تَصَدَّقُوا فَمَا نَسِيَ فِي عَالَمٍ زَمَانٌ يَمْشِي الرَّجُلُ بِصَدَقَتِهِ فَيَقُولُ الرَّجُلُ لَوْ جِئْتُ بِهَا بِأَلَا مَسْ لَقَبِلْتُمَا مِنْكَ فَأَمَّا الْيَوْمَ فَلَا حَاجَةَ لِي فِيهَا۔

ترجمہ۔ حضرت حارثہ بن وہب الخزاعیؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ فرماتے تھے کہ صدقہ خیرات کر لو۔ عنقریب تم پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ آدمی صدقہ لئے پھرتا ہوگا۔ دوسرا آدمی کہے گا اگر تو کل گزشتہ میرے پاس لے آتا تو میں یہ صدقہ تیرے سے قبول کر لیتا۔ لیکن آج تو مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔

تشریح از قاسمیؒ اظہاراً یہ حدیث ترجمہ سے مطابق نہیں ہے۔ اس کے کئی جواب ہیں۔ قسطلانیؒ نے تو یہ کہا کہ سابق حدیث میں بھی حامل صدقہ کا ذکر تھا۔ اس میں بھی حامل صدقہ کا ذکر ہے۔ گویا کہ وہ اس صدقہ کو چھپا رہا ہے کہ بایں ہاتھ کو بھی پتہ نہیں چلنے دیتا۔ تو مطلق کو مقید پر حمل کیا

جائے گا۔ علامہ عینی فرماتے ہیں کہ حامل صدقہ کے مناسب ہے کہ وہ صدقہ محتاج الیہ کو دے۔ اور دے بھی دائیں ہاتھ سے۔ کیونکہ دائیں ہاتھ کو باتیں ہاتھ پر فضیلت ہے۔ اور یوں بھی کہا جاسکتا ہے۔ کہ زمانہ کثرت مال کا ہے۔ صدقہ قبول کرنے والا کوئی ملتا نہیں۔ تو وہ مال کثیر کو دونوں ہاتھوں سے اٹھائے پھرتا ہوگا یا دائیں ہاتھ سے اٹھائے گا۔ کیونکہ وہ قوی ہے۔ بہر حال دونوں صورتوں میں اعطاکہ بالیمین ثابت ہوگا۔ اور یہی مقصود تھا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

بَابُ مَنْ أَمَرَ خَادِمَهُ بِالصَّدَقَةِ وَلَا يَتَاوَلُ بِنَفْسِهِ

ترجمہ۔ جو شخص صدقہ کرنے کا حکم اپنے نوکر کو دیتا ہے۔ لیکن خود نہیں عطا کرتا۔
وَقَالَ أَبُو مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ أَحَدُ الْمُتَصَدِّقِينَ۔
ترجمہ۔ حضرت ابو موسیٰ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔ ایک صدقہ کرنے والا خادم ہے۔

حدیث نمبر ۱۲۳۹ حَدَّثَنَا عُمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَنْفَقَتِ الْمَرْأَةُ مِنْ طَعَامِ بَيْتِهَا غَيْرَ مُفْسِدَةٍ كَانَ لَهَا أَجْرُهَا بِمَا أَنْفَقَتْ وَلِزَوْجِهَا أَجْرُهُ بِمَا كَسَبَ وَلِلْخَازِنِ مِثْلُ ذَلِكَ لَا يَنْقُصُ بَعْضُهُمْ أَجْرَ بَعْضٍ شَيْئًا۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب عورت اپنے گھر کے طعام سے خرچ کرتی ہے۔ بشرطیکہ وہ اجاڑنے والی نہ ہو۔ تو اس کو خرچ کرنے کا ثواب ملے گا۔ اور شوہر کو اس کی کمائی کا ثواب ملے گا۔ اور غزا پنچی کا حکم بھی اسی طرح ہے۔ ان میں سے کوئی بھی کسی کے ثواب میں کوئی کمی نہیں کرے گا۔

تشریح از قاسمی | اگر اشکال ہو کہ ترجمہ میں تو خادم کا لفظ ہے۔ حدیث میں وہ نہیں ہے۔

تو کہا جائے گا کہ خازن بھی خادم ہوتا ہے۔ اور بیوی بھی گھر میں خادمہ ہے۔ غیر مفسدہ کا مطلب یہ ہے۔ کہ اصلاح کی نیت ہو۔ گھر کو اجاڑنا مد نظر نہ ہو۔ کیونکہ گھر کی اصلاح دونوں کے تعاون سے ہو سکتی ہے۔ خازن کا بھی یہی حکم ہے۔ کیونکہ مال اسی کے قبضہ میں ہوتا ہے۔ فساد اور اسراف دونوں

کو پہنچنا چاہیے۔

بَابُ لَمْ يَصَدَّقْ إِلَّا مَنْ ظَهَرَ غِنًى وَمَنْ تَصَدَّقَ وَهُوَ مُحْتَاجٌ أَوْ أَهْلُهُ أَوْ عَلَيْهِ دَيْنٌ قَالَ الدِّينُ أَحَقُّ أَنْ يُقْضَىٰ مِنَ الصَّدَقَةِ وَالْعَتَقِ وَالرَّهْبَةِ وَهُوَ دَعَا عَلَيْهِ لَيْسَ لَهُ أَنْ يُتْلَفَ أَمْوَالُ النَّاسِ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَخَذَ أَمْوَالَ النَّاسِ يُرِيدُ إِتْلَافَهَا أَتْلَفَهُ اللَّهُ إِلَّا أَنْ يَكُونَ مَعْرُوفًا بِالصَّبْرِ فَيُؤْثِرُ عَلَىٰ نَفْسِهِ وَلَوْ كَانَ بِهِ خَصَاصَةٌ كَفَعَلَ إِنْ بَكَرَ حِينَ تَصَدَّقَ بِمَالِهِ وَكَذَلِكَ أَثَرُ الْأَنْصَارِ لِمَا جَرَيْنَ وَنَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ إِضَاعَةِ الْعَمَالِ فَلَيْسَ لَهُ أَنْ يُضَيِّعَ أَمْوَالَ النَّاسِ بَعْلَةً الصَّدَقَةِ وَقَالَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ مِنْ تَوْبَتِي أَنْ أَنْخِلِعَ مِنْ مَالِي صَدَقَةً إِلَى اللَّهِ وَإِلَى رَسُولِهِ قَالَ أَمْسِكْ عَلَيْكَ بَعْضَ مَالِكَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ قُلْتُ فَإِنِّي أُمْسِكُ سَهْمِي الَّذِي بِخَيْبَرٍ

ترجمہ۔ صدقہ مستغنی آدمی کر سکتا ہے۔ جو خود محتاج ہو یا اس کے اہل و عیال ضرورت مند ہوں۔

یا اس پر قرضہ ہو۔ تو صدقہ سے بہتر ہے کہ پہلے قرضہ ادا کیا جائے۔ اور آزاد شدہ غلام اور بخشش و ہبہ بھی اس پر واپس کیا جائے گا۔ پس اس کو حق نہیں پہنچتا کہ صدقہ کے ذریعہ لوگوں کے اموال تلف کرے۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جو شخص لوگوں سے مال لے کر تلف کرنا چاہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو تلف کر دے گا۔ البتہ جو شخص صبر کرنے میں مشہور ہو۔ وہ اپنی بھوک کے باوصف اپنے نفس پر دوسرے کو ترجیح دے سکتا ہے۔ جیسے حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اپنا سارا مال صدقہ کر دیا تھا (غزوہ تبوک) میں۔ اور اسی طرح انصار نے مہاجرین کو اپنے اوپر ترجیح دی تھی۔ نیز جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مال کو ضائع کرنے سے منع فرمایا ہے۔ پس اس شخص کو حق نہیں پہنچتا کہ وہ صدقہ کے بہانے لوگوں کے مالی حقوق ضائع کرے۔ حضرت کعب بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی۔ یا رسول اللہ میری توبہ کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ میں اپنے مال سے الگ تھلگ ہو کر سب کو اللہ اور اس کے رسول کے لئے صدقہ کرتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا اپنے مال کا کچھ حصہ روک لو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہوگا۔ میں نے کہا حضرت! میں نے اپنا خیر والا حصہ روک لیا ہے۔

حدیث نمبر ۲۴۰ اَحَدٌ ثَنَا عَبْدَانُ اِنَّهُ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَيْرُ الصَّدَقَةِ مَا كَانَ عَنْ ظَهْرِ غِنًى وَابَدَأُ مَنْ تَعُولُ۔
ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔ بہترین صدقہ وہ ہے جو استغفار کے طور پر ہو۔ اور جو لوگ تمہارے عیال اور کنبہ داری میں ہیں۔ صدقہ کی ابتداء انہیں سے کرو۔

حدیث نمبر ۲۴۱ اَحَدٌ ثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ اَنَّ حَكِيمُ بْنُ حِزَامٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى وَابَدَأُ مَنْ تَعُولُ وَخَيْرُ الصَّدَقَةِ مَا كَانَ عَنْ ظَهْرِ غِنًى وَمَنْ يَسْتَغْفِرْ يَغْفِرُ اللَّهُ لَهُ وَمَنْ يَسْتَغْنِ يَغْنِهِ اللَّهُ۔

ترجمہ۔ حضرت حکیم بن حزامؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔ اور صدقہ کی ابتداء ان لوگوں سے کرو جو تمہاری کنبہ داری میں ہیں۔ اور بہترین صدقہ وہ ہے جو استغفار کی صورت میں ہو۔ اور جو شخص سوال کرنے سے بچے گا اللہ تعالیٰ اس کو بچائے گا۔ اور جو غنی رہنا چاہے گا اللہ تعالیٰ اس کو غنی کر دے گا۔

حدیث نمبر ۲۴۲ اَحَدٌ ثَنَا أَبُو النَّعْمَانِ اَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ اَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَهُوَ عَلَى الْمَنْبَرِ وَذَكَرَ الصَّدَقَةَ وَالتَّعَفُّفَ وَالْمُسْتَلَةَ الْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى فَالْيَدُ الْعُلْيَا هِيَ الْمُسْتَقْفَةُ وَالتَّعَفُّفُ هِيَ السَّائِلَةُ۔
ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب کہ آپ منبر پر تشریف فرما تھے۔ تو آپ نے صدقہ کے سوال سے بچنے کا سوال کرنے کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔ اوپر والا ہاتھ خرچ کرنے والا ہے اور نیچے والا ہاتھ مانگنے والے کا ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہی عَنْ ظَهْرِ غِنًى۔ مقصد یہ ہے کہ افضل صدقہ وہی ہے جس کی طرف خود صاحب صدقہ کی نگاہ نہ ہو۔ وہ اس سے مستغنی ہو۔ خواہ یہ غنا مال کا ہو یا غنا دل کا۔ پس جو خود محتاج ہے یا اس کے اہل و عیال ضرورت مند ہیں۔ اس کا صدقہ صدقہ نہیں

ہوگا۔ اگرچہ یہ صدقہ اس کی صحت و تندرستی کے زمانہ میں بھی کیوں نہ ہو تو اسی معنی پر فہم ہو ر د
علیہ کو محمول کیا جائے تاکہ علماء کرام کے اقوال کی مخالفت نہ ہو۔ اور جو لوگ رد علیہ کو اس کے
ظاہری معنی پر حمل کرتے ہیں۔ تو یہ امام بخاریؒ کی رائے ہے۔ جس کا اتباع ضروری نہیں ہے۔
موضع يستعفف یعنی اپنی ذات سے عفت کا مظاہرہ کرے۔ اور اس کو اپنی عادت
بنالے۔ تاکہ انجام کار اس کو اس کے اخلاق میں شمار کیا جائے۔ جس سے وہ عقیف اور پاکدامن
بن جائے گا۔ اسی طرح استنثار بھی اس کی عادت ثانیہ بن جائے۔ تاکہ آخر الامر وہ مستغنی شمار
ہونے لگے۔

تشریح از شیخ زکریا **لا صدقة الا عوف** **ظہر غنی** الخیر الصدقہ سے اشارہ
ہے۔ کہ نفی کمال کے لئے ہے۔ حقیقت کی نفی نہیں ہے۔ علامہ سندھیؒ فرماتے ہیں۔ ظہر غنی کا مطلب
یہ ہے۔ کہ صدقہ اس طرح ہو کہ اس کے بعد صاحب صدقہ کے لئے غنی باقی رہ جائے۔ یا قوت
قلب کی وجہ سے یا اتنا مال موجود ہو۔ جس سے اپنی ضروریات پوری کر سکے۔ چنانچہ جب آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے پوچھا۔ **ما البقیة لا بلکہ** گھر والوں کے لئے کیا
چھوڑا ہے۔ **البقیة لهم** اللہ ورسولہ یہی قوت قلب کی وجہ سے توکل کا اظہار تھا۔ ہر ایک
کا کام نہیں ہے۔

موضع يستعفف عفت کا معنی ہے کہ حرام سے بچے اور لوگوں سے سوال بھی نہ کرے۔
علامہ کرمائیؒ فرماتے ہیں۔ کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے غنی طلب کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے غنا عطا
فرمائے گا۔ اور جو عفاف یعنی ترک سوال طلب کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے عقیف بنادے گا۔
علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ عفاف سے مراد صبر ہے۔

بَابُ الْمُنَّانِ بِمَا أُعْطِيَ لِقَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ الَّذِينَ يَنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ لَا يُتَّبَعُونَ مَا أَنْفَقُوا مَنًّا وَلَا أَذًى. الْآيَةُ

ترجمہ۔ جو کچھ دیا ہے اس پر احسان جتلانے والے کے بارے میں۔ اللہ تعالیٰ کا
ارشاد ہے۔ جو لوگ اپنا مال اللہ کے راستے میں خرچ کرتے ہیں۔ پھر اپنے خرچ کئے کے بعد احسان
جتلانا اور عار دلانا نہیں لاتے۔ **الآیة۔**

بَابُ مَنْ أَحَبَّ تَعْجِيلَ الصَّدَقَةِ مِنْ يَوْمِهَا

ترجمہ۔ جو شخص صدقہ کو اس کے دن سے پہلے ادا کرنا چاہے۔

حدیث نمبر ۱۲۴۳ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَصْرُ فَاَسْرَعَ ثُمَّ دَخَلَ الْبَيْتَ فَلَمْ يُلْبِثْ أَنْ خَدَجَ فَقُلْتُ أَوْقِيلَ لَهُ فَقَالَ كُنْتُ خَلَفْتُ فِي الْبَيْتِ بَتْلًا مِنَ الصَّدَقَةِ فَكَرِهْتُ أَنْ أَبَيِّتَهُ فَقَسَمْتُهُ۔

ترجمہ۔ حضرت عقبہ بن الحارثؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی نماز پڑھائی۔ اور جلدی گھر تشریف لائے۔ اور تھوڑی دیر کے بعد واپس تشریف لائے۔ میں نے کہا یا آپ سے پوچھا گیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ میں گھر کے اندر صدقہ کا ایک سونے کا ٹکڑا چھوڑ آیا تھا۔ مجھ پسند نہ آیا کہ میں رات اس کے ساتھ گزاروں۔ اس لئے میں اسے تقسیم کر آیا ہوں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ فی یوم مہایعنی میں نے اسی دن جلدی صدقہ کر دینا

چاہا کہ اس میں تاخیر نہ ہو جائے۔ اس صورت میں موصوفہ زندہ ہوگا۔ تو یوم مہا سے مراد یوم حاضر ہوگا۔ جیسے عامنا اور یومنا کہا جاتا ہے۔ کہ موصوفہ بمعنی فی کے ہو۔ تو پھر تعجیل کے ابہام کو دور کرنا ہوگا۔ کہ اسی دن میں ادا کر دیا جائے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ قطب گنگوہیؒ نے حرف من کی عجیب توجیہات بیان

فرمائی ہیں۔ جن کو دیگر شراح نے بیان نہیں فرمایا۔ اور نہ ہی انہوں نے ترجمہ کی غرض بیان فرمائی ہے۔ میرے نزدیک امام بخاریؒ نے ایک اختلافی مسئلہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ آیا وجوب الزکوٰۃ علی الفور ہے یا علی التراخی ہے یعنی جلدی ہے یا دیر سے ہے۔ امام شافعیؒ تو فرماتے ہیں کہ وجوب علی الفور ہے۔ امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ تاخیر اس وقت تک جائز ہے جب تک اس کا مطالبہ نہ کیا جائے۔ ابن بطلالؒ فرماتے ہیں۔ کہ نیکی کے کام میں جلدی کمرنی چاہیئے۔ موت اور آفات کا کوئی پتہ نہیں کب آجائیں۔ دوسرے امام بخاریؒ نے ترجمہ میں استجاب کو بیان کیا کہ اہمیت کا ذکر نہیں کیا۔ حالانکہ تاخیر کی کراہت حدیث سے صراحت

ثابت ہے اور استحباب قرآنی سے تو اس کا جواب یہ ہے کہ امام بخاریؒ اپنی عادت کے مطابق نے انھی کو اجلی پر ترجیح دی ہے۔ اس باریکی کی وجہ سے استحباب تعجیل سے ترجمہ باندھا۔ نیز امام بخاریؒ اس ترجمہ کے لئے تو حدیث لائے۔ لیکن باب سابق کے لئے حدیث بیان نہیں کی۔ شاید کوئی حدیث انہیں اپنی شرط کے مطابق نہیں ملی۔ یا کسی دوسری روایت کی طرف اشارہ فرمادیا۔

بَابُ التَّحْرِيفِ عَلَى الصَّدَقَةِ وَالشَّفَاعَةِ فِيهَا

ترجمہ۔ صدقہ دینے کے لئے آمادہ کرنا اور اس کے بارے میں سفارش کرنا۔

حدیث نمبر ۱۲۴۴ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ عِيدٍ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ لَمْ يُصَلِّ قَبْلُ وَلَا بَعْدُ ثُمَّ مَالَ عَلَى النَّسَاءِ وَبَلَالُ مَعَهُ فَوَعظَهُنَّ وَأَمَرَهُنَّ أَنْ يَتَصَدَّقْنَ فَجَعَلَتِ الْمَرْأَةُ تُلْقِي الْقَلْبَ وَالْخُرْصَ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عید کے دن باہر تشریف لائے۔ دو رکعت نماز پڑھائی۔ ان سے پہلے اور نہ ہی اس کے بعد کوئی نماز پڑھی۔ پھر عورتوں کے پاس تشریف لائے۔ حضرت بلالؓ آپ کے ہمراہ تھے۔ پس آپ نے عورتوں کو وعظ و نصیحت فرمائی اور انہیں صدقہ کرنے کا حکم دیا۔ پس عورتیں اپنے لنگن اور بالیاں حضرت بلالؓ کے کپڑے میں ڈالنے لگیں۔

حدیث نمبر ۱۲۴۵ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْإِسْمَاعِيلِيُّ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا جَاءَهُ السَّائِلُ أَوْ طَلِبَتْ إِلَيْهِ حَاجَةٌ قَالَ اشْفَعُوا تَوْجِدُوا وَيَقْضِيَ اللَّهُ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِ مَا شَاءَ۔

ترجمہ۔ حضرت ابو موسیٰؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب کوئی سائل آجاتا۔ یا آپ سے کسی ضرورت کے پورا کرنے کے لئے کہا جاتا تو فرماتے سفارش کی کہ دیا کرو۔ تمہیں ثواب ملے گا۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے نبی کی زبان پر جو چاہتا ہے۔ فیصلے کر دیتا ہے۔

یعنی ہر صورت کو کشش کرنے والے کو ثواب حاصل ہوگا۔
حدیث نمبر ۱۲۴۶ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ عَنْ أَسْمَاءَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا
 قَالَتْ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُؤْكَلُ قِيُومِي عَلَيْكَ -
 ترجمہ۔ حضرت اسماءؓ فرماتی ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا کہ تو
 مال کو بندہ کر کے نہ رکھ۔ کہیں تم پر بندش نہ کر دی جائے۔
 وَحَدَّثَنِي عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ لَا تُحْصِي قِيُومِي
 اللَّهُ عَلَيْكَ -

ترجمہ۔ کہ تم مال کو ذخیرہ بنا کر نہ رکھو۔ کہیں اللہ تعالیٰ تم پر بندش نہ کر دیں۔
تشریح از قاسمی پہلی حدیث باب سے دیکھیں سے ترغیب صدقہ معلوم ہوئی۔
 اور امر ہونے سے یہ صدقہ قرض حکم اور سفارش بھی معلوم ہوئی۔ دوسری حدیث سے معلوم
 ہوا کہ ساعی کو بہر حال ثواب ملے گا۔ خواہ اس کی سفارش پر عمل ہو یا نہ ہو۔

اشفعوا توجروا دال ہے اور حضرت اسماءؓ کی روایت سے ترجمہ اس طرح ثابت ہوا۔
 آپؐ نے ایک بار بندش مال سے منع فرمایا۔ جو ذخیرہ بنانے کی صورت ہے۔ گویا کہ آپؐ نے فرمایا
 ذخیرہ نہ بناؤ صدقہ کر دو۔ اور احصار کا معنی بھی یہ ہے کہ ذخیرہ بنانے کے لئے کسی مال کو گن گن
 کر رکھا جائے اور اسے خرچ نہ کیا جائے۔ اور اللہ تعالیٰ کے احصار کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ
 کہیں رزق کا مادہ ہی بند کر دیں یا برکت اٹھ جائے اور مال کم ہو جائے۔ یا دوسرا مطلب یہ بھی
 ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن حساب لینے والا ہے اور اس احصار پر گرفت ہوگی۔

بَابُ الصَّدَقَةِ فِيمَا اسْتَطَاعَ

ترجمہ۔ طاقت کے مطابق صدقہ کرنا۔

حدیث نمبر ۱۲۴۷ حَدَّثَنَا أَبُو قَاصِمٍ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ
 أَنَّهَا جَاءَتْ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا تُؤْمِي قِيُومِي اللَّهُ عَلَيْكَ ارْضِي
 مَا اسْتَطَعْتَ -

ترجمہ حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو آپؐ نے فرمایا۔ تو مال کو صدقہ سے نہ روک۔ کہیں اللہ تعالیٰ تجھ پر بندش نہ کر دے۔ اور دیتی رہو۔ جس قدر تمہاری طاقت ہو۔

بَابُ الصَّدَقَةِ تُكْفَرُ الْخَطِيئَةُ

ترجمہ۔ صدقہ گناہ کو مٹا دیتا ہے۔

حدیث نمبر ۱۲۴۸ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ مَرْثُومٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَيْضًا حَدَّثَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْفِتْنَةِ قَالَ قُلْتُ أَنَا أَحْفَظُهُ كَمَا قَالَ قَالَ إِنَّكَ عَلَيْهِ لَجَرِيٌّ فَكَيْفَ قَالَ قُلْتُ فِتْنَةُ الرَّجُلِ فِي أَهْلِهِ وَوَلَدِهِ وَجَارِهِ تُكْفَرُهَا الصَّلَاةُ وَالصَّدَقَةُ وَالْمَعْرُوفُ قَالَ سَلِمَانُ قَدْ كَانَ يَقُولُ الصَّلَاةُ وَالصَّدَقَةُ وَالْأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ وَالتَّهْلُ عَنْ الْمُنْكَرِ قَالَ لَيْسَ هَذِهِ أُرِيدُ وَلَكِنِّي أُرِيدُ الَّتِي تَمُوجُ كَمَوْجِ الْبَحْرِ قَالَ قُلْتُ لَيْسَ عَلَيْكَ مِنْهَا يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ بَأْسٌ بَيْنَهَا وَبَيْنَكَ بَابٌ مَغْلُوقٌ قَالَ فَيُكْسَرُ الْبَابُ أَمْ يُفْتَحُ قَالَ قُلْتُ لَا بَلْ يُكْسَرُ قَالَ فَإِنَّهُ لَمَّا كُسِرَ لَمْ يَفْلُقْ أَبَدًا قَالَ قُلْتُ أَجَلُ فَمَهْنَأَنْ نَسَّأَلَهُ مِنَ الْبَابِ فَقُلْنَا لِمَسْرُوقٍ سَأَلَهُ قَالَ فَسَأَلَهُ فَقَالَ عُمَرُ قَالَ فَقُلْنَا أَفَعَلِمَ عُمَرُ مَنْ نَعْنَى قَالَ نَعَمْ كَمَا أَتَاكَ دُونَ غَدِ لَيْلَةٍ وَ ذَلِكَ أَنِّي حَدَّثْتُهِ حَدِيثًا لَيْسَ بِالْأَعْلَى

ترجمہ۔ حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطابؓ نے فرمایا کہ فتنہ کے بارے میں تم میں سے کوئی شخص جناب حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث یاد رکھتا ہے۔ میں نے کہا۔ ہاں۔ جیسے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں اسی طرح یاد رکھتا ہوں۔ فرمایا۔ ہاں! آپؐ کی جرات اس بارے میں قابلِ داد ہے۔ بتاؤ! حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیسے فرمایا تھا۔ میں نے کہا کہ آدمی کا فتنہ اپنے اہل و عیال اولاد اور ہمسائے کے بارے میں اس کو نماز اور

صدقہ اور نیکی مٹا دیتے ہیں۔ مسلمان نے کہا۔ وہ یوں فرمایا کرتے تھے۔ کہ نماز، صدقہ، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر یہ سب اس کا کفارہ بن جائیں گے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ میں اس کے متعلق نہیں پوچھنا چاہتا۔ لیکن میں تو اس فتنے کے متعلق پوچھنا چاہتا ہوں۔ جو سمندر کی موجوں کی طرح جوش سرے گا۔ میں نے کہا امیر المؤمنین! آپ اس کے متعلق کوئی فکر نہ کریں۔ آپ کے اور اس کے درمیان تو ایک بند شدہ دروازہ ہے۔ فرمایا۔ کیا وہ دروازہ توڑا جائے گا یا کھولا جائے گا۔ میں نے کہا نہیں بلکہ توڑا جائے گا۔ فرمایا جب توڑا جائے گا تو پھر وہ کبھی بند نہیں ہوگا۔ میں نے کہا کہ ہاں کچھ معاملہ ایسا ہی ہے۔ پس ہم دروازے کے متعلق پوچھنے سے ڈر گئے۔ ہم نے مسروق سے کہا۔ کہ تم حضرت حذیفہؓ سے پوچھو تو انہوں نے فرمایا وہ دروازہ حضرت عمرؓ ہیں۔ ہم نے پوچھا کہ کیا حضرت عمرؓ کو بھی آپ کی مراد کا علم ہے۔ انہوں نے فرمایا ہاں بالکل۔ جیسے آنے والے کل سے پہلے رات کا ہونا یقینی ہے۔ اور یہ اس لئے کہ میں نے جو ان کی حدیث بیان کی ہے یہ کوئی پہیلی نہیں ہے۔ جس سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔ گویا کہ آپ کا وجود باوجود اس فتنہ کے لئے سند سکندر ہی ہے۔ بند ٹوٹا تو پھر بند نہ ہوگا۔

بَابُ مَنْ تَصَدَّقَ فِي الشِّرْكِ ثُمَّ اسْلَمَ

ترجمہ۔ جس نے شرک کی حالت میں صدقہ کیا پھر مسلمان ہو گیا۔

حدیث نمبر ۱۲۴۹ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْإِسْطَخْرِيُّ عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ أَشْيَاءَ كُنْتُ أَتَحَنُّ بِهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ مِنْ صَدَقَةٍ أَوْ عِتَاقَةٍ وَصِلْتَهُ رَحِمَ فَمَهْلٍ فِيهَا مِنْ أَجْرٍ فَقَالَ الْيَقِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسَلَّمْتُ عَلَى مَا سَلَفَ مِنْ خَلِيٍّ۔

ترجمہ۔ حضرت حکیم بن حزامؓ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی۔ یا رسول اللہ! بتلائیے کہ جو کچھ کام نیکی کے میں نے کفر کی حالت میں کئے ہیں۔ مثلاً صدقہ ہے غلام کو آزاد کرنا ہے۔ اور صلہ رحمی ہے۔ کیا مجھے ان کا کچھ بدلہ ثواب ملے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انہیں گزشتہ نیکیوں کی بنا پر تو آپ اسلام لائے ہیں۔ اس سے بڑا اجر کیا ہوگا کہ اسلام لانے کی توفیق ہو گئی۔

تشریح از قاسمی | علامہ قسطلانی فرماتے ہیں۔ کہ کافر کی حالت میں کفر کی کوئی عبادت صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ صحت کے لئے نیت شرط ہے۔ کافر کی نیت کا کوئی اعتبار نہیں۔ لیکن اسلام لانے کے بعد اس کی نیکیوں کا لکھا جانا یہ محض اللہ تعالیٰ کا تفضل ہے یا مطلب یہ ہے کہ ان افعال خیر کی برکت سے اسلام کی ہدایت ہوئی۔ علامہ عینی فرماتے ہیں کہ حدیث اپنے ظاہر پر محمول ہے۔ کہ کافر جب مسلمان ہو جائے اور اسلام پر اس کی موت واقع ہو۔ تو حالت کفر کی نیکیوں کا بھی اسے ثواب حاصل ہوگا۔

بَابُ أَجْرِ الْخَادِمِ إِذَا تَصَدَّقَ بِأَمْرِ صَاحِبِهِ غَيْرُ مُفْسِدٍ

ترجمہ۔ بغیر بگاڑ کے جب کوئی خادم اپنے مالک کے حکم سے صدقہ کرے تو وہ بھی ثواب کا مستحق ہوگا۔
حدیث نمبر ۱۲۵۰ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ مَعْنٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَصَدَّقَتِ الْمَرْأَةُ مِنْ طَعَامِ زَوْجِهَا غَيْرُ مُفْسِدَةٍ كَانَتْ لَهَا أَجْرُهَا وَلِزَوْجِهَا مَا كَسَبَ وَلِلْخَازِنِ مِثْلُ ذَلِكَ۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب عورت اپنے خاوند کی غذا میں سے بغیر بگاڑ کے صدقہ کرے تو اس کو بھی اس کا ثواب ملے گا۔ اور خاوند کو اس کی کمائی کا ثواب ملے گا۔ اور اسی طرح خزانچی کو بھی ثواب ملے گا۔

حدیث نمبر ۱۲۵۱ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْخَازِنُ الْمُسْلِمُ الْأَمِينُ الَّذِي يُنْفِذُ وَرُبَّمَا قَالَ يُعْطِي مَا أُمِرَ بِهِ كَامِلًا مُوقِرًا طَلِبُ بِهِ نَفْسُهُ فَيَذَرُهَا إِلَى الَّذِي أُمِرَ لَهُ بِهِ أَحَدُ الْمُتَصَدِّقِينَ۔

ترجمہ۔ حضرت ابو موسیٰ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ وہ مسلمان خزانچی جو امانت دار ہے اور نافذ کرتا ہے یا فرمایا کہ وہی کچھ دیتا ہے جس کا اسے حکم کیا گیا ہے۔ بالکل کامل پورا دینے میں اس کا دل بھی خوش ہے۔ اور دیتا اسی کو جس کے لئے دینے کا حکم دیا گیا ہے۔ تو وہ بھی ایک صدقہ کرنے والا شخص ہے۔

بَابُ أَجْرِ الْمَرْأَةِ إِذَا تَصَدَّقَتْ وَأُطْعِمَتْ مِنْ بَيْتِ زَوْجِهَا غَيْرَ مُفْسِدَةٍ

ترجمہ۔ باب ہے اس عورت کے ثواب کے بارے میں جو صدقہ کرے یا اپنے خاوند کے گھر سے بغیر بگاڑ کے کھانا کھلائے۔

حدیث نمبر ۱۲۵۲ حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعْنِي إِذَا تَصَدَّقَتِ الْمَرْأَةُ مِنْ بَيْتِ زَوْجِهَا وَحَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أُطْعِمَتِ الْمَرْأَةُ مِنْ بَيْتِ زَوْجِهَا غَيْرَ مُفْسِدَةٍ لَهَا أَجْرُهَا وَلَهُ مِثْلُهُ وَلِلْخَارِزِيِّ مِثْلُ ذَلِكَ لَهَا بِمَا أَكْتَسَبَ وَلَهَا بِهَا أَنْفَقَتْ۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں۔ مراد ان کی یہ ہے کہ جب عورت اپنے شوہر کے گھر سے صدقہ کرے اور دوسری سند سے ہے کہ آپ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب عورت بغیر بگاڑ کے اپنے شوہر کے گھر سے کسی کو کھانا کھلائے تو بیوی کو اس کا ثواب ملے گا اور شوہر کو بھی اسی کے برابر ثواب ہوگا۔ اور خازن کو بھی اسی طرح ثواب ملے گا۔ مالک کے لئے اس کی کمائی کا ثواب اور عورت کے لئے اس کے خرچ کرنے کا ثواب ہوگا۔

حدیث نمبر ۱۲۵۳ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أَنْفَقَتِ الْمَرْأَةُ مِنْ طَعَامِ بَيْتِهَا غَيْرَ مُفْسِدَةٍ فَلَهَا أَجْرُهَا وَلِلزَّوْجِ بِمَا أَكْتَسَبَ وَلِلْخَارِزِيِّ مِثْلُ ذَلِكَ۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں۔ کہ آپ نے ارشاد فرمایا۔ جب عورت اپنے گھر کے کھانے سے بغیر بگاڑ کے خرچ کرے تو اس کو اس کا ثواب ملے گا۔ اور خاوند کو کمائی کا ثواب حاصل ہوگا اور خزانچی کو بھی اسی طرح ثواب ملے گا۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ فَأَمَّا مَنْ أَعْطَى وَاتَّقَى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَى فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْيُسْرَى وَأَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنَى الْآيَةُ۔ اللَّهُمَّ أَعْطِ مَنْفِقَ مَالٍ خَلْفًا۔

ترجمہ - باب اللہ تعالیٰ کا قول ہے - پس جس نے دیا اور سچا دیا - اور نیکی کی تصدیق کی - ہم اس کے لئے آسانی کر دیں گے - اور جس نے سچائی کیا اور بے پرواہی برقی الآیۃ - اے اللہ مال خرچ کرنے والے کو اس کا بدل دے (خواہ مال ہو یا ثواب ہو)

حدیث نمبر ۱۲۵۴ حَدَّثَنَا اسْمَعِيلُ بْنُ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ يَوْمٍ يُصْبِحُ الْعِبَادُ فِيهِ إِلَّا مَلَكَانِ يَنْزِلَانِ فَيَقُولُ أَحَدُهُمَا اللَّهُمَّ اعْطِ مُنْفِقًا خَلْفًا وَيَقُولُ الْآخَرُ اللَّهُمَّ اعْطِ مُسِيئًا تَلْفًا - ترجمہ - حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - کوئی دن ایسا نہیں گزرتا جس کی صبح میں بندگانِ خدا داخل ہوں مگر دو فرشتے اترتے ہیں - ان میں سے ایک کہتا ہے اے اللہ خرچ کرنے والے کو بدل عطا فرما - اور نیکیل روکنے والے کے مال کو ہلاک کر دے - یہ بطور مشاکلہ کے فرمایا -

بَابُ مِثْلِ الْمُتَصَدِّقِ وَالْبَخِيلِ

ترجمہ - صدقہ کرنے والے اور بخیل کی مثال بیان کی جاتی ہے -

حدیث نمبر ۱۲۵۵ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ يَوْمٍ يُصْبِحُ الْعِبَادُ فِيهِ إِلَّا مَلَكَانِ يَنْزِلَانِ فَيَقُولُ أَحَدُهُمَا اللَّهُمَّ اعْطِ مُنْفِقًا خَلْفًا وَيَقُولُ الْآخَرُ اللَّهُمَّ اعْطِ مُسِيئًا تَلْفًا - ترجمہ - حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بخیل اور صدقہ کرنے والے کی مثال ان دو آدمیوں کی طرح ہے - جن کے بدن پر لوہے کی دوزرہیں ہوں -

ترجمہ - حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بخیل اور صدقہ کرنے والے کی مثال ان دو آدمیوں کی طرح ہے - جن کے بدن پر لوہے کی دوزرہیں ہوں -

پستانوں سے لے کر منہلی تک کسی ہوتی ہوں۔ خرچ کرنے والا جب خرچ کرتا ہے۔ تو وہ اس کے سارے بدن کو مکمل گھیر لیتی ہے۔ حتیٰ کہ اس کی انگلیوں کے پوروں کو بھی چھپا لیتی ہے۔ اور اس کے نشان کو مٹا دیتی ہے۔ یعنی سخی آدمی کا سینہ فراخ ہو جاتا ہے۔ اور خوشدلی سے خرچ کرتا ہے۔ لیکن بخیل جب خرچ کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس زرہ کی ہر کڑی اپنی جگہ پر چمٹ جاتی ہے۔ وہ اسے فراخ کرنا چاہتا ہے۔ مگر وہ فراخ نہیں ہوتی۔ اور ایک روایت میں جبتان کی بجائے جنتان ہے۔ دونوں سے مراد زرہ ہے۔ نوہے کی قمیص مراد ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہی | ممکن ہے ان دونوں زرہوں سے مراد مال ہو۔ کہ سخی کے مال میں برکت پیدا ہوتی ہے۔ جس سے وہ بڑھتا ہے اور فراخی حاصل کرتا ہے۔ مگر کنجوس مکھی چوس کے لئے قلیل بھی ہوتا ہے۔ اور اس پر تنگی بھی ہوتی ہے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس سے مراد خرچ کئے وقت فراخ حوصلہ ہوتا ہے۔ اور وہ دل کھول کر خرچ کرتا ہے۔ اور بخیل کی تنگی پر تنگی بڑھتی ہے۔ وہ تنگ سینہ اور تنگ دل بن جاتا ہے۔

تشریح از شیخ زکریا | آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو رداء بخیل کو ایک زرہ کے ساتھ تشبیہ دی ہے۔ جس کو پہلے پہل سینہ اور پستان سے پہننا جاتا ہے۔ پھر وہ دراز ہوتے ہوتے آستینوں حتیٰ کہ پورے تک کو چھپا لیتی ہے۔ اور بخیل کے دونوں ہاتھ بندھے ہوئے ہوتے ہیں جب وہ زرہ پہننے کا ارادہ کرتا ہے۔ تو اس کے دونوں ہاتھ زرہ کے نیچے جانے سے روکے ہیں۔ تو وہ زرہ اس کی منہلی سے چمٹ جاتی ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ سخی جب خرچ کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کا سینہ کھل جاتا ہے۔ اور اس کے ہاتھ عطیہ کرنے کے لئے دراز ہو جاتے ہیں۔ بخلاف بخیل کے کہ اس کا سینہ تنگ اور ہاتھ عطیہ سے کوتاہ ہو جاتے ہیں۔ اور بعض نے کہا کہ منافق کی اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کی پردہ پوشی فرمائیں گے اور بخیل مکشوف عورہ اور دارین میں رسوا ہوگا اور تعفو اثرہ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے گناہ مٹا دے گا۔ بعض نے اور توجیہات بھی بیان فرمائی ہیں۔

بَابُ صَدَقَةِ الْكَسْبِ وَالتَّجَارَةِ لِقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنْفِقُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّا أَخْرَجْنَا لَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ

إِلَى قَوْلِهِ غَنَى حَمِيدٌ -

ترجمہ - صدقہ پاک کمائی اور تجارت کے مال سے کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ اے ایمان والو! اپنی پاکیزہ کمائی سے خرچ کرو۔ اور اس پیداوار سے خرچ کرو جو ہم نے تمہارے لئے زمین سے نکالی ہے۔

تشریح از قاسمی | ترجمہ الباب کا خلاصہ یہ ہے کہ صدقہ وہی معتبر ہوگا جو کسب حلال سے ہو۔ دو آیتوں پر اکتفا کیا۔ امام بخاری حدیث نہیں لائے۔ کیونکہ کوئی حدیث ان کی شرط کے مطابق نہیں ملی۔

بَابُ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ صَدَقَةٌ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَلْيَعْمَلْ بِالْمَعْرُوفِ

ترجمہ - ہر مسلمان پر صدقہ ضروری ہے۔ یعنی جس شخص کے پاس صدقہ کے لئے مال نہ ہو تو اسے نیک عمل کرنا چاہیے۔

حدیث نمبر ۲۵۶۱ **أَحَدُ ثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ صَدَقَةٌ فَقَالُوا يَا نَبِيَّ اللَّهِ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَقَالَ يَعْمَلُ بِبَيْدِهِ فَيَنْفَعُ نَفْسَهُ وَيَتَصَدَّقُ قَالُوا فَإِنْ لَمْ يَجِدْ قَالَ يُعِينُ ذَا الْحَاجَةِ الْمَكْرُوفَ قَالُوا فَإِنْ لَمْ يَجِدْ قَالَ فَلْيَعْمَلْ بِالْمَعْرُوفِ وَلْيَمْسِكْ عَنِ الشَّرِّ فَإِنَّهَا لَهُ صَدَقَةٌ -**

ترجمہ - حضرت ابو موسیٰ اشعرئی جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا ہر مسلمان کے ذمہ صدقہ ہے۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا اے اللہ کے نبی اگر کوئی یہ نہ کر سکے تو آپ نے فرمایا کہ وہ اپنے ہاتھ سے مزدوری کرے اپنے آپ کو بھی نفع پہنچائے۔ اور صدقہ بھی کرے۔ صحابہ کرامؓ نے کہا کہ اگر کوئی یہ نہ کر سکے تو آپ نے فرمایا کسی پریشان حال ضرورتمند کی اعانت کرے۔ صحابہ کرامؓ نے کہا کہ اگر یہ بھی نہ کر سکے۔ تو آپ نے فرمایا کہ نیکی کرے اور بُرائی سے رک جائے یہ بھی اس کے لئے صدقہ ہے۔

تشریح از قاسمی | علامہ قسطلانیؒ فرماتے ہیں کہ صدقہ مال موجود سے ہوگا اگرچہ مقدار تحصیل ہو

یا بغیر مال کے ہو گا اور یا یہ کوئی فعل ہو گا تو اعانت یا ترک ہو گا تو یہ امساک عن الشر ہے۔ بشرطیکہ عبادت کی نیت ہو۔

بَابُ قَدْرِكُمْ يُعْطَى مِنَ الزَّكَاةِ وَالصَّدَقَةِ وَمَنْ أَعْطَى شَاةً

ترجمہ۔ صدقہ اور زکوٰۃ کتنی مقدار میں دی جائے اور جس نے ایک بکری دی اس کا کیا حکم ہے۔
حدیث نمبر ۲۵۰۰ اَحَدُنَا اَخَذَ بَنُیُوسَ عَنْ اُمِّ عَطِيَّةٍ اَنْتَهَا قَالَتْ
بُعِثَ اِلَى نُسَيْبَةَ الْاَنْصَارِيَّةِ بِشَاةٍ فَاُرْسِلَتْ اِلَى عَائِشَةَ مِنْهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ فَقَالَتْ لَا اِلَّا مَا اُرْسِلْتُ بِهِ نُسَيْبَةُ مِنْ ذَلِكَ
الشَّاةِ فَقَالَ هَاتِ فَقَدْ بَلَغْتَ مَحَلَّهَا۔

ترجمہ۔ حضرت ام عطیہؓ فرماتی ہیں کہ حضرت نُسَیْبَةُ الْاَنْصَارِيَّةِ کے پاس ایک بکری صدقہ کی بھیجی گئی۔ جس میں سے کچھ حصہ انہوں نے حضرت عائشہؓ کے پاس بھیج دیا۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم گھر تشریف لائے تو پوچھا کہ کیا کوئی کھانے پینے کی چیز تمہارے پاس موجود ہے؟ حضرت عائشہؓ نے فرمایا اور تو کچھ نہیں البتہ حضرت نُسَیْبَةُ کی بھیجی ہوئی بکری کے ہدیہ سے کچھ موجود ہے۔ فرمایا کہ لاؤ! وہ تو اپنے ٹھکانے پر پہنچ گیا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ | اس باب سے امام بخاریؒ کی مراد یہ ہے کہ وہ جو بعض علما نے کہا ہے کہ ایک فقیر کو مقدار نصاب سے زائد صدقہ نہ دیا جائے تو وہ بیان اولیٰ ہے۔ اس سے جواز کی نفی نہیں ہوتی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ | بعض حضرات فرماتے ہیں اس باب سے امام ابو حنیفہؒ پر رد کرنا ہے۔ جو فرماتے ہیں مقدار نصاب سے زائد کسی ایک فقیر کو صدقہ نہ دیا جائے۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں۔ یہ رد علیٰ الحنفیہ پر کیسے ہو سکتا ہے۔ کیونکہ ایک بکری تو نصاب ہی نہیں ہے۔ البتہ غیر حنفیہ پر رد ہو سکتا ہے۔ جو اس بات کے قائل ہیں کہ کسی محتاج کو اتنا صدقہ نہ دیا جائے جس سے اسے غنی حاصل ہو جائے۔ یہ قول امام مالکؒ۔ امام شافعیؒ۔ امام سیفان ثوریؒ وغیرہم کا ہے۔ جس کو وہ نکاح بین الاختین کے برابر گردانتے ہیں۔ اگر رد ہے تو ان پر ہے۔ مگر میرے نزدیک

راج یہ ہے۔ امام بخاریؒ نہ تو خفیہ پروردہ فرما رہے ہیں نہ غیر خفیہ پر بلکہ وہ قدر کم یعطی سے استفہام کو کے اس اختلاف واقع بین الائمہ کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں۔ خفیہ کثرہم اللہ کا مسک یہ ہے جو در مختار میں ہے فقیر کو نصاب یا اس سے زائد دینا مکروہ مگر اگر فقیر مدیون ہو یا صاحب عیال ہو تو اس کو دینا جائز ہے۔ ترجمہ کے دو جز ہیں۔ مقدار عطیہ اور اعطاشاۃ۔ جز ثانی کو عطیہ شاة سے ثابت کیا۔ جز اول میں شرم کا کوئی تحدید نہیں۔ اس لئے اس بارے میں کوئی حدیث نہیں لائے۔

بَابُ زَكَاةِ الْوَرَقِ

ترجمہ۔ چاندی کی زکوٰۃ کیا ہے۔

حدیث نمبر ۱۲۵۸ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ ۙ أَخْبَرَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ ۙ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ فِيمَادُونَ خَمِيسٌ ذُو صَدَقَةٍ مِّنَ الْأَيْلِ وَلَا فِيمَادُونَ خَمِيسٌ أَوْاقٍ صَدَقَةٍ وَلَا فِيمَادُونَ خَمِيسَةً أَوْ سِقٍ صَدَقَةٍ۔

ترجمہ۔ حضرت ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانچ اونٹوں سے کم پر زکوٰۃ نہیں اور پانچ اوقیہ چاندی سے کم پر زکوٰۃ نہیں اسی طرح پانچ دسق سے کم غلہ پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے اور دسق ساٹھ صاع کا اور ایک صاع چار سیر کا ہوتا ہے۔

محمد بن المثنیٰ کی سند کے ساتھ بھی حضرت ابوسعید خدریؓ کے یہی الفاظ مروی ہیں۔

بَابُ الْعَرَضِ فِي الزَّكَاةِ

وَقَالَ طَاوُسٌ قَالَ مُعَاذُ اللَّهِ الْيَمَنِ اتُّوْفِي بِعَرَضٍ شِيَابٍ خَمِيسٍ أَوْ لَيْسَ فِي الصَّدَقَةِ مَكَانَ الشَّعِيرِ وَالْذَّرَةِ أَهْوَنُ عَلَيْكُمْ وَخَيْرٌ لِصُحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِينَةِ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَمَّا خَالِدٌ فَقَدْ اخْتَبَسَ أَدْرَعَهُ وَاعْتَدَهُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَصَدَّقْ فَنَوْ لَوْ مِنْ حُلِيِّكَ فَلَمْ يَسْتَنْهِ صَدَقَةَ الْعَرَضِ مِنْ غَيْرِهَا فَجَعَلَتْ

الْمَرْأَةُ تُلْقِي خُرْصَهَا وَسِخَابَهَا وَلَمْ يَخُصَّ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ مِنَ الْعَرُوضِ
ترجمہ - زکوٰۃ میں سامان اور اسباب بھی لیا جاسکتا ہے۔ حضرت طاؤس فرماتے ہیں۔ حضرت
معاذ بن جبلؓ نے عین والوں سے فرمایا کہ تم میرے پاس زکوٰۃ کے اسباب میں کپڑے کی چادریں اور
خمیس سین کے ساتھ ہے۔ تو پانچ پانچ گز کی چادریں یا فرمایا صدقہ میں جو اور جو اڑکی بچائے میرے پاس
لباس لے آؤ۔ اس لئے کہ تمہارے پر آسان ہے۔ اور مدینہ میں اصحاب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
کے لئے بہتر ہے۔ کیونکہ وہ کپڑوں کے محتاج ہیں۔ غلہ کے نہیں۔ اور جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
نے حضرت خالد بن ولیدؓ کے متعلق فرمایا کہ انہوں نے تو زمر میں اور اپنا تمام مال واسباب جس کی
جنگ میں ضرورت پڑتی ہے۔ وہ اللہ کے راستے میں روک رکھا ہے۔ اور جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ
وسلم نے عورتوں کو عید کے موقع پر فرمایا کہ صدقہ کرو۔ اگرچہ زیورات میں سے کیوں نہ ہو۔ غرضیکہ
جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ میں اسباب کو غیر اسباب سے نکالا نہیں ہے چنانچہ
عورتیں اپنی بالیاں اور خوشبوئی مار حضرت بلالؓ کی جھولی میں ڈال رہی تھیں۔

الحاصل عروض میں سے سونے چاندی کو خاص نہیں کیا۔ ہر چیز زکوٰۃ میں دی جاسکتی ہے۔

حدیث نمبر ۱۲۵۹ اَحَدُنَا مُجْتَدِبٌ عَبْدُ اللَّهِ اَنَّ اَسَاحَدَثَهُ اَبَا
اَبَا بَكْرٍ كَتَبَ لَهٗ اَلَّتِي اَمَرَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ وَمَنْ بَلَغَتْ صَدَقَتُهُ بَنَتْ مَخَاضٍ
وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ وَعِنْدَهُ بَنَتْ لِبَوْنٍ فَاَتَمَّتْ قَبْلُ مِنْهُ وَيُعْطِيهِ الْمَصْدَقُ عِشْرِينَ
دُرْهَمًا اَوْ شَابَتَيْنِ فَاِنْ لَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ بَنَتْ مَخَاضٍ عَلَى وَجْهِهَا وَعِنْدَهُ ابْنُ لِبَوْنٍ
فَاَتَمَّتْ يَقْبَلُ مِنْهُ وَلَيْسَ مَعَهُ شَيْءٌ۔

ترجمہ۔ حضرت انسؓ حدیث بیان فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ان کو زکوٰۃ کا وہ پروانہ
لکھا۔ جس کا اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو حکم دیا۔ فرمایا جس کا صدقہ بنت مخاض کو پہنچ جائے۔ اور وہ
اس کے پاس نہ ہو۔ بلکہ اس سے اپنے درجہ کا بنت لبون موجود ہو۔ تو وہی بنت لبون اس سے
قبول کر لیا جائے گا۔ اور تحصیلدار سے بیس درہم یا دو بکریاں واپس کرے گا۔ اگر بنت مخاض شمری
طریقہ پر موجود نہیں بلکہ مادہ کی بجائے نر ابن لبون موجود ہے تو وہی اس سے قبول کر لیا جائے گا۔ لیکن
اس کے ساتھ اور کوئی چیز واپس نہ کی جائے گی۔

حدیث نمبر ۱۲۶۰ حَدَّثَنَا مُؤَمَّلٌ قَالَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَشْهَدُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَصَلَّى قَبْلَ الْخُطْبَةِ فَرَأَى أَنَّه لَمْ يَسْمَعْ النِّسَاءَ فَاتَّاهَتْ وَمَعَهُ بِلَالٌ تَأَشَّرُ قُوبَهُ فَوَعَّظَهُنَّ وَأَمَرَهُنَّ أَنْ يَتَّصِدْنَ قُنَّ فَجَعَلَتِ الْمَرْأَةُ تُلْقِي وَأَشَارَ أَيُّوبُ إِلَى أُذُنِهِ وَإِلَى حَلْقِهِ -

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق گواہی دیتا ہوں۔ کہ آپؐ نے خطبہ سے پہلے عید کی نماز پڑھی۔ پس جب آپؐ نے یہ سمجھا۔ کہ میں عورتوں کو وعظ نہیں سنا سکا۔ تو آپؐ عورتوں کے پاس تشریف لائے۔ آپؐ کے ہمراہ حضرت بلالؓ کپڑا پھیلانے والے تھے۔ آپؐ نے عورتوں کو نصیحت فرمائی اور ان کو صدقہ کرنے کا حکم دیا۔ تو عورتیں ڈالنے لگیں۔ ایوبؓ نے اپنے کان اور گلے کی طرف اشارہ کیا۔ یعنی بالیاں اور خوشبوئی مار ڈالے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ | عرض فی الزکوٰۃ سے امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے یہ ثابت کرنا ہے کہ جس شخص پر کچھ نصاب کی کوئی زکوٰۃ واجب ہو جائے۔ تو اس مقدار کی قیمت زکوٰۃ میں ادا کر سکتا ہے۔ اس جنس پر نصاب ادا کرنا ضروری نہیں ہے۔ وہ جنس اس پر متعین نہیں کی جاتی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ | فقہین کے علاوہ دوسرا مال و اسباب بھی زکوٰۃ میں لینا جائز ہے۔ اس مسئلہ میں امام بخاریؒ نے احنافؒ کی موافقت کی ہے۔ کیونکہ احنافؒ کے نزدیک نصاب زکوٰۃ کی قیمت زکوٰۃ میں ادا کرنا جائز ہے۔ ایک روایت امام احمدؒ کی بھی یہی ہے۔ امام مالکؒ اور امام شافعیؒ اجازت نہیں دیتے۔

احتساب کے معنی وقف فی سبیل اللہ کے ہیں۔ اور وقف میں زکوٰۃ نہیں ہوتی۔ عامل نے یہ سمجھا کہ یہ زرہیں اور سامان حرب حضرت خالدؓ نے تجارت کے لئے رکھا ہے۔ اس لئے ان سے زکوٰۃ کا مطالبہ کیا۔ اب وقف نہ ہونے کی صورت میں وہ انہیں میں سے زکوٰۃ دیتے تبدیل نہ کرتے تو عروض فی الزکوٰۃ ثابت ہو گیا۔ یہاں عروض کا فی سبیل اللہ صرف کرنا جائز ہوا۔ تو یہ مصادر زکوٰۃ میں سے ہو جائے گا۔ اور اسی تعلیق کو امام بخاریؒ نے فی الرقاب والغارمین کی

تفسیر میں بھی ذکر فرمایا ہے۔ اور جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب بھی اس کی تائید کرتا ہے۔ کہ فی سبیل اللہ ہونے کی وجہ سے زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ اعمد جمع عند کی ہے۔ جنگی سامان مراد ہے۔ اور یہی محل ترجمہ ہے۔ اور اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ منقول کا وقف جائز ہے۔ یہی سب ائمہ کا مذہب ہے۔

بَابُ لَا يُجْمَعُ بَيْنَ مُتَفَرِّقٍ وَلَا يُفَرَّقُ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ وَيَذْكُرُ عَنْ
سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُهُ -

ترجمہ۔ الگ الگ مال کو جمع نہ کیا جائے جمع شدہ کو الگ الگ نہ کیا جائے۔ یہی جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے۔

حدیث نمبر ۲۶۱۱ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيُّ أَنَّهُ أَنْسَا
حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ كَتَبَ لَهُ النَّبِيُّ فَرَضَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَلَا يُجْمَعُ بَيْنَ مُتَفَرِّقٍ وَلَا يُفَرَّقُ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ خَشْيَةَ الصَّدَقَةِ -

ترجمہ۔ حضرت انسؓ حدیث بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکرؓ نے اس کی طرف وہ فریضہ (حکمنامہ) لکھ کر بھیجا جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر فرمایا تھا۔ اس میں یہ بھی تھا کہ الگ الگ مال کو صدقہ کے خوف سے جمع نہ کیا جائے اور جمع شدہ کو الگ الگ نہ کیا جائے۔

تشریح از قاسمی | امام مالکؒ نے مؤطا میں یہ صورت تحریر فرمائی ہے۔ کہ تین آدمی ہیں۔

ہر ایک کی چالیس چالیس بکریاں ہیں۔ جن پر الگ الگ ایک ایک بکری واجب ہے۔ محصل کو انہوں نے جمع کر کے بتائیں۔ تاکہ تین کی بجائے صرف ایک بکری دینی پڑے۔ اس سے منع کیا گیا۔ اس طرح دو شریک ہیں۔ جن کے پاس دو سو دو بکریاں ہیں۔ جن پر تین بکریاں زکوٰۃ واجب ہے۔ انہوں نے ان جمع شدہ کو الگ الگ کر لیا۔ تاکہ صرف ایک بکری ادا کر فی پڑے۔ اس سے بھی منع کیا گیا۔ امام شافعیؒ بھی تقریباً یہی فرماتے ہیں۔ مگر ان کے نزدیک خطاب ساعی کو ہے اور امام مالکؒ کے ہاں خطاب مالک کو تھا۔ احنافؒ کے نزدیک جمع و تفریق میں املاک کا اعتبار ہے۔ امکانہ اور چراگاہ راعی محلب وغیرہ کا اعتبار نہیں ہے۔ تو لایفرق بین مجتمع کا مطلب احناف کے نزدیک یہ ہو گا کہ ساعی ثمانین یعنی اسی بکریوں کو دو نصاب بنا کر دو بکریاں وصول نہ کرے۔ اس طرح

چالیس بکریاں متفرق الملک بھی۔ مثلاً ہر ایک کے حصہ میں بیس بیس بکریاں ہیں۔ جن پر کچھ بھی واجب نہیں وہ دونوں کو جمع کر کے ایک بکری وصول نہ کرے۔ تو اب غشیۃ الصدقہ کا مطلب ایک تو یہ ہوگا کہ ساعی زکوٰۃ کے قلیل ہونے کے خوف سے جمع و تفریق نہ کرے اور مالک صدقہ کے کثیر ہونے کے خوف سے جمع و تفریق نہ کرے۔ تو دونوں کو حکم ہوا۔ ہر ایک اپنی طرف سے کوئی گڑبڑ نہ کرے۔

بَابُ مَا كَانَ مِنْ خَلِيطَيْنِ فَإِنَّهُمَا يَتَرَا جَعَانِ بَيْنَهُمَا بِالسُّوِّيَّةِ وَقَالَ طَاوُسٌ وَعَظَاءُ إِذَا عَلِمَ الْخَلِيطَانِ أَمْوَالَهُمَا فَلَا يَجْمَعُ مَا لِيَهُمَا وَقَالَ سُفْيَانٌ لَا تُحِبُّ حَتَّى يَمِيزَ لِمَهَذَا أَرْبَعُونَ شَاةً۔

ترجمہ۔ جب دو آدمی مال مولیٰ میں شریک ہوں۔ تو وہ آپس میں برابر برابر رجوع کریں اور طَاوُسٌ اور عَطَاءٌ تابعین فرماتے ہیں کہ جب ہر دو شریکوں کو اپنے اپنے مال کی تعداد کا علم ہے تو ان کے مال کو اکٹھا نہ کیا جائے اور حضرت سفیان فرماتے ہیں کہ اس وقت تک زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی۔ جب تک اس ایک کے پاس بھی چالیس بکریاں ہو جائیں اور دوسرے کے پاس بھی چالیس بکریاں ہوں تب ایک ایک بکری ہر ایک پر واجب ہوگی۔

حدیث نمبر ۱۲۶۲ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَا أَنَسُ حَدَّثَنَا أَنَا أَبَا بَكْرٍ كُتِبَ لَهُ أَنَّهُ قَرَأَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا كَانَ مِنْ خَلِيطَيْنِ فَإِنَّهُمَا يَتَرَا جَعَانِ بَيْنَهُمَا بِالسُّوِّيَّةِ۔

ترجمہ حضرت ابو بکر صدیق نے حضرت انس کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکمنامہ لکھا جس میں تھا کہ دو شریکوں کے درمیان جو مال مشترک ہو۔ وہ ایک دوسرے سے برابر ہی کے ساتھ رجوع کریں۔

تشریح از شیخ کنکوہیؒ | إِذَا عَلِمَ الْخَلِيطَانِ اَلْمَقْصِدُ یہ ہے کہ جب دونوں کے حصے تقسیم شدہ اور ممتاز ہوں تو ان کے مال کو جمع کرنا ناجائز ہے۔ اس پر سب علماء کا اتفاق ہے۔ اور جب مال تقسیم شدہ نہ ہو۔ اور مشترک ہو تو ہمارے احناف کے نزدیک زکوٰۃ تب واجب ہوگی جب ہر ایک کا حصہ نصاب کو پہنچ جائے۔ اگر نصاب سے کم ہے تو کسی پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ چنانچہ طَاوُسٌ اور عَطَاءٌ نے جو وجوب زکوٰۃ کی صورت ذکر فرمائی ہے۔ یہ اس وقت ہے جب کہ

ہر ایک کا حقہ نصاب کو پہنچ جائے۔ یا کل مال نصاب کو پہنچ جائے۔ اگرچہ ہر ایک کا حقہ نصاب کامل کو نہ پہنچے۔ حقہ برابر تراجیع کی صورت یہ ہے کہ مثلاً دو شریکوں میں سے ایک کی تسکیر یاں ہیں۔ دوسرے کی سچاس۔ سائی تو دو لے گیا۔ اب تسکیر والا تو وہ دونوں کی قیمت کا ثلث واپس لے گا۔ اور سچاس والا دو ثلث واپس لے گا۔

تشریح از شیخ زکریا غلطہ کا مسئلہ مشہور اختلافی مسئلہ ہے۔ غلطہ دو قسم ہے۔ غلطہ اشتراک اور غلطہ جو اپنے کو غلطہ الاعیان اور دوسرے کو غلطہ اوصاف سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ ائمہ کے درمیان اس میں یہ اختلاف ہے کہ آیا اس غلطہ کا زکوٰۃ میں کوئی دخل ہے یا نہیں حضرت امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ ہر چیز کے اندر غلطہ کا دخل ہے۔ امام مالکؒ اور امام احمدؒ کے نزدیک صرف مال دہولشی میں اثر ہے اور کسی میں نہیں۔ اور احنافؒ فرماتے ہیں کہ غلطہ کا زکوٰۃ کے اندر کوئی دخل نہیں۔ نہ اموال میں نہ مویشی میں۔ اور امام بخاریؒ کا میلان بھی اسی طرف معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ انہوں نے باب باندھ کر طاؤس اور عطار کا اثر ذکر فرمایا۔ اذا علم الخیطان الواہما فلا یجمع یہ نص ہے کہ غلطہ جو ان کے نزدیک کوئی شئی نہیں ہے۔ اور ائمہ کرام کے نزدیک غلطہ کے لئے مختلف شرائط ہیں۔ احنافؒ کے نزدیک غلطہ کا نہ تو قدر واجب میں کوئی اثر ہے اور نہ قدر نصاب میں کوئی دخل ہے۔

وہو متفق علیہ بیض العلماء شیخ گنگوہیؒ نے جو صورت بیان فرمائی ہے کہ ہر ایک کا حقہ تقسیم شدہ ہو تو وجوب زکوٰۃ کے لئے بالاجماع حقدار نصاب ضروری ہے انا بخاریؒ نے جو دو اثر بیان فرمائے ہیں۔ ان میں وجوب زکوٰۃ کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ البتہ شیخ کے کلام پر صحیح ہے۔

بَابُ زَكَاةِ الْاِبِلِ

ذَكَرَهُ أَبُو بَكْرٍ وَأَبُو ذَرٍّ وَأَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
ترجمہ۔ باب ہے اونٹوں کی زکوٰۃ کے بارے میں جس کو حضرت ابو بکرؓ، ابو ذرؓ، اور ابو ہریرہؓ نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر فرمایا ہے۔

حدیث نمبر ۱۲۶۳ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ أَغْدَابِيًّا سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْهَجْرَةِ فَقَالَ وَيْحَكَ إِنَّ شَأْنَهَا شَدِيدٌ قَهْلٌ لَكَ مِنْ إِبِلٍ تُؤَدِّي صَدَقَتَهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاغْمَلْ مِنْ وَرَاءِ الْبَحَارِ فَإِنَّ اللَّهَ لَنْ يَتْرُكَ مِنْ عَمَلِكَ شَيْئًا۔
ترجمہ۔ حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ ایک دیہاتی نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہجرت کے متعلق پوچھا۔ کہ بھائی ہجرت کا حال بڑا سخت ہے۔ کیا تیرے پاس اونٹ ہیں۔ جن کی تو زکوٰۃ ادا کرتا ہو۔ اس نے کہا کہ ہیں۔ تو فرمایا۔ بس درار البحر بحر فارس اور ہند کے درمیان جزیرۃ العرب کے قریب ایک ملک ہے۔ جس کا دار الخلافہ عمان ہے۔ مراد من درار البحر یعنی بعید سے بعید جگہ پر عمل کرتے ہو۔ اللہ تعالیٰ تمہارے عمل کے ثواب میں کوئی کمی نہیں کرے گا۔ ہجرت کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ آپؐ نے اس کو ہجرت سے اس لئے منع فرمایا۔ کہ اس کے لئے ہجرت کرنا مشکل تھا۔ گرائی کی وجہ سے برداشت نہ ہو سکتی۔

بَابُ مَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ صَدَقَةُ بِنْتٍ مَخَاضٍ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ

ترجمہ۔ جس شخص پر اونٹ کی زکوٰۃ بنت مخاض تک پہنچ جائے اور وہ اس کے پاس نہ ہو تو اس کا کیا حکم ہے۔ بنت مخاض یعنی اونٹنی کا وہ مادہ بچہ جو ایک سال کا پورا ہو کر دوسرے میں داخل ہو چکا ہو۔

حدیث نمبر ۱۲۶۴ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُ

أَنَّ أَبَا بَكْرٍ كَتَبَ لَهُ فَرِيضَةَ الصَّدَقَةِ الَّتِي أَمَرَ اللَّهُ رَسُولَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ مِنَ الْإِبِلِ صَدَقَةُ الْجَذَعَةِ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ جَذَعَةٌ وَعِنْدَهُ حِقَّةٌ فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ الْحِقَّةُ وَيَجْعَلُ مَعَهَا شَاتَيْنِ إِنْ اسْتَيْسَرَ قَالَ تَالَهُ أَوْ عِشْرَيْنِ دِرْهَمًا وَمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ صَدَقَةُ الْحِقَّةِ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ الْحِقَّةُ وَعِنْدَهُ الْجَذَعَةُ فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ الْجَذَعَةُ وَيُعْطِيهِ الْمُصَدِّقُ عِشْرِينَ دِرْهَمًا أَوْ شَاتَيْنِ وَمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ صَدَقَةُ الْحِقَّةِ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ

الْأَيْبَتُ لَبُونٍ فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ يَنْتُ لَبُونٍ وَيُعْطَى شَاتَيْنِ أَوْ عَشْرَيْنِ دُرْهَمًا وَمَنْ
بَلَغَتْ مَدَقَّتُهُ يَنْتُ لَبُونٍ وَعِنْدَهُ حِقَّةٌ فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ الْحِقَّةُ وَيُعْطِيهِ
الْمُصَدِّقُ عَشْرَيْنِ دُرْهَمًا أَوْ شَاتَيْنِ وَمَنْ بَلَغَتْ مَدَقَّتُهُ يَنْتُ لَبُونٍ وَلَيْسَتْ
عِنْدَهُ وَعِنْدَهُ يَنْتُ مَخَاضٍ فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ يَنْتُ مَخَاضٍ وَيُعْطَى مَعَهَا
عَشْرَيْنِ دُرْهَمًا أَوْ شَاتَيْنِ۔

ترجمہ۔ حضرت انسؓ حدیث بیان کرتے ہیں۔ کہ حضرت ابو بکرؓ نے ان کو صدقہ کا وہ فریضہ
لکھ بھیجا۔ جس کا اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو حکم دیا۔ فرمایا جس کا صدقہ جذعہ تک پہنچ جائے یعنی
جو چار سال پورے کر چکا ہو۔ اور پانچواں شروع ہو۔ لیکن اس کے پاس جذعہ نہیں بلکہ حقہ ہے۔
جو تین سال پورے کر کے چوتھے سال میں داخل ہو چکا ہو۔ تو اس سے حقہ قبول کر لیا جائے گا۔ اور
اس کے ساتھ دو بکریاں بھی دے گا۔ اگر اسے میسر ہوں۔ ورنہ بیس درہم دے گا۔ اس طرح جس
شخص کے پاس صدقہ حقہ کو پہنچ گیا۔ لیکن اس کے پاس حقہ نہیں بلکہ اس سے فوق جذعہ ہے۔ تو اس
سے جذعہ قبول کر کے مصدق کو اسے بیس درہم یا دو بکریاں دینی پڑیں گی۔ اور اگر کسی کے پاس صدقہ
حقہ کو پہنچا مگر اس کے پاس بنت لبون ہے جو دو سال پورے کر کے تیسرے سال میں داخل ہو چکی
ہے۔ تو اس سے بنت قبول کر کے مزید دو بکریاں یا بیس درہم وصول کر لے گا۔ اس طرح اگر کسی کے
پاس صدقہ بنت لبون کا ہے۔ لیکن اس کے پاس اس سے بڑھ کر حقہ ہے۔ تو حقہ وصول کر لے اور
مصدق اسے بیس درہم یا دو بکریاں دے دے۔ اور جس کا صدقہ بنت لبون تک پہنچا جو اس
کے پاس نہیں ہے۔ لیکن اس کے پاس بنت مخاض ہے جو ایک سال پورا کر کے دوسرے سال
میں داخل ہو چکی ہے تو اس سے بنت مخاض قبول کر لیا جائے گا۔ اور اس کے ساتھ اسے مزید
بیس درہم یا دو بکریاں دینی ہوں گی۔

بَابُ زَكَاةِ الْغَنَمِ

ترجمہ۔ باب بکریوں کی زکوٰۃ کے بارے میں

حدیث نمبر ۱۲۶۵ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُ أَنَّ

أَبَا بَكْرٍ كُتِبَ لَهُ هَذَا الْكِتَابُ لِمَا وَجَّهَهُ إِلَى الْبَحْرَيْنِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
هَذِهِ فَرِيضَةُ الصَّدَقَةِ الَّتِي فَرَضَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى
الْمُسْلِمِينَ وَالَّتِي أَمَرَ اللَّهُ بِهِ رَسُولُهُ فَمَنْ سَأَلَهَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ عَلَى وَجْهِهَا
فَلْيُعْطِهَا وَمَنْ سُئِلَ فَوْقَهَا فَلَا يُعْطِ فِي أَرْبَعٍ وَعِشْرِينَ مِنَ الْإِبِلِ فَإِذَا
دُونَهَا مِنَ الْغَنَمِ مِنْ كُلِّ خَمْسٍ شَاةٌ فَإِذَا بَلَغَتْ خَمْسًا وَعِشْرِينَ إِلَى
خَمْسٍ وَثَلَاثِينَ فَفِيهَا بَنْتٌ مَخَاضُ أُنْثَى فَإِذَا بَلَغَتْ سِتَّةً وَثَلَاثِينَ إِلَى خَمْسٍ
وَأَرْبَعِينَ فَفِيهَا بَنْتٌ لَبُونُ أُنْثَى فَإِذَا بَلَغَتْ سِتًّا وَأَرْبَعِينَ إِلَى سِتِّينَ
فَفِيهَا حِقَّةٌ طَرُوقَةُ الْجَمَلِ فَإِذَا بَلَغَتْ وَاحِدَةً وَسِتِّينَ إِلَى خَمْسٍ وَسَبْعِينَ
فَفِيهَا جَذَعَةٌ فَإِذَا بَلَغَتْ يَعْنِي سِتَّةً وَسَبْعِينَ إِلَى تِسْعِينَ فَفِيهَا بَنْتُ الْبُونِ فَإِذَا
بَلَغَتْ إِحْدَى وَتِسْعِينَ إِلَى عِشْرِينَ وَمِائَةٍ فَفِيهَا حِقَّتَانِ طَرُوقَتَا الْجَمَلِ فَإِذَا
زَادَتْ عَلَى عِشْرِينَ وَمِائَةٍ فَفِي كُلِّ أَرْبَعِينَ بَنْتُ لَبُونٍ وَفِي كُلِّ خَمْسِينَ
حِقَّةٌ وَمَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ إِلَّا أَرْبَعٌ مِنَ الْإِبِلِ فَلَيْسَ فِيهَا صَدَقَةٌ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ
رَبُّهَا فَإِذَا بَلَغَتْ خَمْسًا مِنَ الْإِبِلِ فَفِيهَا شَاةٌ وَفِي صَدَقَةِ الْغَنَمِ فِي سَائِمَتِهَا
إِذَا كَانَتْ أَرْبَعِينَ إِلَى عِشْرِينَ وَمِائَةٍ إِلَى مِائَتَيْنِ شَاتَانِ فَإِذَا زَادَتْ عَلَى
مِائَتَيْنِ إِلَى ثَلَاثٍ مِائَةٍ فَفِيهَا ثَلَاثُ شِيَاةٍ فَإِذَا زَادَتْ عَلَى ثَلَاثٍ مِائَةٍ فَفِي كُلِّ
مِائَةٍ شَاةٌ فَإِذَا كَانَتْ سَائِمَةُ الرَّجُلِ نَاقِصَةً مِنْ أَرْبَعِينَ شَاةً وَاحِدَةً
فَلَيْسَ فِيهَا صَدَقَةٌ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ رَبُّهَا وَفِي الرِّقَةِ رُبْعُ الْعَشْرِ فَإِنْ لَمْ
تَكُنْ إِلَّا تِسْعِينَ وَمِائَةً فَلَيْسَ فِيهَا شَيْءٌ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ رَبُّهَا

ترجمہ۔ حضرت انسؓ حدیث بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے انہیں درج ذیل
خط لکھا۔ جب کہ انہیں بحرین کا عامل بنا کر بھیجا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم کے بعد درج تھا کہ یہ
زکوٰۃ کا وہ فریضہ ہے جس کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں پر مقرر فرمایا
ہے۔ اور یہ کہ جس کا اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو حکم دیا ہے پس مسلمانوں میں سے جس شخص
سے اس کے مطابق مطالبہ کیا جائے وہ تو اسے پورا دے دے۔ اور جس شخص سے اس فریضہ سے

زیادہ کا مطالبہ ہو تو وہ نہ دے۔ فرمایا جو بیس اونٹوں اور اس سے کم میں زکوٰۃ بکریوں سے ادا کی جائے کہ ہر پانچ پر ایک بکری ہوگی۔ جب یہ اونٹ پچیس سے بیس تک پہنچیں۔ تو ان پر مادہ بنت ماض جو کامل ایک سال کی ہو ادا کی جائے۔ جب پچیس سے بیس تک پہنچیں تو مادہ بنت لبون ہوگی جس پر دو سال پورے گزر چکے ہوں۔ اور جب فریضہ اہل چھالیس سے ساٹھ تک پہنچے تو اس میں ایک حقہ جو نمبر اونٹ کی جفتی کے قابل ہو چکا ہو۔ کہ تین سال اس پر مکمل گزر چکے ہوں۔ چوتھے میں قدم رکھا ہو۔ اور جب اسیٹھ سے پچھتر تک پہنچیں تو اس میں جذعہ ہوگا۔ جس پر چار سال پورے گزر چکے ہوں اور پانچویں میں قدم ہو۔ اور جب چھتر سے نو تک پہنچیں تو ان پر دو بنت لبون واجب ہوں گے۔ اور جب اکا نو سے ایک سو بیس تک پہنچیں تو اس پر دو حقہ واجب ہوں گے۔ جو نمبر اونٹ کی جفتی کے قابل ہو چکے ہوں۔ جب ایک سو بیس سے زائد ہو جائیں تو پھر ہر چالیس پر ایک بنت لبون اور ہر پچاس پر ایک حقہ واجب ہوگا۔ اور جس کے پاس صرف چار اونٹ ہوں۔ تو ان پر کوئی زکوٰۃ واجب نہیں۔ البتہ اگر مالک از خود دینا چاہے تو کوئی ممانعت نہیں۔ اور جب پانچ اونٹ ہوں تو ان پر ایک بکری ہے۔ اور ساٹھ بکریاں جو سال کا اکثر حقہ باہر چرتی ہیں۔ جب وہ چالیس تک پہنچ جائیں تو پھر ایک سو بیس تک صرف ایک بکری رہے گی۔ اور جب ایک سو بیس سے بڑھ کر دو سو تک پہنچ جائیں۔ تو ان پر دو بکریاں واجب ہوں گی۔ پھر جب دو سو سے تین سو تک ہو جائیں تو اس پر تین بکریاں واجب ہوں گی۔ پھر جب تین سو سے بڑھ جائیں تو ہر سو پر ایک بکری دینی ہوگی۔ اگر کسی آدمی کی بکریاں چالیس سے کم ہوں۔ تو ان پر کوئی زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ البتہ اگر مالک از خود کوئی صدقہ کر دے۔ تو جائز ہے۔ اور چاندی کے اندر چالیسواں حقہ واجب ہے۔ اگر دو سو درہم سے کم ایک سو نوے درہم ہوں تو ان پر کوئی زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ ہاں جو مالک دینا چاہے دے دے۔

تشریح از شیخ گنگوہی **موضع الغنم** میں کلمہ **موضع** زائد ہے یا بتعفیضہ یا بیانہ ہے۔ بہر صورت **موضع الغنم** موقع ابتداء پر واقع ہے۔ جس کا معنی یہ ہے کہ جب اونٹ پچیس سے کم تعداد میں ہوں تو ان کی زکوٰۃ بکریوں کی جنس سے ادا کی جائے گی۔

تشریح از شیخ زکریا **موضع الغنم** مکرمانی فرماتے ہیں کہ **موضع الغنم** مبتدا محذوف

کی خبر ہے۔ اے زکوٰۃ تہا من فی الغنم فقہار فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں من وجہ تفسیر ہے اور من وجہ اجمال ہے۔ تفسیر تو اس طرح کہ چوبیس اونٹوں میں بکریوں کے سوا اور کچھ واجب نہیں اور اجمال اس طرح کہ واجب کی مقدار معلوم نہ تھی۔ اس کی تفسیر اس طرح فرمائی کہ فی کل خمس شاة ہر پانچ میں ایک بکری ہے۔ تو یہ ابتداء نصاب کا بیان ہوا اور واجب کی مقدار بھی معلوم ہو گئی۔ اور ادنٹ کی زکوٰۃ سے ابتداء اس لئے کی گئی کہ عرب کا اکثر مال اہل تھے پھر بکریاں۔ اور عام طور پر اس کی ضرورت لاحق ہوتی ہے۔ اور ان کی تفصیل کا ضبط کرنا بڑا مشکل ہے۔ اور خبر کو اس لئے مقدم کیا گیا کہ غرض ان مقادیر کا بیان کرنا ہے۔ جن پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے۔ اور زکوٰۃ نصاب کے موجود ہونے کے بعد واجب ہوتی ہے بنا بریں تقدیم خبر حسن ہوئی۔

بَابُ لَا يُؤْخَذُ فِي الصَّدَقَةِ هَرَمَةٌ وَلَا ذَاتُ عَوَارٍ قَلَا تَيْسُ إِلَّا

مَا شَاءَ الْمُصَدِّقُ

ترجمہ۔ زکوٰۃ میں کوئی بوڑھا ادنٹ بھی نہیں لیا جائے گا جس کے دانت ٹوٹ چکے ہوں۔ اور نہ ہی عیب دار لیا جائے گا۔ اور نہ ہی سانڈھ بکرا لیا جائے گا۔ البتہ اگر محصل چاہیے تو بکریوں کیلئے لے سکتا ہے۔

حدیث نمبر ۱۲۶۶ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَا أَنَسُ حَدَّثَنَا أَنَا أَبَا بَكْرٍ كَتَبَ لَهُ النَّبِيُّ أَمْرًا أَنَّهُ رَسُولُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا يُخْرَجُ فِي الصَّدَقَةِ هَرَمَةٌ وَلَا ذَاتُ عَوَارٍ قَلَا تَيْسُ إِلَّا مَا شَاءَ الْمُصَدِّقُ۔

ترجمہ۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے حضرت انسؓ کو وہ فریضہ لکھ بھیجا جس کا اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو حکم دیا۔ اس میں یہ بھی تھا کہ زکوٰۃ میں کوئی بوڑھا جانور نہ لیا جائے گا جس کے دانت ٹوٹ چکے ہوں نہ لیا جائے اور نہ ہی عیب دار جانور لیا جائے گا۔ اسی طرح فرسانڈھ بکرا بھی نہ لیا جائے گا۔ البتہ اگر مصدق چاہے تو لے سکتا ہے۔ بشرطیکہ زکوٰۃ اثاث کی ہو اگر زکوٰۃ ہی ذکر کی ہو تو پھر تیس لیا جائے گا۔

تشریح از شیخ گنگوہی | ما شاء المصدق کا تعلق بظاہر تیس (سانڈھ) سے

معلوم ہوتا ہے تو اس صورت میں مصدق سے مراد مالک ہوگا۔ اور آخذ بھی مراد لیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ اس کے لئے سانڈھ کا زکوٰۃ میں لینا فقار کے لئے نقصان دہ ہے۔ ہاں اگر عامل اس سانڈھ کے اندر خیر سمجھے کہ صدقہ کی بکریوں کے لئے اس کی ضرورت ہے۔ پھر جائز ہے۔

تشریح از شیخ زکریا | المصدق سے مراد یا توساعی ہے یا مالک۔ علامہ عینی

اسے مصدق بفتح الدال مراد لیتے ہیں۔ یعنی ساعی اور جہوہ و محدثین کبیر الدال بول کر اس سے محطی مراد لیتے ہیں۔ اور استثناء متصل اور منقطع دونوں ہو سکتے ہیں۔ انقطاع کی صورت میں صرف تیس یعنی بکرے کا حکم معلوم ہوگا۔

بَابُ اخْذِ الْعَنَاقِ فِي الصَّدَقَةِ

ترجمہ۔ زکوٰۃ میں چار ماہ کے بزغالہ کا لینا کیسا ہے۔

حدیث نمبر ۱۲۶۱ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَنَّهُ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ وَاللَّهِ لَوْ مَنَعُونِي عَنَاقًا كَأَنُؤَايُودَ وَنَهَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلَىٰ مِنْعِهَا قَالَ عُمَرُ فَمَا هُوَ إِلَّا أَنْ رَأَيْتُ أَنَّ اللَّهَ شَرَحَ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ بِالْقِتَالِ فَعَرَفْتُ أَنَّهُ الْحَقُّ۔

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ فرمایا کہ اللہ کی قسم! کہ اگر ان لوگوں نے چار ماہ کا بزغالہ جو حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ادا کرتے تھے روک لیا۔ تو اس روکنے پر میں ان سے قتال کر دوں گا۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ پھر میں بھی سمجھ گیا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے قتال کے لئے حضرت ابو بکرؓ کا سینہ کھول دیا ہے۔ تو میں نے پہچان لیا کہ یہی حق ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہی | اخذ العناق فی الصدقۃ میں ایسی تاویل کی

جلتے جو مذاہب فقہاء کے خلاف نہ ہو۔ مثلاً ایک آدمی کے پاس صرف چالیس بزغالہ ہیں۔

توان کی زکوٰۃ صرف ایک بزغالہ ہوگی۔ لیکن پھر اشکال ہے کہ وجوب زکوٰۃ کے لئے تو حولانِ حول شرط ہے۔ تو سال گزر جانے پر تو وہ عناق نہیں رہیں گے۔ تو جواب یہ ہے کہ اس مسئلہ کی صورت ممکنہ الوقوع یہ ہی ہو سکتی ہے۔ کہ کسی شخص کے پاس دو گائے بکریاں تھیں۔ جنہوں نے بچے جنے۔ کچھ ماہ بعد ان میں آفت کی وجہ سے مرگ واقع ہو گئی جس نے ان سب کو ختم کر دیا۔ صرف چار ماہ کے بزغالہ پڑ گئے۔ وجوب زکوٰۃ تو ابتداء سال سے ہو چکا تھا۔ اب ادائیگی زکوٰۃ انہی عنوق (بزغالہ) سے ہوگی۔

تشریح از شیخ زکریا فقہار کا مسلک یہ ہے کہ جب امہات نصاب ہوں تو ان کے بچوں کا کوئی زکوٰۃ میں اعتبار نہیں ہے۔ امام ابو حنیفہؒ اور امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ اگر نصاب سخال یعنی بچوں سے پورا ہوتا ہے تو سال اس وقت سے شمار ہوگا۔ جب سے نصاب مکمل ہوا ہے۔ لیکن امام احمدؒ کی ایک روایت اور امام مالکؒ کا کہنا ہے کہ جب سے امہات کا نصاب مکمل ہوا ہے۔ اس وقت سے حولانِ حول ہوگا۔ تو جہور فقہار کا یہ مذہب ہوا کہ صفاریں زکوٰۃ واجب نہیں البتہ امام مالکؒ کے مان جو کبار میں واجب ہے وہی صفار میں بھی واجب ہے۔ چنانچہ صاحب ہدایہ نے لکھا ہے **لِلصَّدَقَةِ فِي الْفَصَالِ وَالْبَعَائِلِ وَالسَّخَالِ** اور امام بخاریؒ کا ترجمہ عناق سے اسی کا متقاضی ہے۔ کہ ان کے نزدیک بھی حولانِ حول شرط نہیں ہے۔ لیکن ہمارے نزدیک اس حدیث کو مبالغہ پر محمول کیا جائے گا جیسے دوسری روایت میں عقلاً وارد ہے۔ جس میں یقیناً زکوٰۃ نہیں ہے۔ اور حضرت عمرؓ کا قول ہے۔ کہ **اعْتَدُوا عَلَيْهِمُ السَّخْلَةَ وَلَا تَأْخُذْ دَهَا** جو صورت شیخ گنگوہیؒ نے بیان فرمائی ہے اس پر محمول کیا جائے گا۔

بَابُ لَا تَتَوَخَّذُ ذُرَائِمُ أَمْوَالِ النَّاسِ فِي الصَّدَقَةِ

ترجمہ۔ زکوٰۃ میں لوگوں سے عمدہ مال چھانٹ کر نہ لیا جائے۔

حدیث نمبر ۱۲۶۸ **حَدَّثَنَا أُمِّيَّةُ بِنْتُ بَسْطَامٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا بَعَثَ مُعَاذًا عَلَى الْيَمَنِ قَالَ إِنَّكَ**

تَقْدُمُ عَلَى قَوْمٍ أَهْلَ كِتَابٍ فَلَتَكُنْ أَوَّلَ مَا تَدْعُوهُمْ إِلَيْهِ عِبَادَةُ اللَّهِ فَإِذَا عَرَفُوا اللَّهَ فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ اللَّهَ قَدْ فَرَضَ عَلَيْهِمْ خُمْسَ صَلَوَاتٍ فِي يَوْمِهِمْ وَلَيَلَّتِهِمْ فَإِذَا فَعَلُوا فَأْخَبْنَاهُمْ أَنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَدْ فَرَضَ عَلَيْهِمْ زَكَاةً تَأْخُذُ مِنْ أَمْوَالِهِمْ وَتَرُدُّ عَلَى فُقَرَائِهِمْ فَإِذَا أَطَاعُوا بِهَا فَخُذْ مِنْهُمْ وَتَوَقَّ كَرَائِمَ أَمْوَالِ النَّاسِ -

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت معاذؓ کو یمن کا حاکم بنا کر بھیجا تو فرمایا کہ تم اہل کتاب لوگوں کے پاس آؤ گے۔ تو سب سے پہلے تو ان کو اللہ کی عبادت کی طرف دعوت دو۔ جب وہ اللہ کی توحید کو پہچان لیں۔ تو پھر ان کو بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر دن اور رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ پس جب وہ یہ کمر لگیں تو انہیں بتلاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر زکوٰۃ فرض کی ہے۔ جو ان کے مال سے لی جائے گی اور ان کے فقرا پر خرچ کی جائے گی۔ پس جب وہ اس کی اطاعت پر آمادہ ہو جائیں۔ تو ان سے زکوٰۃ وصول کرو۔ مگر لوگوں کے عمدہ مال سے بچتے رہو۔

بَابُ لَيْسَ فِيمَا دُونَ خُمْسٍ ذُو صِدْقَةٍ

ترجمہ۔ پانچ ادنیوں سے کم پر زکوٰۃ نہیں ہے۔

حدیث نمبر ۱۲۶۹ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ فِيمَا دُونَ خُمْسَةٍ أَوْ سِقِّ مِنَ الثَّمَرِ صِدْقَةٌ وَلَيْسَ فِيمَا دُونَ خُمْسٍ أَوْ أَقِ مِنَ الْوَرَقِ صِدْقَةٌ وَلَيْسَ فِيمَا دُونَ خُمْسٍ ذُو مِثْلٍ صِدْقَةٌ -

ترجمہ۔ حضرت ابو سعید خدریؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ پانچ دسق سے کم کھجور پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ اس طرح چاندی کے پانچ اوقوں سے کم پر زکوٰۃ نہیں ہے اور پانچ سے کم ادنیوں پر زکوٰۃ نہیں ہے۔

بَابُ زَكَاةِ الْبَقَرِ

وَقَالَ أَبُو حَمِيدٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا عَرَفَةَ مَا جَاءَ اللَّهُ رَجُلٌ بِبَقَرَةٍ لَهَا خَوَارٌ فَيُقَالُ جَوَارٌ يَجَارُونَ يَرْفَعُونَ أَصْوَاتَهُمْ كَمَا تَجَارُ الْبَقَرَةُ.

ترجمہ۔ باب گائے کی زکوٰۃ کے بارے میں ہے۔ حضرت ابو حمید فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں خوب پہچانتا ہوں اس حال کو جبکہ اللہ تعالیٰ کے پاس آدمی گائے کو لائے گا۔ جو آواز کر رہی ہوگی۔ اور خوار بھی کہا جاتا ہے۔ سجا روں کے معنی ہیں اپنی آواز کو اونچا و بلند کرتے ہیں۔ جیسے کہ گائے آواز کو بلند کرتی ہے۔

حدیث نمبر ۱۲۰۰ حَدَّثَنَا عُمرُ بْنُ حَفْصٍ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ أَتَيْتُ إِلَيْهِ يَعْزِي النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ أَوْ وَالَّذِي لَا إِلَهَ غَيْرُهُ أَوْ كَمَا حَلَفَ مَا مِنْ رَجُلٍ تَكُونُ لَهُ إِبِلٌ أَوْ بَقَرٌ أَوْ غَنَمٌ لَا يُوَدِّي حَقَّهَا إِلَّا أَتَى بِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْظَمَ مَا تَكُونُ وَأَسْمَنَهُ تَطْوُهُ بِأَخْفَافِهَا وَتَنْطَحُ بِقَرُونِهَا كَمَا جَازَتْ عَلَيْهِ أَخْرَافُهَا رُدَّتْ عَلَيْهِ أُولَاهَا حَتَّى يُقْضَى بَيْنَ النَّاسِ رَوَاهُ بُكَيْرٌ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ذرؓ فرماتے ہیں کہ میں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا تو آپؐ نے فرمایا مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے یا اس معبود کی قسم ہے جس کے سوا اور کوئی الہ نہیں ہے یا جن الفاظ سے آپؐ نے قسم کھائی پھر فرمایا ہر وہ شخص جس کے اونٹ ہوں یا گائے ہو یا بکری۔ جس نے ان کا حق زکوٰۃ ادا نہیں کیا۔ وہ قیامت کے دن وہ بڑی سی بڑی اور موٹی سی موٹی قامت میں لائی جائے گی۔ جو اسے اپنے سموں سے روندے گی۔ اپنے سینگوں سے ٹکڑے مارے گی۔ جب کہ دوسری بڑھ جائے گی۔ تو پہلی واپس آجائے گی۔ یہاں تک کہ لوگوں کے درمیان فیصلہ کر دیا جائے گا۔



بَابُ الزَّكَاةِ عَلَى الْأَقَارِبِ

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهُ أَجْرَانِ الْقَرَابَةُ وَالصَّدَقَةُ

ترجمہ۔ رشتہ داروں پر زکوٰۃ خرچ کرنا کیسا ہے۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس کو دو ہر ثواب ملے گا ایک رشتہ داری کا دوسرا زکوٰۃ کا۔

حدیث نمبر ۱۲۱۱ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَنََّّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ كَانَ أَبُو طَلْحَةَ كَثُرَ الْأَنْصَارُ بِالْمَدِينَةِ مَا لَمْ يَنْتَخِلْ وَكَانَ أَحَبَّ أَمْوَالِهِ إِلَيْهِ بَيْرُحَاءُ وَكَانَتْ مُسْتَقْبِلَةَ الْمَسْجِدِ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُهَا وَيَشْرَبُ مِنْ مَاءٍ فِيهَا طَيِّبٍ قَالَ أَنَسٌ فَلَمَّا أَنْزَلْتُ هَذِهِ الْآيَةَ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ قَامَ أَبُو طَلْحَةَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَقُولُ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ وَإِنْ أَحَبَّ أَمْوَالِي إِلَى بَيْرُحَى وَإِنَّهَا صَدَقَةٌ لِلَّهِ أَرْجُوا بَيْرُهَا وَذُخْرَهَا عِنْدَ اللَّهِ فَضَعُهَا يَا رَسُولَ اللَّهِ حَيْثُ أَرَاكَ اللَّهُ قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَخْ ذَلِكَ مَالٌ رَابِحٌ ذَلِكَ مَالٌ رَابِحٌ وَقَدْ سَمِعْتُ مَا قُلْتَ وَإِنِّي أَرَى أَنْ تَجْعَلَهَا فِي الْأَقْرَبِينَ فَقَالَ أَبُو طَلْحَةَ أَفْعَلُ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَسَمَهَا أَبُو طَلْحَةَ فِي أَقَارِبِهِ وَبَنِي عَمِّهِ تَابِعَهُ رُوحٌ وَقَالَ يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَإِسْمَاعِيلُ عَنْ مَالِكٍ رَابِحٌ بِالْيَاءِ

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو طلحہؓ مدینہ کے انصار میں سے سب سے

زیادہ کھجوروں کے مال کے مالک تھے۔ اور ان کے نزدیک محبوب مال بیرحہ تھا جو مسجد نبوی کے بالکل سامنے تھا جہاں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے تھے۔ اور اس میں سے اچھے پانی کو پیتے تھے۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں۔ جب یہ آیت اتری کہ تم اس وقت تک نیکی نہیں حاصل کر سکتے جب تک اپنی محبوب چیز کو خرچ نہ کرو۔ تو حضرت ابو طلحہؓ

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اٹھ کر گئے۔ اور فرمانے لگے یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ لَوْ شَاءَ اللَّهُ الْبَرَّةَ الْآيَةَ فرماتے ہیں اور میرے نزدیک محبوب ترین مال بیہ حاسبہ۔ وہ اللہ تعالیٰ کے لئے صدقہ ہے۔ اس کی نیکی اور اس کے ذخیرہ کی میں اللہ تعالیٰ کے پاس امید رکھتا ہوں۔ پس جہاں اللہ تعالیٰ آپ کو سمجھائیں۔ وہاں آپ اسے رکھ دیں۔ حضرت انس کا قول ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر فرمایا کہ یہ مال نفع دینے والا ہے۔ جو کچھ تم نے کہا وہ میں نے سن لیا۔ میری رائے یہ ہے کہ آپ اسے رشتہ داروں میں صرف کر دیں حضرت ابو طلحہؓ نے فرمایا۔ یا رسول اللہ! میں ایسا ہی کرتا ہوں۔ چنانچہ انہوں نے اس کو اپنے قریبی رشتہ داروں اور چچا زاد بھائیوں میں تقسیم کر دیا۔ حضرت مالکؓ نے راجح کے ساتھ روایت ہے کہ یہ مال جانے والا مال ہے۔ یعنی جب خیر کے ساتھ جائے گا تو ادنیٰ اور بہتر ہے۔

حدیث نمبر ۱۲۷۲ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَضْحَىٰ أَوْ فِطْرٍ إِلَى الْمُصَلَّى ثُمَّ انْصَرَفَ فَوَعِظَ النَّاسَ وَأَمَرَهُمْ بِالصَّدَقَةِ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ تَصَدَّقُوا فَمَرَّ عَلَى النِّسَاءِ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ تَصَدَّقْنَ فَإِنِّي أُرِيْتُكُمْ أَكْثَرَ أَهْلِ النَّارِ فَقُلْنَ وَبِمَ ذَلِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ تَكْثُرُنَّ اللَّعْنَ وَتَكْفُرُنَّ الْعَشِيرَ مَا رَأَيْتُ مِنْ نَأَقِصَاتِ عَقْلِ وَدِينٍ أَذْهَبَ لِبَلِّ الرَّجُلِ الْحَازِمِ مِنْ أَحَدِكُنَّ يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ ثُمَّ انْصَرَفَ فَلَمَّا صَارَ إِلَى مَنْزِلِهِ جَاءَتْ زَيْنَبُ امْرَأَةُ ابْنِ مَسْعُودٍ تَسْتَاذِنُ عَلَيْهِ فَقِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَذِهِ زَيْنَبُ فَقَالَ آتِ الزَّيْنَبَ فَقِيلَ امْرَأَةُ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ نَعَمْ اخْذُوا لَهَا فَإِنَّ لَهَا قَالَتْ يَا نَبِيَّ اللَّهِ إِنَّكَ أَمَرْتَ الْيَوْمَ بِالصَّدَقَةِ وَكَأَن عِنْدِي حُلِيٌّ لِي فَأَرَدْتُ أَنْ أَتَصَدَّقَ بِهِ فَرَعَمَ ابْنُ مَسْعُودٍ أَنَّهُ وَلَدَهُ أَحَقُّ مِنْ تَصَدَّقَ بِهِ عَلَيْهِمْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَ ابْنُ مَسْعُودٍ زَوْجُكَ وَوَلَدُكَ أَحَقُّ مِنْ تَصَدَّقَ بِهِ عَلَيْهِمْ

ترجمہ۔ حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

قربانی یا فطر کی عید کے موقع پر عید گاہ تشریف لائے۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں کو نصیحت فرمائی اور انہیں صدقہ کرنے کا حکم دیا۔ اور فرمایا۔ اے لوگو! صدقہ کرو۔ پھر عورتوں کے پاس سے گزر ہوا۔ تو فرمایا۔ اے عورتوں کی جماعت صدقہ کرو۔ کیونکہ تم مجھے جہنم میں اکثریت سے دکھائی گئی ہو۔ عورتوں نے عرض کی یہ کس وجہ سے یا رسول اللہ! فرمایا ایک تو تم لعنت بہت کرتی ہو۔ دوسرے شوہر کی ناشکری کرتی ہو۔ میں نے عقل اور دین میں تم سے زیادہ کوئی ناقص نہیں دیکھا۔ جو پختہ کار عاقل مرد کی عقل کو لے جانے والی ہو۔ اے عورتوں کا گروہ! یہ تمہاری حالت ہے۔ وہاں سے فارغ ہو کر جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر تشریف لائے۔ تو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی بیوی زینبؓ نے آکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے کی اجازت مانگنے لگی۔ تو آپؐ سے کہا گیا کہ یہ زینبؓ ہے۔ فرمایا کون سی زینبؓ۔ کہا گیا کہ ابن مسعودؓ کی بیوی آپؐ نے فرمایا ہاں اسے آنے کی اجازت دے دو۔ چنانچہ اجازت مل گئی۔ تو آکر کہنے لگی۔ اے اللہ کے نبی! آج آپؐ نے صدقہ کرنے کا حکم دیا۔ میرے پاس میرے اپنے زیورات ہیں۔ میں چاہتی ہوں کہ ان کا صدقہ کروں۔ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ وہ اور اس کی اولاد سب صدقہ کئے جانے والوں میں سے آپؐ کے صدقہ کے زیادہ حقدار ہیں۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ابن مسعودؓ نے سچ کہا۔ تیرا خاوند اور تیری اولاد تیرے صدقہ والے سب لوگوں سے زیادہ حقدار ہیں۔

تشریح از قاسمی اذہب لللب الرجل لب خالص عقل کو کہتے ہیں اور ہا زم پختہ کار کو کہا جاتا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ جب پختہ کار کی عقل پر قابو پالیتی ہیں تو غیر حازم تو بطریق اولیٰ ان کا شکار ہوگا۔ اور علامہ قسطلانیؒ نے فرمایا۔ کہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جب یہ عورتیں کوئی بات منوانا چاہیں ٹھیک یا غلط۔ تو مرد پر غالب آجاتی ہیں۔ منوا کہ چھوڑتی ہیں آپؐ کا ارشاد ہے۔ **وَاخِیرَ فِی النِّسَاءِ وَالْأَصْبَرُ عِنْدَ یَغْلِبُ** کہ عیاد یغلب علیہن سلیم الحدیث۔ ترجمہ۔ عورتوں میں بھلائی بھی نہیں ان کے بغیر صبر بھی نہیں ہو سکتا۔ یہ شریف آدمی پر غالب آجاتی ہیں۔ مکیئہ آدمی سے دب جاتی ہیں۔

مسئلہ انہ وہ لدہ اعقوب سے بعض حضرات شوافعؒ اور حنابلہؒ نے استدلال

کیا ہے۔ کہ عورت اپنے خاوند محتاج کو خیرات دے سکتی ہے۔ لیکن امام ابو حنیفہؒ اور امام مالکؒ اسے صدقہ نفلی پر محمول کرتے ہیں۔ ورنہ زکوٰۃ واجبہ تو بالاتفاق اولاد کو نہیں دی جاسکتی۔

بَابُ لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِ فِي فَرَسِهِ صَدَقَةٌ

ترجمہ۔ مسلمان کے گھوڑے پر زکوٰۃ نہیں ہے۔

حدیث نمبر ۳۷۱۲ حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِ فِي فَرَسِهِ وَغُلَامِهِ صَدَقَةٌ۔

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں۔ کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ مسلمان کے گھوڑے اور غلام پر زکوٰۃ نہیں ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ | سب ائمہ کرام اس پر متفق ہیں کہ جو گھوڑے اور غلام تجارت کے لئے ہیں۔ ان پر زکوٰۃ واجب ہے۔ جو خدمت کے لئے ہیں ان پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ اختلاف اس صورت میں ہے جب کہ یہ حاجت سے زائد ہوں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ | وجہ میں تفصیل مذاہب اور ہر ایک مذاہب بیان کئے گئے ہیں۔ اہل ظواہر مطلق خیل اور غلام میں اس حدیث کی وجہ سے زکوٰۃ کے قائل نہیں ہیں۔ اگرچہ خیل و غلام تجارت کے لئے بھی ہوں۔ لیکن اس کا جواب یہ ہے کہ **الْخَيْلُ لِلتِّجَارَةِ** پر زکوٰۃ اجماع سے ثابت ہے۔ کیونکہ حضرت عمرؓ نے صحابہ کرام سے مشورہ کرنے کے بعد ان پر زکوٰۃ مقرر فرمائی تھی۔ اور اہل شام کے مطالبہ پر حضرت ابو عبیدہ بن الجراحؓ کو لکھا۔ اِنَّ اَهْلَ مَخْزَنِهِمْ اَكْرَهُوا خَيْلًا اَوْ رِقَّتًا مِنْ زَكَاةٍ دِيْنًا يَسْنَدُ كَرْتِهِمْ۔ تو ان سے ضرور زکوٰۃ وصول کرو۔

اور صحیحین کی روایت میں ہے۔ **الْخَيْلُ ثَلَاثَةٌ هِيَ لِلرَّجُلِ اَجْرٌ وَلِرَجُلٍ سِتْرٌ وَلِرَجُلٍ وَزْنٌ** کہ ایک قسم کے گھوڑے آدمی کے لئے اجر و ثواب کا باعث ہیں اور کچھ پردہ پوشی کا ذریعہ ہیں۔ اور کچھ گناہ کا باعث ہیں۔ بہر حال خلفاء راشدین کا عمل ثبوت کے لئے کافی ہے۔



بَابُ لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِ فِي عَبْدِهِ صَدَقَةٌ

ترجمہ۔ مسلمان کے غلام پر زکوٰۃ نہیں ہے۔

حدیث نمبر ۱۲۷۴ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِ صَدَقَةٌ فِي عَبْدِهِ وَلَا فِي فَرْسِهِ۔

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ مسلمان پر اس کے غلام اور گھوڑے میں زکوٰۃ نہیں ہے۔

تشریح از قاسمی | امام ابو حنیفہؒ اور زفرؒ فرماتے ہیں کہ نسل بڑھانے والے گھوڑوں میں زکوٰۃ واجب ہے۔ اگر ذکور یا اناث الگ الگ ہوں تو اس میں دو روایتیں ہیں۔ وجوب اور عدم وجوب کی۔

بَابُ الصَّدَقَةِ عَلَى الْيَتَمَى

ترجمہ۔ یتیموں پر صدقہ کرنا۔

حدیث نمبر ۱۲۷۵ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ أَيْتَهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ الْخَدْرِيَّ يَحَدِّثُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَلَسَ ذَاتَ يَوْمٍ عَلَى الْمِنْبَرِ وَجَلَسْنَا حَوْلَهُ فَقَالَ إِنَّ مَعَاخِافَ عَلَيْكُمْ مِنْ بَعْدِي مَا يَفْتَحُ عَلَيْكُمْ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا وَزِينَتِهَا فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَوْ يَأْتِي الْخَيْرُ بِالشَّرِّ فَسَكَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقِيلَ لَهُ مَا شَأْنُكَ تَكَلَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا يَكَلِّمُكَ فَرَأَيْنَا أَنَّهُ يُنْذِرُ عَلَيْنَا قَالَ فَسَحَّ عَنْهُ الرَّحَضَاءُ وَقَالَ آيِنِ السَّائِلُ وَكَفَاتِهِ حَمْدُهُ فَقَالَ إِنَّهُ لَا يَأْتِي الْخَيْرُ بِالشَّرِّ وَإِنَّ مَعَايِنِ التَّرْبِيعِ يَقْتُلُ أَوْ يُلِمُّ إِلَّا أَعْلَى الْخَضِرِ أَكَلَتْ حَتَّى إِذَا امْتَدَّتْ خَاصِرَتَاهَا اسْتَقْبَلَتْ عَيْنَ الشَّمْسِ فَتَلَطَّتْ وَبَالَتْ وَرَتَعَتْ وَإِنَّ هَذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ فَنِعْمَ صَاحِبُ الْمُسْلِمِ مَا أَعْطَى مِنْهُ لِلْمُسْكِينِ

وَالْيَتِيمَ وَابْنَ السَّبِيلِ أَوْ كَمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنَّهُ مَنْ
يَأْخُذْهُ بِغَيْرِ حَقِّهِ كَالَّذِي يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ وَيَكُونُ شَهِيدًا عَلَيْهِ
يَوْمَ الْقِيَمَةِ۔

ترجمہ۔ حضرت ابوسعید خدریؓ حدیث بیان کرتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن منبر پر تشریف فرما ہوئے۔ ہم بھی آپ کے ارد گرد بیٹھ گئے۔ تو آپ نے فرمایا کہ اپنے بعد جس چیز کا مجھے تم پر خطرہ ہے۔ وہ یہ کہ دنیا کی رونق اور اس کی زیب و زینت تم پر کھول دی جائے گی۔ تو ایک آدمی کہنے لگا۔ یا رسول اللہ! کیا خیر بھی شر کو لا سکتا ہے۔ یعنی یہ دنیا کی رونق عذاب کا باعث بن سکتی ہے۔ جس پر آپ خاموش ہو گئے۔ تو اس سائل سے کہا گیا کہ تیرا کیا حال ہے۔ تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بات کرتا ہے۔ اور آپ تیرے سے کلام نہیں کرنا چاہتے۔ پھر ہمیں معلوم ہوا کہ آپ پر وحی نازل ہو رہی ہے۔ راوی فرماتے ہیں کہ جب آپ نے اپنے آپ سے پسینہ کو پونچھا تو فرمانے لگے سائل کہاں ہے۔ گویا آپ اس کا شکر ادا کر رہے تھے فرمایا بے شک خیر شر کو تو نہیں لاتا۔ مگر یہ جو موسم ربیع گھاس پھونس جو اگتے ہیں۔ بعض ان میں سے زیادہ کھانے کی وجہ سے مار ڈالتے ہیں۔ یا مرنے کے قریب کر دیتے ہیں۔ مگر وہ سبزہ خور جانور جو یہاں تک کھائے کہ اس کی کوکھیں پڑھو جائیں پھر وہ بالکل سورج کے سامنے کھڑے ہو کر گرمی حاصل کرے پس پتلا سالیہ کرے۔ پیشاب کرے۔ گویا کہ ابھار کو ختم کر دے۔ پھر چرنے لگے (تو یہ پچ جائے گا) اسی طرح یہ دنیا کا مال سرسبز اور میٹھا ہے۔ مسلمان ساتھی تو اچھا ہے۔ جو اس مال میں سے مسکین یتیم اور مسافر کو دیتا ہے۔ یا اس طرح جو آپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور جو شخص اس مال کو ناحق لیتا ہے۔ وہ اس شخص کی طرح ہے جو کھاتا ہے پر سیر نہیں ہوتا۔ وہ مال قیامت کے دن اس کے خلاف گواہی دے گا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ادبیاتی الخیر بالشر یہ اس بات پر مبنی ہے جب کہ مال خیر ہو۔ جو اب کا خلاصہ یہ ہے کہ مال خیر محض تو نہیں ہے۔ بلکہ اس شخص کے لئے خیر ہے جو اس کو شرعی طور سے خرچ کرے اور اس کے لئے شر ہے۔ جو شرعی طور پر خرچ نہ کرے۔

الحاصل مال من وجہ خیر ہے۔ اور من وجہ شر ہے۔ پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

نے روزمرہ کے مشاہدہ کی بات بتلا کر تنبیہ فرمادی کہ مال سبزی کی طرح خوش رنگ ہے۔ اس کی مٹھاس اس کو محسوس ہوگی جو سلیقہ سے کھائے۔ جیسے خضر آغذا کا کام دیتا ہے۔ جب کہ اس کی مقدار تحمل کے مطابق ہو۔ مال کا بھی یہی حال ہے۔

تشریح از شیخ زکریا | مثال کے معنی یہ ہیں کہ موسم ربیع کا سبزہ جس کو جانور میٹھا

سمجھتا ہے۔ اگر کثرت سے کھائے یہاں تک کہ پیٹ پھول جائے۔ یہ بسا اوقات ہلاکت کا موجب بن جاتا ہے۔ کثیر دولت جمع کرنے والے کا بھی یہی حال ہے۔ یہ حریص مال ہلاک ہو کر رہے گا۔ آکلۃ الخضر یہ میانہ روی والے کی مثال ہے۔ جو طلب دنیا میں قناعت کرتا ہے۔ اور حقوق مالیہ کی ادائیگی بخل سے کام نہیں لیتا۔

الحاصل مطلق مال کا جمع کرنا حرام نہیں ہے۔ لیکن استکثار اور میانہ روی سے نکل جانا یہ ضرور ساں ہے۔ جیسے کھانے پینے کی چیزیں جن کا استعمال حرام نہیں۔ لیکن ان کی کثرت بیماری بلکہ ہلاکت تک پہنچا دیتی ہے۔ تنبیہ کا حاصل یہ نکلا۔ **معطیٰ للمساکین** یہ آکلۃ الخضر کی طرح ہے۔ جیسے کوئی نقصان نہیں بلکہ نفع ہے اور حریص آکل بالقتل کی طرح ہے۔ شیخ گنگوہیؒ نے مال کو خیر محض نہیں فرمایا۔ اس کی مثال میں امام غزالیؒ نے فرمایا۔ کہ مال سانپ کی طرح ہے۔ اس میں تریاق نافع بھی ہے۔ اور زہر قاتل بھی ہے۔ عارف باللہ اس کے شر سے بچتے ہوئے تریاق کو نکال لے گا۔ جو اس کے لئے نعمت بن جائے گا۔ اور غبی بلار مہلک کا شکار ہو جائے گا۔ حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث ان لوگوں کے لئے حجت ہے جو فقر کو غنی پر ترجیح دیتے ہیں۔

۵ بد ریا کر منافع بے شمار است

اگر خواہی سلامت برکنار است

بَابُ الزَّكَاةِ عَلَى الرُّوْحِ وَالْأَيْتَامِ فِي الْحَجْرِ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -

ترجمہ۔ زکوٰۃ شوہر پر اور ان یتیموں پر خرچ کرنا جو کسی عورت کی گود پرورش میں ہوں۔

حضرت ابو سعیدؓ نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔

حدیث نمبر ۱۲۶۷ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ الْأَعْمَى عَنْ زَيْنَبِ امْرَأَةِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَتْ كُنْتُ فِي الْمَسْجِدِ فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ تَصَدَّقِي وَلَوْ مِنْ حُلِيِّكِ وَكَانَتْ زَيْنَبُ تُنْفِقُ عَلَى عَبْدِ اللَّهِ وَآيَتَامٍ فِي حَجْرِهَا فَقَالَتْ لِعَبْدِ اللَّهِ سَلْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّجَزِي عَنِّي أَنْ أَنْفِقَ عَلَيْكَ وَعَلَى آيَتَامٍ فِي حَجْرِي مِنَ الصَّدَقَةِ فَقَالَ سَلِي أَنْتِ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَنْطَلَقْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدْتُ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ عَلَى الْبَابِ حَاجَتَهَا مِثْلُ حَاجَتِي فَزَرَّ عَلَيْنَا بِلَالٌ فَقُلْنَا سَلِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّجَزِي عَنِّي أَنْ تَصَدَّقَ عَلَى زَوْجِي وَآيَتَامِي فِي حَجْرِي وَقُلْنَا لَا تُخْبِرُنَا فَدَخَلَ فَسَأَلَهُ فَقَالَ مَنْ هُمَا قَالَ زَيْنَبُ فَقَالَ أَتَى الزِّيَانِبِ قَالَ امْرَأَةُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ نَعَمْ لَهَا أَجْرَانِ أَجْرُ الْقَرَابَةِ وَأَجْرُ الصَّدَقَةِ

ترجمہ۔ حضرت زینبؓ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی بیوی فرماتی ہیں کہ میں مسجد میں تھی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے دیکھا کہ فرما رہے تھے۔ اے مستورات صدقہ کرو۔ اگرچہ اپنے زیورات سے بھی ہو۔ اور حضرت زینبؓ حضرت عبداللہؓ اور اپنی گود کے یتیموں پر خرچ کرتی تھیں۔ تو انہوں نے حضرت عبداللہؓ سے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھو۔ کہ کیا جو خرچہ میں آپ پر یا اپنی گود کے یتیم بچوں پر کرتی ہوں۔ کہ اس کا ثواب مجھے ملے گا۔ انہوں نے فرمایا۔ تم خود ہی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرو۔ تو میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چل پڑی۔ دیکھتی کیا ہوں کہ آپ کے دروازے پر انصار کی عورت ہے۔ جس کا مدعا میرے مدعا کی طرح ہے۔ حضرت بلالؓ کا ہم پر گزر ہوا۔ ہم نے ان سے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ کر بتائیں کہ میں جو اپنے خاوند اور اپنی گود کے یتیم بچوں پر خرچ کروں کیا اس کا مجھے ثواب ہوگا۔ لیکن ہمارے متعلق نہ بتانا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر حضرت بلالؓ نے پوچھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا وہ کون عورتیں ہیں۔ انہوں نے فرمایا زینب۔ پوچھا کون سی زینب۔ انہوں نے بتلایا کہ حضرت عبداللہؓ کی بیوی زینبؓ ہے۔

فرمایا۔ ہاں اس کے لئے تو دوسرا ثواب ہے۔ ایک قرابت کا دوسرے صدقہ کا ثواب۔

حدیث نمبر ۱۲۷۷ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ أُجِرْتُ أَنْ أَفْقَ عَلَى بَنِي أَبِي سَلَمَةَ إِنْهُمْ بَنِي فَقَالَ أَفْقِي عَلَيْهِمْ فَلَمْ أَجِدْ مَا أَفْقِي عَلَيْهِمْ۔

ترجمہ۔ حضرت ام سلمہ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتی ہیں کہ میں نے کہا یا رسول اللہ کیا مجھے اس کا ثواب ملے گا کہ میں ابو سلمہ کے بیٹوں پر خرچ کروں۔ جب کہ وہ خود میرے بھی بیٹے ہیں۔ فرمایا تو ان پر خرچ کرتی رہ سچے ان پر خرچ کئے کا ثواب ملے گا۔

تشریح از شیخ گنگوہی | فَمِنْ عَلَيْنَا بِاللَّهِ | یہ ماسبق کے منافی نہیں ہے کہ انہوں نے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تھا کیونکہ ایک کی طرف اسناد مجازی ہے۔ اور دوسرے کی طرف حقیقی ہے۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ پہلے میں دراء الباب حضرت بلالؓ کے واسطے سے پوچھا ہو۔ دوسری مرتبہ خود اندر جا کر خود آپ سے سوال کیا ہو۔ پھر انہوں نے ایک دوسرے کو مسئلہ سنایا ہو۔ تو اس میں کوئی منافات نہیں۔

تشریح از شیخ زکریا | علامہ قسطلانیؒ فرماتے ہیں کہ ظاہر یہ ہے کہ یہ دو قصے ہیں ایک واقعہ میں زیورات کے صدقہ کا سوال ہے اور دوسرے میں محض نفقہ کا سوال ہے۔ بہر حال اس پر تو اجماع ہے کہ آدمی اپنی بیوی کو زکوٰۃ نہ دے۔ آیا بیوی خاوند کو دی سکتی ہے یا نہیں اس میں دور روایت ہیں۔ نفلی صدقہ میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى فِي الرِّقَابِ وَالْغَارِمِينَ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَيُذَكِّرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ يُتَمَّقُ مِنْ زَكَاةٍ مَالِهِ وَيُعْطَى فِي الْحَجِّ وَقَالَ الْحَسَنُ ابْنُ أَشْثَرِ أَبَاهُ مِنَ الزَّكَاةِ جَازَ وَيُعْطَى فِي الْمُجَاهِدِينَ وَالَّذِي لَمْ يَحْجْ ثَمَّ تَلَا إِنَّْمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ الْآيَةِ فِي آيَتِهَا أُعْطِيَتْ أَجْزَاءُ وَقَالَ الْإِمَامُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ خَالِدَ الْخَتَبِ أَدْرَاةً فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَيُذَكِّرُ عَنْ أَبِي لَاسٍ جَلَنَّا لَيْتَى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى إِبِلِ الصَّدَقَةِ الْحَجِّ۔

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ صدقات گمروں کے چھوڑنے۔ قرضہ والوں کے قرضہ

ادا کرنے اور مجاہدین فی سبیل اللہ پر خرچ کئے جائیں۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے ذکر کیا جاتا ہے کہ وہ اپنے مال کی زکوٰۃ سے غلام آزاد کیا کرتے تھے۔ اور حج کے لئے بھی امداد کرتے تھے۔ حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ اگر کسی شخص نے اپنے مال زکوٰۃ سے باپ کو خرید کر لیا تو جائز ہے۔ اور مجاہدین اور جو لوگ حج نہیں کر سکے۔ ان کو بھی زکوٰۃ دیتے تھے۔ پھر انصار الصدقات والی آیت تلاوت کرتے۔ فرماتے جس میں بھی زکوٰۃ ادا کی جائے وہ جائز ہے۔ اور جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ حضرت خالدؓ نے اپنی زرہیں جہاد فی سبیل اللہ کے لئے روک رکھی ہیں۔ اس لئے ان کی زکوٰۃ ادا ہو گئی۔ حضرت ابوالاس سے ذکر کیا جاتا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کے لئے ہمیں صدقہ اور زکوٰۃ کے اونٹ سواری کے طور پر عطا فرمائے۔

حدیث نمبر ۱۲۷۸ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصَدَقَةٍ فَقِيلَ مَنَعَ ابْنُ جُمَيْلٍ وَخَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ وَعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَنْقُمُ ابْنُ جُمَيْلٍ إِلَّا أَنَّهُ كَانَ فَقِيرًا فَأَغْنَاهُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَأَمَّا خَالِدٌ فَإِنَّكُمْ تُظْلِمُونَ خَالِدًا قَدْ احْتَبَسَ أَدْرَاعَهُ وَاعْتَدَهُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَأَمَّا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَعَمَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَهُ عَلَيْهِ صَدَقَةٌ وَوُثِّلَتْهَا مَعَهَا تَابِعَةُ ابْنِ أَبِي الزِّنَادِ

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ کی وصولی کا حکم دیا۔ تو کہا گیا کہ ابن جمیل اور خالد بن الولید اور عباس بن عبدالمطلب نے زکوٰۃ روک لی ہے۔ تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابن جمیل نے تو اس کا بدلہ لیا ہے کہ وہ فقیر تھا۔ اللہ اور اس کے رسول نے اسے غنی کیا یعنی اب وہ شکریہ ادا نہیں کرتا) رہ گیا حضرت خالدؓ تو تم لوگ اس پر ظلم کرتے ہو۔ کیونکہ اس نے اپنا تمام جنگی سامان خواہ وہ زرہیں ہوں یا گھوڑے اور دیگر اسباب کو سب اللہ کے لئے وقف کر رکھا ہے۔ وقف پر زکوٰۃ نہیں ہوتی۔ لیکن حضرت عباس بن عبدالمطلبؓ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ہیں۔ صدقہ مطلوبہ اس پر ثابت ہے اور اس کے ساتھ اس جیسا اور بھی یعنی دو گنا ادا کریں گے۔

تشریح از شیخ گنگوہی **د شیخ زکریا و شیخ مولانا محمد حسن مکی** نے اپنی تقریر میں لکھا ہے **یقتیٰ من ذکوة مالہ فی** الرقاب کی تفسیر ہے۔ لیکن ہمارے ہاں زکوٰۃ میں تملیک شرط ہے۔ جو یہاں نہیں پائی جاتی اس لئے اس کی تاویل یہ کی جائے گی۔ کہ وہ مکاتیب کی گردنیں چھڑانے میں موالی کو زکوٰۃ دیتے تھے۔ اور **یعطیٰ فی** الحج یہ فی سبیل اللہ کی تفسیر ہے۔ غارین کی تفسیر بوجہ ظہور کے بیان نہیں کی گئی۔ چونکہ ابن عباسؓ کی حدیث مضطرب ہے۔ کہ اس کی اسناد علی الاغمش میں اختلاف ہے۔ اس لئے امام بخاریؒ نے اس پر اعتماد نہیں کیا۔ یہ ذکر کے لفظ سے بیان کیا ہے۔ فی الرقاب کی تفسیر میں اگرچہ اختلاف ہے۔ مگر جمہور اس سے مکاتیب مراد لیتے ہیں۔

تشریح از شیخ گنگوہی **ان خالدا احتبس** امام بخاریؒ کا مقصد اس چیز کو ثابت کرنا ہے کہ فی سبیل اللہ سے مراد جہاد ہے۔ جیسا کہ اس روایت سے ظاہر ہوتا ہے۔ کیونکہ حضرت خالدؓ نے اپنا سب مال واسباب جہاد کے لئے وقف کر دیا تھا۔ تو اس سے آلات حرب کے خرید کرنے کا جواز بھی ثابت ہوا۔ یہی امام بخاریؒ کا میلان ہے۔ لیکن جمہور ائمہ جواب دیتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف منع کی نسبت کو صحیح قرار نہیں دیا۔ وہ فرض کو کیسے چھوڑ سکتے ہیں۔ جب کہ تطوع پر عمل کر رکھا ہے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ محصلین نے سمجھا کہ جنگی اسلحہ انہوں نے تجارت کے لئے رکھا ہے۔ اس لئے انہوں نے زکوٰۃ کا مطالبہ کیا۔ آپؐ نے فرمایا جب اس کا سب مال وقف ہے تجارت نہیں۔ تو پھر زکوٰۃ کیسی تیسرا جواب یہ ہے کہ انہوں نے اخراج عن ملک کے وقت زکوٰۃ کی نیت کر لی۔ کیونکہ وہ فی سبیل اللہ مجاہدین میں خرچ ہو رہا تھا۔ تو اب دوسری مرتبہ زکوٰۃ دینے کی ضرورت نہیں۔

تشریح از شیخ گنگوہی **فاغناه اللہ** در سولہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اغنا کی نسبت اس لئے کی گئی ہے کہ آپؐ نے اس کو اہل صدقہ میں سے اور اس طرح دیگر اموال میں سے جن کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا اس سے ان کو مالدار بنا دیا۔ **تشریح از شیخ زکریا** حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں۔ اغنا کی نسبت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اس لئے ہوئی کہ آپؐ اس کے دخول فی الاسلام کا سبب بنے۔ اور آپؐ کی وجہ سے فقر دور ہو کر غنا نصیب ہوا۔ اور اس پر تعریف تھی کہ اس نے احسان کا بدلہ منع

زکوٰۃ سے دیا۔ حافظ نے لکھا ہے کہ ابن جمیل منافق تھا بعد میں تائب ہو گیا۔ عباس بن عبد المطلب پر دو گنا صدقہ آپ نے اس لئے مقرر فرمایا تاکہ ان کی شان ارفع ہو جائے۔ مانعین میں نہ رہیں۔

بَابُ الْإِسْتِعْفَافِ عَنِ الْمَسْئَلَةِ

ترجمہ۔ سوال کرنے سے بچنا۔

حدیث نمبر ۱۲۷۹ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَعْطَاهُمْ ثُمَّ سَأَلُوهُ فَأَعْطَاهُمْ حَتَّى نَفِدَ مَا عِنْدَهُ فَقَالَ مَا يَكُونُ عِنْدِي مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ أَدْخِرَهُ عَنْكُمْ وَمَنْ يَسْتَعْفِفْ يُعِفَّهُ اللَّهُ وَمَنْ يَسْتَغْنِ يُغْنِهِ اللَّهُ وَمَنْ يَتَصَبَّرْ يُصْغِرْهُ اللَّهُ وَمَا أُعْطِيَ أَحَدٌ عَطَاءً خَيْرًا وَأَوْسَعَ مِنَ الصَّبْرِ

ترجمہ۔ حضرت ابو سعید خدریؓ سے مروی ہے کہ انصار کے کچھ لوگوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ مانگا۔ آپ نے انہیں دے دیا۔ پھر مانگا پھر دے دیا۔ یہاں تک کہ جو کچھ آپ کے پاس تھا سب ختم ہو گیا۔ جس پر آپ نے فرمایا جو کچھ مال ذخیرہ میرے پاس ہو گا۔ اس کو میں ہرگز تم سے روک کر ذخیرہ نہیں بناؤں گا۔ اور جو شخص سوال سے بچتا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے محارم سے بچائے گا۔ اور جو شخص غنا ظاہر کرے گا اللہ تعالیٰ اسے غنی بنا دے گا اور جو شخص مشقت اٹھا کر مصائب پر صبر کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے صبر کرنے کی توفیق دے گا۔

حدیث نمبر ۱۲۸۰ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَأَنْ يَأْخُذَ أَحَدُكُمْ حَبْلَهُ فَيَحْتَطِبُ عَلَى ظَهْرِهِ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَأْتِيَ رَجُلًا فَيَسْأَلَهُ أَعْطَاهُ أَوْ مَنَعَهُ

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ بے شک جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ البتہ تم

میں سے کوئی شخص اپنی رستی لے کر اپنی پیٹھ پر لکڑیاں جمع کر کے لاتے۔ یہ اس کے لئے اس سے بہتر ہے کہ کسی آدمی کے پاس اکرام لگے وہ اسے دے یا نہ دے۔

حدیث نمبر ۱۲۸۱ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ أَبِي النَّبِيتِ عَنْ الْعَوَّامِ بْنِ الْعَوَّامِ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَأْخُذْ أَحَدُكُمْ حَبْلَهُ فَيَأْتِي بِحُرْمَةٍ حَطَبٍ عَلَى ظَهْرِهِ فَيَبِيعَهَا فَيَكْفَأَ اللَّهُ بِهَا وَجْهَهُ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَسْأَلَ النَّاسَ أَنْ يُعْطَوْهُ أَوْ يَمْنَعُوهُ۔

ترجمہ۔ حضرت زبیر بن العوامؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ تم میں سے کوئی شخص رستی لے اور اپنی پیٹھ پر لکڑیوں کا گٹھا اٹھا کر لاتا ہے۔ پس اسے بیچتا ہے۔ جس کے طفیل اللہ تعالیٰ اس کو ذلت سے روک لیتا ہے۔ یہ اس کے لئے اس سے بہتر ہے۔ کہ لوگوں سے سوال کرتا پھرے خواہ وہ اسے دیں یا اس سے روک لیں۔

حدیث نمبر ۱۲۸۲ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ بْنُ أَكْ حَكِيمٍ بْنُ حِزَامٍ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَعْطَانِي ثُمَّ سَأَلْتُهُ فَلَعَطَانِي ثُمَّ سَأَلْتُهُ فَأَعْطَانِي ثُمَّ قَالَ يَا حَكِيمُ إِنَّ هَذَا لَالٌ خَصْرَةٌ حُلْوَةٌ مِمَّنْ أَخَذَهُ بِسَخَاوَةِ نَفْسٍ بُورِكَ لَهُ فِيهِ وَمَنْ أَخَذَهُ بِإِسْرَافٍ نَفْسٍ لَمْ يُبَارَكْ لَهُ فِيهِ وَكَانَ كَأَذَى يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ الْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى قَالَ حَكِيمٌ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَالْأَذَى بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا أَرَدُّ أَحَدًا بَعْدَكَ شَيْئًا حَتَّى أَفَارِقَ الدُّنْيَا فَكَانَ أَبُو بَكْرٍ يَدْعُو حَكِيمًا إِلَى الْبَطَاءِ فَيَأْتِي أَنْ يَقْبَلَهُ مِنْهُ ثُمَّ إِنَّ عُمَرَ دَعَاهُ لِيُعْطِيَهُ فَيَأْتِي أَنْ يَقْبَلَ مِنْهُ شَيْئًا فَقَالَ عُمَرُ إِنِّي أَشْهَدُكُمْ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ عَلَى حَكِيمٍ أَتَى أَعْرَضَ عَلَيْهِ حَقُّهُ مِنْ هَذَا النَّفْيِ فَيَأْتِي أَنْ يَأْخُذَهُ فَلَمْ يَزِدْ حَكِيمٌ أَحَدًا مِنَ النَّاسِ بَعْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى تَوُفِّيَ۔

ترجمہ۔ حضرت حکیم بن حزامؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ مال مانگا۔ آپؐ نے مجھے عطا فرمادیا۔ پھر مانگا پھر دے دیا پھر مانگا پھر دے دیا پھر فرمایا اے حکیم یہ مال سرسبز اور میٹھا ہے۔ جو شخص اس کو دل کی سخاوت سے لے گا۔ اس کے لئے اس میں برکت ڈالی جائے گی۔ اور جس شخص نے اسے نفس کی حرص سے حاصل کیا۔ اس کے لئے اس میں برکت نہیں ہوگی۔ بلکہ وہ اس شخص کی طرح ہو جائے گا کہ جو کھاتا ہے۔ اور اس کا پیٹ نہیں بھرتا۔ سنو! اوپر والا بات کہ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہوتا ہے۔ حضرت حکیمؓ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے۔ اب آپ کے بعد میں کسی شخص سے مال مانگا کر اس کے مال میں کمی نہیں کروں گا۔ یہاں تک کہ دنیا سے جدا ہو جاؤں۔ چنانچہ حضرت ابوبکر صدیقؓ حضرت حکیمؓ کو عطیہ کے لئے بلاتے تھے۔ وہ قبول کرنے سے انکار کر دیتے۔ پھر حضرت عمرؓ ان کو بلاتے تاکہ انہیں کچھ عطا کریں۔ تو وہ اس کے قبول کرنے سے انکار کر دیتے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ اے مسلمانوں کی جماعت۔ میں تمہیں حکیمؓ کے خلاف گواہ بناتا ہوں۔ کہ میں فیما کے مال میں سے اس کا حق اسے پیش کرتا ہوں۔ مگر وہ لینے سے انکار کرتے ہیں۔ غرضیکہ حضرت حکیمؓ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی شخص سے کچھ مانگا کر اس کے مال کو کم نہیں کیا یہاں تک کہ اللہ کو پیارے ہو گئے۔

تشریح از شیخ گنگوہی | فیکف اللہ بہ وجہہ الخ یعنی لکڑیاں جمع کرنے میں جو عار اسے لاحق ہوگی وہ اس ذلت سے زیادہ خفیف ہے جو دین اور دنیا میں اسے سوال کرنے سے لاحق ہوگی۔

ثم قال یا حکیم الخ یہ مؤلفۃ قلوب میں سے تھے۔ جب ایمان اور حب اللہ وحب رسول دل میں راسخ ہو گئے۔ تو آپؐ نے انہیں زہد دنیا کا وعظ و نصیحت فرمائی۔

تشریح از شیخ زکریا | حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ حدیث باب سے سوال سے بچنا معلوم ہوتا ہے۔ اگر انسان طلب رزق میں اپنے آپ کو غوار کرے اور مشقت برداشت کرے۔ یہ اس کے لئے بہتر ہے۔ کیونکہ اگر شریعت کی نگاہ میں سوال کی قباحت نہ ہوتی تو مفت کی فضیلت نہ بیان کی جاتی۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ احادیث باب سے سوال کرنے کی کراہیت

پر دلالت کرتی ہیں۔ مگر سوال میں طرح کا ہے۔ حرام۔ مکروہ اور مباح حرام تو اس شخص کے لئے ہے جو زکوٰۃ سے مستغنی ہو کر سوال کرتا ہے یا خواہ مخواہ اپنے آپ کو فقیر ظاہر کرتا ہے۔ اور مکروہ اس کے لئے ہے۔ جس کے پاس ضرورت کا مال موجود ہے۔ اور فقر کو بھی ظاہر نہ کرے۔ اور مباح اس کے لئے جو مشہور طریقے سے قریبی یا دوست مانگتا ہے۔ اور عند ضرورت جان پہچانے کے لئے سوال کرنا واجب ہے۔ اور بغیر سوال اور حرص نفس کے لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ باقی مدنی میں اختلاف ہے جس کی تفصیل ادجز میں ملے گی۔

بَابُ مَنْ أَعْطَاهُ اللَّهُ شَيْئًا مِنْ غَيْرِ مَسْئَلَةٍ وَلَا إِشْرَافٍ نَفْسٍ وَفِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِلْسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ۔

ترجمہ۔ جس کو اللہ تعالیٰ بلا مانگے اور بغیر نفس کی انتظار کے دے تو اللہ تعالیٰ کا ارشاد

ہے۔ ان مومنین کے مال میں سوال کرنے والے اور محروم المال کا حق ہے۔

حدیث نمبر ۲۸۳۸ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ أَنَّهُ سَمِعْتُ عُمَرَ يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِينِي الْعَطَاءَ فَأَقُولُ أَعْطِمَ مَنْ هُوَ أَفْقَرُ إِلَيْهِ مِنِّي فَقَالَ خُذْهُ إِذَا جَاءَكَ مِنْ هَذَا الْمَالِ شَيْءٌ وَأَنْتَ غَيْرُ مُشْرِفٍ وَلَا سَائِلٍ فَخُذْهُ وَمَا لَا فَلا تَتَّبِعْهُ نَفْسَكَ۔

ترجمہ۔ حضرت عمرؓ فرماتے تھے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مجھے کوئی عطیہ دیتے۔ تو میں عرض کرتا کہ حضرت یہ عطیہ کسی ایسے شخص کو دیجئے۔ جو میرے سے زیادہ اس مال کا محتاج ہو۔ تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے کہ جب اس مال میں سے کوئی چیز تمہارے پاس اس حال میں آئے کہ تم نہ تو اس کی تاڑ میں ہو۔ اور نہ ہی مانگنے والے ہو۔ تو اسے لے لو اور اگر اس صفت پر نہیں ہو تو پھر اپنے آپ کو اس مال کے پیچھے نہ لگاؤ۔

تشریح از شیخ گنگوہی | انت غیر مشرف ولا سائل | اس حدیث سے

معلوم ہوا کہ جو مال اشرف نفس اور سوال کے بعد حاصل ہو وہ بھی مکروہ ہو گا کیونکہ معروف و مشہور کام مشروط کی طرح ہوتا ہے۔ کہ نفس انتظار کرتا رہتا ہے۔ اس لئے کہ اہمہ حاصل ہوگی۔

تشریح از شیخ زکریا | حضرت حکیم بن حزام کے بارے میں آتا ہے کہ اللہ کی قسم! آپ کے بعد میرا ہاتھ کسی عرب کے ہاتھ کے نیچے نہیں آئے گا۔ چنانچہ انہوں نے اس کو نبھایا اور اپنا سچی بھی وصول نہیں کرتے تھے۔ کہ کہیں لینے کی عادت نہ پڑ جائے۔ اور نفس حد سے آگے تجاوز نہ کر جائے۔ اور حضرت عمرؓ نے لوگوں کو ان پر گواہ اس لئے بنایا۔ کہ کوئی ان کو متہم نہ کرے۔ کہ وہ ان کی قدر نہیں پہچانتے۔ حکیم بن حزام بعثت نبوی سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتے تھے۔ اسلام لانے میں تاخیر ہو گئی۔ فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہوئے۔ ساٹھ سال جاہلیت میں عمر گزاری اور ساٹھ سال اسلام میں گزرے۔

۶۷-۶۸ء میں مدینہ منورہ کے اندر وفات پائی۔ **إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ**۔

بَابُ مَنْ سَأَلَ النَّاسَ تَكْثُرًا

ترجمہ۔ جو شخص لوگوں سے مال کثیر کرنے کے لئے سوال کرتا ہے۔

حدیث نمبر ۱۲۸۴ **حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ السَّمْعُتِيُّ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ**
قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَسْأَلُ النَّاسَ حَتَّى
يَأْتِيَهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ لَيْسَ فِي وَجْهِهِ مُرْعَةٌ لَحْمٍ وَقَالَ إِنَّ الشَّمْسَ تَدْنُو يَوْمَ الْقِيَمَةِ
حَتَّى يَبْلُغَ الْعَرَقُ نِصْفَ الْأَذُنِ بَيْنَاهُمْ كَذَلِكَ اسْتَغَاثُوا بِأَدَمَ ثُمَّ بِمُوسَى
ثُمَّ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَزَادَ عَبْدُ اللَّهِ فِيْ شَفْعٍ لِيَقْضَى بَيْنَ الْخَلْقِ
فِيمَشَى حَتَّى يَأْخُذَ حَلْقَةَ الْبَابِ فَيَوْمَئِذٍ يَبْعَثُهُ اللَّهُ مَقَامًا تَحْمُودًا يُحْمَدُهُ
أَهْلُ النِّجْمِ كُلُّهُمْ

ترجمہ۔ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ آدمی ہمیشہ لوگوں سے مانگتا رہے گا۔ یہاں تک کہ جب قیامت کے دن آئے گا۔ تو اس کے چہرہ میں گوشت کا ٹکڑا نہیں ہوگا۔ اور یہ بھی فرمایا کہ سورج قیامت کے دن اتنا قریب آجائے گا۔ کہ پسینہ کان کے آدھے حصہ تک پہنچ جائے گا۔ پس وہ لوگ اسی حالت میں ہوں گے کہ پہلے آدمؑ بعد ازاں موسیٰ علیہ السلام بعد ازاں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد طلب

کریں گے۔ اور عبد اللہ نے یہ الفاظ زائد کئے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفارش کریں گے۔ تاکہ مخلوقات کے درمیان فیصلہ کر دیا جائے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چل کر جنت کے دروازہ کے حلقہ کو پکڑیں گے۔ پس اسی دن اللہ تعالیٰ آپ کو مقام محمود تک پہنچا دے گا۔ جہاں تمام اہل محشر آپ کا شکریہ ادا کریں گے۔ یہی مقام شفاعت ہوگا۔

تشریح از شیخ گنگوہی **اِنَّ الشَّعْبَ** تہذیب اگرچہ یہ دو واقعے الگ الگ ہیں

مگر راوی نے ان دونوں کو یکجا ذکر کر دیا۔

تشریح از شیخ زکریا **لِیَسَّرَ فِیْہِ** دھم الخ خطابی فرماتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ

وہ سائل ایک دلیل ہوگا نہ تو اس کی کوئی قدر ہوگی اور نہ ہی اس کا کوئی مرتبہ ہوگا یا مراد یہ ہے کہ اس کے چہرہ میں اتنا عذاب دیا جائے گا کہ اس کا گوشت تک گر جائے گا۔ کیونکہ سوال کمر کے اس نے چہرہ کو دلیل کر دیا تھا۔ اور تیسرا مطلب یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اس کا چہرہ سارے کا سارا ایک ہڈی کی شکل میں ہوگا۔ اور یہی اس کے پہچانے کی علامت ہوگی۔ مہلک نے اسے ظاہر پر محمول کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ جب چہرہ میں گوشت کا گھڑا نہیں رہے گا۔ اور سورج بہت قریب ہوگا۔ تو دھوپ کی اذیت گوشت کے نہ ہونے کی وجہ سے زیادہ ہوگی۔ اس سے دونوں واقعات میں مناسبت بھی ظاہر ہوگئی۔

نصف الاذنی **اِک** **بعضہم** یعنی بعض کو پسینہ کان تک اور بعض کاٹھن

تک بعض کا گھٹنوں تک ہوگا۔ اور بعض کا نصف کان تک ہوگا۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى لَا يَسْأَلُونَ النَّاسَ إِلْحَافًا وَكَمْ الْغِنَى وَقَوْلِ النَّبِيِّ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا يَجِدُ غِنًى يُغْنِيهِ لِلْفُقَرَاءِ الَّذِينَ أَحْصَرُوا

فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا يَسْتَطِيعُونَ ضَرْبًا فِي الْأَرْضِ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ

أَغْنِيَاءَ مِنَ التَّعَفُّفِ إِلَى قَوْلِهِ فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ

ترجمہ۔ باب اللہ تعالیٰ کا یہ قول کہ لوگوں سے چمٹ چمٹ کر سوال نہیں کرتے۔ اور غنی

کتنی مقدار میں حاصل ہوا ہے۔ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ اتنا مال نہیں

رکھتا جو اس کو غنی کر دے۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں صدقات ان فقرا کے لئے ہے۔ جو

اللہ تعالیٰ کے راستے میں روک دیئے گئے ہیں۔ جو زمین پر چل پھر کر کام کاج کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ سوال سے بچنے کی وجہ سے ناواقف حال ان کو غنی سمجھتا ہے۔ اِنَّ اللہَ بِہِمْ عَلِیْمٌ تَبَرَّکَ اَیُّہُ الَّذِیْ یُخْفِی السُّرُوءَ۔

حدیث نمبر ۱۲۸۵ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ السَّمْعَتِيُّ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ الْمُسْكِينُ الَّذِي تَرُدُّهُ الْأُكْلَةُ وَالْأُكْلَتَانِ وَلَكِنَّ الْمُسْكِينَ الَّذِي لَيْسَ لَهُ غِنًى وَیَسْتَحْیِ أَوْ لَا یَسْأَلُ النَّاسَ الْحَافًا۔

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ مسکین اور غریب وہ نہیں ہے۔ جسے ایک لقمہ یا دو لقمے واپس کر دیں۔ لیکن حقیقی مسکین وہ ہے۔ جس کے پاس اتنا مال نہ ہو جو اسے سوال سے بے پروا کر دے۔ شرم کرے یا لوگوں سے چمٹ چمٹ کر نہ مانگے۔

حدیث نمبر ۱۲۸۶ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ كَتَبَ مَعَاوِيَةُ إِلَى الْمَخْزُومَةِ بِنْتِ شُعْبَةَ أَنْ كُتِبَ إِلَيْهَا بِشَيْءٍ سَمِعَتْهُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ اللَّهَ كَرِهَ لَكُمْ ثَلَاثًا قِيلَ وَقَالَ وَإِضَاعَةُ الْمَالِ وَكَثْرَةُ السُّؤَالِ۔

ترجمہ۔ حضرت امیر معاویہؓ نے حضرت مغیرہ بن شعبہؓ صحابی کی طرف خط لکھا کہ تم مجھے ایسی بات لکھ کر بھیجو جو تم نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہو۔ انہوں نے لکھا کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے۔ اللہ تعالیٰ تمہارے لئے تین چیزیں ناپسند کرتا ہے۔ فضول باتیں۔ مال کو ضائع کرنا اور بہت مانگنا۔

حدیث نمبر ۱۲۸۷ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَزِيرٍ الزُّهْرِيُّ عَنْ أَبِيهِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَاصٍ قَالَ أَعْطَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَهْطًا وَأَنَا جَالِسٌ فِيهِمْ قَالَ فَتَرَكْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا فَيَسْأَلُ لَمْ يُعْطِمْ وَهُوَ أَعْجَبُهُمْ إِلَى فَقُمْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَارَرْتُهُ فَقُلْتُ مَا لَكَ عَنْ فَلَانٍ وَاللَّهِ إِنِّي لَأُرَاهُ مُؤْمِنًا قَالَ أَوْ مُسْلِمًا قَالَ فَسَكَتُ

قَلِيلًا ثُمَّ غَلَبَنِي مَا أَعْلَمُ فِيهِ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا لَكَ عَنْ فُلَانٍ قَالَ اللَّهُ
إِنِّي لَأُرَاهُ مُؤْمِنًا قَالَ أَوْ مُسْلِمًا قَالَ فَسَكَتُ قَلِيلًا ثُمَّ غَلَبَنِي مَا أَعْلَمُ فِيهِ
فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا لَكَ مِنْ فُلَانٍ وَاللَّهِ إِنِّي لَأُرَاهُ مُؤْمِنًا قَالَ أَوْ مُسْلِمًا
ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَالَ إِنِّي لَا أُعْطِي الرَّجُلَ وَغَيْرُهُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْهُ خَشْيَةً أَنْ
يَكْتُبُ فِي الثَّارِ عَلَى وَجْهِهِ فَقَالَ فِي حَدِيثِهِمْ فَضْرَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ وَقَجَعَ بَيْنَ عُنُقِي وَكَتَفِي ثُمَّ قَالَ أَتَيْدُ أَيْ سَعْدُ إِنِّي
لَا أُعْطِي الرَّجُلَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ فَكَبُّوا قُلُوبًا مَكْبًا أَكَبَ الرَّجُلُ إِذَا
كَانَ فِعْلُهُ غَيْرَ وَاقِعٍ عَلَى أَحَدٍ فَإِذَا وَقَعَ الْفِعْلُ قُلْتُ كَتَبَهُ اللَّهُ بِوَجْهِهِ
وَكَتَبْتُهُ أَنَا قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ صَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ هُوَ أَكْبَرُ مِنَ الزُّهْرِيِّ وَهُوَ
قَدْ أَدْرَكَ ابْنَ عُمَرَ -

ترجمہ - حضرت سعد بن ابی وقاصؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
ایک جماعت پر عطیہ کیا۔ جن میں میں بھی بیٹھا ہوا تھا۔ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے ان میں ایک ایسے شخص کو چھوڑ دیا جو میرے نزدیک زیادہ پسندیدہ تھا۔ میں نے اٹھ کر
آہستہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بات کی۔ میں نے کہا حضرت! آپ فلاں شخص سے
کیوں اعراض فرماتے ہیں۔ حالانکہ میں تو اللہ کی قسم! اسے مؤمن سمجھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا مؤمن
نہیں مسلم کہو۔ راوی فرماتے ہیں۔ پس تقوڑی دیر میں خاموش رہا۔ پھر اس کا وہ حال جو مجھے معلوم
تھا مجھ پر غالب آگیا تو میں نے کہا۔ یا رسول اللہ! آپ فلاں شخص سے کیوں اعراض کرتے ہیں۔
اللہ کی قسم میں تو اسے مؤمن سمجھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ مؤمن نہ کہو مسلمان کہو۔ تین مرتبہ
یہ گفتگو ہوئی۔ جس کے بعد آپ نے فرمایا۔ میں جو کسی آدمی کو دیتا ہوں۔ حالانکہ دوسرا میرے نزدیک
اس سے زیادہ محبوب ہوتا ہے۔ وہ اس خطرہ کے پیش نظر دیتا ہوں کہ کہیں وہ چہرے کے بل جہنم
میں نہ گر جائے۔ اور اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے
ہاتھ سے میری گردن اور کندھے کے درمیان مٹکا مارا۔ پھر فرمایا اے سعد! متوجہ ہو جاؤ۔ بیشک
میں آدمی کو اس لئے دیتا ہوں الخ امام بخاریؒ الفاظ کی تشریح فرماتے ہیں۔ کبکبو کے معنی

اٹے ڈالے جائیں گے۔ مکتبہ اوندھے منہ۔ اکب الرجل۔ اس وقت بولتے ہیں۔ جب اس کا فعل کسی دوسرے پر واقع نہ ہو۔ جب واقع ہو تو کہتے ہیں۔ کبہ اللہ لوجہہ و کببت انا خلاصہ یہ ہے۔ کہ اکب لازم ہے۔ اور کب متعدی ہے۔ نیز! امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ صالح بن کیسان محدث امام زہریؒ سے عمر میں بڑے ہیں۔ اور انہوں نے حضرت ابن عمرؓ کا زمانہ پایا ہے۔

حدیث نمبر ۳۸۸۸ حَدَّثَنَا اسْمَعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ

رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ الْمُسْكِينُ الَّذِي يَطُوفُ عَلَى النَّاسِ تَرْدُهُ الثَّمَةُ وَاللُّقْمَتَانِ وَالْمَرَّةُ وَالْمَرَّتَانِ وَلَكِنَّ الْمُسْكِينَ الَّذِي لَا يَجِدُ غَنًى يُغْنِيهِ وَلَا يُفَاتِنُ بِهِ فَيُتَصَدَّقُ عَلَيْهِ وَلَا يَقُومُ فَيَسْأَلُ النَّاسَ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مسکین وہ نہیں ہے۔ جو لوگوں کے پاس گھومتا پھرتا ہے۔ جسے ایک لقمہ یا دو لقمے ایک کھجور کا دانہ یا دو دانے واپس کر دیتے ہیں۔ لیکن درحقیقت مسکین و غریب وہ ہے جو اتنا سرمایہ نہیں رکھتا جو اس کی ضروریات پوری کر دے۔ اور نہ ہی کسی کو اس کے متعلق علم ہو سکتا ہے۔ کہ اس پر صدقہ کیا جائے اور نہ ہی خود کھڑے ہو کر لوگوں سے سوال کر سکتا ہے۔

حدیث نمبر ۳۸۹۱ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَأَنْ تَأْخُذَ أَحَدُكُمْ حَبْلَهُ ثُمَّ يَفْدُوَ وَأَوْحِشَهُ قَالَ إِلَى الْجَبَلِ فَيَحْتَطِبُ يَبِيعُ فَيَاكُلُ وَيَتَصَدَّقُ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَسْأَلَ النَّاسَ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا۔ کہ تم میں سے ایک آدمی اپنی رسی لے کر صبح کو پہاڑ کی طرف چلا جائے۔ لکڑیاں جمع کر کے بیچ دے۔ خود بھی کھائے اور صدقہ بھی کرے۔ یہ بہتر ہے اس سے کہ لوگوں سے مانگتا پھرے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ لیس لہ غنی یعنی اتنا مال نہیں جو اسے سوال کرنے

سے بے پرواہ کر دے بلکہ سوال کرنے سے پھیر دے۔ وہ اس قدر ہے کہ اس کے اس دن

کی ضروریات پوری کر دے۔ کیونکہ جب آدمی کو اس قدر میسر ہو جائے تو وہ سوال کرنے سے مستغنی ہو جائے گا۔ یہی وہ مقدار ہے جس کو ترجمہ کا جز بنایا گیا تھا۔

غشیتہ الغنی فی النّار یا تو مرتد ہو کر ہمیشہ کے لئے جہنم میں گرے گا۔ یا اگر ہمیشہ جہنم میں نہ رہے۔ مگر سوال حرام کی وجہ سے جہنم میں داخل ہوگا۔ اس سے ترجمہ ظاہر ہو گیا۔
تشریح از شیخ زکریاؒ **لیس له غنی** امام بخاریؒ نے ترجمہ میں کم الغنی کہ غنی کی کیا مقدار ہے۔ احادیث باب میں سے کسی حدیث سے یہ مقدار ثابت نہیں ہوتی تو قطب گنگوہیؒ نے اس اشکال کا جواب دیا۔ جو بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس قدر مال ہو جو اس کی ایک دن اور رات کی ضرورت پوری کر دے۔ بعض روایات میں پچاس درہم وارد ہوا ہے۔ اور بعض میں اوقیہ کا لفظ وارد ہے۔ لیکن یہ احادیث امام بخاریؒ کی شرط کے مطابق نہیں تھیں۔ اس لئے ان کو بیان نہیں کیا۔ اور یہ بھی ہے **غنی** **یغنیہ** سے استفادہ کیا ہو۔ کیونکہ اس کے معنی ہیں۔ وہ شئی جو اس کی ضرورت پوری کر دے۔ علامہ سندھیؒ فرماتے ہیں کہ اتنی مقدار جس سے سوال کرنا حرام ہو جائے وہ قوت الیوم واللیلۃ ہے۔

لا یستلوا الناس سے مراد سوال کی حرمت ثابت کرنا ہے اور یہ بھی کہ کتنی مقدار سے سوال کرنا حرام ہو جائے گا۔

لا یتطیعون اس سے یہ معلوم ہوا کہ جو زمین میں چل پھر کر کما سکتا ہے اس کے لئے سوال کرنا حرام ہے۔ کیونکہ وہ غنی ہے۔

ولکن المسکین حضرت امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک غنی یہ ہے کہ انسان نصاب زکوٰۃ کا مالک ہو۔ جس کو زکوٰۃ لینا حرام ہے۔ آپ کا مستدل ابن عباسؓ کی روایت ہے۔ جس میں ہے **تؤخذ من اغنیاء ہم و ترد علی فقرائهم** کہ غنیوں سے زکوٰۃ لی جائے اور ان کے فقر پر خرچ کی جائے۔ جس سے زکوٰۃ لی جائے اس کو غنی کہا گیا ہے۔ اور وہ مالک نصاب ہوتا ہے۔ اس طرح احناف کے نزدیک غنی کی تین اقسام ہوتیں۔ ایک تو مایو جب الزکوٰۃ جو مال زکوٰۃ کو واجب کرے۔ دوسرا جو زکوٰۃ لینا حرام کر دے۔ تیسرا جو سوال کرنا حرام کر دے۔ ایجاب زکوٰۃ تو بعد حولان حول یعنی سال گزرنے کے بعد ہوگا اور زکوٰۃ لینا

محض مالک نصاب ہونے سے حرام ہو جائے گا اور تیسرا جس سے سوال حرام ہو وہ یہ کہ قوت یوم و لیلۃ کا مالک ہو۔ اور اتنا کپڑا موجود ہو۔ جس سے تنگ چھپا سکے۔ دیگر ائمہ کے نزدیک بہت اختلاف ہے۔ جس سے مسئلہ غلط ملط ہو جاتا ہے۔ اخاف کا مسلک واضح ہے۔

ہندہ ایظمہ الترجمۃ ظاہر ترجمہ سے یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ حکم مسلمانوں کے لئے ہے۔ مگر قطب گنگوہیؒ نے جو توجیہ فرمائی ہے۔ سُئِلَ فِي النَّارِ سے اگر غلو د مراد ہے تو یہ مرتد کے لئے ہے۔ اگر دخول جہنم مراد ہے تو یہ اس مسلمان کے لئے ہے جو سوال حرام کا مرتکب ہو۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ ترجمۃ الباب سے مطابقت اس طرح ہے۔ کہ جس شخص کو آپؐ نے چھوڑ دیا تھا۔ حضرت سعدؓ کی مراجعت کے باوجود اس نے سوال نہیں کیا۔

الحاصل حدیث باب سے دو امر کی طرف اشارہ ہوا ایک تو یہ کہ عطیہ کرنے کی حکمت بتلائی اور جمیل کو محرم فرمایا۔ کیونکہ مولفۃ القلوب کے مرتد ہونے کا خطرہ تھا۔ جو جمیل کے محرم کرنے میں نہیں تھا۔ دوسرا حکم یہ ثابت ہوا کہ امر باطنی کے متعلق وثوق سے کوئی بات نہ کی جائے۔ البتہ ظاہر امر پر ثنا جائز ہے۔

بَابُ خَرْصِ التَّمْرِ

ترجمہ۔ بھجور کا اندازہ لگانا جسے ہندی میں کنترہ کہتے ہیں۔

حدیث نمبر ۱۲۹۰ حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ بَكَّارٍ عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ غَزَوْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزْوَةَ تَبُوكَ فَلَمَّا جَاءَ وَادِي الْقُرَى إِذَا امْرَأَةٌ فِي حَدِيقَةٍ لَهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَصْحَابِهِ اخْرِصُوا وَخَرَصَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرَةَ أَوْسُقَ فَقَالَ لَهَا أَحْصِي مَا يَخْرُجُ مِنْهَا فَلَمَّا أَتَيْنَا تَبُوكَ قَالَ أَمَّا إِنْهُمَا سَمْتُ اللَّيْلَةِ رِيحٌ شَدِيدَةٌ وَلَا يَقُومَنَّ أَحَدٌ وَمَنْ كَانَ مَعَهُ بَعِيرٌ فَلْيَعْقِلْهُ فَعَقَلَهَا وَهَبَتْ رِيحٌ شَدِيدَةٌ فَقَامَ رَجُلٌ فَأَلْقَتْهُ بِحَبْلِي طَيِّئٌ وَأَهْدَى مِلْكٌ أَيْلَةً لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَغْلَةً بَيْضَاءَ وَكَسَاهُ بُرْدًا وَكَتَبَ لَهُ بِبَحْرِهِمْ

فَلَمَّا أَتَى وَادِيَ الْقُرَى قَالَ لِلْمَرْءِ كَمْ جَاءَتْ حَدِيقَتُكَ قَالَتْ عَشْرَةٌ
 أَوْ سَقِي خَرَصَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ إِنِّي مُتَعَجِّلٌ إِلَى الْمَدِينَةِ فَمَنْ أَرَادَ مِنْكُمْ أَنْ يَتَعَجَّلَ مَعِيَ فَلْيَتَعَجَّلْ
 فَلَمَّا قَالَ ابْنُ بُكَارٍ كَلِمَةً مَعْنَاهُ أَشْرَفَ عَلَى الْمَدِينَةِ قَالَ هَذِهِ طَابَةُ
 فَلَمَّا رَأَى أَحَدًا قَالَ هَذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ إِلَّا أَخْبِرُكُمْ بِخَيْرٍ
 دُورٍ الْأَنْصَارِ قَالُوا بَلَى قَالَ دُورُ بَنِي التَّجَارِ ثُمَّ دُورُ بَنِي عَبْدِ الْأَشْمَلِ ثُمَّ
 دُورُ بَنِي سَاعِدَةَ أَوْ دُورُ بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَنْدَجِ وَفِي كُلِّ دُورٍ الْأَنْصَارِ
 يَعْنِي خَيْرًا قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ كُلُّ بُسْتَانٍ عَلَيْهِ حَائِطٌ فَهْمُ وَحَدِيقَةٌ وَمَا
 لَمْ يَكُنْ عَلَيْهِ حَائِطٌ لَا يَقَالُ حَدِيقَةٌ وَقَالَ سُلَيْمَانُ الْأَشْمُ دَارُ بَنِي الْحَارِثِ
 ابْنِ الْخَزَرَجِ ثُمَّ بَنِي سَاعِدَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 قَالَ أَحَدُ جَبَلٍ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ -

ترجمہ۔ حضرت ابو حمید الساعدیؒ فرماتے ہیں کہ ہم غزوہ تبوک میں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ
 وسلم کے ہمراہ جہاد کے لئے نکلے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم وادی القری میں پہنچے تو کیا
 دیکھتے ہیں کہ ایک عورت اپنے باغ کے اندر کھڑی ہے۔ آپؐ نے اپنے صحابہ کرامؓ سے فرمایا۔
 اس کے باغ کا کنترہ کرو۔ اور خود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا دس
 دس کا اندازہ فرمایا (ایک دس ساٹھ صاع کا اور ایک صاع چار سیر کا ہوتا ہے) پس حضور
 اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت سے فرمایا کہ جو کچھ اس باغ کی پیداوار نکلے اس کو
 شمار کر کے حفاظت کرو۔ پس جب ہم تبوک پہنچے تو آپؐ نے فرمایا کہ آج ایک سخت
 آندھی چلے گی۔ کوئی شخص کھڑا نہ ہو۔ اور جس کے ساتھ اونٹ ہو۔ وہ اس کے گھٹنے باندھ
 دے۔ پس ہم نے ان کو باندھ لیا۔ اور سخت آندھی چلی تو ایک آدمی اٹھ کھڑا ہوا جسے آندھی
 نے قبیلہ طے کے دو پہاڑوں میں جا پھینکا اور ایلہ کے بادشاہ نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ
 وسلم کو ایک سفید خچر ہدیہ کے طور پر دیا۔ جس کو اس نے چادریں پہنائی ہوئی تھیں اور آپؐ نے
 اس کے لئے اس کا سمندری علاقہ لکھ دیا کہ تو اس کا بادشاہ ہے اور جو جزیرہ مقرر تھا اس کو

برقرار رکھا۔ پھر جب دادی القرئی واپس پہنچے تو آپؐ نے اس عورت سے پوچھا تیرا باغ کس قدر پھل لایا۔ اس نے وہی دس دس بتلائے۔ جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اندازہ فرماتے تھے۔ پھر جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں جلدی مدینہ جا رہا ہوں۔ تم میں سے جو شخص جلدی میرے ساتھ جاتا چاہے۔ وہ جلدی کر لے۔ پس جب مدینہ نظر آیا۔ تو آپؐ نے فرمایا یہ طایبہ ہے۔ جب احد پہاڑ کو دیکھا تو فرمایا۔ یہ پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ میں تمہیں انصار کے بہترین محلوں کی خبر دوں۔ ہم صحابہ نے کہا۔ کیوں نہیں۔ تو آپؐ نے فرمایا۔ پہلے تو بنو النجار کا محلہ بہتر ہے پھر بنو عبد الاشہل کا محلہ پھر بنو ساعدہ کا محلہ یا بنو الحارث بن الخزرج کا محلہ اور انصار کے تمام محلوں میں خیر ہی خیر ہے۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں ہر وہ باغ جس کے ارد گرد دیوار بنی ہوئی ہو۔ اس کو حدیقہ کہتے ہیں۔ اگر دیوار نہ ہو تو اسے حدیقہ نہیں کہا جاتا۔ سلیمان کی سند میں بنو الحارث بن الخزرج کے محلہ کا ذکر پہلے ہے۔ اور بنو ساعدہ کے محلہ کا ذکر بعد میں ہے۔ اور روایت میں ہذا جبل کی بجائے احد جبل یجبنا وحبہ ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ | اس باب سے مقصد پھلوں کے اندازہ کرنے کا جواز

ثابت کرتا ہے۔ حتیٰ کہ عشرہ والی زمین اور عرایا وغیرہ صدقات میں بھی جائز ہے۔ اگرچہ اندازہ سے خرید و فروخت ناجائز ہے۔ کیونکہ اس میں تبادلہ نہیں ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ | ابن رشد نے بتا دیا کہ نصاب کو اندازہ سے

مقرر کرنا اور اس کا اعتبار کرنا۔ جمہور علماء کے نزدیک کھجور اور انگور میں جائز ہے۔ جب کہ وہ پکنے لگیں۔ داؤد ظاہری صرف کھجور میں اس کی اجازت دیتے ہیں۔ اور علماء احنافؒ فرماتے ہیں۔ کہ خرص باطل ہے۔ رب المال کے قبضہ میں جو کچھ آئے اس کا عشرہ ادا کرے۔ خواہ وہ خرص سے بڑھ جائے یا کم ہو جائے۔ بات یہ ہے کہ اگرچہ احادیث سے خرص بھی ثابت ہے۔ مگر وہ روایات جن سے اصول و ضوابط معلوم ہوتے ہیں۔ وہ ان کے معارض ہیں۔ مثلاً آپؐ نے بیع مزانبہ سے منع فرمایا۔ وہ بیع التمر فی رؤس النخل بالتمر کیلئے کو کہتے ہیں۔ کہ درختوں پر لٹکی ہوئی کھجور اور انگور کو ڈھیری والی کھجور سے تبادلہ کیا جائے۔ نیز آپؐ نے بیع الرطب بالتمر کو نسیئہ منع فرمایا ہے۔ رما خیبر والامعاطہ تو وہ زکوٰۃ کے طور پر نہیں تھا۔ بلکہ وہ ایک تخمینہ تھا۔ جس سے

ہر قوم کے پھلوں کو معلوم کرنا تھا۔ رہے جو ب یعنی دانے ان کے خرص نہ کرنے پر سب کا اتفاق ہے۔ اور شیخ گنگوہیؒ کا میلان اس کے جواز کی طرف ہے۔ حتیٰ کہ عشر اور عرایا میں بھی جواز کے قائل ہیں۔ کیونکہ حدیث سے ثابت ہے۔ تاویل نہ کرنی چاہیے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ | **قاسم رحیل** | یہ بیان واقع کلمہ ہے۔ اس میں تصریح نہیں ہے۔ کہ وہ آدمی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں میں سے تھا یا کوئی اور آدمی تھا۔ ظاہر یہی ہے کہ وہ صحابی نہیں تھا۔ اس حدیث سے مقصود آدھی کی شدت بیان کرنا ہے۔ تاکہ وہ لوگ خود بھی محفوظ ہوں اور ان کی سواریاں بھی محفوظ رہیں۔ نیز! شیخ گنگوہیؒ نے جو اشرف کی تحقیق فرمائی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ صرف لٹا کا تعلق اشرف سے ہے **قال** سے نہیں۔ **خیر دور الانصار** ان کی خیریت قدیم الاسلام ہونے اور نصرت میں سبقت کرنے کی وجہ سے ہے۔

تشریح از قاسمی | **احمد رحیل** | **یحبنا** اذ یا تو تحقیقی معنی مراد ہیں کہ جیسے اللہ تعالیٰ نے کعبہ کے تنے میں محبت پیدا کر دی تھی یا پتھر آپ کو سلام کرتے تھے۔ ایسے اُحد بھی محبت کرتا ہو یا مجازی معنی ہیں کہ اہل الجبال یعنی انصار ہم سے محبت کرتے ہیں اور ہم ان سے محبت کرتے ہیں۔

بَابُ الْعُشْرِ فِيمَا يُسْقَى مِنْ مَّاءِ السَّمَاءِ وَالْمَاءِ الْجَارِي
وَلَمْ يَرَعُمَرُّ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ فِي الْعَسَلِ شَيْئًا

ترجمہ۔ عشر ان اراضی ہے جن کو بارش کے پانی سے یا چالو پانی سے سیراب کیا جاتا ہو۔ حضرت عمر بن عبد العزیزؒ کے اندر کچھ بھی واجب نہیں کرتے تھے۔

حدیث نمبر ۱۲۹۱ **حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ عَنْ أَبِيهِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِيمَا سَقَتِ السَّمَاءُ وَالْعِيُونُ أَوْ كَانَ عَثَرَتَا الْعُشْرِ وَمَا سَقَى بِالتَّضْحِ نِصْفُ الْعُشْرِ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ هَذَا تَفْسِيرُ الْأَوَّلِ لِأَنَّهُ لَمْ يُوقَّتْ فِي الْأَوَّلِ يَعْنِي حَدِيثَ بِنِ عُمَرَ فِيمَا سَقَتِ السَّمَاءُ الْعُشْرُ**

وَبَيِّنَ فِي هَذَا وَقْتَ وَالزِّيَادَةَ مَقْبُولَةً وَالْمُنْسَرُ يَقْضَى عَلَى الْمُهَمِّ إِذَا رَوَاهُ
أَهْلُ الثَّقَاتِ كَمَا رَوَى الْفَضْلُ بْنُ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لَمْ يُصَلِّ فِي الْكُعبَةِ وَقَالَ بِلَالٌ قَدْ صَلَّيْتُ فَأَخَذَ بِقَوْلِ بِلَالٍ وَتَرِكَ
قَوْلَ الْفَضْلِ.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ
آپؐ نے ارشاد فرمایا۔ جو زمین بارش کے پانی یا چشموں کے پانی سے سیراب ہو یا سیلابی پانی سے
سیراب ہو تو اس کی پیداوار میں دسواں حصہ ہے۔ اور جو کھینچے ہوئے پانی سے سیراب ہو تو اس
کی پیداوار میں بیسواں حصہ ہے۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں یہ پہلی حدیث کی تفسیر ہے۔ کیونکہ حفرة
کی پہلی حدیث میں تفصیل بیان نہیں ہوئی اور اس حدیث میں فیما سقت السماء میں تفصیل
اور تحدید ہو گئی اور زیادتی ثقہ کی مقبول ہوتی ہے۔ اور مفسر حدیث مبہم کے خلاف فیصلہ کن
ثابت ہوتی ہے۔ جب کہ ثقہ لوگ اس کی تفسیر کریں۔ جیسے حضرت فضل بن عباسؓ فرماتے ہیں۔
کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خانہ کعبہ میں نماز نہیں پڑھی۔ حضرت بلالؓ فرماتے ہیں کہ
پڑھی ہے۔ تو حضرت بلالؓ کے قول کو لیا گیا اور فضل بن عباسؓ کے قول کو چھوڑ دیا گیا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ | لم یوقت دبیت فی ۱۱۱ | ہذا لیکن یہ صحیح نہیں اس

لئے کہ حضرت ابن عمرؓ کی روایت میں کوئی ابہام نہیں جس کے نتیجہ میں ابوسعید کی روایت
کو اس کی تفسیر قرار دیا جائے بلکہ دونوں روایتوں کے معنی ظاہر اور واضح ہیں۔ جو بیان کے
محتاج نہیں۔ کیونکہ دونوں روایتیں دو امر کو ثابت کر رہی ہیں۔ ایک کو دوسرے پر حمل کرنے
کی کوئی ضرورت نہیں۔ امام بخاریؒ کا والزیادة مقبولة یہ مسلم ہے جس میں کوئی شک نہیں۔
کہ ثقہ کی زیادتی مقبول ہوتی ہے۔ جب کہ وہ ادنیٰ کی روایت کے منافی نہ ہو۔ لیکن یہ ضابطہ
امام بخاریؒ کے لئے مفید نہیں۔ اس لئے کہ زیادتی تو ابن عمرؓ کی روایت میں ہے۔ ابوسعید کی
روایت میں نہیں ہے۔ اس لئے کہ ما دون خمتہ ادنیٰ کو ابوسعید کی روایت شامل نہیں ہے۔
بلکہ مفہوم مخالف کے طریق پر عشر کی نفی ہو رہی ہے۔ البتہ ابن عمرؓ کی روایت اس کو شامل ہے۔
اور وہ عشر کا حکم ثابت کر رہی ہے۔ تو یہ معنوی زیادہ ہے۔ تو ابن عمرؓ کی حدیث کے حکم کی

زیادتی کو قبول کیا جائے گا۔ جیسا کہ مؤلف نے قاعدہ باندھا ہے۔ اس طرح حضرت بلالؓ کی روایت سے مثال بیان کرنا بھی صحیح نہیں۔ اس لئے کہ اس میں نہ مفتر ہے نہ مبہم ہے اور نہ ہی کوئی ثقہ کی زیادتی ہے بلکہ اس کو تو ایک دوسرے ضابطہ کے تحت اختیار کیا گیا ہے۔ وہ ضابطہ یہ ہے کہ مثبت نافی سے اولیٰ ہے۔ اگر مصنفؒ کی مراد الزیادۃ مقبولہ کے یہ معنی ہیں تو ابن عمرؓ کی روایت مثبت ہے جس سے فیما دونہ خمسۃ ادستق کا حکم ثابت ہو رہا ہے۔ ابوسعیدؓ کی روایت تو مفہوم مخالف کے طور پر نافی ہے۔ لہذا اس ضابطہ کے مطابق اس میں حضرت ابن عمرؓ کی روایت پر عمل کرنا لازم ہے۔ کہ فیما دونہ خمسۃ ادستق پر عشر واجب ہوگا۔

تشریح از شیخ زکریا | اگر حضرت ابن عمرؓ کی روایت پر اشکال ہو کہ وہ تو مجمل ہے۔

جس کی تفسیر لیس فیما دونہ خمسۃ ادستق صدقہ سے ہو گئی۔ کہا جائے گا۔ کہ فیما سقت السمار کلمہ ما عموم کا ہے۔ جس کو عموم پر رکھا جائے تخصیص نہ کی جائے۔ اس مسئلہ مختلف فیہا کی توضیح یہ ہے۔ کہ جنوب و ثمار یعنی دانے اور پھلوں کا نصاب ائمہ ثلاثہ کے نزدیک پانچ دس ہے اور ابوسعیدؓ کی روایت میں جو صدقہ ہے اس سے عشر مراد لیتے ہیں۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ زکوٰۃ مراد لیتے ہیں۔ کہ ابوسعیدؓ کی روایت میں زکوٰۃ تجارت پر محمول ہے۔ اور احنافؒ نے ایک روایت خاصہ سے بھی استدلال کیا ہے جس کو امام طحاویؒ نے حضرت جابر بن عبد اللہؓ نے مرفوعاً نقل کیا ہے۔ دفعۃ کل عشرۃ اقناء قنوں ترجمہ کہ ہر دس خوشے پر ایک خوشہ صدقہ ہے۔ یوضع فی المساجد للمساکین۔ کہ اسے مسکینوں کے لئے مساجد میں رکھا جائے۔ چنانچہ امام بخاریؒ نے خود ترجمہ باندھا ہے۔ تعليق القنوں فی المسجد۔ مسجد کے اندر خوشہ لٹکانا۔ دکان علیہا معاذ بن جبل یعنی معاذ بن جبل ان خوشوں کے منتظم تھے۔ چنانچہ ابن العربیؒ فرماتے ہیں کہ تمام مذاہب میں سے احناف کا مسلک دلیل کے اعتبار سے بھی قوی ہے۔ کیونکہ وہ عموم آیت اور عموم حدیث سے ثابت ہے اور مساکین کے بھی موافق ہے۔ اور شکر نعمت کے طور پر بھی افضل ہے۔ حضرات ائمہ ثلاثہؒ نے حضرت ابوسعیدؓ کی روایت کے دس جوابات دیئے ہیں۔ جن کی تفصیل ادجز میں ہے۔ ابوسعیدؓ کا سب سے اچھا جواب میرے نزدیک یہ ہے۔ کہ فیما دونہ خمسۃ ادستق کو خود ادا

کریں۔ بیت المال میں لے جانے کی ضرورت نہیں زائد کو بیت المال میں داخل کیا جائے۔

تشریح از قاسمی لم یہ عمر بن عبد العزیز فی العسل شیئا ای

من الزکوٰۃ اس ترجمہ میں شہد کا ذکر کرنا اس بات پر تنبیہ ہے کہ حدیث کا تقاضا یہ ہے کہ عشر فیما سقت السماء کے ساتھ خاص ہے۔ عسل اس میں سے نہیں ہے۔

اس لئے اس پر عشر نہیں ہوگا۔ گویا کہ حنفیہ پر رد کرنا ہے۔ یا اختلاف کی

طرف اشارہ کرنا ہے۔ موطا امام محمد میں روایت ہے۔ اما العسل فیہ العشر جبکہ پانچ

مشکیزے ہو۔ لیکن امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں۔ فی قلیلہ و کثیرہ العشر امام شافعی اور امام

ابو یوسف فرماتے ہیں۔ لا شیئ فی العسل حالانکہ امام ترمذی اور ابن ماجہ نے ابن عمر

سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ فی العسل فی کل عشر از قزقہ علامہ عینی

فرماتے ہیں۔ کہ امام بخاری کی غرض ہذا تفسیر الاول سے یہ ہے کہ حدیث ابن عمر تو

نصاب اور دون نصاب سب کو شامل ہے۔ اور حدیث ابو سعید لیس فیما دون خمسہ

اوستو صدقہ یہ قدر نصاب کے ساتھ خاص ہے۔ اور خاص اور عام جب متعارض ہوں۔ تو

خاص عام میں تخصیص پیدا کر دے گا۔ قضی علیہ کا یہی مقصد ہے۔ لیکن علماء احناف فرماتے ہیں۔

کہ عام کو اپنے عموم پر رہنے دیا جائے۔ اس میں تخصیص نہ کی جائے۔ اس جگہ تاریخ معلوم نہیں

کہ کون مقدم ہے کون مؤخر ہے۔ اس لئے احتیاط یہی ہے کہ عام کو آخر قرار دیا جائے دوسرے

یہ ہے کہ آپ نے صدقہ کی نفی فرمائی ہے۔ عشر کی نفی نہیں فرمائی۔ واقعی صدقات کو تو آیت

زکوٰۃ نے منسوخ کر دیا۔ لیکن عشر تو صدقہ ہی نہیں ہے۔ بلکہ یہ تو ایک قسم کا ٹیکس ہے جو وقف

زمین پر بھی عائد ہوتا ہے۔ حالانکہ وقف پر زکوٰۃ نہیں۔

بَابُ لَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ صَدَقَةٌ

ترجمہ۔ پانچ وسق سے کم پر صدقہ نہیں ہے۔

حدیث نمبر ۱۲۹۲ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنْ

النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ فِيمَا أَقَلَّ مِنْ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ صَدَقَةٌ

وَلَا فِي أَقَلِّ مِنْ خَمْسٍ مِنَ الْإِبِلِ الزُّوْءِ صَدَقَةٌ وَلَا فِي أَقَلِّ مِنْ خَمْسٍ آوَاقٍ مِنَ الْوَرِقِ صَدَقَةٌ۔

ترجمہ۔ حضرت ابوسعید خدریؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ پانچ دسقی سے کم کھجور پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ اس طرح پانچ اونٹ سے کم پر زکوٰۃ نہیں۔ اور چاندی کے پانچ اوقیہ سے کم پر زکوٰۃ نہیں ہے۔

تشریح از قاسمی | یہ روایت ابی سعیدؓ اگرچہ چارے بخاری کے نسخوں میں بعد میں وارد ہوئی ہے۔ لیکن فربری کے نسخہ میں حدیث ابوسعید پہلے ہے۔ اس کے بعد حدیث ابن عمرؓ وارد ہے۔ اس لئے اقل سے مراد حدیث ابن عمرؓ ہے۔ جو حدیث الباب ہے۔

بَابُ اخْذِ صَدَقَةِ التَّمْرِ عِنْدَ صِرَامِ النَّخْلِ وَهَلْ يُتْرَكُ الصَّبِيُّ فَيَمَسُّ تَمْرَ الصَّدَقَةِ۔

ترجمہ۔ کھجور کا صدقہ کھجور کے کاٹنے کے وقت لیا جائے۔ کیا بچے کو چھوڑ دیا جائے کہ صدقہ کے کھجور کو چھوتار ہے۔

حدیث نمبر ۱۲۹۳ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْإِنْعَنِيُّ هَرِيرَةُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوْتِي بِالتَّمْرِ عِنْدَ صِرَامِ النَّخْلِ فَيَجِيئُ هَذَا ابْتِمَرَهُ وَهَذَا مِنْ تَمْرِهِ حَتَّى يَصِيرَ عِنْدَهُ كَوْمًا مَثُ تَمْرٍ فَجَعَلَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ يَلْعَبَانِ بِذَلِكَ التَّمْرِ فَآخِذًا أَحَدُهُمَا تَمْرَةً فَجَعَلَهُ فِي فِيهِ نَظَرَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَآخَرَجَهُمَا مِنْ فِيهِ فَقَالَ أَمَا عَلِمْتُمْ أَنَّ آلَ مُحَمَّدٍ لَا يَأْكُلُونَ الصَّدَقَةَ۔

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ کھجوروں کی کٹائی کے وقت آپؐ کے پاس کھجور لائی جاتی تھی۔ یہ اپنی کھجور لارہا ہے وہ اپنی کھجور لارہا ہے۔ یہاں تک کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھجوروں کا ڈھیر لگ جاتا۔ حضرت حسنؓ اور حسینؓ اس کھجور سے کھیلنے لگتے تھے۔ ان میں سے ایک نے کھجور کا دانہ لیا اور اپنے منہ میں ڈال لیا۔ تو آپؐ نے ان کی طرف دیکھا اور

وہ دانہ منہ سے نکال لیا۔ فرمایا۔ تم جانتے نہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا خاندان صدقہ کو نہیں کھایا کرتا۔
بَابُ مَنْ بَاعَ ثَمَارَهُ أَوْ خُلَّةَ أَوْ أَرْضَهُ أَوْ زَرْعَهُ وَقَدْ وَجَدَ فِيهِ الْعَشْرُ
أَوِ الصَّدَقَةَ فَأَذَى الزَّكَاةَ مِنْ غَيْرِهِ أَوْ بَاعَ ثَمَارَهُ وَلَمْ تَجِبْ فِيهِ الصَّدَقَةُ
وَقَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَبِيعُوا الثَّمَرَ حَتَّى يَبْدُ وَاصْلَاحُهَا فَلَمْ
يَخْطُرْ الْبَيْعُ بَعْدَ الصَّلَاحِ عَلَى أَحَدٍ وَلَمْ يَخْصُصْ مَنْ وَجِبَتْ عَلَيْهِ الزَّكَاةُ
مِمَّنْ لَمْ تَجِبْ۔

ترجمہ۔ جس شخص نے اپنے پھل بیچ دیئے یا کھجور کے درخت اور زمین یا اپنی کھیتی بیج دی۔ جب کہ اس پر عشر واجب ہو چکا تھا۔ اس طرح زکوٰۃ واجب ہو چکی تھی۔ تو اس نے زکوٰۃ دوسرے مال سے ادا کر دی۔ یا پھلوں کو ایسے حال میں بیچ دیا کہ ان پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوئی تھی۔ اور جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ پھلوں کو اس وقت تک نہ بیچو جب تک کہ ان کی صلاحیت ظاہر نہ ہو جائے۔ اور پکینے کے بعد جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی پر خرید و فروخت کی ممانعت نہیں فرمائی۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی تخصیص نہیں فرمائی کہ کس پر زکوٰۃ واجب ہے اور کس پر نہیں ہے۔

حدیث نمبر ۱۲۹۴ حَدَّثَنَا حُجَّاجُ بْنُ سَمِيعٍ ابْنُ عُمَرَ يَقُولُ نَهَى
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الثَّمَرِ حَتَّى يَبْدُ وَاصْلَاحُهَا وَكَانَ إِذَا
سُئِلَ عَنْ صَلَاحِهَا قَالَ حَتَّى تَذْهَبَ عَاهَتُهَا۔

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کے دانے کی بیج سے منع فرما دیا۔ جب تک اس کی صلاحیت ظاہر نہ ہو۔ اور جب آپؐ سے صلاحیت کے متعلق پوچھا جاتا تو فرماتے کہ اس کی آفت کا خطرہ ٹل جائے۔ یعنی پکنا شروع ہو جائے مٹھاس آنے لگے کھٹاس زائل ہو جائے۔ تو اس وقت وہ بڑھے گا۔ بڑے ہونے کی وجہ سے ضائع نہیں ہوگا اس سے قبل آفت کا شکار ہوگا۔

حدیث نمبر ۱۲۹۵ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ
قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الثَّمَارِ حَتَّى يَبْدُ وَاصْلَاحُهَا۔

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبد اللہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھلوں کی بیع سے منع فرما دیا۔ جب تک ان کی صلاحیت ظاہر نہ ہو۔

حدیث نمبر ۱۲۹۶ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ أَنَسٍ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ بَيْعِ الثَّمَارِ حَتَّى تُنْزِلَهَا قَالَ حَتَّى تَحْمَرَ۔

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھلوں کی بیع سے منع فرما دیا جب تک کہ پکنے نہ لگیں یعنی سرخ ہونے لگیں۔

تشریح از قاسمی | باع شمارہ یہ تعمیم بعد تخصیص ہے۔ مراد یہ ہے کہ وہ کھجور کے درخت جن پر پھل آچکا ہے۔ اور وہ زمین جس پر کھیتی تیار ہو گئی ہے۔ ان کا بیچنا جائز ہے یا نہیں۔ کیونکہ نفس شغل اور ارض پر زکوٰۃ نہیں ہے۔

فلم یخطر البیع خطر کے معنی منع کرنے کے ہیں۔ اس سے امام بخاریؒ امام شافعیؒ پر رد کر رہے ہیں۔ جن کے نزدیک یہ بیع فاسد ہے۔ کیونکہ یہ بیع مایملک و مالایملک کی ہے۔ کہ مسکینوں کا حصہ بھی جس کا وہ مالک نہیں اسے بھی بیع رہا ہے۔ اس لئے یہ سودا ہی فاسد ہو جاتے گا۔ فلم یخطر کو فاسد سے اس لئے ذکر کیا کہ یہ ماقبل کی تفسیر ہے۔

حتیٰ تنہا عاھتہ ظاہراً حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایسی بیع مطلقاً ممنوع ہے۔ حالانکہ اگر بیع کے وقت قطع کی شرط لگا دی جائے تو بالا جماع جائز ہے۔

بَابُ هَلْ يَشْتَرِي صَدَقَتَهُ وَلَا يَأْسُ أَنْ يَشْتَرِيَ صَدَقَةً غَيْرَهُ
لَاَنَّ الْبَيْعَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِمْتَانِهِمُ الْمُتَصَدِّقَ خَاصَّةً عَنِ الشَّرِي وَلَمْ يَنْهَ غَيْرَهُ۔

ترجمہ۔ کیا آدمی اپنے صدقہ کو خرید سکتا ہے۔ اس میں تو کوئی حرج نہیں ہے۔ کہ کسی دوسرے کے صدقہ کو خرید کر لے۔ کیونکہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص کر متصدق (صدقہ کرنے والے) کو خریدنے سے منع فرمایا ہے۔ دوسرے کو منع نہیں فرمایا۔

حدیث نمبر ۱۲۹۷ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْخَطَّابِ تَصَدَّقَ بِفَرَسٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَوَجَدَهُ يُبَاعُ فَأَرَادَ أَنْ يَشْتَرِيهِ

ثُمَّ آتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَأْمَرَهُ فَقَالَ لَا تَعْدُ فِي صَدَقَتِكَ
فَبِذَلِكَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ لَا يَتْرُكُ أَنْ يَبْتَاعَ شَيْئًا قَصْدًا بِهِ إِلَّا جَعَلَهُ
صَدَقَةً.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ حدیث بیان کرتے تھے کہ حضرت عمر بن الخطابؓ نے ایک
گھوڑا اللہ کے راستے میں صدقہ کر دیا پھر دیکھا کہ وہ بک رہا ہے۔ انہوں نے خرید کر لینے کا
ارادہ کیا۔ مگر پھر جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر مشورہ طلب کرنے
لگے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا اپنے صدقہ میں عود نہ کرو۔ اسی بنا پر ابن عمرؓ کسی صدقہ شدہ چیز کو
بکتا ہوا دیکھتے مگر اُسے صدقہ کر کے ہی چھوڑ دیتے۔

حدیث نمبر ۱۲۹۸ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ السَّمْعُوتِيُّ عَنْ عُمَرَ يَقُولُ
جَمَلْتُ عَلَى فَرَسٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَأَضَاعَهُ الَّذِي كَانَ عِنْدَهُ فَأَرَدْتُ
أَنْ أَشْتَرِيهِ وَظَنَنْتُ أَنَّهُ يَبِيعُهُ بِرُخْصٍ فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا تَشْتَرِهِ وَلَا تَعْدُ فِي صَدَقَتِكَ وَإِنْ أَعْطَاكَ بِدْرِهِمْ
فَإِنَّ الْعَائِدُ فِي صَدَقَتِهِ كَالْعَائِدِ فِي قَيْثِهِ.

ترجمہ۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جہاد فی سبیل اللہ میں ایک شخص نے سواری کے لئے
گھوڑا دیا۔ پس اس نے اس کو ضائع کر دیا۔ میں نے اس کے خرید کر لینے کا ارادہ کیا۔ اور
میرا گمان تھا کہ وہ سستے نرخ پر اسے بیچ دے گا۔ اس کے بارے میں میں نے جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ تو آپؐ نے فرمایا اس کو مت خریدو۔ اگرچہ وہ
تمہیں ایک درہم کے بدلے دے دے۔ اپنے صدقہ میں عود نہ کرو۔ کیونکہ اپنے صدقہ میں
عود کرنے والا ایسا ہے۔ جیسے اپنی قے کے اندر عود کرنے والا ہو۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ | العائد فی صدقۃ اس صورت میں عود لازم
ہے۔ اگرچہ بعض اجزاء کے اندر ہو۔ کیونکہ بائع جب داہب متصدق کے پاس سستے
داموں بیچے گا تو جتنی مقدار قیمت کی وہ کم کرے گا۔ تو حکماً وہ حصہ رجوع کیا ہوا شمار ہوگا تو
اس سے بچنا اولیٰ ہے۔

تشریح از شیخ زکریا حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فتح الباری میں فرماتے ہیں کہ متصدق کی غرض ثواب آخرت تھا جب اس نے اپنے صدقہ کو سستے داموں خرید لیا۔ تو گویا اس نے آخرت سے اعراض کر کے دنیا کو اختیار کیا۔ بایں ہمہ عادت یہ ہے کہ مفت میں حاصل کرنے والا شخص غیر متصدق کے پاس سستے داموں بیچتا ہے تو متصدق کے پاس تو اور کمی کرے گا۔ تو وہ اس مقدار سا قسط میں عود کرنے والا ہوا۔ امام بخاری نے حدیث الباب پر دو ترجمے باندھے ہیں۔

ایک تو ہلکے یشتری **الرجل صدقہ** اور **دوسرا لا بأس** **الصدقہ یشتري** صدقہ غیرہ میرے نزدیک **ہلکے یشتري** سے امام بخاری نے ایک مشہور اختلافی مسئلہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ بعض علماء فرماتے ہیں کہ شمار المتصدق صدقہ حرام ہے۔ ظاہر حدیث کی وجہ سے لیکن جہور علماء اسے کراہت تنزیہ پر محمول کرتے ہیں۔ کیونکہ اس میں قبح لغیرہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اگر کوئی شخص ایسے مال کا وارث بن جائے یا تیسرے کی طرف منتقل ہونے کے بعد پھر اسے یہ خرید کر لے تو اس میں کوئی کراہت نہیں ہے۔ یہی احناف اور جہو علماء کا مسلک ہے۔

بَابُ مَا يُذَكَّرُ فِي الصَّدَقَةِ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْإِمَامِ

ترجمہ۔ نبی اکرمؐ اور آپؑ کی آل اور اہل بیت جو صدقہ کیا جاتے اس کے بارے میں جو ذکر کیا جاتا ہے اس باب میں اس کا بیان ہے۔

حدیث نمبر ۱۲۹۹ **أَحَدُنَا آدَمُ** **قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ** **قَالَ أَخَذَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ تَمْرَةً مِّنْ تَمْرِ الصَّدَقَةِ فَجَعَلَهَا فِي فِيهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ لِيَطْرَحَهَا شُمَّ قَالَ أَمَا شَعَرْتُ أَنَا لَا نَأْكُلُ الصَّدَقَةَ** ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضرت حسن بن علیؓ صدقہ کے کھجوروں میں سے ایک کھجور کا دانہ لے لیا۔ اور اسے اپنے منہ میں ڈال دیا۔ جس پر آپؐ نے فرمایا کھجور کا کھجور مقصد یہ تھا کہ کسی طرح وہ اس دانے کو بھینک دے۔ پھر فرمایا کہ تجھے معلوم نہیں کہ ہم لوگ صدقہ نہیں کھاتے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ | کخ یک کلمہ ہے جب سچہ کوئی قبیح کام کرے تو

اس وقت یہ کلمہ بولتے ہیں۔ جیسے ہندی میں چپی چپی ہو ہو کہتے ہیں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ | کخ یک کلمہ زجر ہے جس کا معنی ہے۔ رک جارجا۔

پھینک دے۔ ایک باب منعقد کر کے امام بخاریؒ نے اسے فارسی لفظ معرب قرار دیا

ہے۔ بعض اسے عربی قرار دے کر اسماء اصوات میں سے کہتے ہیں۔

الحاصل امام بخاریؒ نے ترجمہ تو باندھا لیکن اس کا حکم بیان نہیں کیا۔ کیونکہ اس

میں اختلاف مشہور ہے۔ یہاں دو مسئلے ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ صدقہ علی النبیؐ کیسا ہے۔

حافظ فرماتے ہیں۔ نفلی اور فرضی ہر قسم کا صدقہ نبیؐ پر حرام ہے۔ چنانچہ امام احمدؒ سے مروی

ہے کہ ہر قسم کا صدقہ الفطر و زکوٰۃ الاموال نبیؐ اور آل نبیؐ کے لئے حرام ہے۔ اس کے علاوہ

حرام نہیں ہے۔ جیسے قرض۔ ہدیہ۔ فعل معروف یہ حرام نہیں ہیں۔ ایک بات یہ بھی ہے۔ کہ

تحریم صدقہ یہ آپؐ کے خصائص میں سے ہے یا دیگر انبیاء کے لئے بھی حکم تھا۔ ظاہر یہی

ہے کہ ہر قسم کا صدقہ فرض اور نفلی آپؐ پر حرام تھا۔ جس سے پچنا آپؐ کی نبوت کی علامت قرار

دیا گیا۔ چنانچہ حضرت سلمان فارسیؓ فرماتے ہیں یا کلا الہدیۃ ولایا کلا الصدقہ۔

دوسرا مسئلہ آل نبیؐ کا ہے۔ اس میں بھی دو طرح سے بحث ہے۔ ایک آل نبیؐ پر صدقہ کا

کیا حکم ہے اور دوسرا یہ کہ آل سے کون لوگ مراد ہیں۔ اکثر احناف۔ شوافع اور حنابلہ یہی

فرماتے ہیں۔ کہ نفلی صدقہ تو ان کے لئے جائز ہے۔ فرضی حلال نہیں ہے بہر حال منع کے دلائل ظاہر

ہیں۔ کیونکہ آپؐ نے صدقات کو اوساخ الناس فرمایا ہے۔ دوسرا مسئلہ آل سے کون مراد

ہیں۔ بنو ہاشم تو بالا جماع آل میں داخل ہیں۔ البتہ بنو المطلب کے بارے میں اختلاف ہے۔

راج یہی ہے کہ آل سے بنو ہاشم مراد ہیں۔

بَابُ الصَّدَقَةِ عَلَى مَوَالِیْ اَزْوَاجِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

ترجمہ۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ازواجِ مطہرات کے آزاد کردہ غلاموں پر صدقہ

کرنا کیسا ہے۔

حدیث نمبر ۱۳۰۰ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ وَجَدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاةً مَيْتَةً أُعْطِيَتْهَا مَوْلَاةٌ لِمَيْمُونَةَ مِنَ الصَّدَقَةِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلَّا انْتَفَعُمْ بِجُلْدِهَا قَالُوا إِنَّهَا مَيْتَةٌ قَالَ إِنَّهَا حَرُمٌ أَكْلُهَا۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مردہ بکری دیکھی جو حضرت میمونہؓ کی باندی کو صدقہ کے طور پر دی گئی تھی۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم لوگ اس کے چمڑے سے فائدہ حاصل نہیں کرتے۔ انہوں نے کہا۔ حضرت! یہ مردہ ہے۔ فرمایا اس کا کھانا حرام ہے۔ چمڑے سے فائدہ حرام نہیں۔

حدیث نمبر ۱۳۰۱ حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ عَاشِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا أَرَادَتْ أَنْ تَشْتَرِيَ بَرِيرَةَ لِلْعَتَقِ وَأَرَادَ مَوَالِيهَا أَنْ يَشْتَرُطُوا وَلَا عَهَا فَذَكَرَتْ عَاشِشَةُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْتَرِيْهَا فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِي أَعْتَقَ قَالَتْ وَأَيُّ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْحِمُ فَقُلْتُ هَذَا مَا تَصَدَّقَ بِهِ عَلَى بَرِيرَةَ فَقَالَ هُوَ لَهَا صَدَقَةٌ وَلَنَا هَدِيَّةٌ

ترجمہ۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے حضرت بریرہؓ کو آزاد کرنے کے لئے خرید کرنے کا ارادہ کیا۔ تو حضرت بریرہؓ کے مالکوں نے اپنے لئے ان کے لئے دلا کی شرط لگائی حضرت عائشہؓ نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر فرمایا۔ آپؐ نے ان سے فرمایا کہ تم خرید لو۔ دلا راسی کا ہوگا۔ جو اسے آزاد کرے گا۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گوشت لایا گیا۔ میں نے عرض کیا۔ حضرت! یہ تو وہ گوشت ہے۔ جو حضرت بریرہؓ پر صدقہ کیا گیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا ان کے لئے صدقہ اور ہمارے لئے ہدیہ ہے۔

تشریح از قاسمی | انما حرم اكلها اس حدیث سے بہت سے صحابہؓ اور تابعین نے استدلال کیا ہے۔ کہ مردہ جانور کا چمڑہ رنگ دینے سے پاک ہو جاتا ہے یہی ائمہ ابوحنیفہؒ اور امام شافعیؒ کا مذہب ہے۔

اشترىہا یہ حکم اباحت کے لئے نہیں بلکہ مرے سے شرط ہی باطل تھی کیونکہ وہ

شرع کے خلاف ہے۔

بَابُ إِذَا تَحَوَّلَتِ الصَّدَقَةُ

ترجمہ۔ جب صدقہ بدل جائے

حدیث نمبر ۳۰۲۱ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ الْأَنْصَارِيَّةِ قَالَتْ دَخَلَ الْيَتِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى عَائِشَةَ فَقَالَ هَلْ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ فَقَالَتْ لَا إِلَّا شَيْءٌ بَعَثْتُ بِهِ إِلَيْنَا نُسَيْبَةً مِنَ الشَّاةِ الَّتِي بَعَثْتَ لَهَا مِنَ الصَّدَقَةِ فَقَالَ إِنَّمَا قَدْ بَلَغْتَ مَحَلَّهَا۔

ترجمہ۔ حضرت ام عطیہ انصاریہ فرماتی ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ کے پاس تشریف لائے۔ پوچھا کوئی کھانے کی چیز ہے۔ حضرت عائشہ نے فرمایا اور تو کوئی چیز نہیں ہے۔ البتہ صدقہ کی اس بکری کا گوشت موجود ہے جو آپ نے حضرت نسیبہ باندی کو بھیجی تھی۔ اس نے اسے ہمارے پاس بھیج دیا۔ پس آپ نے فرمایا وہ اپنے ٹھکانے کو پہنچ گئی۔

حدیث نمبر ۳۰۳۱ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى الْأَعْمَشِيُّ عَنْ أَنَسِ بْنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ بِلْحَمِ تَصَدَّقَ بِهِ عَلَى بَرِيرَةَ فَقَالَ هُوَ لِمِهَا صَدَقَةٌ وَهُوَ لَنَا هَدِيَّةٌ۔

ترجمہ۔ حضرت انس سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وہ گوشت لایا گیا جو حضرت بریرہؓ پر صدقہ کیا گیا تھا۔ آپ نے فرمایا وہ اس پر صدقہ ہے اور ہمارے لئے ہدیہ ہے۔

تشریح از قاسمی | قد بلغت محلها کیونکہ آپ نے جب نسیبہ پر صدقہ کیا تو اس کا ملک ہو گیا۔ وہ اپنے ملک میں بیع شمار۔ ہبہ۔ ہدیہ وغیرہ ہر طرح کا تصرف کر سکتی ہے۔ تو تبدیل شئی ہو جائے گا کہ وہ اب صدقہ نہ رہا۔ ہدیہ ہو جائے گا۔ جو نبی اور آل نبی کے لئے حلال ہے۔



بَابُ اخْذِ الصَّدَقَةِ مِنَ الْاَغْنِيَاءِ تَرَدُّ فِي الْفُقَرَاءِ حَيْثُ كَانُوا

ترجمہ۔ غنیوں سے صدقہ لیا جائے۔ کہ جہاں کہیں کے فقیر ہوں۔ ان پر خرچ کیا جائے۔

حدیث نمبر ۱۳۰۰ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ حِينَ بَعَثَهُ إِلَى الْيَمَنِ إِنَّكَ سَتَأْتِي قَوْمًا أَهْلَ الْكِتَابِ فَإِذَا اجْتَمَعُوا فَأَدْعُهُمْ إِلَى أَنْ يَشْهَدُوا أَنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لَكَ بِذَلِكَ فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ اللَّهَ قَدِ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ خُمْسَ صُلُواتٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لَكَ بِذَلِكَ فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ اللَّهَ قَدِ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً تُؤْخَذُ مِنْ أَغْنِيَائِهِمْ وَتُرَدُّ عَلَى فُقَرَائِهِمْ فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لَكَ بِذَلِكَ فَأَيَّاكَ وَكَرَّائِمِ أَمْوَالِهِمْ وَأَتَقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُومِ فَإِنَّهُ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ اللَّهِ حِجَابٌ -

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت معاذ بن جبلؓ کو یمن کا حاکم بنا کر بھیجا تو فرمایا کہ عنقریب ایک ایسی قوم کے پاس آئے گا جو اہل کتاب ہوں گے۔ جب تو ان کے پاس آئے تو سب سے پہلے ان کو کلمہ شہادت کی دعوت دو۔ کہ اللہ تعالیٰ وحدہ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ اگر اس بارے میں وہ لوگ آپ کا کہنا مان لیں۔ تو ان کو بتلاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے دن اور رات میں ان پر پانچ نمازیں فرض فرمائی ہیں۔ پس اگر وہ اس بارے میں آپ کی اطاعت کریں (کہنا مان لیں) تو ان کو بتلاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر صدقہ فرض کیا ہے جو ان کے سرمایہ داروں سے لیا جائے اور ان کے فقرا پر خرچ کیا جائے۔ پس اگر وہ اس بارے میں آپ کا کہنا مان لیں۔ تو ان کے عمدہ مال سے بچو۔ اور مظلوم کی بد دعا سے ڈرو۔ کیونکہ اس کے درمیان اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہی | امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے یہ ہے کہ زکوٰۃ

اور صدقات محض اس شہر کے باشندوں پر خرچ کرنا ضروری نہیں ہے۔ اگرچہ اولیٰ اور افضل یہ ہے کہ بغیر ضرورت دوسرے شہر منتقل نہ کیا جائے۔ اور اس غرض پر حدیث باب کی دلالت ظاہر ہے۔ کیونکہ فقرا میں عموم ہے۔ تخصیص کی کوئی دلیل موجود نہیں۔ چنانچہ صرف فقرا اہم فرمایا ہے۔ اور ظاہر یہ ہے۔ کہ اہل کتاب جن کی طرف حضرت معاذ بھیجے گئے تھے۔ ان کے لئے محض شہر نہیں تھے۔ بلکہ وہ تو شہروں۔ ولایتوں اور بستیوں کے مکین تھے۔ تو ان کو بتلایا گیا۔ کہ صدقہ ان پر واپس ہوگا۔ جہاں بھی وہ مقیم ہوں۔ یہ نہیں کہ محض ایک شہر کا صدقہ ان پر واپس ہوگا۔ بایں سبہ یہ بھی ظاہر ہے کہ اغنیاء ہم و فقرا اہم کی ضمیر مسلمانوں کی طرف راجع ہے۔ مقصد یہ ہے کہ مسلمان اغنیاء سے وصول کر کے مسلمان فقرا پر خرچ کیا جائے۔ اس لئے کہ غیر مسلم تو مخاطب نہیں ہیں۔

تشریح از شیخ زکریا ایہ مسئلہ بین الامم مختلف فیہا رہا ہے کہ آیا ایک شہر کی زکوٰۃ دوسرے شہر منتقل کرنا جائز ہے یا نہیں۔ اور امام بخاریؒ کی غرض ترجمہ سے کیا ہے۔ حافظ فرماتے ہیں کہ علماء احنافؒ تو جواز نقل کے قائل ہیں۔ لیکن جمہور ائمہ ترک نقل کا حکم دیتے ہیں۔ بشرطیکہ اگر مستحقین نہ ہوں تو پھر دوسرے شہر منتقل کرنے کی وہ بھی اجازت دیتے ہیں۔ امام بخاریؒ بھی اسی کو اختیار فرما رہے ہیں۔ کیونکہ انہوں نے حیث کا نوا کہہ کر اس طرف اشارہ کیا ہے۔ کہ زکوٰۃ کو کسی شہر سے منتقل نہ کیا جائے۔ بشرطیکہ مستحقین موجود ہوں۔ اگر کسی نے منتقل کر بھی دیا تو اکثر اہل علم جواز کا فتویٰ دیتے ہیں۔ علامہ علیؒ فرماتے ہیں۔ کہ کرمانیؒ پر تعجب ہے کہ انہوں نے امام بخاریؒ کی یہ غرض کیسے متعین کر لی۔ حالانکہ انہوں نے تو حیث کا نوا فرمایا ہے۔ جو عموم پر دال ہے۔ بات یہ ہے کہ اصل اختلاف اس میں ہے۔ کہ فقرا اہم کی ضمیر کا مرجع شوافعؒ کے نزدیک اغنیاء ہے۔ احنافؒ فرماتے ہیں فقرا ہے۔ اور معنی فقرا المسلمین کے ہیں۔ یہ معنی عموم حدیث کے موافق ہوگا۔ اسی اعم ان کیون من فقرا اہل بلکہ اوغیرہم۔

بَابُ صَلَوةِ الْإِمَامِ وَدُعَائِهِ لِصَاحِبِ الصَّدَقَةِ وَقَوْلِهِ تَعَالَى خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ الْآيَةُ

ترجمہ۔ امام کا صاحبِ صدقہ کے لئے دعا کرنا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ کہ ان کے اموال سے صدقہ لے لو۔ تاکہ وہ انہیں پاک و صاف کر دے۔ اور آپ ان کے لئے دعا کریں۔
حدیث نمبر ۱۳۰۵ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ عَنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا آتَاهُ قَوْمٌ بِصَدَقَتِهِمْ قَالَ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى آلِ فُلَانٍ فَأَتَاهُ أَبِي بِصَدَقَتِهِ فَقَالَ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى آلِ أَبِي أَوْفَى۔

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن ابی اوفی فرماتے ہیں۔ کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارکہ تھی۔ کہ جب کوئی قوم اپنا صدقہ لے کر آپ کے پاس آتی تو آپ دعا کرتے ہوئے فرماتے۔ کہ اے اللہ! فلاں کے خاندان پر رحمت نازل فرما۔ چنانچہ جب میرا باپ اپنا صدقہ لے کر حاضر ہوا تو آپ نے آل ابی اوفی کے لئے رحمت کی دعا فرمائی۔

بَابُ مَا يُسْتَخْرَجُ مِنَ الْبَحْرِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَيْسَ الْعَنْبَرُ بِرِكَازٍ هُوَ شَيْءٌ دَسَرَهُ الْبَحْرُ وَقَالَ الْحَسَنُ فِي الْعَنْبَرِ وَاللُّؤْلُؤِ الْخَمْسُ وَإِنَّمَا جَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الرِّكَازِ الْخَمْسُ لَيْسَ فِي الَّذِي يُصَابُ فِي الْمَاءِ۔

ترجمہ۔ سمندر سے جو چیز نکالی جائے۔ اس کا کیا حکم ہے۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں۔ کہ عنبر اور موتی میں خمس یعنی پانچواں حصہ نہ کوۃ ہے۔ اور جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے گڑے ہوئے خزانہ کے اندر تو خمس واجب کیا ہے۔ اور جو چیز پانی سے حاصل کی جائے اس میں خمس نہیں ہے۔

حدیث نمبر ۱۳۰۶ وَقَالَ اللَّيْثُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَجُلًا مِّنْ بَنِي إِسْرَءِيلَ سَأَلَ بَعْضَ بَنِي إِسْرَءِيلَ أَنْ يُسْفِلَهُ أَلْفَ دِينَارٍ فَدَفَعَهَا إِلَيْهِ فَخَرَجَ فِي الْبَحْرِ فَلَمْ يَجِدْ مَرْكَبًا فَآخَذَ خَشِيَةً فَنَقَرَهَا فَأَدْخَلَ فِيهَا أَلْفَ دِينَارٍ فَرَمَى بِهَا فِي الْبَحْرِ فَخَرَجَ الرَّجُلُ الَّذِي كَانَ أَسْلَفَهُ فَإِذَا بِالْخَشِيَةِ

فَاَخَذَهَا لِاهْلِهِ حَطْبًا فَذَكَرَ الْحَدِيثَ فَلَمَّا نَشَرَهَا وَجَدَ الْمَالَ -

ترجمہ حضرت ابو ہریرہؓ جناب بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ بنو اسرائیل کے ایک آدمی نے کسی دوسرے اسرائیلی سے ہزار دینار قرضہ مانگا۔ پس

اس اسرائیلی نے وہ رقم ایک مدت مقررہ تک دے دی۔ وہ مقروض ادائیگی کے لئے

سمندر کی طرف آیا تو سمندر میں اسے کوئی سواری نہ ملی۔ اس نے ایک لکڑی لی۔ اس

میں سوراخ کیا ہزار دینار اس میں رکھ کر سمندر میں پھینک دیا۔ وہ آدمی جس کو قرضہ دیا

تھا اتفاق سے باہر نکلا تو اس نے اچانک لکڑی کو دیکھا تو اسے گھر والوں کے لئے سو فتنی

لکڑی کے طور پر پکڑ لیا۔ پھر لمبی حدیث ذکر فرمائی۔ جب اس کو کھولا تو اپنا مال اسے مل گیا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ | فَاَخَذَهَا لِاهْلِهِ حَطْبًا اس سے امام بخاریؒ

ترجمہ ثابت کر رہے ہیں کہ سمندر سے لکڑی کو پکڑا۔ اور اس میں خمس کا ذکر نہیں ہے۔

اور نہ ہی بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے فعل کی تردید فرمائی اور نہ ہی یہ ذکر فرمایا

کہ خمس نہ نکالنا ان کی شریعت کا حکم تھا۔ لیکن صحابہ کرامؓ! تمہارے لئے سمندری چیز سے

اس وقت تک نفع اٹھانا جائز نہیں جب تک خمس نہ نکال لو۔ تو معلوم ہوا کہ سمندر سے لی

ہوئی چیز پر خمس نہیں ہے۔ اور حضرت حسن بصریؒ یہ فرما سکتے ہیں کہ جب اس نے لکڑی پکڑ لی۔

تو وہ خمس ادا کرنا چاہتے تھے کہ جب اسے چیرا تو اس میں سے مال اور رقعہ نکلا۔ تو اس نے

اپنا ارادہ بدل لیا۔ کیونکہ یہ تو اس کا خالص اپنا مال تھا۔ جو مدیون کی طرف سے ہبہ تھا۔

بایں ہبہ شرائع من قبلنا ہمارے لئے تب حجت ہیں۔ جب تک ہماری شریعت سے ان کا

نسخ ثابت نہ ہو۔ تو جو لوگ سمندری مال کے کبھی خمس کے قائل ہیں۔ وہ رکاز کو عام قرار

دیتے ہیں۔ خواہ وہ خزانہ زمین سے ملے یا سمندر سے ملے۔ تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ

وسلم کے اس ارشاد کی بنا پر کہ رکاز میں خمس واجب ہے۔ تو شرائع من قبلنا کے اس

حکم عدم اخراج کو منسوخ قرار دیا جائے گا۔ تو واقعہ مؤلف کا ذکر کردہ حضرت حسن بصریؒ

پر حجت نہیں ہو سکتا۔ اگرچہ مسئلہ فی نفسہا صحیح ہے کہ جو چیز سمندر سے ملے اس پر

خمس واجب نہیں ہے۔

تشریح از شیخ زکریا | علامہ کرمانی نے ابن بطال کا قول ذکر فرمایا کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو چیز سمندر سے پکڑی جاتے۔ اس پر کوئی صدقہ نہیں ہے۔ جس نے پایا اسی کا حق ہے۔ بشرطیکہ کوئی حقدار نہ آجائے۔ علامہ عینی معترضین کے اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔ کہ امام بخاری نے اس حدیث کو اس باب میں داخل کر کے یہ بتلایا ہے۔ کہ سمندری چیز کا لینا مباح ہے۔ اور اس میں خمس بھی نہیں ہے۔ تو ترجمہ مایسخر ج من البحر تھا۔ حدیث سے بھی مایسخر ج من البحر ثابت ہے۔ بعض استخراج من البحر میں سے مطابقت ثابت ہوئی۔ باقی اشیاء سے قطع نظر کی گئی ہے۔ اور شرائع من قبلنا جب ہماری کتاب میں بلا انکار وارد ہوں تو ہمارے رسول کی شریعت بن جائے گی۔ **میسر النفس بالنفس** الایۃ اور انکار کی مثال **الذین هادوا** **حرمانا کل ذی ظفر** الایۃ اور علامہ عینی نے مذاہب کی تفصیل بتلاتے ہوئے لکھا ہے۔ کہ **لا زکوۃ فی المستخرج من البحر** کا للؤلؤ والمرجان والعنبر وحمورائہ کا یہی مذہب ہے۔ امام اوزاعی فرماتے ہیں کہ جو چیز ساحل سمندر پر ملے اس کا خمس دیا جائے۔ اور جو سمندر میں غوطہ لگا کر حاصل کی جائے اس پر کچھ نہیں ہے۔ البتہ امام احمد سے ایک روایت ہے کہ اس میں زکوۃ ہے۔ کیونکہ سمندر سونے کی کان ہے۔

بَابُ فِي الرِّكَازِ الْخَمْسُ

ترجمہ خزانہ میں پانچواں حصہ زکوۃ ہے۔

وَقَالَ مَالِكٌ وَابْنُ إِدْرِيسَ الرِّكَازُ دِفْنُ الْجَاهِلِيَّةِ فِي قَلِيلِهِ وَكَثِيرِهِ الْخَمْسُ وَلَيْسَ الْمَعْدِنُ بِرِكَازٍ وَقَدْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَعْدِنِ جَبَارٌ وَفِي الرِّكَازِ الْخَمْسُ وَأَخَذَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ مِنَ الْمَعَادِنِ مِنْ كُلِّ مِائَتَيْنِ خَمْسَةً وَقَالَ الْحَسَنُ مَا كَانَ مِنْ رِكَازٍ فِي أَرْضِ الْحَرْبِ فَبِهِ الْخَمْسُ وَمَا كَانَ مِنْ أَرْضِ السَّلَامِ فَبِهِ الزَّكَاةُ وَإِنْ وَجَدَتْ لُقْطَةً فِي أَرْضِ الْعَدُوِّ فَغَنِمَتْ فَهِيَ قَانٌ كَانَتْ مِنَ الْعَدُوِّ وَفِيهَا الْخَمْسُ

وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ الْمَعْدَنُ رِكَازٌ مِثْلُ دَفْنِ الْجَاهِلِيَّةِ لِأَنَّهُ يُقَالُ أَرَكَزَ الْمَعْدَنُ إِذَا أُخْرِجَ مِنْهُ شَيْءٌ قِيلَ لَهُ فَقَدْ يُقَالُ لِمَنْ وَهَبَ لَهُ الشَّيْءُ وَ رَبِحَ رَبْحًا كَثِيرًا أَوْ كَثُرَ ثَمَرُهُ أَرَكَزَتْ ثَعْمٌ نَاقِضَةٌ وَقَالَ لَابَّاسُ أَنَّ يَكْمَتَهُ وَلَا يُؤَدِّي الْخُمْسَ -

ترجمہ۔ رکاز میں خمس ہے۔ امام مالکؒ اور امام شافعیؒ محمد بن ادریسؒ فرماتے ہیں۔ رکاز جاہلیتہ کا دفینہ ہے۔ جس کے قلیل اور کثیر میں خمس ہے۔ اور معدن یعنی کان رکاز دفینہ نہیں ہے۔ اور جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کان کے بارے میں فرمایا ہے۔ اس کی زکوٰۃ معاف ہے۔ البتہ دفینہ میں خمس ہے۔ حضرت عمر بن عبد العزیزؓ نے معاون میں سے ہر دس درہم پر پانچ درہم زکوٰۃ لی ہے۔ اور حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ دار الحرب کے دفینہ میں تو خمس ہے۔ لیکن دارالاسلام کے دفینہ میں زکوٰۃ ہے۔ اگر دشمن کی زمین پر کوئی گری پڑی چیز تہیں مل جائے تو اس کا اعلان کرتے رہو۔ اگر وہ نقطہ دشمن کا ہے تو اس میں خمس ہے۔ اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ معدن بھی رکاز ہے۔ جاہلیت کے دفینہ کی طرح۔ چنانچہ کہا جاتا ہے۔ اگر الز معدن جب کہ اس سے کوئی چیز نکالی جائے۔ مگر اس سے کہا جائے گا۔ کہ اس طرح تو جس شخص کو کوئی مال ہبہ کیا جائے اور اسے اس سے بہت سا نفع حاصل ہو۔ یا اس کے پھل بہت آجائیں تو کہتے ہیں اُرَکَزَتْ کہ تو نے خزانہ پالیا۔ تو پھر موصوب اور پھلوں پر خمس ہونا چاہیے۔ حالانکہ بالاجماع اس پر عشر واجب ہے۔ پھر انہوں نے خود ہی اس ضابطہ کو توڑ دیا۔ کہتے ہیں۔ کہ اگر کوئی دفینہ کو چھپالے اور اس کا خمس ادا نہ کرے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

حدیث نمبر ۳۰۷۴ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْعِجَاءُ جُبَارٌ وَالْبُرُجُبَارُ وَالْمَعْدَنُ جُبَارٌ وَفِي الرِّكَازِ الْخُمْسُ -

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جانور کا مارا ہوا خون ہدر اور معاف ہے۔ کنویں میں گر کر مر جانے والے کا خون بھی ہدر اور معاف ہے۔ اسی طرح کان میں

مرجانے والے کا خون حدر اور معاف ہے۔ اور دفیئہ کے اندر خمس ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہی | امام بخاریؒ کی غرض اس حدیث کے لانے سے یہ ہے کہ

معدن اور رکاز میں فرق ہے۔ اور دونوں ایک چیز ہوتے تو کہا جاتا کہ معدن میں بھی خمس ہے۔ لیکن معلوم ہونا چاہیے کہ معدن رکاز مرکوز نہیں ہے۔ بلکہ وہ گاڑنے کی جگہ مرکز ہے۔ تو معدن ظرف ہوا اور رکاز مظروف ہوا۔ اگر فیہ الخمس کہا جاتا تو مقصود فوت ہو جاتا اور معنی خراب ہو جاتے۔ کیونکہ اس وقت معنی یہ ہو جاتے کہ دفیئہ کھودنے میں خمس واجب ہے۔ حالانکہ اس میں خمس نہیں ہوتا۔ بلکہ جو چیز معدن سے حاصل ہوتی ہے۔ اس پر خمس واجب ہوتا ہے۔ تو یہ روایت امام بخاریؒ کی دلیل نہیں بن سکتی۔ رہ گیا حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کا ربع العشر لینا معلوم اس کی کیا وجہ تھی۔ دوسرے اس میں خمس لینے کی نفی بھی نہیں ہے۔ پس یہ چالیسواں حصہ لینا اگر حولان حول یعنی سال گزرنے کے بعد ہے۔ تو یہ ہمارے لئے کوئی نقصان دہ بات نہیں ہے۔ اگر فوراً معدن سے ہی ربع العشر لیا ہے تو پھر تو تمام اہل مذاہب پر اعتراض وارد ہوتا ہے کیونکہ قبل حولان حول تو کوئی بھی وجوب زکوٰۃ کا قائل نہیں ہے۔ جو تمہارا جواب ہے وہی ہمارا جواب ہو گا۔

دَقَالَ الْحَسَنُ مَا كَانَ مِنْ رِكَازٍ فِي اَرْضِ الْحَرْبِ فَفِيهِ الْخُمْسُ

یہ اس لئے کہ وہ غنیمت کے علم میں ہے۔ مگر احناف کے نزدیک اس کا حکم غنیمت اس وقت تک نہیں ہو گا جب تک اس کا دخول دار حرب میں امان کے ساتھ نہ ہو۔ بلکہ چور بن کر یا متغلب بن کر داخل ہوا ہو۔ پس اگر کوئی شخص امان حاصل کر کے دار الحرب میں داخل ہوا ہے تو اب ان کے اموال کو لوٹنا غدر ہو گا جو مسلم کے لائق نہیں ہے اور یہی تفصیل مذہب احناف کے مطابق **اِنْ وَجِدْتَ لِقَوْلِهِ اَرْضُ الْعَدُوِّ** کے اندر بھی ملحوظ رہے گی۔

دَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ الْمَعْدِنُ رِكَازٌ هُوَ اور جس نے یہ قول کیا ہے۔

ٹھیک کہا ہے۔ کیونکہ رکاز بمعنی مرکوز ہے۔ خواہ اس میں کسی کے عمل کا دخل ہو یا نہ ہو چنانچہ صاحب قاموس رکزہ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ وہ رکاز کی وحدت ہے۔ اور رکاز وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ معدن میں پیدا کرتے ہیں تو رکز اور ارکز ایک طرح کے ہوئے اور رکاز دفیئہ

اہل جاہلیہ کو بھی کہتے ہیں تو اس لغوی تحقیق سے یہ معلوم ہو گیا کہ رکاز کا اطلاق دونوں کو شامل ہے۔
معدن کو بھی اور دینہ کو بھی۔ تو اس میں خمس ثابت کرنا یہ نص پر عمل کرنا ہے۔ اور مؤلف امام بخاریؒ
نے جو بعض الناس کے قول کی ارکن المعدن کہہ کر توجیہ کی ہے۔ یہ ان پر افتراء ہے۔ کیونکہ استدلال
کا خلاصہ یہ ہوا کہ ارکن المعدن میں ہمزہ سلب کا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ معدن سے جو کچھ نکلتا ہے۔
اس پر رکاز کا اطلاق صحیح ہے۔ اس لئے کہ کانس سے جو کچھ نکلے گا وہ بھی رکاز ہوگا۔ اور کوئی
دوسری چیز نہیں ہے۔ تو اس اطلاق سے اس کا مدفون میں داخل ہونا صحیح ہو گیا۔ جس پر خمس واجب
ہوگا۔ پھر مؤلف نے بعض الناس کے استدلال پر جو اعتراض کیا ہے۔ کہ اگر یہ اطلاق اشتراک
حکم کا باعث ہے۔ تو پھر موصوب اور ثمار میں بھی وجوب خمس ہونا چاہیے۔ کیونکہ ارکنیت میں ہمزہ
دندان کے لئے ہے سلب کے لئے نہیں۔ تو جو کچھ ثمار یا موصوب میں سے موجود ہے وہ رکاز بن جائے۔
حالانکہ یہ مؤلف کا اختراع ہے۔ کیونکہ محض اطلاق سے انہوں نے حکم ثابت کر دیا۔ حکم کی علت اور
سبب کو نہیں دیکھا۔ اور یہ بھی نہیں دیکھا کہ آیا یہ اطلاق حقیقت ہے یا مجازاً ہے۔ دوسرے ان حضرات
کا استدلال کہ لفظ رکاز معدن کو شامل ہے وہ باعتبار حقیقت لغویہ کے ہے۔ اور ارکن الرجل
مجاز ہے۔ اور دونوں کے درمیان جامع کثرت ہے۔ گویا کہ معنی یہ ہے کہ ثمار اور موصوب و دیگر
اشیاء رکاز کے ساتھ ایسے اگتی ہیں اور منقطع نہیں ہوتیں جیسے معدن والی چیزیں منقطع نہیں
ہوتیں۔ پھر امام بخاریؒ نے مناقضہ سے بعض الناس پر اعتراض کیا ہے۔ جس کا جواب دینا
ضروری ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ امام اعظمؒ کا مقصد یہ ہے کہ اگر واجد رکاز کو امام کی طرف ادا خمس
میں کسی فتنہ کا خطرہ ہو۔ مثلاً یہ کہ امام اس سے سارا مال چھین لے گا یا اسے جھوٹا متصور کرے گا۔ یا
اسے چوری اور خیانت کی تہمت لگائے گا۔ تو اس وقت امام کو خمس ادا کرنا ضروری نہیں ہے بلکہ
خود فقرا پر تقسیم کر دے۔ اب مناقضہ کہاں رہا۔ مناقضہ تو تب تھا۔ جب سرے سے وجوب
خمس کا انکار پایا جاتا۔ ایسا تو نہیں ہے وہ وجوب خمس کو تسلیم کرتے ہیں۔ البتہ امام کے
سپر دکر نے میں مصلحت سے کام لیا۔ کہ اس فتنہ کے خوف سے امام کا واسطہ ختم کر دیا۔
قرآن مجید میں ہے وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کا ارشاد ہے لَيْسَ لِلْمُؤْمِنِ أَنْ يَرْضَى نَفْسَهُ لہذا کہ الحدیث کہ مؤمن

کے لائق نہیں کہ وہ اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالے۔

تشریح از شیخ زکریا | امام بخاری نے قال بعض الناس کہہ کر جو بعض

علماء پر رد کیا ہے وہ چوبیس مقامات ہیں۔ جن میں سے پہلا موقع یہی ہے۔ اور علماء کے نزدیک مشہور یہ ہے کہ بعض الناس سے علماء احناف پر رد کیا ہے۔ خصوصاً حضرت امام اعظمؒ پر طعن ہے۔ تو یہ دعویٰ اکثریت کے اعتبار سے تو صحیح ہے۔ مگر چند مواقع ایسے ہیں۔ جہاں پر اجتماعی مسئلہ پر امام بخاریؒ کا اعتراض وارد ہوا ہے۔ خصوصاً یہی پہلا موقع ہے۔ جس میں امام اعظمؒ منفرد نہیں ہیں۔ بلکہ کوفہ کے سفیان ثوری اور شام کے امام اوزاعیؒ کا بھی یہی مسلک ہے۔ اور مولانا محمد حسن مکیؒ اپنی تقریر میں لکھتے ہیں کہ بعض الناس سے امام ابو حنیفہؒ مراد ہیں۔ نام کی تصریح ادباً نہیں کی اور الناس سے تخفیف مقصود نہیں بلکہ تقویٰ اور تحذیر ملحوظ ہے۔ کیونکہ اگر بعض الفقہاء یا بعض العلماء کہتے۔ توفیق اور علم پر غضب اور غصہ کا اظہار ہوتا۔ وہ قبیح ہے۔

قال صاحب القاموس نہایت میں ابن اثیر نے کہا ہے۔ المعدن والركاز واحد اور ملک العلماء فرماتے ہیں کہ رکاز حقیقۃً معدن کا نام ہے۔ کنز پر اس کا اطلاق مجازاً ہے کیونکہ رکاز کنز سے ماخوذ ہے جس کے معنی اثبات کے ہیں۔ تو جو کچھ معدن میں ہوتا ہے وہی مثبت فی الارض ہے۔ کنز تو مثبت نہیں ہوتا۔ وہ تو مجازاً الارض ہوتا ہے۔

بما تامله النص مؤطا امام محمد کی مشہور حدیث ہے۔ ان النبی صلی اللہ علیہ

وسلم قال فی الركاز الخمس قیل یا رسول اللہ ما الركاز قال المال الذی

خلقه اللہ تعالیٰ فی الارض یوم خلق السموت والارض فی ہذہ المعادن

ففیہا الخمس۔ صحابہ کرام نے پوچھا کہ رکاز کیا چیز ہے تو آپؐ نے فرمایا وہ مال جس کو اللہ

تعالیٰ نے آسمان زمین کے پیدا کرنے کے دن سے زمین کے اندر ان معادن میں رکھا ہے۔ اس

میں خمس ہے اور بیہقیؒ نے بھی اس روایت کو نقل کیا ہے۔ امام نسائیؒ نے بھی اسے نقل کیا ہے۔

یہ تو نص ہو گئی۔ اور ایک حدیث کے الفاظ ہیں فی السیوب الخمس **قال السیوب**

عمروق الذهب والفضۃ التی تحت الارض کہ سونے چاندی کی چیزیں ہیں۔ جو

زمین کے اندر ہوتی ہیں ان کو سیوب کہا جاتا ہے۔ اور بعض روایات میں کنز کے بعد رکاز کا

ذکر ہے جو عطف تفایر کو چاہتا ہے۔ جو دلیل ہے کہ رکاز کنز کا مغایر ہے۔

خافتر علیہم یعنی بعض الناس نہ ہی اہل عرب سے منقول ہے کہ وہ ارکز المعدن کہتے ہوں بلکہ ارکز الرجل کہا کرتے ہیں۔ توجیب یہ مقولہ صحیح نہیں بلکہ افترار ہے تو الزام کیسے صحیح ہوگا۔ یہ علامہ قسطلانی کی تحقیق ہے۔

هذه السلب جب ارکز کی تفسیر خروج الرکاز یا اخراج رکاز سے کی جائے گی، تو ضروری ہے کہ ہمزہ سلب کا ہوگا۔ امام بخاریؒ نے یہی تفسیر کی ہے۔

مما ذکره هنا نیز افعال کا ہمزہ صمیمہ ورت کے لئے آتا ہے۔ تو ارکز الرجل کا معنی ہوگا۔ صار ذارکاً فی جیبہ عند البعیر ای صار ذاعنہ تو ارکز المعدن اپنے حقیقی معنی پر ہوگا۔ موهوب۔ ربح اور شمار پر اس کا اطلاق مجاز اکثریت کو ہے ہوگا۔ تو ہمارا رکاز کو معدن میں داخل کرنا صحیح ہوا۔ لا اعتراض علیہ۔

ناقض قولہ امام طحاویؒ نے حضرت امام ابو حنیفہؒ سے نقل کیا ہے کہ اگر کسی شخص کو رکاز ملے تو اگر وہ خمس مساکین میں تقسیم کر دے۔ اور اگر محتاج ہو تو خود بھی خرچ کر سکتا ہے۔ کیونکہ بیت المال میں اس کے بھی حقوق ہیں۔

اخر ج توسط الامام لعارضہ ادار زکوٰۃ کے بارے میں امام کے توسط میں علماء کا اختلاف ہے۔ امام احمدؒ تو فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک اموال ظاہرہ اور باطنہ دونوں کی زکوٰۃ خود تقسیم کرے۔ کیونکہ اس میں تعیین ہے کہ وہ مستحقین تک پہنچ گئی۔ اگر سلطان کو دے تو جائز ہے۔ افضل یہ ہے کہ خود تقسیم کرے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ اگر امام عادل ہو تو اس کے سپرد کرے۔ ورنہ خود تقسیم کرے اور تیسرا قول یہ ہے کہ مواسی۔ زروع اور معاون کی زکوٰۃ تو امام کے سپرد کرے۔ اور اموال باطنہ کی خود ادا کرے تو اخاف منفرد نہ ہوئے دیگر ائمہ بھی ان کے ساتھ ہیں۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى وَالْعَمَلِينَ عَلَيْهَا وَمَحَاسِبِ الْمَصْدِقِينَ
مَعَ الْأِمَامِ

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جو زکوٰۃ کے محصلین ہیں وہ بھی صدقات کے مستحق ہیں۔

اور صدقہ کرنے والوں کا امام کے ساتھ حساب کرنا
حدیث نمبر ۱۳۰۸ حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ مُوسَى عَنْ أَبِي حَمِيدٍ السَّاعِدِيِّ
 قَالَ اسْتَعْمَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا مِّنَ الْأَسَدِ عَلَى
 صَدَقَتِ بَنِي سُلَيْمٍ يُدْعَى ابْنُ اللَّثْبِيَّةِ فَلَمَّا جَاءَ حَاسِبُهُ -

ترجمہ۔ حضرت ابو حمید ساعدی فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ
 بنو اسد کے ایک آدمی کو بنی سلیم کے صدقات وصول کرنے کے لئے محصل مقرر فرمایا جسے ابن اللثبیۃ
 پکارا جاتا تھا۔ جب وہ آیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے حساب لیا۔

بَابُ اسْتِعْمَالِ اِبِلِ الصَّدَقَةِ وَالْبَانِهَا لِابْنَاءِ السَّبِيلِ

ترجمہ۔ صدقہ کے اونٹ اور ان کا دودھ سافروں کے لئے استعمال کرنا۔

حدیث نمبر ۱۳۰۹ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ أَنَسًا مِّنْ عُرَيْنَةَ
 أَجْتَوَا الْمَدِينَةَ فَرَحَّصَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْتَ
 يَأْتُوا اِبِلَ الصَّدَقَةِ فَيَشْرِبُوا مِنْ الْبَانِهَا وَأَبْوَالُهَا فَاقْتَلُوا الدَّاعِيَ وَ
 اسْتَأْذَنُوا الدَّوْدَ فَارْسَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَى بِهِمْ
 فَقَطَعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ وَسَمَّرَ أَعْيُنَهُمْ وَتَرَكَهُمْ بِالْحَرَّةِ يَعْضُونَ
 الْحِجَارَةَ تَابِعَهُ أَبُو قِلَابَةَ -

ترجمہ۔ حضرت انس سے مروی ہے کہ عرینہ قبیلہ کے کچھ لوگوں نے مدینہ کی آب و ہوا کو
 ناموافق پایا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اجازت دی کہ وہ صدقہ کے
 اونٹوں کے پاس جائیں۔ ان کا دودھ اور پیشاب پئیں۔ پس انہوں نے چرواہے کو قتل کر دیا اور اونٹوں
 کو ہانک کر لے گئے۔ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پیچھے ایک فوجی دستہ
 بھیجا تو ان کو لایا گیا۔ تو آپ نے ان کے ہاتھ اور پاؤں کاٹنے کا حکم دیا۔ اس طرح ان کی آنکھوں
 میں سلائی پھیرنے کا حکم دیا اور ان کو سرخ پتھروں والی زمین میں چھوڑ دیا گیا کہ وہ پتھر
 کو کاٹتے تھے۔

بَابُ وَسَمِ الْإِمَامِ إِبِلَ الصَّدَقَةِ بِيَدِهِ

ترجمہ۔ امام کا اپنے ہاتھ سے صدقہ کے اونٹوں کو نشان لگانا۔

حدیث نمبر ۱۳۱۰ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ غَدَوْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ لِيُحْكِمَهُ فَوَافَيْتُهُ فِي يَدِهِ الْمَيْسَمُ يُسَمُّ إِبِلَ الصَّدَقَةِ -

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ میں عبد اللہ بن ابی طلحہ کو لے کر صبح سویرے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا تاکہ آپ اس کی تخلیک کریں یعنی کھجور کو چبا کر تالو میں چپکائیں (جسے گھٹی کہا جاتا ہے) تو میرا آپ سے اس حال میں اتفاق ہوا کہ آپ کے ہاتھ میں نشان لگانے کا آلہ تھا۔ جس سے آپ صدقہ کے اونٹوں کو نشان لگا رہے تھے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بَابُ فَرَضِ صَدَقَةِ الْفِطْرِ وَرَأَى أَبُو الْعَالِيَةِ وَعَطَاءٌ وَابْنُ سِيرِينَ صَدَقَةَ الْفِطْرِ فَرِيضَةً -

ترجمہ۔ باب صدقہ فطر کا فرض ہونا۔ حضرت ابو العالیہ عطار اور ابن سیرین صدقہ فطر کو فرض قرار دیتے ہیں۔

حدیث نمبر ۱۳۱۱ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْنَبِيُّ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَكَاةُ الْفِطْرِ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ عَلَى الْعَبْدِ وَالْحُرِّ وَالذَّكَرِ وَالْأُنْثَى وَالصَّغِيرِ وَالْكَبِيرِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ أَمْرٌ بِهِمَا أَنْ تُؤَدَّى قَبْلَ خُرُوجِ النَّاسِ إِلَى الصَّلَاةِ -

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ فطر کو فرض فرمایا۔ ایک صاع کھجور میں سے یا ایک صاع جو میں سے ہر غلام اور آزاد مرد اور عورت چھوٹے بڑے ہر مسلمان پر اور حکم دیا کہ نماز کی طرف جانے سے پہلے اسے ادا کر دیا جائے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ | یہ لوگ جن کے اسماء امام بخاریؒ نے ذکر فرماتے ہیں وہ فرض اور واجب میں کوئی فرق نہیں کرتے۔ تو ان کا مذہب بھی ہمارے مذہب کی طرح وجوب کا ہوگا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ | امام بخاریؒ نے ترجمہ میں فرض صدقۃ الفطر کے الفاظ ذکر فرمائے ہیں۔ جس سے بتلانا ہے کہ ان حضرات کے نزدیک فرض اور واجب میں کوئی فرق نہیں۔ احناف کے نزدیک فرض اور واجب میں فرق مشہور و معروف ہے۔ ان تین حضرات کا نام امام بخاریؒ نے اس لئے ذکر فرمایا کیونکہ انہوں نے فرضیتہ کی تصریح کی ہے۔ اگرچہ ابن المنذر نے اس پر اجماع نقل کیا ہے۔ چونکہ احناف جو فرض اور وجوب میں فرق کرتے ہیں اس لئے وہ وجوب صدقۃ الفطر کے قائل ہیں فرضیتہ کے نہیں۔ علامہ عینیؒ نے صدقۃ الفطر کے بارے میں اختلاف علماء نقل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ امام شافعیؒ اور امام مالکؒ اس کی فرضیتہ کے قائل ہیں علماء احناف وجوب کا قول کرتے ہیں اور امام مالکؒ کی ایک روایت سنت مؤکدہ کی ہے۔ اور ایک گمراہ اسے فعل غیر یعنی مندوب کہتے ہیں۔ کیونکہ پہلے واجب تھا پھر وجوب منسوخ ہو گیا۔ اباحت باقی رہ گئی ہے۔ دراصل ان حضرات کے درمیان نزاع لفظی ہے۔ کیونکہ ان کے نزدیک فرض دو قسم ہے۔ ایک فرض قطعی جس کے منکر کی تکفیر کی جائے گی۔ دوسرا غیر قطعی جس کے منکر کو کافر نہیں کہا جاتا۔ اور اس پر اجماع ہے کہ صدقۃ الفطر کا منکر کافر نہیں ہے۔ اور اس طرح اس کو بھی کافر نہیں کہا جاتا جو اس کو مستحب قرار دیتا ہے۔ اور جزا المساک میں شیخ نے آٹھ ابکات بیان فرمائی ہیں۔ فانظر الیہ الذی شئت۔

بَابُ صَدَقَةِ الْفِطْرِ عَلَى الْعَبْدِ غَيْرِهِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ

ترجمہ۔ صدقہ مسلمان غلام وغیرہ پر بھی ہے۔

حدیث نمبر ۱۳۱۲ | حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَضَ زَكَاةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ عَلَى كُلِّ حُرٍّ أَوْ عَبْدٍ ذَكَرَ أَوْ أُنْثَى مِنَ الْمُسْلِمِينَ۔

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ بے شک جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر ایک صاع کھجور یا ایک صاع جوہر آزاد یا غلام پر خواہ وہ نہ ہو یا مادہ جو مسلمان ہوں ان پر فرض کیا ہے۔

بَابُ صَدَقَةِ الْفِطْرِ صَاعٌ مِنْ شَعِيرٍ

ترجمہ۔ صدقہ فطر جو میں سے ایک صاع ہے۔

حدیث نمبر ۱۳۱۳ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ كُنَّا نَطْعِمُ الصَّدَقَةَ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ۔

ترجمہ۔ حضرت ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ ہم جو کا ایک صاع صدقہ فطر کھلایا کرتے تھے۔

بَابُ صَدَقَةِ الْفِطْرِ صَاعٌ مِنْ طَعَامٍ

ترجمہ۔ گندم سے ایک صاع صدقہ الفطر

حدیث نمبر ۱۳۱۴ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ كُنَّا نَخْرِجُ زَكَاةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِنْ طَعَامٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ أَقِطٍ أَوْ صَاعًا مِنْ زَبِيبٍ۔

ترجمہ۔ حضرت ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ گندم جوہر۔ پنیہ اور کشمش میں سے ایک صاع یعنی چار سیر صدقہ الفطر نکال کر دیتے تھے۔

بَابُ صَدَقَةِ الْفِطْرِ صَاعٌ مِنْ تَمْرٍ

ترجمہ۔ کھجور سے ایک صاع صدقہ الفطر ہے۔

حدیث نمبر ۱۳۱۵ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِزَكَاةِ الْفِطْرِ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا

مِنْ شَعِيرٍ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ فَجَعَلَ النَّاسُ عِدْلَهُ مُدَّيْنِ مِنْ حِنْطَةٍ.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو کے زکوٰۃ الفطر کا حکم دیا۔ حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ لوگوں نے دو مد یعنی دو سیر گندم کو چار سیر کھجور اور جو کے برابر قرار دیا۔

يَابُ صَاعٌ مِّنْ زَبِيبٍ

ترجمہ کشمش میں سے ایک صاع ہے۔

حدیث نمبر ۱۳۱۶ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُنِيرٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ كُنَّا نَطْعِمُهَا فِي زَمَانِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَاعًا مِّنْ طَعَامِ أَفْصَاعًا مِّنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِّنْ شَعِيرٍ أَوْ صَاعًا مِّنْ زَبِيبٍ فَلَمَّا جَاءَ مَعَاوِيَةُ وَجَاءَتِ التَّمَرَةُ قَالَ أَرَدَى مُدًّا مِّنْ هَذِهِ أَيْسِدِلُ مُدَّيْنِ.

ترجمہ۔ حضرت ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں فطرانہ ایک صاع گندم یا ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو یا ایک صاع کشمش ادا کیا کرتے تھے جب حضرت امیر معاویہؓ کا زمانہ آیا اور ادھر گندم کی بہتات ہو گئی تو میں سمجھتا ہوں کہ اس گندم کا ایک مد یعنی ایک سیر کھجور اور جو کے دو مد کے برابر ہوتے تھے۔

يَابُ الصَّدَقَةِ قَبْلَ الْعِيْدِ

ترجمہ عید کی نماز سے پہلے صدقہ ادا کرنا چاہیے۔

حدیث نمبر ۱۳۱۷ حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْرَجَ زَكَاةَ الْفِطْرِ قَبْلَ خُرُوجِ النَّاسِ إِلَى الصَّلَاةِ.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے نماز کی طرف جانے سے پہلے صدقہ الفطر ادا کرنے کا حکم دیا۔

حدیث نمبر ۱۳۱۸ حَدَّثَنَا مَعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ

قَالَ كُنَّا نُخْرِجُ فِي عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْفِطْرِ صَاعًا مِّنْ طَعَامٍ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ وَكَانَ طَعَامُنَا الشَّعِيرُ وَالزَّبِيبُ وَالْأَقِطُ وَالْتَّمْرُ.

ترجمہ۔ حضرت ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں ہم لوگ فطر کے روز طعام کا ایک صاع نکالتے تھے اور ابوسعیدؓ فرماتے ہیں ہماری خوراک ان دنوں جو کشمش، پنیر اور کھجور ہوتے تھے۔

بَابُ صَدَقَةِ الْفِطْرِ عَلَى الْحُرِّ وَالْمَمْلُوكِ

وَقَالَ الزُّهْرِيُّ فِي الْمَمْلُوكِينَ لِلتَّجَارَةِ يُزَكَّى فِي التَّجَارَةِ وَيُزَكَّى فِي الْفِطْرِ.

ترجمہ۔ فطرانہ ہر آزاد اور مملوک غلام پر واجب ہے۔ امام زہریؒ فرماتے ہیں جو مملوک غلام تجارت کے لئے ہوں تجارت میں بھی ان کی زکوٰۃ دی جاتی ہے اور فطرانہ میں بھی۔

حدیث نمبر ۱۳۱۹ حَدَّثَنَا أَبُو الثُّمَّانِ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ فَرَضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَةَ الْفِطْرِ أَوْ قَالَ رَمَضَانَ عَلَى الذَّكَرِ وَالْأُنْثَى وَالْحُرِّ وَالْمَمْلُوكِ صَاعًا مِّنْ شَعِيرٍ فَعَدَلَ النَّاسُ بِهِ نِصْفَ صَاعٍ مِّنْ بُرٍّ فَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يُعْطِي التَّمْرَ فَأَعْوَزَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ مِنَ التَّمْرِ فَأَعْطَى شَعِيرًا وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يُعْطِي عَنِ الصَّغِيرِ وَالْكَبِيرِ حَتَّىٰ إِنْ كَانَ لَيُعْطِي عَنْ بَنِيٍّ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يُعْطِيهَا الَّذِينَ يَقْبَلُونَهَا وَكَانُوا يُعْطُونَ قَبْلَ الْفِطْرِ يَوْمَ أَوْ يَوْمَيْنِ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ بَنِيٌّ يَعْنِي بَنِي نَافِعٍ قَالَ كَانُوا يُعْطُونَ لِيُجْمَعَ لِلْفُقَرَاءِ.

ترجمہ۔ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر یا صدقہ رمضان فرض کیا۔ ہر مرد پر اور عورت پر ہر آزاد اور ہر غلام پر ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو کا اور لوگوں نے گندم کے آدھ صاع یعنی دو سیر کو ایک صاع جو کے برابر قرار دیا۔ پس ابن عمرؓ کھجور دیا کرتے تھے۔ جب مدینہ والے کھجور سے عاجز آ گئے۔ یعنی کھجور نہ ملا۔ تو انہوں نے

اس کے بدلے جو ادا کیا۔ اور ابن عمرؓ ہر چھوٹے اور بڑے کی طرف سے فطرانہ دیتے تھے۔ حتیٰ کہ میرے بیٹوں کی طرف سے بھی دیتے تھے۔ اور ابن عمرؓ فطرانہ ان لوگوں کو دیتے تھے جو اسے قبول کرتے۔ اور وہ یہ فطرانہ عید سے ایک دن یا دو دن پہلے ادا کیا کرتے تھے۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ بنی سے مراد نافع کے بیٹے ہیں۔ ان کو اس لئے محصلین کے لئے دیا جاتا تھا تاکہ جمع کیا جائے فقراء کے لئے نہیں دیا جاتا تھا۔

بَابُ صَدَقَةِ الْفِطْرِ عَلَى الصَّغِيرِ وَالْكَبِيرِ

قَالَ أَبُو عُمَرَ وَرَى عُمَرُ وَعَلِيٌّ وَابْنُ عُمَرَ وَجَابِرٌ وَعَائِشَةُ وَطَاوُسٌ وَعَطَاءٌ وَابْنُ سِيرِينَ أَنَّ يَزِيدَ بْنَ مَالٍ الْكَلْبِيِّ قَالَ النَّبِيُّ يَزِيدُ بْنُ مَالٍ الْمَجْنُونُ۔

ترجمہ۔ صدقہ فطر ہر چھوٹے اور بڑے کے اوپر واجب ہے۔ ابو عمرو نے فرمایا کہ حضرت عمرؓ حضرت علیؓ حضرت ابن عمرؓ حضرت جابرؓ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم اور طاووسؓ عطاءؓ ابن سیرین کی رائے یہ ہے کہ یتیم کے مال سے زکوٰۃ ادا کی جائے اور امام زہریؒ فرماتے ہیں کہ پاگل کے مال سے بھی زکوٰۃ ادا کی جائے۔

حدیث نمبر ۱۳۲۰ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ فَرَضَ

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ عَلَى الصَّغِيرِ وَالْكَبِيرِ وَالْحُرِّ وَالْمَمْلُوكِ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر فرض فرمایا۔ ایک صاع جو سے یا ایک صاع کھجور سے وہ ہر چھوٹے اور بڑے آزاد یا غلام سب پر فرض ہے۔

تشریح از قاسمی | صدقہ فطر غلام پر واجب ہے۔ لیکن اس کا تحمل آقا کرے گا۔

اُستثنیٰ شادی شدہ عورت کا فطرانہ خاوند پر واجب نہیں ہے۔ امام ابو حنیفہؒ اور

سفیان ثوریؒ وغیرہم کا یہی مسلک ہے۔ امام شافعیؒ اور امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ یہ نفقہ کے

کے تابع ہے۔ اس لئے خاوند ادا کر لے گا۔ مگر حدیث سے خود زوجه پر وجوب ثابت ہوتا ہے۔
علیٰ الحر والمملوک پہلے باب میں گزر چکا ہے۔ کہ صدقۃ الفطر عبد وغیرہ پر واجب ہے۔ اس ترجمہ کی غرض یہ تھی کہ کافر عبد سے فطرانہ نہ نکالا جائے۔ اس لئے من المسلمین کی قید سے مقید کر دیا۔ اور اس ترجمہ کی غرض یہ ہے کہ مسلمان ہونے کی شرط پائے جانے کے بعد کس پر اور کس کی طرف سے صدقہ واجب ہے۔ لہذا تکرار نہ ہوا۔

یہ یعنی تجارت میں غلاموں کی زکوٰۃ آخر سال میں ان کی قیمت کر کے ادا کی جائے۔ اور فطرانہ میں ان کے ابدان سے زکوٰۃ نکالی جائے۔ جمہور علماء کا یہی مسلک ہے۔ البتہ علماء احنافؒ یہ فرماتے ہیں کہ عبد تجارت کی طرف سے فطرانہ لازم نہیں ہے۔ اس لئے کہ مال واحد میں دو زکوٰۃ واجب نہیں ہو سکتیں۔

فصل الناس یعنی حضرت معاویہؓ اور ان کے ساتھی اگرچہ حضرت ابو سعیدؓ صحابی رسول اس قول کے مخالف ہیں۔ مگر جمع غفیر صحابہ حتیٰ کہ خلفاء اربعہ کا بھی یہی قول ہے کہ گندم نصف صاع ادا کی جائے۔ چنانچہ امام طحاویؒ نے اجماع نقل کیا ہے۔ مجاہدؒ فرماتے ہیں۔

کل شیء سوی المحنطة ففیہ صاع و فی المحنطة نصف صاع۔

الذہبیؒ یقبلوہا اس سے مراد وہ لوگ ہیں۔ جو امام کی طرف سے صدقات وصول کرنے کے لئے مقرر کئے گئے ہوں۔



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

كِتَابُ الْمَنَاسِكِ

بَابُ وَجُوبِ الْحَجِّ وَفَضْلِهِ

وَقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ

مناسک سے مراد امور حج ہیں۔ اللہ سے فرض اور وجوب حج ثابت ہوا۔
استطاع الناس سے بدل واقع ہے۔ اور استطاعت سے مراد زاد و راحلہ ہے۔ اور راستہ کا پُر امن ہونا ہے۔ آیت کریمہ سے وجوب حج ثابت ہوا۔

من کفرای محمد فریضۃ الحج فان الله غنی عن العالمین یعنی اس کا انکار کوئی ضرر رساں نہیں۔ نہ ان کا ایمان نفع بخش ہے۔ یہ بھی وجوب حج کی تاکید کے لئے ہے۔ قاضی بیضاوی فرماتے ہیں کہ سلم حج کی جگہ من کفر رکھا گیا۔ اس سے ایک تو وجوب کی تاکید ہوئی۔ دوسرے تارک کے لئے وعید ہوئی۔ کیونکہ حدیث میں ہے۔ من مات ولم یحج فلیحت النساء یهودیا و نصرا منیا۔ ترجمہ۔ جو شخص حج کر کے نہ مراد وہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر مرے۔ اللہ کو اس کی کوئی پرواہ نہیں۔

حدیث نمبر ۱۳۲۱ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ الْفَضْلُ رَدِيفَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَتْ امْرَأَةٌ مِنْ خَشْعَمَ فَجَعَلَ الْفَضْلُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا وَتَنْظُرُ إِلَيْهِ وَجَعَلَ الْبَقِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْرِفُ وَجْهَ الْفَضْلِ إِلَى الْبَقِيِّ الْأَخِيرِ

فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّكَ فَرِيضَةٌ عَلَى عِبَادِهِ فِي الْحَجِّ أَذْرَكَتِ إِيَّيْ
شَيْخًا كَبِيرًا لَا يَثْبُتُ عَلَى الرَّاحِلَةِ أَفَأَحْسَنُ مِنْهُ قَالَ نَعَمْ وَذَلِكَ
فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ -

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا کہ حضرت فضل بن عباسؓ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روایں تھے۔ قبیلہ خثعم کی ایک عورت آئی حضرت فضل اس کو دیکھنے لگے۔ اور وہ حضرت فضل کو دیکھنے لگی۔ تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فضل کا چہرہ دوسری طرف پھیر دیا۔ اور عورت کہنے لگی یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ کا جو فریضہ اپنے بندوں پر حج کے بارے میں ہے۔ اس نے میرے باپ کو اس حالت میں پالیا کہ وہ بہت بوڑھا ہے۔ جو سواری پر بیٹھنے کے قابل نہیں ہے۔ کیا میں اس کی طرف سے حج کر سکتی ہوں۔ آپؐ نے فرمایا۔ ہاں کر سکتی ہو۔ اور یہ واقعہ حجۃ الوداع میں پیش آیا۔

تشریح از شیخ گنگوہی [وجوب الحج و فضیلتہ آیت کریمہ کا وجوب پر دلالت کرنا تو ظاہر ہے۔ اور آیت کریمہ فضیلت حج پر بھی دلالت کرتی ہے۔ کیونکہ ترک حج کو کفر سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اور روایت باب کا وجوب پر دلالت کرنا خثعمیہ کے قول کی وجہ سے ہے۔ کہ اس نے جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے فرمایا۔ کہ فریضہ اللہ علی عبادہ اور فضیلت اس طرح ثابت ہوئی کہ اس حج میں نیابت طلب کی گئی۔ اس طرح ترجمہ کا ہر ہر جز آیت اور روایت سے ثابت ہو گیا۔ اگرچہ ہر ہر جز کو ثابت کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ اثبات المجموع بالمجموع ضروری ہوتا ہے۔ اور حج کی فضیلت اس سے بھی ثابت ہوتی ہے۔ کہ حج بمجوع کے تارک کو معذور نہیں سمجھا گیا۔ بلکہ عند العجز وہ اپنا نائب مقرر کر کے حج بدل کر لے۔ جو احناف کا مسلک ہے۔ امام شافعیؒ اور اسحاقؒ حج بدل کی اجازت نہیں دیتے۔

تشریح از شیخ زکریا [مناسک مناسک کی جمع ہے۔ جس کے معنی عبادت کے ہیں۔ اس جگہ امور حج مراد ہیں۔ اور امام بخاریؒ نے کتاب الحج کی بجائے کتاب المناسک اس لئے فرمایا تاکہ احکام حج اور عمرہ دونوں کو شامل ہو جائے۔ دوسرا اشکال یہ ہے کہ عام طور پر فقہاء اور محدثین کتاب الزکوٰۃ کے بعد کتاب الصوم ذکر فرمایا کرتے ہیں۔ امام بخاریؒ نے کتاب الحج کو کیوں بیان

فرمایا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اعمال کچھ تو بدنیہ محضہ ہیں کچھ مالیہ محضہ اور بعض بدنیہ مالیہ ہیں۔ چونکہ حج مرکب عبادت ہے۔ من البدن والمال۔ اس لئے ترتیب میں پہلے صلوٰۃ بعد ازاں زکوٰۃ اور بعد ازاں حج کو ذکر فرمایا۔ دوسرے حدیث عمر رضی اللہ عنہما میں صیام کو آخر میں ذکر کیا گیا ہے۔ اور ایک وجہ یہ بھی بیان کی جاتی ہے کہ صوم ترک میں سے ہے۔ اور ترک اگرچہ عمل ہے۔ لیکن عمل نفس ہے۔ عمل جسد نہیں ہے۔ اس لئے اسے مؤخر کیا گیا۔ حافظؒ نے بھی فتح الباری میں مناسبت لطیفہ بیان فرمائی ہے۔ اور میں نے بھی اوجز کے اندر دس اسکاٹ لطیفہ طویلہ بیان کئے ہیں۔ حج کے لغوی معنی بیان کئے گئے۔ پھر اس کی شرعی تعریف۔ ائمہ اربعہ کے اہم سبب وجوب وغیرہ تفصیل سے مذکور ہیں۔

در التہا علی الفضل میرے نزدیک سب سے زیادہ قوی دلیل فضیلت ثابت کرنے میں یہ ہے۔ کہ حج اللہ کے لئے ہے اس لئے خبر کو مقدم کیا گیا۔ اور حج کو نفس کریمہ کی طرف منسوب کیا گیا۔ علامہ سندھیؒ فرماتے ہیں۔ کہ آیت اور حدیث دراصل وجوب حج کا فائدہ دیتے ہیں۔ اور فضیلت تبعاً ثابت ہوتی ہے۔ اس لئے کہ وجوب مستلزم فضیلہ ہوتا ہے۔ اس لئے مصنفؒ نے ترجمہ میں وجوب کے بعد فضیلت کو ذکر کیا ہے۔ اور بعض نے وجوب حج کو التوالج والعمرةؑ سے ثابت کیا ہے۔ لیکن پہلی دلیل زیادہ ظاہر ہے۔

اثبات المجموع بالجوع یہ ضابطہ کلیہ ہے۔ جس کا شیخؒ نے ذکر فرمایا ہے۔ حدیث سے ثابت ہوا۔ کہ حج میں غیر نائب بن سکتا ہے۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَتُوا الْحَجَّ أَجْزَاءَ سَنَاتِهِمْ

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کا ترجمہ۔ کہ یہ لوگ آپ کے پاس پیدل چل کر آئیں گے۔ اور لاغر ادنیٰ بینوں پر سوار ہو کر بعید راستے سے آئیں گے۔ تاکہ اپنے منافع کو حاضر ہوں۔ حج کے معنی وسیع راستے کے ہیں۔

حدیث نمبر ۱۳۲۲ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عِيسَى الْإِنْسَانِيُّ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْكَبُ رَاحِلَةً بِذِي الْحَلِيفَةِ

ثُمَّ يَهْلُ حِينَ تَسْتَوِي قَائِمَةً .

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ ذی الحلیفہ میں اپنی سواری پر سوار ہوئے پھر جب وہ آپ کو لے کر برابر سیدھی کھڑی ہو گئی تو آپ نے احرام باندھا۔

حدیث نمبر ۱۳۲۳ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوسَى الْاَعْنِ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيُّ أَنَّ اِهْلَالَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ حِينَ اسْتَوَتْ بِهِ رَاحِلَتُهُ رَوَاهُ اَنَسُ وَابْنُ عَبَّاسٍ يَفْنِي حَدِيثًا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوسَى .

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبد اللہ انصاریؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا احرام باندھنا ذی الحلیفہ سے تھا۔ جب کہ آپ کی اونٹنی آپ کو لے کر سیدھی ہوئی۔ اس ابراہیم بن موسیٰ کی روایت کو انسؓ اور ابن عباسؓ نے بھی روایت کیا ہے۔

تشریح از قاسمی | آیت کا شان نزول یہ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ لوگ حج پر جانے کے لئے سواری پر سوار نہیں ہوتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرما کر حکم دیا کہ حج پیدل بھی کیا جاسکتا ہے۔ اور سوار یوں کو کمز در کر کے در دراز سے سفر کیا جاتے۔ تو رکوب کی اجازت دی گئی۔ یہی وجہ ہے کہ مصنفؒ نے اسی آیت کو ترجمہ میں رکھا ہے۔ تاکہ تنبیہ ہو۔ کہ وجوب حج کے اندر راحلہ کو شرط قرار دینا جواز حج کے منافی نہیں ہے۔

فجاءہا کاللفظ سورۃ نوح کے اندر وارد ہوا ہے۔ بتا دیا کہ وہ فح کی جمع ہے جس کے معنی طریق واسع کے ہیں۔

بَابُ الْحَبِيعِ عَلَى الرَّحْلِ

ترجمہ۔ سواری پر حج کرنا۔

حدیث نمبر ۱۳۲۴ حَدَّثَنَا اَبَانُ الْاَعْنِ عَائِشَةُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ مَعَهَا اَخَاهَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ فَاَعْمَرَهَا

مِنَ التَّنْعِيمِ وَحَمَلَهَا عَلَى قَتَبٍ وَقَالَ عُمَرُ شُدُّوا الرِّحَالَ فِي الْحَجِّ فَإِنَّهُ أَحَدُ الْجِهَادَيْنِ۔

حدیث نمبر ۱۳۲۵ وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ قَالَ حَجَّ النَّسُّ عَلَى رَحْلِ وَكَانَتْ زَامِلَتَهُ۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے۔ کہ بے شک جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بھائی عبدالرحمنؓ کو بھیجا۔ چنانچہ انہوں نے ان کو تنعم مسجد عائشہؓ سے عمرہ کرایا۔ اور انہیں چھوٹی پالان پر سوار کیا۔ اور حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ حج میں کجا دوں کو سخت باندھو۔ کیونکہ یہ حج دو جہادوں میں سے ایک جہاد ہے۔

ترجمہ۔ اور محمد بن ابی بکرؓ نے فرمایا کہ حضرت انسؓ نے پالان پر حج کیا اور وہ بخیل نہیں تھے۔ کہ جو حج استعمال نہ کیا۔ بلکہ انہوں نے حدیث بیان کی کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پالان پر حج کیا اور وہ اونٹنی بار برداری والی اونٹنی تھی۔ جس پر کجا وہ نہیں تھا۔ صرف پالان تھا۔

حدیث نمبر ۱۳۲۶ حَدَّثَنَا عُمَرُو بْنُ عَلِيٍّ عَنِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهُمَا قَالَتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ اعْمَرْتُمْ وَلَمْ اعْمَرَ قَالَ يَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ إِذْ هَبْ بِأُخْتِكَ فَأَعْمَرُهَا مِنَ التَّنْعِيمِ فَأَحْبَبَهَا عَلِيٌّ نَاقَةً فَأَعْمَرَتْ۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا یا رسول اللہ آپؐ لوگوں نے تو عمرہ کر لیا اور میں نے عمرہ نہیں کیا۔ تو آپؐ نے ارشاد فرمایا اے عبدالرحمنؓ! اپنی بہن کو لے جا۔ اور تنعم مقام سے انہیں عمرہ کرا دو۔ چنانچہ انہوں نے اونٹنی پر پالان پر سچھے ہتھ پر بٹھایا۔ اس طرح حضرت عائشہؓ نے عمرہ قضا کیا۔

بَابُ فَضْلِ الْحَجِّ الْمَبْرُورِ

ترجمہ۔ مقبول حج کی فضیلت کا بیان ہے۔

حدیث نمبر ۱۳۲۷ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ قَالَ

إِيْمَانُ بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ قِيلَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ جِهَادٌ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ قِيلَ
ثُمَّ مَاذَا قَالَ حَاجٌّ مَّبْرُورٌ۔

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا۔ کہ اعمال میں سے کون سا عمل افضل ہے۔ آپؐ نے فرمایا اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا۔ کہا گیا کہ پھر کون سا عمل ہے۔ فرمایا۔ جہاد فی سبیل اللہ ہے۔ کہا گیا پھر کون سا ہے آپؐ نے فرمایا مقبول حج ہے۔

حدیث نمبر ۱۳۲۸ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْمُبَارَكِ الْعَنِّي عَنْ عَائِشَةَ
أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أَنَّهَا قَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ نَرَى الْجِهَادَ أَفْضَلَ الْعَمَلِ أَفَلَا
نُجَاهِدُ قَالَ لَكِنَّ أَفْضَلَ الْجِهَادِ حَاجٌّ مَّبْرُورٌ۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہ ام المؤمنین نے فرمایا یا رسول اللہ ہم جہاد کو تمام اعمال میں سے افضل سمجھتے ہیں۔ کیا ہم عورتیں جہاد نہ کریں۔ آپؐ نے فرمایا نہیں۔ لیکن تمہارے لئے افضل جہاد حج مبرور ہے۔

حدیث نمبر ۱۳۲۹ حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي هَرِيرَةَ قَالَ سَمِعْتُ
النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ حَاجَّ لِلّٰهِ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ
رَجَعَ كَيَوْمٍ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ۔

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا۔ فرماتے تھے۔ جس نے اللہ کے لئے حج کیا۔ پس نہ بے ہودہ بات کی اور نہ ہی کوئی گناہ کیا تو وہ اس دن کی طرح واپس ہوگا جس دن کہ اس کو اس کی ماں نے جنا تھا۔ یعنی وہ گناہوں سے معصوم ہوگا۔

تشریح از قاسمی | حج مبرور کے متعلق مختلف اقوال ہیں۔ بعض فرماتے ہیں۔ کہ وہ حج ہے جس میں کوئی گناہ اور ریا نہ ہو۔

رفث کے معنی فضول باتیں یا مرد کا عورت سے جماع کے متعلق باتیں کرنا۔ اور جماع کو بھی رفث کہتے ہیں۔ لم یفسق کا مطلب ہے لم یأت بسیئہ ولا معصیۃ۔

کیونکہ دلہندہ ائمہ ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ صغائر اور کبائر سب معاف ہوں گے۔ حتیٰ کہ حقوق العباد بھی معاف ہوں گے۔ تو جیسے دوسری حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔ یہ خصائص چ میں سے ہو گا۔ البتہ قاضی عیاضؒ فرماتے ہیں کہ مذہب اہل السنۃ یہ ہے کہ کبائر توبہ کے بغیر معاف نہیں ہوں گے۔ اور نہ ہی کسی عمل سے کسی کی تکفیر کی جائے گی۔

بَابُ فَرَضِ مَوَاقِيتِ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ

ترجمہ۔ حج اور عمرہ کے جائے احرام مقرر شدہ ہیں۔

حدیث نمبر ۱۳۳۰ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ أَنَّهُ أَتَى عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ فِي مَنْزِلِهِ وَلَهُ فُسْطَاطٌ وَسُرَادِقٌ فَسَأَلْتُهُ مِنْ أَيْنَ يَجُوزُ أَنْ أُعْتَمِرَ قَالَ فَرَضَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَهْلِ نَجْدٍ مِنْ قَرْنٍ وَلِأَهْلِ الْمَدِينَةِ ذَا الْحُلَيْفَةِ وَلِأَهْلِ الشَّامِ الْجُحْفَةَ۔

ترجمہ۔ حضرت زید بن جبیرؒ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کے پاس ان کے پڑاؤ کی جگہ میں آئے۔ تو ان کا ایک خیمہ اور پردہ بھی تھا۔ تو میں نے ان سے پوچھا کہ میرے لئے عمرہ کا احرام کہاں سے باندھنا جائز ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نجد والوں کے لئے قرن مقرر فرمایا ہے۔ اور مدینہ والوں کے لئے ذوالحلیفہ اور شام والوں کے لئے جحفة ہے۔

تشریح از قاسمیؒ | فرضہا بمعنی قدرہا اور وجہہا کے معنی ہیں۔ اور ضمیر مواقیت کی طرف راجع ہے۔ اور یہ مواقیت ساکنان نجد۔ شام اور مدینہ کے لئے اور ان لوگوں کے لئے ہیں جو وہاں سے گزریں۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى وَتَزَوَّدُوا فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوَى

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے تو شہ لے کر چلو بہترین تو شہ سوال سے بچنا ہے۔

حدیث نمبر ۱۳۳۱ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُشَيْرٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ

كَانَ أَهْلُ الْيَمَنِ يَحُجُّونَ وَلَا يَتَزَوَّدُونَ وَيَقُولُونَ نَحْنُ الْمُتَوَكِّلُونَ
فَإِذَا قَدِمُوا مَكَّةَ سَأَلُوا النَّاسَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ وَتَزَوَّدُوا
فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوَى رَوَاهُ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عُمَرَ وَعَنْ عِكْرَمَةَ مَرْسَلًا

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا۔ کہ یمن والے حج کرنے کے لئے آتے اور
توشہ ساتھ نہ لاتے اور کہتے ہم تو توکل کرنے والے لوگ ہیں۔ پس جب مکہ معظمہ
پہنچے تو لوگوں سے سوال کرتے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ بہترین توشہ سوال سے
بچنا ہے۔ ابن عیینہ نے عکرمہ سے اس روایت کو مرسل روایت کیا ہے۔

تشریح از قاسمی | اس آیت اور حدیث میں توکل کی مذمت نہیں ہے بلکہ جو کچھ وہ
لوگ کرتے تھے بتایا گیا کہ وہ تامل ہے توکل نہیں ہے۔

بَابُ مُهَلِّ أَهْلِ مَكَّةَ لِلْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ

ترجمہ۔ مکہ والوں کے لئے حج و عمرہ کے احرام باندھنے کی جگہ کیا ہے۔
حدیث نمبر ۳۳۲۱ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ
إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَّتْ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ ذَا الْحُلَيْفَةِ وَلَا أَهْلَ
السَّامِ الْجُحْفَةِ وَلَا أَهْلَ نَجْدٍ قَرْنِ الْمَنَازِلِ وَلَا أَهْلَ الْيَمَنِ يَلْمُ
هُنَّ لَهُنَّ وَلَمِنْ أَتَى عَلَيْهِنَّ مِنْ غَيْرِهِنَّ مَقَمٌ أَرَادَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ وَ
مَنْ كَانَ دُونَ ذَلِكَ مِنْ حَيْثُ أَشَاءَ حَتَّى أَهْلُ مَكَّةَ مِنْ مَكَّةَ

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ بے شک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ
والوں کے لئے ذوالحلیفہ میقات مقرر فرمایا اور نجد والوں کے لئے قرن المنازل جہاں مختلف
راستے اکٹھے ملتے ہیں۔ گویا کہ وہ چوک ہے۔ اور یمن والوں کے لئے یلم مقرر فرمایا۔ یہ مواقیت
ان مقامات کے میکانوں کے لئے ہیں۔ اور ان لوگوں کے لئے بھی ہیں جو ان کے پاس دوسرے
مقامات سے اکٹھے گزرتے ہیں۔ ان لوگوں میں سے جو حج اور عمرہ کے ارادے سے آئیں اور
جو لوگ ان مواقیت کے اندر رہتے ہیں۔ یعنی غیر آفاقی تو وہ جس مقام سے سفر کا آغاز کریں۔

حتیٰ کہ مکہ ولے مکہ سے احرام باندھیں۔

تشریح از قاسمی | ظاہر حدیث سے لازم آتا ہے جو بھی احد النسکین کے لئے مکہ کا قصد کرے وہ احرام باندھے۔ شوافع کے نزدیک یہی صحیح ہے۔ اخاف کے نزدیک آفاقی کے لئے بغیر احرام کے مکہ میں داخل ہونا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ ابن عباسؓ کی روایت ہے۔

ابن النبیؓ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تجاوزوا الميقات الا باحرام۔
ترجمہ۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میقات سے بغیر احرام کے آگے نہ بڑھو۔
عام الفتح میں آپؐ کا بغیر احرام کے مکہ میں داخل ہونا یہ آپؐ کی خصوصیت تھی۔ اس طرح صحابہؓ کے لئے بھی اس وقت کے لئے جائز تھا۔

حتیٰ اهل مكة من مكة یعنی جب مکہ کی حج کا قصد کرے تو اس کے احرام باندھنے کی جگہ مکہ ہے۔ لیکن عمرہ کے لئے حل سے احرام باندھنا چاہیے۔ چنانچہ حضرت عائشہؓ کو عمرہ کے لئے تنیم سے احرام باندھنے کا حکم ہوا تھا۔ امام بخاریؒ ظاہر حدیث کو عموم پر محمول کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ معتمر بھی مکہ سے احرام باندھے۔ اس لئے امام بخاریؒ نے ترجمہ میں باب مہل اہل مکہ للعمرة فرمایا ہے۔ تو یہ عموم لفظ کی بنا پر ترجمہ باندھا ہے۔ ورنہ حضرت عائشہؓ کی روایت سے میقات تنیم واضح ہے۔

بَابُ مِيقَاتِ أَهْلِ الْمَدِينَةِ وَلَا يَهْلُوقَبْلَ ذِي الْحُلَيْفَةِ

ترجمہ۔ اہل مدینہ کا میقات کیا ہے۔ ان کو ذی الحلیفہ سے پہلے احرام نہیں باندھنا چاہیے۔

حدیث نمبر ۳۳۳۱ **أَحَدُ ثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَهْلُ أَهْلُ الْمَدِينَةِ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ وَأَهْلُ الشَّامِ مِنَ الْجَحْفَةِ وَأَهْلُ نَجْدٍ مِنْ قَرْنٍ وَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بَلَّغْنِي أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَيَهْلُ أَهْلُ الْيَمَنِ مِنْ يَلَمِّمَ۔**

ترجمہ۔ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ بے شک جناب رسول اللہؐ نے فرمایا

کہ مدینہ والے ذمی الحلیفہ سے احرام باندھیں۔ شام والے مجحفہ سے اور نجد والے قرن سے اور حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث بھی مجھے پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یمن والے یلملم سے احرام باندھیں۔

تشریح از قاسمیؒ ظاہر حدیث سے ترجمہ ثابت نہیں ہوتا۔ البتہ حدیث سے عدم تجاوز بغیر احرام لازم ہے۔ اس لئے لایہلوا قبل ذی الحلیفہ کی کراہت تنزیہی پر محمول کیا گیا ہے۔ افضل یہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدار کرتے ہوئے میقات سے احرام باندھا جائے اس سے قبل نہ باندھا جائے۔ مؤلفؒ کا بھی ظاہر حدیث کی وجہ سے یہی مسلک معلوم ہوتا ہے۔ یا قبلت سے مراد قدام من جہۃ مکہ ہو من جہۃ مدینہ مراد نہ لی جائے۔

بَابُ مُهَلِّ أَهْلِ الشَّامِ

ترجمہ۔ شام والوں کے لئے احرام باندھنے کی جگہ کیا ہے۔

حدیث نمبر ۳۳۴۲ حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ بْنُ عَبَّاسٍ قَالَ وَقَّتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ ذَا الْحُلَيْفَةِ وَلَا أَهْلَ الشَّامِ الْجُحْفَةَ وَلَا أَهْلَ نَجْدٍ قَرْنَ الْمَنَازِلِ وَلَا أَهْلَ الْيَمَنِ يَلْمَلِمَ فَهُنَّ لَهُنَّ وَلَمَنْ أَتَى عَلَيْهِنَّ مِنْ غَيْرِ أَهْلِيهِنَّ لِمَنْ كَانَ يُرِيدُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَمَنْ كَانَ دُونَهُنَّ فَهَلَّهُ مِنْ أَهْلِهِمْ وَكَذَلِكَ حَتَّى أَهْلُ مَكَّةَ يَهْلَوْنَ مِنْهَا۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ والوں کے لئے ذی الحلیفہ میقات مقرر فرمایا اور شام والوں کے لئے جحفہ اور نجد والوں کے لئے قرن المنازل اور یمن والوں کے لئے یلملم پس یہ مواقیت ان مقامات والوں کے لئے اور ان لوگوں کے لئے ہیں جو ان مقامات کے علاوہ دوسرے مقامات سے آکر ان مواقیت سے گزرتے ہیں۔ جو کہ حج اور عمرہ کا ارادہ کر کے آتے ہیں۔ پس جو لوگ ان مواقیت کے

اند رہتے ہیں۔ ان کا میتقات ان کے گھر والے ہیں۔ اس طرح قریب سے قریب والے حتیٰ کہ مکہ والے اسی مکہ سے احرام باندھیں گے۔

تشریح از شیخ گنگوہی | **من اہلہ ادا ما فی حکمہ** بایں طور کہ وہ حرم سے خارج ہو۔ اگرچہ اس کا گھر حرم کے قریب کیوں نہ ہو۔

تشریح از شیخ زکریا | یہ مسک حنفیہ کے مطابق ہے۔ کیونکہ درمختار میں ہے کہ جو لوگ داخل میتقات کے باشندے ہیں۔ ان کا میتقات حل ہے۔ جو مواقیت اور حرم کے درمیان واقع ہو۔ تو وہ بھی حرم میں بغیر احرام کے داخل نہیں ہو سکتا۔ ائمہ ثلاثہ فرماتے ہیں کہ اپنی منزل سے احرام باندھنا واجب ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ان مواقیت سے احرام میں تاخیر نہ کرنی چاہیے۔ لیکن علامہ سندھی نے مسک احناف پر اشکال وارد کیا ہے کہ داخل مواقیت کو الی آخر الحل اور اہل مکہ کو الی آخر الحرم۔ تاخیر احرام کی اجازت دیتے ہیں۔ تو اس سے تفصیل کی یہ صورت ہوگی۔ کہ ائمہ اربعہ کا اس پر تو اجماع ہے کہ مکی کے لئے عمرہ کا میتقات سارا حل ہے۔ بخلاف ان لوگوں کے جو حضرت عائشہؓ کی روایت کی وجہ سے تنیم سے احرام کو واجب کہتے ہیں۔ اس طرح ائمہ ثلاثہ کا اس پر بھی اجماع ہے کہ مکی کے لئے حج کا میتقات سارا حرم ہے۔

ما فی حکمہ سے قطب گنگوہی نے اسی طرف اشارہ کیا ہے۔ اور علامہ سندھی کے کلام سے جو تاخیر الی الحرم یہ بھی ہمارے علماء احناف کے ساتھ مختص ہے۔ یہ صحیح نہیں ہے۔ اس کی تفصیل اوپر میں ملے گی۔

بَابُ مُهَلِّ أَهْلِ نَجْدٍ

ترجمہ نجد والوں کے لئے احرام باندھنے کی کون سی جگہ ہے۔

حدیث نمبر ۱۳۳۵ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مُهَلِّ أَهْلِ الْمَدِينَةِ ذُو الْحُلَيْفَةِ وَمُهَلِّ أَهْلِ الشَّامِ مَهْيَعَةٌ وَهِيَ الْجُحْفَةُ وَأَهْلُ نَجْدٍ قَرْنٌ قَالَ ابْنُ عُمَرَ زَعَمُوا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَلَمْ أَسْمَعْهُ وَمُهَلِّ أَهْلِ الْيَمَنِ يَلْمُ

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ فرماتے تھے۔ اہل مدینہ کا میقات ذوالحلیفہ ہے۔ شام والوں کا مہربہ ہے جسے جحفہ کہتے ہیں۔ اور نجد والوں کا قرن ہے۔ ابن عمرؓ نے فرمایا۔ لوگ یہ کہتے ہیں۔ مگر یہ سنا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو یمن والوں کا میقات یلم ہے۔

بَابُ مَهَلٍ مِّنْ كَانَ دُونَ الْمَوَاقِيتِ

ترجمہ۔ جو لوگ مواقیت کے اندر رہتے ہیں ان کا میقات کیا ہے۔

حدیث نمبر ۱۳۳۶ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي عُبَيْسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَّتْ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ ذَا الْحُلَيْفَةِ وَلِأَهْلِ الشَّامِ الْجُحْفَةَ وَلِأَهْلِ الْيَمَنِ يَلْمَ وَلِأَهْلِ نَجْدٍ قَرْنَاقَمَ لَهَا وَلِمَنْ أَتَى عَلَيْهِنَ مِنْ غَيْرِ أَهْلِيَّاتٍ مِّنْ كَانَ يُرِيدُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَمِنْ كَانَ دُونَهُنَّ فَمِنْ أَهْلِهِ حَتَّى أَتَى أَهْلَ مَكَّةَ يَهْلُوكُنَّ مِنْهَا۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ بے شک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ والوں کے لئے ذوالحلیفہ کو میقات مقرر فرمایا۔ شام والوں کے لئے جحفہ اور یمن والوں کے لئے یلم اور نجد والوں کے لئے قرن مقرر فرمایا۔ پس یہ مواقیت ان مقامات والوں کے لئے اور ان لوگوں کے لئے ہیں۔ جو ان مقامات کے علاوہ دوسرے علاقوں سے ان مواقیت کے پاس سے گزریں۔ جو کہ حج اور عمرہ ادا کرنے کا ارادہ رکھتے ہوں۔ اور جو لوگ ان مواقیت کے اندر داخل ہیں۔ وہ اپنی رہائش گاہ سے احرام باندھیں۔ حتیٰ کہ اہل مکہ خود مکہ سے احرام باندھیں۔

تشریح از قاسمی | میقات اہل الیمن یلم حدیث سے یمن والوں کا میقات یلم معلوم ہوتا ہے۔ لیکن مراد اس سے تھا مہ ہے۔ کیونکہ نجد الیمن میقات اہلھا میقات نجد الحجاز فرمایا گیا ہے۔ دلیل یہ ہے کہ اہل نجد کا میقات تو قرن کو قرار دیا گیا ہے۔ تو یہاں یمن بول کر خاص کر تھا مہ یعنی بعض یمن مراد لیا گیا ہے۔

بَابُ مَهَلِّ أَهْلِ الْيَمَنِ

ترجمہ۔ یمن والوں کا میقات کیا ہے۔

حدیث نمبر ۱۳۳۷ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ الْإِمَنِيُّ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَّتْ لِأَهْلِ الْيَمَنِ لِدَيْنَةِ ذَا الْحُلَيْفَةِ وَلَا هِلَ الشَّامِ الْجُحْفَةَ وَلَا هِلَ نَجْدٍ قَرْنِ الْمَنَازِلِ وَلَا هِلَ الْيَمَنِ يَلْمُ هُنَّ لِأَهْلِهَا وَلِكُلِّ آتٍ عَلَيْهِمْ مِنْ غَيْرِهِمْ مِمَّنْ أَرَادَ الْحَجَّ وَالْمُدَّةَ فَمَنْ كَانَ دُونَ ذَلِكَ فَمِنْ حَيْثُ أَشَاءَ حَتَّى أَهْلُ مَكَّةَ مِنْ مَكَّةَ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ والوں کے لئے ذوالحلیفہ میقات مقرر فرمایا۔ اور شام والوں کے لئے جحفہ اور نجد والوں کے لئے قرن اور یمن والوں کے لئے یلم مقرر فرمایا۔ یہ مواقیت ان مقامات والوں کے لئے ہیں اور ہر اس آنے والے کے لئے ہیں جو ان مواقیت پر آیا۔ ان مقامات کے علاوہ دوسرے علاقوں سے آیا۔ جس نے حج اور عمرہ کا ارادہ کیا۔ پس جو شخص ان کے علاوہ ہے۔ پس وہ جس جگہ سے سفر شروع کرے حتیٰ کہ مکہ والے مکہ سے احرام باندھیں۔

بَابُ ذَاتِ عِرْقٍ لِأَهْلِ الْعِرَاقِ

ترجمہ۔ عراق والوں کے لئے ذاتِ عرق میقات ہے۔

حدیث نمبر ۱۳۳۸ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْلِمٍ الْإِمَنِيُّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ لَمَّا فَتَحَ هَذَا الْبِلَادَ الْمَصْرَانِ أَتَوْا عُمَرَ فَقَالُوا يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّ لَأَهْلِ نَجْدٍ قَرْنًا وَهُوَ جَوْرُ عَنْ طَرِيقَيْهَا وَإِنَّا إِنْ أَرَدْنَا قَرْنًا شَقَى عَلَيْنَا قَالَ فَاَنْظُرُوا أَحَدًا وَهَامِنْ طَرِيقِكُمْ فَحَدَّ لَهُمْ ذَاتَ عِرْقٍ۔

ترجمہ۔ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ جب یہ دو شہر فتح ہوئے۔ یعنی بصرہ اور کوفہ

جن کے درمیان اتنی فرسخ کا فاصلہ ہے۔ اور فتح سے مراد مسلمانوں کا غلبہ ہے۔ کیونکہ یہ دونوں شہر عہد فاروقی میں آباد ہوئے ہیں۔ تو دہاؤں کے باشندے حضرت عمرؓ کے پاس آکر کہنے لگے۔ اے امیر المؤمنین بے شک جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نجد والوں کے لئے قرن کو میقات مقرر کیا۔ وہ ہمارے راستہ سے دور پڑتا ہے۔ اور اگر ہم قرن کا قصد کریں تو ہم پر گراں ہے۔ تو آپ نے فرمایا اپنے راستہ سے اس کے مقابل برابر کا اندازہ کر لو۔ تو پھر آپ نے ذات عرق کو ان کے لئے میقات مقرر فرمایا۔ ذات عرق ایک چھوٹا سا پہاڑ ہے۔ مکہ اور اس کے درمیان بیالیس میل کا فاصلہ ہے۔ وہاں کی زمین بنجر ہے۔ جہاں جھاڑ کے درخت ہوتے ہیں۔

تشریح از قاسمی | علماء کا یہ مسئلہ اختلافی رہا ہے۔ کہ آفاقی کے لئے ان مواقیت سے یا من منزلہ سے احرام باندھنا افضل ہے۔ امام مالکؒ اور اسحاقؒ تو اسی کو افضل فرماتے ہیں اور ان کی دلیل احادیث الابواب ہیں۔ لیکن امام ابو حنیفہؒ اور امام شافعیؒ دیگر حضرات فرماتے ہیں کہ مواقیت سے احرام باندھنا رخصت ہے۔ اور عزیمت یہ ہے کہ ان مواقیت سے پہلے احرام باندھا جائے۔ کیونکہ صحابہ کرامؓ۔ ابن مسعودؓ۔ ابن عمرؓ۔ ابن عباسؓ وغیرہم مواقیت سے قبل احرام باندھا کرتے تھے اور وہ سنت کو زیادہ جاننے والے تھے۔ اور بعض حضرات بعید والے کو اجازت دیتے ہیں۔ قریب والے کو نہیں دیتے۔ امام ابو حنیفہؒ اور امام شافعیؒ کی دلیل ابو داؤد کی وہ روایت ہے۔ جس میں ہے۔ من اہل بحجۃ او عمرۃ من المسجد الاقصیٰ الی المسجد الحرام غفر اللہ لہ ما تقدم من ذنبہ وما تاخر ووجبت لہ الحجۃ یعنی جس نے حج یا عمرہ کا احرام مسجد اقصیٰ سے مسجد حرام تک باندھا تو اس کے اگلے پچھلے سب گناہ اللہ تعالیٰ بخش دے گا اور جنبت اس کے لئے واجب ہوگی۔

بَابُ الصَّلَاةِ بِذِي الْحُلَيْفَةِ

ترجمہ۔ ذی الحلیفہ میں نماز پڑھنا۔

حدیث نمبر ۳۳۹ اَحَدَثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوْسُفَ اَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ
اَنَّ رَسُوْلَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَاخَ بِالْبَطْحَاءِ بِذِي الْحُلَيْفَةِ
فَصَلَّى بِهَا وَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ يَفْعَلُ ذَلِكَ .

ترجمہ۔ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ذی الحلیفہ میں جہاں چھوٹی چھوٹی ٹکریاں ہیں وہاں اپنی اونٹنی بٹھا کر نماز پڑھتے تھے اور حضرت
عبد اللہ بن عمرؓ بھی یہی کرتے تھے ۔

بَابُ خُرُوجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى طَرِيقِ الشَّجَرَةِ

ترجمہ۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم شجرہ کے راستے سے تشریف لے جاتے تھے۔

حدیث نمبر ۳۴۰ اَحَدَثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ اَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ
اَنَّ رَسُوْلَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَخْرُجُ مِنْ طَرِيقِ الشَّجَرَةِ
وَيَدْخُلُ مِنْ طَرِيقِ الْمُعْرَسِ وَاَنَّ رَسُوْلَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ
اِذَا خَرَجَ اِلَى مَكَّةَ يُصَلِّي فِي مَسْجِدِ الشَّجَرَةِ وَاِذَا رَجَعَ صَلَّى بِذِي
الْحُلَيْفَةِ بِبَطْنِ الْوَادِي وَبَاتَ حَتَّى يُصْبِحَ .

ترجمہ۔ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے مروی ہے۔ بے شک جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم طریق شجرہ سے تشریف لے جاتے اور طریق معرس سے داخل ہوتے۔ اور
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ معظمہ تشریف لے جاتے تو مسجد شجرہ میں نماز
پڑھتے۔ اور جب واپس تشریف لاتے تو ذی الحلیفہ میں بطن وادی کے اندر نماز پڑھتے اور
وہاں رات گزارتے یہاں تک کہ صبح کرتے۔ شجرہ مدینہ منورہ سے چھ میل کے فاصلہ پر
ایک مقام ہے۔ معرس آخر حصہ رات میں مسافر کے آرام کے لئے اترنے کی جگہ۔ یہ مسجد
ذی الحلیفہ سے بچلی طرف مدینہ کے قریب ہے۔



بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَقِيقُ وَادٍ مُبَارَكٌ

ترجمہ: جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد فرمانا کہ عقیق برکت والی وادی ہے۔
 حدیث نمبر ۱۳۴۱ اَحَدُ ثَنَا الْحُمَيْدِيُّ اَنَّهٗ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ
 اِنَّهٗ سَمِعَ عُمَرَ يَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوَادُّ الْعَقِيقَ يَقُولُ
 اَتَانِي اللَّيْلَةُ اَتِ مِنْ رَبِّي فَقَالَ صَلَّى فِي هَذَا الْوَادِي الْمُبَارَكِ وَقُلْتُ عُمَرُ
 فِي حَاجَةٍ۔

ترجمہ: حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے وادی عقیق میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ فرماتے تھے۔ آج رات میرے رب کی طرف سے ایک آنے والا میرے پاس آیا۔ اور فرمایا کہ آپ اس وادی مبارک میں نماز پڑھیں اور فرمائیں کہ یہ عمرہ حج میں داخل ہے۔ اس سے حج قرآن کی فضیلت ثابت ہوئی۔ کیونکہ آپ میقات پر ہی ان کو جمع کرنے کے مامور ہوئے۔
 حدیث نمبر ۱۳۴۲ اَحَدُ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ
 عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ اَرَى وَهُوَ فِي مَعْرَسٍ بِذِي الْحُلَيْفَةِ
 بِبَطْنِ الْوَادِي قِيلَ لَهُ اِنَّكَ بِبَطْحَاءٍ مُبَارَكَةٍ وَقَدْ اَنَاخَ بِنَاسِ الْمَيْتُوخَى
 الْمَنَاخَ الَّذِي كَانَ عَبْدُ اللَّهِ يُنْفِخُ يَتَحَرَّى مَعْرَسَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ اسْفَلَ مِنَ الْمَسْجِدِ الَّذِي بِبَطْنِ الْوَادِي بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ
 الطَّرِيقِ وَسَطُ مِنْ ذَلِكَ۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔
 کہ ذی الحلیفہ میں وادی عقیق کے اندر آخری لیل میں آرام کی جگہ میں خواب دکھایا گیا۔ آپ
 سے کہا گیا کہ آپ برکت والی وادی کی چھوٹی چھوٹی کنکریوں میں ہیں (ترجمہ ثابت ہوا) صاحبزادہ
 سالم ہماری سواریاں اس جگہ بٹھاتے تھے جو بطن وادی کی مسجد کے نیچے ہے۔ اور یہ جگہ ان
 کے درمیان اور راستے کے بالکل درمیان میں واقع ہے۔

بَابُ غَسْلِ الْخَلْقِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ مِنَ الثِّيَابِ

ترجمہ: خلق خوشبو کو تین مرتبہ کپڑوں سے دھو ڈالنا۔

حدیث نمبر ۱۳۴۳ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ بْنُ يَحْيَى قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ تَرَى فِي رَجُلٍ أَحَدَمَ بِعُمُرَةٍ وَهُوَ مُتَضَمِّعٌ بِطِيبٍ فَسَكَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاعَةً فَجَاءَهُ الْوَحْيُ فَأَشَارَ عُمَرُ إِلَى يَحْيَى فَجَاءَ يَحْيَى وَعَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَوْبٌ قَدْ أَظْلَمَ بِهِ فَأَدْخَلَ رَأْسَهُ فَإِذَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحَمَّرُ الْوَجْهِ وَهُوَ يَغِطُّ ثَمَّ سُرِّي عَنْهُ فَقَالَ آيُنَ الَّذِي سَأَلَ عَنِ الْعُمُرَةِ فَأُتِيَ بِرَجُلٍ فَقَالَ اغْسِلِ الطَّلِبَ الَّذِي بِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَانْزِعْ عَنْكَ الْجُبَّةَ وَاصْنَعْ فِي عُمُرَتِكَ كَمَا تَصْنَعُ فِي حَبِّكَ فَقُلْتُ لِعَطَاءٍ أَرَادَ الْإِلْقَاءَ حِينَ أَمَرَهُ أَنْ يَغْسِلَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَقَالَ نَعَمْ۔

ترجمہ: حضرت یحییٰؓ نے حضرت عمرؓ سے کہا کہ مجھے وہ حالت دکھاؤ جس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کی جاتی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ اس اثنا میں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جعترانہ میں تھے۔ اور آپ کے ساتھ صحابہ کرام کی ایک جماعت تھی۔ کہ ایک آدمی آپ کے پاس آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ اس آدمی کے بارے میں آپ کا کیا حکم ہے جس نے عمرہ کا احرام اس حالت میں باندھا کہ وہ خوشبو سے لپٹا ہوا ہو۔ آپ کچھ دیر خاموش ہو گئے۔ پھر آپ کے پاس وحی آئی تو حضرت عمرؓ نے حضرت یحییٰؓ کی طرف اشارہ کیا حضرت یحییٰؓ آپ کے پاس اس حال میں آئے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کپڑے کے ساتھ سایہ کیا ہوا ہے۔ اس نے اپنا سر اندر داخل کر دیا۔ دیکھتے کیا ہیں کہ آپ کا چہرہ سرخ ہے۔ اور خنٹاٹے مار رہے ہیں۔ پھر آپ سے یہ حالت کھل گئی۔ تو فرمایا وہ شخص کہاں ہے جس

نے عمرہ کے بارے میں سوال کیا تھا۔ پس وہ آدمی لایا گیا۔ فرمایا وہ خوشبو جو تمہیں لگی ہوئی ہے۔ اسے تین مرتبہ دھو ڈالو اور حُجَّۃ کو اتار دو۔ اور عمرہ میں بھی ایسے کرو۔ جیسے اپنے حج میں کرتے ہو۔ تو میں نے حضرت عطار سے کہا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بولے اسے تین مرتبہ دھونے کا حکم دیا۔ اس سے مقصود خوب صاف کرنا ہے۔ فرمایا ہاں یہی مراد ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہی قلت لعطاء یعنی تین مرتبہ دھونے سے خوشبو کا زائل کرنا مقصود ہے یا تین کی قید بھی معتبر ہے۔ انہوں نے فرمایا۔ مقصود ازالہ طیب ہے اور ممکن ہے یہ معنی مراد ہوں۔ کہ تین مرتبہ کے ذکر سے مقصود مزید انقار ہے۔ ورنہ واجب تو ازالہ ہے خواہ وہ ایک مرتبہ سے بھی حاصل ہو جائے۔ تو جواباً فرمایا کہ ہاں انقار اور مبالغہ مقصود ہے۔ جیسے آپ نے کہا۔ ورنہ مقصود ازالہ تھا۔

تشریح از شیخ زکریا علامہ کرمانی بھی یہی فرماتے ہیں کہ خوشبو کے اثر کو زائل کرنے کے لئے مبالغہ مقصود ہے۔ ورنہ واجب تو ازالہ ہے۔ شاید اس آدمی کے بدن یا کپڑے پر خوشبو زیادہ ہو گئی۔ اس لئے مبالغہ کے ساتھ ازالہ کا حکم دیا۔ یہاں ایک اشکال ہے۔ کہ حدیث باب ترجمہ سے مطابق نہیں ہے۔ اس لئے کہ حدیث باب میں یہ کہیں نہیں ہے کہ خلوق ثوب پر ہتی۔ جیسا کہ ترجمہ میں ہے۔ حدیث میں تو صرف اتنا ہے کان متضمی خاوا اغسل الطیب الذی یک سے بھی واضح ہوتا ہے کہ وہ طیب ثوب پر نہیں ہتی۔ بلکہ بدن پر ہتی۔ اور حُجَّۃ کا اتارنا احرام کی وجہ سے تھا۔ حافظ نے جواب دیا ہے کہ امام بخاری اپنی عادت کے مطابق دوسری حدیث کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں جو ابو داؤد نے نقل کی ہے۔ محرمات الاحرام میں فرماتے ہیں۔ علیہ فی صغرة اور خلوق عادتہ کپڑے میں لگایا کرتے ہیں۔ اس سے وہ اعتراض بھی رفع ہو گیا۔ کہ حدیث باب میں طیب خلوق کا لفظ نہیں ہے تو پھر بھی مطابقت ثابت نہ ہوئی۔ تو کہا جائے گا کہ خلوق بھی طیب کا قسم ہے۔

مسئلہ طیب للمحرم کے بارے میں ائمہ کا اختلاف ہے۔ ابن رشد فرماتے ہیں کہ علماء کا اجماع ہے۔ کہ ہر قسم کی خوشبو محرم کے لئے حرام ہے خواہ وہ محرم بالجمیع یا بالعمرة ہو

البتہ قبل الاحرام اگر خوشبو لگائے اور اس کا اثر بعد الاحرام بھی باقی رہ جائے۔ تو اس کے جواز میں اختلاف ہے۔ امام مالکؒ اس کی بھی اجازت نہیں دیتے۔ باقی ائمہ جواز کے قائل ہیں۔ امام بخاریؒ کا رجحان بھی مسلک امام اعظمؒ کی طرف معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ اولاً ترجمہ غسل المخلوق ثلاث قائم کیا۔ جس میں حدیث صفوان بیان کی اور باب الطیب عند الاحرام میں حدیث عائشہؓ کو بیان فرمایا۔ جس میں ہے **كَانَ فِي أَنْظَرِ الْمَاءِ وَبَيْعِ الطَّيِّبِ فِي مَفَارِقِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحَرَّمٌ** یعنی میں خوشبو کی چمک آپؐ کے چوٹی کے بالوں میں دیکھتی تھی۔ جب کہ آپؐ محرم تھے۔

بَابُ الطَّيِّبِ عِنْدَ الْإِحْرَامِ

وَمَا يَلْبَسُ إِذَا أَرَادَ أَنْ يُحْرِمَ وَيَتَرَجَّلُ وَيَدَّهْنُ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَشْمُ الْمُحْرِمُ التَّرِيحَانَ وَيَنْظُرُ فِي الْمِرَاةِ وَيَتَدَاوِي بِمَا يَأْكُلُ الزَّيْتِ وَالسَّمْنِ وَقَالَ عَطَاءٌ يُتَخَمُّ وَيَلْبَسُ الْهَمِيَانُ وَطَافَ ابْنُ عُمَرَ وَهُوَ مُحْرِمٌ وَقَدْ حَرَّمَ عَلَى بَطْنِهِ شُوبَ وَلَمْ تَرَ عَائِشَةَ بِالثَّبَانِ بِأَسَاقَالِ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ تَعْنِي لِلَّذِينَ يَرْحَلُونَ هُوَ دَجَهَا

ترجمہ۔ احرام کے وقت خوشبو کا ہونا اور جب احرام باندھنے کا ارادہ کرے تو کیا کیا کپڑے پہن سکتا ہے۔ محرم کنگھا کر سکتا ہے۔ تیل لگا سکتا ہے۔ اور ابن عباسؓ کا قول ہے کہ محرم نازبوٹی کو سونگھ سکتا ہے۔ اور شیشہ آئینہ میں نظر کر سکتا ہے اور جو چیزیں کھاتا مثلاً زیتون اور گھی ان سے دوا اور علاج بھی کر سکتا ہے۔ اور حضرت عطاءؓ فرماتے ہیں۔ کہ انگوٹھی اور ہمیان پہن سکتا ہے۔ اور ابن عمرؓ احرام کے ساتھ طواف کرتے تھے اور ان کے پیٹ پر کپڑا بندھا ہوتا تھا۔ اور حضرت عائشہؓ لنگوٹ باندھنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتی تھیں۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں۔ کہ لنگوٹ باندھنے والے وہ لوگ مراد ہیں جو ان کے کجاہ کو کس دیا کرتے تھے۔

حدیث نمبر ۱۳۴۴ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ يَدَّهْنُ بِالزَّيْتِ فَذَكَرَتْهُ لِابْرَاهِيمَ فَقَالَ مَا تَصْنَعُ يَقُولُ حَدَّثَنِي الْأَسْوَدُ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانِي أَنْظِرُ إِلَى وَبَيْصِ الطَّيِّبِ فِي مَفَارِقِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ۔

ترجمہ۔ حضرت سعید بن جبیرؓ نے فرمایا کہ ابن عمرؓ زیتون کا تیل لگاتے تھے۔ میں نے ابراہیم کو ان کا یہ قول ذکر کیا۔ تو انہوں نے فرمایا۔ تم اس کے قول کو کیا کرو گے۔ مجھے حضرت اسود نے یہ حدیث بیان کی۔ کہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا۔ کہ احرام کی حالت میں گویا کہ میں آپؐ کی چوٹی کے بالوں میں خوشبو کی چمک دیکھ رہی ہوں۔

حدیث نمبر ۱۳۴۵ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كُنْتُ أَطِيبُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِإِحْرَامِهِ حِينَ يُحْرِمُ وَلِحِلِّهِ قَبْلَ أَنْ يَطُوفَ بِالْبَيْتِ۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو احرام کے لئے خوشبو لگاتی تھی۔ جب کہ آپ احرام باندھنے والے ہوتے تھے اور بیت اللہ کے طواف کرنے سے پہلے بھی حلال ہونے کے لئے خوشبو لگاتی تھی۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ [یشتم المحرم المیحات] ہمارے نزدیک اس کا سونگھنا جائز نہیں۔ کیونکہ یہ خوشبو ہے۔

تَعْنِي الذی فیہ یرحلون ھو وجہا تبتان بالشت براہ کپڑا ہوتا ہے جس سے عورت غلیظ کو چھپایا جاتا ہے۔ جسے ہندی میں لنگوٹ کہتے ہیں۔ اس کے پہننے کو ضرورت کی وجہ سے اس شخص کے لئے جائز کہا گیا جو اس کا محتاج ہو۔ کیونکہ اونٹوں پر کجاوہ کئے کے لئے ان کو اوپر نیچے اترنا چڑھنا پڑتا ہے۔ کشف عورت کا خطرہ ہوتا ہے۔ لیکن ہمارے نزدیک کسی کے لئے تبتان باندھنے کی اجازت نہیں۔ اگرچہ وہ محتاج کیوں نہ ہو۔ کیونکہ چادر کو اس طرح باندھا جانا ممکن ہے۔ جس سے کشف عورت نہ ہو۔

کَانَ ابْنُ عُمَرَ یرھق بالزیت یعنی احرام سے پہلے تیل لگانے کی اجازت ہے۔

جب کہ احرام کے بعد اس کا اثر باقی رہ جائے۔ اس میں کوئی حرج نہیں۔ اور یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔

تشریح از شیخ زکریا | ریحان کے بارے میں ائمہ کرام میں اختلاف ہے۔ وجہ اختلاف یہ ہے کہ جو حضرات اسے خوشبو سمجھتے ہیں۔ ان کے نزدیک حرام ہے اور جو اسے خوشبو نہیں سمجھتے وہ جائز فرماتے ہیں۔ اصح یہ ہے کہ اس کا سونگھنا محرم کے لئے حرام ہے۔ اور فدیہ واجب ہوگا۔ لنگوٹ کے بارے میں دو مسئلے ہیں۔ قطب لنگوٹ ہی نے کشف عورت کی وجہ سے جواز کا حکم دیا۔ اور دیگر شراح مخیط (سلاہوا) ہونے کی وجہ سے محرم کے لئے اجازت نہیں دیتے۔ شیخؒ نے تو ضرورت کی بنا پر جواب دیا۔ اور دیگر شراح فرماتے ہیں کہ یہ محض عائشہؓ کی اپنی رائے ہے۔ ممکن ہے انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول سے استدلال کیا ہو کہ **مَنْ لَمْ يَجِدْ اِذْ اَرَا فَلَْيَلْبَسْهُ السَّرَّادِيلَ** تو اس وقت جہور کی مخالفت نہ ہوگی۔

تبقی | اثرہ بعد الاحرام حضرت ابن عمرؓ کا مذہب یہ تھا۔ کہ جس خوشبو کا اثر بعد الاحرام رہ جائے وہ ممنوع ہے۔ اس لئے وہ زیتون سے تیل لگاتے تھے۔ بشرطیکہ اس میں طیب نہ ہو۔

بَابُ مَنْ اَهْلَ مُلْبِدًا

ترجمہ۔ جس شخص نے بالوں کو تھمن لگا کر احرام باندھا۔

حدیث نمبر ۳۴۶۶ **اَحَدٌ ثَنَا اَصْبَغُ الْخَنَّاسِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَهْلُ مُلْبِدًا۔**

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ کہ آپ بالوں کو تھمن لگا کر احرام باندھتے تھے۔ تاکہ بال نہ بکھریں۔

بَابُ الْإِهْلَالِ عِنْدَ مَسْجِدِ ذِي الْحُلَيْفَةِ

ترجمہ۔ مسجد ذی الحلیفہ کے پاس احرام باندھنا۔

حدیث نمبر ۱۳۲۷ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ سَمِعَ أَبَاهُ يَقُولُ مَا أَهَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا مِنْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ يَعْنِي مَسْجِدَ ذِي الْحُلَيْفَةِ۔

ترجمہ۔ حضرت عبد اللہ نے اپنے باپ حضرت عمرؓ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ مسجد ذی الحلیفہ سے احرام باندھا ہے۔

بَابُ مَا لَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ

ترجمہ۔ محرم کون کون سے کپڑے نہیں پہن سکتا۔

حدیث نمبر ۱۳۲۸ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَلْبَسُ الْقَمِيصَ وَلَا الْعَمَاءَ وَلَا السَّرَاوِيْلَاتِ وَلَا الْبُرَانِسَ وَلَا الْخِفَافَ إِلَّا أَحَدًا لَا يَجِدُ نَعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسْ خَفَيْنِ وَلْيَقْطَعْهُمَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ وَلَا تَلْبَسُوا مِنَ الثِّيَابِ شَيْئًا مَسَّهُ زَعْفَرَانٌ أَوْ زُرُّ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ يَغْسِلُ الْمُحْرِمُ رَأْسَهُ وَلَا يَتَرَجَّلُ وَلَا يَحْكُ جَسَدَهُ وَيُلْقِي الْقَمْلَ مِنْ رَأْسِهِ وَجَسَدِهِ فِي الْأَرْضِ۔

ترجمہ۔ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ! مجرم کون کون سے کپڑے نہیں پہن سکتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ قمیص نہ پہنے۔ پگڑی نہ باندھے۔ سلوار نہ پہنے اور نہ ہی چغے پہنے اور نہ موز پہنے۔ مگر کسی شخص کو جو تے نہ ملیں تو وہ موز پہنے اور ان کو شخنے سے نیچے سے کاٹ دے اور ایسے کپڑے بھی نہ پہنے جس

کو زعفران یا درس بوٹی سے رنگا گیا ہو۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ محرم اپنا سر دھو سکتا ہے۔ لیکن نہ تو لنگھا کرے اور نہ ہی اپنے بدن کو کھلائے۔ البتہ جوئیں اپنے سر اور بدن سے زین پر ڈال سکتا ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ **قَالَ** ابو عبد اللہؒ انہما رے نزدیک جوئیں بدن سے زین پر ڈالنا جائز نہیں ہے۔ ہاں اگر خود بخود گیر پڑیں تو کوئی حرج نہیں۔ سر کا دھونا جائز ہے اور بالوں کو اس وقت لنگھا کرنا جائز ہے جب کہ کوئی بال نہ ٹوٹے۔ اس طرح بدن کو کھلائے میں بھی کوئی حرج نہیں جب تک کوئی بال نہ ٹوٹے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ | اور جز میں اس مسئلہ کو بسط سے بیان کیا گیا ہے۔ مالیکہ اور احناف کے نزدیک قتل کا قتل کرنا جائز نہیں۔ امام احمدؒ سے دو روایتیں ہیں۔ امام نوویؒ نے مناسک میں لکھا ہے کہ محرم قتل کو اپنے بدن اور کپڑے سے دور کر سکتا ہے۔ بلکہ محرم کے لئے اس کا قتل کرنا بھی جائز ہے۔ جیسے غیر محرم کے لئے جائز ہے۔ اور ہدایہ میں ہے۔ **قَتَلَ قَتْلَهُ تَصَدَّقَ بِمَا شَاءَ لِأَنَّهَُا مَتَوَلَّدَةٌ مِنَ النَّفْسِ** اس سے معلوم ہوا کہ یہ جزا میل کچل زائل کرنے کی وجہ سے ہے۔

غسل راس کے بارے میں اس پر تو اتفاق ہے۔ غسل من الجنابة کر سکتا ہے۔ تبرید وغیرہ کے متعلق اختلاف ہے۔ جہور اجازت دیتے ہیں۔ امام مالکؒ سے کرامتہ منقول ہے۔

بَابُ الرُّكُوبِ وَالْإِرْتِدَافِ فِي الْحَجَّةِ

ترجمہ۔ حج کے اندر سوار ہونا اور ردیف بنانا۔

حدیث نمبر ۱۳۴۹ **حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ** **الْعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ** **رَضِيَ** **عَنْهُمَا** **قَالَ** **رَدَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عَرَفَةَ إِلَى الْمَرْدَفَةِ ثُمَّ أَرَدَفَ الْفَضْلَ مِنَ الْمَرْدَفَةِ إِلَى مِنًى قَالَ فِكَلَاهُمَا قَالَ لَمْ يَزَلِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُلَبِّي حَتَّى رَمَى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ۔**

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ حضرت اسامہؓ عرفات سے مزدلفہ تک

جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ردیف تھے۔ پھر آپ نے حضرت فضل کو مزدلفہ سے منیٰ تک ردیف بنایا۔ پس ان دونوں نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت تک تلبیہ پڑھتے رہے۔ یہاں تک کہ حجرہ عقبہ کی رمی فرمائی۔

تشریح از قاسمی | قمیص اور سلوار سے ہر سلا ہوا کپڑا مراد ہوگا۔ اور جو بدن کے لئے ساتر بنے۔ اس طرح عمامہ سے بھی تمام ساتر اس مراد ہوں گے۔ مخیط ہوں یا غیر مخیط۔ جیسے پٹی اور خفاف سے تمام ساتر ^{مخاطف} مراد ہوں گے۔ خواہ وہ موزے ہوں۔ جرابیں ہوں۔ مگر یہ سب احکام مردوں کے لئے ہیں۔ عورتوں کو تمام بدن چھپانے کا حکم ہے سولے پہرہ کے۔

حق **۱۳۵** **حجرہ العقبہ** ائمہ اربعہ کے لئے دلیل ہے کہ تلبیہ کو رمی حجرہ تک قطع نہ کرنا چاہیے۔

بَابُ مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ

مِنَ الثِّيَابِ وَالْأَدْمِيَّةِ وَالْأَزْوَاجِ وَلَيْسَتْ عَائِشَةُ الثِّيَابَ الْمُعْصِفَةَ وَهِيَ مُحْرِمَةٌ وَقَالَتْ لَا تَلْبَسُ وَلَا تُبْرِقُ وَلَا تَلْبَسُ ثَوْبًا يَبْرُسُ وَلَا زَعْفَرَانٍ وَقَالَ جَابِرٌ لَا أَرَى الْمُعْصِفَ طَيِّبًا وَلَمْ تَرَ عَائِشَةُ بَاسًا بِالْحُلِيِّ وَالْثَوْبِ الْأَسْوَدِ وَالْمُؤَدِّدِ وَالْخُفِّ لِلْمَرْأَةِ وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ لَا بَاسَ أَنْ يُبَدِّلَ ثِيَابَهُ.

ترجمہ۔ محرم جو کپڑے پہن سکتا ہے۔ چادریں۔ لنگیاں اور عصفہ عائشہ نے احرام کی حالت میں عصفہ سے رنگے ہوئے کپڑے پہنے اور فرمایا کہ ہم نقاب اور برقعہ نہیں پہنیں گی اور ایسا کپڑا بھی جو درس اور زعفران سے رنگا ہوا ہو۔ اور حضرت جابر نے فرمایا کہ میں عصفہ کو خوشبودار نہیں سمجھتا۔ اور حضرت عائشہ عورت کے لئے زیورات اور کالا کپڑا اور گلابی کپڑا اور موزے پہننے میں کوئی حرج نہیں سمجھتی تھیں۔ حضرت ابراہیم نے فرمایا کہ اگر اپنے کپڑے بدل لے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

حدیث نمبر ۱۳۵۰ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ عَنْ

عَبْدُ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ انْطَلَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمَدِينَةِ بَعْدَ مَا تَرَجَّلَ وَأَدْهَنَ وَلَبَسَ أَزَارَهُ وَرِدَّاءَهُ هُوَ وَأَصْحَابُهُ فَلَمْ يَنْهَ عَنْ شَيْءٍ مِنَ الْأُرْدِيَةِ وَالْأُزْرِ أَنْ تُلْبَسَ إِلَّا الْمِزْعُفَرَةُ الَّتِي تَرَدُّعُ عَلَى الْجِلْدِ فَاصْبَحَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكِبَ رَاحِلَتَهُ حَتَّى اسْتَوَى عَلَى الْبَيْتِ أَمَّا أَهْلُ هُوَ وَأَصْحَابُهُ وَقَلَّدَ بَدَنَهُ وَذَلِكَ لِخَمْسِ بَقَائِنَ مِنْ ذِي الْقَعْدَةِ فَقَدِمَ مَكَّةَ لِأَرْبَعِ لَيَالٍ خَلَوْنَ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ فَطَافَ بِالْبَيْتِ وَسَعَى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَلَمْ يَحِلَّ مِنْ أَجْلِ بَدَنِهِ لِأَنَّهُ قَلَّدَ هَاتِمًا نَزَلَ بِأَعْلَى مَكَّةَ عِنْدَ الْحَاجُّونَ وَهُوَ مِهْلٌ بِالْحِجِّ وَلَمْ يَقْرَبِ الْكَعْبَةَ بَعْدَ طَوَافِهِ بِهَا حَتَّى رَجَعَ مِنْ عَرَفَةِ وَأَمَرَ أَصْحَابَهُ أَنْ يَتَلَوَّفُوا بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ يَقْصِرُوا مِنْ رُؤُسِهِمْ ثُمَّ يَحِلُُّوا وَذَلِكَ لِمَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ بَدَنَةٌ قَلَّدَهَا وَمَنْ كَانَتْ مَعَهُ أَمْرَأَتُهُ فَهِيَ لَهُ حَلَالٌ وَالطَّيِّبُ وَالثِّيَابُ -

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباسؓ نے فرمایا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ سے چلے بعد اس کے کہ آپؐ نے لنگھا کر لیا۔ تیل لگا لیا۔ لنگی پہن لی۔ چادر اوڑھ لی۔ آپؐ نے بھی اور آپؐ کے صحابہ کرام نے بھی چادر اور لنگی کے پہننے سے کسی میں سے کسی چیز کی ممانعت نہیں تھی۔ مگر زعفران کا رنگا ہوا کپڑا جس کا اثر چمڑے پر رہ جائے وہ ممنوع تھا۔ پس صبح کو ذی الحلیفہ پہنچے۔ اور اپنی اونٹنی پر سوار ہوئے۔ یہاں تک کہ جب بیدار کے مقام پر ٹھیک طور پر سوار ہو گئے۔ تو آپؐ نے اور آپؐ کے اصحابؓ نے احرام باندھا اور اپنی اپنی قربانی کے گلے میں مار ڈالے۔ اور یہ واقعہ ذی قعدہ سے پانچ دن باقی رہنے کے وقت ہوا۔ پس مکہ معظمہ میں ذی الحجہ کی چار راتیں گزر جانے کے بعد تشریف لائے۔ بیت اللہ کا طواف کیا۔ صفا اور مروہ پہاڑیوں کے درمیان دوڑ لگائی۔ اور قربانی کے جانوروں کی وجہ سے حلال نہ ہوئے۔ جن کو آپؐ نے مار پہنا رکھے تھے۔ پھر مکہ کے بالائی حصہ میں حجوں کے پاس اترے۔ در آنحالیکہ آپؐ حج کا احرام باندھنے والے تھے۔ طواف کر چکنے کے بعد پھر کعبہ کے قریب نہیں گئے۔

یہاں تک کہ آپ عرفات سے واپس نہیں لوٹے۔ اپنے صحابہ کرام کو حکم دیا کہ وہ بیت اللہ کا طواف کریں۔ صفا اور مردہ پہاڑی کے درمیان دوڑ لگائیں۔ پھر اپنے سروں کے بال چھوٹے کریں۔ پھر حلال ہو جائیں۔ لیکن یہ حکم اس شخص کے لئے تھا جس کے ہمراہ قربانی کا جانور نہیں تھا۔ کہ اس نے اس کو ہار پہنایا ہو۔ اور جس کے ہمراہ اس کی بیوی تھی۔ پس وہ اس کے لئے حلال ہے۔ خوشبو اور کپڑے حلال ہیں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ **فکلاھا قال** یہ حکم ان دونوں کے کلام سے ثابت ہے۔ یہ نہیں کہ ہر ایک نے ان میں سے اس کی تشریح کی ہے۔ کیونکہ ان دونوں میں آپ کے ہمراہ تو علی سبیل البدلیۃ صرف ایک ہی تھا۔ تو پھر ان میں سے ہر ایک آپ کے تمام راستے کے فعل کی کیسے حکایت کر سکتا ہے۔

لبست عاثثۃ الثیاب المدصفرة کیونکہ وہ معصفر کو طیب نہیں سمجھتی تھیں۔ ورنہ آپ اس سے کراہت نہ کرتے۔ حالانکہ اس کی تیز خوشبو کی وجہ سے آپ نے نفرت فرمائی۔ **المورد** یا معصفر کے جواز کی وجہ سے ایسا کیا۔ یا مورد کو بھی ان رنگوں پر محمول کیا جن میں خوشبو نہیں ہوتی۔ بلکہ گلابی رنگ ہو۔ گلاب کا خوشبو دار پھول نہ ہو۔

الامزعة التی **تردع** زعفران کا رنگا ہوا کپڑا جس کا اثر احرام کے بعد بھی باقی رہے۔ عورتوں کے لئے صرف حالت احرام میں منع ہے۔ اور مردوں کے لئے احرام و غیر احرام دونوں صورتوں میں ناجائز ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ معصفر کپڑا پہننے میں ائمہ کا اختلاف ہے۔ امام ابو حنیفہؒ اور ثوریؒ فرماتے ہیں وہ طیب ہے اس میں فدیہ ہے۔ امام شافعیؒ اور امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ لا بأس بہ لانہ لونہ **لیس** بطیب امام مالکؒ سے مختلف روایات ہیں۔ **مورد** ورد اجماعاً طیب ہے۔ اس لئے مورد میں شراح کو توجیہ کی ضرورت پڑی۔ کرمافیؒ فرماتے ہیں کہ اس سے مصبوغ علی لون المورد مراد ہے۔ شیخ گنگوہیؒ نے معصفر کی دو قسمیں بنائیں۔ معزم اور مورد بہر حال معصفر زعفران اور دوسرا مرد اور عورت محرم دونوں کے لئے ناجائز ہیں۔ البتہ اگر ان کو دھو لیا جائے۔ تو اس میں باقی ائمہ اباحت کہتے ہیں۔

لہٰذا معنی پھول۔ یعنی وہ کپڑا جو گلابی رنگ سے رنگا گیا ہو۔ مثلاً یعنی اس میں کوئی حرج نہیں۔ کیونکہ رنگ پہننے خوشبو نہیں ہے۔

امام مالکؒ خلاف کرتے ہیں۔ دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ غیر محرم کے لئے مصبوغ بالزعفران کا پہننا مختلف فیہ ہے۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ حلال کو بھی بہر حال مصبوغ بالزعفران سے رد کا جلے گا۔ لیکن جہور ائمہ ممانعت کو صرف محرم کے ساتھ خاص کرتے ہیں۔

بَابُ مَنْ بَاتَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ حَتَّى أَصْبَحَ

قَالَهُ بْنُ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ۔ اس شخص کے بارے میں جو ذی الحلیفہ میں رات گزارے یہاں تک کہ صبح کر دے۔ یہ ابن عمرؓ نے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا ہے۔

حدیث نمبر ۳۵۱۱ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالدِّينَةِ أَرْبَعًا وَبِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ بَاتَ حَتَّى أَصْبَحَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ فَلَمَّا رَكِبَ رَاحِلَتَهُ وَاسْتَوَتْ بِهِ أَهْلًا.

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ نے فرمایا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں چار رکعت نماز پڑھی۔ اور ذوا الحلیفہ میں دو رکعت پڑھی۔ پھر وہاں رات بسر کی۔ یہاں تک ذی الحلیفہ میں صبح کر دی۔ اپنی اونٹنی پر سوار ہوئے۔ جب وہ اونٹنی آپ کو لے کر سیدھی ہوئی تو آپ نے تلبیہ کہہ کر احرام باندھ لیا۔

حدیث نمبر ۳۵۱۲ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الظُّهْرَ بِالدِّينَةِ أَرْبَعًا وَصَلَّى الْعَصْرَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ قَالَ وَآخِيسُ بَاتَ بِهَا حَتَّى أَصْبَحَ.

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ بے شک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں چار رکعت نماز ظہر پڑھی اور عصر کی نماز ذوا الحلیفہ میں دو رکعت پڑھی۔ کہا کہ میرا گمان ہے۔ کہ وہاں رات بسر کی۔ یہاں تک کہ صبح کر دی۔

تشریح از قاسمی | اس ترجمہ سے مراد یہ ہے کہ شہر کے قریب رات بسر کی جلے۔

تاکہ پچھلے لوگ بھی آ شامل ہوں۔

اہلۃ امام شافعیؒ تو یہی فرماتے ہیں کہ استوار راحلہ کے بھی بعد تلبیہ کہا جائے۔
 اخاف کے نزدیک نماز سے فراغت کے بعد تلبیہ پڑھا جائے۔ کیونکہ ابن عباسؓ کی روایت میں
 ۴۔ اہلۃ باج عیثیٰ فرغ من رکعتہ ابو داؤد کی روایت میں ہے کہ جب آپ
 رکعتیں سے فارغ ہوئے حج کا تلبیہ پڑھا۔

بَابُ رَفْعِ الصَّوْتِ بِالْأَهْلَالِ

ترجمہ۔ تلبیہ کہتے وقت آواز کو بلند کرنا۔

حدیث نمبر ۳۵۲ اَحَدُنَا سَلِمَانُ بْنُ حَرْبٍ اَنْعَنَ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ
 قَالَ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِينَةِ الظُّهْرَ اَرْبَعًا وَالْعَصْرَ
 بِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكَعَتَيْنِ وَسَمِعْتُهُمْ يَصْرُخُونَ بِهِنَّ جَمِيعًا۔

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ نے فرمایا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی
 نماز مدینہ میں چار رکعت پڑھی۔ اور عصر کی ذی الحلیفہ میں دو رکعت پڑھی۔ اور میں نے آپ کو
 اور صحابہ کرام کو سنا کہ وہ حج اور عمرہ دونوں کے لئے اکٹھی آواز بلند کرتے تھے۔

تشریح از قاسمیؒ | جہور کا یہی مذہب ہے کہ تلبیہ کے وقت آواز کو بلند کیا جائے۔
 کما قالہ عینی۔ اور یہ حدیث دلیل ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام قارن
 تھے۔ اور یہ تمتع اور افراد سے افضل ہے۔ ایسے ہی عنقریب آ رہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم لبیک الحجۃ و عمرۃ فرماتے تھے۔

بَابُ التَّلْبِيَةِ

ترجمہ۔ لبیک کہنا۔

حدیث نمبر ۳۵۲ اَحَدُنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ اَنْعَنَ عَبْدُ اللَّهِ
 بْنُ عُمَرَ اَنَّ تَلْبِيَةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ

لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكُ لَكَ لَا شَرِيكَ لَكَ -

ترجمہ - حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تلبیہ یہ ہوتا تھا - اے اللہ میں حاضر ہوں - میں حاضر ہوں - تیرا کوئی شریک نہیں - میں حاضر ہوں - بے شک تعریف اور نعمت سب تیرے لئے ہے - ملک بھی تیرا ہی ہے - تیرا کوئی شریک نہیں -

حدیث نمبر ۳۵۵۱ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ إِنِّي لَا أَعْلَمُ كَيْفَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُلَيِّ لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ تَابِعَهُ أَبُو مُعَاوِيَةَ

ترجمہ - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں خوب جانتی ہوں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تلبیہ کیسے کہتے تھے - لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ -

بَابُ التَّحْمِيدِ وَالتَّسْبِيحِ وَالتَّكْبِيرِ قَبْلَ الْإِهْلَالِ عِنْدَ الرُّكُوبِ عَلَى الدَّائِبَةِ

ترجمہ - الحمد للہ سبحان اللہ اور اللہ اکبر جانور پر سوار ہوتے وقت تلبیہ سے پہلے کہنا چاہیے -

حدیث نمبر ۳۵۶۱ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ مَعَهُ بِالْمَدِينَةِ الظُّهْرَ أَرْبَعًا وَالْعَصْرَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ بَاتَ بِهَا حَتَّى أَصْبَحَ ثُمَّ رَكِبَ حَتَّى اسْتَوَتْ بِهِ عَلَى الْبَيْدِ أَهْمَدَ اللَّهُ وَسَبَّحَ وَكَبَّرَ ثُمَّ أَهَلَ بِحَجٍّ وَعُمْرَةٍ وَأَهَلَ النَّاسَ بِمَا فُلِمَتْ أَقْدِمْنَا أَمَرَ النَّاسَ فَحَلُّوا حَتَّى كَانَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ أَهَلُّوا بِالْحَجِّ قَالَ وَنَحَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِدَنَابِ يَدِهِ قِيَامًا وَذَبَحَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِينَةِ كَبْشَيْنِ أَمْلَحَيْنِ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ قَالَ بَعْضُهُمْ هَذَا عَنْ

أَيُّوبَ عَنْ رَجُلٍ عَنْ أَنَسٍ .

ترجمہ۔ حضرت انسؓ نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے آپؐ نے مدینہ منورہ میں ظہر کی چار رکعت اور ذی الحلیفہ میں عصر کی نماز دو رکعت پڑھی پھر وہاں رات بسر کی۔ یہاں تک کہ صبح کر دی۔ پھر سوار ہوئے یہاں تک کہ جب سواری بیدار کے میدان میں آپؐ کو لے کر سیدھی ہوئی۔ تو آپؐ نے اللہ کی حمد بیان کی۔ سبحان اللہ اور اللہ اکبر کہا۔ پھر حج اور عمرہ کا تلبیہ پڑھا لوگوں نے بھی ان دونوں کے ساتھ تلبیہ کہا۔ پھر جب ہم مکہ میں پہنچے تو آپؐ نے لوگوں کو حلال ہونے کا حکم دیا۔ یہاں تک کہ جب یوم ترویہ یعنی ۲ ٹھویں ذی الحجہ کا دن آیا تو انہوں نے حج کا اصرام باندھا اور جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قربانی کے اونٹ خود دکھڑے ہو کر اپنے ہاتھ سے ذبح کئے۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں دو گدے (ابيض اسود) مینڈھے ذبح فرمائے۔ امام بخاریؒ نے فرمایا کہ بعض حضرات نے فرمایا کہ یہ حدیث ایوب عن رجل عن انس ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ | اس حدیث سے اشارہ ہے کہ یہ دعائیں ہر اس وقت اور اس حالت میں پڑھی جائیں۔ جیسے جیسے احادیث میں وارد ہوتے ہیں۔ خلاصہ یہ ہوا کہ سواری پر سوار ہونے سے پہلے دعائیں پڑھی جائیں اور پھر تلبیہ کہا جائے۔ اور یہی صورت صبح اور شام کی دعاؤں میں اختیار کی جائے۔

قال بعضہم یعنی بعض رواۃ نے اس حدیث کو بابہام رجل سے روایت کیا ہے۔ پس احتمال ہے کہ وہ ابو قلابہ ہوں یا کوئی دوسرے صاحب ہوں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ | ترجمہ کی غرض جو شیخ گنگوہیؒ نے بیان فرمائی ہے۔ وہ واضح ہے۔ حافظ ابن حجرؒ بھی اس سے اتفاق کرتے ہیں۔ کہ تلبیہ سے پہلے ادعیہ اور ذکر اذکار برکنا مستحب ہے۔ دیگر شراح نے اس کی طرف توجہ نہیں فرمائی حالانکہ یہ احادیث سے ثابت ہے۔ البتہ حافظؒ یہ فرماتے ہیں کہ امام بخاریؒ نے اس سے ان لوگوں پر رد کیا ہے۔ جو یہ فرماتے ہیں کہ تلبیہ کی بجائے تسبیح تکبیر اور تحمید پر اکتفا کیا جائے۔ وجہ یہ ہے کہ آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم نے محض ان اذکار پر اکتفا نہیں فرمایا بلکہ اس کے بعد تلبیہ بھی کہا ہے۔
 الحاصل اس مسئلہ پر تو سب ائمہ کا اتفاق ہے کہ احرام بغیر تلبیہ کے نہیں ہوگا پھر
 اس میں اختلاف ہے کہ آیا نیت تلبیہ کی قائم مقامی کر سکتی ہے۔ امام مالکؒ اور امام شافعیؒ
 نیت بغیر تلبیہ کے کافی سمجھتے ہیں۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ تلبیہ حج میں ایسا ہے۔
 جیسے نماز میں تکبیر الافتتاح ہے۔ البتہ ان کے نزدیک ہر وہ لفظ تلبیہ کے بجائے کہا جا
 سکتا ہے۔ جیسا کہ افتتاح صلوٰۃ میں تکبیر کی بجائے تعظیم والے الفاظ کہے جاسکتے ہیں۔
 ابن قدامہ فرماتے ہیں کہ انسان کے لئے مستحب ہے کہ وہ احرام باندھنے کے لئے تلبیہ کہے۔
 امام اعظمؒ کے نزدیک نیت تلبیہ سے کفایت نہیں کرے گی۔ ائمہ ثلاثہ کے نزدیک صحیح ہے۔
 حافظؒ نے تلبیہ کے بارے میں چار مذاہب نقل کئے ہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام بخاریؒ
 اس ترجمہ سے کسی پر رد نہیں کرنا چاہتے۔ بلکہ وہ بتلا رہے ہیں کہ تلبیہ سے قبل ادعیہ اور
 اذکار کرنے کی اجازت ہے۔ جیسا کہ شیخ گنگوہیؒ کے افادہ سے معلوم ہوتا ہے۔

بَابُ مَنْ أَهَلَ حَيْثُ اسْتَوَتْ بِهِ رَاحِلَتُهُ

ترجمہ۔ سواری جب سیدھی اٹھ کر کھڑی ہو جائے تو اس وقت تلبیہ کہا جائے۔
 حدیث نمبر ۱۳۵۷ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ أَهَلَ
 النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيْثُ اسْتَوَتْ بِهِ رَاحِلَتُهُ قَائِمَةً۔
 ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت تلبیہ کہا
 جب کہ آپؐ کی اونٹنی آپؐ کو لے کر سیدھی کھڑی ہو گئی۔ یہ حدیث شوافعؒ کی دلیل ہے۔
 کا مستدل ابن عباس کی روایت ہے۔

بَابُ الْإِهْلَالِ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ

ترجمہ۔ قبلہ کی طرف منہ کر کے تلبیہ کہنا۔
 حدیث نمبر ۱۳۵۸ قَالَ أَبُو مُعْمِرٍ كَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا صَلَّى الْغَدَاةَ

بِذِي الْحُلَيْفَةِ أَمْرٍ بِرَاحِلَتِهِ فَرَحِلَتْ ثُمَّ رَكِبَ فَإِذَا اسْتَوَتْ بِهِ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ قَائِمًا ثُمَّ يُلَيِّقُ حَتَّى يَبْلُغَ الْحَرَمَ ثُمَّ يَمْسِكُ حَتَّى إِذَا جَاءَ دَاطَلَوْى بَاتَ بِهِ حَتَّى يُصْبِحَ فَإِذَا صَلَّى الْغَدَاةَ اغْتَسَلَ وَزَعَمَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَ ذَلِكَ تَابِعَهُ إِسْمَاعِيلُ عَنْ أَيُّوبَ فِي الْغُسْلِ -

ترجمہ۔ حضرت نافع سے مروی ہے کہ جناب ابن عمرؓ جب صبح کی نماز ذی الحلیفہ میں پڑھتے تھے تو اپنی اونٹنی کے متعلق حکم دیتے کہ اس پر پالان کس دیا جائے۔ پھر وہ اس پر سوار ہوتے۔ پس جب وہ آپ کو لے کر سیدھی کھڑی ہو جاتی۔ قبلہ کی طرف متوجہ ہو کر تو پھر آپ تلبیہ کہتے رہتے۔ حتیٰ کہ حرم میں پہنچ جاتے۔ پھر تلبیہ کو روک دیتے۔ یہاں تک کہ جب ذی طوبی میں پہنچتے تو دہاں رات بسر کرتے حتیٰ کہ صبح کرتے۔ پس جب صبح کی نماز سے فارغ ہو جاتے تو غسل کرتے۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ہی کیا کرتے تھے۔ اسماعیل نے غسل میں ان کی متابعت کی ہے۔

حدیث نمبر ۳۵۹ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ عَنْ نَافِعٍ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا ارَادَ الْخُرُوجَ إِلَى مَكَّةَ أَذْهَنَ يَدُهُنِ لَيْسَ لَهُ رَايَةُ طَلَبَةٍ ثُمَّ يَأْتِي مَسْجِدَ ذِي الْحُلَيْفَةِ فَيُصَلِّي ثُمَّ يَرْكَبُ فَإِذَا اسْتَوَتْ بِهِ رَايَتُهُ قَائِمَةً أَحْرَمَ ثُمَّ قَالَ هَكَذَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ -

ترجمہ۔ حضرت نافع نے فرمایا کہ جناب ابن عمرؓ جب مکہ کی طرف جانے کا ارادہ کرتے تو ایسا تیل لگاتے جس میں خوشبو نہیں ہوتی تھی۔ پھر مسجد ذی الحلیفہ میں تشریف لاتے دہاں نماز پڑھتے پھر سوار ہوتے۔ جب آپ کی اونٹنی آپ کو لے کر سیدھی کھڑی ہوتی تو احرام باندھتے فرماتے کہ میں نے اسی طرح جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کرتے دیکھا ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ | حَتَّى يَبْلُغَ الْحَرَمَ ثُمَّ يَمْسِكُ اَلْاِیَہ ابن عمرؓ کا مذہب تھا کہ وہ حرم میں داخل ہوتے ہی تلبیہ ترک کر دیتے تھے۔ ورنہ ابن عباسؓ کے متعلق سن پکے ہیں کہ وہ رمی جمرہ العقبة کے بعد تلبیہ ترک کرتے تھے۔

بَابُ الثَّلَاثَةِ إِذَا نَحَدَرَ فِي الْوَادِي

ترجمہ۔ جب وادی میں اتریں تو تلبیہ کہیں۔

حدیث نمبر ۳۶۰۱ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ فَذَكَرُوا اللَّهَ جَالًا أَنَّهُ قَالَ مَكْتُوبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ كَافِرٌ قَالَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَمْ أَسْمَعْهُ وَلَكِنَّهُ قَالَ أَنَا مُوسَى كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ إِذَا نَحَدَرَ فِي الْوَادِي يُلَبِّي.

ترجمہ۔ حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ ہم حضرت ابن عباسؓ کے پاس تھے کہ لوگوں نے دجال کا ذکر چھیڑ دیا۔ اور کہا کہ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہوگا۔ کہا کہ پس ابن عباسؓ نے فرمایا کہ میں نے تو اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنا۔ البتہ حضرت موسیٰؑ کو گویا کہ کوئی علیہ السلام کو دیکھ رہا ہوں کہ وادی میں اتر رہے ہیں اور تلبیہ کہہ رہے ہیں۔

تشریح از شیخ گنگوہی **أَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ** لم اسمعه یعنی ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے تو اس کو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنا کہ میں نے آپ کو نہیں دیکھا کہ اسکی صورت حال بیان کر رہے ہوں۔ بلکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی صورت کو دیکھا کہ میں ان کو دیکھ رہا ہوں کہ گویا وہ وادی میں اتر رہے ہیں اور تلبیہ کہہ رہے ہیں لیکن دجال کے حال کی کیفیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کھول کر بیان نہیں فرمائی۔

تشریح از شیخ زکریا **أَسْ كَلَامَ** سے معلوم ہوا کہ ابن عباسؓ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کشف حال کا انکار نہیں کر رہے بلکہ دجال کے کشف حال کا انکار کر رہے ہیں۔ حافظ فرماتے ہیں اما موسیٰؑ مہلب فرماتے ہیں کہ یہ بعض روایت کی طرف سے وہم ہے کہ موسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں۔ اور وہ عنقریب حج کریں گے۔ البتہ عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق احادیث میں آتا ہے۔ تو راوی پر معاملہ مشتبہ ہو گیا۔ کیونکہ ایک دوسری حدیث میں آتا ہے۔ **لِيَهْلِكَ ابْنُ مَرْيَمَ** بفتح الراء۔ لیکن اہل تحقیق نے یہ ثابت کیا ہے۔ کہ الانبیاء احياء میر زقون عند رجھم تو اس حال میں حج کرنے سے کوئی مانع نہیں ہے۔ چنانچہ مسلم کی روایت اس پر

دلائل کرتی ہے۔ عن انس ان البتی صلی اللہ علیہ وسلم رای موسیٰ فی قبرہ قائماً یصلی کہ وادی ازرق میں آپ نے موسیٰ علیہ السلام کو کھڑے ہو کر نماز پڑھتے دیکھا تو جرح کرنے میں کیا اشکال ہے۔

بَابُ كَيْفَ تَهْلُ الْحَائِضُ وَالنَّفْسَاءُ

أَهْلًا تَكَلَّمُ بِهِ وَاسْتَهْلَلْنَا وَأَهْلَلْنَا الْهِلَالَ كُلُّهُ مِنْ الظُّهُورِ وَاسْتَهْلَ الْمَطْرُ خَرَجَ مِنَ السَّحَابِ وَمَا أَهْلًا لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ وَهُوَ مِنْ اسْتِهْلَالِ الصَّبِيِّ.

ترجمہ۔ حائضہ اور نفاس والی کیسے احرام باندھے۔ اہلۃ بمعنی تلبیہ کے کلمات بولنا استہلال اور اہلال سب کے سب ظہور کے معنی میں ہیں۔ استہل المطر۔ جب کہ بارش بادل سے نکلے۔ اہلۃ لغير الله۔ جب کہ غیر اللہ کے نام پر پکارا جائے۔ استہلال صبی کے رونے کی آواز بلند کرنا۔ یہ امام بخاری نے لغوی تحقیق فرمائی ہے۔

حدیث نمبر ۱۳۶۱ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُسْلِمَةَ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَأَهْلَلْنَا بِعُمَرَةَ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ مَعَهُ هَدْيٌ فَلْيُهْلِكْ بِالْحَجِّ مَعَ الْعُمَرَةِ ثُمَّ لَا يَحِلُّ حَتَّى يَحِلَّ مِنْهُمَا جَمِيعًا فَقَدِمْتُ مَكَّةَ وَأَنَا حَائِضٌ وَلَمْ أَطْفُءْ بِالْبَيْتِ وَلَا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَشَكَوْتُ ذَلِكَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ انْقَضَى رَأْسُكَ وَامْتَشِطِي وَأَهْلِي بِالْحَجِّ وَدَعِي الْعُمَرَةَ فَفَعَلْتُ فَلَمَّا قَضَيْنَا الْحَجَّ أُرْسِلَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ إِلَى التَّنْعِيمِ فَأَعْتَمَرْتُ فَقَالَ هَذِهِ مَكَاتُ عُمْرَتِكَ قَالَتْ فَطَافَ الَّذِينَ كَانُوا أَهْلُوا بِالْعُمَرَةِ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ حَلُّوا ثُمَّ طَافُوا طَوَافًا أُخْرَ بَعْدَ أَنْ رَجَعُوا

مِنْ مَنِيٍّ وَأَمَّا الَّذِينَ جَمَعُوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَإِنَّمَا طَافُوا طَوَافًا وَاحِدًا۔
ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حجۃ الوداع میں ہم لوگ
جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نکلے تو ہم نے صرف عمرہ کا احرام باندھا۔ پھر جناب
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس کے ساتھ قربانی کا جالور ہو۔ وہ توجہ اور عمرہ دونوں کا
احرام باندھے اور اس وقت تک نہ کھولے۔ جب تک دونوں حج اور عمرہ سے فارغ نہ ہو
جائے۔ پس جب میں مکہ میں آئی تو حائفہ تھی۔ نہ تو میں نے بیت اللہ کا طواف کیا اور نہ ہی صفا
مردہ پہاڑیوں کے درمیان دوڑ لگائی۔ جس کا میں نے آپؐ سے شکوہ کیا۔ آپؐ نے فرمایا۔ مہر
کے بال کھول دو۔ لنگھا کر دو۔ اور حج کا احرام باندھو۔ عمرہ چھوڑ دو۔ تو میں نے ایسا ہی کیا۔ جب
ہم نے حج کے ارکان پورے کر لئے۔ تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے میرے
بھائی عبدالرحمن بن ابی بکر کے ہمراہ بھیجا تو میں نے تنغیم کے مقام سے احرام باندھ کر عمرہ قضا کیا۔
جس پر آپؐ نے فرمایا کہ یہ عمرہ تیرے اس عمرہ کی بجائے ہے۔ انہوں نے یہ بھی فرمایا۔ کہ جن
لوگوں نے عمرہ کا احرام باندھا تھا۔ انہوں نے تو بیت اللہ کا طواف کیا اور صفا و مردہ کے درمیان
سعی بھی کی۔ پھر وہ حلال ہو گئے۔ پھر مٹی سے لوٹنے کے بعد انہوں نے دوسرا طواف کیا۔ اور
جن لوگوں نے حج اور عمرہ کو جمع کیا تھا۔ تو انہوں نے صرف ایک ہی طواف کیا۔

تشریح از قاسمی | فَاِنَّمَا طَافُوا طَوَافًا وَاحِدًا یہی ائمہ ثلاثہؓ اور دیگر حضرات کا
مستدل ہے۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ اور صاحبین ابراہیمؒ حنفی وغیرہم کا مسلک ہے کہ
قارن کو دو طواف اور دو سعی کرنی چاہیے۔ ان کا مستدل عبداللہ بن مسعودؓ اور ابن عمرؓ کی
وہ روایت ہے۔ جس میں ہے۔ طَافَا لَهَا طَوَافَيْنِ وَسَعَى لَهَا سَعْيَيْنِ وَقَالَ
هَكَذَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْرَعًا ثَلَاثَةَ حَضَرْتُ أَبُو بَكْرٍ
حَضْرَتِ عُمَرَؓ وَحَضْرَتِ عَلِيٍّؓ كَمَا بَعِيَ هِيَ مَعْمُولٌ رَمًا۔

**بَابُ مَنْ أَهَلَ فِي زَمَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ابْنُ عُمَرَ
عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔**

ترجمہ۔ جس نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اس طرح احرام باندھا۔

جس طرح جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے باندھا۔ یہ بات ابن عمرؓ نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہی۔

حدیث نمبر ۱۳۶۱ حَدَّثَنَا الْمُكِّيُّ بْنُ أَبِي رَاهِمٍ قَالَ جَابِرُ أَمْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِ أَنْ يُقِيمَ عَلَى إِحْرَامِهِ وَذَكَرَ قَوْلَ سُرَاقَةَ وَزَادَ مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا أَهْلَلْتُ يَا عَلِيُّ قَالَ بِمَا أَهَلَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَاهْدِ وَأَمُكْتُ حَرَامًا كَمَا أَنْتَ۔

ترجمہ۔ حضرت جابرؓ نے فرمایا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو حکم دیا کہ وہ اپنے احرام پر قائم رہیں۔ اور سراقہ کا قول نقل کیا۔ جس میں ہے کہ سراقہ کی عقبہ میں ملاقات ہوئی۔ جب کہ آپؐ رمی جمرہ عقبہ کر رہے تھے۔ فَقَالَ اَلَكُمْ خَاصَّةً يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ لَا بَلْ لَكُمُ الْقَارِئُ يَعْنِي اَفْعَالُ عَمْرٍ اَفْعَالُ جِجْ مِیْن قَارِنِ كَے لَے ہمیشہ ہمیشہ کے لَے داخل ہو گئے۔ محمد بن ابی بکرؓ سے یہ الفاظ زائد نقل کئے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے علیؓ تم نے کس چیز سے احرام باندھا۔ فرمایا جس چیز سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام باندھا۔ فرمایا پس صدی چلاؤ اور محرم ٹھہرے رہو۔ جیسا کہ تم ہو۔

حدیث نمبر ۱۳۶۲ حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ الْهَدْيِيُّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَدِمَ عَلِيُّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْيَمَنِ فَقَالَ بِمَا أَهْلَلْتُ قَالَ بِمَا أَهَلَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَوْ لَا أَنَّ مَعِيَ الْهَدْيَ لَأَحْلَلْتُ۔

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ نے فرمایا۔ کہ حضرت علیؓ یمین سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائے۔ تو آپؐ نے پوچھا۔ کس چیز سے احرام باندھا۔ فرمایا۔ جس سے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام باندھا۔ تو آپؐ نے فرمایا۔ اگر میرے ساتھ ہدی نہ ہوتی۔ تو میں حلال ہو جاتا۔

حدیث نمبر ۱۳۶۳ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ

بَعَثَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى قَوْمِي بِالْيَمَنِ فَجِئْتُ وَهُوَ بِالْبَطْحَاءِ
فَقَالَ بِمَا أَهْلَلْتُ فَقُلْتُ أَهْلَلْتُ كَاهِلَالِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
هَلْ مَعَكَ مِنْ هَذِي قُلْتُ لَا فَا مَرِنِي أَنْ أَطُوفَ بِالْبَيْتِ فَطُفْتُ بِالْبَيْتِ
وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ أَمَرَنِي فَا خَلَلْتُ فَأَتَيْتُ امْرَأَةً مِنْ قَوْمِي
فَمَشَّطَتْنِي أَوْغَسَلَتْ رَأْسِي فَقَدِمَ عُمَرُ فَقَالَ أَنْ تَأْخُذَ بِكِتَابِ اللَّهِ
فَيَأْتِيَهُ يَا مُرْنَا بِالْقَامِ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَابْتِئُوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلَّهِ وَأَنْ
تَأْخُذَ لِسُلَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّهُ لَمْ يَحِلَّ حَتَّى تَعْدَرَ
الْهَدْيَ -

ترجمہ۔ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے فرمایا کہ مجھے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے
میری اپنی قوم کی طرف یمن میں بھیجا۔ میں جب واپس آیا۔ تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بطحا
میں پایا۔ آپؐ نے پوچھا تم نے کس چیز سے احرام باندھا۔ میں نے کہا کہ میں نے ایسے احرام
باندھا۔ مانند حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے احرام کے۔ تو آپؐ نے پوچھا کیا تمہارے
ساتھ قربانی کا جانور ہے۔ میں نے کہا نہیں۔ تو آپؐ نے مجھے حکم دیا۔ کہ میں بیت اللہ کا طواف
کروں۔ چنانچہ میں نے بیت اللہ کا طواف کیا۔ اور صفا و مروہ پہاڑی کے درمیان سعی کی۔
پھر مجھے حکم دیا۔ کہ حلال ہو جاؤ۔ میں حلال ہو گیا۔ تو میری قوم کی ایک عورت آئی۔ جس نے مجھے
کنگھا کیا۔ اور میرے سر کو دھو دیا۔ پھر حضرت عمرؓ کا زمانہ آیا تو انہوں نے فرمایا کہ ہم تو
کتاب اللہ کو لیں گے۔ کیونکہ وہ ہمیں تمام کرنے کا حکم دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ حج
اور عمرہ کو تمام کرو۔ اللہ کے لئے۔ اور ہم سنت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو لیں گے کہ
وہ حلال نہیں ہوئے۔ جب تک ہدی کو ذبح نہیں کیا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ [فقہم عمرہ ان کے قدم سے یا تو ان کی خلافت
کا زمانہ مراد ہے یا یہ کہ وہ حج کرنے کے ارادہ سے تشریف لائے۔ حضرت عمرؓ کے قول کا
حاصل یہ ہے کہ حجت کتاب اللہ یا سنت رسول اللہ ہے۔ اور وہ دونوں عمرے کے فسخ
کرنے کی نفی کرتے ہیں۔ اور عمرہ کو فسخ کر کے حج میں شامل کرنا۔ اس کا جواز اور وقوع للصحاح

بقولہ ﷺ اللہ علیہ وسلم۔ یہ عارض کی وجہ سے تھا اور اسی سال کے ساتھ مختص تھا۔ بنا بریں اس کے بعد عمل نہیں کیا جائے گا۔ حضرت ابو موسیٰ جواز فسخ کا فتویٰ دیتے تھے۔ حضرت عمرؓ نے ان پر رد فرمایا۔

تشریح از شیخ زکریا | حضرت عمرؓ کی ممانعت کس وجہ سے تھی۔ حج کو عمرہ کی طرف فسخ کرنا۔ جیسے کہ روایات کے سیاق سے معلوم ہوتا ہے۔ اسی کو شیخ گنگوہیؒ نے اختیار کیا۔ یا مطلق تمتع سے منع کرتے تھے۔ حضرت عمرؓ کے جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ کتاب اللہ سے اتمام الحج والعمرة کا حکم ثابت ہے۔ جب تک حج سے فراغت نہ ہو۔ احرام نہ کھولا جائے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کا تقاضا بھی یہی ہے۔ کہ اس وقت تک حلال نہ ہو۔ جب تک ہدی اپنے محل تک نہ پہنچ جائے۔ لیکن اس کا جواب یہ ہے کہ آپؐ نے فرمایا **لَا اِنَّهُ مَعِيَ** الہدیٰ **لَا اَهْلَتْ** دال ہے کہ اگر ہدی نہ ہو تو حلال ہونا جائز ہے۔ مختار یہ ہے کہ اس متعہ سے ممانعت جو اشہر حج میں ہو اور پھر اسی سال حج بھی کرے۔ یہ نہی تنزیہیہ ہے۔ جس سے حج افراد میں ترغیب دینا مقصود ہے۔ ورنہ قرآن کے جواز پر تو اجماع ہے بلا کراہت۔ البتہ افضل میں اختلاف ہے۔ میرے نزدیک تو جیہ یہ ہے کہ حضرت عمرؓ نے فسخ سے بھی منع فرمایا۔ اور تمتع معروف سے بھی منع فرمایا۔ پہلی نہی تو علی التحريم تھی۔ اس لئے اس پر مارتے بھی تھے۔ اور دوسری نہی علی سبیل الاختیار تھی۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى الْحَجُّ أَشْهُرٌ مَّعْلُومَاتٌ فَمَنْ قَرَضَ فِيهِمْ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْأَهْلَةِ قُلْ هِيَ مَوَاقِيتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ وَقَالَ ابْنُ عُثْمَانَ أَشْهُرُ الْحَجِّ شَوَالٌ وَقَدْ وَالْقَعْدَةُ وَعَشْرٌ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مِنَ الشَّئْنِ أَنْ لَا يُحْرِمَ بِالْحَجِّ إِلَّا فِي أَشْهُرِ الْحَجِّ وَكَرِهَ عُثْمَانُ أَنْ يُحْرِمَ مِنْ خَرَّاسَانَ أَوْ كَرَّمَانَ۔

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ حج کے چند مہینے معلوم ہیں۔ پس جو شخص ان مہینوں میں حج فرض کر لے تو نہ وہ بے ہودہ باتیں کرے اور نہ گناہ کرے اور نہ ہی حج میں جھگڑا کرے۔

آپسے چاندوں کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ آپ ان سے فرمادیں کہ وہ لوگوں کے لئے اور حج کے لئے اوقات ہیں۔ ابن عمرؓ نے فرمایا کہ اشہر الحج شوال۔ ذی القعدہ اور دس دن ذی الحجہ کے ہیں۔ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ سنت یہ ہے کہ حج کا احرام اشہر حج میں ہی باندھا جائے۔ اور حضرت عثمانؓ نے خراسان اور کرمان سے احرام باندھنے کو ناپسند فرمایا۔

حدیث نمبر ۱۳۶۵ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ عَنْ عَائِشَةَ ۖ قَالَتْ خَجَّجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَشْهُرِ الْحَجِّ وَلِيَا لِي الْحَجِّ وَحُرْمِ الْحَجِّ فَذَلَّ لَنَا سِرْفٌ قَالَتْ فَخَرَجَ إِلَى أَصْحَابِهِ فَقَالَ مَنْ لَمْ يَكُنْ مِنْكُمْ مَعَهُ هَدًى فَاحْبَبْ أَنْ يَجْعَلَهَا عُمْرَةً فَلْيَفْعَلْ وَمَنْ كَانَ مَعَهُ الْهَدْيُ فَلَا قَالَتْ فَلَا خِذْ بِهَا وَالتَّارِكُ لَهَا مِنْ أَصْحَابِهِ قَالَتْ فَأَمَّا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرِجَالٌ مِنْ أَصْحَابِهِ فَكَانُوا أَهْلَ قُوَّةٍ وَكَانَ مَعَهُمُ الْهَدْيُ فَلَمْ يَقْدِرُوا عَلَى الْعُمْرَةِ قَالَتْ فَدَخَلَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا أَبْكِي فَقَالَ مَا يُبْكِيكِ يَا هَنْتَاهُ قُلْتُ سَمِعْتُ قَوْلَكَ لِأَصْحَابِكَ فَمَنْعْتُ الْعُمْرَةَ قَالَ وَمَا شَأْنُكَ قُلْتُ لَا أَصِلُ قَالَ فَلَا يَضُرُّكِ إِنَّمَا أَنْتِ امْرَأَةٌ مِنْ أَبْنَاتِ آدَمَ كَتَبَ اللَّهُ عَلَيْكَ مَا كَتَبَ عَلَيْهِمْ كُوْنِي فِي حَجِّكَ فَعَسَى اللَّهُ أَنْ يَرْزُقَكِمَا قَالَتْ فَخَرَجْنَا فِي حَجَّتِهِ حَتَّى قَدِمْنَا مِائِي فَطَهَّرْتُ ثُمَّ خَرَجْتُ مِنْ مِائِي أَقْضْتُ بِالْبَيْتِ قَالَتْ ثُمَّ خَرَجْتُ مَعَهُ فِي التَّفْرِ الْأَخِيرِ حَتَّى نَزَلَ الْمُحَصَّبُ وَنَزَلْنَا مَعَهُ فَدَعَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ أَبِي بَكْرٍ فَقَالَ أَخْرِجْ بِأَخِيكَ مِنَ الْحَرَمِ فَلْتَهْلِ بِعُمْرَةٍ ثُمَّ أَفْرُغَا ثُمَّ اثْبِيَا هَهُنَا فَإِنِّي أَنْظَرُكُمَْا حَتَّى تَأْتِيَا إِنِّي قَالَتْ فَخَرَجْنَا حَتَّى إِذَا فَرَعْتُ وَفَرَعَ مِنَ الطَّوَافِ ثُمَّ جِئْتُهُ بِسَحِيرٍ فَقَالَ هَلْ فَرَعْتُمْ قُلْتُ نَعَمْ فَأَذَنَ بِالتَّحِيلِ فِي أَصْحَابِهِ فَأَرْتَحِلَ النَّاسُ فَمَرَّ مَتَوَجِّهًا إِلَى الْمَدِينَةِ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ يَضِيرُ مِنْ ضَارٍ يَضِيرُ ضَيْرٌ أَوْ يُقَالُ ضَارٌ يَضُورُ ضُورًا وَضَرَّ يَضُرُّ ضَرًّا

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ

حج کے مہینوں میں اور حج کی راتوں میں اور حج کے مکانوں میں سے بچکے تو ہم صرف کے مقام پر اترے۔ تو آپ اپنے اصحاب کی طرف تشریف لاکر فرمانے لگے۔ کہ تم میں سے جس کے ہمراہ ہدی ہو۔ پس اسے عمرہ بنانا پسند کرے تو ایسا کر لے۔ اور جس کے ساتھ قربانی کا جانور ہو۔ تو وہ اسے عمرہ نہ بنائے۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا۔ آپ کے اصحاب میں سے کچھ حضرات اسے عمرہ بنانے والے تھے اور کچھ چھوڑنے والے تھے۔ لیکن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب میں سے کچھ مرد قوت والے تھے۔ جن کے پاس قربانی کے جانور تھے۔ وہ عمرہ پر قادر نہ ہو سکے۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے تو میں رو رہی تھی۔ پوچھا اے بے وقوف! تجھے کس چیز نے رُلا لیا ہے۔ میں نے عرض کی۔ جو کچھ آپ نے اپنے اصحاب سے فرمایا وہ میں نے سنا لیا۔ مگر میں عمرہ سے روک دی گئی۔ فرمایا۔ کیوں تمہارا کیا حال ہے۔ میں نے کہا نماز نہیں پڑھ سکتی۔ فرمایا یہ تجھے کچھ نقصان نہ دے گی۔ تو بھی آدم علیہ السلام کی بیٹیوں میں سے ایک عورت ہے۔ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے ان پر لکھا ہے وہی تجھ پر لکھ دیا ہے۔ پس تو اپنے حج میں لگ جا۔ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھے عمرہ کی توفیق بھی دے دے گا۔ فرماتی ہیں کہ ہم برابر حج کے افعال ادا کرتے رہے۔ یہاں تک کہ جب ہم منیٰ میں پہنچے تو میں پاک ہو گئی۔ پھر منیٰ سے نکل کر بیت اللہ کا طواف زیارۃ کیا۔ پھر میں آپ کے ہمراہ کوچ کے دوسرے دن یعنی تیسرے ذی الحجہ کو دہاں سے روانہ ہوئی۔ یہاں تک کہ آپ دادی محصب میں اترے۔ ہم بھی آپ کے ہمراہ دہاں اترے تو آپ نے عبدالرحمن بن ابی بکرؓ کو بلوایا اور حکم دیا کہ اپنی بہن کو حرم سے لے جا کر عمرہ کا احرام بندھواؤ۔ پھر عمرہ سے فارغ ہو کر اس جگہ آجاؤ۔ میں تمہارے آنے تک انتظار کرتا رہوں گا۔ فرماتی ہیں کہ ہم روانہ ہوئے۔ یہاں تک کہ جب میں فارغ ہو گئی اور آپ یا میں بھی طواف و درع سے فارغ ہو گئے۔ تو میں سحور کے وقت آپ کے پاس پہنچی۔ تو آپ نے پوچھا کہ کیا تم فارغ ہو گئے۔ میں نے عرض کی۔ ہاں فارغ ہو گئے۔ تو آپ نے صحابہ کرامؓ کو کوچ کرنے کا اعلان فرما دیا۔ تو لوگ چل پڑے تو آپ مدینہ کی طرف متوجہ ہو کر گزر رہے تھے۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں۔ کہ ضار یضیر ضار یضیر اور ضریض۔ سب کے ایک معنی ہیں۔ نقصان اٹھانے کے۔

بَابُ التَّمَتُّعِ وَالْإِقْرَانِ وَالْأَفْرَادِ بِالْحَجِّ وَفَسْخِ الْحَجِّ لِمَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ هَدًى

ترجمہ :- حج تمتع - قرآن اور افراد اور جس کے ہمراہ ہدی نہ ہو اس کو حج فسخ کرنے کا حکم کیا ہے۔

حدیث نمبر ۱۳۶۶ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عَاصِمٍ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا نَرَى إِلَّا أَنَّهُ الْحَجُّ فَلَمَّا قَدِمْنَا قَطُوفُنَا بِالْبَيْتِ فَأَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَمْ يَكُنْ سَاقِ الْهَدْيِ أَنْ يَحِلَّ فَحَلَّ مَنْ لَمْ يَكُنْ سَاقِ الْهَدْيِ وَنِسَاءُهُ لَمْ يَسْقُنَ فَأَخْلَلْنَ قَالَتْ عَائِشَةُ فَحِضْتُ فَلَمْ أَطِفْ بِالْبَيْتِ فَلَمَّا كَانَتْ لَيْلَةُ الْحَصْبَةِ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ يَرْجِعُ النَّاسُ بِمِرَّةٍ وَحَاجَّةٍ وَارْجِعْ أَنَا بِحَاجَّةٍ قَالَ وَمَا طُفْتُ لِيَا لِي قَدِمْنَا مَكَّةَ قُلْتُ لَا قَالَ فَاذْهَبِي مَعَ أَخِيكِ إِلَى التَّنْعِيمِ فَأَهْلِي بِمِرَّةٍ ثُمَّ مَوْعِدُكَ كَذَا وَكَذَا وَقَالَتْ صَفِيَّةُ مَا أَرَانِي إِلَّا حَاسَتَكُمْ فَقَالَ عَمْرِي حَلْفِي أَوْ مَا طُفْتُ يَوْمَ التَّحْرِيقِ قُلْتُ بَلَى قَالَ لَا بَأْسَ إِنْ فَرِغْتُ قَالَتْ عَائِشَةُ فَلَقِينِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُصْبِدٌ مِّنْ مَّكَّةَ وَأَنَا مُنْهَبِطَةٌ عَلَيْهِمَا وَأَنَا مُصْبِدَةٌ وَهُوَ مُنْهَبِطٌ مِنْهَا -

ترجمہ :- حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ ہم جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ روانہ ہوئے۔ ہم یہی سمجھے ہوئے تھے کہ یہ حج ہی ہے۔ پس جب ہم مکہ میں پہنچے تو بیت اللہ کا ہم نے طواف کیا۔ تو جن لوگوں نے سواق ہدی نہیں کیا تھا۔ ان کو آپ نے حکم دیا کہ وہ حلال ہو جائیں۔ تو جن لوگوں نے اور جن عورتوں نے ہدی نہیں چلائی تھی وہ حلال ہو گئے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ مجھے حیض آگیا۔ جس کی وجہ سے میں بیت اللہ کا طواف نہ کر سکی۔ جب لیلۃ الحصبۃ ہوئی۔ تو میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور لوگ تو حج اور عمرہ کے ساتھ لوٹیں گے۔ اور میں صرف حج کے ساتھ لوٹوں گی۔ آپ نے پوچھا کہ تو نے ان راتوں میں طواف نہیں کیا تھا۔ جب ہم مکہ آئے تھے۔ میں نے کہا نہیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ اپنے بھائی کے ساتھ تنعم مقام کی طرف

جاؤ۔ اور عمرہ کا احرام باندھو۔ پھر فلاں فلاں جگہ تمہارے وعدہ کی جگہ ہے۔ حضرت صفیہؓ فرماتی ہیں۔ کہ میں سمجھتی ہوں کہ میں بھی تم کو روکنے والی ہوں۔ آپؐ نے فرمایا۔ عمرہ ہی ہلاک ہونے والی اور حلقی بال کٹی! یہاں حقیقی معنی مراد نہیں۔ تعجب کے لئے کلمات کہے۔ کہ کیا تو نے دسویں ذی الحجہ کو طواف نہیں کیا تھا۔ میں نے کہا۔ کیوں نہیں۔ فرمایا کوئی حرج نہیں۔ کوچ کر دو۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میری جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہوئی۔ کہ وہ مکہ کو جا رہے تھے اور میں آرہی تھی یا میں جا رہی تھی تو آپؐ آرہے تھے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ | **مصعد من مکة** کہ آپؐ طواف وداع کر کے واپس آ

رہے تھے۔ اور میں طواف عمرہ کرنے کے لئے جا رہی تھی یا اس کا برعکس تھا جس پر انا مصعدة منہا کے الفاظ دلالت کرتے ہیں۔ ظاہر یہ ہے کہ یہاں راوی کو شک ہوا ہے۔ ورنہ حضرت عائشہؓ پچھلی روایت میں فرما چکی ہیں۔ **ثم جئت لبصر فقاك** **هنا** فرغتم تو اگر حضرت عائشہؓ مکہ سے آنے والی ہوتیں اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم جانے والے ہوتے۔ تو یہ انتظار کرنے والی ہوتی نہ کہ جناب رسالت مآبؐ۔ حالانکہ وہ خود فرما رہے ہیں۔ **انك انظر كما**

حتى تأتياني في مكة

تشریح از شیخ زکریاؒ | **هاينفياض الفسح** مشہور یہی ہے کہ حضرت عمرؓ نے

فخ الحج الى العمرة کو منع فرمایا تھا۔ اگرچہ تمتع کی بات ہو تو پھر مطلب یہ ہو گا کہ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ حضرت عمرؓ کی خلافت کے دور تک لوگوں کو تمتع کا فتویٰ دیتے رہے۔ جب حضرت عمرؓ نے تمتع سے منع کر دیا تو میں نے لوگوں کو فتویٰ دینا چھوڑ دیا۔ کہ حضرت عمرؓ آرہے ہیں۔ ان کی اقتدار

کرو۔ کتاب اللہ سے تو اس طرح اتمو الحج والعمرة ای افراد و اکلا بالسفر لہ۔

اور اخذ بالسنة اس طرح کہ یوم النحر تک احرام باقی رہنا چاہیے۔ تمتع کی صورت میں احرام کھل جائے گا۔ اس حیثیت سے سنت کی مخالفت ہو جائے گی۔ بہر حال جمہور ائمہ فخ الحج کو اس سال سے مختص قرار دیتے ہیں۔ اور فخ کا حکم صحابہ کرام کو اس لئے دیا گیا تھا۔ تاکہ مشرکین کی مخالفت ہو جائے۔ کیونکہ وہ اشہر حج میں عمرہ کرنے کو انحر فخر کہتے تھے۔ اس بنا پر ان کی مخالفت کی گئی۔

والظاہر انہ شک مرض الرادی بہت سے شرح نے بھی یہی رائے ظاہر کی ہے۔ جمع کی صورت یہ ہے کہ حضرت عائشہؓ کے چلے جانے کے بعد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طواف وداع کے لئے مکہ معظمہ تشریف لے گئے۔ تو آپؐ کی ملاقات حضرت عائشہؓ سے اس حالت میں ہوئی کہ آپؐ طواف کے بعد واپس ہو رہے تھے اور وہ طوافِ عمرہ کے لئے داخل ہو رہی تھیں۔ ابھی آپؐ دادی محصب میں اپنی منزل پر تھے کہ حضرت عائشہؓ پہنچ گئیں۔ لیکن میرے ذہن میں اس کا برعکس ہے۔ کیونکہ اس قصہ میں روایات مختلف ہیں۔ میرے اس قول کی تائید امام بخاریؒ کے اس ترجمہ سے ہوتی ہے۔ جس میں ہے **باب الاداء** **مرض المحصب** اگر دال کے سکون سے ہو تو سیرِ اقل لیل کو کہتے ہیں۔ اگر تشدید کے ساتھ ہو تو سیرِ آخر اللیل کے معنی میں آتا ہے۔ تو حضرت عائشہؓ کا جانا اول لیل میں ہوگا۔ اور آپؐ کا جانا آخر لیل میں۔ راستہ میں ملاقات ہو گئی۔ تو اس وقت انا منہبطہ وھو مصعد الی مکہ کہنا صحیح ہو جائے گا۔ اور وجہ بھی بیان کی جاتی ہیں۔

حدیث نمبر ۱۳۶۷ **حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَجَّةَ الْوُدَّاعِ فَمِنَّا مَنْ أَهَلَ بِعُمَرَةَ وَمِنَّا مَنْ أَهَلَ بِحِجٍّ وَعُمَرَةَ وَمِنَّا مَنْ أَهَلَ بِالْحِجِّ وَاهَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحِجِّ فَأَمَّا مَنْ أَهَلَ بِالْحِجِّ أَوْ مَعَ الْحِجِّ وَالْعُمَرَةَ لَمْ يَحِلُّوا حَتَّى كَانَ يَوْمُ النَّحْرِ**

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا۔ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حجۃ الوداع کے سال روانہ ہوئے۔ بعض ہم میں سے وہ تھے جنہوں نے صرف عمرہ کا احرام باندھا ہوا تھا۔ اور بعض وہ تھے جنہوں نے حج اور عمرہ دونوں کا احرام باندھا تھا اور بعض وہ بھی تھے۔ جنہوں نے صرف حج کا احرام باندھا ہوا تھا۔ وہ اس وقت تک حلال نہیں ہوتے۔ یہاں تک کہ یوم النحر آیا۔ تو انہوں نے احرام کھولا۔

حدیث نمبر ۱۳۶۸ **حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ عَنْ مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ قَالَ شَهِدْتُ عُثْمَانَ وَعَلِيًّا وَعُثْمَانَ يَنْهَى عَنِ النُّعَةِ وَأَنْ يُجَمَعَ بَيْنَهُمَا فَلَمَّا نَأَى عَلَيٌّ أَحَلَّ بِهِمَا الْبَيْتَ بِعُمَرَةَ فَحَجَّجَهُ قَالَ مَا كُنْتُ لَأَدْعَ سُنَّةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ**

لِقَوْلِ أَحَدٍ

ترجمہ - حضرت مروان بن الحکم نے فرمایا کہ میں حضرت عثمانؓ اور علیؓ کے پاس موجود تھا کہ حضرت عثمانؓ ج تمتع اور قرآن دونوں سے منع کرتے تھے۔ پس جب حضرت علیؓ نے یہ دیکھا تو دونوں کا احرام باندھ کر کہنے لگے۔ لیسک بعمرة وجهہ اور فرمایا کہ میں کسی ایک آدمی کے قول کی وجہ سے سنت نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو نہیں چھوڑ سکتا۔

تشریح از شیخ گنگوہی | ظاہر یہ ہے کہ حضرت عثمانؓ کی یہی منزلہ تھی۔ ان کے نزدیک حج افراد افضل تھا۔ اس کو بتلانا چاہتے تھے۔ اور حضرت علیؓ کو یہ خطرہ تھا کہ کہیں عوام اسے یہی تحریمی نہ سمجھ لیں۔ اس لئے انہوں نے دونوں کو جمع کر کے حج قرآن بنا لیا۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ حضرت عثمانؓ کی یہی اس گمان پر ہو۔ کہ ان دونوں کو جمع کرنا اور خود جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا جمع کرنا کسی عارض کی وجہ سے تھا۔ تو حضرت علیؓ کو خطرہ لاحق ہوا کہ کہیں حاضرین لوگ تحریم قرآن کا عقیدہ نہ بنالیں۔ تو اپنے فعل سے انہوں نے بتلادیا کہ جواز اور تحریم دو مذہب ہیں۔ جو شخص چاہے حضرت عثمانؓ کا اقتدار کرے اور جو شخص چاہے میری اقتدار کرے۔

تشریح از شیخ زکریا | حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کا سبب بسط کے ساتھ تو میں نے ادجز کے اندر بیان کیا ہے۔ ظاہر یہی ہے کہ ان کا اختلاف حج تمتع میں تھا۔ حضرت عثمانؓ حضرت عمرؓ کی طرح تمتع اور قرآن کو علی وجہ التحریم منع نہیں کرتے تھے بلکہ افراد کی افضلیت کے قائل تھے۔ حضرت عمرؓ کی اس سے غرض یہ تھی کہ ان حضرات نجوم الہدایۃ کا آنا جانا بیت اللہ کی طرف کثرت سے ہے۔ تاکہ لوگوں کو احکام کی تعلیم و تبلیغ ہو سکے۔ اور دوسرے لوگ ان سے علم سیکھیں اور صحابہ کرام کے ساتھ مجتمع ہوں۔ کیونکہ اس وقت جواز مجتمع الصحابہ تھا۔ اور یہی غرض حضرت عثمانؓ کے یہی متعہ کی معلوم ہوتی ہے۔ اور حضرت علیؓ کو خوف پیدا ہوا کہ کہیں لوگ اس یہی کو تحریم پر محمول نہ کریں۔ اور تمتع و قرآن کو بالکل چھوڑ نہ دیں۔ کہ اس سے ایک سنت نبوی کا ترک لازم آئے گا۔ چنانچہ حضرت عثمانؓ بھی حضرت علیؓ کے فعل پر خاموش رہے۔ تو یہ اجماع ہو گیا۔

کافی لعارضہ | چنانچہ جب حضرت علیؓ نے جو عمرہ کا احرام باندھا تو حضرت عثمانؓ نے ان کو روکا نہیں بلکہ جب حضرت علیؓ نے ان سے یہ فرمایا کہ اَلَمْ تَسْمَعْ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم

علیہ وسلم جمع قال بلوے یعنی کیا آپ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمتع کرتے نہیں سنا۔ تو انہوں نے فرمایا کیوں نہیں۔ اور ایک روایت میں ہے لکننا کنا خائفین جس کی کئی توضیحات کی گئی ہیں۔

حدیث نمبر ۱۳۶۸ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانُوا يَرَوْنَ أَنَّ الْمُرَّةَ فِي أَشْهُرِ الْحَجِّ أَفْجَرُ الْفُجُورِ فِي الْأَرْضِ وَيَجْعَلُونَ الْحَرَمَ صَفْرًا وَيَقُولُونَ إِذَا بَرَأَ الدَّبْرُ وَعَفَا الْأَثَرُ وَأَنْسَلَخَ صَفَرُ حَلَّتِ الْمُرَّةُ لِمَنْ اعْتَمَرَ قَدَمَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ صَيْحَةً رَابِعَةً مُهِلَّتِينَ بِالْحَجِّ فَأَمَرَهُمْ أَنْ يَجْعَلُوا عُمَرَةَ فَتَعَاظَمَ ذَلِكَ عِنْدَهُمْ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ آتَى الْحِلَّ قَالَ حِلٌّ كُلُّهُ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ قریش مکہ اور دیگر اہل عرب یہ اعتقاد رکھتے تھے۔ کہ حج کے مہینوں میں عمرہ کرنا روئے زمین پر تمام گناہوں میں سے بڑا گناہ ہے۔ اور وہ محرم کو صفر بنا لیتے تھے۔ یعنی اس محرم کی حرمت کو مؤخر الی صفر کر لیتے تھے۔ ان کا کہنا تھا۔ کہ جب تک اونٹوں کی پیٹھ کے زخم مندمل نہ ہو جائیں۔ بلکہ ان کے نشانات تک مٹ جائیں۔ صفر کا مہینہ بھی گزر جائے۔ تو پھر عمرہ عمرہ کرنے والے کے لئے حلال ہے۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحابؓ کرام ذی الحجہ کی چوتھی تاریخ کو حج کا احرام باندھتے ہوئے مکہ میں تشریف فرما ہوئے تھے۔ تو آپ نے ان کو حکم دیا کہ اس کو عمرہ بنا لو۔ تو یہ عمرہ بنا لینا ان کو عظیم معلوم ہوا۔ پوچھنے لگے یا رسول اللہ! کون سی حلت ہے۔ فرمایا ہر طرح کی کٹی حلت ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ [وانسخ صفر] یعنی صفر کو ماہ محرم قصد کر کے اشہر حرم میں شامل کر لیتے۔ ورنہ ان کے نزدیک صفر میں عمرہ کرنا حرام نہیں تھا۔ کیونکہ نہ تو اشہر حرم میں اور نہ ہی اشہر حج میں سے تھا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ان کے اعتقاد کے مطابق صفر اشہر حرم میں سے ہو جاتا ہے۔ محرم نہیں رہتا۔ بنا بریں ان کے نزدیک کبھی کبھی سال تیرہ یا چودہ ماہ کا ہو جاتا تھا۔ یہی نیسی ہے جس کا ذکر قرآن مجید میں ہے۔ اَعْمَا النَّسِيءُ فِي الْكُفْرِ بَاقِيَ انسخ صفر کا ذکر

اس لئے کیا گیا کہ اگر بالفرض قتال راستہ میں یا مکہ میں برپا ہو جائے تو مقاتلہ کی قدرت حاصل ہو گویا النسلخ صفر کا مطلب یہ ہو کہ اشہر حج گزر جائیں اور ان کا اثر اور اشہر حرم گزر جائیں۔ تب عمرہ کیا جائے۔ یا صفر سے مراد محرم ہو۔ تو اب النسلخ صفر بطور بیان اور بدل کے ہو گا۔ اذابہ والدیر سے۔ کیونکہ غالب یہ ہے کہ چالیس سے پچاس والی تک کی اس مدت میں سفر حج کے اثرات ختم ہو جائیں گے۔ اور تاخیر محرم کی مصلحت یہ تھی کہ تین ماہ مسلسل حرمت دلے ان پر گراں تھے۔ قتل و غارت نہیں ہو سکتی تھی۔ اس لئے انہوں نے عمرے کے مہینوں میں سے پہلا مہینہ ماہ محرم کو قرار دیا جو دراصل ماہ صفر ہوتا تھا۔ تو اس اعتبار سے عمرہ ان کے نزدیک اشہر حج میں نہ ہوا۔ اور صفر کی وجہ تسمیہ یہ بیان کی جاتی ہے۔ کہ قتل و غارت ڈالنے کے لئے اس ماہ میں وہ اپنے گھروں کو مال و متاع سے خالی کر لیتے تھے۔ بلکہ اہل و عیال سے بھی خالی کر لیتے تھے۔

بیاض فی الاصل سے شیخ گنگوہیؒ نے اس تعارض پر تنبیہ فرمائی ہے۔ جو امام بخاریؒ اور امام ابو داؤدؒ کی روایتوں میں ہے جس کی طرف کسی شارح نے توجہ نہیں فرمائی۔ بخاری میں تو النسلخ صفر ہے اور ابو داؤدؒ میں دخل صفر ملت لہ العمرۃ ظاہر یہ ہے کہ بخاری کی روایت راجح ہے۔ کیونکہ مسلم کی روایت بھی اس کی متابعت کرتی ہے۔ جمع بین الروایتین کی یہ صورت ممکن ہے۔ کہ دخل صفر میں صفر حقیقی مراد لیا جائے اور النسلخ صفر میں محرم مراد لیا جائے۔ جس کو انہوں نے صفر بنا لیا تھا۔

حدیث نمبر ۱۳۶۹ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ قَدِمْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَهُ بِالْحِلِّ -

ترجمہ۔ حضرت ابو موسیٰ نے فرمایا۔ کہ جب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو آپ نے مجھے احرام کھولنے کا حکم دیا۔ کیونکہ انہوں نے سوق حدی نہیں کیا تھا۔

حدیث نمبر ۱۳۷۰ حَدَّثَنَا اسْمَعِيلُ بْنُ حَفْصَةَ عَنْ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُمَا قَالَتَا يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا شَأْنُ النَّاسِ حَلُّوا بَعْدَ

وَلَمْ تَحِلَّ أَنْتَ مِنْ عُمْرَتِكَ قَالَ إِنِّي لَمَبْتُ رَأْسِي وَقَلَدْتُ هَذِي فَلَا أَهْلًا حَتَّى أَنْحَرَ .

ترجمہ۔ حضرت حفصہ زوجہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یا رسول اللہ! لوگوں کا کیا حال ہے۔ انہوں نے تو عمرہ کا احرام کھول دیا اور آپ نے ابھی تک اپنے عمرہ کا احرام نہیں کھولا فرمایا۔ اس لئے کہ میں نے تو بال بکھرنے سے سر کے بالوں کو تھم لگایا ہے اور اپنی قربانی کے گلے میں بار ڈالا ہے۔ میں تو اس وقت تک احرام نہیں کھولوں گا جب تک کہ قربانی نہ کر لوں۔

تشریح از قاسمی | اس حدیث سے معلوم ہوا۔ کہ جس نے سوقِ حدی کیا ہو۔ وہ جب

تک قربانی نہ کر لے احرام نہ کھولے۔ یہی قول امام ابو حنیفہؒ اور امام احمدؒ کا ہے۔ اور اس میں سے تلبیہ اور تقلید کا استحباب بھی معلوم ہوتا ہے۔ مگر تلبیہ کا احلال اور عدم احلال میں کوئی دخل نہیں۔ لیکن آپ نے بیان واقع یا تاکید امر کے لئے اس کا ذکر فرمایا۔ کہ میرا احرام تو نحرِ حدی تک رہے گا۔ طول احرام کے لئے تلبیہ کی ضرورت پڑتی ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قارن تھے۔ کیونکہ اس جگہ عمرہ کا ذکر ہے حج کے تین اقسام کے جواز پر تو سب علماء کا اتفاق ہے۔ البتہ شوافعؒ اور مالیکہؒ کے نزدیک افراد افضل ہے پھر تمتع۔ پھر قرآن۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں۔ افضل قرآن ہے۔ پھر تمتع ازاں بعد افراد ہے۔ ترجیح کی وجہ احادیث بالا اور قرآن مجید کی آیت **وَأَمَّا الْحَجُّ وَالْعُمْرَةُ لِلَّهِ** امام احمدؒ اور دوسرے حضرات کے نزدیک افضل تمتع پھر افراد اور پھر قرآن ہے۔ اور وجہ ترجیح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد

ہے۔ **لَوْ اسْتَقْبَلْتُ مِنْكَ امْرَأَةً مَا اسْتَمِرْتُ بِهَا**

حدیث نمبر ۱۳۰۱ **أَحَدُنَا آدَمُ** **أَحَدُنَا أَبُو جَرْدَةَ** **نَصْرُ بْنُ عِمْرَانَ الصَّبْيِيُّ**

قَالَ تَمَتَّعْتُ فِيهَا فِي نَاسٍ فَسَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ فَأَمَرَ فِي فَرَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَأَنَّ رَجُلًا يَقُولُ لِي حَجٌّ مَبْرُورٌ وَعُمْرَةٌ مُتَقَبِّلَةٌ فَأَخْبَرْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ سُنَّةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ لِي أَقِمْ عِنْدِي وَأَجْعَلَ لَكَ سَهْمًا مِنْ مَالِي قَالَ شُعْبَةُ فَقُلْتُ لِمَ فَقَالَ لِلزُّوْيَا النَّبِيِّ رَأَيْتُ

ترجمہ۔ حضرت ابو جہرہ نصر بن عمران الصبغی نے فرمایا کہ میں نے تمتع کا احرام باندھا تو لوگوں نے

مجھے منع کیا۔ میں نے ابن عباسؓ سے اس کے متعلق سوال کیا۔ تو انہوں نے مجھے تمتع کا حکم دیا۔ تو میں نے خواب میں دیکھا۔ گویا کہ ایک آدمی مجھے کہہ رہا ہے۔ حج مبرور ہے عمرو مقبول ہے۔ جس کی ابن عباسؓ کو میں نے خبر دی۔ انہوں نے فرمایا یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ پھر مجھے فرمایا کہ تم میرے پاس قیام کرو۔ میں تمہارے لئے اپنے مال کا کچھ حصہ مقرر کر دوں گا۔ شعبہ نے پوچھا۔ کس وجہ سے۔ فرمایا اس خواب کی وجہ سے جو میں نے دیکھا۔ جس سے ابن عباسؓ کے مسلک کی تائید ہوتی ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہی | **فہما فیہ** **ناسک** اس رائے کی وجہ سے جو حضرت عمرؓ

اور حضرت عثمانؓ کی رائے تھی۔

تشریح از شیخ زکریا | حافظ فرماتے ہیں کہ مجھے ان لوگوں کے نام تو معلوم نہ ہو سکے۔

لیکن یہ واقعہ حضرت عبداللہ بن الزبیرؓ کے دور کا ہے جو تمتع سے منع کرتے تھے۔ بوجہ حدیث ابوالزبیرؓ کے جو مسلم میں ہے۔ **لا یرى** **التمتع الا للہم** **مصر** اور مہجور فرماتے ہیں لا اختصا **ص** **للہم** **مصر**۔ اس کی تفصیلی بحث گزر چکی ہے۔

حدیث نمبر ۳۷۲۱ **أَحَدُنَا** **أَبُو شِهَابٍ** **قَالَ** **قَدِمْتُ** **مَتَمِّعًا** **مَكَّةَ** **بِعَمْرَةٍ** **فَدَخَلْنَا** **قَبْلَ** **الْثَّرْوِيَةِ** **بِثَلَاثَةِ** **أَيَّامٍ** **فَقَالَ** **لِي** **أَنَسٌ** **مِّنْ** **أَهْلِ** **مَكَّةَ** **تَصِيرُ** **إِلَّا** **حَاجَّتُكَ** **مِكَّةَ** **فَدَخَلْتُ** **عَلَى** **عَطَاءٍ** **أَسْتَفْتِيهِ** **فَقَالَ** **حَدَّثَنِي** **جَابِرُ** **بْنُ** **عَبْدِ** **اللَّهِ** **أَنَّهُ** **حَاجَّ** **مَعَ** **النَّبِيِّ** **صَلَّى** **اللَّهُ** **عَلَيْهِ** **وَسَلَّمَ** **يَوْمَ** **سَاقِ** **الْبُدَنِ** **مَعَهُ** **وَقَدْ** **أَهْلَوْا** **إِلَّا** **الْحَجَّ** **مُفْرَدًا** **فَقَالَ** **لَهُمْ** **أَحِلُّوا** **مِنْ** **إِحْدَا** **مَكُمُ** **يَطُوفُ** **الْبَيْتَ** **وَبَيْنَ** **الْصَّفَا** **وَالْمَرْوَةِ** **وَقَصَرُوا** **ثُمَّ** **أَقِيمُوا** **حِلًّا** **لَا** **حَتَّى** **إِذَا** **كَانَ** **يَوْمُ** **الْثَّرْوِيَةِ** **فَأَهْلَوْا** **إِلَّا** **الْحَجَّ** **وَجَعَلُوا** **الَّتِي** **قَدِمْتُمْ** **بِهَا** **مُتَمِّعَةً** **فَقَالُوا** **كَيْفَ** **نَجْعَلُهَا** **مُتَمِّعَةً** **وَ** **قَدَسَمِينَا** **الْحَجَّ** **فَقَالَ** **أَفْعَلُوا** **أَمَا** **أَمَرْتُكُمْ** **فَلَوْلَا** **أَنِّي** **سُقْتُ** **الْهَدْيَ** **لَفَعَلْتُ** **مِثْلَ** **الَّذِي** **أَمَرْتُكُمْ** **وَلَكِنْ** **لَّا** **يَحِلُّ** **مِثِّي** **حَدَامٌ** **حَتَّى** **يَبْلُغَ** **الْهَدْيُ** **مَجِلَّهُ** **فَفَعَلُوا** **قَالَ** **أَبُو** **عَبْدِ** **اللَّهِ** **أَبُو** **شِهَابٍ** **لَيْسَ** **لَهُ** **مُسْنَدٌ** **إِلَّا** **هَذَا**۔

ترجمہ۔ ابو شہاب فرماتے ہیں کہ میں عمرو سے نفع حاصل کر کے مکہ میں آیا اور آٹھویں ذی الحجہ

یوم الترویہ سے تین دن پہلے ہم پہنچے تو مکہ والے لوگوں نے مجھے کہا کہ اب تو تمہارا حج مکئی ہو گا۔ میں نے حضرت عطار کے پاس حاضر ہو کر فتویٰ پوچھا۔ انہوں نے فرمایا مجھے جابر بن عبد اللہؓ نے حدیث بیان کی۔ کہ انہوں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حج کا احرام باندھا۔ جس دن کہ آپؐ اپنے ہمراہ قربانی کے اونٹ چلائے تھے۔ درآسنا لیکہ یہ سب لوگ حج افراد کا احرام باندھ چکے تھے۔ تو آپؐ نے ان سب سے فرمایا کہ بیت اللہ کا طواف صفا و مروہ کی سعی کے بعد تم سب احرام سے حلال ہو جاؤ۔ اور بال کٹوا لو۔ حلق نہ کرو۔ کیونکہ حج سے صرف چار دن باقی رہ گئے تھے۔ تاکہ یوم الحلق میں بال لمبے لمبے ہوں۔ پھر حلال ہو۔ قیام کرو۔ یہاں تک جب یوم الترویہ آجائے۔ تو پھر حج کا احرام باندھو۔ اور اس عمرہ کے ذریعہ جو تم لاپکے ہو۔ اسے تمتع بنا لو۔ انہوں نے عرض کی حضرت! کیسے تمتع بنائیں۔ ہم عند الاحرام حج کا نام لے چکے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ جو میں تم کو حکم دیتا ہوں اس کو کر گزرو۔ کیونکہ اگر میں نے سوقی ہدی نہ کی ہوتی تو میں بھی اسی طرح کرتا۔ جس کا تمہیں حکم دیا ہے۔ لیکن میرے لئے حرام حلال نہیں ہے۔ جب تک کہ میری ہدی اپنے محل تک نہ پہنچ جائے۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ ابو شہاب کی مرفوع حدیث سوائے اس کے اور کوئی نہیں ہے مگر اور بعض فرماتے ہیں کہ مسند میں عطار ہے۔

مطلقاً مسند نہیں ہے)

تشریح از شیخ گنگوہیؒ | تصحیح الازہر | حجت تکمیلہ ان لوگوں کا مقصد یہ تھا۔

کہ اس عمرہ کو چھوڑ دو۔ اور مکہ سے حج کا احرام باندھو۔ جیسا کہ آپؐ نے صحابہ کرام کو حکم دیا تھا۔ جب کہ ان کے حج کو فسخ کر کے عمرہ بنانے کا حکم دیا تھا۔ تو حضرت عطار نے حضرت جابرؓ کی روایت کے ذریعہ ان پر رد کیا۔ اور ممکن ہے کہ ابو شہاب تمتع ہوں۔ جیسا کہ متمتعاً مکہ بصرہ کے الفاظ دل میں تو ان کے لئے یہی حکم تھا۔ کہ وہ عمرہ کا احرام کھول دیں اور حج کے لئے دوسرا احرام باندھیں وہ اپنے احرام پر باقی رہنا چاہتے تھے کہ اہل مکہ نے انہیں تاکید کی۔ کہ عمرہ والا احرام کھول دو۔ تو یہ حضرت عطار تابعی کے پاس فتویٰ پوچھنے آئے۔ تو حضرت عطار نے فرمایا۔ کہ تحلل من الاحرام تم پر واجب نہیں ہے۔ تمہیں تحلل اور عدم تحلل میں اختیار ہے۔ ان کی دلیل یہ تھی۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ ادا کرنے کے بعد بھی اپنا احرام باقی رکھا۔ زیادہ سے زیادہ یہ کلام

بات ہوگی کہ آپ سائق ہدی تھے۔ اس لئے آپ کے لئے تحمل جائز نہیں تھا۔ اور جس کے ہمراہ ہدی نہ ہو۔ اس کے لئے دونوں امر جائز ہیں۔ **ولیسک لہ مسند الہذاکے فک**
باب الحج۔

حدیث نمبر ۳۷۱۳ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ اخْتَلَفَ عَلِيٌّ وَعُثْمَانُ وَهَاجِسُفَانٌ فِي اللَّتْعَةِ فَقَالَ عَلِيٌّ مَا تُرِيدُ إِلَى أَنْ تَنْهَى عَنْ أَمْرِ فَعَلَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عُثْمَانُ دَغْنِي عَنْكَ قَالَ فَلَمَّا رَأَى ذَلِكَ عَلِيٌّ أَهْلَ بَيْتِهِمَا جَمِيعًا -

ترجمہ۔ حضرت سعید بن المسیبؓ فرماتے ہیں۔ کہ عسفان کے مقام پر متعہ یعنی حج تمتع کے بارے میں حضرت علیؓ اور حضرت عثمانؓ کا اختلاف ہو گیا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا۔ کیا آپ ہم کو اس کام سے روکنا چاہتے ہیں۔ جس کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود کیا ہے۔ حضرت عثمانؓ نے فرمایا۔ اچھا مجھے اپنے حال پر چھوڑ دو۔ چنانچہ جب حضرت علیؓ نے یہ حال دیکھا تو انہوں نے حج اور عمرہ دونوں کا احرام باندھ لیا۔

تشریح از شیخ گنگوئی **دغنی عنک** مقصد یہ ہے کہ آپ اسی پر عمل کریں۔ جہاں تک آپ کا اجتہاد پہنچتا ہے اور میں اس پر عمل کروں گا جو کچھ میں جانتا اور سمجھتا ہوں یہیں جھگڑا نہیں کرنا چاہیے۔

تشریح از شیخ زکریا **تحتت سے تمتع** اصطلاحی مراد ہے۔ اور حدیث کے معنی واضح ہیں۔ کہ ابو شہاب نے عمرہ کا احرام باندھا۔ اس سے فراغت کے بعد حلال ہوئے۔ تو اب ان کا احرام بالحدیث مکی ہو گا۔ آفاقی نہیں ہو گا۔ حضرت عطار نے بھی یہی خبر دی کہ حضور کے حکم سے صحابہ کرامؓ نے بھی ایسا کیا تھا۔

دغنی عنک شارح ہدایہ نے فرمایا کہ ظاہر کلام سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جس نے سوق ہدی نہ کیا۔ اس کے لئے تحمل لازمی ہے۔ مگر علامہ زبلیؒ اور دیگر حضرات نے تصریح کی ہے۔ ایسا شخص مختار ہے۔ چاہے احرام باقی رکھے یا احرام کھول دے۔ اس کو شیخؒ نے بیان فرما دیا ہے۔

یسے کہ حدیث مسند کے بارے میں کئی اقوال ہیں۔ شیخ گنگوہی کے نزدیک مختار یہی ہے کہ باب الحج میں اس کے علاوہ کوئی مرفوع حدیث نہیں ہے۔ جو عطار کے واسطے ہو۔ مطلق حدیث مرفوع کی نفی نہیں ہے۔ ابو شہاب حنابلہ کے لقب سے مشہور ہیں۔ موسیٰ بن نافع اسدی ان کا نام ہے۔ اور نسائی میں اس حدیث کے الفاظ اس طرح ہیں۔ نہی عثمان عن التمتع فلیئی علی واصحابہ بالجمرة فلم ینہم عثمان الحدیث۔ اگر اشکال ہو کہ تنازع تو تمتع میں تھا۔ حضرت علیؑ نے قرآن کا احرام کیسے باندھا۔ تو جواب یہ ہے کہ قارن بھی تمتع کرتا ہے۔ دوبارہ اسے سفر نہیں کرنا پڑتا۔

بَابُ مَنْ لَبَّى بِالْحَجِّ وَسَقَاهُ

ترجمہ: جس نے حج کے ساتھ تلبیہ کہا اور اسی کا نام لیا۔

حدیث نمبر ۱۳۷۴ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ سَمِعْتُ مُجَاهِدًا يَقُولُ حَدَّثَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَدِمْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَقُولُ لَبَّيْكَ يَا الْحَجَّ فَأَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَوَّلْنَا هَاعُمْرَةَ۔ ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہؓ فرماتے ہیں ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ مکہ آئے تو ہم بیک باحج سے تلبیہ کہتے تھے۔ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اسے عمرہ بنانے کا حکم دیا۔ تشریح بیک باحج سے ترجمہ ثابت ہوا۔

بَابُ التَّمَتُّعِ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ: جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تمتع کرنا۔

حدیث نمبر ۱۳۷۵ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ تَمَتَّعْنَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَزَلَ الْقُرْآنُ رَجُلٌ بَيْنَهُمَا شَاءَ۔

ترجمہ: حضرت عمران بن حصینؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

زمانے میں ہم لوگ تمتع کرتے تھے۔ اور قرآن مجید اتر رہا تھا۔ اب اپنی رائے سے جو شخص چاہے کہے۔
تشریح از قاسمی | **ابو جابر** سے مراد حضرت عمرؓ نہیں نہ کہ حضرت عثمانؓ۔ کیونکہ پہلے وہی
 شخص ہیں جنہوں نے تمتع سے روکا۔

**بَابُ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ ذَلِكَ لِمَنْ لَمْ يَكُنْ أَهْلَهُ حَاضِرِي
 الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَقَالَ أَبُو كَامِلٍ فَضِيلُ بْنُ حُسَيْنٍ الْبَصْرِيُّ -**

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ یہ تمتع ان لوگوں کے لئے ہے۔ جن کے اہل و عیال مسجد
 حرام میں حاضر نہ ہوں۔ ابو کامل فضیل بن حسین بصری نے کہا۔

حدیث نمبر ۱۳۷۶ **حَدَّثَنَا أَبُو مَعْشَرٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ**
مُتَعَةِ الْحَجِّ فَقَالَ أَهْلُ الْمَهَاجِرُونَ وَالْأَنْصَارُ وَأَزْوَاجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ وَأَهْلُنَا فَلَمَّا قَدِمْنَا مَكَّةَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْعَلُوا أَهْلَكُمْ بِالْحَجِّ عُمَرَةَ إِلَّا مَنْ قَلَّدَ الْهَدْيَ طِفْلاً
بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَاتَيْنَا النِّسَاءَ وَلَيْسَنَا الْبَيْتُ وَقَالَ مَنْ
قَلَّدَ الْهَدْيَ فَإِنَّهُ لَا يَحِلُّ لَهُ حَتَّى يَبْلُغَ الْهَدْيَ مَحَلَّهُ ثُمَّ أَمَرْنَا عَشِيَّةَ
الْمَرْوَةِ أَنْ تَهْلِكَ بِالْحَجِّ فَإِذَا فَرَعْنَا مِنَ النَّاسِكِ جُنَّا أَفْطَنًا بِالْبَيْتِ
وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَقَدْ تَمَّ حَجُّنَا وَعَلَيْنَا الْهَدْيُ كَمَا قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ
فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ
إِذَا رَجَعْتُمْ إِلَى أَصْوَارِكُمْ أَلْشَّاءُ تُجْزَى فَجَمَعُوا سُكَّيْنِ فِي عَامٍ بَيْنَ الْحَجِّ وَ
الْعُمَرَةِ فَإِنَّ اللَّهَ أَنْزَلَهُ فِي كِتَابِهِ وَسَنَّهُ نَبِيِّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ
أَبَاحَهُ لِلنَّاسِ غَيْرِ أَهْلِ مَكَّةَ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى ذَلِكَ لِمَنْ لَمْ يَكُنْ أَهْلَهُ
حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَأَشْهُرُ الْحَجِّ الَّتِي ذَكَرَ اللَّهُ تَعَالَى فِي كِتَابِهِ شَوَّالٌ
وَذُو الْقَعْدَةِ وَذُو الْحِجَّةِ مَنْ تَمَتَّعَ فِي هَذِهِ الْأَشْهُرِ فَعَلَيْهِ دَمٌ أَوْ صَوْمٌ وَالزَّفَرَةُ
الْجَمَاعُ وَالْفُسُوقُ الْمُعَاصِي وَالْجِدَالُ الْمُرَاءُ -

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے تمتع حج کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ مہاجرین

انصار اور بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات نے حجۃ الوداع میں احرام باندھا اور ہم نے بھی احرام باندھا۔ پس جب ہم مکہ میں آئے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ تم لوگ حج کے احرام کو عمرہ بنا لو۔ مگر وہ شخص جس نے ساقی ہدیٰ کیا ہو۔ تو ہم نے بیت اللہ کا طواف کیا۔ صفاد مردہ کے درمیان سعی کی۔ اپنی بیویوں سے ہم بستر ہوئے۔ اور ہم نے اپنے کپڑے بھی پہن لئے۔ اور جس نے قربانی کے جانور کو مار ڈالا تھا۔ وہ اس وقت تک حلال نہیں ہوا۔ جب تک اس کی ہدیٰ اپنے محل تک نہ پہنچ گئی۔ پھر تردیہ آٹھویں ذی الحجہ کی شام کو آپ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم لوگ حج کا احرام باندھیں۔ پس جب ہم ان اعلیٰ حج سے فارغ ہوئے تو بیت اللہ کا طواف کیا اور صفا۔ مردہ کے درمیان سعی کی۔ پس ہمارا حج تمام ہو گیا۔ اور ہم پر دم شکر لازم ہو گیا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ کہ جو کچھ ہدیٰ میسر ہو قربان کرے۔ اگر کسی کو جانور قربانی کا نہیں ملتا تو وہ تین روزے حج کے ایام میں رکھے۔ اور سات روزے جب اپنے اپنے شہروں کو لوٹیں۔ اس وقت رکھیں۔ ایک بکری کافی ہوگی۔ کیونکہ ایک سال میں دو عبادتیں یعنی حج اور عمرہ کو جمع کیا۔ پس یہ حکم اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اتارا۔ اور اس کے نبی نے اسے چالو کیا۔ اور اس تمتع کو لوگوں کے لئے سوائے اہل مکہ کے مباح قرار دیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ یہ تمتع ان لوگوں کے لئے ہے۔ جن کے اہل و عیال مسجد حرام میں حاضر نہیں ہیں۔ اور اشرہ حج جن کا اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ذکر کیا۔ شوال۔ ذوالقعدہ اور ذوالحجہ ہیں۔ پس جو شخص ان مہینوں میں تمتع کرے۔ تو اس پر ایک جانور کا خون ہے یا روزے ہیں۔ رفث کے معنی جماع کے۔ فسوق گناہ اور جدال کے معنی جھگڑے کے ہیں۔

تشریح از شیخ گنگوہی | وسبعة اذ ارجعتم ای مصارکم۔ یہ حکم کی تعمیم

کے لئے بیان فرمایا ہے۔ یہ نہیں کہ روزہ بغیر وطن کے جائز نہیں۔ وہاں بھی رکھ سکتا ہے۔

تشریح از شیخ زکریا | جو کچھ شیخ نے فرمایا۔ یہ اخاف کے مسلک کے مطابق ہے۔

اور امام شافعی کا مشہور قول بھی یہی ہے۔ البتہ امام مالک رجوع الی وطن کی شرط لگاتے ہیں۔

تشریح از قاسمی | عشیۃ الردیہ سے آٹھویں ذی الحجہ کی ظہر کے بعد کا وقت مراد ہے۔

فرغنا من المناسک۔ ای وقوف بجر فہ حبیبہ اور رمی جمار اور حلق۔

فصیام ثلثۃ ایام فی الحج فی الاشتغال بہ بعد الاحرام وقبل التحلل
ولا یجوز تقدیمہا علی الاحرام بالحج کیونکہ یہ روزہ عبادت بدینہ ہے۔ اس کو
وقت سے مقدم نہ کیا جائے۔ اور مستحب ہے۔ کہ یوم عرفہ سے قبل رکھے جائیں کیونکہ حاجی
کے لئے یوم عرفہ میں افطار مستحب ہے۔ ولایجوز یوم النحر وایام التشریق عند الاکثر
البتہ امام مالکؒ ایام تشریق میں صوم کی اجازت دیتے ہیں۔

رجعتہ سے امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک فراغ من الافعال مراد ہے۔ اور دیگر ائمہ رجوع
الی اہلہ مراد لیتے ہیں۔ ذلک کا اشارہ عند الائمہ وجوب الہدی الصیام حاضری المسجد الحرام
سے اہل حرم مراد ہیں۔ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک ذلک کا اشارہ تمتع کی طرف ہے۔ جو اہل مکہ
کے لئے عند الاحناف مکروہ ہے۔ ائمہ ثلاثہ کے نزدیک مکروہ نہیں ہے۔ امام صاحبؒ فرماتے
ہیں کہ تمتع اور قرآن پڑھ کر دم جبر ہے۔ اور وہ دونوں آفاقی کے حق میں مستحب ہے۔ اس لئے اسے
دم شکر ادا کرنا لازم ہوگا۔

بَابُ الْإِغْتِسَالِ عِنْدَ خَوْلٍ مَكَّةَ

ترجمہ:۔ بگہ مغلہ میں داخل ہوتے وقت غسل کرنا مستحب ہے۔

حدیث نمبر ۱۳۷۷ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اِبْرَاهِيمَ عَنْ نَافِعٍ قَالَ كَانَ
ابْنُ عُمَرَ إِذَا دَخَلَ فِي الْحَرَمِ أَمْسَكَ عَنِ الثَّلْبِيَةِ ثُمَّ يَبِيتُ بِذِي طَوًى
ثُمَّ يُصَلِّي بِهٖ الصُّبْحَ وَيُغْتَسِلُ وَيُحَدِّثُ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ كَانَ يَفْعَلُ ذَلِكَ ۔

ترجمہ:۔ حضرت نافع نے فرمایا کہ ابن عمرؓ جب حرم کے قریب پہنچتے تو تبلیہ کہنے سے
رک جاتے۔ پھر ذی طوی میں رات گزارتے۔ وہیں صبح کی نماز پڑھتے اور غسل کرتے اور
حدیث بیان کرتے۔ کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہی کرتے تھے۔

تشریح از قاسمی | یہی ابن عمرؓ کا مذہب تھا۔ امام مالکؒ فرماتے ہیں جب عرفات
کی طرف متوجہ ہو تو تبلیہ ترک کر دے۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ، امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کے

نزدیک رمی جمرہ عقبہ کے وقت تلبیہ ترک کرے۔ ان کی دلیل حضرت ابن عباسؓ کی روایت ہے۔
جو ص ۲۰۹ پر گزر چکی ہے۔

بَابُ دُخُولِ مَكَّةَ نَهَارًا وَ لَيْلًا

ترجمہ۔ مکہ معظمہ میں دن اور رات کے وقت داخل ہونا۔

حدیث نمبر ۱۳۷۸ حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ بْنُ عُمَرَ قَالَ بَاتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذِي طُوًى حَتَّى أَصْبَحَ ثُمَّ دَخَلَ مَكَّةَ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَفْعَلُهُ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ذی طویٰ میں رات بسر کی۔ یہاں تک کہ صبح کر دی۔ پھر مکہ میں داخل ہوئے اور ابن عمرؓ بھی یہی کرتے تھے۔
تشریح از قاسمی [دخول مکہ نہاراً] تو ظاہر ہے۔ علامہ کرمانیؒ فرماتے ہیں کہ شتم دخول مکہ میں شتم تراخی کے لئے جو نہار اور لیل دونوں کو شامل ہے۔ یا دخول لیل عمرہ جعرانہ سے ثابت ہے۔ جس کو ترجمہ میں ذکر کر دیا۔ دخول نہار کی حدیث ان کی شرط کے مطابق تھی اور دخول لیل کی شرط کے مطابق نہیں تھی۔ اس لئے اس نے سکوت کیا۔ ترجمہ میں ذکر کر دیا۔

بَابُ مِنْ أَيْنَ يَدْخُلُ مَكَّةَ

ترجمہ۔ مکہ معظمہ میں کس مقام سے داخل ہوئے۔

حدیث نمبر ۱۳۷۹ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُ مَكَّةَ مِنَ الثَّنِيَةِ الْعُلْيَا وَيَخْرُجُ مِنَ الثَّنِيَةِ السُّفْلَى۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ میں اوپر والی گھاٹی جو بطحار کے اندر ہے۔ وہاں سے داخل ہوتے تھے اور نیچلی گھاٹی جو مکہ کے اسفل میں باب شبیکہ کے پاس ہے۔ وہاں سے خارج ہوتے۔ ثنیہ علیا کو کد آبا لفتح بھی کہتے ہیں۔ اور

ثنیہ سفلی کو کدّی بھی کہا جاتا ہے۔

بَابُ مَنْ آتَى يَخْرُجُ مِنْ مَكَّةَ

ترجمہ۔ مکہ معظمہ کے کس مقام سے باہر تشریف لاتے تھے۔

حدیث نمبر ۱۳۸۰ **أَخَذَ ثَنَا مُسَدَّدٌ الْإِمَامُ ابْنُ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ مَكَّةَ مِنْ كَدَّاءٍ مِنَ الثَّنِيَةِ الْعُلْيَا الَّتِي بِالْبُطْحَاءِ وَخَرَجَ مِنَ الثَّنِيَةِ السُّفْلَى**۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ میں کدار کے مقام جو اوپر والی گھاٹی میں جو بطحار کے اندر ہے داخل ہوتے اور سچلی گھاٹی سے باہر آتے۔

حدیث نمبر ۱۳۸۱ **أَخَذَ ثَنَا الْحَمِيدِيُّ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا جَاءَ إِلَى مَكَّةَ دَخَلَهَا مِنْ أَعْلَاهَا وَخَرَجَ مِنْ أَسْفَلِهَا**۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ تشریف لائے تو اس کے اوپر والے حصّے سے داخل ہوئے اور سچلے سے باہر تشریف لائے۔

حدیث نمبر ۱۳۸۲ **أَخَذَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَامَ الْفَتْحِ مِنْ كَدَّاءٍ وَخَرَجَ مِنْ كُدَيْ مِنْ أَعْلَى مَكَّةَ**۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے سال کدار سے داخل ہوئے اور کدّی سے نکلے اور کدار اعلیٰ مکہ میں ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ | **مِنْ أَعْلَى مَكَّةَ** یہ بدل یا تفسیر کدار بالمد سے ہے۔

کدّی بالقصر نہیں ہے۔ زیادہ سے زیادہ مفسر اور مفسرین فصل بلا جہنی لازم آئے گا۔ اس میں کوئی نقصان نہیں ہے۔ ایسا ہوا کرتا ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ | **أَعْلَى مَكَّةَ** حضرت ابواسامہ راوی کے وہم پر محمول کرتے

ہیں۔ لیکن شیخ گنگوہیؒ نے راوی کو وہم سے بچانے کے لئے یہ تاویل فرمائی۔ ورنہ کرمائی اور قطلانی نے احادیث سابقہ کی بنا پر اسے وہم راوی قرار دیا۔ اور میرے نزدیک یہ ہے کہ دخول اور

خروج عام الفتح میں دونوں کد اعلیٰ مکہ سے ہوئے۔ لیکن حج میں خروج اسفلھا سے ہوا۔ یہ توجیہ اس وقت ہے۔ جبکہ اسے کد ابا الفتح پڑھا جائے۔ اول اور ثانی دونوں جگہ اگر ثانی بالضم ہو۔ تو پھر من اعلیٰ مکہ دخل کے متعلق ہوگا۔ اور خروج من کدی حال مقدر ہوگا۔ تو اس وقت تخصیص بغیر عام الفتح کی ضرورت نہیں ہوگی۔ اسی ثانی توجیہ کو قطب گنگوہی نے اختیار فرمایا ہے۔

حدیث نمبر ۱۳۸۲ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَامَ الْفَتْحِ مِنْ كَدَّاءٍ مِنْ أَعْلَى مَكَّةَ قَالَ هِشَامٌ وَكَانَ عُرْوَةُ يَدُ خُلُوعٍ عَلَى كَتِفَيْهِمَا مِنْ كَدَّاءٍ وَكَدَّى وَكَعْدٌ مَا يَدُ خُلُوعٍ مِنْ كَدَّى وَكَانَتْ أَقْرَبَهُمَا إِلَى مَنْزِلِهِ۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے موقع پر کد آ سے داخل ہوئے۔ جو مکہ کا اعلیٰ حصہ ہے۔ ہشام فرماتے ہیں۔ کہ حضرت عروہؓ دونوں کد آ اور کد ی سے داخل ہوتے تھے۔ اور اکثر ان کا داخلہ کد ی سے ہوتا تھا۔ کیونکہ وہ ان کے گھر کے قریب ہوتا تھا۔

تشریح از قاسمی | کانت اقربہما الى مَنْزِلِهِ مفہولہ یہ حضرت عروہؓ کی طرف سے معذرت ہے۔ کہ حدیث تو من کد آ ابا الفتح والی روایت کی اور عمل اس کے خلاف کیا۔ مقصد یہ ہے کہ داخلہ من اعلیٰ مکہ حتمی اور لازمی نہیں ہے۔ آسانی کے لئے کبھی کد آ سے اور کبھی کد ی سے داخل ہوتے۔

حدیث نمبر ۱۳۸۳ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ عَنْ عُرْوَةَ قَالَ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ مِنْ كَدَّاءٍ مِنْ أَعْلَى مَكَّةَ وَكَانَ عُرْوَةُ أَكْثَرُ مَا يَدُ خُلُوعٍ مِنْ كَدَّى وَكَانَ أَقْرَبَهُمَا إِلَى مَنْزِلِهِ۔

ترجمہ۔ حضرت عروہؓ نے فرمایا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ والے سال کد آ اعلیٰ مکہ سے داخل ہوئے۔ اور حضرت عروہ بن الزبیرؓ اکثر کد ی سے داخل ہوتے تھے۔ کیونکہ یہ ان کے گھر کے قریب پڑتا تھا۔

حدیث نمبر ۱۳۸۵ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ دَخَلَ

الْبَيْتِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ مِنْ كَدَّاءٍ وَكَانَ عُرْوَةً يَدْخُلُ مِنْ كُدِّي أَقْرَبُ إِلَى مَنْزِلِهِ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ كَدَّاءُ وَكُدِّي مَوْضِعَانِ -

ترجمہ - حضرت ہشام اپنے باپ عروہ ابن الزبیر سے روایت کرتے ہیں - فرمایا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے سال کدار سے داخل ہوئے اور حضرت عروہؓ دونوں سے داخل ہوتے تھے - اکثر ان کا داخلہ کدی سے ہوتا - جو ان کے گھر کے قریب تھا - امام بخاری فرماتے ہیں - کہ کدار اور کدی دونوں جگہ کے نام ہیں -

بَابُ فَضْلِ مَكَّةَ وَبُنْيَانِهَا

وَقَوْلِهِ تَعَالَى وَإِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَأَمْنًا وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى وَعَهِدْنَا إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ أَنَّ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْقَائِمِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ هَذَا بَلَدًا آمِنًا وَارْزُقْ أَهْلَهُ مِنَ الثَّمَرَاتِ مَتَّ آمِنٌ مِنْهُم بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ قَالَ وَمَنْ كَفَرَ فَأُمَتِّعُهُ قَلِيلًا ثُمَّ أَضْطَرُّهُ إِلَىٰ عَذَابِ النَّارِ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرَاهِيمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَإِسْمَاعِيلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ وَأَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ -

ترجمہ - مکہ اور اس کی بنا کی فضیلت - اور اللہ تعالیٰ کا قول ہے - اور جب کہ ہم نے بیت اللہ کو لوگوں کے لوٹنے بار بار آنے کی جگہ اور امن بنایا - اے لوگو! مقام ابراہیم کو جلتے نماز بناؤ - اور ہم نے ابراہیم اور اسمعیلؑ سے وعدہ لیا کہ وہ دونوں میرے گھر کو پاک رکھیں - طواف کرنے والوں اعتکاف بیٹھنے والوں اور رکوع و سجدہ کرنے والوں کے لئے - اور یاد کرو - جب کہ ابراہیمؑ نے دعا مانگی اے میرے رب! اس جگہ کو امن والا شہر بنا - اور یہاں کہ ان باشندوں کو پھلوں کا رزق دے - جو ان میں سے اللہ تعالیٰ پر اور آخری دن پر ایمان لے آئیں - فرمایا جو کفر کرے گا اس

کو بھی تھوڑے عرصہ کے لئے نفع اٹھانے دوں گا۔ پھر اسے جہنم کے عذاب کی طرف مجبور کر دوں گا۔ اور وہ بہت بُری لوٹنے پھرنے کی جگہ ہے۔ اور یاد کرو! جب کہ ابراہیمؑ اور اسمعیلؑ علیہما السلام بیت اللہ کی بنیادوں کو اٹھا کر دعا کر رہے تھے۔ اے ہمارے رب اس ہماری خدمت کو قبول فرما۔ اس لئے کہ آپ ہی خوب سننے والے جاننے والے ہیں اور ہمارے رب! ہم دونوں کو اپنا فرمانبردار بنا اور ہماری اولاد میں سے بھی ایک جماعت اپنی فرمانبردار بنا اور ہمیں اپنے حج کے احکام بتلا۔ ہماری طرف توجہ فرما۔ بے شک آپ ہی توبہ قبول کرنے والے اور نہایت مہربان ہیں۔ چونکہ بنائے کعبہ بنائے مکہ کا سبب بنا اس لئے ان چار آیات کریمہ میں بنا رکعبہ کا ذکر ہے۔ جس سے مکہ اور کعبہ دونوں کی فضیلت واضح ہو گئی۔ اور کعبہ امن ہے قتل و غارت سے اور امن ہے جذام برص اور جنون سے اور بعض نے کہا۔ کہ امن ہے جبارہ کی چیرہ دستیوں سے۔ جیسے اصحاب فیل سے محفوظ رکھا گیا۔

مقام ابراہیم سے جمیع حرم یا مکہ یا بیت اللہ مراد ہے۔ لیکن اصح یہ ہے کہ وہ پتھر مراد ہے۔ جس میں ابراہیمؑ کے قدموں کے نشانات ہیں۔ جہاں پر طواف کے بعد دو رکعت پڑھی جاتی ہیں۔
حدیث نمبر ۱۳۸۶ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ السَّعْدِيُّ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ لَمَّا بُنِيَتِ الْكَعْبَةُ ذَهَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَيَّاشُ بْنُ قُلَابَةَ الْحِجَارَةُ فَقَالَ الْعَبَّاسُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْعَلْ إِذَا رَأَى عَلَى رَقَبَتِكَ فَخْرًا إِلَى الْأَرْضِ فَطَمَحَتْ عَيْنَاهُ إِلَى السَّمَاءِ فَقَالَ أَرِنِي إِذَا رَأَى فَشَدَّهُ عَلَيْهِ۔

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبد اللہؓ نے فرمایا کہ جب خانہ کعبہ کی بنابعدت سے پانچ سال پہلے شروع ہوئی تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عباسؓ پتھر اٹھا رہے تھے۔ تو حضرت عباسؓ نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ اپنی چادر گردن پر ڈال لو تاکہ پتھر اٹھانے میں تقویت ہو۔ چنانچہ جب آپؐ نے ایسا کیا تو زمین پر بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ جس سے آپؐ کی دونوں آنکھیں آسمان کی طرف اٹھ گئیں۔ تو آپؐ نے فرمایا۔ میری چادر مجھے دکھاؤ۔ پس آپؐ نے اس کو اپنے اوپر باندھ لیا۔

حدیث نمبر ۱۳۸۷ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهَا أَلَمْ تَرِي أَنَّ قَوْمَكَ حِينَ بَنُوا الْكَعْبَةَ اقْتَصَرُوا عَنْ قَوَاعِدِ إِبْرَاهِيمَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلَا تَرُدُّهَا عَلَى قَوَاعِدِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ لَوْلَا جِدُّ ثَانُ قَوْمِكَ بِالْكَفْرِ لَفَعَلْتُ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ لَيْتَ كَانَتْ عَائِشَةُ سَمِعَتْ هَذَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَرَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرَكَ اسْتِئْذَانَ الرُّكَّتَيْنِ الَّذِينَ يَلِيَانِ الْحِجْرَ إِلَّا أَنَّ الْبَيْتَ لَمْ يَتِمَّ عَلَى قَوَاعِدِ إِبْرَاهِيمَ -

ترجمہ۔ حضرت عائشہ زوجہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے۔ کہ بے شک جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ کیا تو نہیں جانتی کہ تیری قوم قریش نے جب کعبہ کو بنانا شروع کیا۔ تو انہوں نے ابراہیمؑ کی بنیادوں سے کمی کر دی۔ تو میں نے کہا۔ یا رسول اللہ! کیا آپ اس کو ابراہیمی بنیادوں پر واپس نہیں لوٹاتے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ اگر تیری قوم کا زمانہ کفر کے قریب نہ ہوتا تو میں ایسا ضرور کرتا۔ اور حضرت عبد اللہ اسی اسناد سے فرماتے ہیں۔ کہ حضرت عائشہؓ نے اس کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ میں نہیں سمجھتی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں رکن جو حطیم کے ساتھ متصل ہیں۔ ان کے ساتھ لگانے کو چھوڑا ہو۔ مگر یہ کہ بیت اللہ ابراہیمی بنیادوں پر مکمل نہیں ہوا۔ اس حدیث میں دلیل ہے کہ آپ نے ایسر الفزیرین کو اختیار فرمایا۔

تشریح از شیخ گنگوہی ذہب النبی ﷺ اللہ علیہ وسلم العباس ممکن ہے اس سے مکہ کی فضیلت بھی نکلتی ہو۔ کیوں کہ آپ نے اس کے پتھر اپنے کندھوں پر اٹھائے۔

تشریح از شیخ زکریا | اور جز میں تفصیل کے ساتھ فائدہ کعبہ دس مرتبہ تعمیر کو ذکر کیا گیا ہے۔ جو اس شعر میں منظوم ہے۔

ہ بنی بیت رب العرش عشر فخذہم ملائکۃ اللہ الکرام و آدم فشیث فابنہم ثم عمالق
قمی قریش قبلہذین جرہم وعبد الالہ بن الزبیر بنی کذا بناہ حجاج و هذا تمم

اور حدیث باب میں جس بنا کا ذکر ہے وہ آٹھویں بنا ہے۔ جس کو قریش نے بنایا۔ اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک پینتیس سال تھی۔

حدیث نمبر ۱۳۸۸ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْجِدَارِ مِنَ الْبَيْتِ هُوَ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ فَمَا لَهُمْ لَمْ يَذْخُلُوهُ فِي الْبَيْتِ قَالَ إِنَّ قَوْمَكَ قَصَرَتْ بِهِمُ التَّفَقُّةُ قُلْتُ فَمَا شَأْنُ بَابِهِمْ مَرْتَفَعًا قَالَ فَعَلَ ذَلِكَ قَوْمُكَ لِيَذْخُلُوا مِنْ شَاءُوا وَيَمْنَعُوا مَنْ شَاءُوا وَلَوْلَا أَن قَوْمَكَ حَدِيثٌ عَنْهُمْ بِالْجَاهِلِيَّةِ فَأَخَافُ أَنْ تُنْكَرَ قُلُوبُهُمْ أَنَّ أَدْخَلَ الْجِدَارَ فِي الْبَيْتِ وَأَنَّ الصُّقَّ بَابُهُ بِالْأَرْضِ۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا حطیم کی دیوار بیت اللہ میں سے ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ ہاں۔ میں نے عرض کی کہ انہوں نے اس کو بیت اللہ میں کیوں شامل نہ کیا۔ فرمایا کہ تیری قوم کا خرچہ کم ہو گیا۔ پھر میں نے پوچھا کہ بیت اللہ کا دروازہ کیوں اونچا رکھا گیا۔ فرمایا۔ تیری قوم نے اس لئے کیا۔ تاکہ جس کو وہ چاہیں داخل ہونے دیں اور جس کو چاہیں مدوک دیں۔ اگر تیری قوم کفر سے قریب زمانے والی نہ ہوتی۔ کیونکہ مجھے خطرہ ہے کہ ان کے دل انکار کریں گے تو میں حطیم کی دیوار کو بیت اللہ میں شامل کر لیتا اور اس کے دروازے کو زمین کے ساتھ ملا دیتا۔

حدیث نمبر ۱۳۸۹ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَا حَدَاثَةٌ قَوْمِكَ بِالْكَفْرِ لَنَقَضْتُ الْبَيْتَ ثُمَّ لَبْنَيْتُهُ عَلَى آسَاسِ إِبْرَاهِيمَ فَإِنَّ قُرَيْشًا اسْتَقْصَمَتْ بِنَاءَهُ وَجَعَلَتْ لَهُ خَلْفًا وَقَالَ أَبُو مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ خَلْفًا يَعْنِي بَابًا۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سے فرمایا کہ اگر تیری قوم کفر کے قریب نہ ہوتی۔ تو بیت اللہ کو توڑ دیتا اور اسے ابراہیمی بنیاد پر تعمیر کرتا۔ کیونکہ قریش نے اس کی عمارت کو چھوٹا کر دیا۔ اور میں اس کے لئے خلف بناتا۔

ہشام فرماتے ہیں کہ خلف کے معنی دروازے کے ہیں ۔

حدیث نمبر ۱۳۹۰ حَدَّثَنَا بَيَانُ بْنُ عُمَرَ وَآلُ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهَا يَا عَائِشَةُ لَوْلَا أَنَّ قَوْمَكَ حَدِيثُ عَهْدٍ بِجَاهِلِيَّةٍ لَأَمَرْتُ بِالْبَيْتِ فَهَدَمْتُمْ فَأَدْخَلْتُ فِيهِ مَا أَخْرَجَ مِنْهُ وَالزَّقْتُهُ بِالْأَرْضِ وَجَعَلْتُ لَهُ يَا بَيْنَ يَابَا شَرْقِيًّا وَيَا بَا غَرْبِيًّا فَبَلَّغْتُ بِهِ آسَاسَ إِبْرَاهِيمَ فَذَلِكَ الَّذِي حَمَلَ ابْنُ التَّبَّيْرِ عَلَى هَذَا قَالَ يَزِيدُ وَشَهِدْتُ ابْنُ التَّبَّيْرِ حِينَ هَدَمَهُ وَبَنَاهُ وَأَدْخَلَ فِيهِ مِنَ الْحِجَرِ وَقَدْ رَأَيْتُ آسَاسَ إِبْرَاهِيمَ حِجَارَةً كَأَسْنَةِ الْإِبِلِ قَالَ جَرِيدٌ فَقُلْتُ لَهُ أَيْنَ مَوْضِعُهُ قَالَ أُرِيكَهُ الْآنَ فَدَخَلْتُ مَعَهُ الْحِجَرُ فَأَشَارَ إِلَى مَكَانٍ فَقَالَ هَهُنَا قَالَ جَرِيدٌ فَحَزَرْتُ مِنْ الْحِجَرِ سِتَّةَ أَذْرُعٍ أَوْ نَحْوَهَا۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا۔ اے عائشہؓ! اگر تیری قوم جاہلیتہ یعنی کفر کے زمانہ کے قریب نہ ہوتی۔ تو میں بیت اللہ کے گرانے کا حکم دیتا اور جو حصہ اس کا نکال دیا گیا ہے۔ اسے اس میں پھر شامل کرتا۔ اور اس کو زمین کے ساتھ ملا دیتا اور اس کے دو دروازے بنالیتا ایک دروازہ شمرقی دوسرا غربی۔ پھر اس سے میں ابراہیمی بنیاد تک پہنچ جاتا۔ پس اسی حدیث نے ابن الزبیرؓ کو بیت اللہ کو گرانے پر آمادہ کیا۔ یزید فرماتے ہیں کہ میں ابن الزبیرؓ کے بیت اللہ کے گرانے اور اس کے تعمیر کرنے کے وقت حاضر تھا۔ جب کہ حطیم کو انہوں نے بیت اللہ میں شامل کر لیا۔ اور میں نے ابراہیمی بنیاد کے پتھروں کو دیکھا جو اونٹوں کی کوبان کی طرح تھے۔ جویر نے کہا۔ کہ میں نے کہا کہ وہ جگہ کہاں ہے۔ تو انہوں نے کہا کہ وہ جگہ میں تمہیں ابھی دکھاتا ہوں۔ تو میں ان کے ساتھ حطیم میں داخل ہوا۔ تو انہوں نے اس مکان کی طرف اشارہ کیا۔ اور کہا وہ یہاں ہے۔ جویر فرماتے ہیں کہ میں نے حطیم کا چھ گز یا اس کے برابر کا تخمینہ لگایا۔

بَابُ فَضْلِ الْحَرَمِ

وَقَوْلِهِ إِنَّمَا أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ رَبَّ هَذِهِ الْبَلَدَةِ الَّتِي حَرَّمَهَا وَ
لَهُ كُلُّ شَيْءٍ قَدْ أُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَقَوْلِهِ آوَلَمْ
يُمْكِنْ لَهُمْ حَرَمًا مِمَّا إِنَّمَا يُجِبِي إِلَيْهِ ثَمَرَاتُ كُلِّ شَيْءٍ رِزْقًا مِمَّنْ
لَدُنَّا وَلَكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ

ترجمہ۔ حرم پاک کی فضیلت۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مجھے تو حکم ہوا ہے کہ میں اس شہر کے رب کی عبادت کروں۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے محترم و معظم بنایا ہے۔ اور اللہ ہی کے لئے ہر چیز ہے۔ اور مجھے اس کا بھی حکم ہوا ہے۔ کہ میں فرمانبرداروں میں سے ہو جاؤں۔ اور اللہ تعالیٰ کا یہ قول کہ کیا ہم نے ان کو حرم امن والے میں اقتدار نہیں دیا۔ جس کی طرف ہر قسم کے پھل کچھ چلے آتے ہیں۔ یہ ہماری طرف سے رزق ہے۔ لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔
تشریح از قاسمی حرم مکی جس نے چاروں جانب سے مکہ کا احاطہ کر رکھا ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے اس کی شرافت اور کرامت کے لئے حرم بنایا ہے۔ اس میں بہت سی وہ چیزیں حرام ہیں جو دوسری جگہ نہیں ہیں۔ مدینہ کے راستے سے تین میل عراق کے راستے سے سات میل اور جمرانہ سے نو میل اور جدہ سے دس میل کے فاصلہ تک اس کی حدود ہیں جنہیں مواقیت کہا جاتا ہے۔ اور یہ تحدید اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کے ذریعہ سے کرائی۔

حدیث نمبر ۱۳۹۱ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ إِنَّ هَذَا الْبَلَدَ حَرَّمَهُ اللَّهُ لَا يُعْصَدُ شَوْكُهُ وَلَا يُنْقَرُ صَيْدُهُ وَلَا يُلْتَقِطُ لُقْطَتُهُ إِلَّا مَنْ عَرَفَهَا

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن ارشاد فرمایا کہ اس شہر مکہ کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے۔ پس اس کا کاٹنا تک نہ کاٹا جائے۔ درخت تو بطریق اولیٰ نہ کاٹے جائیں اور اس کے خشکار کو نہ بھگایا جائے۔ اور نہ ہی اس میں گری پٹی چیز کو اٹھایا جائے۔ ہاں وہ شخص اٹھائے جو اس کی تعریف کرے۔

تشریح از قاسمی | احناف اور مالکیہ کے نزدیک لفظ حرم اور غیر حرم میں کوئی فرق نہیں ہے۔ ہر ایک کی تعریف کی جاتے۔ بعض فرماتے ہیں کہ تعریف سے مراد دوام ہے۔ نہ اسے اٹھایا جائے اور نہ صدقہ کیا جائے۔ بخلاف سائر المقام قالہ الشافعی۔

بَابُ تَوْرِِيثِ دُورِمَكَّةَ وَبَيْعِهَا وَشَرَائِهَا

وَأَنَّ النَّاسَ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ سَوَاءٌ خَاصَّةً لِقَوْلِهِ تَعَالَى
إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا أَوْ يَصْذُقُونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ
الَّذِي جَعَلْنَاهُ لِلنَّاسِ سَوَاءٍ الْعَاكِفُ فِيهِ وَالْبَادِ وَمَنْ يُرِدْ فِيهِ
بِالْحَادِ بِظُلْمٍ نَذِقْهُ مِنْ عَذَابِ أَلِيمٍ. قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْبَادِي
الظَّارِئُ مَعْكُوفًا مَحْبُوسًا.

ترجمہ مکہ معظمہ کے مکانات کی وراثت ان کا بیچنا اور خرید کرنا اور یہ کہ خاص کرمسجد حرام میں سب لوگ برابر ہیں۔ بوجہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے۔ کہ بے شک جن لوگوں نے کفر کیا اور اللہ کے راستے سے اور اس مسجد حرام سے روکتے ہیں۔ جس کو ہم نے سب لوگوں کے لئے برابر بنایا ہے۔ خواہ اس میں قیام کرنے والے ہوں یا باہر سے آنے والے مسافر۔ اور جو شخص اس میں ظلم کے ساتھ کچی کا ارادہ کرے گا۔ ہم اسے دردناک عذاب چکھائیں گے۔ امام بخاری فرماتے ہیں کہ البادی باہر سے آنے والا مسافر اور معکوف کے معنی بند ہونے والے کے ہیں۔ الہدی معکوف کے اندر معکوف کو عاکف کی مناسبت سے ذکر فرما دیا۔

حدیث نمبر ۱۳۹۲ حَدَّثَنَا أَصْبَغُ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ أَنَّهُ قَالَ
يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيْنَ تَنْزِلُ فِي دَارِكَ بِمَكَّةَ فَقَالَ وَهَلْ تَرَكَ عَقِيلٌ مَيْتَ
رَبَاعٍ أَوْ دُورٍ وَكَانَ عَقِيلٌ قَرِيبَ أَبَا طَالِبٍ هُوَ وَطَالِبٌ وَلَمْ يَرِثْهُ
جَعْفَرٌ وَلَا عَلِيٌّ شَيْئًا لِأَنَّهُمَا كَانَا مُسْلِمَيْنِ وَكَانَ عَقِيلٌ وَطَالِبٌ كَافِرَيْنِ
فَكَانَ عَمْرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَقُولُ لَا يَرِثُ الْمُؤْمِنُ الْكَافِرَ فَقَالَ ابْنُ شِهَابٍ
وَكَانُوا آيَاتًا وَلَوْ قَوْلُ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَ

جَاهِدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ أَوْوُوا وَتَصَرُّوا أُولَٰئِكَ
بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ۚ أَلَا تَعْلَمُونَ

ترجمہ۔ حضرت اسامہ بن زیدؓ نے فرمایا۔ یا رسول اللہ! آپ مکہ معظمہ میں اپنی کون سی حویلی میں اتریں گے۔ فرمایا کہ کیا عقیل نے کوئی محلہ یا حویلی چھوڑی ہے۔ عقیل ابو طالب کے وارث ہوتے تھے۔ وہ بھی اور طالب بھی۔ لیکن حضرت جعفرؓ اور علیؓ اس کی کسی چیز کے وارث نہ ہوئے۔ کیونکہ یہ دونوں مسلمان تھے۔ اور عقیل اور طالب دونوں کافر تھے۔ اور حضرت عمرؓ بن الخطابؓ فرمایا کرتے تھے کہ مومن کا فرکا وارث نہیں ہو سکتا۔ ابن شہاب فرماتے ہیں کہ یہ حضرات اللہ تعالیٰ کے اس قول سے دلیل پکڑتے تھے۔ کہ بیشک جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی۔ اور اپنے مالوں اور جانوں سے اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جہاد کیا۔ اور جن لوگوں نے ٹھکانا دیا اور ان کی مدد کی۔ یہی لوگ ایک دوسرے کے وارث ہیں۔

تشریح از قاسمی | خاصۃً یعنی یہ مساوات صرف مسجد حرام میں ہے۔ حرم کے دیگر مقامات میں نہیں۔
تشریح از شیخ گنگوہی | مکہ کے مکانات کی وراثت میں علماء کا اختلاف ہے۔ امام ابو حنیفہؒ

کا مسلک یہ ہے کہ مکہ کے مکانات میں اور ان کی حویلیوں میں کوئی وراثت نہیں اور نہ ہی ان کا کوئی مالک بن سکتا ہے۔ البتہ بناؤ تعمیر کے اعتبار سے نسبت کی جاسکتی ہے۔ امام بخاریؒ کا مقصد تملیک اور تمملک کو ثابت کرنا ہے۔ بظاہر ان کا استدلال اس آیت کریمہ سے ہے کہ مساوات کی صورت صرف مسجد حرام میں ہے اور کسی مکان میں نہیں ہے۔ تو مکہ کی اراضی میں سے مسجد حرام کے علاوہ باقی سب میں ملک اور تصرف جائز ہے۔ ایک تو ملک کی وجہ سے دوسرے روایت بھی اس پر دلالت کرتی ہے۔ کیونکہ دارک میں اضافہ ملک کی دلیل ہے۔ اور اس طرح راوی کا یہ کہنا وارث اباطالب یہ بھی دلالت کرتا ہے۔ کہ ان میں وراثت چالو ہوگی۔ جواب یہ ہے کہ مسجد حرام کے حقوق میں مساوات سے غیر مسجد حرام کے حقوق میں مساوات کی نفی نہیں ہوتی۔ بایں ہمہ حکم کی علت مشترک ہے۔ وہ یہ کہ حجاج پر تنگی نہ ہو۔ رہا وارث کا لفظ روایت میں دارک کی اضافہ بناؤ تعمیر کے اعتبار سے ہے۔ یا سبقت قبضہ کی وجہ سے۔ جیسے کوئی شخص مسجد میں اپنی جگہ پر کھڑا رکھ جائے یا وادی منیٰ میں خیمہ گاڑے تو وہ دوسروں سے زیادہ حقدار ہے۔ کیونکہ اس کا قبضہ پہلے ہو چکا ہے۔ یہ نہیں کہ وہ اس جگہ کا مالک بن گیا۔

تشریح از شیخ زکریا | امام محمدؒ نے مجاہد سے نقل کیا ہے کہ مکہ مباح لایکل بیع رباعیا

ولا اجارة بیوتہا۔ ابن عمرؓ بھی فرماتے ہیں۔ لا یحکم ببع بیوت مکة ولا اجارة ہا۔ ترجمہ۔ مکہ معظمہ کی مکانات کا بیچنا اور ان کو کرایہ پر دینا حلال نہیں ہے۔ حضرت عمرؓ فرماتے تھے کہ کوئی شخص مکہ کی حویلیوں کو دروازے نہ لگائے۔ کیونکہ ان کے میدانوں میں حجاج کرام قیام کریں گے۔ یہ مسک سفیان ثوریؒ اور امام ابو حنیفہؒ کہتے ہیں۔ جہور ائمہ جواز کا فتویٰ دیتے ہیں۔ علامہ جصاصؒ نے فرمایا کہ مسجد حرام سے کل حرام مراد ہے۔ جیسا کہ قرآنی آیات اور احادیث اس پر دلالت کرتی ہیں۔

سواءن العاکف فیہ والبیاد میں سکونت اور قیام میں مساوات مراد ہے۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ ابرق الارض کو تو ناجائز قرار دیتے ہیں۔ البتہ اگر کوئی شخص عمارت تعمیر کرے تو وہ اس کا کرایہ لے سکتا ہے۔ اس لئے ورث اور اضافہ اسی بنا کے اعتبار سے ہے۔ اور اضافہ ادنی ملاستہ کی وجہ سے ہوتی ہے۔ جس کی کئی مثالیں ہیں۔ جیسے بیت النکبوت یا ایھا النخل ادخلوا مساکنکمؑ اور حضرت اسامہ بن زیدؓ کی روایت سے بھی استدلال صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ کفار مکہ اموال مسلمین پر غلبہ حاصل کر چکے تھے۔ اور جہور کا یہی قول ہے کہ کفار استیلا کی وجہ سے مالک بن جلتے ہیں۔

لسبق یدہ پر ابن قیمؒ نے فرمایا کہ یہ ایسے منافع میں سے ہے جو پہلے قبضہ کر لے یا چھ کو حاجۃ ہو۔ وہ مختص کر سکتا ہے۔ لیکن جب وہ بے نیاز ہو جائے۔ تو اس کا معاوضہ نہیں لے سکتا۔ جیسے چوپایوں اور وسیع راستوں پر بیٹھنے پر کوئی معاوضہ نہیں لیا جاتا۔ جس کی نظیر خراجی زمین کی بیع کا جواز ہے۔ کہ وہ خراجی ہی مشتری کی طرف منتقل ہوتی ہے۔

بَابُ نَزُولِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ نُسِبَتِ الدُّوْرُ إِلَى عَقِيلٍ وَتَوَرَّثَ الدُّوْرُ وَتَبَاعُ وَتَشْتَرَى

ترجمہ۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مکہ معظمہ میں اترنا۔ امام بخاریؒ نے فرمایا۔ حویلیوں کی نسبت عقیل کی طرف کی گئی اور ان مکانات کی وراثت بھی جاری ہوتی ہے۔ ان کو بیچا اور خریدا جاسکتا ہے۔

حدیث نمبر ۱۳۹۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَنَّهُ أَبَاهُ رِيَّةٌ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ أَرَادَ قُدُومَ مَكَّةَ مَنَزِلُنَا غَدَا إِنْ شَاءَ اللَّهُ بِخَوْفِ بَنِي كِنَانَةَ حَيْثُ تَقَامُ عَلَى الْكُفْرِ۔

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: فرمایا۔ جب کہ آپؐ نے مکہ معظمہ میں تشریف لانے کا ارادہ فرمایا۔ کہ کل انصار اللہ ہماری منزل خیف بنی کنانہ میں ہوگی۔ جہاں مشرکین مکہ نے کفر پر قسمیں کھائی تھیں۔

حدیث نمبر ۳۹۴۲ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ الثَّعْلَبِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْغَدِ يَوْمَ التَّحْرِ وَهُوَ بَنِي تَحْنُ نَازِلُونَ غَدًا بِخَيْفِ بَنِي كِنَانَةَ حَيْثُ تَقَاسَمُوا عَلَى الْكُفْرِ لَيُنِي بِذَلِكَ الْمُحْصَبُ وَذَلِكَ أَنَّ قُرَيْشًا وَكِنَانَةَ تَحَالَفَتَا عَلَى بَنِي هَاشِمٍ وَبَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَوْ بَنِي الْمُطَّلِبِ أَنْ لَا يَتَاكَحُّوهُمْ وَلَا يَبَايَعُوهُمْ حَتَّى يُسَلِّمُوا إِلَيْهِمْ الَّتِي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا بَنِي هَاشِمٍ وَبَنِي الْمُطَّلِبِ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ بَنِي الْمُطَّلِبِ أَشْبَهَ

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ جناب بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم النحر کی دوسری صبح کو فرمایا۔ جب کہ آپؐ منیٰ میں تھے۔ کہ کل ہم خیف بنی کنانہ میں اترنے والے ہیں جہاں انہوں نے کفر پر قسمیں کھائی تھیں۔ یعنی وادی محصب میں۔ اور یہ اس لئے کہ قریش اور کنانہ نے بنی ہاشم اور بنی عبد المطلب یا بنو مطلب کے خلاف اس بات پر آپس میں قسمیں لی تھیں۔ کہ اس وقت تک ہم نہ ان سے نکاح و شادی کریں گے اور نہ ہی خرید و فروخت کریں گے۔ جب تک جناب بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے سپرد نہ کریں۔ اور ایک سند میں بغیر شک کے بنو ہاشم اور بنو المطلب مروی ہے۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں۔ کہ بنو المطلب زیادہ مناسب ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ | نسبت المدور الى عقیل اور اضافۃ دلیل ملک

ہے۔ مگر اس کا جواب گزر چکا۔

بنو المطلب اشہد اس لئے ہے کہ عبد المطلب ہاشم کا بیٹا ہے۔ تو بنو ہاشم ہی بنو عبد المطلب ہو گئے۔ ان کے سوا اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ تو بنو عبد المطلب کا عطف بنو ہاشم پر کسی زیادتی کے لئے فائدہ مند نہیں ہوگا۔ البتہ جب لفظ بنو المطلب ہو تو یہ مفید زیادتی ہے۔ اس لئے کہ مطلب ہاشم کا بھائی تھا۔ تو بنو المطلب بنو ہاشم کے علاوہ دوسرے لوگ مراد ہوں گے۔

تشریح از شیخ زکریا | علامہ عینی بھی فرماتے ہیں۔ کہ بنو المطلب اشبہ بالصواب ہے۔ اس لئے عبد المطلب ہاشم کا بیٹا ہے۔ البتہ مطلب ہاشم کا بھائی ہے۔ اور وہ دونوں عبد مناف کے بیٹے ہیں۔ تو مقصود یہ ہوا۔ کہ ان کفار نے بنو عبد مناف کے خلاف تحالف کیا تھا۔ لیکن وہ بھی عبد مناف کے دو بیٹے مطلب اور ہاشم کی اولاد کے خلاف نہ کہ عبد شمس اور نوفل کے خلاف تحالف کیا۔ اور اس کی تائید حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے ہوتی ہے۔ کہ بنو المطلب بنو ہاشم شیئ واحد۔ **الغرض** جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور شکر الہی کے خیف بنی کنانہ میں قیام فرمایا۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ هَذَا بَلَدًا آمِنًا وَاجْلِبْنِي وَبَنِيَّ أَنْ تَعْبُدُوا الْأَصْنَامَ رَبِّ إِنَّهُمْ قَوْمٌ مُضِلُّونَ
مَنْ النَّاسِ إِلَى قَوْلِهِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُونَ

ترجمہ۔ یاد کرو۔ جب کہ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا۔ اے میرے رب اس شہر کو امن والا بنا اور مجھے اور میرے بیٹوں کو اس چیز سے بچانا۔ کہ ہم بتوں کی عبادت کریں۔ اس لئے کہ اے میرے رب ان بتوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کیلئے ہے۔

تشریح از قاسمی | امام بخاری نے اس باب کے تحت حدیث ذکر نہیں فرمائی یا تو کوئی حدیث ان کے شرط کے مطابق نہیں ملی۔ یا اولاً تراجم قائم کئے۔ پھر جیسے جیسے حدیث ملتی گئی۔ اس کو باب کے ساتھ لاحق کر دیا۔ شاید الحاق حدیث کا وقت نہ ملا ہو۔ یہی حال اس قسم کے دوسرے ابواب کا ہے (کرمافی)

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى جَعَلَ اللَّهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيَامًا لِلنَّاسِ وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ إِلَى قَوْلِهِ فَإِنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ نے کعبہ بیت الحرام کو لوگوں کے لئے قوام بنایا اور شہر حرام کو۔ یعنی جب تک یہ باقی ہے۔ دین و دنیا قائم ہیں۔ اس لئے ذوالسویقین کی روایت لائے ہیں۔ جو آخر زمان میں ہوگی۔

حدیث نمبر ۱۳۹۵ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُخْرِبُ الْكُفَّةَ ذَوَا السُّوَيْقَتَيْنِ مِنَ الْحَبَشَةِ.
ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ خانہ کعبہ
کو حبشہ کا ایک چھوٹی پنڈلیوں والا آدمی ویران و تباہ کرے گا۔ یعنی خرابی دنیا قرب قیامت میں ہوگی۔
اس سے قبل کعبہ امن کی جگہ ہے۔

حدیث نمبر ۱۳۹۶ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا
قَالَتْ كَانُوا يَصُومُونَ عَاشُورَاءَ قَبْلَ أَنْ يُفَرَضَ رَمَضَانُ وَكَانَ يَوْمًا تُسْتَرُ
فِيهِ الْكُفَّةُ فَلَمَّا فَرَضَ اللَّهُ رَمَضَانَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ مَنْ يَصُومُهُ فَلْيَصُمْهُ وَمَنْ شَاءَ أَنْ يَتَذَكَّهُ فَلْيَتَذَكَّهُ.

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رمضان کے فرض ہونے سے پہلے مسلمان عاشوراء کا روزہ
رکھتے تھے۔ اور یہ عاشوراء وہ دن تھا۔ جس میں خانہ کعبہ کو پردہ ڈالا جاتا تھا۔ جب رمضان فرض
ہوا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص عاشوراء کا روزہ رکھنا چاہے رکھ
لے اور جو چھوڑنا چاہے وہ اسے چھوڑ دے۔

تسترفیاء الکعبۃ یہ موضع ترجمہ ہے کہ کعبہ کی تعظیم و تکریم یوم عاشوراء میں کی جاتی تھی۔
حدیث نمبر ۱۳۹۷ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَفْصٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ
عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِيُحَبِّجَنَّ الْبَيْتُ وَلِيَعْتَمِرَنَّ بَعْدَ خُرُوجِ
يَا جُوجَ وَمَا جُوجَ تَابِعَهُ أَبَانٌ عَنْ شُعْبَةَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى لَا يُحَاجَّ
الْبَيْتُ وَالْأَوَّلُ أَكْثَرُ.

ترجمہ۔ حضرت ابوسعید خدریؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے
ہیں کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یا جوج و ما جوج کے بعد بھی بیت اللہ کا حج
بھی کیا جائے گا۔ اور عمرہ بھی ہوتا رہے گا۔ شعبہ سے منقول ہے کہ قیامت قائم نہیں ہوگی۔ یہاں
تک کہ بیت اللہ کا حج نہیں ہوگا۔ پہلا اکثر ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہی | الاذکار الشرائع اقویٰ اسناداً کیونکہ اس
کے رُواۃ کثیر میں بظاہر دونوں روایتوں میں تعارض معلوم ہوتا ہے۔ لیکن دونوں روایات میں منافات

نہیں۔ اس لئے کہ اثبات کا صدق ایک مرتبہ کے وجود سے بھی ہو سکتا ہے۔ تو ممکن ہے۔ کہ یا جوج دما جوج کے خروج کے بعد بیت اللہ کا حج ہو۔ پھر قیام قیامت تک حج نہ ہو سکے۔ امام بخاریؒ کو اس لئے اشکال پیش آگیا۔ کہ انہوں نے یہ سمجھ لیا کہ یا جوج دما جوج کے بعد ہمیشہ کے لئے نفع صورت تک حج نہیں ہوگا۔ اس لئے دونوں حدیثوں میں تعارض پیدا کر دیا۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔

تشریح از شیخ زکریا | امام بخاریؒ نے تعارض بین الحدیثین اس طرح ثابت کیا۔ کہ پہلی حدیث سے مفہوم ثابت ہوتا ہے۔ کہ قیامت کی علامتوں کے بعد بیت اللہ کا حج ہوتا رہے گا۔ اور دوسری حدیث شعبہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس کے بعد حج نہیں ہوگا۔ حالانکہ دونوں کے مقتضی پر عمل صحیح اور ظاہر ہے۔ کیونکہ یا جوج دما جوج کے بعد ایک مرتبہ حج ہوگا۔ پھر قرب قیامت تک متردک ہو جائے گا۔

والاقل اکثر کا مطلب تمیمی کے قول کے مطابق یہ ہے۔ کہ قیام قیامت تک حج بیت اللہ ہوتا رہے گا۔ بہت سے شراح نے یہی توجیہ کی ہے۔ کہ بقاء الحج الى قیام الساعة اکثر واضح فلا يعارضه الشافعی لیکن ہمارے نزدیک معارضہ ہے نہیں کیونکہ خروج یا جوج یا جوج کے بعد محبوب ریح طیبہ تک حج باقی ہے گا۔ پھر متردک ہو جائے گا۔ تو اب حدیث اول ثانی کے موافق ہو جائے گی۔ اختلاف اس میں ہے کہ آیا ہدم کعبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ہوگا۔ یا عند قیام الساعة ہوگا۔ جب کہ کوئی مؤمن نہیں ہے گا۔ تو پھر حج کون کرے گا۔

تشریح از قاسمی | علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ امام بخاریؒ نے آیت کو ترجمہ بنایا۔ جس سے چند امور کی طرف اشارہ کرنا ہے۔ پہلا تو یہ کہ لوگوں کے دینی اور دنیوی امور کعبہ شرفہ کی بدولت قائم رہیں گے۔ جس پر قیاماً للناس کے الفاظ دال ہیں۔ پھر جب ہدم کعبہ ہوگا۔ تو سب نظام بگڑ جائے گا۔ اس پر حدیث ابو ہریرہؓ نے دلالت کی۔ دوسرے تحظیم و توقیر کعبہ کی طرف اشارہ کیا۔ جس پر حدیث عائشہؓ دلالت کرتی ہے۔

تسترفیہ الکعبۃ اور تیسری بات یہ بتلائی۔ کہ کعبہ کی زیارت کرنے والے یا جوج یا جوج

کے خروج کے بعد تک بھی رہیں گے۔ حالانکہ وہ فتن کا دور ہوگا۔ اس پر حضرت ابوسعید خدریؓ کی روایت لائے ہیں۔

یہ بعض البیت سے مکان البیت مراد ہے۔

بَابُ كِسْوَةِ الْكَعْبَةِ

ترجمہ۔ کعبہ کو پوشاک پہنانا۔

حدیث نمبر ۱۳۹۸ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْقُشَيْرِيُّ عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ جَلَسْتُ مَعَ شَيْبَةَ عَلَى الْكُرْنِيِّ فِي الْكَعْبَةِ فَقَالَ لَقَدْ جَلَسَ هَذَا لِلْجَلِيلِ عَمْرُفَقَالَ لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ لَا أَدْعَ فِيهَا صَفْرَاءَ وَلَا بَيْضَاءَ إِلَّا قَسَمْتُ قُلْتُ إِنَّ صَاحِبِيكَ لَمْ يَفْعَلْ قَالَ هُمَا الرَّائِيَانِ اقْتَدِي بِهِمَا۔

ترجمہ۔ حضرت ابو وائلؓ نے فرمایا کہ میں شیبہ کے ساتھ خانہ کعبہ میں کرسی پر بیٹھا تو اس نے کہا۔ اس جگہ حضرت عمرؓ بھی بیٹھے تھے۔ اور فرمایا تھا کہ میں نے پکا ارادہ کر لیا ہے۔ کہ اس جگہ میں جو کچھ زرد اور سفید ہے۔ یعنی سونا اور چاندی ہے ان سب کو تقسیم کر دوں۔ تو میں نے کہا کہ آپ کے پہلے دو ساتھیوں نے تو ایسا نہیں کیا۔ فرمایا وہ دونوں ایسے مرد ہیں کہ میں ان کی اقتدار کروں گا۔

تشریح از شیخ گنگوہی | لا ادع فیہا صفرَاء الخ اس میں ترجمہ ہے۔ کیونکہ

اس سے ثابت ہوا کہ خانہ کعبہ میں مال و دولت موجود تھا۔ جس کو عند الضرورت خرچ کیا جاتا تھا۔ اور اس کی ضروریات میں سے خانہ کعبہ کو غلاف پہنانا بھی ہے۔

تشریح از شیخ زکریا | علامہ کرمائیؒ تو فرماتے ہیں کہ لوگ سونا۔ چاندی ہدیہ

کے طور پر مندرجہ ذیل میں ڈالتے تھے۔ جس کو دربان آپس میں بانٹ لیتے تھے۔ حضرت عمرؓ نے ان کو مسلمانوں میں تقسیم کرنے کا ارادہ فرمایا۔ تو حدیث کو ترجمہ سے مناسبت اس طرح ہو گئی کہ کعبہ ہیہ معظمہ و محترم رہا ہے۔ کہ اس کی طرف ہدایا بھیجے جاتے۔ جن سے مقصد تعظیم کعبہ تھی۔ کسوة بھی تعظیم میں سے ہے۔ لیکن میری رائے یہ ہے کہ ممکن ہے۔

حضرت عمرؓ کے جلوس کے وقت خانہ کعبہ کسوة فاخرہ سے مزین ہو۔ جس کی تقسیم کا آپؐ نے ارادہ فرمایا تو شیعہ کے کہنے پر رک گئے۔ جس سے کسوة کا جواز ثابت ہوا۔ مگر حدیث باب میں کسوة کا ذکر نہیں ہے۔ لیکن ابن بطال نے ترجمہ کو ثابت کرنے کے لئے لکھا ہے۔ کہ ہر زمانہ میں بادشاہان وقت قیمتی سے قیمتی غلاف جو سونے کی تاروں سے بُنے ہوتے تھے بھیجتے تھے۔ جیسے کہ اموال بھیجتے تھے۔ تو امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ جب حضرت عمرؓ نے سونے اور چاندی کے تقسیم کرنے کو ٹھیک سمجھا تو غلاف وغیرہ سے جو کچھ بچ جائے اس کا تقسیم کرنا بطریق ادنیٰ صحیح ہو گا۔ چنانچہ حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ وہ ہر سال غلاف کعبہ کو اتار کر حجاج پر تقسیم کر دیا کرتے تھے۔ شاید امام بخاریؒ اس کی طرف اشارہ کرنا چاہتے ہوں۔ بعض حضرات نے اور وجوہ بھی ذکر فرمائی ہیں۔ بہر حال امام بخاریؒ کی غرض ترجمہ مشرعیۃ کسوة ہے۔ اور بعض وجوہ کے اعتبار سے کسوة کعبہ میں تصرف کرنا بھی جائز ہے۔ اور یہ بھی ثابت ہے کہ خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یمنی چادروں سے کعبہ کا غلاف بنایا۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ۔ حضرت عمرؓ اور اسی طرح حضرت عثمانؓ اور بعد کے خلفاء سے بھی کسوة کعبہ ثابت ہے۔ بلکہ حضرت عمرؓ تو بیت المال سے غلاف تیار کر کے پہناتے تھے۔ اور پرانا ہونے پر علماء فرماتے ہیں کہ خلیفہ اور حاکم وقت کے لئے جائز ہے اسے بچ کر مصالح بیت میں خرچ کرے یا کسی مسکین مسلمان کو دے دے یا فقاہر پر تقسیم کر دے۔

بَابُ هَذْمِ الْكَعْبَةِ

ترجمہ۔ کعبہ کا گرا نا۔

وَقَالَتْ عَائِشَةُ ۞ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيُخْرُوجَ جِشُّ الْكَعْبَةِ فَيُخَسَفُ بِهِمْ۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ کہ ایک لشکر خانہ کعبہ پر چڑھائی کرے گا۔ تو اس کو زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔

حدیث نمبر ۳۹۹۱ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ

الْبَتَّى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَاتِي بِهِ أَسْوَدَ أَفْجَحَ يَقْلَعُهَا حَجْرًا حَجْرًا .
ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ گویا کہ میں ابھی اس کالے ٹھنڈے قدموں والے کو دیکھ رہا ہوں جو غانہ کعبہ کی اینٹ سے اینٹ سجالے گا۔ یعنی اس کا ایک ایک پتھر اکھاڑ پھینکے گا۔

حدیث نمبر ۱۴۰۰ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ أَنَّهُ أَبَاهُ رِيَّةٌ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخْرَبُ الْكُفَّةُ ذُوالسَّوَيْقَتَيْنِ مِنَ الْحَبَشَةِ .
ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ خانہ کعبہ کو حبشہ کا ایک چھوٹی چھوٹی پنڈلیوں والا دیوان و تباہ کرے گا۔

بَابُ مَا ذَكَرَ فِي الْحَجَرِ الْأَسْوَدِ

ترجمہ۔ حجر اسود کے بارے میں جو کچھ ذکر ہوا ہے اس کے بیان میں
حدیث نمبر ۱۴۰۱ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ عَنْ عُمَرَ أَنَّهٗ جَاءَ إِلَى الْحَجَرِ الْأَسْوَدِ فَقَبَّلَهُ فَقَالَ إِنِّي لَا أَعْلَمُ أَنَّكَ حَجَرٌ لَا تَضُرُّ وَلَا تَنْفَعُ وَلَوْلَا أَنِّي رَأَيْتُ الْبَتَّى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْبِلُكَ مَا قَبَّلْتُكَ .

ترجمہ۔ حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ وہ حجر اسود کے پاس تشریف لائے۔ پس اسے بوسہ دیا پھر فرمایا کہ میں خوب جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے۔ نہ تو نقصان پہنچا سکتا ہے اور نہ ہی نفع دے سکتا ہے۔ اگر میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں تجھے کبھی بوسہ نہ دیتا۔
تشریح از قاسمی | حجر اسود بیت اللہ کے شرقي دروازے کے قریب رکن کعبہ میں واقع ہے۔ جس پر اب چاندی کا خول چڑھا ہوا ہے۔ حضرت عمرؓ کا مقصد یہ ہے کہ تو بھی دوسرے پتھروں کی طرح ایک پتھر ہے۔ تجھے کوئی قدرت حاصل نہیں ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر اقتدار مقصود نہ ہوتی تو بوسہ نہ دیتے۔ بوسہ دینا سنت ہے۔

بَابُ إِغْلَاقِ الْبَيْتِ وَيُصَلِّي فِي أَيِّ نَوَاحِي الْبَيْتِ شَاءَ

ترجمہ۔ بیت اللہ کا دروازہ بند کرنا اور بیت اللہ کے جس جانب چاہے نماز پڑھے جائز ہے۔

حدیث نمبر ۱۴۰۲ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ أَبِيهِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنََّّهُ قَالَ دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَيْتَ هُوَ أَسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَبِلَالٌ وَعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ فَأَغْلَقُوا عَلَيْهِمُ الْبَابَ فَلَمَّا فَتَحُوا كُنْتُ أَقُولُ مَنْ وَلَجَ فَلَقِيتُ بِلَالًا فَسَأَلْتُهُ هَلْ صَلَّيْتُ فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ بَيْنَ الْعَمُودَيْنِ الْيَمَانِيِّينَ۔

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت اسامہ بن زیدؓ حضرت بلالؓ اور حضرت عثمان بن طلحہؓ بیت اللہ کے اندر داخل ہوئے۔ پس ان پر انہوں نے دروازہ بند کر دیا۔ جب انہوں نے کھولا تو میں پہلا شخص تھا جو داخل ہوا۔ میری ملاقات حضرت بلالؓ سے ہوئی۔ میں نے ان سے پوچھا کہ کیا خانہ کعبہ کے اندر آپؐ نے نماز پڑھی ہے۔ انہوں نے فرمایا ہاں ان دویمنی ستونوں کے درمیان پڑھی ہے۔

تشریح از قاسمی علامہ عینیؒ نے فرمایا فَاغْلَقُوا عَلَيْهِمُ سے ترجمہ ثابت ہوا۔ لیکن ترجمہ کا دوسرا جز يُصَلِّي فِي أَيِّ نَوَاحِي الْبَيْتِ تو تنخیر پر دلالت کرتا ہے اور حدیث میں العمودین الیمانیین تعین معلوم ہوتی ہے۔ تو جواباً کہا جائے گا کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز اس جگہ قصداً نہیں تھی۔ اتفاقاً واقع ہوئی تو یہ تنخیر کے منافی نہیں۔ اگر تسلیم بھی کر لیا جائے کہ قصداً تھا تو تحتم اور لزوم کے درجہ میں نہیں تھا۔ بلکہ اس جگہ بوجہ مزید فضیلت کے اختیار کیا گیا تب بھی تعین ثابت نہ ہوئی۔

بَابُ الصَّلَاةِ فِي الْكَعْبَةِ

ترجمہ۔ خانہ کعبہ کے اندر نماز پڑھنا۔

حدیث نمبر ۱۴۰۳ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنََّّهُ كَانَ إِذَا دَخَلَ الْكَعْبَةَ مَشَى قِبَلَ الْوَجْهِ حِينَ يَدْخُلُ وَيَجْعَلُ الْبَابَ قِبَلَ الظَّهْرِ

يَمْشِي حَتَّى يَكُونَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجِدَارِ الَّذِي قَبْلَ وَجْهِهِ قَرِيْبًا مِّنْ ثَلَاثَةِ أَرْجُ قَيْصَلِي
يَتَوَخَّى الْمَكَانَ الَّذِي أَخْبَرَهُ بِإِلَالٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى
فِيهِ وَلَيْسَ عَلَى أَحَدٍ بَأْسٌ أَنْ يُصَلِّيَ فِي أَيِّ تَوَاجِي الْبَيْتِ شَاءَ.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ جب وہ بیت اللہ میں داخل ہونے کا ارادہ کرتے
جب داخل ہوتے تو اپنے منہ سامنے چلے جاتے۔ اور دروازے کو اپنی پیٹھ کی طرف کرتے چلتے رہتے۔
یہاں تک کہ آپ کے درمیان اور اس دیوار کے درمیان جو آپ کے سامنے ہوتی چھ گز کے قریب فاصلہ
رہ جاتا پس وہاں نماز پڑھتے۔ مقصد آپ کا اس مکان کو تلاش کرنا ہوتا جس کی حضرت بلالؓ نے
خبر دی تھی۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں نماز پڑھی تھی۔ اب کسی پر کوئی حرج نہیں
وہ بیت اللہ کے جس جانب چاہے نماز پڑھے۔

بَابُ مَنْ لَمْ يَدْخُلِ الْكَعْبَةَ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَحْجُّ كَثِيرًا
وَلَا يَدْخُلُ

ترجمہ۔ باب اس شخص کے بارے میں جو خانہ کعبہ میں داخل نہ ہو۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ بہت
مرتبہ حج کرتے تھے۔ لیکن بیت اللہ کے اندر داخل نہیں ہوتے تھے۔

حدیث نمبر ۴۰۴۱ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى قَالَ اعْتَمَرَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ وَصَلَّى خَلْفَ الْمَقَامِ رَكَعَتَيْنِ وَ
مَعَهُ مَنُ يُسَئِرُهُ مِنَ النَّاسِ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ أَدْخُلْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكَعْبَةَ قَالَ لَا۔

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن ابی اوفیؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر اس
طرح کیا۔ کہ بیت اللہ کا طواف کیا۔ مقام ابراہیمؑ کے پیچھے دو رکعت نماز طواف پڑھی اور آپ کے ساتھ
وہ لوگ بھی تھے جو لوگوں سے آپ کو پردہ کر رہے تھے۔ (تاکہ آپ کو اذی نہ پہنچے) تو ایک آدمی نے ان
سے پوچھا کہ کیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ میں داخل ہوئے تھے انہوں نے فرمایا نہیں۔
تشریح از شیخ المنکویؒ | یہ واقعہ عمرہ القضاء کا ہے۔ اس لئے آپ نے اس میں بیت اللہ

کے اندر نماز نہیں پڑھی۔ کیونکہ آپ کو بیت اللہ کے اندر کی تصویروں کو مٹانے کی قدرت نہیں حاصل ہوئی تھی اور ان کی موجودگی میں داخلہ جائز نہیں تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ جن مبارک مقامات پر کفر اور شرک کی کوئی حرکت ہوتی ہو وہاں جھانکنا بھی نہیں چاہیے۔

تشریح از شیخ زکریا | یہ سُنْمہ کا واقعہ ہے۔ امام نووی فرماتے ہیں کہ آپ نے

بیت اللہ کا داخلہ ان تصاویر و اصنام کی وجہ سے ترک کر دیا اور مشرکین تغیر کی اجازت نہیں دیتے تھے۔ اگلے سال سُنْمہ میں جب مکہ فتح ہوا، تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان اشیاءِ قبیحہ کو زائل کیا پھر داخل ہوئے۔ نیز حافظ فرماتے ہیں کہ امام بخاری نے حدیث باب پر جو ترجمہ باندھا ہے۔
مَنْ دَخَلَ الْكَعْبَةَ اس سے ان لوگوں پر رد کرنا مقصود ہے جو کہتے ہیں کہ بیت اللہ کے اندر

داخل ہونا مناسکِ حج میں سے ہے۔ اور مصنف نے فعل ابن عمرؓ سے احتجاج کیا ہے۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دخولِ کعبہ کی روایت کرنے میں مشہور ہیں۔ تو اگر دخولِ کعبہ مناسکِ حج میں سے ہوتا۔ تو وہ کبھی ترک نہ کرتے۔ کیونکہ وہ تو کثیر الاتباع تھے۔ حتیٰ کہ طبعی امور میں بھی اتباعِ نبوی کرتے تھے۔ پھر روایات میں اختلاف ہے کہ آپ کا دخولِ کعبہ ایک مرتبہ ہے یا دو مرتبہ۔ راجح یہی ہے۔ کہ فتح مکہ کے دن بھی داخلہ ہوا۔ اور حجۃ الوداع میں بھی دخولِ کعبہ واقع ہوا ہے۔ البتہ اس موقع پر کسی راوی نے نماز پڑھنے کا ذکر نہیں کیا۔ ائمہ اربعہ نے دخولِ بیت کو مندوبات میں شمار کیا ہے۔ اور اس پر اجرت لینا حرام قرار دیا گیا ہے۔

بَابُ مَنْ كَبَّرَ فِي نَوَاحِي الْكَعْبَةِ

ترجمہ۔ باب اس شخص کے بارے میں جو کعبہ کے اطراف میں تکبیر کہے۔

حدیث نمبر ۱۲۰۵ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ إِنْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا قَدِمَ أَبَانَ يَدْخُلُ الْبَيْتَ وَفِيهِ الْأَلْهَمَةُ فَأَمَرَهُمَا فَأَخْرِجَتْ فَأَخْرَجُوا صُورَةَ إِبْرَاهِيمَ وَاسْمَعِيلَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ فِي أَيْدِيهِمَا الْأَزْلَامُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاتِلَهُمُ اللَّهُ أَمَا وَاللَّهِ قَدْ عَلِمُوا أَنَّهُمْ لَمْ يَسْتَقْسِمُوا بِهَا قَطُّ فَدَخَلَ الْبَيْتَ فَكَبَّرَ فِي نَوَاحِيهِ وَلَمْ يُصَلِّ فِيهِ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ معظمہ تشریف لائے تو بیت اللہ کے اندر داخل ہونے سے انکار فرما دیا۔ جب کہ اس کے اندر ان کے مجہودان باطل رکھے ہوئے تھے پس آپؐ نے ان کے متعلق حکم دیا تو وہ نکال دیئے گئے۔ جب حضرت ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام کی موتیوں کو نکالا تو ان کے دونوں ہاتھوں میں تقیم والے تیر تھے۔ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ انہیں لعنت کرے۔ اللہ کی قسم وہ خوب جلتے تھے کہ ان دونوں حضرات نے کبھی ان تیروں کے ساتھ تقیم طلب نہیں کی۔ پس آپ بیت اللہ کے اندر داخل ہوئے۔ اس کے سب کناروں میں تکبیر کہی۔ اور اس میں نماز نہیں پڑھی۔

تشریح از قاسمی امام بخاریؒ ابن عباسؓ کی روایت سے تکبیر فی البیت ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ اور اس سے پہلے حضرت بلالؓ کی روایت سے صلوٰۃ فی البیت ثابت کر چکے ہیں۔ حالانکہ ابن عباسؓ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ بیت اللہ میں نہیں گئے۔ حضرت بلالؓ ہمراہ تھے وہ صلوٰۃ کا اثبات کرتے ہیں۔ ابن عباسؓ نفی کی نسبت کبھی حضرت اسامہ بن زیدؓ کی طرف کرتے ہیں کبھی فضل بن عباسؓ کی طرف۔ حالانکہ فضل بن عباسؓ بھی آپؐ کے ہمراہ بیت اللہ میں نہیں گئے۔ دوسرے اصول حدیث کے مطابق بلالؓ مثبت ہیں۔ جن کی روایت کو نافی کی روایت پر ترجیح ہوگی۔ بزیادۃ علمہ۔

بَابُ كَيْفَ كَانَ بَدْءُ الرَّمْلِ

ترجمہ۔ رمل کی ابتدا کیسے ہوگی۔ رمل کے معنی پہلوانوں کی طرح چلنا۔

حدیث نمبر ۴۰۶۱ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ الْهَمْدِيُّ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ فَقَالَ لِلشُّرَكَاؤِ إِنَّهُ يَقْدُمُ عَلَيْكُمْ وَقَدْ وَهَنَهُمْ حُمَّى يَأْتِرِبُ فَأَمَرَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَرْمُلُوا الْأَشْوَاطَ الثَّلَاثَةَ وَأَنْ يَمْشُوا أَمَا بَيْنَ الرُّكْنَيْنِ وَلَمْ يَمْنَعَهُ أَنْ يَأْمُرَهُمْ أَنْ يَرْمُلُوا الْأَشْوَاطَ كُلَّهَا إِلَّا الْإِبْقَاءَ عَلَيْهِمْ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہ کرام مکہ معظمہ میں تشریف لائے تو مشرکین مکہ نے کہنا شروع کیا کہ تمہارے پاس ایسا وفد آیا ہے جس کو

یثرب کے بخارنے کمزور کر دیا ہے۔ تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو تین طوافوں میں تو پہلوانوں کی طرح چلنے کا حکم دیا۔ اور دو رکعتوں کے درمیان عام حالت میں چلنے کا حکم دیا۔ (رکنین سے رکنین یمانی مراد ہیں جب کہ مشرکین ان کو نہیں دیکھ سکتے تھے کیونکہ وہ قیقان کے پاس تھے قاسمی) اور سب طواف کی باریوں میں رمل کرنے کا حکم اس لئے نہ دیا کہ ان پر رفق اور شفقت کرنا مقصود تھا۔

تشریح از قاسمی | ائمہ اربعہ فرماتے ہیں۔ رمل تین باری میں اب بھی سنت ہے۔ ایک جماعت کا کہنا ہے کہ اب علت زائل ہو گئی۔ اس لئے اب رمل سنت نہیں رہا۔ اختیار ہے جو چاہے کرے جو چاہے نہ کرے۔

بَابُ اسْتِلامِ الْحَجَرِ الْأَسْوَدِ حِينَ يَقْدَمُ مَكَّةَ أَوَّلَ مَا يَطُوفُ وَيَرْمِلُ ثَلَاثًا

ترجمہ۔ جب پہلے پہل مکہ معظمہ میں طواف کے لئے آئے تو حجر اسود کو ہاتھ لگائے اور تین باری میں رمل کئے۔
حدیث نمبر ۱۴۰۸ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ يَقْدَمُ مَكَّةَ لَازِكًا الْأَسْوَدَ أَوَّلَ مَا يَطُوفُ يَخُتُّ ثَلَاثَةَ أَطْوَافٍ مِّنَ السَّبْعِ۔

ترجمہ۔ حضرت سالم اپنے باپ ابن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ جب کہ آپؐ مکہ میں تشریف لائے۔ پہلے پہلے طواف میں جب کہ رکن اسود کو ہاتھ لگاتے تو طواف کی سات باریوں میں سے تین باریوں کے اندر رمل کرتے تھے۔ غیب دوڑ کی ایک قسم ہے جس سے مراد رمل ہے۔ ایک سرعت فی المشی۔

بَابُ الرَّمْلِ فِي الْحَجَّةِ وَالْعُمْرَةِ

ترجمہ۔ حج اور عمرہ دونوں میں رمل کرنا ہے۔
حدیث نمبر ۱۴۰۸ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةَ أَشْوَاطٍ وَمَشَى أَرْبَعَةً فِي الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ تَابِعَهُ اللَّيْثُ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حج اور عمرہ میں تین بار طواف میں تیز چلتے تھے۔ دوڑتے تھے۔ اور باقی چار میں عام طور پر چلتے تھے۔

حدیث نمبر ۴۰۹ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ لِلرُّكْنِ أَمَا وَاللَّهِ إِنِّي لَأَعْلَمُ أَنَّكَ حَجَرٌ لَا تَضُرُّ وَلَا تَنْفَعُ وَلَوْ لَا آتَى رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَلَمَكَ مَا اسْتَلَمْتُكَ فَاسْتَلَمَهُ ثُمَّ قَالَ مَا لَنَا وَلِلرَّمْلِ إِنَّمَا كُنَّا رَأَيْنَاهُ الْمُشْرِكِينَ وَقَدْ أَهْلَكَهُمُ اللَّهُ ثُمَّ قَالَ فَبِئْسَ مَا صَنَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا نَحِبُّ أَنْ نَتْرُكَهُ۔

ترجمہ۔ حضرت عمر بن خطابؓ نے رکن حجر سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ کی قسم! خبردار میں خوب جانتا ہوں کہ تو ایک بے جان پتھر ہے۔ نہ نقصان پہنچا سکتا ہے اور نہ ہی نفع دے سکتا ہے۔ اگر میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تجھے ہاتھ لگاتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں تجھے ہاتھ نہ لگاتا۔ پھر اس کو ہاتھ لگایا۔ پھر فرمایا ہمیں رُکُل کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ ہم نے مشرکین کو دکھانا تھا۔ اب اللہ تعالیٰ نے ان کو ہلاک کر دیا ہے۔ پھر فرمایا۔ یہ وہ کام ہے جس کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا پس ہم پسند نہیں کرتے کہ اس کو چھوڑ دیں۔

حدیث نمبر ۴۱۰ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ مَا تَرَكْتُ اسْتِلَامَ هَذَيْنِ الرُّكْنَيْنِ فِي شِدَّةٍ وَرَخَاءٍ مِنْذُ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَلِمُهُمَا قُلْتُ لِنَافِعٍ أَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَمْشِي بَيْنَ الرُّكْنَيْنِ قَالَ إِنَّمَا كَانَ يَمْشِي لِيَكُونَ أَيْسَرَ لِيَسْتَلِمَهُ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا۔ بھیڑ بھاڑ اور نرمی کی حالت میں ان دونوں رکنوں کو ہاتھ لگانا۔ میں نے کبھی نہیں چھوڑا۔ جب سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو استلام کرتے دیکھا ہے۔ عبید اللہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت نافعؓ سے پوچھا کہ کیا ابن عمرؓ رکنین کے درمیان چلتے تھے۔ اور دونوں میں رُکُل کرتے تھے۔ تو انہوں نے فرمایا۔ چلتے اس لئے تھے کہ رکن اسود کو ہاتھ لگانا آسان ہو جائے۔

بَابُ اسْتِلامِ الرُّكْنِ بِالْمُحَجِّ

ترجمہ۔ لائٹھی کے ساتھ رکن کا استلام کرنا۔

حدیث نمبر ۱۴۱۱ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ الْإِمَنِيُّ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ طَافَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ عَلَى بَعِيدِهِمْ يَسْتَلِمُ الرُّكْنَ بِمُحَجِّبٍ تَابَعَهُ الذَّرَاوَرْدِيُّ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حجۃ الوداع کے موقع پر آپؐ نے اپنے اونٹ پر سوار ہو کر طواف کیا اور رکن اسود کو لائٹھی سے استلام کیا۔

تشریح از قاسمی مقصد یہ ہے کہ رکن کی طرف لائٹھی سے اشارہ کرتے تھے اور سلم میں ہے۔
يَقْبَلُ الْمُحَجَّغُ اور لائٹھی کو چومتے تھے۔

بَابُ مَنْ لَمْ يَسْتَلِمِ إِلَّا الرُّكْنَيْنِ الْيَمَانَيْنِ

وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ عَنْ أَبِي الشَّعَثَاءِ أَنَّهُ قَالَ وَمَنْ يَتَّقِ شَيْئًا مِنَ الْبَيْتِ وَكَانَ مُعَاوِيَةَ يَسْتَلِمُ الْأَرْكَانَ فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ أَنَّهُ لَا نَسْتَلِمُ هَذَيْنِ الرُّكْنَيْنِ فَقَالَ لَهُ لَيْسَ شَيْءٌ مِنَ الْبَيْتِ بِمُحْجُورٍ وَكَانَ ابْنُ الزُّبَيْرِ يَسْتَلِمُهُنَّ كُلَّهُنَّ۔

ترجمہ۔ باب اس شخص کے بارے میں جو صرف رکنین یمانین کا استلام کرتے تھے۔ ابو الشعثاء فرماتے

تھے کہ بیت اللہ کی کسی چیز سے کون بچتا ہے۔ اور حضرت امیر معاویہؓ سب ارکان اربعہ کا استلام کرتے تھے۔ پس حضرت ابن عباسؓ نے ان سے فرمایا کہ ہم تو صرف ان دو رکنین یمانین کا استلام کرتے ہیں۔ تو حضرت امیر معاویہؓ نے ان سے فرمایا کہ بیت اللہ کی کوئی چیز نہیں چھوڑی گئی۔ اور ابن الزبیر بھی سب ارکان کا استلام کرتے تھے۔

حدیث نمبر ۱۴۱۲ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ لَمْ أَرَ

النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَلِمُ مِنَ الْبَيْتِ إِلَّا الرُّكْنَيْنِ الْيَمَانَيْنِ۔

ترجمہ: حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیت اللہ کے صرف رکنین یمانیین کا استلام کرتے دیکھا۔

بَابُ تَقْبِيلِ الْحَجَرِ

ترجمہ: حجر اسود کو بوسہ دینا۔

حدیث نمبر ۴۱۳۳ | حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سِنَانٍ عَنْ أَبِيهِ رَأَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَبَّلَ الْحَجَرَ وَقَالَ لَوْلَا أَنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبَّلَكَ مَا قَبَّلْتُكَ۔

ترجمہ: حضرت اسلم فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر بن الخطابؓ کو حجر اسود کا بوسہ دیتے ہوئے دیکھا اور وہ فرما رہے تھے کہ اگر میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں تجھے بوسہ نہ دیتا۔

تشریح از قاسمی | علامہ قسطلانیؒ فرماتے ہیں کہ امام شافعیؒ اور امام ابو حنیفہؒ بھی رکنین یمانیین کے استلام کی سنت کے قائل ہیں اور دیگر حضرات جو سب ارکان کے استلام کے قائل ہیں وہ ان کو جواب دیتے ہیں کہ ہم بیت اللہ کو چھوڑ نہیں رہے بلکہ ہم تو اس کا طواف کرتے ہیں البتہ استلام میں ترکاؤ فعلاً ہم سنت کا اتباع کرتے ہیں اور ہم رکنین یمانیین کا استلام اس لئے کرتے ہیں کہ وہ قواعد ابراہیمیہ پر قائم ہیں۔

ما قبلتک لیکن چونکہ متابعت بنی مقصود ہے اگرچہ ہمیں اس کی حکمت معلوم نہ ہو البتہ اس میں اس کی تعظیم و تبریک ضرور ہے اور حدیث مرفوع میں وارد ہے قیامت کے دن حجر اسود کو لایا جائے گا کہ اس کی زبان ہوگی جس شخص نے توحید کا اقرار کرتے ہوئے اس کا استلام کیا ہوگا اس کے لئے گواہی دے گا۔

حدیث نمبر ۴۱۴۴ | حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ سَأَلَ رَجُلٌ ابْنَ عُمَرَ عَنِ اسْتِلامِ الْحَجَرِ فَقَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَلِمُهُ وَيُقْبِلُهُ قَالَ أَرَأَيْتَ إِنْ زُوِّجَتْ أَرَأَيْتَ إِنْ غُلِبَتْ قَالَ اجْعَلْ أَرَأَيْتَ بِالْيَمَنِ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

يَسْتَلِمُهُ وَيُقَبِّلُهُ وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ الْفَرَبِيُّ وَجَدْتُ فِي كِتَابِ أَبِي جَعْفَرٍ قَالَ
أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الزُّبَيْرُ بْنُ عَدِيٍّ كُوفِيٌّ وَالزُّبَيْرُ بْنُ عَدِيٍّ بَصْرِيٌّ.

ترجمہ۔ حضرت زبیر بن عربی نے فرمایا کہ ایک آدمی نے حضرت ابن عمرؓ سے استلام حجر کے متعلق سوال کیا۔ تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ کہ آپ حجرِ اسود کو ہاتھ بھی لگاتے تھے اور بوسہ بھی دیتے تھے۔ تو اس نے کہا مجھے بتلاؤ۔ اگر بھیڑ بھاڑ میں پھنس جاؤں۔ خبر دیجئے اگر مغلوب ہو جاؤں۔ یعنی ازدحام اور غلبہ کے وقت کیا حکم ہے۔ فرمایا کہ آریٰ ایت کو میں میں بھی رکھو۔ یعنی اگر میں میں ہوں تو کیا کروں۔ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ استلام کرتے تھے اور بوسہ دیتے تھے۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ زبیر بن عدیؒ کوفی ہیں۔ لیکن زبیر بن عربیؒ بصری ہیں۔

تشریح از قاسمی | مقصد یہ ہے کہ رائے کو چھوڑو۔ اور اتباعِ سنت کرو۔ انہوں نے سمجھا کہ یہ حدیث کا معارضہ کر رہے ہیں۔ اس لئے دوبارہ رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تاکید کئے لئے لائے۔ تو معلوم ہوا کہ ازدحام ترک استلام کے لئے عذر نہیں ہے۔ چنانچہ حضرت ابن عمرؓ رکن کے استلام پر مزاحمت کرتے حتیٰ کہ زخمی ہو جاتے۔ البتہ ابن عباسؓ مزاحمت کو مکروہ سمجھتے تھے۔ فرماتے لَا تَوْذِي لَا تَوْذِي لوگوں کو ایذا نہ دو۔

بَابُ مَنْ أَشَارَ إِلَى الرُّكْنِ إِذَا آتَى عَلَيْهِ

ترجمہ۔ جب رکن پر پہنچے تو اشارہ کرے۔

حدیث نمبر ۴۱ | حَدَّثَنَا عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ طَافَ الْبَيْتُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَيْتِ عَلَى بَعِيدٍ كُلَّمَا آتَى عَلَى الرُّكْنِ أَشَارَ إِلَيْهِ بِشَيْءٍ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ادب پر بیت اللہ کا طواف کیا۔ جب رکن کے پاس تشریف لائے تو کسی شے سے اس کی طرف اشارہ فرمایا۔

تشریح از شیخ گنگوہی | رأیت بالیمین اس لئے فرمایا کہ آپ نے سائل کے قول کو ہاتھ لگانے سے اعتذار پر مجبور کیا۔

قَالَ الْفَرَبِيُّ سے بتلانا ہے کہ انہوں نے امام بخاریؒ سے مشافعت نہیں سنا۔ بالیمین

اس لئے فرمایا کہ وہ آدمی یمنی تھا۔

بَابُ التَّكْبِيرِ عِنْدَ الرُّكْنِ

ترجمہ۔ رکن کے استلام کے وقت تکبیر کہنا۔

حدیث نمبر ۱۴۱۶ حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ بْنُ عَبَّاسٍ قَالَ طَافَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَيْتِ عَلَى بَعِيرٍ كُلَّمَا أَتَى الرُّكْنَ أَشَارَ إِلَيْهِ بِشُيْءٍ عِنْدَهُ وَكَبَّرَ تَابِعَهُ إِبْرَاهِيمُ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ پر بیت اللہ کا طواف کیا۔ جب رکن تک پہنچے تو جو چیز آپ کے پاس ہوتی اس سے اس کی طرف اشارہ کرتے اور تکبیر کہتے۔

تشریح از قاسمی | افضل یہ ہے کہ پیدل طواف کیا جائے۔ البتہ سواری پر عذر کی وجہ سے طواف کیا جاسکتا ہے۔ اگر بغیر عذر کے ہو تو بلا کراہت جائز ہے۔ لیکن خلافِ اولیٰ ہے۔ امام مالکؒ اور امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں۔ اگر بلا عذر ہے تو دم واجب ہوگا۔ اور جب تک مکہ معظمہ میں ہے طواف کا اعادہ کرے قالہ ابو حنیفہؒ

بَابُ مَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ إِذَا قَدِمَ مَكَّةَ قَبْلَ أَنْ يَرْجِعَ إِلَى بَيْتِهِ ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّفَا

ترجمہ۔ باب ہے اس شخص کے بارے میں جس نے گھر لوٹنے سے پہلے جب وہ مکہ میں آیا۔ تو بیت اللہ کا طواف کرے پھر دو رکعت نماز طواف پڑھے پھر صفا پہاڑی کی طرف جائے۔

حدیث نمبر ۴۱۱ حَدَّثَنَا أَصْبَغُ بْنُ قَزَّاهٍ قَالَ ذَكَرْتُ لِعُرْوَةَ قَالَ فَأَخْبَرَنِي عَائِشَةُ أَنَّ أَوَّلَ شَيْءٍ بَدَأَ بِهِ حِينَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ تَوَضَّأَ ثُمَّ طَافَ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ عُمَرَةُ ثُمَّ حَجَّ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ مِثْلَهُ ثُمَّ حَجَّ جَعْتُ مَعَ أَبِي الزُّبَيْرِ فَأَقُولُ شَيْءٌ بَدَأَ بِهِ الطَّوُافُ ثُمَّ رَأَيْتُ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارَ

يَفْعَلُونَهُ وَقَدْ أَخْبَرْتُ أُنْثَىٰ أَنَّهُمَا أَحَلَّتْ هِيَ وَأَخْتُهَا وَلِزَيْدٍ وَقُلَانٌ وَقُلَانٌ بِمَعْرَةٍ
فَلَمَّا مَسَحُوا يَكْسِرُ ۚ

ترجمہ۔ محمد بن عبد الرحمن نے فرمایا کہ میں نے حضرت عروہؓ سے ذکر کیا کہ مکہ کی طرف آنے والے کو کیا کرنا چاہیے۔ امام بخاریؒ نے سوال و جواب کو حذف کر دیا۔ صرف مرفوع حدیث ذکر کر دی (حضرت عروہؓ نے فرمایا کہ میری خالہ حضرت عائشہؓ نے مجھے بتلایا کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ تشریف لائے تو سب سے پہلا کام جس کو آپؐ نے شروع کیا وہ تھا کہ وضو کیا۔ پھر طواف کیا۔ یہ عمرہ نہیں تھا کہ سعی کرتے۔ یہ طواف قدم تھا۔ پھر حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ نے اسی طرح حج کیا پھر میں نے ابوالزبیرؓ کی مصاحبت میں حج کیا۔ تو پہلی چیز جس سے ابتداء کی۔ وہ طواف تھا۔ پھر مہاجرین اور انصار کو بھی میں نے اسی طرح کرتے دیکھا۔ حضرت عروہؓ فرماتے ہیں کہ میری والدہ اسماءؓ نے مجھے بتلایا کہ انہوں نے اور ان کی بہن عائشہؓ اور حضرت زبیرؓ نے اور فلاں فلاں نے عمرہ کا احرام باندھا۔ جب رکن حجر اسود کا استلام کیا۔ تو حلال ہو گئے۔ یعنی احرام کھول دیا۔

لیکن یہاں عبارت مخدوف ہے کہ جب حجر اسود کا استلام کیا اور طواف کو مکمل کیا اور سعی کر کے حلق کر لیا۔ پھر احرام کھولا۔ یہ ظاہر ہے اور یہی جہور کا مذہب ہے کہ محض استلام حجر سے حلال نہیں ہو جاتا۔ رہ گیا وضو للطواف تو امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ وضو شرط نہیں ہے۔ اگر کسی نے بغیر وضو کے طواف کر لیا۔ تو طواف صحیح ہو جائے گا۔ البتہ اگر طواف قدم ہے تو صدقہ دینا ہوگا۔ اگر طواف زیارت بغیر وضو کے کیا ہے تو اس پر بکری واجب ہوگی۔ ائمہ ثلاثہؒ وضو کو طواف کے لئے شرط قرار دیتے ہیں۔

حدیث نمبر ۱۴۱۸ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ النَّذْرِ اَعْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا طَافَ فِي الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ اَوَّلَ مَا يَقْدُمُ سَعْيَ ثَلَاثَةِ اَطْوَافٍ وَامْشَى اَرْبَعَةً ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ يَطُوفُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ

ترجمہ۔ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب حج اور عمرہ کے لئے آئے تو پہلے پہل اس طرح طواف کرتے کہ تین بار میں تو رمل کرتے اللہ چار بار میں آہستہ چلتے۔ پھر دو رکعت صلوٰۃ طواف پڑھتے۔ پھر صفا اور مردہ پہاڑی کے درمیان سعی کرتے۔

حدیث نمبر ۱۴۱۹ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ النَّذْرِ اَعْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ

الْبَيْتِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا طَافَ بِالْبَيْتِ الطَّوَّافَ الْأَوَّلَ يَخُبُثُ ثَلَاثَةَ
 أَطْوَافٍ وَيَمْشِي أَرْبَعَةً وَأَتَاهُ كَانَ يَسْعَى بَطْنَ الْمَسِيلِ إِذَا طَافَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ .
 ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت اللہؐ کا
 پہلا پہلا طواف کرتے تھے۔ تو تین بار ہی میں رُتل کرتے تھے (تیزی سے چلتے تھے) اور چار بار ہی میں آہستہ
 چلتے تھے۔ اور سیلاب کی گذرگاہ کے پیٹ میں دوڑ لگاتے جب کہ صفا اور مردہ کے درمیان بھی کرتے۔

بَابُ طَوَافِ النِّسَاءِ مَعَ الرِّجَالِ

ترجمہ۔ عورتوں کا مردوں کے ہمراہ طواف کرنا۔

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ إِذَا مَنَعَ ابْنُ هِشَامٍ النِّسَاءَ الطَّوَّافَ مَعَ الرِّجَالِ قَالَ
 كَيْفَ تَمْنَعُهُنَّ وَقَدْ طَافَ نِسَاءُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ الرِّجَالِ قُلْتُ
 بَعْدَ الْحِجَابِ أَوْ قَبْلُ قَالَ إِنْ لَمْ يَمْرُئِي لَقَدْ أَدْرَكْتُهُ بَعْدَ الْحِجَابِ قُلْتُ كَيْفَ
 يُخَالِطُهُنَّ الرِّجَالُ قَالَ لَمْ يَكُنْ يُخَالِطُهُنَّ كَانَتْ عَائِشَةُ تَطُوفُ حَجْرَةَ
 مِنَ الرِّجَالِ لَا تُخَالِطُهُمْ فَقَالَتْ امْرَأَةٌ أَنْطَلِقِي نَسْتَلِمُ يَا أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ قَالَتْ
 أَنْطَلِقِي عَنْكَ وَأَبْتُ يَخْرُجْنَ مُتَنَكِّرَاتٍ بِاللَّيْلِ فَيَطْفَنَ مَعَ الرِّجَالِ وَلَكِنَّهُنَّ
 كُنَّ إِذَا دَخَلْنَ الْبَيْتَ مِّنْ حَيْثُ يَدْخُلْنَ وَأَخْرِجَ الرِّجَالُ وَكُنْتُ أُنِيَّ عَائِشَةَ
 أَنَا وَعَبِيدُ بْنُ عُمَيْرٍ قَبِي مُجَاوِرَةً فِي جَوْفِ ثَبْرِ قُلْتُ وَمَا حِجَابُهَا قَالَ هِيَ فِي
 قُبَّةٍ تُرَكِّبَتُ لَهَا عِشَاءٌ وَمَا بَيْنَنَا غَيْرُ ذَلِكَ وَرَأَيْتُ عَلَيْهَا دُرَّ عَامُوزًا دَا .

ترجمہ۔ عطار نے خبر دی جب ابن ہشام نے عورتوں کو مردوں کے ساتھ طواف کرنے سے روکا
 عطار نے کہا کہ آپ ان عورتوں کو کیسے روک سکتے ہیں۔ حالانکہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا
 مطہرات نے مردوں کے ساتھ مل کر طواف کیا ہے۔ میں نے کہا کہ حجاب کے بعد یا اس سے پہلے۔ کہا۔
 ہاں۔ میری زندگی کی قسم! میں نے اس کو حجاب کے بعد پایا۔ تو میں نے کہا تو پھر مردان سے کیسے
 اختلاط کرتے تھے۔ فرمایا مردان سے غلط ملط نہیں ہوتے تھے۔ چنانچہ حضرت عائشہؓ مردوں سے الگ تھلگ
 ہو کر طواف کرتی تھیں۔ مردان سے غلط ملط نہیں ہوتے تھے۔ چنانچہ ایک عورت (دقرہ) نے ان سے کہا۔

کہ اے ام المؤمنین چلیں اسلام کریں یعنی ہاتھ لگائیں۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا۔ چلی جا۔ اپنا سہلے۔ اور انکار کر دیا۔ بلکہ عورتیں رات کے وقت ادپری شکل میں نکلتی تھیں۔ اور مردوں کے ہمراہ طواف کرتی تھیں۔ لیکن جب وہ بیت اللہ میں داخل ہوتیں کھڑی رہ جاتیں۔ جب تک کہ وہ داخل نہ ہوں اور مرد نکال لئے جائیں۔ عطار فرماتے ہیں۔ کہ میں حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوتا۔ میں بھی اور عبید بن عمیر بھی جبکہ وہ ثبیر ہاڑ میں مقیم تھیں۔ تو میں نے کہا۔ ان کا پردہ کیا ہوتا تھا۔ فرمایا وہ ایک تہ کی خیمہ میں ہوتی تھیں۔ جس کے آگے پردہ لٹکا ہوتا تھا۔ ہمارے درمیان اور ان کے درمیان اور کچھ نہیں ہوتا تھا۔ اور میں نے ان کے ادپری ایک گلابی رنگ کی قمیص دیکھی۔

تشریح از شیخ گنگوہی | جب حضرت عائشہؓ کو معلوم ہو گیا کہ حجر اسود کو ہاتھ لگانا مردوں سے غلط ملط ہونے کے بغیر ممکن نہیں ہے تو انہوں نے انکار کر دیا۔

تحریر منکرات یہ عطار کا کلام ہے ترکیب نحوی کے اعتبار سے اس کا ما قبل سے تعلق نہیں ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ عورتیں رات کے وقت ادپری شکل میں مردوں کے ساتھ طواف کر سکتی ہیں۔ ہاں بیت اللہ میں ان کے ہمراہ داخل نہ ہوں۔ ہمارے زمانے میں تو اس کی بالکل ممانعت ہونی چاہیے۔ کیونکہ یہ توفتنہ و فساد کا دور ہے۔

در عامور | یہ ان کی گلابی قمیص یا تو طواف کی حالت میں دیکھی یا دوسرے مقامات پر دیکھی۔ اور گلابی لباس اگر معصفر سے ہے تو گزر چکا کہ ان کے نزدیک جائز ہے۔ کیونکہ یہ خوشبو نہیں۔ اگر کسی اور رنگ سے ہے تو جب تک خوشبو نہ ہو کوئی حرج نہیں۔ ابن ہشام سے مراد ابراہیم بن ہشام جو ہشام بن عبد الملک کی طرف سے امیر الحاج تھا۔

حدیث نمبر ۴۲۰ حَدَّثَنَا اسْمَعِيلُ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنِّي اسْتَيْكِي فَقَالَ طُوفِي مِنْ وَرَاءِ النَّاسِ وَاَنْتِ رَاكِبَةٌ فَطُفْتُ مِنْ وَرَاءِ النَّاسِ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَئِذٍ يُصَلِّي إِلَى الْجَنْبِ الْبَيْتِ وَهُوَ يَدْعُ وَالطُّورُ وَكِتَابٌ مَسْطُورٌ۔

ترجمہ حضرت ام سلمہؓ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتی ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی۔ کہ میں بیمار ہوں۔ طواف کیسے کروں۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ تو لوگوں

کے پیچھے رہ کر سوار ہو کر طواف کر لے۔ چنانچہ میں نے لوگوں سے پیچھے رہ کر طواف کیا۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت بیت اللہ کے پہلو میں نماز پڑھ رہے تھے۔ اور وہ طور و کثب مسطورہ کی قرأت کر رہے تھے۔

بَابُ الْكَلَامِ فِي الطَّوَافِ

ترجمہ۔ طواف کی حالت میں کلام کرنا۔

حدیث نمبر ۱۴۲۱ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوسَى الْعَيْنِ اَبْنُ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ وَهُوَ يَطُوفُ بِالْكَعْبَةِ بِاِنْسَانٍ تَبَطَّيْدَهُ اِلَى اِنْسَانٍ بَسِيْرٍ اَوْ بِخَيْطٍ اَوْ بِشَيْءٍ غَيْرِ ذَلِكَ فَقَطَعَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ ثُمَّ قَالَ قَدْ بَسَدَ هـ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب کعبہ کا طواف کر رہے تھے۔ ایسے انسان کے ساتھ گزر ہوا۔ جب کہ اس نے اپنا ہاتھ دوسرے انسان کی طرف چمڑے کے تسمے یا تاگے یا اس قسم کی کسی اور چیز سے باندھ رکھا تھا۔ آپ نے اپنے ہاتھ سے اس کو کاٹ دیا۔ پھر فرمایا کہ اس کو اپنے ہاتھ سے کھینچ کر چلو۔

تشریح از قاسمی | قد بیدہ یہ محل ترجمہ ہے۔ کہ آپ نے طواف کی حالت میں کلام فرمایا۔ ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ مقودنا بنینا تھا۔ یا کسی اور وجہ سے باندھا ہوا تھا۔

بَابُ اِذَا رَاى سَيْرًا اَوْ شَيْئًا يَكْرَهُ فِي الطَّوَافِ قَطَعَهُ

ترجمہ۔ طواف کی حالت میں جب کہ کوئی تسمہ دیکھے اور کوئی چیز جو طواف میں مکروہ ہو تو اُسے کاٹ دیا جائے۔

حدیث نمبر ۱۴۲۲ حَدَّثَنَا اَبُو عَاصِمٍ الْعَدَنِي اَبْنُ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاى رَجُلًا يَطُوفُ بِالْكَعْبَةِ بِيَنْ مَامٍ اَوْ غَيْرِهِ فَقَطَعَهُ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک

آدمی کو دیکھا جو بیت اللہ کا طواف باگ یا کسی اور چیز کو پکڑ کر کر رہا تھا۔ تو آپ نے اس باگ یا تسے رومال کو کاٹ دیا۔ غیرہ سے رومال مراد ہے۔

بَابُ لَا يَطُوفُ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ وَلَا يَحُجُّ مُشْرِكٌ

ترجمہ۔ بیت اللہ کا طواف کوئی ننگا نہ کرے۔ اور نہ کوئی مشرک حج کر سکتا ہے۔

حدیث نمبر ۴۲۳۱ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ بَعَثَهُ فِي الْحَجَّةِ الَّتِي آمَرَهُ عَلَيْهِمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ يَوْمَ التَّحْرِيفِ رَهْطٌ يُؤَدُّنَ فِي النَّاسِ أَنْ لَا يَحُجَّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَلَا يَطُوفُ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ۔

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے خبر دی۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ان کو یہ پیغام دے کر بھیجا۔ اس حج میں جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو امیر بنایا تھا۔ حجۃ الوداع سے پہلے ایک ایسی جماعت میں جو قربانی کے دن لوگوں کے اندر جا کر یہ اعلان کرے کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہیں کرے گا۔ اور نہ ہی کوئی ننگا بیت اللہ کا طواف کرے گا۔

تشریح از قاسمی | عرب کے لوگ ننگے طواف کرتے تھے۔ ہاں اگر ان کو جس کپڑے سے دے دیتے تو مرد مردوں کو اور عورتیں عورتوں کو۔ تب وہ ان کے لباس میں طواف کرتے۔ اس سے ائمہ ثلاثہؓ نے یہ مسئلہ ثابت کیا کہ طواف میں ستر عورت شرط ہے۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ اگر کسی نے ننگے طواف کر لیا۔ تو دم سے جبر نقصان ہو جائے گا۔

بَابُ إِذَا وَقَفَ فِي الصَّلَاةِ

وَقَالَ عَطَاءٌ وَفِيْمَنْ يَطُوفُ فَتَقَامُ الصَّلَاةُ أَوْ يَذْفَعُ عَنْ مَكَانِهِ إِذَا سَلَّمَ يَرْجِعُ إِلَى حَيْثُ قَطَعَ عَلَيْهِ فَيَبْنِي وَيَذْكُرُ نَحْوَهُ عَنِ ابْنِ عُمرَ وَ عُبَيْدِ الرَّحْمَنِ ابْنِ أَبِي بَكْرٍ۔

ترجمہ۔ باب جب طواف میں رک جائے تو طواف منقطع کرے یا نہ۔ حضرت عطاءؓ اس شخص کے

کے بارے میں فرماتے ہیں جو طواف کر رہا تھا کہ نماز کے لئے تکبیر کہی گئی۔ یا جب نماز سے سلام پھیر رہا تھا۔ تو اس مکان سے ہٹا دیا گیا۔ تو اس جگہ واپس آ جاتے یعنی اس جگہ واپس آتے جہاں اس کی نماز قطع ہوئی۔ اور اس پر بنا کرے۔ اسی طرح حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور عبدالرحمن بن ابی بکرؓ سے ذکر کیا جاتا ہے۔

تشریح از قاسمی | جہور ائمہ کا مسلک یہ ہے کہ جس جگہ سے طواف میں انقطاع ہوا ہے۔ اسی پر بنا کرے۔ نئے سرے سے طواف شروع نہ کرے۔ یہی حکم نماز کا ہے۔ البتہ حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ استیناف کرے۔ امام مالکؒ فرض نماز کے ساتھ مقید کرتے ہیں۔ قالہ قسطلانی۔ علامہ کرمائیؒ فرماتے ہیں کہ امام بخاریؒ نے ترجمہ کے اثبات کے لئے کوئی حدیث ذکر نہیں فرمائی۔ یا تو ان کی شرط کے مطابق حدیث پائی نہیں گئی یا علامہ عینیؒ کے قول کے مطابق امام بخاریؒ نے یہ التزام نہیں کیا۔ کہ ہر ترجمہ کو حدیث سے ثابت کریں گے۔ بلکہ ترجمہ کے بعد کسی صحابی یا تابعی کا اثر ذکر کر دیا۔ تو یہی کافی ہے۔ چنانچہ یہاں بھی ایسا ہی ہوا۔

بَابُ طَافِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَصَلَّى لِسُبُوعِهِ رَكَعَتَيْنِ وَقَالَ نَافِعٌ كَانَ ابْنُ عُمَرَ يُصَلِّي لِكُلِّ سُبُوعٍ
رَكَعَتَيْنِ وَقَالَ اسْمَعِيلُ بْنُ أُمَيَّةَ قُلْتُ لِلزُّهْرِيِّ إِنْ عَطَاءٌ يَقُولُ تُجْزِئُهُ
الْمَكْتُوبَةُ مِنْ رَكَعَتِي الطَّوَافِ فَقَالَ الشَّيْخُ أَفْضَلُ لَمْ يَطْفِئِ النَّبِيُّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُبُوعًا قَطْرًا لَا صَلَّى رَكَعَتَيْنِ۔

ترجمہ۔ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے طواف کیا۔ اور ساتویں مرتبہ پر دو رکعت نماز طواف پڑھی۔ حضرت نافعؒ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمرؓ بھی ہر ساتویں بار پر دو رکعت نماز طواف پڑھتے تھے۔ اسمعیل بن امیہؒ نے کہا کہ میں نے امام زہریؒ سے کہا کہ حضرت عطاء تابعیؒ فرماتے ہیں کہ فرض نماز دو رکعت طواف سے کفایت کر جائے گی تو امام زہریؒ نے فرمایا کہ سنت افضل ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بھی طواف کیا تو دو رکعت نماز طواف ضرور پڑھی ہے۔

تشریح از قاسمی | شوافعؒ اور حنابلہؒ کا یہی مسلک ہے۔ رکعتی الطواف سنتہ مؤکدہ ہیں۔

اخاف اور مالکیت انہیں واجب کہتے ہیں۔ لیکن ترک پر دم واجب نہیں ہوگا۔ اس کے وجوب پر دلیل ایک تو قرآنی آیت ہے۔ وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مَوْسَمًا اور دوسرا مواظبتہ البنی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

حدیث نمبر ۴۲۴۱ أَحَدُنَا قَتِيبَةُ عَنْ عُمَرَ قَالَ سَأَلْنَا ابْنَ عُمَرَ أَيْقَعُ الرَّجُلُ عَلَى امْرَأَتِهِ فِي الْعُمَرَةِ قَبْلَ أَنْ يَطُوفَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ قَالَ قَدِيمَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ سَبْعًا ثُمَّ مَلَئَ خَلْفَ الْمَقَامِ زَكَمَتَيْنِ وَطَافَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَقَالَ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ قَالَ وَسَأَلْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ فَقَالَ لَا يَقْرُبُ امْرَأَتَهُ حَتَّى يَطُوفَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ۔

ترجمہ۔ حضرت عمرو سے مروی ہے کہ ہم نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے پوچھا کہ کیا عمرہ میں صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنے سے پہلے آدمی اپنی بیوی سے ہمبستری کر سکتا ہے۔ تو انہوں نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سات مرتبہ بیت اللہ کا طواف کیا پھر مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعت نماز ادا کی۔ پھر صفا و مروہ کے درمیان سعی کی۔ اور فرمایا کہ تمہارے لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہترین نمونہ ہیں۔ یہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ اس نے کہا کہ پھر حجے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے سوال کیا۔ تو انہوں نے بھی فرمایا۔ جب تک صفا و مروہ کے درمیان سعی نہ کرتے اپنی عورت کے قریب نہ جلتے۔

تشریح از شیخ گنگوہی الایقرب امرأتہ حضرت ابن عمرؓ کے قول لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ سے بھی یہی مراد ہے۔ انہوں نے اصل آیت و روایت ذکر کر دی مسئلہ کو صراحت ذکر نہ فرمایا۔

تشریح از شیخ زکریا ابن الصفا والمروة سعی کو طواف یا تو مجازاً کہا گیا ہے یا حقیقتہ لغویہ کے طور پر اطلاق ہے۔ غرض یہ ہے کہ سعی سے پہلے عورت سے ہمبستری نہ کرے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا نہیں کیا۔ ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدار کرنی چاہیے۔ باقی رہ گئی یہ بات کہ حدیث کو ترجمہ سے کیسے مطابقت ہوئی۔ جس کا ترجمہ تو امام بخاری نے باندھا۔

حافظ فرماتے ہیں۔ مقصود ترجمہ یہ ہے کہ قرآن بین الاسابیع خلاف اولیٰ ہے۔ کیونکہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا نہیں کیا۔ یہی قول اکثر شوافع اور امام ابو یوسف کا ہے۔ امام ابو حنیفہ اور امام محمدؒ مکروہ کہتے ہیں۔ اور جہور ائمہ بلا کراہتہ اجازت دیتے ہیں۔ چنانچہ مسور بن محرزؒ کی روایت ہے کہ جب کوئی شخص صبح اور عصر کی نماز کے بعد طواف کرے۔ اور سورج طلوع ہو جائے یا غروب ہو جائے۔ تو ہر اسبوع کے لئے دو رکعت پڑھے۔ اگر دو اسبوع جمع کر لے اور ان کے درمیان رکعتی الطواف نہ پڑھی تو یہ جائز نہیں ہے۔ امام شافعیؒ اسے جائز فرماتے ہیں۔ ہمارے اخاف کی دلیل یہ ہے۔ کہ طواف اور صلوٰۃ دو الگ الگ عبادتیں ہیں۔ پہلے کو تمام کرنے سے پہلے دوسرے کے افعال میں شروع ہو جانا جائز نہیں۔ اور یہ اختلاف غیر وقت کراہتہ میں ہے۔ اور اوقات مکروہ میں تو بالاجماع جمع مکروہ نہیں ہے۔ بلکہ نماز کو وقت مباح تک مؤخر کرے۔

بَابُ مَنْ لَمْ يَقْرُبِ الْكَعْبَةَ وَلَمْ يَطْفُ حَتَّى يَخْرُجَ إِلَى عَرَفَةَ وَيَرْجِعُ بَعْدَ الطَّوَّافِ الْأَوَّلِ

ترجمہ۔ جو شخص طواف قدوم کے بعد نہ تو کعبہ کے پاس گیا اور نہ طواف کیا بلکہ سیدھا عرفات چلا گیا اور واپس آیا اس کا کیا حکم ہے۔

حدیث نمبر ۱۴۲۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ فَطَافَ سَبْعًا وَسَعَى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَلَمْ يَقْرُبِ الْكَعْبَةَ بَعْدَ طَوَّافِهِ بِهَا حَتَّى رَجَعَ مِنْ عَرَفَةَ

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ تشریف لائے تو سات مرتبہ طواف کیا۔ صفا و مروہ کے درمیان سعی فرمائی۔ اس طواف قدوم کے بعد پھر خانہ کعبہ کے قریب نہیں گئے۔ یہاں تک کہ عرفات سے واپس آئے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ | لم یقرّب الکعبۃ امام بخاریؒ کا مقصد اس ترجمہ سے یہ ہے کہ اگرچہ طواف کرنا موجب اجر ہے اور عمل حسن ہے۔ لیکن تکرار طواف واجب نہیں ہے۔ کیونکہ آپؐ نے امت پر شفقت کرتے ہوئے ایسا نہیں فرمایا۔ ویسے جب بھی موقع ملے۔ طواف کر سکتا ہے۔

نواب ہوگا۔

تشریح از شیخ زکریا | میرے نزدیک امام بخاریؒ نے اس ترجمہ سے امام مالکؒ کے مسلک کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ کہ قبل الوقوف حاجی کو طواف سے روکا گیا ہے۔ لیکن ظاہر یہ ہے کہ طواف نفلی کا ترک آپؐ نے اس لئے کیا۔ کہ کہیں وجوب کا گمان نہ کیا جائے۔ کیونکہ آپؐ امت پر تخفیف کے خواہاں تھے۔ ورنہ طواف نفلی کی فضیلت سب ائمہ کے نزدیک مسلم ہے۔ حتیٰ کہ امام مالکؒ فرماتے ہیں۔ کہ صلوٰۃ نافلہ سے طواف کرنا افضل ہے۔ خصوصاً در درازے آنے والوں کے لئے تو بہتر ہے۔ یہ کلام اس صورت میں ہے جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مفرد مانا جائے۔ اخافؒ کے نزدیک تو قارن تھے۔ جس کے لئے دو طواف اور دوسری ضروری ہیں۔ جس پر فریقین کے دلائل موجود ہیں۔

بَابُ مَنْ صَلَّى رَكْعَتِي الطَّوَّافِ خَارِجًا مِنَ الْمَسْجِدِ وَصَلَّى عُمْرًا خَارِجًا مِنَ الْحَرَمِ

ترجمہ: جس شخص نے مسجد حرام سے باہر نماز پڑھی۔ چنانچہ عمر نے حرم پاک سے باہر جا کر رکعتی الطواف پڑھی۔

حدیث نمبر ۱۲۲۶ | حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ شَكَّوْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَسَنَدٍ آخِرٍ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَهُوَ بِمَكَّةَ وَأَرَادَ الْخُرُوجَ وَلَمْ تَكُنْ أُمُّ سَلَمَةَ طَافَتْ بِالْبَيْتِ وَأَرَادَتْ بِالْخُرُوجِ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَقِمْتَ الصَّلَاةَ لِلصُّبْحِ فَطُوفِي عَلَى بَعِيرِكَ وَالنَّاسُ يُصَلُّونَ فَفَعَلْتُ ذَلِكَ وَلَمْ تُصَلِّ حَتَّى خَرَجْتُ -

ترجمہ: حضرت ام سلمہؓ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی اور دوسری سند سے یوں ہے کہ حضرت ام سلمہؓ زوجہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب کہ آپؐ مکہ معظمہ میں تھے اور خروج کا ارادہ فرمایا۔ اور حضرت ام سلمہؓ نے بیت اللہ کا طواف نہیں کیا تھا۔ اور خروج کا ارادہ فرما رہی تھیں۔ تو

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا۔ جب کہ صبح کی نماز کے لئے اقامت ہو گئی تھی۔ کہ تم اپنے اونٹ پر طواف کرو۔ جب کہ لوگ نماز پڑھ رہے ہوں۔ چنانچہ انہوں نے ایسا کیا اور انہوں نے اس وقت تک نماز نہ پڑھی جب تک کہ وہ غروب کے لئے تیار نہ ہو گئیں۔

تشریح از قاسمی | اس ترجمہ اور حدیث کا حاصل یہ ہے کہ رکعتی الطواف کے لئے کوئی خاص مقام مقرر نہیں ہے۔ بلکہ طائف جس جگہ چاہے رکعتی الطواف پڑھ سکتا ہے۔ اگرچہ خلف المقام پڑھنا افضل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس باب کے بعد من صلی رکعتی الطواف خلف المقام کا باب ذکر فرمایا ہے۔ اور حضرت عمرؓ کے اثر میں جو بیان ہوا۔ اس میں ہے۔ یہی حق نے نقل کیا ہے۔ کہ حضرت عمرؓ نے ذی طوی میں جا کر رکعتی الطواف پڑھی۔ کیونکہ انہوں نے صبح کی نماز کے بعد طواف کیا تھا۔ اور وہ صبح کے بعد مطلقاً نفل نماز جائز نہیں سمجھتے تھے۔ جب تک طلوع شمس نہ ہو جائے۔ قالہ قسطلانی۔ **حاشیہ** خرہت ای کے من المسجید اور من مکتہ ثم صلت تو اس حدیث باب سے بھی معلوم ہوا کہ رکعتی الطواف خارج المسجد جائز ہے۔ اگر مسجد حرام کے اندر ادا کرنا لازم اور شرط ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو بہر قرار نہ رکھتے۔ اور اس روایت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جس شخص سے صلوة طواف رہ جائے تو وہ اس کو حل اور حرم دونوں میں قضا کر سکتا ہے۔ جہور کا یہی قول ہے۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں۔ یہ قول امام ابو حنیفہؒ اور امام شافعیؒ کا ہے۔ اور امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی حرم سے نکل کر اپنے وطن پہنچ گیا۔ اور صلوة طواف نہ پڑھی۔ تو اس پر دم واجب ہوگا۔

بَابُ مَنْ صَلَّى رَكْعَتَيِ الطَّوَّافِ خَلْفَ الْإِمَامِ

ترجمہ۔ باب اس شخص کے بارے میں جس نے مقام ابراہیم کے پیچھے رکعتی الطواف ادا کی۔

حدیث نمبر ۴۲۷۱ حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ قَدِمَ إِلَيْنَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ سَبْعًا وَصَلَّى خَلْفَ الْمَقَامِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّفَا وَقَدْ قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لَقَدْ كُنَّا لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةً حَسَنَةً۔

ترجمہ۔ ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ تشریف لائے۔ سات مرتبہ بیت اللہ کا طواف کیا۔ اور دو رکعتیں مقام ابراہیم کے پیچھے ادا فرمائیں۔ پھر صفا کی طرف تشریف لے گئے۔ اس کے لئے کا ارشاد ہے۔ تمہارے لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہترین نمونہ ہے۔
بَابُ الطَّوَّافِ بَعْدَ الصُّبْحِ وَالْعَصْرِ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يُصَلِّي رَكَعَتَيِ الطَّوَّافِ مَا لَمْ تَطْلُعِ الشَّمْسُ وَطَافَ عُمَرُ بَعْدَ صَلَاةِ الصُّبْحِ حَتَّى صَلَّى الرَّكَعَتَيْنِ بِذِي طُوًى۔

ترجمہ۔ صبح اور عصر کی نماز کے بعد طواف کرنا۔ حضرت ابن عمرؓ جب تک سورج طلوع نہ کرتا۔ رکعتی الطواف پڑھتے رہے اور حضرت عمرؓ صبح کی نماز کے بعد طواف کرتے تو سوار ہو جلتے۔ یہاں تک کہ رکعتی الطواف ذی طوی میں جا کر پڑھتے۔

حدیث نمبر ۴۲۸ **أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ عُمَرَ الْبَصْرِيُّ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ نَاسًا طَافُوا بِالْبَيْتِ بَعْدَ صَلَاةِ الصُّبْحِ ثُمَّ قَعَدُوا إِلَى الْمَذَكِرِ حَتَّى إِذَا أَطْلَعَتِ الشَّمْسُ قَامُوا يُصَلُّونَ فَقَالَتْ عَائِشَةُ قَعَدُوا حَتَّى إِذَا كَانَتِ السَّاعَةُ الَّتِي يُنْكِرُهَا فِيهَا الصَّلَاةُ قَامُوا يُصَلُّونَ۔**

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ لوگ صبح کی نماز کے بعد بیت اللہ کا طواف کرتے تھے۔ پھر واعظ اور مذکر کے پاس جا کر بیٹھ جلتے۔ حتیٰ کہ جب سورج طلوع کرتا تو وہ گھڑے ہو کر نماز پڑھتے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ وہ لوگ بیٹھے رہتے۔ یہاں تک کہ جب وہ گھڑی گزر جاتی جس میں نماز ادا کرنا مکروہ ہے۔ تو وہ اٹھ کر نماز پڑھتے تھے۔

حدیث نمبر ۴۲۹ **أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَى عَنِ الصَّلَاةِ عِنْدَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَعِنْدَ غُرُوبِهَا۔**

ترجمہ۔ حضرت عبد اللہؓ نے فرمایا۔ کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ وہ طلوع شمس اور غروب شمس کے وقت نماز پڑھنے سے منع کرتے تھے۔

حدیث نمبر ۴۳۰ **أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقُفْلِيُّ رَأَيْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الزُّبَيْرِ**

يَطُوفُ بَعْدَ الْفَجْرِ وَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ قَالَ عَبْدُ الْعَزِيزِ وَرَأَيْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الزُّبَيْرِ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ وَيُحْبِذُ أَنْ عَاشِئَةً حَدَّثَتْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَدْخُلْ بَيْتَهُمَا إِلَّا مَلَأَهُمَا.

ترجمہ۔ حضرت عبد العزیز کہتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن الزبیرؓ کو دیکھا کہ وہ عصر کے بعد دو رکعت پڑھتے تھے۔ اور خبر دیتے تھے۔ کہ حضرت عائشہؓ نے انہیں حدیث بیان کی۔ کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی ان کے گھر میں داخل ہوئے تو ان دو رکعتوں کو ضرور پڑھا ہے۔

تشریح از قاسمی | باب الطواف | معنی میں ہے۔ ہذا باب فی بیان حکم الطواف

بعد صلوٰۃ الصبح و بعد صلوٰۃ العصر اگر یہ عبارت مقدر نہ مافی جائے تو پھر باب اور احادیث باب میں مطابقت ثابت نہیں ہوگی۔ باقی امام بخاریؒ نے مطلق رکھا اور حکم کو بیان نہیں فرمایا۔ کیونکہ اس بارے میں آثار مختلفہ ہیں۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ امیر الحاج تھے۔ جو یقین کے راستہ ذی طوی میں قیام پذیر ہوتے۔ امام طحاویؒ فرماتے ہیں۔ یہ حضرت عمرؓ ہیں جنہوں نے صحابہ کرام کی موجودگی میں نماز کو مؤخر کیا۔ جب تک کہ اس کا وقت داخل نہ ہو گیا۔ اور کسی صحابی نے ان پر مکبر نہ کیا۔ لہذا کسی کو لائق نہیں کہ جب وہ صبح کی نماز کے بعد طواف کرے تو اس وقت نماز نہ پڑھے الا من عذر۔

تشریح از شیخ گنگوہی | قعدہ احتی | کانت الساعۃ | وہ لوگ تو خیال کرتے تھے۔

کہ ارتفاع شمس کے ساتھ وقت حد کراہت سے نکل جائے گا۔ لیکن حضرت عائشہؓ گمان کرتی تھیں۔ کہ ابھی کراہت کا وقت باقی ہے۔ اس لئے اس وقت میں تحریمہ باندھنے کو مکروہ سمجھتی تھیں۔ چنانچہ

ابن ابی شیبہ نے ایسے ہی روایت کی ہے۔ **نہی عن الطواف عند طلوع الشمس** |

تشریح از قاسمی | یہ حدیث امام ابو حنیفہؒ کی دلیل ہے۔ لیکن اس پر اشکال ہے۔ کہ حدیث

کو ترجمہ سے کیے مطابقت ہوئی۔ کیونکہ حدیث میں رکعتی الطواف کا ذکر نہیں ہے۔ مطلق صلوٰۃ کا بیان ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے طواف کو صلوٰۃ فرمایا ہے۔ جو اس نماز کو مستلزم ہے جو اس کے بعد ہوتی ہے۔

لم یدخل بیتہما الا مملأہما | یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت تھی جس کو

ابو داؤد نے روایت کیا ہے چنانچہ حضرت عمرؓ نے اس شخص کو درے مارتے تھے جو بعد العصر نماز نفل پڑھتا تھا۔

بَابُ الْمَرِيضِ يَطُوفُ دَاكِئًا

ترجمہ۔ مریض سوار ہو کر طواف کر سکتا ہے۔

حدیث نمبر ۴۳۱۱ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ الْوَاسِطِيُّ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَافَ بِالْبَيْتِ وَهُوَ عَلَى بَعِيرٍ كَمَا آتَى عَلَى الرَّكْنِ أَشَارَهُ إِلَيْهِ بِشَيْءٍ فِي يَدِهِ وَكَأَنَّ

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ پر سوار ہو کر بیت اللہ کا طواف کیا۔ جب رکن کے پاس تشریف لائے تو جو چیز آپ کے ہاتھ میں ہوتی اس سے اشارہ کرتے اور تکبیر کہتے۔

حدیث نمبر ۴۳۲۱ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُسْلِمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ شَكَّوتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنِّي أَشْتَكِي فَقَالَ طُوفِي مِنْ قَدَائِ النَّاسِ وَأَنْتِ دَاكِئَةٌ فَطَفْتُ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْلِي إِلَى اجْنِبِ الْبَيْتِ وَهُوَ يَمْرَأُ بِالطَّوْرِ وَيَكْتَبُ مَسْطُورٍ۔

ترجمہ۔ حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں شکایت کی کہ میں بیمار ہوں (طواف کیسے کروں) آپ نے ارشاد فرمایا کہ سوار ہو کر لوگوں کے پیچھے پیچھے طواف کرو۔ پس میں نے طواف کیا۔ جب کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ کے پہلو میں نماز پڑھا رہے تھے اور سورۃ طور کی قرأت کر رہے تھے۔

تشریح از قاسمی علامہ قسطلانی فرماتے ہیں۔ شوافع کے نزدیک بغیر عذر کے بھی راکبا طواف کرنے میں کوئی قباحت نہیں۔ البتہ خلاف اولیٰ ہے۔ احناف کے نزدیک پیدل چل کر طواف کرنا واجب ہے۔ الا من عذر۔ چنانچہ امام بخاریؒ بھی اس ترجمہ سے یہی ثابت کر رہے ہیں۔ جیسے حضرت ام سلمہؓ کا طواف بیحارمی اور عذر کی وجہ سے عمار اسی طرح جناب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طواف علی الرجاہ بھی بخاری کی وجہ سے تھا چنانچہ ابوداؤد کی روایت میں ابن عباس سے مروی ہے۔ قدم النبی صلی اللہ علیہ وسلم وهو یشتکی فطاف علی راجلہ کہ آپ جب مکہ میں تشریف لائے تو بیمار تھے۔ اس لئے اونٹنی پر طواف کیا۔

بَابُ سَقَايَةِ الْحَاجِّ

ترجمہ۔ حاجیوں کو پانی پلانا۔

حدیث نمبر ۱۴۳۳ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اسْتَأْذَنَ الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُبَدِّلَ بِمَكَّةَ لَيْلًا مِنْ أَجْلِ سَقَايَتِهِ فَأَذِنَ لَهُ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عباس بن عبد المطلب نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی کہ بوجہ حاجیوں کو پانی پلانے کے انہیں مکہ معظمہ میں منیٰ کی راتیں گزارنے کی اجازت دی جائے۔ پس آپ نے ان کو اس کے لئے اجازت دے دی۔

حدیث نمبر ۱۴۳۴ حَدَّثَنَا اسْحَقُ بْنُ شَاهِينَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَ إِلَى السَّقَايَةِ فَاسْتَسْقَى فَقَالَ الْعَبَّاسُ يَا فَضْلُ أَذْهَبَ إِلَى أُمِّكَ فَأَتَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَدَابٍ مِنْ عِنْدِهَا فَقَالَ اسْقِنِي فَشَرِبَ مِنْهُ ثُمَّ أَتَى زُمْزَمَ وَهُمْ يَسْقُونَ وَيَمْكُونَ فِيهَا فَقَالَ اْعْمَلُوا فَإِنَّكُمْ عَلَى عَمَلٍ صَالِحٍ ثُمَّ قَالَ كَوْلُوا أَنْ تَغْلِبُوا النَّذْلُ حَتَّى أَضَعَ الْحَبْلَ عَلَى هَذِهِ لِيَعْنِي عَاقِبَتَهُ وَأَشَارَ إِلَى عَاقِبَتِهِ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سقایہ کی طرف تشریف لائے۔ اور پینے کے لئے پانی طلب کیا۔ تو حضرت عباسؓ نے فرمایا۔ اے فضل! اپنی ماں کے پاس جاؤ۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وہ صاف پانی لے آؤ جو اس کے پاس موجود ہے۔ آپ نے فرمایا مجھے ہی پلاؤ۔ حضرت عباسؓ نے کہا۔ یا رسول اللہ! لوگ اس میں ہاتھ ڈالتے ہیں۔ آپ نے فرمایا مجھے اسی سے پلاؤ۔ چنانچہ آپ نے اسی سے پانی پیا۔ پھر زمزم کے پاس تشریف لائے کہ لوگ پانی پی رہے تھے۔ اور کچھ پانی پلانے کا عمل کر رہے تھے۔ فرمایا یہ عمل کرتے ہو۔

تم نہایت نیک عمل پر ہو۔ فرمایا اگر مجھے خطرہ نہ ہوتا کہ تم لوگ مغلوب ہو جاؤ گے تو میں خود اترتا اور ڈول کی رسی کو اپنے کاندھے پر رکھتا۔ کاندھے کی طرف اشارہ فرمایا۔

تشریح از قاسمی | امام نوویؒ فرماتے ہیں۔ اس حدیث باب سے دوسرے معلوم ہوتے ایک تو یہ کہ ایام تشریق میں مین راتیں بسر کرنی چاہئیں۔ امام ابو حنیفہؒ اسے سنت کہتے ہیں۔ دیگر ائمہ واجب فرماتے ہیں۔ دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ اہل سقایہ مذہبیت یعنی چھوڑنے کی اجازت ہے وہ مکہ جاکر لوگوں کو زمزم کا پانی پلائیں۔ اور حوضوں میں بھی جمع کریں۔

اسقنی الخ آپؐ نے تو اضغایہ فرمایا کہ دراصل ہر چیز میں طہارت اور نفاقت ہے۔ جب تک تحقیق نہ ہو جائے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ تناولہ العباسؑ المہ لو۔ کہ کہ حضرت عباسؑ نے ڈول حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دے دیا۔
لولا ان تغلبوا الخ یعنی لوگ سنت سمجھ کر میری اقتدار کریں گے۔ یہاں تک کہ مکہ کاڑ کی وجہ سے تم پریشان ہو گے۔ **لنزلت ای** **عہد** **راہلتی**۔

زمزم مسجد حرام مراد ہے۔ زمزم اس کو کثرت مار کی وجہ سے کہتے ہیں۔ زمزم اور کعبہ کے درمیان قریباً چالیس گز کا فاصلہ ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي زُمَزَمَ

ترجمہ۔ مار زمزم کے بارے میں جو فضیلت ہے اس کی بیان اس باب میں ہے۔

حدیث نمبر ۴۲۴ **أَحَدُ ثَنَا قَالَ عَبْدُ اللَّهِ قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ كَانَ أَبُو ذَرٍّ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فُرِجَ سَقْنِي وَأَنَا مَكَّةَ فَنَزَلَ جِبْرِيلُ فَفَرَجَ صَدْرِي ثُمَّ غَسَلَهُ بِمَاءِ زُمَزَمَ ثُمَّ جَاءَ بِطَبْطِ مَنُ ذَهَبٍ مُّمْتَلِئٍ حِكْمَةً وَإِيمَانًا فَأَفْرَغَهَا فِي صَدْرِي ثُمَّ أَطْبَقَهُ ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِي فَفَرَجَ بِي إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَقَالَ جِبْرِيلُ لِيَخَادِنِ السَّمَاءُ الدُّنْيَا فَفَتَحَ قَالَ مَنْ هَذَا أَقَالَ جِبْرِيلُ**

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ نے فرمایا کہ حضرت ابو ذر غفاریؓ نے حدیث بیان کرتے تھے۔

کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب میں مکہ میں تھا تو میری چھت کھولی گئی۔ جبرائیلؑ اترے میرا سینہ چاک کیا پھر اس کو زمزم کے پانی سے دھویا۔ پھر ایک سونے کا قہال لایا گیا جو دانشمندی اور یقین سے بھرا ہوا تھا۔ جس کو میرے سینے میں اندیل دیا۔ پھر اس کو جوڑ دیا۔ پھر میرا ہتھ پکڑ کر مجھے آسمان دنیا پر چڑھا کر لے گیا۔ پس جبرائیلؑ نے آسمان دنیا کے داروغہ سے فرمایا دروازہ کھولو۔ اس نے پوچھا یہ کون ہیں۔ فرمایا جبرائیلؑ ہوں۔

مسند ذہب قسطلانیؒ تو فرماتے ہیں کہ یہ فعل حرمت ادا فی ذہب کی تحریم سے پہلے کا ہے۔ اور علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ ملائکہ ہمارے حکم کے مکلف نہیں ہیں۔ دوسرے وہ امر ربی سے کہتے ہیں۔
حدیث نمبر ۱۴۳۵ **أَحَدُنَا** مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ الْإِنَّا بَنَ عَبَّاسٍ حَدَّثَهُ قَالَ سَقَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ زَمْزَمَ فَشَرِبَ هُوَ قَائِمٌ قَالَ عَائِشَةُ فَحَلَفَ بِكُمْ مَا كَانَ يَوْمَئِذٍ إِلَّا عَلَى بَعِيرٍ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ نے حدیث بیان کی۔ فرمایا کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زمزم کا پانی پلایا۔ تو آپؐ نے اسے کھڑے ہو کر پیا۔ حضرت عکرمہ قسم کھا کر فرماتے ہیں کہ آپؐ اس دن اونٹ پر ہی سوار تھے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ | شرب و هو قائم فیہ الترجمہ زمزم کی فضیلت ثابت ہوئی کہ اگر کوئی دوسرا پانی کھڑے ہو کر پیا جائے۔ تو وہ نقصان دہ ثابت ہوگا۔ لیکن زمزم کا پانی نقصان نہیں دے گا۔ کیونکہ اس میں ضرر نہیں۔ اس نے کھڑے ہو کر پینے سے وہ بچ گیا۔ اور حضرت عکرمہ کی توجیہ تفصیل مار زمزم پر مبنی نہیں ہے۔ حالانکہ دونوں پانیوں میں فرق ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ | میرے نزدیک امام بخاریؒ کی غرض اس ترجمہ سے مار زمزم کی فضیلت بیان کرنا ہے۔ نیز شرب قائم کو بھی ثابت کرنا ہے۔ مسلم۔ ابن ماجہ میں اس بابے میں روایات وارد ہوئی ہیں۔ امام بخاریؒ کو کوئی صریح حدیث علی شرط نہیں ملی۔ دارقطنی میں ہے۔ **دعاء** شرب مار زمزم کے وقت **اللهم انی اسئلك ملأنا فعدا و زقا واسعا و شفاء من كل داء**۔ اور یہ حدیث اس پر بھی دال ہے۔ کہ مار زمزم افضل المیاء ہے۔ جس سے آپؐ کا سینہ مبارک دھویا گیا۔ حتیٰ کہ مار کوثر سے بھی افضل ہے۔ نیز! شرب المار قائم کے بارے میں احادیث کثیرہ

دار دیں۔ اس لئے علماء نے اسے کراہتہ تنزیہی پر محمول کیا ہے۔ کیونکہ بعض احادیث سے جواز بھی ثابت ہوتا ہے۔ اور حضرت عکرمہ کی توجیہ صحیح نہیں۔ اس لئے کہ بعض روایات میں صراحۃً واقع ہے کہ شرب مسکے زمرم وھو قائم۔

بَابُ طَوَافِ الْقَارِنِ

ترجمہ۔ قارن کا طواف کرنا۔

حدیث نمبر ۱۴۳۵ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْودَاعِ فَأَمَلْنَا بِعُمَرَةَ ثُمَّ قَالَ مَنْ كَانَ مَعَهُ هُدًى فَلْيَهْلُ بِالْحَجِّ وَالْعُمَرَةُ ثُمَّ لَا يَحِلُّ حَتَّى يَحِلَّ مِنْهَا فَقَدِمْتُ مَكَّةَ وَأَنَا حَائِضٌ فَلَمَّا أَقْضَيْنَا حَجَّنَا أَرْسَلَنِي مَعَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ إِلَى التَّنْعِيمِ فَأَعْمَرْتُ فَقَالَ هَذِهِ مَكَانُ عُمَرَةَ فَطَافَ الَّذِينَ آمَلُوا بِالْعُمَرَةِ ثُمَّ حَلَّوْا ثُمَّ طَافُوا طَوَافًا أَخْرَجَهُمْ أَنْ تَجْعُوا مِنْ مَقَى وَأَمَّا الَّذِينَ جَمَعُوا بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمَرَةِ فَإِنَّمَا طَافُوا طَوَافًا وَاحِدًا۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ ہم لوگ حجۃ الوداع پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ روانہ ہوئے تو ہم نے عمرہ کا احرام باندھا۔ پھر آپؐ نے فرمایا جس شخص کے ہمراہ قربانی کا جانور ہو۔ وہ حج اور عمرہ کا احرام باندھے۔ پھر وہ اس وقت تک حلال نہ ہو جب تک دونوں سے حلال نہ ہو۔ پس میں مکہ میں اس حالت میں حاضر ہوئی جب کہ میں حائضہ تھی۔ پس جب ہم نے اپنا حج پورا کر لیا۔ تو مجھے حضرت عبدالرحمنؓ کے ہمراہ تنعیم کی طرف بھیجا۔ تو میں نے عمرہ کیا۔ پس آپؐ نے فرمایا کہ یہ عمرہ تمہارے اس عمرہ کی جگہ ہے۔ پس ان لوگوں نے جنہوں نے عمرہ کا احرام باندھا تھا طواف کیا پھر حلال ہو گئے۔ پھر منی سے واپس ہونے کے بعد ایک دوسرا طواف کیا۔ لیکن جن لوگوں نے حج اور عمرہ کو جمع کیا تھا۔ تو انہوں نے صرف ایک ہی طواف کیا۔

حدیث نمبر ۱۴۳۶ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَعْقُوبَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ دَخَلَ ابْنَهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ وَظَهَرَهُ فِي الدَّارِ فَقَالَ إِنِّي لَا أَمْنُ أَنْ يَكُونَ الْعَامَ

بَيْنَ النَّاسِ قِتَالٌ يُصَدُّوكَ عَنِ الْبَيْتِ فَلَمَّا أَقَمْتُ فَقَالَ قَدْ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَالَ كَفَارُ قُرَيْشٍ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْبَيْتِ فَإِنْ يُحْدِثُ بَيْنِي وَبَيْنَهُ أَفْعَلُ كَمَا فَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ثُمَّ قَالَ أَشْهَدُكُمْ أَنِّي قَدْ أُوجِبْتُ مَعَ عُمَرَةَ حَتَّى حَاجَّ قَالَ ثُمَّ قَدِمَ فَطَافَ لَهَا طَوَافًا وَاحِدًا.

ترجمہ: حضرت نافع سے مروی ہے کہ حضرت ابن عمرؓ اپنے بیٹے عبداللہ بن عبداللہ کے پاس اُس وقت تشریف لائے جب کہ ان کی سواری حویلی کے اندر تھی۔ تو ان کے بیٹے نے کہا کہ مجھے خطرہ ہے کہ امسال لوگوں کے درمیان لڑائی ہوگی جو آپ کو بیت اللہ سے روک دیں گے۔ پس اگر آپ یہاں قیام پذیر ہو جائیں تو بہتر ہوگا۔ تو انہوں نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمرہ کے لئے روانہ ہوئے تو کفار قریش آپ کے اور بیت اللہ کے درمیان حائل ہوں گے۔ پس اگر میرے اور اس کے درمیان ایسے رکاوٹ پیدا کی گئی تو میں ویسے ہی کروں گا جیسے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا۔ کیونکہ تمہارے لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بہترین نمونہ ہے۔ پھر فرمایا میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اپنے عمرہ کے ساتھ حج بھی واجب کر لیا ہے۔ پھر وہ مکہ میں پہنچے اور دونوں کے لئے ایک ہی طواف کیا۔

حدیث نمبر ۱۴۳۷ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ أَرَادَ الْحَجَّ عَامَ نَزَلَ الْحَجَّاجُ بِابْنِ الزُّبَيْرِ فَقِيلَ لَهُ إِنَّ النَّاسَ كَانُوا بَيْنَهُمْ قِتَالٌ وَإِنَّا نَخَافُ أَنْ يُصَدُّوكَ فَقَالَ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ إِذْ أَنْصَحَ كَمَا صَنَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي أَشْهَدُكُمْ أَنِّي قَدْ أُوجِبْتُ عُمَرَةَ ثُمَّ خَدَجَ حَتَّى إِذَا كَانَ بِظَاهِرِ الْبَيْدَاءِ قَالَ مَا شَأْنُ الْحَجِّ وَالْمُدَّةِ إِلَّا وَاحِدٌ أَشْهَدُكُمْ أَنِّي قَدْ أُوجِبْتُ حَجًّا مَعَ عُمَرَةَ وَأَهْدَى هَدًى أَسْتَرَاهُ بِقُدَيْدٍ وَلَمْ يَزِدْ عَلَى ذَلِكَ فَلَمْ يَحْدِ وَلَمْ يَحِلَّ مِنْ شَيْءٍ خَدَمَ مِنْهُ وَلَمْ يَخْلُقْ وَلَمْ يَقْصِدْ حَتَّى كَانَ يَوْمُ التَّحْرِيفِ فَحَدَّ وَحَلَقَ وَرَأَى أَنَّ قَدْ قَضَى طَوَافَ الْحَجِّ وَالْمُدَّةِ بِطَوَافِهِ الْأَوَّلِ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ

كَذَلِكَ فَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -

ترجمہ۔ حضرت نافعؓ سے مروی ہے کہ حضرت ابن عمرؓ نے اس سال حج کرنے کا ارادہ کیا۔ جس سال حجاج ابن النضر پر حملہ کے لئے اتر چکا تھا۔ تو ابن عمرؓ سے کہا گیا کہ ان لوگوں کے درمیان لڑائی ہونے والی ہے۔ اور ہمیں ڈر ہے کہ کہیں آپ کو روک نہ دیں، فرمایا بے شک رسول اللہ ﷺ علیہ وسلم ہی تمہارے لئے بہترین نمونہ ہے۔ اس وقت میں وہی کچھ کروں گا جو جناب رسول اللہ ﷺ نے کیا تھا۔ اور بے شک میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں عمرہ واجب کہ چکا ہوں۔ پھر وہ روانہ ہوئے۔ جب ظاہر بید آئیں پہنچے۔ فرمایا حج اور عمرہ کا تو ایک ہی حال ہے۔ تو میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے عمرہ کے ساتھ حج بھی واجب کر لیا۔ اور ہدی بھی چلاؤں گا۔ جس کو میں نے قدیمہ میں خرید لیا تھا۔ اور اس پر انہوں نے کچھ زیادتی نہ کی۔ تو قربانی دی نہ ہر اس چیز کو حلال کیا جو ان پر حرام ہو گئی تھی۔ اور نہ ہی سرمنڈوایا اور نہ ہی بال کاٹے۔ یہاں تک کہ جب قربانی کا دن آیا تو جانور ذبح کیا اور سرمنڈوایا۔ اور یہی سمجھے کہ انہوں نے حج اور عمرہ کا طواف اسی پہلے طواف سے پورا کر لیا۔ ابن عمرؓ نے فرمایا جناب رسول اللہ ﷺ نے بھی ایسا ہی کیا تھا۔

تشریح از قاسمی | حج اور عمرہ کے لئے طواف واحد امام شافعیؒ کے نزدیک ہے۔ لیکن علماء احنافؒ کے نزدیک قارن کے لئے دو طواف اور دو سعی ہیں۔ جیسا کہ امام نسائیؒ نے حضرت علیؓ سے روایت کی۔ طواف ہما طوافین وسعی سعیین اور طوافاً واحداً کا مطلب یہ ہے کہ وقوف بعرفہ کے بعد صرف ایک طواف کیا۔ متعدد نہ ہیں کئے۔ باقی حجاج اور ابن النضرؓ کی قتال کا قصہ مشہور ہے۔

بَابُ الطَّوَافِ عَلَى وَضُوءٍ

ترجمہ۔ وضو کے ساتھ طواف کرنا چاہیئے۔

حدیث نمبر ۱۴۳۸ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عِمْرَانَ قَالَ سَأَلَ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ فَقَالَ قَدْ حَجَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتَنِي عَائِشَةَ أَنَّ أَوَّلَ شَيْءٍ بَدَأَ

بِهِ حِينَ قَدِمَ أَنَّهُ تَوَضَّأَتْ طَافَ بِالْبَيْتِ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ عُمَرَةَ ثُمَّ حَجَّ
 أَبُو بَكْرٍ فَكَانَ أَوَّلَ شَيْءٍ بَدَأَ بِهِ الطَّوْفُ بِالْبَيْتِ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ عُمَرَةَ ثُمَّ
 عُمَرُ مِثْلُ ذَلِكَ ثُمَّ حَجَّ عُثْمَانُ فَرَأَيْتُهُ أَوَّلَ شَيْءٍ بَدَأَ بِهِ الطَّوْفُ
 بِالْبَيْتِ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ عُمَرَةَ ثُمَّ مَعَاوِيَةُ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ ثُمَّ حَجَّ
 مَعَ أَبِي الدُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ فَكَانَ أَوَّلَ شَيْءٍ بَدَأَ بِهِ الطَّوْفُ بِالْبَيْتِ ثُمَّ
 لَمْ تَكُنْ عُمَرَةَ ثُمَّ رَأَيْتُ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارَ يَفْعَلُونَ ذَلِكَ ثُمَّ لَمْ
 تَكُنْ عُمَرَةَ ثُمَّ أَخْرَمُنْ رَأَيْتُ فَعَلَ ذَلِكَ ابْنُ عُمَرَ ثُمَّ لَمْ يَنْقُضْهَا
 عُمَرَةَ وَهَذَا ابْنُ عُمَرَ عِنْدَهُمْ فَلَا يَسْأَلُونَهُ وَلَا أَحَدٌ مِمَّنْ مَضَى
 مَا كَانُوا يَبْدَعُونَ بِشَيْءٍ حَتَّى يَضَعُوهُ أَقْدَامُهُمْ مِنَ الطَّوْفِ بِالْبَيْتِ
 ثُمَّ لَا يَحِلُّونَ وَقَدْ رَأَيْتُ أُمِّي وَخَالَتِي حِينَ تَقْدَمَانِ لَا تُبْدَانِ بِشَيْءٍ
 أَوَّلَ مِنَ الْبَيْتِ تَطُوفَانِ بِهِ ثُمَّ إِنَّهُمَا لَا تَحِلَّانِ وَقَدْ أَخْبَرْتَنِي أُمِّي أَنَّهَا
 أَهَلَّتْ هِيَ وَأُخْتُهَا وَالزُّبَيْرُ وَفُلَانٌ وَفُلَانٌ بِعُمَرَةَ فَلَمَّا مَسَحُوا الزُّكْنَ

ترجمہ۔ حضرت عروہ بن الزبیرؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حج ادا کیا۔ تو مجھے حضرت عائشہؓ نے خبر دی کہ پہلی چیز جس کو آپؐ نے شروع کیا۔ جب کہ آپؐ مکہ میں تشریف لائے تو وضو فرمایا۔ پھر بیت اللہ کا طواف کیا پھر عمرہ نہیں تھا۔ حضرت ابوبکرؓ نے حج ادا کیا۔ تو پہلی چیز جس سے انہوں نے ابتدا کی وہ طواف بیت اللہ تھا۔ عمرہ نہیں تھا۔ پھر عمرؓ نے بھی ایسا ہی کیا۔ پھر حضرت عثمانؓ نے حج ادا کیا تو پہلی چیز جس سے ابتدا کی وہ طواف بیت اللہ تھا۔ اس کے بعد عمرہ نہیں تھا۔ پھر حضرت امیر معاویہؓ اور عبد اللہ بن عمرؓ نے بھی ایسا کیا۔ پھر میں نے ابو الزبیر بن العوامؓ کے ہمراہ حج کیا۔ تو پہلی چیز جس سے ابتدا کی وہ طواف بیت اللہ تھا جس کے بعد عمرہ نہیں تھا۔ پھر مہاجرینؓ اور انصار کو دیکھا وہ بھی اسی طرح کرتے تھے کہ عمرہ نہیں ہوتا تھا۔ پھر آخری شخص جس کو میں نے یہی کرتے دیکھا وہ ابن عمرؓ ہیں کہ انہوں نے بھی حج توڑ کر عمرہ نہیں بنایا۔ یہ ابن عمرؓ ان کے پاس موجود ہیں۔ پس اس سے کیوں نہیں پوچھتے۔ بہر حال گھرے ہوئے لوگوں میں سے کوئی شخص ایسا نہیں جو بیت اللہ میں قدم رکھیں اور طواف بیت اللہ سے ابتدا

نہ کریں۔ پھر وہ حلال نہیں ہوتے تھے۔ پھر حضرت عروہ فرماتے ہیں۔ میں نے اپنی ماں کو اور خالہ عائشہؓ کو دیکھا۔ جب وہ مکہ میں آتی تھیں۔ تو بچی چیز جس سے وہ ابتدا کرتے تھے۔ یہی تھی کہ وہ طواف بالبيت کرتیں۔ پھر وہ احرام نہیں کھولتی تھیں۔ اور مجھے میری والدہ اسماءؓ نے خبر دی کہ انہوں نے اور ان کی بہن نے اور زبیرؓ نے اور فلان و فلان نے عمرہ کا احرام باندھا۔ پس جب رکھ بیانی کو ہاتھ لگایا تو حلال ہو گئے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ | اہلت ہجۃ واغتسالہ اس سے مراد یہ ہے کہ جس

شخص نے حج کا احرام باندھا۔ اس کے لئے جائز نہیں کہ وہ عمرہ کے ساتھ اسے فسخ کرے۔ البتہ جو شخص عمرہ کا احرام باندھے وہ افعال عمرہ ادا کرنے کے بعد احرام کھول دے۔ چنانچہ اس کی والدہ اور دیگر حضرات نے جب عمرہ کا احرام باندھا تو حجر اسود کے استلام یعنی طواف اور سعی کے بعد انہوں نے احرام کھول دیا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ | ابن بطلال فرماتے ہیں کہ امام بخاریؒ کی غرض اس ترجمہ

سے ان لوگوں پر رد کرنا ہے جو کہتے ہیں کہ معتمر جب طواف کر لے۔ تو سعی بین الصفا والمروة سے قبل احرام کھول سکتا ہے۔ تو امام بخاریؒ یہ واضح کر رہے ہیں۔ کہ حضرت عروہ کا یہ قول فلما مسحوا الرکضے حلوا۔ اس سے مراد یہ ہے کہ جب استلام حجر اسود ہو جائے تو طواف اور سعی کے بعد احرام کھولنا چاہیے۔ کیونکہ ابن عمرؓ کی حدیث جو بعد میں آ رہی ہے۔ وہ اسی پر دلالت کرتی ہے۔ علامہ نوویؒ فرماتے ہیں۔ فلما مسحوا الرکضے میں تاویل کرنی ضروری ہے۔ کیونکہ محض استلام حجر اسود سے بالاجماع تحلل ثابت نہیں ہوتا۔ تو تقدیر عبارت ہوگی۔ فلما مسحوا الرکضے وہ اتموا طوافہم وسعیہم واخلعوا حلوا۔ بہر حال اس جگہ امام بخاریؒ نے سوال و جواب حذف کر دیا۔ صرف حدیث مرفوع ذکر کر دی۔ اور طواف بالوضو کا ترجمہ ثابت کر دیا۔ سوال جواب کو مسلم نے ذکر کیا ہے۔ کہ ایک عراقی نے حضرت عروہؓ سے پوچھا تھا کہ جو شخص حج کا احرام باندھے پس جب وہ طواف کر لے تو کیا احرام کھول سکتا ہے یا نہیں۔ تو حضرت عروہؓ سے بحث و مباحثہ ہوا۔ تو حضرت عروہؓ نے فرمایا نہیں کھول سکتا۔ پھر ان حضرات کے حالات ذکر کئے۔ اور اس عراقی کا استدلال حضرت ابن عباسؓ کے قول سے تھا۔ کیونکہ ان کا مسلک تھا جس شخص

نے سوق ہدیٰ نہ کی ہو۔ اور حج کا احرام باندھا ہو۔ تو طوافِ قدوم کر لینے کے بعد وہ احرام کھول سکتا ہے۔ اور جو حج پر ہر قرار رہنا چاہے تو وہ بیت اللہ کے اس وقت تک قریب نہ جائے۔ جب تک کہ عرفات سے واپس نہ آجائے۔ لیکن ابن عباسؓ کے اس مسلک کی جہور نے مخالفت کی ہے۔ صرف اسحق بن راہویہ نے ان کی موافقت کی ہے۔ باقی حضرت عائشہؓ حجۃ الوداع میں تو وہ حائضہ تھیں۔ اس لئے ان کے اس طواف سے کسی دوسرے حج والا طواف مراد ہے۔ کیونکہ حضرت عائشہؓ نے بعد وفات النبی صلی اللہ علیہ وسلم بہت سے حج کئے ہیں۔ اور بعض حضرات نے اس حدیث سے حج افراد کی فضیلت ثابت کی ہے۔ لیکن احادیث کثیرہ سے آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کا قارن ہونا ثابت ہے۔ اور جس عبادت میں مشقت زیادہ ہو۔ وہ افضل ہو اکر قی ہے۔ تو احرام کا طویل ہونا باعثِ مشقت ہے۔ جو موجبِ اجر و جزا ہے۔

بَابُ وَجُوبِ الصَّافَا وَالْمَرَّةِ وَجُعِلَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ

ترجمہ۔ صفا و مروہ پر جانا واجب ہے۔ اور اسے شعائر اللہ میں شمار کیا گیا ہے۔

حدیث نمبر ۴۳۹۰ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ عُرْوَةُ سَأَلْتُ عَائِشَةَ فَقُلْتُ

لَهَا أَرَأَيْتَ قَوْلَ اللَّهِ تَعَالَى إِنَّ الصَّافَا وَالْمَرَّةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوْ عَمَدَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطُوفَ بِهِمَا فَأَوَّاهُ اللَّهُ مَا عَلَى أَحَدٍ جُنَاحٌ أَنْ لَا يَطُوفَ بِالصَّافَا وَالْمَرَّةِ قَالَتْ بَشَّمَا قُلْتُ يَا بِنْتُ أَخِي إِنَّ هَذِهِ لَوُكَاةٌ كَمَا أَوَّلْتُمَا عَلَيْهِ كَانَتْ لِاجْنَحِ عَلَيْهِ أَنْ لَا يَطُوفَ بِهِمَا وَلَكِنَّمَا أُنْزِلَتْ فِي الْأَنْصَارِكَا نَوَاقِبُ أَنْ يُسَلِّمُوا بِهِمَا لِمَنَاةَ الظَّالِمَةِ الَّتِي كَانُوا يَعْبُدُونَ عِنْدَ الْمُشْكِلِ فَكَانَ مَنْ أَهْلًا يَتَحَرَّجُ أَنْ يَطُوفَ بِالصَّافَا وَالْمَرَّةِ فَلَمَّا أَسْلَمُوا سَأَلُوا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذَلِكَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا كُنَّا نَتَحَرَّجُ أَنْ نَطُوفَ بِالصَّافَا وَالْمَرَّةِ فَإَنْزَلَ اللَّهُ إِنَّ الصَّافَا وَالْمَرَّةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ الْآيَةَ قَالَتْ عَائِشَةُ وَقَدْ سَنَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الطَّوَافَ بَيْنَهُمَا فَلَيْسَ لِأَحَدٍ أَنْ يَتْرُكَ الطَّوَافَ بَيْنَهُمَا شَقًّا أَخْبَرْتُ أَبَا بَكْرٍ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ

فَقَالَ إِنَّ هَذَا الْعِلْمُ مَا كُنْتُ سَمِعْتُهُ وَلَقَدْ سَمِعْتُ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ يَذْكُرُونَ أَنَّ النَّاسَ إِلَّا مَنْ ذَكَرْتُ عَاشَتْهُ مِثْنُ كَانَ يَمْسِلُ لِمَنَاةَ كَانُوا يَطُوفُونَ كُلُّهُمْ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَلَمَّا ذَكَرَ اللَّهُ الطَّوْفَ بِالْبَيْتِ وَلَمْ يَذْكُرِ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ فِي الْقُرْآنِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ كُنَّا نَطُوفُ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى أَنْزَلَ الطَّوْفَ بِالْبَيْتِ فَلَمْ يَذْكُرِ الصَّفَا فَهَلْ عَلَيْنَا مِنْ حَرَجٍ أَنْ نَطُوفَ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَإِنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ الْآيَةَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ فَاسْمَعْ هَذِهِ الْآيَةَ نَزَلَتْ فِي الْفَرِيقَيْنِ كُلِّهِمَا فِي الَّذِينَ كَانُوا يَتَحَدَّجُونَ أَنَّ يَطْلُفُوا فِي الْجَاهِلِيَّةِ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَالَّذِينَ يَطُوفُونَ ثُمَّ تَحَرَّجُوا أَنْ يَطْلُفُوا بِهِمَا فِي الْإِسْلَامِ مِنْ أَجْلِ أَنَّ اللَّهَ أَمَرَ بِالطَّوْفِ بِالْبَيْتِ وَلَمْ يَذْكُرِ الصَّفَا حَتَّى ذَكَرَ ذَلِكَ بَعْدَ مَا ذَكَرَ الطَّوْفَ بِالْبَيْتِ .

ترجمہ۔ حضرت عروہؓ فرماتے ہیں۔ میں نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے بارے میں بتلایئے کہ بے شک صفا اور مروہ اللہ کے شعائر میں سے ہیں۔ پس جو شخص حج کرے یا عمرہ ان دونوں کے طواف کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ پس اللہ کی قسم! کسی شخص پر گناہ نہیں ہے کہ وہ صفا اور مروہ پہاڑی کا طواف نہ کرے۔ آپؐ نے فرمایا۔ اے بھائی! تو نے جو کچھ کہا وہ ٹھیک نہیں ہے۔ اس لئے کہ جو کچھ تم نے معنی لئے ہیں اگر یہی مراد ہوتے تو عبارت یوں ہوتی۔ لَا جُنَاحَ عَلَيْهِ إِذَا طَافَ بِهِمَا لیکن یہ آیت ان انصار کے بارے میں نازل ہوئی جو اسلام لانے سے پہلے مشکل مقام کے پاس جو مناة طاغیہ ہے اس کی پوجا کرتے تھے۔ پس جو شخص احرام باندھتا تھا تو وہ صفا اور مروہ پہاڑی کے ساتھ طواف کرنے کو گناہ سمجھتا تھا۔ جب اسلام لے آئے تو انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں دریافت کیا۔ انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ! ہم تو صفا اور مروہ کے طواف کو گناہ سمجھتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ اب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے درمیان طواف کرنے کو مسنون قرار دیا۔ پس کسی کے لئے لائق نہیں ہے کہ وہ ان کے درمیان طواف کو

چھوڑ دے پھر میں نے ابوبکر بن عبد الرحمن کو اس کی خبر دی۔ تو اس نے کہا۔ یہ کلام عائشہؓ بھی ایک علم کی بات ہے۔ میں نے اس کو نہیں سنا تھا۔ یا یہ علم ہے جس کو تو نے سنا۔ لیکن میں نے اہل علم کے بہت سے لوگوں سے سنا ہے۔ جو ذکر کرتے تھے۔ کہ لوگ وہ نہیں جن کا حضرت عائشہؓ سے ذکر فرمایا۔ کہ وہ منات سے احرام باندھتے تھے۔ بلکہ سب کے سب صفا اور مروہ کا طواف کرتے تھے۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے طواف بیت اللہ کا ذکر فرمایا اور صفا مروہ کا ذکر قرآن مجید میں نہ آیا۔ تو ان لوگوں نے کہا۔ یا رسول اللہ! ہم تو صفا اور مروہ کا طواف کرتے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ نے صرف طواف بیت اللہ کا ذکر فرمایا ہے۔ اور صفا مروہ کا ذکر نہیں ہے۔ تو کیا ہم پر گناہ ہوگا اگر ہم صفا مروہ کا طواف کریں تو اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی۔ إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ الْآتِيَتَانِ۔ کہ صفا مروہ تو شاعر اللہ میں سے ہیں۔ ابوبکرؓ نے فرمایا۔ کہ میں تو سمجھتا ہوں۔ کہ آیت دونوں گروہوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ جو لوگ ملتے ہیں صفا مروہ کے طواف کو گناہ سمجھتے تھے۔ اور ان لوگوں کے بارے میں جو پہلے طواف کرتے تھے۔ پھر اسلام میں آکر ان کے طواف کو گناہ سمجھ گئے۔ اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ نے طواف بیت اللہ کا ذکر کیا ہے۔ اور طواف صفا مروہ کا ذکر نہیں ہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ کے طواف کے بعد ان کے طواف کا ذکر فرمایا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ لو كانت كما اولتها عليه لكان في اس سے مراد یہ ہے۔ کہ لا جناح في الطواف ولا جناح في عدم الطواف۔ یہ دونوں نفی تاکہ اور اثبات اباحت کے لئے مستعمل ہوتے ہیں۔ الا بقرينة۔ مگر اگر کوئی قرینہ اس کے خلاف پر دلالت کرے تو اور بات ہے۔ تو جب پہلے گزر چکا ہے۔ إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ۔ تو اس سے وجوب سعی ثابت ہو گیا۔ پس اگر اس کے بعد لا جناح عليه الْحَجَّ لا يطوف بينهما ہوتا تو اس وجوب کی نفی ہو جاتی جس کا پہلے اثبات ہو چکا۔ پس یہ وارد نہیں ہوا بلکہ فلا جناح الْحَجَّ يطوف وارد ہوا ہے۔ تو اب اباحت کے معنی مراد لینے تو ممکن نہیں۔ کیونکہ پہلی آیت سے اس کا وجوب ثابت ہو چکا ہے۔ کیونکہ اب اس کا استعمال اس معنی میں نہیں بلکہ اس معنی میں استعمال ہے جس کو حضرت عائشہؓ نے ذکر فرمایا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ انصار مناة سے احرام باندھ کر صفا مروہ کا طواف نہیں کرتے تھے۔ اور دوسرے اہل عرب جو ان کا طواف کرتے تھے۔ اب جب اسلام آیا تو دونوں فریق نے اس

رسم جاہلیہ اور عادت مشرکین کو گناہ سمجھا تو ان سے کہا گیا کہ ان کے طواف کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔
 وجوب و اباحتہ سے بحث نہیں ہے۔ وجوب تو پہلے ثابت ہو چکا ہے۔ باقی حضرت عائشہؓ اور ابو بکرؓ
 کے کلام میں فرق ہے۔ کہ حضرت عائشہؓ اس کا نزول ایک مخصوص گروہ انصار کے بارے میں
 فرماتی ہیں۔ ابو بکرؓ اس سے عموم مراد لیتے ہیں یا حضرت عائشہؓ نے دونوں کا ذکر اس لئے نہیں کیا۔ کہ
 جب ایک کے ذکر سے مقصود حاصل ہو گیا تو دوسرے کا ذکر بھی ہو گیا۔ احاطہ کی ضرورت نہیں۔
تشریح از شیخ زکریا | علامہ علیؒ نے فرمایا کہ کبھی فعل واجب ہوتا ہے اور معتقد
 اس کے ایقاع مجہد سے سمجھتا ہے۔ جیسے کہ شخص کو ظہر کی نماز قضا کرنی تھی۔ اور اس کا مکان
 یہ تھا کہ مغرب کے بعد قضا نہیں پڑھی جاسکتی تو اسے کہا جائے لا اخرج علیک ان صلیت۔
 جواب صحیح ہے۔ اس لئے ظہر کے وجوب کی نفی نہیں ہوتی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي السَّعْيِ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ قَالَ ابْنُ عُمَرَ السَّعْيُ مِنْ دَارِ بَنِي عَبَادٍ إِلَى رِفَاقِ بَنِي أَبِي حُسَيْنٍ

ترجمہ۔ صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنے کے بارے میں جو کچھ وارد ہوا ہے اس کا بیان
 حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ سعی دار بنی عباد سے بنو ابی حسین کی گلیوں تک ہے۔
حدیث نمبر ۱۴۴۲ | **ح** ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَالَ قَالَ كَانَ
 رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا طَافَ الطَّوْفَ الْأَوَّلَ خَبَّ ثَلَاثًا وَمَشَى
 أَرْبَعًا وَكَانَ يَسْعَى بَطْنَ الْمَسِيلِ إِذَا طَافَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَقُلْتُ لِمَ نَافِعٍ
 أَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ يَمْشِي إِذَا بَلَغَ الرُّكْنَ الْيَمَانِي قَالَ لَا إِلَّا أَنْ يُتَزَاهَمَ عَلَى الرُّكْنِ
 فَإِنَّهُ كَانَ لَا يَدْعُهُ حَتَّى يَسْتَلِمَهُ۔

ترجمہ۔ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب پہلا
 طواف کرتے تھے تو پہلی تین باری میں تیز چلتے تھے اور باقی چار میں آرام سے چلتے تھے اور جب صفا و مروہ
 کے درمیان سعی کرتے پانی کی گذرگاہ کے پیٹ میں دوڑ لگاتے۔ عبید اللہ کہتے ہیں کہ میں نے
 حضرت نافع سے پوچھا کہ جب حضرت عبد اللہ بن عمرؓ پانی کے پاس پہنچتے تو آرام سے چلتے تھے۔ فرمایا نہیں۔

مگر اس صورت میں جب ان پر رکن کے لئے بھیڑ کی جاتی۔ کیونکہ وہ حجر اسود کو اس وقت تک نہیں چھوڑتے تھے جب تک کہ اسے ہاتھ نہ لگالیتے۔

حدیث نمبر ۱۴۴۱ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ سَأَلْنَا ابْنَ عُمَرَ عَنْ تَجَلُّدِ طَافٍ بِالْبَيْتِ فِي عُمْرَةٍ وَلَمْ يُطَفْ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ أَيَا فِي امْرَأَتِهِ فَقَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ سَبْعًا وَصَلَّى خَلْفَ الْمَقَامِ بَكْعَتَيْنِ وَطَافَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ سَبْعًا وَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ وَسَأَلْنَا جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ فَقَالَ لَا يَقْرَبْنَهَا حَتَّى يُطَوَّفَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ۔

ترجمہ۔ ہم نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے اس آدمی کے بارے میں پوچھا جس نے اپنے عمرہ میں بیت اللہ کا طواف تو کیا۔ لیکن صفا و مروہ کے درمیان سعی نہ کی۔ کیا وہ اپنی بیوی سے ہمبستر ہو سکتا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں تشریف لائے۔ سات مرتبہ بیت اللہ کا طواف کیا۔ اور مقام ابراہیمؑ کے پیچھے دو رکعت نماز طواف ادا کی۔ اور صفا و مروہ کے درمیان سات مرتبہ سعی کی۔ تمہارے لئے رسول اللہ میں بہترین نمونہ ہے۔ اور ہم نے اس بارے میں حضرت جابر بن عبداللہؓ سے پوچھا۔ تو انہوں نے فرمایا۔ اس وقت تک بیوی سے ہمبستر نہ ہو جب تک کہ صفا و مروہ کے درمیان سعی نہ کرے۔

حدیث نمبر ۱۴۴۲ حَدَّثَنَا الْمُكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَعَى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ ثَلَاثًا لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ۔

ترجمہ۔ عمرو بن دینار کہتے ہیں کہ میں نے ابن عمرؓ سے سنا۔ فرماتے تھے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں تشریف لائے۔ بیت اللہ کا طواف کیا۔ پھر دو رکعت نماز پڑھی۔

پھر صفا و مروہ کے درمیان سعی کی۔ پھر یہ آیت پڑھی۔ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ۔

حدیث نمبر ۱۴۴۳ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ فَقُلْتُ لَأَنْسِ بْنِ مَالِكٍ

اَلْکُتْمُ تَكْرَهُوْنَ السَّعِیَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَقَالَ نَعَمْ لِاَنْهَا کَانَتْ مِنْ
شَعَائِرِ الْجَاهِلِیَّةِ حَتّٰی اَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰی اِلَّا الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ
فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوْ اعْتَمَدَ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْهِ اَنْ یَّطْلُوفَ بِهَمَا۔

ترجمہ۔ عاصمؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالکؓ سے پوچھا کہ کیا آپ لوگ
صفاء و مروہ پہاڑیوں کے درمیان سعی کو مکروہ سمجھتے تھے۔ انہوں نے فرمایا ہاں! کیونکہ یہ جاہلیہ
کی علامتوں میں سے تھا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے لاہناح علیہ انکا یطوف بہما
نازل فرمایا۔

حدیث نمبر ۱۴۴۴ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَوْ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ
اِنَّمَا سَعَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ
لِیُزِیَ الْمُشْرِکِیْنَ قُوَّتَہُ زَادَ الْحَمِیْدُ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
بیت اللہ اور صفاء و مروہ پہاڑیوں کے درمیان طواف کیا تاکہ مشرکین کو اپنی قوت و
طاقت دکھلائیں۔

تشریح از قاسمی علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ ابن عمرؓ کی عینوں احادیث سے یہ معلوم ہوا
کہ عمرہ طواف بالبيت الصلوٰۃ برکتین خلف المقام اور سعی بین الصفا والمروة کا نام ہے۔
اگر ان میں سے کوئی قدم کم ہو گیا تو سعی تمام نہیں ہوگی۔ اگر سوار ہو تو اس کے لئے یہ شرط ہے۔
کہ اس کے جانور کے پاؤں پہاڑی پر ضرور پہنچیں۔ اگر صفاء و مروہ پہاڑوں پر چڑھ جلتے تو یہ
سعی اکمل ہوگی۔ لیکن یہ اوپر چڑھنا نہ تو فرض ہے نہ واجب ہے۔ بلکہ سنت موكده ہے۔ کچھ
سیڑھیاں بنائی گئی ہیں۔ لائق یہی ہے کہ ان سیڑھیوں سے اوپر چڑھ جلتے۔ ورنہ سعی مکمل نہیں ہوگی۔

بَابُ تَقْضِیِ الْحَاضِیْ النَّاسِکِ کُلِّہَا اِلَّا الطَّوْفَ بِالْبَیْتِ وَ
اِذَا سَعٰی عَلٰی غَیْرِ وُضُوْءٍ بَیْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ۔
ترجمہ۔ حاضہ عورت حج کے تمام افعال پورے کرے۔ مگر بیت اللہ کا طواف نہ کرے۔

اور اس صورت میں سعی بین الصفا والمروہ بغیر وضو کے ہوگی۔

حدیث نمبر ۴۴۵ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ قَدِمْتُ مَكَّةَ وَأَنَا حَائِضٌ وَلَمْ أَطْفِ بِالْبَيْتِ وَلَا بَيْنَ الصَّافَا وَالْمَرْوَةِ قَالَتْ فَشَكَوْتُ ذَلِكَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَفْعَلِي كَمَا يَفْعَلُ الْخَاجُّ غَيْرَ أَنْ لَا تَطُوفِي بِالْبَيْتِ حَتَّى تَطْهُرِي۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ میں جب مکہ معظمہ پہنچی تو میں حائضہ تھی۔ میں نے نہ بیت اللہ کا طواف کیا اور نہ ہی صفا اور مروہ کے درمیان سعی کی۔ فرماتی ہیں۔ کہ اس کا شکوہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا۔ تو آپؐ نے فرمایا۔ باقی تمام کام اسی طرح کرو۔ جس طرح حاجی کرتا ہے۔ لیکن بیت اللہ کا طواف اس وقت تک نہ کرو جب تک پاک نہ ہو جاؤ۔

حدیث نمبر ۴۴۶ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ أَهَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهْلَهُ وَأَصْحَابَهُ بِالْحَجِّ وَلَيْسَ مَعَهُ أَحَدٌ مِنْهُمْ هَدًى غَيْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَطَلْحَةَ وَقَدِمَ عَلَيَّ مِنَ الْيَمَنِ وَمَعَهُ هَدًى فَقَالَ أَهَلْتُ بِمَا أَهَلَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْحَابَهُ أَنْ يَجْعَلُوا هَاءِ مَرَّةً وَيَطُوفُوا ثَمَّ يَقْصِرُوا وَيَحِلُّوا إِلَّا مَنْ كَانَ مَعَهُ الْهَدًى فَقَالُوا نَطْلُقُ إِلَى مَنَى وَذَكَرَ أَحَدُنَا يَقْطُرُ مَنًى نَبْلُغُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَوْ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي مَا اسْتَدْبَرْتُ مَا أَهْدَيْتُ وَلَوْ لَا أَنَّ مَعِيَ الْهَدًى لَأَحْلَلْتُ وَحَاضَتْ عَائِشَةُ فَسَكَتَ النَّاسُ كُلُّهَا غَيْرَ أَنَّهُمْ تَطَفُّوا بِالْبَيْتِ فَلَمَّا طَهَّرْتُ طَافْتُ بِالْبَيْتِ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ تَنْطَلِقُونَ بِحَاجَةٍ وَعُمُرَةٌ وَأَنْتَ لَقِيَ بِحَجٍّ فَأَمَرَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ أَنْ يَخْرُجَ مَعَهَا إِلَى التَّنْعِيمِ فَأَعْمَرَتْ بَعْدَ الْحَجِّ۔

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبد اللہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب نے حج کا احرام باندھا سوائے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت طلحہؓ کے کسی کے ہمراہ قربانی کا جانور نہیں تھا۔ البتہ حضرت علیؓ میں سے تشریف لائے تو ان کے ہمراہ ہدی کا جانور تھا۔

تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے اس چیز کے ساتھ احرام باندھا جس کے ساتھ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام باندھا۔ تو آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو حکم دیا کہ اس حج کو فسخ کر کے عمرہ بنالیں۔ بیت اللہ کا طواف کریں۔ پھر تھوڑے بال کتروالیں اور حلال ہو جائیں۔ مگر جس کے ساتھ ہدی ہے وہ حلال نہ ہو صحابہ کرامؓ فرماتے ہیں کہ ہم منیٰ کو جا رہے تھے کہ ہمارے آلہ ناسل منیٰ کے قطرے بہا رہے تھے۔ جس کی خبر جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی جس پر آپ نے فرمایا۔ اگر مجھے اس چیز کی پہلے خبر ہو جاتی جس کی بعد میں ہوئی تو میں ہدی نہ چلاتا۔ اور اگر میرے ساتھ ہدی نہ ہوتی تو میں حلال ہو جاتا۔ اور حضرت عائشہؓ عافہ تھیں۔ انہوں نے باقی توجج کے سب افعال ادا کئے۔ مگر بیت اللہ کا طواف نہ کیا۔ جب پاک ہو گئیں تو بیت اللہ کا طواف کیا کہنے لگیں یا رسول اللہ! آپ لوگ توجج اور عمرہ دونوں کر کے چلیں گے اور میں صرف حج کر کے چلوں گی۔ تو آپ نے حضرت عبدالرحمن بن ابی بکرؓ کو حکم دیا۔ کہ وہ اپنی بہن کے ہمراہ مقام تنعیم تک جائیں۔ تو انہوں نے حج کے بعد عمرہ کیا۔

حدیث نمبر ۱۴۴۲ حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ هِشَامٍ عَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ كُنَّا نَمْنَعُ عَوَاتِقَنَا أَنْ يَخْرُجْنَ فَقَدِمَتْ امْرَأَةٌ فَذَلَّتْ قَصْرَ بَيْتِي خَلْفِي فَحَدَّثْتُ أَنَّ أُخْتَهَا كَانَتْ تَحْتَ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ غَزَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ غَزْوَةً وَكَانَتْ أُخْتِي مَعَهُ فِي سِتِّ غَزَوَاتٍ قَالَتْ كُنَّا نُدْأِي الْكَلْبِيَّ وَنَقُومُ عَلَى الْمَرْضَى فَسَأَلْتُ أُخْتِي رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ هَلْ عَلَى أَحَدٍ أَنَا بَأْسٌ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَهَا جِلْبَابٌ أَنْ لَا تَخْرُجَ قَالَ لِيَلْبِسْهَا صَارِيَتَهَا مِنْ جِلْبَابِهَا وَلِتَشْهَدْ الْخَيْرَ وَدَعْوَةَ الْمُؤْمِنِينَ فَلَمَّا قَدِمَتْ أُمُّ عَطِيَّةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَوْ قَالَتْ سَأَلْنَاهَا قَالَتْ وَكَانَتْ لَا تَذْكُرُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَدًا إِلَّا قَالَتْ بَيِّبًا فَقُلْتُ أَسَمِعْتَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ كَذَا وَكَذَا قَالَتْ نَعَمْ بَيِّبًا فَقَالَتْ لِيَخْرُجِ الْعَوَاتِقُ وَذَوَاتُ الْخُدُورِ وَالْعَوَاتِقُ ذَوَاتُ الْخُدُورِ وَالْحَيْضُ فَيَشْهَدْنَ الْخَيْرَ وَدَعْوَةَ الْمُسْلِمِينَ

وَتَعَزَّلُ الْحَيْضُ الْمَصْلٰی فَقَالَتْ أَوَلَيْسَ تَشْهَدُ عِدَّةَ وَتَشْهَدُ
كَذًا أَوْ تَشْهَدُ كَذًا۔

ترجمہ۔ حضرت حفصہؓ فرماتی ہیں کہ ہم نوجوان عورتوں کو باہر نکلنے سے روکتی تھیں۔ کہ ایک عورت
آئی جس نے قصر بنی خلف میں قیام کیا۔ تو اس نے حدیث بیان کی کہ ان کی بہن جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی کے نکاح میں تھی۔ جس نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے ہمراہ بارہ لڑائیوں میں شمولیت کی تھی۔ اور میری بہن ان کے ہمراہ چھ غزوات میں اس کے
ساتھ رہی۔ وہ کہتی تھی ہم زخمی لوگوں کی مرہم پٹی کرتی تھیں۔ اور بیمار کی تیمارداری کرتی تھیں۔ تو میری
بہن نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ کہ کیا ہم پر کوئی گناہ ہے۔ کہ اگر اس
کے پاس بلی چادر نہ ہو تو وہ باہر نہ نکلے۔ فرمایا اس کی سہیلی اسے اپنی چادر پہنا دے۔ اور اسے
نزد امور خیر اور دعوت مؤمنین میں حاضر ہونا چاہیے۔ پس جب ام عطیہؓ تشریف لائیں تو میں نے
ان سے پوچھا۔ یا ہم سب نے ان سے دریافت کیا۔ کہتی ہیں کہ ان کی عادت تھی کہ جب بھی وہ
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرتیں تو بیتا سے ذکر کرتی ہیں۔ یعنی میرے ماں باپ
آپ پر قربان ہوں۔ تو میں نے ان سے پوچھا کہ کیا تو نے خود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کو اس طرح کہتے سنا تھا۔ اس نے کہا ہاں! میرا باپ قربان ہو۔ فرماتی تھیں۔ کہ نوجوان عورتیں
اور پردہ دار بھی باہر نکلیں یا نوجوان پردہ دار عورتیں بھی نکلیں اور حیض والی بھی امور خیر اور دعوت
و عظم مسلمانوں میں حاضر ہوں۔ البتہ حیض والی عورتیں عید گاہ سے الگ رہیں۔ پس میں نے کہا حائضہ
بھی۔ انہوں نے فرمایا اے حائضہ عورت عرفات میں حاضر نہیں ہوتی۔ اور فلاں فلاں جگہ پر حاضر
نہیں ہوتی۔ یہ شہدین عرف میں ترجمہ الباب سے مطابقت ہو گئی۔

بَابُ الْإِهْلَالِ مِنَ الْبَطْحَاءِ وَغَيْرِهَا لِلْمَكِّيِّ وَالْحَاجِّ إِذَا خَرَجَ إِلَى مَكَّةَ
وَسُئِلَ عَطَاءٌ عَنِ الْمَجَاوِرِ أَيْلَيْتِي الْحَجَّ فَقَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ يَكُونُ يَوْمَ التَّرْوِيَةِ
إِذَا صَلَّى الظُّهْرَ وَاسْتَوَى عَلَى رَأْسِهِ وَقَالَ عَبْدُ الْمَلِكِ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ
قَالَ قَدْ مَنَامَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَحْلَلْنَا حَتَّى يَوْمِ التَّرْوِيَةِ وَ
جَعَلْنَا مَكَّةَ بَطْحَاءً لَبَيْنَا بِالْحَجِّ وَقَالَ أَبُو الزَّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ أَحْلَلْنَا مِنَ الْبَطْحَاءِ

حج تو موجود ہے لیکن عمرہ نہیں ہے۔ تبھی عسی کا لفظ استعمال ہوا۔ اور کچھ بعید نہیں کہ احرام باندھنے کا حکم کے پچھلے زمانہ کے بعد وقوع پذیر ہوئی ہو۔ کیونکہ امر فور کو تقاضا نہیں کرتا۔ لیکن یہ ساری تقریر اس صورت میں جب کہ یہ نزکھا کی ضمیر حجۃ کی طرف راجع ہو اگر عمرہ کی طرف راجع ہو جیسا کہ سیاق کا تقاضا ہے۔ پھر تو کسی طرح ان کی دلیل قائم نہیں رہ سکتی۔ تو حضرت عائشہؓ کی روایت شوافع کا مسئلہ نہ بن سکی۔ نیز! بایں ہمہ انہوں نے حج اور عمرہ کے لئے ایک ہی طواف کیا ہے۔ کیونکہ وہ قارنہ نہیں تھیں۔ اس لئے ان کے عمرہ کا احرام اقل حیض کی وجہ سے ختم ہو چکا اور وہ عمرہ جو تنیم سے کیا وہ مٹو کہ عمرہ کی قضا کے لئے تھا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو دم یعنی جانور کا خون بہایا وہ دم جبر تھا۔ دم قرآن نہیں تھا۔ وہ لوگ ان دلائل پر بحث کر سکتے ہیں۔ لیکن روایات میں غور کرنے سے جھگڑا ختم ہو جاتا ہے۔

تشریح از شیخ زکریا | حضرت عائشہؓ کے قصہ میں علماء کا اختلاف ہے کہ آیا وہ متمتعہ تھیں یا مفردہ۔ اگر متمتعہ ہوں تو کیا انہوں نے عمرہ چھوڑ کر حج افراد کی طرف انتقال کیا۔ اور عمرہ پر حج داخل کر کے قارنہ بن گئیں۔ ائمہ ثلاثہ انہیں قارنہ قرار دیتے ہیں اور حضرت امام ابو حنیفہؒ انہیں مفردہ فرماتے ہیں۔ اس کی تفصیل اور جز میں ملے گی۔ دراصل یہ اختلاف ایک دوسرے اختلاف پر مبنی ہے۔ احناف کے نزدیک افعال عمرہ مستقلاً ادا کئے جائیں اور افعال حج بھی مستقل طور پر ادا ہوں۔ ائمہ ثلاثہ کے نزدیک ان میں تداخل ہو سکتا ہے۔ اس لئے وہ احرام حج کے ساتھ احرام عمرہ کو بھی باقی رکھتے ہیں۔ حالانکہ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا۔ **دع** عمر تک فرمایا تھا۔ کہ عمرہ چھوڑ دو۔ **وامتشطی** **وانقضی** **راسک** (کنگھا کر اور سر کھول دے) فرمایا۔ حالانکہ احرام میں دونوں امر جائز نہیں ہیں۔ اور قضا عمرہ کے بعد آپؐ نے فرمایا **هذه عمر تک مکان** **عمر تک** اور چوتھی وجہ حضرت عائشہؓ کا فرمانا **اعقر تم ولم اعقر** اور **تطلقون** **نحمة وعمره** **وانطلق** **جمع** ہے۔ کہ تم نے عمرہ کر لیا۔ میں نے نہ کیا۔ تم حج اور عمرہ دونوں کا ثواب لے کر چلے۔ میں صرف حج کا ثواب لے کر چلوں۔ یہ واضح دلائل ہیں کہ ان سے عمرہ چھوڑ چکا تھا۔

بَابُ آيْنٍ يُصَلِّي الظُّهْرَ فِي يَوْمِ التَّرْوِيَةِ

ترجمہ۔ ترویہ یعنی آٹھویں ذی الحجہ کے دن ظہر کی نماز کہاں پڑھے۔

حدیث نمبر ۱۴۴۸ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ سَأَلْتُ
أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قُلْتُ أَخْبِرْنِي بِشَيْءٍ عَقَلْتَهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
آيْنُ صَلَاتِ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ يَوْمَ التَّرْوِيَةِ قَالَ بِمِثْنِي قُلْتُ فَأَيُّ صَلَاتِ
الْعَصْرِ يَوْمَ التَّفْرِيقِ قَالَ بِأَلَا يُطْلَعُ شَمْسٌ قَالَ أَفْعَلْ كَمَا يَفْعَلُ أَمْرَأُكَ-

ترجمہ۔ حضرت عبد العزیز بن رفیع فرماتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت انس بن مالک سے پوچھا۔
کہ مجھے وہ چیز بتلاؤ جو تم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کی ہو۔ آپ نے
آٹھویں ذی الحجہ کو ظہر اور عصر کی نماز کہاں پڑھی۔ فرمایا منیٰ میں پڑھی۔ پھر میں نے پوچھا کہ کوچ
کے دن عصر کی نماز کہاں پڑھی۔ فرمایا ابطح میں۔ مگر تم ایسا ہی کرو جیسا کہ تمہارے حکام کرتے ہیں۔
حدیث نمبر ۱۴۴۹ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَالَ خَرَجْتُ
إِلَى مِثْنَى يَوْمِ التَّرْوِيَةِ فَلَقِيتُ أَنَسًا ذَاهِبًا عَلَى حِمَاٍ فَقُلْتُ آيْنُ صَلَاتِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا الْيَوْمِ الظُّهْرُ قَالَ انْظُرْ حَيْثُ يُصَلِّي
أَمْرَأُكَ-

ترجمہ۔ حضرت عبد العزیز فرماتے ہیں۔ کہ میں ترویہ کے دن منیٰ کی طرف جا رہا تھا۔ کہ میری
حضرت انس سے ملاقات ہو گئی جو گدھے پر سوار جا رہے تھے۔ میں نے ان سے پوچھا جناب
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن ظہر کی نماز کہاں پڑھی تھی۔ فرمایا دیکھ جہاں تیرے حکام
پڑھتے ہیں۔ تو بھی وہاں پڑھ لے۔

تشریح از شیخ گنگوہی | حضرت انسؓ نے جگہ نہ بتلائی۔ صرف اتنا کہہ دیا۔ کہ

جہاں حکام پڑھتے ہوں تم بھی وہاں پڑھو۔ اس حدیث میں ان کو موضع صلوٰۃ نہ بتلایا۔ پہلی
روایت میں بتلا دیا۔ تاکہ اوئی اور افضل کو تلاش کیا جائے۔ پھر امرار کی مخالفت سے رد کا۔
کیونکہ سائل کے حال کا اندازہ کر لیا۔ کہ یہ ایسا شخص ہے کہ مخالفت امرار کی پرواہ کئے بغیر

موضع صلوٰۃ کو لازم پکڑے گا۔ کیونکہ عوام سنن اور مستحبات کو فرائض اور واجبات کی طرح سمجھتے ہیں اور ان کے مفاسد کی پرواہ نہیں کرتے۔ تو اجر سے جرم بڑھ جاتا ہے۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ امور مستحبہ بلکہ سنونہ کو چھوڑ دینا چاہیے۔ جب کہ اس سے دین یا دنیا میں مفاسد پیدا ہوتے ہوں۔ اس لئے کہ یہ دنیاوی فتنے دینی امور میں نقص پیدا کرنے کا باعث بن جلتے ہیں۔ حتیٰ کہ فرائض اور واجبات بھی چھوڑ بیٹھتا ہے۔

تشریح از شیخ زکریا | سنت یہ ہے کہ امام یوم الترویہ میں پانچ نمازیں منیٰ میں پڑھائے۔ اس پر سب علماء کا اتفاق ہے۔ اگر کوئی شخص نویں کی رات منیٰ میں نہ رہے تو اس پر کوئی چیز واجب نہیں ہے۔ کتاب العلم میں بھی شیخ قدس سرہ نے ذکر فرمایا تھا کہ جب فتنہ کا خطرہ ہو تو بعض مستحبات و سنن کو ترک کر دینا جائز ہے۔ کیونکہ آپ کا ارشاد ہے۔
الک السعید **جنت الفتنة** **ثلاثا** نیک بخت وہی ہے جو فتنوں سے بچ گیا۔

چٹھا پارہ ختم ہوا۔ ساتواں شروع ہے۔ الحمد للہ



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

ساتواں پارہ

بَابُ الصَّلَاةِ بِمَنَى

ترجمہ۔ منیٰ میں نماز پڑھنا۔

حدیث نمبر ۱۴۵۰ اَحَدٌ ثَنِيْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ الْمُنْذِرِ اَنْ اَبِيْهِ اَبْنِ عُمَرَ
قَالَ صَلَّى رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَنَى الرَّكَعَتَيْنِ وَابْوَبِكُمْ وَعُمَرُ
وَعُمَرَانُ صَدْرًا مِّنْ خِلَافَتِهِ۔

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منیٰ میں دو رکعت
نماز پڑھی۔ حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ نے اپنی خلافت کے ابتدائی دور میں دو رکعت پڑھائی۔
حدیث نمبر ۱۴۵۱ اَحَدٌ ثَنِيْ اَدَمَ اَنْ اَبْنِ حَارِثَةَ بْنِ وَهْبٍ الْخُزَاعِيِّ قَالَ صَلَّى
بِنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ اَكْثَرُ مَا كُنَّا قَاطِطًا وَمَنَاهُ بِمَنَى
الرَّكَعَتَيْنِ۔

ترجمہ۔ حضرت حارث بن وہب خزاعیؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں
منیٰ میں دو رکعت نماز پڑھائی۔ حالانکہ ہم کبھی اتنے کثیر نہیں تھے اور نہ امن والے تھے۔

حدیث نمبر ۱۴۵۲ اَحَدٌ ثَنِيْ اَقْبِيصَةَ بْنِ عَقْبَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ صَلَّيْتُ
مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكَعَتَيْنِ وَمَعَ ابْنِ بَكْرٍ رَكَعَتَيْنِ وَمَعَ عُمَرَ رَكَعَتَيْنِ
ثُمَّ تَفَرَّقَتْ بَعْدَ الظُّلُوفِ فَيَا لَيْتَ حَظِّيْ مِنْ اَدْيَعِ رَكَعَتَانِ مُتَقَبِّلَتَانِ۔

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں۔ میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ
دو رکعت نماز پڑھی۔ اور حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ بھی دو رکعت پڑھی۔ اور حضرت عمرؓ کے ساتھ بھی دو رکعت

پڑھی۔ پھر تمہارے ساتھ طریقے مختلف ہو گئے۔ کاشش مجھے ان چار رکعات کے بدلے وہ دو مقبول رکعتیں نصیب ہوتیں۔

تشریح از شیخ گنگوہی | اس باب سے اس طرف اشارہ ہے کہ مسافر جب تک پندرہ دن اقامت کی نیت نہ کرے تو وہ قہر کرے۔ حضرت عثمانؓ اور حضرت عائشہؓ مسافر کے لئے قہر اور اتمام دونوں جائز قرار دیتے تھے۔ اس صورت میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا اعتراض صحیح ہو گا۔ لیکن بعض احناف جو یہ جواب دیتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ مکہ میں متاہل ہو گئے تھے یا حضرت عائشہؓ اہل المؤمنین ہونے کی وجہ سے اتمام کرتی تھیں۔ تو اس صورت میں حضرت عبداللہؓ کا رد مناسب نہیں رہتا۔ اس لئے کہ وہ رد تو تب تمام ہو سکتا ہے جب کہ وہ حضرات اتمام کے وجوب کا قول کرتے ہوں۔ ہاں! اب اشکال حضرت عبداللہؓ یہ ہو گا کہ جب ان کے نزدیک قہر واجب تھا اور وہ اس کو حق سمجھتے تھے۔ تو پھر حضرت عثمانؓ کی اقتدار میں اتمام کیوں کرتے تھے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ ان کے پیچھے اتمام اس بنا پر کرتے تھے کہ بقیہ دو رکعت نفل ہو جائے گی۔ کیونکہ فرض نفل کی بنا جائز ہے۔ اور ترک اتمام میں فساد کا خطرہ تھا۔ اس لئے اتمام کر لیتے تھے۔

تشریح از شیخ زکریا | قطب گنگوہیؒ نے جو توجیہ فرمائی ہے وہ ظاہر ہے۔ نیز! مختلف فیہا مسئلہ میں متابعت امام کو واجب بات میں شمار کیا گیا ہے۔ اور عند الضرورة مذہب غیر پر عمل جائز ہو جاتا ہے۔ جیسے زوجہ مفقود کے بارے میں مسلک امام مالکؒ پر عمل کرنا حیلہ ناجزہ میں ثابت کیا گیا ہے۔ چنانچہ ابو داؤد کی روایت میں ہے کہ حضرت عبداللہؓ سے پوچھا گیا۔ **عبد علی بن عمار** **ثم صلیت اربعاً فقال الخلف اشتر**۔ ترجمہ کہ حضرت عثمانؓ پر عیب لگاتے ہو اور پھر ان کے پیچھے چار رکعت پڑھتے ہو۔ فرمایا خلاف کرنا شر کا دروازہ کھولنا ہے۔ اب مقيم کے بارے میں اختلاف ہے کہ وہ منیٰ میں قہر کرے یا اتمام کرے اور پھر قہر سفر کی وجہ سے یا نسک حج میں شمار کر کے علماء اہل سنت فرماتے ہیں کہ اتفاقاً حاجی مکہ سے آنے والا منیٰ مکہ اور باقی مشاہد میں قہر کرے۔ سفر کی حالت میں باقی ہلکی کے بارے میں امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ مکہ میں اتمام کرے اور منیٰ میں قہر کرے۔ اکثر ائمہ فرماتے ہیں کہ اہل مکہ قہر نہ کریں۔ کیونکہ

بقول امام طحاوی حج موجب قہر نہیں ہے۔ اس لئے قہر کا تعلق سفر سے ہے کسی خاص مقام سے نہیں ہے۔ مزید تفسیل اور جزئیں ہے۔

بَابُ صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ

ترجمہ۔ عرفہ کے دن روزہ رکھنا۔

حدیث نمبر ۱۷۵۲ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ شَاكُ النَّاسِ يَوْمَ عَرَفَةَ فِي صَوْمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَعَثْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَرَابٍ فَشَرِبَهُ۔

ترجمہ۔ حضرت ام الفضلؓ فرماتی ہیں کہ لوگوں کو عرفہ کے دن جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روزہ دار ہونے میں شک گذرا تو میں نے پینے کا پانی آپ کے پاس بھیجا جسے آپ نے پی لیا۔ معلوم ہوا کہ روزہ نہیں تھا۔

تشریح از قاسمی | صوم یوم عرفہ کا امام بخاریؒ نے کوئی حکم بیان نہیں فرمایا۔ کیونکہ اس میں اختلاف ہے۔ اکثر شوافعؒ اس کی کراہت کے قائل ہیں۔ جہور علماء اس دن کے افطار کے استحباب کے قائل ہیں۔ لیکن یہ فطر حاجی کے بارے میں ہے۔ تاکہ وہ مناسک حج کے ادا کرنے میں کمزور نہ ہو جائے۔ لیکن غیر حاجی کے لئے اس دن کا روزہ رکھنا مستحب ہے۔ بلکہ مسلم میں ہے کہ دو سال کے گناہوں کا کفارہ ہوگا۔ بہر حال یہ روزہ نفلی ہوگا۔

بَابُ التَّلْبِيَةِ وَالتَّكْبِيرِ إِذَا خَدَا مِنْ مَنَى إِلَى عَرَفَةَ

ترجمہ۔ جب صبح سویرے منی سے عرفات کی طرف چلے تو تلبیہ اور تکبیر پڑھتا جائے۔

حدیث نمبر ۱۷۵۳ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ الشَّامِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ الثَّقَفِيِّ أَنَّهُ سَأَلَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ وَهُمَا غَدِيَانِ مِنْ مَنَى إِلَى عَرَفَةَ كَيْفَ كُنْتُمْ تَصْنَعُونَ فِي هَذَا الْيَوْمِ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كَانَ يُهْدَى مِنْهُ الْهَيْلُ فَلَا يُنْكَرُ عَلَيْهِ وَيُكَبِّرُ مِثْلَ الْكَبْرِ فَلَا يُنْكَرُ عَلَيْهِ۔

ترجمہ۔ حضرت محمد بن ابی بکر ثقفی نے حضرت انس بن مالکؓ سے پوچھا جب کہ وہ دونوں صبح کو منیٰ سے عرفات کی طرف جا رہے تھے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ اس دن تم لوگ کیا کرتے تھے۔ فرمایا ہم میں سے تبلیہہ کہنے والا تبلیہہ کرتا اس پر کوئی نکیر نہیں کیا جاتا تھا۔ جو تکبیر کہنے والا تکبیر کرتا تو اس پر بھی کوئی نکیر نہیں کرتا تھا۔ یعنی اس وقت تکبیر کہنے میں کوئی حرج نہیں۔ جیسے باقی اذکار اور ادعیہ ہیں۔ بہر حال حاجی کے لئے سنت نہیں ہے۔

بَابُ التَّهَجُّبِ بِالرَّوَّاحِ يَوْمَ عَرَفَةَ

ترجمہ۔ عرفہ کے دن نمرہ سے وقوف کے لئے جلدی جانا چاہیے۔

حدیث نمبر ۴۵۴۲ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ عَنْ سَالِمٍ قَالَ كَتَبَ عَبْدُ الْمَلِكِ إِلَى الْحَجَّاجِ أَنْ لَا يَخَالَفَ ابْنَ عُمَرَ فِي الْحَجِّ فَجَاءَ ابْنُ عُمَرَ وَأَنَا مَعَهُ يَوْمَ عَرَفَةَ حِينَ زَالَتِ الشَّمْسُ فَصَاحَ عِنْدَ سِدْرٍ قَالِ الْحَجَّاجُ فَخَرَجَ وَعَلَيْهِ مَلْحَفَةٌ مُعْصِفَةٌ فَقَالَ مَالِكُ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ فَقَالَ الرَّوَّاحُ إِنْ كُنْتَ تُرِيدُ السُّنَّةَ قَالَ هَذِهِ السَّاعَةُ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاَنْظُرْ فِي حُتَّى أُفِيضَ عَلَى رَأْسِي ثُمَّ أَخْرَجُ فَلَزَلْ حَتَّى خَدَجَ الْحَجَّاجُ فَسَارِبِيْنِي وَبَيْنَ ابْنِي فَقُلْتُ إِنْ كُنْتَ تُرِيدُ السُّنَّةَ فَاقْصِرِ الْخُطْبَةَ وَعَجِّلِ الْوُقُوفَ فَجَعَلَ يَنْظُرُ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ فَلَمَّا رَأَى ذَلِكَ عَبْدُ اللَّهِ قَالَ صَدَقَ۔

ترجمہ۔ صاحبزادہ سالمؓ فرماتے ہیں کہ عبد الملک بن مروان خلیفہ نے حجج بن یوسف کی طرف لکھا۔ کہ وہ حج کے معاملہ میں ابن عمرؓ کی مخالفت نہ کریں۔ تو ابن عمرؓ اس وقت تشریف لائے کہ میں ان کے ساتھ تھا۔ جب کہ سورج ڈھل چکا تھا۔ تو انہوں نے حجج کے خیمہ کے پردوں کے پاس ادبھی آواز دی۔ اور ان کے اوپر زبرد رنگ کی ایک لمبی چادر تھی۔ تو حجج نے کہا کہ اے ابو عبد الرحمن آپ کو کیا ہو گیا۔ فرمایا کہ عرفات کی طرف کوچ کرنا ہے۔ اگر تیرا ارادہ سنت پر عمل کرنے کا ہو۔ تو کیا یہی اس کا وقت ہے۔ فرمایا ہاں یہی وقت ہے۔ کہنے لگا۔ مجھے اتنی مہلت دیں کہ میں سر پہ پانی بہا لوں۔ پھر حاضر ہوتا ہوں۔ تو ابن عمرؓ سواری سے اتر کر اس کا انتظار کرنے لگے۔ یہاں تک حجج آگیا۔ سلمؓ فرماتے ہیں کہ میرے

اور میرے باپ کے درمیان چلنے لگا۔ تو میں نے کہا اگر سنت پر عمل کرنے کا ارادہ ہو تو خطبہ کو مختصر کریں۔ اور وقوف میں جلدی کریں۔ تو وہ حضرت عبداللہ کی طرف دیکھنے لگا۔ کہ کیا یہ سچ کہتا ہے یا نہیں۔ جب حضرت عبداللہ نے یہ دیکھا۔ تو فرمایا کہ سالم نے سچ کہا۔ **عجل** الوقوف سے **عجل** الصلوٰۃ مراد ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہی | التجرید بالروح سے مراد زوال کے بعد تاخیر نہ کرنا ہے۔
تشریح از شیخ زکریا | اشراج سب کے سب خاموشی ہیں۔ اس باب سے امام بخاریؒ کی غرض میرے نزدیک یہ ہے۔ کہ اس سے ایک اختلافی مسئلہ کی طرف اشارہ ہے۔ وہ یہ ہے کہ وقوف بعرفۃ کا وقت کیا ہے۔ امام بخاریؒ نے مذہب جمہور کی طرف اشارہ کیا ہے۔ کہ اس کا مبداء زوال کے بعد سے ہے۔ امام احمدؒ کے نزدیک فجر سے فجر تک ہے۔ امام مالکؒ کے نزدیک لیلة النحر من الغروب الی الفجر ہے۔ تیسرا قول امامین امام ابو حنیفہؒ اور امام شافعیؒ کا ہے۔ کہ زوال عرفہ سے فجر النحر تک ہے۔ اور قریباً اس پر اجماع نقل کیا گیا ہے۔ قالہ ابن حجر۔

بَابُ الْوُقُوفِ عَلَى الدَّابَّةِ بِعَرَفَةَ

ترجمہ۔ عرفات میں جانور پر وقوف کرنا۔

حدیث نمبر ۱۴۵۵ **حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ** عَنْ **أُمِّ الْفَضْلِ** بِنْتِ **حَارِثٍ** أَنَّ نَاسًا اخْتَلَفُوا عِنْدَ هَٰذَا يَوْمِ عَرَفَةَ فِي صَوْمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ بَعْضُهُمْ هُوَ صَائِمٌ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَيْسَ بِصَائِمٍ فَأَرْسَلْتُ إِلَيْهِ بِقَدَحٍ لَبَنٍ وَهَـۥ وَاقِفٌ عَلَى بَوَائِرِهِ فَشَرِبَهُ۔

ترجمہ۔ حضرت ام الفضل بنت الحارثؓ سے مروی ہے کہ کچھ لوگوں نے ان کے پاس عرفہ کے دن جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روزہ کے بارے میں اختلاف کیا۔ بعض کہتے تھے۔ کہ آپ روزہ دار ہیں اور بعض کہتے تھے کہ روزہ دار نہیں ہیں۔ تو میں نے آپ کی طرف ایک دودھ کا پیالہ بھیجا۔ جب کہ آپ اونٹ پر سوار وقوف کرنے والے تھے۔ تو آپ نے اسے نوش فرمایا۔

بَابُ الْجَمْعِ بَيْنَ الصَّلَوَتَيْنِ بِعَرَفَةَ

۱۲۵۶ حضرت عمرؓ مرو کاں ابن عمرؓ اذ اذاعتہ الصلوۃ مع الإمام جمع بینہما وقال اللیت حدثنی عقیل عن ابن شہاب قال اخبر فی سالم ان الحجاج ابن یوسف عام نزل بابن الزبیر سأل عبد اللہ کیف تصنع فی الموقف یوم عرفة فقال سالم ان کنت ترید السنۃ فہجر بالصلوۃ یوم عرفة فقال عبد اللہ بن عمر صدق انہم کانوا یجمعون بین الظہر والعصر فی السنۃ فقلت لسالم افضل ذلک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال سالم قہل تتبعون فی ذلک الا سنۃ۔

ترجمہ۔ باب عرفات میں دو نمازوں کو جمع کرنے کے بارے میں ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے جب امام کے ساتھ نماز چوک جاتی تھی۔ تو وہ دو نمازوں کو جمع کر لیتے تھے۔ اور دوسری سند سے ابن شہاب زہری سے مروی ہے کہ مجھے حضرت سالمؓ نے خبر دی کہ جس سال حجاج بن یوسف نے حضرت ابن الزبیر پر حملہ کیا۔ تو اس نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے پوچھا کہ ہم عرفہ کے دن موقف میں کیسے کریں۔ سالمؓ نے فرمایا کہ اگر آپ سنت پر عمل کرنا چاہتے ہیں کہ عرفہ کے دن نماز کو جلدی زوال کے بعد پڑھو۔ تو حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ سالمؓ نے سچ کہا۔ حضرت صحابہ کرام سنت سمجھ کر ظہر اور عصر کی دونوں نمازوں کو جمع کر کے پڑھتے تھے۔ تو میں نے سالمؓ سے پوچھا۔ کہ یہ کام جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا۔ تو سالمؓ نے فرمایا کہ تم اس فعل میں سنت ہی کی تو پیروی کرتے ہو۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ کا فی ابھی عمرؓ یہ ان کا اپنا اجتہاد تھا۔ ورنہ ہمارے

نزدیک تو چند شرائط کے ساتھ جمع جائز ہے۔ جو اپنی جگہ ذکر کی گئی ہیں۔ ان میں سے ایک جماعت ہے۔ اور امام ہے۔ کیونکہ یہ جمع خلاف قیاس نص سے ثابت ہے۔ ارشاد ربانی ہے۔ اِنَّ الصَّلٰوةَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتَابًا مَّقْصُودًا تو اس کو مورد نص پر بند کرنا چاہیئے۔ غیر کی طرف تعدیہ جائز نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ منفرد وغیرہ کے لئے جمع بین الصلوٰتین جائز نہیں ہے۔

تشریح از شیخ زکریا | جمع بین الظہر و العصر بعرفۃ میں بین الامۃ اختلاف
 ہے۔ ائمہ ثلاثہؒ تو فرماتے ہیں کہ منفرد بھی امام کی طرح جمع کرے۔ لیکن امام ابو حنیفہؒ سختی اور ثوریؒ فرماتے ہیں کہ امام کے ساتھ جمع کرے۔ جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ حاصل یہ ہے کہ ائمہ ثلاثہؒ اور صاحبین کے نزدیک جمع بین الصلوٰتین کے لئے احرام بالجمع شرط ہے لیکن امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک احرام۔ امام اکبر اور جامعیت شرط ہے۔ یہی قول امام زفرؒ کا ہے۔ لیکن وہ صرف عصر میں یہ شرط عائد کرتے ہیں باقی میں نہیں۔

ہلکے تتبعون فی ذلک الاستتہ یعنی یہ جو سنت کا لفظ روایت میں آیا ہے۔ اس سے سنت نبوی ہی مراد ہے۔ کیونکہ اسی کا اتباع کیا جاتا ہے۔ سنتہ الخلفاء الراشدین پر بھی اگرچہ اطلاق ہوتا ہے۔ لیکن عند الاطلاق وعدم تقیید الی غیرہ اولیٰ یہی ہے۔ کہ اس سے سنت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہوتی ہے۔ چنانچہ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ جب صحابی یہ کہہ دے کہ یہ سنت ہے۔ تو اس سے سنت رسول ہی مراد ہوگی۔ کیونکہ یا تو وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہو گا یا فعل ہو گا۔ جس کا صحابی نے مشاہدہ کیا ہو گا۔ امام بخاریؒ اور مسلم کا بھی یہی طریقہ ہے۔ جو جہور بیان کر رہے ہیں۔

بَابُ قَصْرِ الْخُطْبَةِ بِعَرَفَةَ

ترجمہ۔ عرفات میں خطبہ کو مختصر کیا جائے۔

حدیث نمبر ۱۴۵۰ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ عَبْدَ الْمَلِكِ بْنَ مَرْوَانَ كَتَبَ إِلَى الْحَجَّاجِ أَنْ يَأْتِمَ بِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ فِي الْحَجِّ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ عَرَفَةَ جَاءَ ابْنُ عُمَرَ وَأَنَا مَعَهُ حِينَ ذَاغَتِ الشَّمْسُ أَوْ زَالَتْ فَصَاحَ عِنْدَ فُسْطَاطِهِ أَيْنَ هَذَا فَخَرَجَ إِلَيْهِ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ الرَّوَاحُ فَقَالَ الْآنَ قَالَ نَعَمْ قَالَ أَنْظِرْنِي أَفِيضُ عَلَى مَاءٍ فَانْزَلَ ابْنُ عُمَرَ حَتَّى خَرَجَ فَسَادَ بَيْنِي وَبَيْنَ أَبِي فَقُلْتُ إِنْ كُنْتُ شَرِيدُ أَنْ تُصِيبَ السَّنَةُ الْيَوْمَ فَأَقْصِرَ الْخُطْبَةَ وَعَجَّلِ الْوُقُوفَ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ صَدَقَ۔

ترجمہ۔ حضرت سالم بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ خلیفہ عبد الملک بن مروان نے حجاج ثقفی کو لکھا کہ حج کے افعال میں تم ابن عمرؓ کی اقتدار کرنا۔ پس جب عرفہ کا دن آیا تو حضرت ابن عمرؓ تشریف لائے اور میں آپ کے ہمراہ تھا۔ جب کہ سورج ڈھل چکا تھا تو حجاج کے غیمہ کے پاس آکر آواز دی۔ کہ یہ کہاں ہے یعنی حجاج۔ چنانچہ وہ آپ کے پاس آگیا۔ تو ابن عمرؓ نے فرمایا کہ عرفات کی طرف چلو۔ حجاج بولا ابھی چلیں۔ فرمایا ہاں! تو اس نے کہا۔ مجھے اتنی مہلت دو۔ کہ میں اپنے اوپر پانی بہا لوں۔ چنانچہ ابن عمرؓ سواری سے اتر کر اس کا انتظار کرنے لگے یہاں تک کہ وہ آگیا اور میرے اور میرے باپ کے درمیان چلنے لگا۔ میں نے کہا کہ آپ آج کے دن کی سنت تک پہنچنا چاہتے ہیں۔ تو خطبہ کو مختصر کر دو۔ اور وقوف کرنے میں جلدی کر دو۔ ابن عمرؓ نے فرمایا اس نے سچ کہا۔

بَابُ التَّعْجِيلِ إِلَى الْمَوْقِفِ

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ يَزَادُ فِي هَذَا الْبَابِ هَمْ هَذَا الْحَدِيثُ حَدِيثُ مَالِكٍ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ وَنَكَتِي أُرِيدُ أَنْ أَدْخُلَ فِيهِ غَيْرَ مُعَادٍ مَوْقِفِ كِي طَرَفِ جَلْدِي كَمَفِي هِيَ۔

امام بخاریؒ فرماتے ہیں۔ ہم فارسی لفظ ہے۔ کہ اس باب میں یہ حدیث بھی بڑھائی جاتی ہے۔ حدیث مالک عن ابن شہاب۔ لیکن اس میں ایسی حدیث داخل کرنا چاہتا ہوں۔ جو مکرر نہ ہو۔

بَابُ الْوُقُوفِ بِعَرَفَةَ

ترجمہ۔ عرفات میں ٹھہرنا۔

حدیث نمبر ۱۴۵۱ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ جَبْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ أَضَلَلْتُ بَعِيرًا لِي فَذَهَبْتُ أَطْلُبُهُ يَوْمَ عَرَفَةَ فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاقِفًا بِعَرَفَةَ فَقُلْتُ هَذَا وَاللَّهِ مِنَ الْحُمْسِ فَمَا شَأْنُهُ هَهُنَا۔

ترجمہ۔ حضرت جبر بن مطعم فرماتے ہیں۔ میرا اونٹ گم ہو گیا تھا۔ میں عرفہ کے دن اسے تلاش کرنے کے لئے گیا۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عرفات میں وقوف کئے ہوئے ہیں۔ تو میں نے کہا۔ اللہ کی قسم یہ تو جس میں سے ہیں۔ یہاں ان کے کھڑے ہونے کا کیا مطلب ہے۔

حدیث نمبر ۱۴۵۹ حَدَّثَنَا فَرْدَوْهُ بْنُ أَبِي الْمُنْذَرِ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ قَالَ عُرْوَةُ كَانَ النَّاسُ يَطُوفُونَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ عَرَاءَ إِلَّا الْجُمْسُ وَالْجُمْسُ قَرِيشٌ وَمَا وَلَدَتْ وَكَانَتْ الْجُمْسُ يَحْتَسِبُونَ عَلَى النَّاسِ يُعْطِي الرَّجُلُ الرَّجُلَ الثِّيَابَ تَطَوُّفٌ فِيهَا وَتُعْطِي الْمَرْأَةُ الْمَرْأَةَ الثِّيَابَ تَطَوُّفٌ فِيهَا فَمَنْ لَمْ يُعْطِهِ الْجُمْسُ طَافَ بِالْبَيْتِ عُرْيَانًا وَكَانَ يُفِيضُ جَمَاعَةَ النَّاسِ مِنْ عَرَفَاتٍ وَ يُفِيضُ الْجُمْسُ مِنْ جَمْعٍ قَالَ وَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ هَذِهِ الْآيَةَ نَزَلَتْ فِي الْجُمْسِ ثُمَّ أَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ قَالَ كَانُوا يُفِيضُونَ مِنْ جَمْعٍ فَدَفَعُوا إِلَى عَرَفَاتٍ۔

ترجمہ۔ حضرت عروہ فرماتے ہیں کہ زمانہ جاہلیہ میں لوگ ننگے ہو کر طواف کرتے تھے۔ لیکن جس نہیں جس قریش کو اور ان کی اولاد کو کہتے تھے۔ جس لوگوں پر ثواب سمجھ کر احسان کرتے تھے۔ کہ مرد مرد کو کپڑا دیتا تھا۔ جس میں وہ طواف کرتا۔ عورت عورت کو کپڑے دیتی۔ جسے پہن کر وہ طواف کرتی۔ پس جس شخص کو جس کپڑا نہ دیتے وہ ننگے ہو کر طواف کرتا تھا (مرد دن کو اور عورتیں رات کو) باقی تمام لوگ تو عرفات سے ہو کر واپس ہوتے تھے۔ لیکن جس مزدلفہ میں بٹھ کر واپس ہوتے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میرے باپ نے حضرت عائشہؓ سے مجھے خبر دی۔ کہ یہ اگلی آیت ان جس کے بارے میں نازل ہوئی۔ کہ تم بھی وہاں سے لوٹو جہاں سے لوگ لوٹتے ہیں۔ کیونکہ یہ لوگ مزدلفہ سے واپس لوٹتے تھے۔ اب ان کو عرفات جلنے کا حکم دیا گیا۔

تشریح از قاسمی | جس کی جمع ہے۔ جو حاسہ بمعنی شجاعت سے مشتق ہے۔ چونکہ قریش اپنے دین کے بارے میں متشدد تھے۔ اس لئے انہیں جس کہا جاتا تھا۔ اور مزدلفہ کو جمع اس لئے کہا جاتا ہے۔ کہ یہاں پر حضرت آدم علیہ السلام کی اماں حوا علیہا السلام سے ملا ہوئی۔

اور از دلف کے معنی قریب ہونے کے ہیں۔ یا اس لئے کہ یہاں جمع بین الصلوٰتین ہوتا ہے۔ یا یہاں پر لوگ وقوف کر کے تقرب الی اللہ حاصل کرتے ہیں۔ دفعوا یعنی ان کو ذہاب الی العزات کا حکم دیا گیا۔

بَابُ السَّيْرِ إِذَا دَفَعَ مِنْ عَرَفَةَ

ترجمہ۔ یعنی جب عرفات سے واپس چلین تو کیسے چلنا چاہیے۔ رفتار کیسی ہو۔

حدیث نمبر ۱۴۶۰ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهٗ قَالَ سُئِلَ أَسَمَةُ وَأَنَا جَالِسٌ كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسِيرُ فِي حَجَّةِ الْوُدَّاعِ حِينَ دَفَعَ قَالَ كَانَ يَسِيرُ الْعُنُقَ فَإِذَا وَجَدَ فَجْوَةً نَقَصَ قَالَ هَشَامٌ وَالنَّصُّ فَوْقَ الْعُنُقِ فَجْوَةٌ مُتَّسِعَةٌ وَالْجَمِيعُ فَجَوَاتٌ وَقِفْ جَاءَ وَكَذَلِكَ رَكْعَةٌ وَمَنْ مَنَاصُّ لَيْسَ حِينَ فِرَارٍ۔

ترجمہ۔ حضرت عروہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ جب میں بیٹھا ہوا تھا جب کہ حضرت اسامہؓ سے پوچھا گیا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع کے موقع پر عرفات سے واپس ہوتے تو کس رفتار سے چلتے تھے۔ فرمایا کہ درمیان فی رفتار سے چلتے تھے۔ اور جب مقام وسیع اور کھلا آجاتا تو خوب تیز دوڑتے تھے۔ ہشام فرماتے ہیں کہ نقص عنق سے اوپر کی رفتار کا نام ہے۔ امام بخاریؒ الفاظ کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ فجوہ کے معنی فراخ جگہ کے ہیں۔ جس کی جمع فجوات اور فجار آتی ہے۔ اور اس طرح رکوع کی جمع رکار ہے۔ بعض نے مناص اور نص کا مادہ ایک قرار دیا ہے۔ حالانکہ نص مضاعف ثلاثی ہے اور مناص اجوف ہے اور قرآن مجید میں لائت حیوں مناصوۃ وارد ہوا ہے۔ لات کے معنی لیس کے ہیں اور مناص کے معنی فرار کے ہیں۔ تو دفع توہم کے لئے یہ تشریح فرمائی۔

بَابُ التَّرْوِيلِ بَيْنَ عَرَفَةَ وَجَمْعٍ

ترجمہ۔ عرفات اور مزدلفہ کے درمیان قضا حاجت کے لئے اترنا۔

حدیث نمبر ۱۴۶۱ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ أَسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيْثُ أَقَاضَ مِنْ عَرَفَةَ مَالَ إِلَى الشَّعْبِ فَقَضَى حَاجَتَهُ فَتَوَضَّأَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَتُصَلِّي فَقَالَ الصَّلَاةُ أَمَامَكَ -

ترجمہ۔ حضرت اسامہ بن زیدؓ سے مروی ہے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عرفات سے واپس لوٹے۔ تو ایک گھاٹی کی طرف اتر کر چلے گئے۔ جہاں قضا حاجت کی۔ پھر وضو فرمایا۔ میں نے کہا یا رسول اللہ کیا آپ نماز پڑھتے ہیں۔ فرمایا نہیں۔ نماز تو آگے ہوگی۔

حدیث نمبر ۱۴۶۲ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ نَافِعٍ قَالَ كَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ يَجْمَعُ بَيْنَ الْخَرِيبِ وَالْفِشَاءِ بِجَمْعٍ غَيْرِ أَنَّهُ يَمُرُّ بِالشَّعْبِ الَّذِي أَخَذَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَدْخُلُ فَيَنْتَقِضُ وَ يَتَوَضَّأُ وَلَا يُصَلِّي حَتَّى يُصَلِّيَ بِجَمْعٍ -

ترجمہ۔ حضرت نافعؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نماز کو جمع کر کے پڑھتے تھے۔ سوائے اس کے کہ جس گھاٹی سے حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم گزرتے وہاں داخل ہو کر استنجا کرتے اور وضو کرتے اور نماز نہ پڑھتے۔ یہاں تک کہ مزدلفہ میں جا کر نماز پڑھتے۔

حدیث نمبر ۱۴۶۳ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ أَسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ أَنَّهُ قَالَ رَدِفْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عَرَفَاتٍ فَلَمَّا بَلَغَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشَّعْبَ الْأَيْسَرَ الَّذِي دُونَ الْمُزْدَلِفَةِ أَنَاخَ فَبَالَ شَمٌّ جَاءَ فَصَبَبْتُ عَلَيْهِ الْوُضُوءَ تَوَضَّأَ وَضُوءٌ خَفِيفًا فَقُلْتُ الصَّلَاةُ يَا رَسُولَ اللَّهِ

قَالَ الصَّلَاةُ أَمَامَهُ فَرَكِبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى آتَى الْمُزْدَلِفَةَ فَصَلَّى شَمٌّ رَدِفَ الْفَضْلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَدَاةً جَمْعٌ وَبَسَنَدٍ آخِرَ الْفَضْلِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَزَلْ يُلَيِّتِي حَتَّى يَبْلُغَ الْجَمْرَةَ -

ترجمہ۔ حضرت اسامہ بن زیدؓ فرماتے ہیں کہ میں عرفات سے جناب رسول اللہ کے پیچھے سواری

پر بیٹھا جب بائیں طرف کی اس گھاٹی کے پاس پہنچے جو مزدلفہ کے قریب ہے تو اونٹنی کو بٹھا دیا۔ پیشاب سے فارغ ہوئے پھر تشریف لائے تو میں نے پانی ڈالا اور آپ نے ہلکا سا دھوکیا۔ پھر نماز کے متعلق میں نے عرض کیا تو فرمایا۔ کہ نماز آگے ہوگی۔ پس آپ اونٹنی پر سوار ہوئے۔ یہاں تک کہ آپ نے مزدلفہ پہنچ کر نماز ادا کی۔ پھر مزدلفہ کی صبح کو حضرت فضلؓ آپ کے ردیف بنے۔ دوسری سند سے حضرت فضلؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برابر تبلیہہ کہتے رہے۔ یہاں تک کہ جمرہ تک پہنچ گئے۔

تشریح از قاسمی | علامہ عینیؒ فرماتے ہیں۔ ائمہ ثلاثہ امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام ابو حنیفہؒ کا مسلک یہی ہے کہ رمی جمرہ کے بعد تبلیہہ ختم کرنا چاہیئے۔

بَابُ أَمْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالسَّكِينَةِ عِنْدَ الْإِفَاضَةِ وَأَشَارَتِهِ إِلَيْهِمْ بِالسَّوْطِ

ترجمہ۔ عرفات سے واپسی کے وقت آپؐ کا لوگوں کو سکون و وقار کا حکم دینا اور اپنے چابک سے ان کی طرف اشارہ کرنا۔

حدیث نمبر ۴۶۴۲ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ أَنَّهُ دَفَعَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ عَرَفَةَ فَمِيعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَأَاهُ زَجْرًا شَدِيدًا أَوْ ضَرْبًا وَصَوْتًا لِلْإِبِلِ فَأَشَارَ بِسَوْطِهِ إِلَيْهِمْ وَقَالَ أَيُّهَا النَّاسُ عَلَيْكُمْ بِالسَّكِينَةِ فَإِنَّ النَّبِيَّ لَيْسَ بِالْإِيضَاعِ أَوْضَعُوا أَسْرِعُوا خِلَالَكُمْ مِنَ التَّخَلُّلِ بَيْنَكُمْ وَفَجَّرْنَا خِلَالَ لَهَا بَيْنَهُمَا۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ وہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ عرفات کے دن واپس لوٹے تو آپؐ نے اپنے پیچھے سخت ڈانٹ کی اور اونٹوں کو مارنے کی آواز سنی۔ تو آپؐ نے اپنے چابک کے ذریعہ ان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔ لوگو! سکون اور اطمینان اختیار کرو۔ نیکی بہت تیز چلانے میں نہیں ہے۔ قرآن مجید میں ہے۔ وَلَا وَضَعُوا خِلَالَكُمْ اس کی تفسیر طرد اللباب فرماتے ہیں۔ اوضعو بمعنی اسرعوا جلدی کرو اور خلال تخلل سے ہے۔

جس کے معنی درمیان کے ہیں۔ فجر بنا خلا لہما بمعنی بینہما کے ہے۔
تشریح از شیخ گنگوہی **مرقۃ المفاتیح** بینکم کا کلمہ بطور اجمال کے خلا لکم کے معنی کا بیان ہے۔ خلاصہ یہ کہ اس کا تعلق تخیل سے نہیں ہے، بلکہ اس کا تعلق اوضاع سے ہے۔ خلال کا ماخذ تخیل بتلایا ہے۔

تشریح از شیخ زکریا امام بخاریؒ کی عادت معروفہ ہے۔ کہ جب حدیث کے اندر کوئی غریب لفظ آجائے اور اس کی مثل قرآن مجید میں ہو۔ تو ان کا ذہن ثاقب قرآن مجید کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔ اب یہاں حدیث میں ایضاً کا لفظ آیا۔ تو ان کا ذہن سورۃ برارۃ کی اس آیت کی طرف منتقل ہو گیا۔ جس میں ہے۔ **وَأَخْرِجُوا مِنْكُمْ مَّا زَادُوكُمْ إِلَّا خَبَالًا وَلَا تَضَعُوا خِلَافَكُمْ يَبْغُونَكُمْ الْفِتْنَةَ** میں خلا لکم کی تفسیر بینکم سے فرمادی۔ اور **مرقۃ المفاتیح** مفسر اور مفسر کے درمیان جملہ معترضہ ہے۔ اس خلال کی مناسبت سورۃ کہف کی آیت کی طرف اشارہ کر دیا۔ **وَفَجَّرْنَا خِلَالَهَا نَهْرًا** تو خلا لہما کی تفسیر بینہما سے کر دی۔ جس سے تکثیر فائدہ مقصود ہے۔

بَابُ الْجَمْعِ بَيْنَ الصَّلَوَتَيْنِ بِالْمُزْدَلِفَةِ

ترجمہ۔ مزدلفہ میں دو نمازوں کو جمع کرنا۔

حدیث نمبر ۱۷۶۵ **أَحَدُ ثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ** **عَنْ أَسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ**
أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ دَفَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عِدْفَةٍ فَنَزَلَ
الشَّعْبَ نَبَالَ ثُمَّ تَوَضَّأَ وَلَمْ يُسَبِّحِ الْوُضُوءَ فَقُلْتُ لَهُ الصَّلَاةُ فَقَالَ
الصَّلَاةُ أَمَّا مَكَانُ الْمُزْدَلِفَةِ فَتَوَضَّأَ فَاسْبَغَ ثُمَّ أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَصَلَّى
الْمَغْرِبَ ثُمَّ أَنَاخَ كُلُّ إِنْسَانٍ بَعِيرَةً فِي مَنَازِلِهِ ثُمَّ أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ
فَصَلَّى وَلَمْ يُصَلِّ بَيْنَهُمَا۔

ترجمہ۔ حضرت اسامہ بن زیدؓ فرماتے ہیں۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرفات سے واپس لوٹے تو ایک گھاٹی میں اتر گئے۔ جہاں پیشاب سے فارغ ہو کر وضو فرمایا۔ مگر یہ

کامل وضو نہیں تھا۔ تو میں نے عرض کی کہ حضرت! نماز۔ آپ نے فرمایا۔ نماز آگے پڑھیں گے چنانچہ جب مزدلفہ تشریف لائے تو پورا کامل وضو فرمایا پھر تکبیر کہی گئی۔ تو آپ نے مغرب کی نماز پڑھائی۔ پس ہر انسان نے اپنی سواری اپنی جگہ پر بٹھائی۔ پھر عشاء کی تکبیر کہی گئی تو آپ نے عشاء کی نماز پڑھا دی ان دونوں نمازوں کے درمیان اور کچھ نہیں پڑھا۔

تشریح از قاسمی | لم یسبغ کے معنی میں مسح کا اختلاف ہے۔ ایک معنی تو یہ ہیں کہ بعض اعضاء کے دھونے پر اکتفا فرمایا تو یہ وضو لغوی ہوگا۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ بعض عدد پر اکتفا کیا۔ تو اب وضو شرعی ہوگا۔ اگرچہ احتمال دوم معنی کا ہے۔ لیکن چونکہ دوسری حدیث میں آچکا ہے۔ تو ضاً وضوءاً خفیفاً اس لئے شرعی معنی مراد ہوں گے۔ عدد میں تخفیف ہوگی اور ممکن ہے دوسری مرتبہ حدیث کی وجہ سے وضو فرمایا ہو۔

بَابُ مَنْ جَمَعَ بَيْنَهُمَا وَلَمْ يَتَطَوَّعْ

ترجمہ۔ مغرب اور عشاء کو جمع کر کے پڑھے لیکن ان کے درمیان نفل نماز نہ پڑھے۔

حدیث نمبر ۱۷۶۶ حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي اُمِّ قَالِ جَمَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الْغُرْبِ وَالْعِشَاءِ بِجَمْعٍ كُلِّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُمَا بِاقَامَةٍ وَلَمْ يُسَبِّحْ بَيْنَهُمَا وَلَا عَلَى أَثَرِ كُلِّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُمَا۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب اور عشاء کی نماز کو مزدلفہ میں جمع فرمایا۔ ہر ایک کے لئے الگ الگ تکبیر کہی گئی۔ اور نہ تو ان دونوں نمازوں کے درمیان اور نہ ہی ہر نماز کے بعد کوئی نفل پڑھے گئے۔

حدیث نمبر ۱۷۶۷ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيُّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمَعَ فِي حَجَّةِ الْوُدَّاعِ الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ بِالْمُزْدَلِفَةِ۔

ترجمہ۔ حضرت ابوایوب انصاریؓ حدیث بیان کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر مزدلفہ کے مقام میں مغرب اور عشاء کی نماز کو جمع کر کے پڑھا۔

تشریح از قاسمی | **انما یصلی الناس بعیرہ** انما کہ ان کو کھڑا کرنے میں تشویش لاحق نہ ہو۔ اور کہانی فرماتے ہیں کہ تھوڑا سا عمل بین الصلوتین قاطع نہیں ہے۔ اور مزدلفہ میں جمع سے جمع حقیقی مراد ہے جس کے احناف بھی قائل ہیں۔

بَابُ مَنْ أَذَّنَ وَأَقَامَ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا۔

ترجمہ۔ جو شخص ہر نماز کے لئے الگ اذان اور الگ تکبیر کے بیان میں۔

حدیث نمبر ۱۴۶۸ **حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ السَّيِّدِيُّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدٍ يَقُولُ حَجَّ عَبْدُ اللَّهِ فَأَتَيْنَا الْمُزْدَلِفَةَ حِينَ الْأَذَانِ بِالْعَمَةِ أَوْ قَرِيبًا مِنْ ذَلِكَ فَأَمَرَ رَجُلًا فَآذَنَ وَأَقَامَ ثُمَّ صَلَّى الْغُرْبَ وَصَلَّى بَعْدَهَا رَكَعَتَيْنِ ثُمَّ دَعَا بِعَائِشَةَ فَتَعَشَى ثُمَّ أَمَرَ أُرَى فَآذَنَ وَأَقَامَ قَالَ عَمْرُو لَا أَعْلَمُ الشَّيْءَ إِلَّا مِنْ زُهَيْرٍ ثُمَّ صَلَّى الْعِشَاءَ رَكَعَتَيْنِ فَلَمَّا طَلَعَ الْفَجْرُ قَالَ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يُصَلِّي هَذِهِ السَّاعَةَ إِلَّا هَذِهِ الصَّلَاةُ فِي هَذَا الْمَكَانِ مِنْ هَذَا الْيَوْمِ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ هُمَا صَلَوَتَانِ تَحَوُّ لَانِ عَنْ وَقْتِهِمَا صَلَاةُ الْمَغْرِبِ بَعْدَ مَا يَأْتِي النَّاسُ الْمُزْدَلِفَةَ وَالْفَجْرُ حِينَ يَبْزُغُ الْفَجْرُ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُهُ۔**

ترجمہ۔ حضرت عبد الرحمن بن یزید فرماتے ہیں۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود حج پر تشریف لے گئے۔ تو ہم لوگ ان کے پاس مزدلفہ میں اس وقت پہنچے جب کہ عشاء کی اذان کا وقت ہو چکا تھا۔ یا اس کے قریب تھا۔ آپ نے ایک آدمی کو حکم دیا۔ اس نے اذان پڑھی اور تکبیر کی بعد ازاں انہوں نے مغرب کی نماز پڑھائی۔ اور اس کے بعد دو رکعت نماز سنت پڑھی۔ پھر شام کا کھانا منگوایا۔ شام کا کھانا کھانے کے بعد آپ نے ایک آدمی کو حکم دیا۔ میرا خیال ہے کہ اس نے اذان پڑھی اور تکبیر کی۔ عمرو فرماتے ہیں کہ میرا یقین ہے کہ یہ شک زہیر سے واقع ہوا ہے۔ بعد ازاں اس نے عشاء کی نماز کی دو رکعت پڑھیں۔ پس جب فجر نمودار ہوئی۔ تو فرمایا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس گھڑی اس مقام پر اس دن یہی نماز پڑھا کرتے تھے۔ عبد اللہ بن مسعود نے فرمایا۔

کہ یہ دو نمازیں ہیں جو اپنے وقت سے پھیر دی گئی ہیں۔ ایک مغرب کی نماز کے بعد اس کے کہ لوگ مزدلفہ میں پہنچ جائیں۔ اور دوسری فجر کی نماز ہے۔ جو پو پھٹنے کے وقت پڑھی جاتی ہے۔ فرمایا کہ میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح کرتے دیکھا ہے۔ مغرب اور عشاء کو جمع کرنے کے بارے میں علماء کے چھ اقوال ہیں۔ (۱) اقامت تو ہر ایک کے لئے ہو۔ اذان صرف ایک نماز کے لئے پڑھی جائے۔ دوسرا قول یہ ہے۔ صرف پہلی نماز کے لئے صرف ایک مرتبہ تکبیر کہی اور اذان بالکل نہ ہو۔ تیسرا قول یہ ہے۔ کہ پہلی کے لئے اذان پھر ہر ایک کے لئے تکبیر کہی جائے۔ شوافع اور حنابلہ کا یہی مسلک ہے۔ چوتھا قول یہ ہے۔ کہ اذان اور اقامت صرف پہلی کے لئے ہو۔ یہی قول امام ابو حنیفہ کا ہے۔ پانچواں قول یہ ہے کہ ہر ایک کے لئے اذان اور اقامت ہو۔ یہ قول امام مالک کا ہے۔ چھٹا قول یہ ہے۔ کہ نہ اذان پڑھے اور نہ اقامت کہی جائے۔ اور اس اختلاف کی بنیاد آثار اور اخبار کا اختلاف ہے۔ ملقط من العینی۔

بَابُ مَنْ قَدَّمَ ضَعْفَةَ أَهْلِهِ بِلَيْلٍ فَيَقْفُونَ بِالْمُزْدَلِفَةِ وَيَدْعُونَ وَيَقْدُمُ إِذَا غَابَ الْقَمَرُ

ترجمہ۔ باب ہے۔ ان لوگوں کے بارے میں جو رات کے وقت اپنے اہل و عیال کے کمزور لوگوں کو آگے بھیج دے۔ تاکہ وہ مزدلفہ میں جا کر وقوف کریں اور دعائیں لگیں۔ جب چاند ڈوبنے لگے۔ تو اس وقت آگے بھیج دے۔

حدیث نمبر ۱۴۶۹ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ سَأَلْتُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ يَقْدُمُ ضَعْفَةَ أَهْلِهِ فَيَقْفُونَ عِنْدَ الشَّعْرِ الْحَرَامِ بِالْمُزْدَلِفَةِ بِلَيْلٍ فَيَدْعُونَ لِلَّهِ مَا بَدَأَ اللَّهُ ثُمَّ يَرْجِعُونَ قَبْلَ أَنْ يَقِفَ الْإِمَامُ وَقَبْلَ أَنْ يَدْفَعَ عَنْهُمْ مَنْ يَقْدُمُ مِنْهُمْ لَصَلَاةِ الْفَجْرِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَقْدُمُ بِذَلِكَ فَإِذَا قَدَّمُوا مَوَالَجِمَةَ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَقُولُ أَرْخَصَ فِي أَوْلَئِكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ترجمہ۔ حضرت سالم فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ اپنے اہل و عیال کے کمزور لوگوں کو پہلے بھیجتے تھے۔ پس وہ مزدلفہ میں مشعر حرام کے پاس رات کے وقت وقوف کرتے۔ پھر جس قدر ان کو

توفیق ہوتی وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے پھر امام کے وقوف کرنے اور اس کے واپس لوٹنے سے پہلے وہ لوٹ جاتے۔ پس بعض ان میں سے منیٰ میں فجر کی نماز کے وقت پہنچ جاتا اور بعض اس کے بعد پہنچتے۔ پس جس وقت وہ پہنچتے تو جبرہ عقبہ کی رمی کرتے یعنی کنکریاں مارتے اور ابن عمر فرماتے کہ ان لوگوں کے بارے میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رخصت عطا فرمائی۔

حدیث نمبر ۱۴۶۰ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ الْهَمْدِيُّ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ بَعَثَنِي النَّبِيُّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ جَمْعٍ بَلِيلٍ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ مجھے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کے وقت مزدلفہ سے بھیج دیا۔

حدیث نمبر ۱۴۶۱ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ أَنَا مِمَّنْ قَدَّمَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ الْمُزْدَلِفَةِ فِي ضَعْفَةِ أَهْلِهِ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ میں ان لوگوں میں سے تھا جن کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مزدلفہ کی رات اپنے اہل و عیال کے کمزور لوگوں کو پہلے بھیج دیا تھا۔

حدیث نمبر ۱۴۶۲ حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ أَنَّهُمَا نَزَلَتْ لَيْلَةَ جَمْعٍ عِنْدَ الْمُزْدَلِفَةِ فَقَامَتْ تُصَلِّيُ فَصَلَّتْ سَاعَةً ثُمَّ قَالَتْ يَا بَنِي هَلْ غَابَ الْقَمَرُ قُلْتُ لَا فَصَلَّتْ سَاعَةً ثُمَّ قَالَتْ هَلْ غَابَ الْقَمَرُ قُلْتُ نَعَمْ قَالَتْ فَارْتَحِلُوا فَارْتَحَلْنَا وَمَضَيْنَا حَتَّى رَمَتِ الْجُمُرَةَ ثُمَّ رَجَعَتْ فَصَلَّتْ الصُّبْحَ فِي مَنْزِلِهَا فَقُلْتُ لَهَا يَا هُنْتَاهُ مَا أَرَا إِلَّا قَدْ غَسَلْنَا قَالَتْ يَا بَنِي إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَذِنَ لِلظَّلْعِ۔

ترجمہ۔ حضرت اسماءؓ سے مروی ہے کہ وہ جمع والی رات مزدلفہ کے پاس اتریں۔ پس کھڑے ہو کر نماز پڑھنی شروع کر دی کچھ دیر پڑھتی رہیں۔ پھر پوچھا اے میرے بیٹے کیا چاند ڈوب گیا۔ میں نے کہا نہیں۔ پس کچھ دیر نماز پڑھتی رہیں۔ پھر پوچھا اے بیٹے کیا چاند غروب ہو گیا۔ میں نے کہا۔ ہاں! تو فرمایا کوچ کر دو۔ پس ہم نے کوچ کیا۔ پس ہم چلتے رہے۔ یہاں تک کہ انہوں نے جبرہ کی رمی کی۔ پھر واپس لوٹیں اور صبح نماز اپنے ٹھکانے پر آکر ادا کی۔ جس پر میں نے ان سے کہا کہ اے بی بی! میں تو سمجھتا

ہوں کہ ہم نے بہت ہی اندھیرے میں نماز پڑھی۔ فرمایا اے بیٹے! جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو اجازت دی ہے۔

حدیث نمبر ۱۷۷۳ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اسْتَأْذَنْتُ سَوْدَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ جَمْعٍ وَكَانَتْ ثَقِيلَةً ثَبُطَةً فَأَذِنَ لَهَا۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضرت سودہؓ نے مزدلفہ کی رات جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی۔ کیونکہ وہ بھاری بھر کم آہستہ چلنے والی عورت تھی۔ تو آپؐ نے ان کو اجازت دے دی۔

حدیث نمبر ۱۷۷۴ حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ نَزَلْنَا الْمَزْدَلِفَةَ فَاسْتَأْذَنْتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَوْدَةُ أَنْ تَدْخُلَ قَبْلَ حَطَّةِ النَّاسِ وَكَانَتْ امْرَأَةً بَطِيئَةً فَأَذِنَ لَهَا فَدَفَعَتْ قَبْلَ حَطَّةِ النَّاسِ وَأَقْمَنَا حَتَّى أَصْبَحْنَا نَحْنُ شَمٌّ دَفَعْنَا بِدَفْعِهِ فَلَا نَأْكُوفُ اسْتَأْذَنْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا اسْتَأْذَنْتُ سَوْدَةُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ مَقْدُوحٍ بِهِ۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ہم لوگ مزدلفہ میں اترے تو حضرت سودہؓ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگوں کی بھیڑ بھاڑ سے پہلے چلے جانے کی اجازت مانگی۔ چونکہ وہ عورت آہستہ آہستہ چلنے والی تھی اس لئے آپؐ نے اسے اجازت دے دی۔ تو وہ لوگوں کی بھیڑ بھاڑ سے پہلے چلی گئیں۔ اور ہم لوگ مقیم رہے یہاں تک کہ ہم لوگوں نے صبح کر دی۔ پھر ہم آپؐ کے واپس ہونے کے ساتھ ہی واپس ہوئے۔ جیسے حضرت سودہؓ نے اجازت مانگ لی تھی میرا اجازت مانگ لینا آپؐ کے ساتھ خوش رہنے سے میرے نزدیک پسندیدہ تھا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ عند المشعر الحرام۔

تشریح از شیخ زکریاؒ [فَيَقْفُونَ أَيَّ الْقَبْرَيْنِ لَا لِلْوُقُوفِ الْوَاجِبِ الَّذِي

يَكُونُ بَعْدَ الْفَجْرِ أَيْعَنِ انْكَاسِ النَّهْرِ تَابِرُكَ كَلِّ لَمْ تَقْ۔ درندہ وقوف جو واجب ہے۔ وہ تو فجر کے بعد ہوتا ہے۔ اور مزدلفہ سب کا سب موقف ہے۔ البتہ مشعر الحرام جو امام کا موقف ہے۔ اس کا وقوف کرنا مستحب ہے۔ باقی ضعیف لوگوں سے مزدلفہ میں رات گزارنا ساقط ہے۔ اسی طرح

وقوف واجب بھی ان سے ساکت ہے۔ لیکن وقوف جوف اللیل میں عند المشعر الحرام وہ محض تبرک کے لئے ہے۔ جاننا چاہیے کہ یہاں دو مکے ہیں۔ ایک تو لیلۃ النحر میں مزدلفہ کے اندر وقوف کرنا اور دوسرا وقوف عند صلوٰۃ الفجر ہے۔ بسا اوقات مذاہب نقل کرتے وقت ان میں التباس ہو جاتا ہے۔ حاصل یہ ہے کہ ظاہر یہ کے نزدیک وقوف رکھ ہے۔ چنانچہ ابن عزمؒ فرماتے ہیں کہ جس نے صبح کی نماز امام کے ساتھ مزدلفہ میں پائی اس کا حج باطل ہے۔ لیکن ائمہ اربعہ کے نزدیک مبیت یعنی مابعد نصف اول تک رات گزارنا امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کے نزدیک واجب ہے اور امام مالکؒ کے نزدیک کجاوے اتارنے کی دیر تک رات کے کسی وقت میں نزول واجب ہے۔ احنافؒ کے نزدیک مبیت سنت مؤکدہ ہے۔ اور وقوف بعد الفجر حنفیہ کے نزدیک واجب ہے۔ ائمہ ثلاثہ کے نزدیک سنت ہے۔ ابن ماجہؒ اور ابن العربیؒ کے نزدیک فرض ہے۔ البتہ مکہ و رگوں کو پہلے بھیج دینا سب کے نزدیک جائز ہے۔ جس نے مبیت ترک کر دیا۔ امام نوویؒ کے نزدیک دم جبر واجب ہوگا۔ عذر کی وجہ سے تو کوئی چیز لازم نہیں ضعیفہ کے لئے اجازت ہے۔ ائمہ ثلاثہ کے نزدیک وقوف الی الفجر سنت مؤکدہ ہے۔ لہذا کوئی چیز ترک نہ واجب نہ ہوگی۔ احنافؒ کے نزدیک ترک پر دم جبر لازم ہوگا۔ اگر عذر کی وجہ سے ہو تو کوئی چیز واجب نہیں۔

تشریح از شیخ گنگوہی **غاب القمری** چاند غروب ہونے کا اس لئے پوچھتی

تھیں کہ ان راتوں میں چاند کا غروب سحری کے وقت ہوتا ہے۔ یہ حدیث دلالت کرتی ہے۔ کہ حضرت اسماءؓ طلوع فجر کا انتظار کر رہی تھیں۔ یہی ہمارا مذہب ہے۔ شاید انہوں نے پوچھتے ہی رمی جمرہ کر لی ہو اس لئے حضرت عبداللہؓ فرما رہے ہیں کہ ہم نے غس یعنی اندھیرے میں سب کچھ کر لیا۔ اور ان کی یہ رمی عند صلوٰۃ الفجر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رخصت کی بنا پر تھی۔ ورنہ رمی تو بعد الفجر افضل ہے۔

فلا رخصۃ الا کوثر استاذہنت شاید اس سے حضرت عائشہؓ کی مراد یہ ہے۔ کہ وہ

لوگوں سے پہلے جانے کو جائز نہیں سمجھتی تھیں۔ حضرت سودہؓ کی رخصت کو خصوصیت پر محمول کرتی تھیں۔ لیکن اولیٰ یہ ہے کہ ان کے کلام کی توجیہ یہ کی جائے کہ وہ دفع قبل الناس کو جائز سمجھتی تھیں۔ لیکن چونکہ وہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ادا کرتی تھیں۔ ان پر قائم رہنے کو

پسند کرتی تھیں۔ کیونکہ اس سے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریر ثابت ہو گئی جس میں تغیر و تبدل کرنا ناگوار تھا۔ اگرچہ فی نفسہ دفع قبل الناس جائز تھا۔

بَابُ مَنْ يُصَلِّي الْفَجْرَ بِجَمْعٍ

ترجمہ۔ مزدلفہ میں فجر کی نماز کس وقت پڑھی جائے۔

حدیث نمبر ۴۷۸۰ اَحَدٌ ثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى صَلَاةً بِغَيْرِ مِيقَاتِهَا إِلَّا الصَّلَاتَيْنِ جَمَعَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ وَصَلَّى الْفَجْرَ قَبْلَ مِيقَاتِهَا۔

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی بغیر وقت معاد کے نماز پڑھتے نہیں دیکھا۔ مگر صرف دو نمازوں کو ایک تو آپؐ نے مغرب اور عشاء دونوں کو جمع کر کے پڑھا دوسرے فجر کی نماز اپنے وقت معاد سے پہلے پڑھی۔

حدیث نمبر ۴۷۸۱ اَحَدٌ ثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَجَاءٍ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ عَبْدِ اللَّهِ إِلَى مَكَّةَ ثُمَّ قَدِمْنَا جَمْعًا فَصَلَّى الصَّلَاتَيْنِ كُلَّ صَلَاةٍ وَحْدَهَا بِأَذَانٍ قَامَةٍ وَالْعِشَاءَ بَيْنَهُمَا ثُمَّ صَلَّى الْفَجْرَ حِينَ طَلَعَ الْفَجْرُ قَائِلٌ يَقُولُ طَلَعَ الْفَجْرُ وَقَائِلٌ يَقُولُ لَمْ يَطْلُعِ الْفَجْرُ ثُمَّ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ هَاتَيْنِ الصَّلَاتَيْنِ حَوْلَتَا عَنْ وَقْتِهِمَا فِي هَذَا الْمَكَانِ لِلْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ فَلَا يَقْدَمُ النَّاسُ حَتَّى يُقِيمُوا وَصَلَاةَ الْفَجْرِ هَذِهِ السَّاعَةَ ثُمَّ وَقَفَ حَتَّى أَسْفَدَتْ ثُمَّ قَالَ لَوْ أَنَّ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ آفَاضَ الْآنَ أَصَابَ الشُّنَّةَ فَمَا دَرِي أَقْوَلُهُ كَانَ أَسْرَعَ أَمْ دَفَعَ عُثْمَانُ فَلَمْ يَزَلْ يُلَيِّتِي حَتَّى رَمَى جَمْرَةَ الْعُقْبَةِ يَوْمَ النَّحْرِ۔

ترجمہ۔ حضرت عبدالرحمن بن یزیدؓ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہؓ کے ہمراہ مکہ کی طرف روانہ ہوا۔ پھر ہم مزدلفہ پہنچے تو انہوں نے دو نمازیں اکٹھی پڑھیں۔ کہ ہر نماز کے لئے الگ الگ اذان اور اقامتہ ہوتی تھی۔ درآئیکہ کھانا شام کا ان کے درمیان ہوتا تھا۔ پھر فجر کی نماز پڑھتے پڑھی۔

کہنے والا کہتا تھا کہ پوچھٹ گئی۔ اور بعض کہتے تھے کہ پونہیں پھٹی۔ پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ دونوں نمازیں اس مقام میں اپنے وقت سے پھیر دی گئیں۔ یعنی ایک تو مغرب اور عشاء کہ لوگ مزدلفہ میں اس وقت پہنچتے ہیں۔ جب کہ خوب اندھیرا ہو چکا ہوتا ہے اور دوسری فجر کی نماز جو اس گھڑی پڑھی جاتی ہے۔ پھر خوب روشنی ہونے تک وقوف فرماتے۔ فرمایا اگر امیر المؤمنین ابھی روانہ ہوتے تو سنت پر عمل پیرا ہوتے۔ پس میں نہیں جانتا کہ حضرت ابن مسعودؓ کا قول جلدی کرنے والا تھا یا حضرت عثمانؓ کا کوچ کر نا جلدی تھا۔ پس برابر تبلیہ پڑھتے رہے۔ یہاں تک کہ قربانی کے دن حجرہ عقبہ کو کنکریاں ماریں۔

تشریح از شیخ گنگوہی | اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جمع بین الظهر والعصر اور جمع بین المغرب والعشاء کے علاوہ جو روایات میں وارد ہوا ہے وہ جمع صوری پر محمول ہے۔ اُس سے جمع حقیقی مراد نہیں۔ ورنہ حضرت ابن مسعودؓ کا یہ قول صحیح نہیں ہو سکتا۔ نیز حضرت ابن مسعودؓ نے صلوٰۃ العشی یعنی ظہر اور عصر کی نمازوں کا ذکر نہیں کیا۔ حالانکہ وہ بھی فحولتان عن وقتہما یعنی وہ دونوں بھی اپنے وقت سے پھیر دی گئی ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ ان کی تبدیلی دن کے وقت لوگوں کے اجتماع کے وقت تھی۔ جو کسی پر مخفی نہیں رہ سکتی بخلاف عشاء کے کہ یہ وقت تاریکی اور سیاہی کا وقت ہے۔ اور لوگ ترتر ہیں۔ اور کچھ ان میں سے مزدلفہ پہنچنے والے ہیں۔

تشریح از شیخ زکریا | حدیث بالا احناف کا مستدل ہے۔ کہ سفر کی احادیث میں جمع صوری مراد ہے اور یہاں جمع حقیقی شیخ گنگوہیؒ نے جو توجیہ ذکر فرمائی ہے وہ بہت وزنی ہے۔ دیگر شراح تو فرماتے ہیں کہ حدیث متروک الظاہر ہے۔

بَابُ مَتَى يُدْفَعُ مِنْ جَمْعٍ

ترجمہ۔ مزدلفہ سے کب واپسی کی جائے۔

حدیث نمبر ۱۴۷۷ | حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ السَّمْعَتِيُّ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ يَقُولُ شَهِدْتُ عُمَرَ صَاحِبَ الصُّبْحِ ثُمَّ وَقَفَ فَقَالَ إِنَّ الْمَشْرِكِينَ كَانُوا لَا يُفِيضُونَ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَيَقُولُوا لَوْ أَنَّ شَرِقَ ثَبِيرٌ وَأَنَّ الْبَيْتَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

خَالَفَهُمْ ثُمَّ أَفَاضَ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ .

ترجمہ۔ حضرت عمرو بن میمون فرماتے ہیں کہ میں حضرت عمرؓ کے پاس حاضر ہوا تو انہوں نے مزدلفہ میں صبح کی نماز پڑھائی۔ پھر وقوف فرمایا۔ فرمانے لگے کہ مشرکین اس وقت تک واپس نہیں بیٹھتے تھے۔ جب تک سورج طلوع نہ ہو جاتا۔ اور کہتے کہ اسے بغیر کو خوب روشنی کر لیا۔ یعنی تجھ پر دھوپ پڑے۔ اور حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی مخالفت فرمائی کہ سورج نکلنے سے پہلے ہی منیٰ کی طرف کوچ فرمایا۔

بَابُ التَّلْبِيَةِ وَالتَّكْبِيرِ غَدَاةَ النَّحْرِ حِينَ يَرْمِي الْجَمْرَةَ وَالْإِنْتِدَافِ فِي السَّيْرِ

ترجمہ۔ قربانی کی صبح کے وقت تلبیہ پڑھنا اور تکبیر کہنا جب کہ حجرہ عقبہ کی رمی کرے اور چلنے میں کسی کو ردیف بنانا۔

حدیث نمبر ۱۴۷۸ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ الضَّحَّاكُ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَدَ الْفَضْلَ فَأَخْبَرَ الْفَضْلَ أَنَّهُ لَمْ يَزَلْ حَتَّى رَمَى الْجَمْرَةَ .

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فضل کو اپنا ردیف بنایا۔ پس حضرت فضل نے خبر دی کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم برابر تلبیہ پڑھتے رہے حتیٰ کہ حجرہ عقبہ کی رمی فرمائی۔ حدیث نمبر ۱۴۷۹ حَدَّثَنَا نُهَيْدُ بْنُ حَرْبٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ أَسَامَةَ كَانَ رَدْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عِدَّةٍ إِلَى الْمَذْدَلِفَةِ ثُمَّ أَرَدَ الْفَضْلَ مِنَ الْمَذْدَلِفَةِ إِلَى مَنًى قَالَ فَيَكْلَهُمَا قَالَا لَمْ يَزَلِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُلَبِّي حَتَّى رَمَى جَمْرَةَ الْعَقْبَةِ .

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ حضرت اسامہؓ عرفات سے مزدلفہ تک آپ کے ردیف تھے۔ پھر مزدلفہ سے منیٰ تک حضرت فضل بن عباسؓ ردیف بنے دونوں فرماتے ہیں کہ آپ حجرہ عقبہ کی رمی تک برابر تلبیہ پڑھتے رہے۔

تشریح از قاسمی | علامہ کرمانی فرماتے ہیں کہ حدیث میں کہیں بھی تکبیر کا ذکر نہیں ہے۔ تو ترجمہ کا ایک جز ثابث ہوا دوسرا نہ ہوا۔ تو جواب یہ ہے کہ تلبیہ کے اندر جو ذکر مذکور ہے وہ مراد ہے۔ یا امام بخاریؒ کی غرض یہ ہے کہ دوران تلبیہ تکبیر سنون نہیں ہے اور صحیح جواب یہ ہے کہ امام بخاریؒ کی عادت ہے کہ جب وہ کوئی ترجمہ ذواجزار

ذکر کرتے ہیں اور حدیث ابن کی شرط کے مطابق نہیں ہوتی اس لئے اس کو ذکر نہیں کرتے یا تشیخ اداہلن کرتے ہیں۔
بَابُ مَنْ تَمَتَّعَ بِالْعَمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ إِلَى قَوْلِهِ حَاضِرِي السَّجْدَةِ الْحَرَامِ
حدیث نمبر ۱۴۰۰ حَدَّثَنِي اسْحَقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ أَبُو جَرْدَةَ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ
 عَنِ التَّمَتُّعِ فَأَمَرَ فِي بِهَا وَسَأَلْتُهُ عَنْ الْهَدْيِ فَقَالَ فِيهَا جَزُورٌ أَوْ بَقَرَةٌ أَوْ شَاةٌ أَوْ شَرَكٌ
 فِي دَمٍ قَالَ وَكَانَ نَاسًا كَرِهُوا هَافِمَتُ فَرَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَأَنَّ إِنْسَانًا يَدْعِي حَجَّ مَبْرُورٌ
 وَمَنْعَةً مُتَقَبِّلَةً فَأَتَيْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ فَحَدَّثْتُهُ فَقَالَ اللَّهُ أَكْبَرُ سَنَةِ أَبِي الْقَاسِمِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ترجمہ۔ حضرت ابو جبرہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابن عباس سے حج تمتع کے متعلق پوچھا تو انہوں نے مجھے اس کے
 کرنے کا حکم دیا۔ پھر ہدی کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا اس میں اونٹ یا گائے یا بکری دی جا سکتی ہے اور
 دم میں شراکت بھی ہو سکتی ہے۔ ابو جبرہ فرماتے ہیں کہ گویا لوگ حج تمتع کو مکہ مدہ سمجھتے ہیں۔ بس میں سو گیا خواب
 میں کیا دیکھتا ہوں کہ انسان اونچی آواز سے پکار رہا ہے۔ حج مقبول ہے اور حج تمتع بھی قبول ہے۔ میں نے ابن عباس
 کے پاس آکر اس کو بیان کیا تو انہوں نے فرمایا اللہ اکبر یہی سنت ابو القاسم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔
 زہیر اور وہب بن جریور وغیرہ جو شعبہ سے روایت کرتے ہیں اس میں عمرہ متقبلہ اور حج مبرور کے الفاظ ہیں۔

تشریح از شیخ گنگوہی **المتن** المتن یعنی ایک سفر میں دو عبادتوں کو حج اور عمرہ کو ادا کرنا کیلئے ہے۔ اور
 ہدی سے مراد دم تمتع و قرآن ہے۔

تشریح از شیخ زکریا **المتن** شیخ گنگوہی نے تمتع کے معنی بیان کر کے تنبیہ فرمادی کہ اس سے تمتع الحج مراد ہے۔
 تمتع الکلاخ مراد نہیں ہے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس پر تنبیہ ہو کہ تمتع عام ہے تمتع اور قرآن دونوں عبادتیں ایک
 ہی سفر میں سرانجام پاتی ہیں۔ حافظ فرماتے ہیں کہ امام بخاری کی غرض اس باب کے ذکر کرنے سے ہدی کا بیان کرنا
 ہے کہ وہ اونٹ، گائے اور بکری ہیں۔ اور ان میں شراکت بھی ہو سکتی ہے۔ کیونکہ جزور اور بقرہ سات آدمیوں سے
 کفایت کر جاتے ہیں۔ آیت کریمہ میں اگرچہ ہدی تمتع کا ذکر ہے۔ لیکن وہ ہدی تمتع اور قرآن دونوں کو شامل ہے اگرچہ
 آیت تمتع کے بارے میں وارد ہوئی لیکن قرآن بھی اس کی مثل ہے۔ اس لئے کہ اس میں بھی سفر واحد میں دونوں
 ادا کئے جاتے ہیں۔ پھر تمتع حج بھی دو معنی کو شامل ہے۔ ایک احوال و تمتع الی النساء دوسرے جمع العمرة الی الحج فی اشھر
 الحج۔ یعنی ایک تو احرام کھول کر بیوی سے تمتع ہونا اور دوسرے حج کے مہینوں میں عمرہ کوچ کے ساتھ جمع کرنا۔

بَابُ دَكُوبِ الْبَدَنِ

لِقَوْلِهِ تَعَالَى وَالْبَدَنَ جَعَلْنَاهَا لَكُمْ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ لَكُمْ فِيهَا خَيْرٌ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهَا صَوَافٍ فَإِذَا وَجَبَتْ جُنُوبُهَا إِلَى قَوْلِهِ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِينَ قَالَ مُجَاهِدٌ سُمِّيَتْ الْبَدَنُ لِبَدْنِهَا وَالْقَانِغُ السَّائِلُ وَالْمُعْتَرِ الَّذِي يَعْتَرِ بِالْبَدَنِ مِنْ غَنِيٍّ أَوْ فَقِيرٍ وَشَعَائِرُ اسْتِعْظَامُ الْبَدَنِ وَاسْتِحْسَانُهَا وَالْعَتِيقُ عَتَقَهُ مِنَ الْجَبَابِرَةِ وَيُقَالُ وَجَبَتْ سَقَطَتْ إِلَى الْأَرْضِ وَمِنْهُ وَجَبَتِ الشَّمْسُ.

ترجمہ۔ قربانی کے جانوروں پر سوار ہونا کیسا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ ان جانوروں کو ہم نے تمہارے لئے شعائر اللہ میں سے بنایا ہے۔ تمہارے لئے ان میں بھلائی ہے۔ پس ان کو کھڑا کر کے اللہ کا نام لے کر ذبح کر دو۔ جب وہ پہلو کے بل گر پڑیں تو پھر کھاد اور کھلاؤ۔ مجاہد فرماتے ہیں کہ بدن کو اس کے جسم کی ضخامت کی وجہ سے بدن کہتے ہیں۔ قانع کے معنی سائل کے ہیں اور معترا اس شخص کو کہتے ہیں جو مانگنے کے درپے تو ہے لیکن سوال نہیں کرتا۔ خواہ غنی ہو یا فقیر۔ شعاثر اللہ ان جانوروں کو عظیم سمجھنا اور اچھا سمجھنا ہے۔ عتیق جس کو بڑے بڑے متکبر بادشاہوں کی دست برد سے آزاد رکھا گیا۔ وجبت بمعنی زمین پر گر پڑنا اسی کو وجبت الشمس کہتے ہیں جب سورج ڈوب جائے۔

حدیث نمبر ۴۸۱۱ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَجُلًا يَسُوقُ بَدْنَةً فَقَالَ ارْكَبْهَا فَقَالَ إِنَّهَا بَدْنَةٌ فَقَالَ ارْكَبْهَا قَالَ ارْكَبْهَا قَالَ إِنَّهَا بَدْنَةٌ قَالَ ارْكَبْهَا وَيْلَكَ فِي الثَّانِيَةِ أَوْ فِي الثَّالِثَةِ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ اپنے اونٹ کو مانگ رہا ہے۔ آپؐ نے فرمایا اس پر سوار ہو جاؤ۔ اس نے کہا یہ قربانی کا جانور ہے۔ آپؐ نے فرمایا سوار ہو جاؤ۔ اس نے کہا قربانی کا جانور ہے فرمایا سوار ہو جاؤ تیرے لئے افسوس ہے یہ دوسری مرتبہ میں فرمایا تیسری مرتبہ میں۔

تشریح از شیخ لکھنویؒ | يعتد بالبدن ای يعتدضها یعنی بدن کو پیش تو کرتے ہیں مگر مانگتا

نہیں ہے۔ شعائر اللہ بدن کو اپنی طرف منسوب کرنے سے مقصد باری تعالیٰ کا اس کی عظمت اور حسن کو بیان کرنا ہے۔ اور لازم ہے کہ ضخیم جانور کو ذبح کیا جائے۔

تشریح از شیخ زکریا | قانع اور معتز کے معانی میں سلف کے مختلف اقوال ہیں۔ امام مالک فرماتے ہیں۔ قانع کے معنی فقیر کے ہیں۔ اور معتز کے معنی دائرہ گھومنے پھرنے والا۔ شعائر اللہ سے شیخ لنگوٹی نے استنباط کیا ہے وہ بہت اچھا ہے کہ جب یہ بدن شعائر اللہ میں سے ہیں تو عظیم مستحسن اور مستحسن یعنی موٹے تانے اور بصورت اور بڑے بڑے جانور ہونے چاہئیں۔ حقیقۃً امام بخاری نے قطلانی اور عینی کا اتباع کرتے ہوئے کہا کہ اس سے اشارہ ہے ولیطوفوا بالبیت العتیق کی طرف۔ حالانکہ مسئلہ صدی کا ذکر ہو رہا ہے۔ اس کے قریب محلہا الی البیت العتیق جو صدی کے مناسب ہے۔ دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ امام بخاری نے رکوب البدن کا حکم ملاحظہ ذکر نہیں فرمایا۔ کیونکہ یہ مسئلہ مختلف فیہا بین الامم ہے۔ ظاہر آیت پر عمل کرتے ہوئے اہل طواہر فرماتے ہیں کہ رکوب البدن واجب ہے۔ دوسرا مسلک حنابلہ کا ہے جو مطلق جواز کے قائل ہیں۔ تیسرا مسلک شوافع کا ہے کہ عند الحاجة والضرورة جائز ہے۔ چوتھا مسلک امام ابو حنیفہ کا ہے جو اضطرار کی حالت میں رکوب کی اجازت دیتے ہیں۔ پانچواں مذہب مطلق منع کا ہے جس کو امام صاحب کی طرف منسوب کیا جاتا ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ ان کا مسلک اباحتہ عند الاضطرار ہے۔ جو لوگ مطلقاً جواز ثابت کرتے ہیں ان کا استدلال مکمل فیہ بغیر سے ہے۔ جس میں رکوب سوار ہونا۔ حلب دودھ دہنا شامل ہے۔

حدیث نمبر ۱۴۸۲ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ الْعَدَنِيُّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَجُلًا يَسُوُّ بُدْنَةً فَقَالَ أَرَكُمَهَا قَالَ أَتَهَا بُدْنَةً قَالَ أَرَكُمَهَا قَالَ أَتَهَا بُدْنَةً قَالَ أَرَكُمَهَا شَلَاثًا۔

ترجمہ۔ حضرت انس سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو اونٹ یا کتے ہوئے دیکھا فرمایا سوار ہو جاؤ اس نے کہا۔ یہ قربانی کا جانور ہے۔ فرمایا سوار ہو جاؤ۔ اس نے پھر کہا یہ قربانی کا جانور ہے۔ فرمایا سوار ہو جاؤ یہ لفظ تیس مرتبہ فرمایا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے دیکھا اس لئے فرمایا کہ وہ محتاج تھا تھکا ماندہ تھا۔ سوار نہیں ہو رہا تھا اور ویل یہ کلمہ ہے جو زبان پر جاری ہو جاتا ہے اس سے اس کے وضعی معنی مراد نہیں ہیں۔

بَابُ مَنْ سَاقَ الْبُذْنَ مَعَهُ

ترجمہ۔ باب اس شخص کے بارے میں جو قربانی کے جانور کو اپنے ہمراہ لے جاتا ہے۔

حدیث نمبر ۱۴۸۳ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ قَالَ تَمَتَّعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوُدَاعِ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ وَأَهْدَى فَسَاقَ مَعَهُ الْهَدْيَ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ وَبَدَأَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَهْلَلَ بِالْعُمْرَةِ ثُمَّ أَهْلَلَ بِالْحَجِّ فَتَمَتَّعَ النَّاسُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ فَكَانَ مِنَ النَّاسِ مَنْ أَهْدَى فَسَاقَ الْهَدْيَ وَمِنْهُمْ مَنْ لَمْ يَهْدِ فَلَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ قَالَ لِلنَّاسِ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ أَهْدَى فَإِنَّهُ لَا يَحِلُّ لَشَيْءٍ حَرَّمَ مِنْهُ حَتَّى يَقْضَى حَجُّهُ وَهُوَ لَمْ يَكُنْ مِنْكُمْ أَهْدَى فَلْيُطْفِئْ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَلْيُقَصِّرْ وَلْيَحْلِلْ ثُمَّ لِيَهْلِ بِالْحَجِّ مَنْ لَمْ يَجِدْ هَذَا فَلْيُصِمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةَ إِذَا رَجَعَ إِلَى أَهْلِهِ فَطَافَ حِينَ قَدِمَ مَكَّةَ وَاسْتَمَكَ الرُّكْنَ أَوَّلَ شَيْءٍ ثُمَّ خَبَّ ثَلَاثَةَ أَطْوَابٍ وَامْشَى أَرْبَعًا فَرَكَعَ حِينَ قَضَى طَوَافَهُ بِالْبَيْتِ عِنْدَ الْمُقَامِ رَكَعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ فَاَنْصَرَفَ فَأَتَى الصَّفَا فَطَافَ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ سَبْعَةَ أَطْوَابٍ ثُمَّ لَمْ يَحْلِلْ مِنْ شَيْءٍ حَرَّمَ مِنْهُ حَتَّى يَقْضَى حَجُّهُ وَنَحَرَ هَذِهِ يَوْمَ النَّحْرِ وَأَخَاضَ فَطْلَانِ بِالْبَيْتِ ثُمَّ حَلَّ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ حَرَّمَ مِنْهُ وَفَعَلَ مِثْلَ مَا فَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَهْدَى وَسَاقَ الْهَدْيَ مِنَ النَّاسِ وَعَنْ عُرْوَةَ أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي تَمَتُّعِهِ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ فَتَمَتَّعَ النَّاسُ مَعَهُ بِمِثْلِ الَّذِي أَخْبَرَنِي سَالِمٌ عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر عمرہ کو حج کے ساتھ ملا کر نفع حاصل کیا، اور قربانی بھی دی، چنانچہ قربانی کے جانور کو ذی الحلیفہ سے اپنے ہمراہ لے چلے۔ پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابتداً اس طرح سے کی کہ عمرہ کا احرام باندھا پھر حج کا احرام باندھا۔ تو لوگوں نے بھی عمرہ کو حج کے ساتھ ملا کر نفع حاصل کیا۔ لوگوں میں سے بعض ایسے تھے۔

جنہوں نے حدی چلائی تھی۔ اور بعض نے نہیں چلائی تھی۔ پس جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ معظمہ تشریف لائے تو لوگوں سے فرمایا۔ جس شخص نے تم میں سے حدی چلائی ہو۔ پس وہ اس وقت تک حرام شدہ چیزوں سے حلال نہ ہو۔ جب تک کہ حج نہ کرے۔ اور جس نے حدی نہیں چلائی۔ وہ بیت اللہ کا طواف کرے۔ اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کرے۔ اور تھوڑے سے بال کٹا کر حلال ہو جائے۔ پھر حج کا احرام باندھے۔ پس جو حدی نہ پائے وہ حج کے ایام میں تین روزے رکھے اور سات اس وقت رکھے جب اپنے اہل و عیال میں واپس آئے۔ پس جب آپ مکہ میں پہنچے تو طواف کیا اور رکن بیانی کو پہلے پہل ہاتھ لگایا پھر تین بار جلدی چل کر مل گیا اور چار بار بی میں آرام سے چلے۔ پھر جب بیت اللہ کے طواف سے فارغ ہوئے تو مقام ابراہیمؑ کے پاس دو رکعت طواف ادا کی۔ پھر سلام پھیر کر فارغ ہو کر صفا پہاڑی پر تشریف لائے صفا اور مروہ کی سات مرتبہ سعی فرمائی۔ پھر اس وقت تک ہر حرام شدہ چیز کو حلال نہ کیا جب تک اپنا حج پورا نہ کر لیا۔ اور دسویں کے دن اپنی قربانی کو ذبح کیا۔ پھر واپس آکر بیت اللہ کا طواف زیارت کیا۔ پس ہر حرام شدہ کو حلال کر لیا۔ اور لوگوں میں سے جنہوں نے قربانی کے جانور کو چلایا تھا انہوں نے بھی ایسا کیا۔ جیسا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا۔ اور حضرت عروہ سے مروی ہے کہ حضرت عائشہؓ نے ان کو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عمرہ کو حج کے ساتھ ملانے کی خبر دی کہ لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ اسی طرح تمتع کیا جیسا کہ حضرت سالم نے ابن عمر سے اور انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خبر دی تھی۔

تشریح از قاسمی تمتع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مراد نہیں ہے کہ آپ نے اول الامر عمرہ کا احرام باندھا بعد ازاں حج کا احرام باندھا۔ کیونکہ یہ تو دوسری احادیث کے مخالف ہے۔ بلکہ معنی یہ ہے کہ آپ نے پہلے حج مفرد کا احرام باندھا بعد ازاں عمرہ کا احرام باندھ کر قارن بن گئے۔ اور قارن بھی لغت کے اعتبار سے تمتع ہوتا ہے۔ لغت اور معنی دونوں اعتبار سے کیونکہ میتات۔ احرام اور افعال میں اتحاد ہے یہ تاویل احادیث کو جمع کرنے کے لئے کی گئی ہے۔ لیکن لفظ اہل بالعمرة خم اہل بال حج کو تبلیغ فی اثار الاحرام پر محمول کیا جائے گا۔ اور بدر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مراد یہ ہے کہ جب تمتع کا حکم دیا تو اس طرح ابتدا فرمائی۔

بَابُ مَنِ اشْتَرَى الْهَدْيَ مِنَ الطَّرِيقِ

ترجمہ۔ باب اس شخص کے بارے میں جس نے راستہ میں قربانی کا جانور خرید کیا۔

حدیث نمبر ۱۴۸۸ حَدَّثَنَا أَبُو النَّعْمَانِ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ لَا يَبِهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ قَالَ اللَّهُ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فَاَنَا أَشْهَدُكُمْ أَنِّي قَدْ آمَرْتُ عَلَى نَفْسِي الْمُرَّةَ فَاهْلًا بِالْمُرَّةِ قَالَ ثُمَّ خَرَجَ حَتَّى إِذَا كَانَ بِالْبَيْدَاءِ أَهْلًا بِالْحَجِّ وَالْمُرَّةِ وَقَالَ مَا شَأْنُ الْحَبِثَةِ وَالْمُرَّةِ إِلَّا وَاحِدٌ ثُمَّ اشْتَرَى الْهَدْيَ مِنْ قَدِيدٍ ثُمَّ قَطَّافَ لَهَا طَوَافًا وَاحِدًا فَلَمْ يَحِلَّ حَتَّى حَلَّ مِنْهُمَا جَمِيعًا۔

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ نے اپنے باپ عبداللہ بن عمر سے کہا۔ کہ میں بے خوف نہیں ہوں کہ کہیں آپ کو بیت اللہ سے روک نہ دیا جائے۔ انہوں نے فرمایا اس وقت یہ کچھ کہوں گا جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا۔ لہذا کان لکم الا پس میں تمہیں گواہ بناتا ہوں۔ کہ میں نے اپنے اوپر عمرہ واجب کر دیا ہے۔ پس انہوں نے عمرہ کا احرام باندھا پھر روانہ ہوئے یہاں تک کہ جب ہمدار میں پہنچے توجہ اور عمرہ دونوں کا تبلیہ کہہ کر احرام باندھا اور فرمایا حج اور عمرہ کا ایک ہی حال ہے پھر قدیم کے مقام سے حدی کو خرید کیا پھر مکہ معظمہ میں پہنچ کر دونوں کے لئے ایک طواف کیا۔ پس اس وقت تک حلال نہ ہوئے جب تک کہ دونوں سے ہی حلال نہ ہوئے۔

بَابُ مَنْ اشْتَرَى قَلَدًا بِذِي الْحُلَيْفَةِ ثُمَّ أَحْدَمَ وَقَالَ نَافِعٌ كَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا هَدَى مِنَ الْمَدِينَةِ قَلَدَهُ وَأَشْعَرَهُ بِذِي الْحُلَيْفَةِ يَطْعَمُ فِي شِقِّ سَامِهِ الْأَيْمَنِ بِالشَّفْعَةِ وَوَجْهَهُمَا قَبْلَ الْقِبْلَةِ بَارِكَةً۔

ترجمہ۔ باب اس شخص کے بارے میں جو ذی الحلیفہ میں ہدی کا اشعار کرے اور قلابہ ڈالے پھر احرام باندھے۔ حضرت نافعؓ نے فرمایا۔ حضرت ابن عمرؓ جب مدینہ سے ہدی چلاتے تھے تو قلابہ اور اشعار ذی الحلیفہ میں کرتے تھے۔ اشعار کی صورت یہ ہوتی کہ پھری کے ساتھ اونٹ کی کوبان کے دائیں طرف چیرا دیتے اور بیٹھے ہوتے اونٹ کو قبلہ کی طرف متوجہ کر لیتے۔

حدیث نمبر ۱۷۸۵ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ الْمُسَوِّبِيِّ مَخْرَمَةً وَمَرْدَوَانَ قَالَا
خَدَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمَدِينَةِ فِي بَيْضِ عَشْرَةِ مِائَةٍ مِنْ أَصْحَابِهِ حَتَّى
إِذَا كَانُوا بِذِي الْحُلَيْفَةِ قَلَدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْهَدْيَ وَأَشْعَرُوا أَحْدَمَ بِالْعُمَرَةِ.

ترجمہ۔ حضرت مسور بن مخرمہ اور مردان دونوں نے فرمایا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کے
زمانہ میں ایک ہزار سے اوپر اپنے اصحاب کے ساتھ روانہ ہوئے۔ یہاں تک کہ جب آپ ذی الحلیفہ میں پہنچے تو اپنے
ہدی کے جانوروں کو ہمار بھی ڈالا اور زخمی کر کے خون بھی ملا گیا۔ اور عمرہ کا احرام باندھا۔

حدیث نمبر ۱۷۸۶ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قُلْتُ قَلَدَ بَدْنِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدَيَّ ثُمَّ قَلَدَ هَا وَأَشْعَرُوا هَا وَأَهْدَاهَا فَمَا أَحْدَمَ عَلَيْهِ شَيْئٌ
كَانَ أَجَلَ لَهُ.

ترجمہ۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اذنوں کے لئے
ہاروں کو اپنے ہاتھوں سے بٹا پھر آپ نے ان کو ہار ڈالے اور ان کے کوٹان کو زخمی کیا ان کو ہدی بنایا اور
ابھی تک ان چیزوں میں سے کوئی چیز آپ پر حرام نہ ہوئی جو آپ کے لئے حلال تھی۔ مطلب یہ ہے کہ احرام کے
محظورات سے اجتناب نہ فرمایا۔

تشریح از قاسمی اشعار کا معنی اعلام ہے۔ شرعی معنی یہ ہیں کہ اونٹ کی کوٹان کا ایک حصہ زخمی کر
کے خون کو ملایا جائے۔ یہ فعل سنت ہے۔ لیکن ابن حزم نے محلی میں نقل کیا ہے کہ امام ابو حنیفہؒ اشعار کو
اس لئے مکروہ سمجھتے ہیں کہ وہ مثلہ ہے۔ حالانکہ یہ ایک طاعت ہے۔ اگر مثلہ ہوتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم
خود اس کا ارتکاب کیوں کرتے۔ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو امام اعظمؒ کیسے مکروہ کہہ سکتے
ہیں۔ امام طحاویؒ نے جواب دیا ہے کہ امام ابو حنیفہؒ نے اصل اشعار کو مکروہ قرار نہیں دیا البتہ لوگوں نے
بالخصوص حجازیوں نے جو اس میں زیادتی کی۔ جس کے زخم سے جانور کی ہلاکت کا خطرہ لاحق ہو جاتا تھا اس
اشعار کو امام صاحبؒ نے مکروہ فرمایا ہے تو سد الباب کہ اہمیت کا قول کیا۔ ورنہ اگر اس طریقہ سے اشعار
کیا جائے۔ جس سے چمڑا قطع ہو گوشت نہ کاٹا جائے۔ تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

ما حرم علیہ شیئاً الفقہاء کا مسلک یہ ہے کہ صرف ہدی کی بخت سے محرم نہیں بن جاتا۔ جب
محرم نہیں تو محظورات احرام سے اجتناب نہ کیا جائے گا۔

بَابُ قِتْلِ الْقَلَائِدِ لِلْبُذْنِ وَالْبَقَرِ

ترجمہ۔ اونٹوں اور گائیوں کے لئے قلاندہ کو بٹنا۔

حدیث نمبر ۴۸۷۸ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ حَنْصَلَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا شَأْنُ النَّاسِ حَلُّوْا وَلَمْ تَحْلِلْ أَنْتَ قَالَ إِنْ لَبِذْتُ رَأْسِي وَقَلَدْتُ هَذِي فَلَاحِلٌ حَتَّى أُحِلَّ مِنَ الْحَجِّ۔

ترجمہ۔ حضرت حنصلہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ لوگوں کو کیا حلال ہے کہ وہ تو حلال ہو گئے اور آپ ابھی تک حلال نہیں ہوئے۔ فرمایا میں نے اپنے سر کو بال جملنے کے لئے تھمن لگا دیا ہے اور اپنی ہدی کو قلادہ ڈال دیا ہے۔ اور میں اس وقت تک حلال نہیں ہوں گا۔ جب تک کہ حج سے حلالی نہ ہو جاؤں۔

تشریح از قاسمی | تلبید کے معنی ہیں بالوں کو تھمن کے ذریعہ جما دینا کیوں کہ سفر طویل میں بکھر جایا کرتے ہیں۔

قلدت ہدی اس ترجمہ سے ترجمہ ثابت کیا ہے۔ کیونکہ ہدی کا لفظ اہل بقر کو شامل ہے اور صحیح یہ ہے کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں قسم کے جانوروں کو ہدی بنایا تھا۔

حدیث نمبر ۴۸۱۸ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَهْدِي مِنَ الْمَدِينَةِ فَأَقْبَلَ الْقَلَائِدَ هَذِيهِ ثُمَّ لَا يَجْتَنِبُ شَيْئًا مَعَ يَجْتَنِبُ الْمُحْرِمُ۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ سے ہدی بھیجا کرتے تھے۔ اور میں ہی آپ کی ہدی کے قلاندہ بٹا کرتی تھی۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کسی اس چیز سے نہیں بچتے تھے جس سے محرم بچا کرتا ہے۔

تشریح از قاسمی | کیوں کہ صرف ہدی چلانے سے انسان محرم نہیں بن جاتا جب تک کہ نیت احرام کی اور تلبیہ نہ ہو۔

بَابُ إِشْعَارِ الْبُذْنِ

وَقَالَ عُرْوَةُ عَنْ الْمُسَوِّرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَلَدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
الْهَدْيَ وَأَشْعَرَهُ وَأَحْدَمَ بِالْمُرَّةِ.

ترجمہ۔ اذنوں کا اشعار کرنا حضرت مسور رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدی کو قلابہ ڈالا اشعار کیا اور عمرہ کا احرام باندھا۔

حدیث نمبر ۴۸۹ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُسْلِمَةَ الْأَعْنُ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ
قَتَلْتُ قَلَائِدَ هَدْيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَشْعَرَهَا وَقَلَدَهَا أَوْ قَلَدْتُهَا ثُمَّ
بَعَثَ بِهَا إِلَى الْبَيْتِ وَأَقَامَ بِالْمَدِينَةِ فَمَاحِدَمٌ عَلَيْهِ شَيْءٌ كَانَ لَهُ جِلٌّ.

ترجمہ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہدی کے مار اپنے ہاتھ سے بٹے پھر ان کا اشعار کیا اور قلابہ ڈالایا میں نے خود ان کو قلابہ ڈالا پھر جناب نے ان کو بیت اللہ کی طرف بھیج دیا۔ اور مدینہ میں مقیم رہے۔ اور آپ پر کوئی چیز حرام نہ ہوئی جو آپ کے لئے حلال تھی۔

بَابُ مَنْ قَلَدَ الْقَلَائِدَ بِيَدِهِ

ترجمہ۔ باب اس شخص کے بارے میں جو اپنے ہاتھ سے قلابہ ڈالے۔

حدیث نمبر ۴۹۰ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ الْأَعْنُ عُمَرَةُ بِنْتُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهَا
أَخْبَرَتْهُ أَنَّ زِيَادَ بْنَ أَبِي سَفْيَانَ كَتَبَ إِلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ مَنْ أَهْدَى هَدْيًا حَرَّمَ عَلَيْهِ مَا يَحْرُمُ عَلَى الْحَاجِّ حَتَّى يُنْحَرَهُ هَدْيُهُ
قَالَتْ عُمَرَةُ فَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا لَيْسَ كَمَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَنَا قَتَلْتُ قَلَائِدَ هَدْيِ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِي ثُمَّ قَلَدَ هَارِ سُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بِيَدِهِ ثُمَّ بَعَثَ بِهَا مَعَ أَبِي فَلَمْ يَحْرُمْ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْءٌ أَحَلَّهُ
اللَّهُ حَتَّى يُنْحَرَ الْهَدْيُ.

ترجمہ۔ حضرت عمرہ خبر دیتی ہیں کہ زیاد ابن ابی سفیان نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف لکھا کہ حضرت عبد الرحمن بن عباس

فرماتے ہیں کہ جو شخص ہدی بھیج دے تو اس پر وہ سب چیزیں حرام ہو جاتی ہیں۔ جو حاجی پر حرام ہو جاتی ہیں۔ یہاں تک کہ اس کی ہدی ذبح کر دی جائے۔ عمرہ فرماتی ہیں کہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا۔ ایسا نہیں ہے جیسا ابن عباسؓ فرماتے ہیں میں خود اپنے ہاتھوں سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہدی کے باروں کو بٹ کر دیتی تھی۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنے قربانی کے جانوروں کو ہاتھ ڈالتے تھے۔ پھر آپؐ نے ان کو میرے باپ کے ہمراہ بھیج دیا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی چیز حرام نہ ہوئی جو اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے لئے حلال کی تھی۔ یہاں تک کہ ہدی ذبح کر دی گئی۔

تشریح از قاسمی | مع ابی اے ابی بکر الصدیق یہ سفر ہجری کا واقعہ ہے جب کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کو آپؐ نے امیر الحاج بنا کر بھیجا اور ان کے ہمراہ اپنے ہدی بھی روانہ فرمائے۔
غمر الہدی | اے سحر ابوبکر اور سحر مہول بھی پڑھا گیا ہے۔ اور اس کا مطلب یہ ہے کہ حتیٰ سحر غایۃ لم یحرم کی نہیں بلکہ یحرم کی ہے۔ یعنی وہ حرمت جو سحر تک ختم ہونے والی ہے۔

بَابُ تَقْلِيدِ الْغَنَمِ

ترجمہ۔ بکری کو قتلادہ ڈالنا۔

حدیث نمبر ۱۴۹۱ | حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ الْخَمَّ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ أَهْدَى إِلَيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّةً غَنَمًا وَيَسْتَدْ أَخَذَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ أَقْبِلُ الْقَلَائِدَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقْلِدُ الْغَنَمَ وَيَقِيمُ فِي أَهْلِهِ حَلَالًا۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ

بکری کو ہدی بنایا اور دوسری سند سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے قلائد کو بٹتی تھی۔ پس آپؐ بکری کو مار ڈالتے تھے اور اپنے اہل و عیال میں حلال ہو کر رہتے تھے۔

حدیث نمبر ۱۴۹۲ | حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ الْخَمَّ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ أَقْبِلُ قَلَائِدَ الْغَنَمِ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَبْعَثُ بِهَا شَمَّ يَمْكُثُ حَلَالًا۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بکریوں

کے قلائد بنا کر لاتی تھی۔

پس حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کو روانہ فرمادیتے اور خود حلال رہ کر ٹھہر جاتے تھے۔
حدیث نمبر ۱۷۹۳ أَحَدُنَا أَبُو لَيْسٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَتَلْتُ لِهَدْيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعْنِي الْقَلَادَةَ قَبْلَ أَنْ يُحْدِمَ۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ احرام باندھنے سے پہلے میں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہدی کے لئے قلادہ بٹا کرتی تھی۔

تشریح از قاسمی | ان احادیث باب سے ثابت ہوا کہ غنم کو قلادہ ڈالنا بھی جائز ہے۔ امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کا یہی مسلک ہے۔ لیکن امام ابو حنیفہؒ اور امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ ان غنم کو قلادہ نہ ڈالا جائے۔ کیونکہ تقلید سے وہ کمزور ہو جائیں گے۔ ان حضرات کی دلیل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف ایک حج کیا ہے اور اس میں ہدی غنم کی ثابت نہیں ہے۔ اور اسود کی حدیث جو بخاری میں تقلید غنم کے متعلق ہے۔ حضرت عائشہؓ کے خاندان کے دوسرے افراد اس کو نقل نہیں کرتے۔ چنانچہ مبسوط میں ہے کہ اثر شاذ ہے۔ علامہ عینیؒ نے حضرت عائشہؓ کی باب کی آخری روایت پر اشکال کیا ہے کہ اس میں غنم کا ذکر نہیں ہے تو ترجمہ الیاب سے مطابقت کیسے ہوگی۔ جواب یہ ہے کہ ہدی کا لفظ غنم کو بھی شامل ہے۔ نیز! یہ حدیث بھی پہلی دو حدیثوں کی طرح تقلید غنم پر دلالت کرتی ہے۔

بَابُ الْقَلَادَةِ مِنَ الْعِهْنِ

ترجمہ۔ رنگی ہوئی روئی کے مار بنانا۔

حدیث نمبر ۱۷۹۴ أَحَدُنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَتَلْتُ قَلَادَةً مِنْ عِهْنٍ كَانَ عِنْدِي۔

ترجمہ۔ حضرت ام المؤمنین عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ان ہدایا کے قلادہ میں اس دھنی ہوئی رنگین روئی سے بٹی تھی جو میرے پاس ہوتی تھی۔

تشریح از قاسمی | عِهْنٌ عہن دھنی ہوئی رنگین روئی کو کہتے ہیں تاکہ علامت واضح رہے۔ اس حدیث سے ان لوگوں کا رد کرنا مقصود ہے جو اذن اور پشم سے قلادہ کو کمزور سمجھتے ہیں صرف نبات الارض سے قلادہ کو اختیار کرتے ہیں۔ یہ قول امام مالکؒ اور ربیعہؒ کا ہے۔ اس حدیث باب سے ام بخاریؒ

نے جواز ثابت کر دیا۔

بَابُ تَقْلِيدِ النَّعْلِ

ترجمہ۔ جوتے کے ٹکڑے کا بار بنانا۔

حدیث نمبر ۱۸۹۵ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَجُلًا يَسُوقُ بُدْنَةً قَالَ أَرَأَيْتُمْ قَالَ إِنْهَا يَدْنَةٌ قَالَ أَرَأَيْتُمْ قَالَ فَلَقَدْ رَأَيْتُهُ رَأَيْتُهَا يَسِيرُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّعْلُ فِي عُنُقِهَا تَابَعَهُ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ۔

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو دیکھا جو قربانی کے اونٹ کو بانٹ رہا تھا فرمایا اس پر سوار ہو جاؤ اس نے کہا یہ قربانی کا جانور ہے آپ نے فرمایا سوار ہو جاؤ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اس شخص کو بدنتہ پر سوار دیکھا جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساتھ چل رہا تھا اور جوتا کا ٹکڑا بدنہ کے گلے میں تھا۔ محمد بن بشار نے اس کی متابعت کی ہے۔

تشریح از قاسمی [تقلید النعل کے حکم میں اختلاف ہے۔ امام ثوریؒ فرماتے ہیں کہ تقلید میں دونوں نعل ہونے چاہئیں۔ دوسرے حضرات فرماتے ہیں کہ تقلید میں صرف نعل ہی متعین نہیں بلکہ ہر چیز نشانی کے لئے کافی ہو سکتی ہے۔ اس میں حکمت یہ بیان کی جاتی ہے کہ اہل عرب نعل کو سواری شمار کرتے تھے۔ اس لئے کہ وہ صاحب نعل کی حفاظت کرتی ہے۔ اور اس کی اور اس مائے گندگی کو اٹھا لیتی ہے۔ تو جس شخص نے نعل کا تلاء بنایا سمجھ لو کہ وہ اس کی سواری نہ رہی اب یہ اللہ تعالیٰ کے لئے نذر ہو گئی۔ اس لحاظ سے نعلان کو مستحب کہا جاتا ہے۔

بَابُ الْجَلَالِ لِلْبُدْنِ

ترجمہ۔ اونٹوں کے لئے جلال ڈالنا۔

وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَا يَشْقُوقَ الْجَلَالِ الْأَمْوَضِعَ السَّنَامَ وَإِذَا نَحَوْهَا نَزَعَ جَلَالَهَا مَخَافَةَ أَنْ يُغِيدَ هَا الدَّمُ ثُمَّ يَتَصَدَّقَ بِهَا۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ جھل کا کوہان والا حصہ کو چیر لیتے تھے اور جب اونٹ کو ذبح کرتے جو جھل کو کپٹھ لیتے اس خوف سے کہ کہیں خون اس جھل کو خراب نہ کر دے پھر اس جھل کا صدقہ کر دیتے۔
 حدیث نمبر ۱۷۹۶ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ عَنْهُ قَالَ أَمَرَ فِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَتَصَدَّقَ بِجَلَالِ الْبَدَنِ الَّتِي نَحَرْتُ وَبِجُلُودِهَا۔

ترجمہ۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ میں ان اونٹوں کے جھل کا اور ان کے چمڑوں کا صدقہ کر دوں جو ذبح کر دیتے گئے ہیں۔

تشریح از شیخ گنگوہی | الاموضع السنام جھل کے کوہان کا حصہ اس لئے چیر دیا جاتا تھا۔ تاکہ اونٹ کی بیٹھ پر جھل کے ٹک جالنے میں مدد ثابت ہو۔

تشریح از شیخ زکریا | موضع سنام کے چیرنے کا فائدہ شراح بخاری یہ بیان فرماتے ہیں تاکہ اشعار ظاہر ہو جائے اس کا ماتحت چھپا نہ رہے۔ شیخ گنگوہی نے جو فائدہ بیان کیا ہے وہ بھی صحیح ہے تو دونوں فائدے حاصل ہوئے۔ موطا امام مالکؒ میں ہے کہ ابن عمرؓ اپنے بدن کے جھل کو چیرا نہیں کرتے تھے تو اس کا ایک جواب تو یہ ہے کہ یہ حدیث مختصر ہے۔ اصل حدیث میں اشتنا ہے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ یہ اختلاف احوال پر محمول ہے۔ کپڑا قیمتی ہو تو نہ پھاڑا جائے معمولی ہے تو پھاڑ دیا جائے یہی امام مالکؒ کا مسلک ہے تفصیل ادجز میں ہے۔

بَابُ مَنْ اشْتَرَى هَدِيَّةً مِنَ الطَّرِيقِ وَقَلَدَهَا

ترجمہ باب اس شخص کے بارے میں جس نے راستہ سے ہدی کو خرید کیا اور اسے قلادہ ڈالا۔

حدیث نمبر ۱۷۹۷ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ عَنْ نَافِعٍ قَالَ اَرَادَ بَنُو عُمَرَ الْحَجَّ مَامَ حَجَّةِ الْخُدُورِيَّةِ فِي عَهْدِ ابْنِ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقِيلَ لَهُ اِنَّ النَّاسَ كَانُوا بَيْنَهُمْ قِتَالٌ وَنَخَافُ اَنْ يَصْدُوكَ فَقَالَ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ اِذْ اَنْصَعَ كَمَا صَنَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَشْهَدُكُمْ اَنِّي اَوْحَبْتُ عُمَرَ حَتَّى كَانَ بظَاهِرِ الْبَيْدَةِ قَالَ مَا شَأْنُ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ اِلَّا وَاحِدٌ اَشْهَدُكُمْ اَنِّي جَمَعْتُ حَجَّةً مَعَ عُمْرَةٍ وَاَهْدَى هَذَا يَأْمُقِلْدُ الشُّرَاهُ حَتَّى قَدِمَ فَطَانُ بِالْبَيْتِ

وَبِالصَّفَا وَلَمْ يَزِدْ عَلَى ذَلِكَ وَلَمْ يَحِلِّلْ مِنْ شَيْءٍ حَدَمٌ مِنْهُ حَتَّى يَوْمَ النَّحْرِ فَحَلَّقَ
وَنَحَرَ وَرَأَى أَنَّ قَدْ قُضِيَ طَوَافُهُ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ بِطَوَافِهِ الْأَوَّلِ ثُمَّ قَالَ كَذَلِكَ
صَنَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ۔ حضرت نافع فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمرؓ نے حروریہ والے حج کے سال ابن الزبیرؓ کی خلافت کے
دور میں حج کرنے کا ارادہ ظاہر کیا تو ان سے کہا گیا کہ لوگوں میں جنگ ہونے والی ہے۔ ہمیں خطرہ ہے کہ ہمیں
آپ کو بیت اللہ سے نہ روک دیں۔ انہوں نے فرمایا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تمہارے بے بہتر
نمونہ ہے۔ اس وقت میں ایسا کروں گا جیسے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا۔ میں تمہیں
گواہ بناتا ہوں کہ میں نے عمرہ اپنے اوپر واجب کر لیا ہے۔ جب وہ بیدار کے کھلے میدان میں پہنچے تو فرماتے
لگے کہ حج اور عمرہ کا ایک ہی حال ہے۔ میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے حج کو عمرے کے ساتھ اپنے اوپر
واجب کر لیا ہے۔ قلاذہ ڈالی ہوئی ہدیٰ کو روانہ کر دیا جس کو انہوں نے خرید کر لیا تھا جب مکہ معظمہ پہنچے تو بیت اللہ
اور صفا و مروہ کا طواف کیا۔ اور اس پر کسی چیز کا اضافہ نہ کیا اور جو چیز ان پر حرام ہو چکی تھی۔ یوم النحر تک
اسے حلال نہیں کیا چنانچہ سر منڈوایا قربانی کو ذبح کیا اور سمجھے کہ طواف اول کے ذریعہ میں حج اور عمرہ کے
طواف کو پورا کر چکا ہوں پھر فرمایا کہ میں نے اسی طرح جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کرتے دیکھا۔

بَابُ ذَبْحِ الرَّجُلِ الْبَقْرَةَ عَنْ نِسَائِهِ مِنْ غَيْرِ أَمْرِهِ

ترجمہ۔ آدمی کا لگنے کو اپنی بیویوں کی طرف ان کے حکم کے بغیر ذبح کرنا۔

حدیث نمبر ۱۴۹۸ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ سَمِعْتُ مَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهَا تَقُولُ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِنَحْمِسَ بَقْلَيْنِ مِنْ ذِي الْقَعْدَةِ
لَأَنْزِرِي إِلَّا الْحَجَّ فَلَمَّا دَخَلْنَا مِنْ مَكَّةَ أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَمْ
يَكُنْ مَعَهُ هَدْيٌ إِذَا طَافَ وَسَعَى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ أَنْ يَحِلَّ قَالَتُ فَدَخَلْنَا عَلَيْهِنَا
يَوْمَ النَّحْرِ بِلَحْمِ بَقَرٍ فَقُلْتُ مَا هَذَا قَالَ نَحَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ
أَزْوَاجِهِ قَالَ يَحْيَى فَذَكَرْتُهُ لِلْقَاسِمِ فَقَالَ أَتَشْكُ بِالْحَدِيثِ عَلَى وَجْهِهِ.

ترجمہ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ذی قعدہ کے ابھی پانچ دن باقی تھے۔ ہم جناب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ روانہ ہوئے۔ حج کے سوا ہماری اور کوئی نیت نہیں تھی۔ پس جب ہم لوگ مکہ معظمہ کے قریب پہنچے تو ان لوگوں کو جن کے ہمراہ ہدی نہیں تھی حکم دیا کہ جب وہ طواف کر لیں۔ اور صفاد مروہ کے درمیان سحی سے فارغ ہو جائیں تو وہ حلال ہو جائیں یعنی احرام کھول دیں۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ قربانی کے دن ہمارے پاس گائے کا گوشت آیا۔ تو میں بولی کہ یہ کیسا گوشت ہے۔ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کی طرف سے قربانی ذبح کی ہے۔ یہ بھی فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت قائمؓ سے اس کا ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا کہ حضرت عائشہؓ نے واقع کے مطابق حدیث بیان کی ہے۔

تشریح از قاسمی | آخر رسول اللہ ﷺ اشکال یہ ہے کہ حدیث اور ترجمہ میں مطابقت نہیں۔ اس لئے کہ ترجمہ میں ذبح کا لفظ ہے اور حدیث میں نحر ہے جواب یہ ہے کہ ذبح کے لفظ سے اشارہ ہے کہ حدیث کے بعض طرق میں نحر کی بجائے ذبح کا لفظ ہے۔ چنانچہ سات ابواب کے بعد یہ حدیث بلفظ ذبح آرہی ہے۔ نیز علماء کے نزدیک نحر البقر جائز ہے اگرچہ مستحب ذبح ہے۔

ان متذبحو البقرة اس پر شاہد ہے حضرت عائشہؓ کے استفہام ماہذا سے مولف نے استدلال کیا ہے کہ ذبح بغیر اذنی نہ تھی۔ لیکن اشکال یہ ہے کہ قربانی بغیر الاذن جائز نہیں۔ تو جواباً کہا جاتا ہے کہ حضرات ازدواج مطہرات سے آپؐ نے اجازت لے لی تھی۔ لیکن جب گوشت آیا تو ان کا استفہام اس وجہ سے تھا کہ آیا یہ وہی گوشت ہے یا کوئی اور ہے۔ لیکن امام بخاریؒ اس تاویل پر راضی نہیں ہیں۔ وہ فرما رہے ہیں کہ اصل عدم استیدان ہے۔ لہذا بغیر امرھنؓ کہنا صحیح ہوگا۔

بَابُ النَّحْرِ فِي مَنْحَرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَنَى

ترجمہ۔ منیٰ میں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذبح کرنے کی جگہ میں ذبح کرنا کیسا ہے۔
حدیث نمبر ۱۶۹۹ **أَحَدُنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ** عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ كَانَ يَنْحَرُ فِي الْمَنْحَرِ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ مَنْحَرُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔
ترجمہ۔ حضرت نافعؓ سے مروی ہے کہ حضرت عبد اللہ منحر میں ذبح کیا کرتے تھے۔ عبد اللہ فرماتے ہیں کہ منحر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔

حدیث نمبر ۵۰۰ **أَحَدُنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ النَّذْرِ** عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَبْعَثُ

بِهَدْيِهِ مِنْ جَمْعٍ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ حَتَّى يُدْخِلَهُ مِنْ حَرِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مَعَ حُجَّاجٍ فِيهِمُ الْحُرُّ وَالْمَمْلُوكُ۔

ترجمہ۔ حضرت نافع سے مروی ہے کہ حضرت ابن عمرؓ رات کے آخری حصہ میں مزدلفہ سے اپنی ہدی کو بھیج دیتے تھے۔ یہاں تک کہ اسے حجاج کے ہمراہ منحر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں پہنچا دیا جاتا تھا۔ ان حجاج میں آزاد اور غلام لوگ ہوتے تھے۔

تشریح از قاسمی | منخر وہ جگہ جہاں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قربانی ذبح کرتے تھے وہ مقام حجرہ اولیٰ کے پاس مسجد حنیف کے نزدیک ہے۔ ویسے منیٰ کا ہامنھر لیکن ابن عمرؓ چونکہ شدید الاتباع لائنہ تھے اس لئے منحر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تلاش کرتے تھے۔

فیہم الحر والمملوک سے اس طرف اشارہ ہے کہ بعث الہدی مع الاحرار شرط نہیں ہے۔ احرار اور عبید سب کے ہمراہ بھیجا جاسکتا ہے۔

بَابُ مَنْ تَحْرِيْدِهِ

ترجمہ۔ باب اس شخص کے بارے میں جو اپنے ہاتھ سے قربانی کا جانور ذبح کرے۔
حدیث نمبر ۱۵۱۰ | حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ يَكَّارٍ عَنْ أَنَسٍ وَذَكَرَ الْحَدِيثَ قَالَ وَنَحَرَهُ
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ سَبْعَ بُدُنٍ قِيَامًا وَضَعَهَا بِالْمَدِينَةِ كَبْشَيْنِ أَمْلَحَيْنِ أَقْوَانِيَيْنِ
مُخْتَصِرًا۔

ترجمہ۔ حضرت انسؓ نے ایک طویل حدیث کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے سات اونٹ کھڑے کر کے ذبح فرمائے اور مدینہ منورہ میں دو میٹھ سے سفید سیاہ یعنی گدرے بڑے بڑے سینگوں والے ذبح فرمائے۔ مختصراً ذکر کی ضمیر سے حال ہے۔ اس حدیث کو مختصر ذکر کیا۔
تشریح از شیخ گنگوہی | مختصر یعنی اس جگہ تو مختصر حدیث بیان ہوئی مفصل آگے آ رہی ہے۔ اور دوسرے معنی یہ بھی ہیں جن کی طرف شراح نے توجہ نہیں فرمائی کہ اختصار بمعنی اختصار کے ہو کہ وہ میٹھ سے خفی تھے جیسے دوسری حدیث میں موجوین کا لفظ وارد ہوا ہے۔

بَابُ نَحْرِ الْإِبِلِ مُقَيَّدَةً

ترجمہ - بندھے ہوئے اونٹوں کو ذبح کرنا -

حدیث نمبر ۱۵۰۲ | حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ أَتَى عَلَى رَجُلٍ قَدْ أَتَاخَ بَدَنَتَهُ يَنْحَرُ مَا قَالَ ابْنُهُمَا قِيَامًا مُقَيَّدَةً سُنَّةَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -

ترجمہ - زیاد بن جبیر فرماتے ہیں کہ میں نے ابن عمرؓ کو دیکھا کہ وہ ایک ایسے آدمی کے پاس تشریف لائے جو اپنے قربانی کے اونٹ بٹھا کر ذبح کر رہا تھا۔ آپ نے اس سے فرمایا کہ اسے اٹھا کر کھڑا کر کے بندھے ہوئے کو ذبح کرنا سنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔

تشریح از قاسمی | اونٹ کو کھڑا کر کے ذبح کرنا امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کا مسلک ہے۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ اور سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں کہ بیٹھے بیٹھے اور کھڑے کھڑے دونوں صورتوں میں ذبح کرنا جائز ہے۔ البتہ گائے اور بکری کو لٹا کر ذبح کرنا مستحب ہے۔

بَابُ نَحْرِ الْبُذْنِ قَائِمَةً

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ سُنَّةُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ صَوَاتٌ قِيَامًا

ترجمہ - قربانی کے اونٹوں کو کھڑے کر کے ذبح کرنا۔ ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ یہی سنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ اور ابن عباسؓ صوات کے معنی قیام سے کرتے ہیں۔

حدیث نمبر ۱۵۰۳ | حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ بَكَّارٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ بِالدِّينَةِ أَرْبَعًا وَالْعَصْرَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ فَبَاتَ بِهِنَّ فَلَمَّا أَصْبَحَ رَكِبَ رَاحِلَتَهُ فَجَعَلَ يَهْلِلُ وَيُسَبِّحُ فَلَمَّا أَتَى عَلَى الْبَيْدِ أَوَّلَتِي بِهِمَا جَمِيعًا فَلَمَّا دَخَلَ مَكَّةَ أَمَرَهُمْ أَنْ يَحِلُّوا وَنَحَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِدِّهِ سَبْعَ بُذْنٍ قِيَامًا وَضَعِي بِالدِّينَةِ كَبْشَيْنِ أَمْلَحَيْنِ أَقْرَنَيْنِ -

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کے اندر ظہر کی نماز چار رکعت ادا کی۔ اور ذی الحلیفہ میں عصر کی دو رکعت ادا کی۔ پس ذی الحلیفہ میں رات بسر کی۔ پس جب صبح کی تو اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر لا الہ الا اللہ اور سبحان اللہ پڑھنے لگے۔ جب بیدار کے میدان پر چڑھے تو دونوں کا اکٹھا تبلیغ پڑھا۔ پس جب مکہ معظمہ میں داخل ہوئے تو ان کو حکم دیا کہ وہ حلال ہو جائیں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے سات اونٹوں کو کھڑے کھڑے کر کے ذبح کیا۔ اور مدینہ منورہ میں قربانی کے موقع پر دو مینڈھے گدے بڑے بڑے سینک والے ذبح کئے۔

حدیث نمبر ۱۵۰۴ حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ بْنُ أَنَسٍ قَالَ قَالَ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ بِالْمَدِينَةِ أَرْبَعًا وَالْعَصْرَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ وَعَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ثُمَّ بَاتَ حَتَّى أَصْبَحَ فَصَلَّى الصُّبْحَ ثُمَّ رَكِبَ رَاحِلَتَهُ حَتَّى إِذَا اسْتَوَتْ بِهِ الْبَيْدَاءُ أَهَلَ بِمُرَّةٍ وَحَبَّةٍ۔

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ نے فرمایا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز مدینہ منورہ میں چار رکعت ادا کی۔ اور عصر کی نماز ذی الحلیفہ میں دو رکعت ادا کی۔ اور ایوب راوی ایک آدمی کے واسطے سے حضرت انس بن مالکؓ روایت کرتے ہیں کہ آپؐ ذی الحلیفہ میں رات بسر کی یہاں تک کہ جب صبح کی تو صبح کی نماز پڑھائی۔ پھر اپنی اونٹنی پر سوار ہوئے۔ حتیٰ کہ جب اونٹنی آپؐ کو لے کر بیدار کے میدان میں سیدھی ہوئی۔ تو آپؐ نے عمرہ اور حج دونوں کا احرام باندھا۔

تشریح از شیخ گنگوہی | خوالہ بدیٰ قائمۃ اس باب کو پہلے باب کے ساتھ ملا کر یہ فائدہ دیا کہ واجب یعنی ادب یہ ہے کہ اونٹوں کو کھڑا کر کے پاؤں باندھ کر ذبح کیا جائے۔

تشریح از شیخ زکریا | ہدایہ میں ہے کہ ضحیا اور ہدایا میں بدن میں سحر قیاماً افضل ہے۔ اور بقرہ وغنم میں لٹا کر ذبح کرنا افضل ہے۔

وآخر سیرہ سبعة بدیٰ | آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سات بھی بہت زیادہ اونٹ ذبح کئے۔ چونکہ سات کو باقی پر مقدم کر کے ذبح کیا اس لئے ان کا ذکر کیا گیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ مبارک سے کتنے اونٹ ذبح کئے۔ اس میں روایات مختلف ہیں۔ اس باب کی حدیث سے سات بدیہ ثابت ہوتے ہیں۔ اور راجح معروف یہ ہے کہ آپؐ نے اپنے دست مبارک سے ترسیٹھ اونٹ ذبح کئے ہر ایک نے

اپنے اپنے مشاہدہ کی خبر دی۔ اور بھی جوابات دیئے گئے ہیں۔ جن کی تفصیل اوپر دی گئی ہے۔

بَابُ لَا يُعْطَى الْجَزَارُ مِنَ الْهَدْيِ شَيْئًا

ترجمہ۔ قصاب کو ہدی میں سے کوئی چیز نہ دی جائے۔

حدیث نمبر ۱۵۰۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ بَعَثَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَبْتُ عَلَى الْبُذْنِ فَأَمَرَنِي فَقَسَمْتُ لِحُومَهَا ثُمَّ أَمَرَنِي فَقَسَمْتُ جَلْدَهَا قَالَ سَفِينُ بْنُ عُيَيْنٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَمَرَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَقْتُمَ عَلَى الْبُذْنِ وَلَا أُعْطِيَ عَلَيْهَا شَيْئًا فِي جَزَارِهَا۔

ترجمہ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا کہ میں اونٹوں کی نگرانی کروں جن کو ہدی کے لئے روکا ہوا تھا۔ پھر مجھے حکم دیا کہ میں ان کا گوشت تقسیم کروں پھر حکم دیا کہ میں نہ ان کے جھل اور چرٹے بھی تقسیم کروں۔ دوسری سند سے ہے کہ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ مجھے آپؐ نے حکم دیا کہ میں ان کے ذبح ہونے کے وقت موجود ہوں۔ اور ان میں سے کوئی چیز ان کے ذبح کرنے کی اجرت نہ دوں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ | قولہ فی جزار تھا مراد یہ ہے کہ ان کو قربانی کے جانوروں میں سے کچھ بھی اجرت میں نہ دیا جائے۔ گویا کہ منہما کا لفظ مخذوف ہے۔ کیونکہ یہی معنی ظاہر ہیں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ | امام بخاریؒ نے اس ترجمہ سے تنبیہ فرمادی۔ کہ اونٹ ذبح کرنے والے قصاب کو ہدی میں بطور اجرت کچھ نہ دیا جائے۔ اگر جزارت بضم الجیم ہے تو اس کا معنی سوا قطن یعنی قربانی کے جانور کے وہ حصے جو معمولی سمجھے جاتے ہیں۔ مثلاً سرا۔ پلے وغیرہ اجرت میں نہ دیئے جاتیں۔ کیوں کہ اجرت میں بیع کے معنی پلے جاتے ہیں اور ہدایا۔ ضحایا میں معاوضہ نہیں ہوا کرتا البتہ اگر اجرت کا طہ اپنی جیب سے ادا کرے پھر قصاب فقیر کا کچھ حصہ دے دیں تو کوئی حرج نہیں۔ اگر بطور صدقہ۔ ہدیہ یا زیادتی علی الحق کے دے دے تو قیاساً جائز ہے۔ لیکن ظاہراً شرع سے ممانعت معلوم ہوتی ہے۔ تاکہ یہ معاوضہ سے ملتبس نہ ہو جائے۔ اس لئے سب ائمہ اس پر متفق ہیں کہ گوشت تک بھی نہ دیا جائے۔ بلکہ سب چیز صدقہ کر دی جائے۔ حسن بصریؒ اجازت دیتے ہیں۔

بَابُ يُتَصَدَّقُ بِجُلُودِ الْهَدْيِ

ترجمہ - بانی کا چمڑا بھی صدقہ کر دے۔

حدیث نمبر ۱۵۰۶ حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ بْنُ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَلِيًّا أَخْبَرَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَهُ أَنْ يَقُومَ عَلَى بُدْنِهِ وَأَنْ يُقْسِمَ بِدَنَةِ كُلِّهَا الْحَوْمَهَا وَجُلُودَهَا وَجِلَالَهَا وَلَا يُعْطَى فِي جِزَارَتِهَا شَيْئًا۔

ترجمہ - حضرت علیؓ خبر دیتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حکم دیا کہ ذبح کے وقت ان کے اونٹوں کی نگرانی کریں پھر ان کے اونٹوں کی ہر چیز تقسیم کر دیں ان کا گوشت ان کا چمڑا اور ان کے جھل تقسیم کر دیں اور ان کے اجزاء میں کوئی چیز اجرت میں نہ دیں۔ یہ امر استحبائی تھا۔

بَابُ يُتَصَدَّقُ بِجَلَالِ الْبُذْنِ

ترجمہ - بدنہ کے جھل بھی صدقہ کر دے۔

حدیث نمبر ۱۵۰۷ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ أَنَّهُ عَلِيًّا حَدَّثَهُ قَالَ قَالَ أَهْدَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِائَةَ بُدْنَةٍ فَأَمَرَنِي بِلَحُومِهَا فَقَسَمْتُهَا ثُمَّ بِجُلُودِهَا فَقَسَمْتُهَا۔

ترجمہ - حضرت علیؓ حدیث بیان کرتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تنوا اونٹ ہدی کے طور پر بھیجے۔ پس مجھے حکم دیا کہ میں ان کے گوشت کو تقسیم کر دوں پھر ان کے جھل کے متعلق حکم دیا تو میں نے ان کو تقسیم کر دیا۔ پھر ان کے چمڑے کے متعلق حکم دیا تو میں نے ان کو تقسیم کر دیا۔

بَابُ وَإِذَا بَوَّأْنَا لِابْرَهِيمَ مَكَانَ الْبَيْتِ أَنْ لَا تُشْرِكَ بِي شَيْئًا وَطَهَّرَ بَيْتِي لِلطَّائِفِينَ وَالْقَائِمِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ وَأَذِنَ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَا تَوَكُّلْ رِجَالًا وَقَالِي كُلِّ ضَامِرٍ إِلَى قَوْلِهِ فَمَوْخِلُهُ عِنْدَ رَبِّهِ وَمَا يَأْكُلُ مِنَ الْبُذْنِ وَمَا يُتَصَدَّقُ وَقَالَ عَبِيدُ اللَّهِ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنْ ابْنِ عُمَرَ لَا يُؤْكَلُ مِنْ جِزَاءِ الصَّيْدِ وَالنَّذِيرِ وَيُؤْكَلُ مِمَّا سِوَى ذَلِكَ وَقَالَ عَطَاءٌ يَأْكُلُ وَيُطْعِمُ مِنَ النُّعَةِ۔

ترجمہ۔ آیت کریمہ میں ہے کہ یاد کر دیجب کہ ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو بیت اللہ کی جگہ ٹھکانا دیا۔ کہ آپ میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بنائیں۔ اور میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور کھڑے ہو کر عبادت کرنے والوں اور رکوع و سجود کرنے والوں کے لئے پاک و صاف کریں۔ اور لوگوں میں حج کا اعلان کریں۔ آپ کے پاس پیدل چل کر آئیں گے اور دہلی اونٹنیوں پر سوار ہو کر بھی آئیں گے۔ الی قولہ۔ اس کے لئے اس کے رب کے پاس ایک بہتر ذخیرہ ہے۔ اور کون سا بد نہ کا گوشت کھا سکتا ہے۔ عبید اللہ حضرت نافع کے واسطے حضرت ابن عمرؓ سے خبر دیتے ہیں۔ کہ شکار کا کفارہ اور نذر کا گوشت تو نہ کھایا جائے اس کے ماسوا سب کا گوشت کھایا جاسکتا ہے۔ حضرت عطاءؓ فرماتے ہیں کہ حج تمتع سے خود بھی کھا سکتا ہے اور دوسرے کو بھی کھلا سکتا ہے۔

حدیث نمبر ۵۰۸ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ الْأَسَمِيُّ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ كُنَّا لَا نَأْكُلُ مِنْ لَحْمٍ بَدُنَا فَوْقَ ثَلَاثٍ مَنِي فَرَّخَصَ لَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كُلُوا وَتَزَوَّدُوا فَإِنَّا كُلْنَا وَتَزَوَّدْنَا قُلْتُ لِعَطَاءٍ أَقَالَ حَتَّى جِئْنَا الْمَدِينَةَ قَالَ لَا -

ترجمہ۔ حضرت عطاءؓ نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے سنا۔ فرماتے تھے ہم منیٰ میں اپنی قربانیوں کا گوشت تین دن سے زیادہ نہیں کھاتے تھے۔ پھر آپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں رخصت دے دی کہ کھاؤ اور توشہ بناؤ۔ چنانچہ ہم نے کھایا بھی اور توشہ بھی بنایا۔ میں نے حضرت عطاءؓ سے پوچھا کہ کیا انہوں نے یہ بھی فرمایا تھا کہ یہاں تک کہ ہم مدینہ میں لے آئے۔ فرمایا نہیں۔

حدیث نمبر ۵۰۹ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ قَالَ سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا تَقُولُ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِخَمْسِ بَقَائِنَ مِنْ ذِي الْقَعْدَةِ وَلَا نُرَى إِلَّا الْحَجَّ حَتَّى إِذَا دُونُنَا مِنْ مَكَّةَ أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ هَدًى إِذَا طَافَ بِالْبَيْتِ شَمَّ يَحِلُّ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَذُحِلَ عَلَيْنَا يَوْمَ التَّحْرِيلِ بَلَحُمٍ بَقَرٍ فَقُلْتُ مَا هَذَا فَقِيلَ ذَبَحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَرْوَاحِهِ قَالَ يَحْيَى فَذَكَّرْتُ

ترجمہ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ذی القعدہ

سے ابھی پانچ دن باقی تھے روانہ ہوئے۔ ہم حج کے سوا اور کچھ نہیں سمجھتے تھے۔ یہاں تک کہ جب ہم مکہ معظمہ کے قریب پہنچے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو حکم دیا جن کے ہمراہ ہمدی نہیں تھے۔ جب وہ بیت اللہ کے طواف سے فارغ ہوں تو حلال ہو جائیں۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ کے روز ہمارے پاس گائے کا گوشت لایا گیا۔ میں نے پوچھا یہ کیسا گوشت ہے۔ کہا گیا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کی طرف سے ذبح کیا ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہی | **و یطعم منہ المتعہ** اس نقل کا فائدہ یہ ہے کہ ابن عمرؓ اور

عطار کے اقوال میں کوئی فرق نہیں ہے۔

تشریح از شیخ زکریا | یعنی معنی کے اعتبار سے ابن عمرؓ اور عطار کے قول میں کوئی فرق نہیں

ہے۔ حاصل یہ ہے۔ خیال کے نزدیک ہدایا کا گوشت نہ کھایا جائے۔ دم تمتع۔ قرآن اور تطوع کا گوشت کھایا جاسکتا ہے۔ یہی احناف کا مسلک ہے۔ امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ ہر قسم کا گوشت کھانا درست ہے۔ سوائے کفارہ شکار۔ فدیۃ الاذی اور نذر کے۔ اور شوافعؒ کے نزدیک دمار واجبہ کے کسی کا گوشت کھانا جائز نہیں۔ حتیٰ کہ دم تمتع۔ قرآن البتہ دم تطوع سے کھانا جائز ہے۔ بشرطیکہ کچھ گوشت ضرور صدقہ کر دیا جائے۔

بَابُ الذَّبْحِ قَبْلَ الْحَلْقِ

ترجمہ۔ سر منڈوانے سے پہلے ذبح کرنا چاہیے۔

حدیث نمبر ۵۰۹ | **أَحَدُنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْإِنْسَانِيُّ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَمَّنْ حَلَقَ قَبْلَ أَنْ يُذْبَحَ وَنَحْوَهُ فَقَالَ لَا حَرَجَ لِأَحَدٍ**

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس شخص کے بارے

میں پوچھا گیا۔ جو ذبح کرنے سے پہلے سر منڈوا لیتا ہے۔ اور اس طرح کے دوسرے کام ترتیب کے خلاف کرتا ہے تو آپؐ نے فرمایا کوئی تنگی نہیں ہے کوئی سنگی نہیں ہے۔

حدیث نمبر ۵۱۰ | **أَحَدُنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ الْإِنْسَانِيُّ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زُرْتُ قَبْلَ أَنْ أَرْمِي قَالَ لَا حَرَجَ قَالَ حَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ**

لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زُرْتُ قَبْلَ أَنْ أَرْمِي قَالَ لَا حَرَجَ قَالَ حَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ

اَذْبَحَ قَالَ لَا حَرَجَ قَالَ ذَبَحْتُ قَبْلَ أَنْ أَدْرِي قَالَ لَا حَرَجَ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ ایک آدمی نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ میں رمی جمار سے پہلے طواف زیارت کر لیا۔ فرمایا کوئی حرج نہیں۔ کہہ میں نے ذبح کرنے سے پہلے سر منڈوا لے فرمایا کوئی حرج نہیں۔ کہہ کہ رمی سے پہلے میں نے ذبح کر لیا فرمایا کوئی حرج نہیں۔ چند سندیں مذکور ہیں۔

حدیث نمبر ۱۵۱۱ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَمَيْتُ بَعْدَ مَا أَمْسَيْتُ فَقَالَ لَا حَرَجَ قَالَ لَا حَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أَنْحَدَ قَالَ لَا حَرَجَ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا تو کہا کہ میں نے شام کرنے کے بعد حلق کر لیا۔ فرمایا کوئی حرج نہیں۔ پس فرمایا کہ میں نے قربانی کرنے سے پہلے سر منڈوا لیا۔ آپؐ نے فرمایا کوئی حرج نہیں۔

حدیث نمبر ۱۵۱۲ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَوْسَى قَالَ قَدِمْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ بِالْبُطْحَاءِ فَقَالَ أَحْجَبْتُ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ يَمَّا أَهْلَلْتُ قُلْتُ لَبَيْكَ يَا هَلَالٍ كَاهِلًا لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَحْسَنْتُ أَنْ يَطْلُقَ فَطُفُّ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثَمَّ أَتَيْتُ امْرَأَةً مِنْ نِسَاءِ بَنِي قَيْسٍ فَقُلْتُ رَأْسِي ثَمَّ أَهْلَلْتُ بِالْحَجِّ فَكُنْتُ أَفْتِي بِهِ النَّاسَ حَتَّى خِلَافَةُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَذَكَرْتُ لَهُ فَقَالَ إِنْ تَأْخُذَ بِكِتَابِ اللَّهِ فَإِنَّهُ يَا مَرْنَا بِالْإِمَامِ وَإِنْ تَأْخُذَ بِسُنَّةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَحِلَّ حَتَّى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَجْلَةً.

ترجمہ۔ حضرت ابو موسیٰؓ فرماتے ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بطحی میں تھے تو آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا فرمایا کہ تم حج کی نیت سے آئے ہو میں نے کہا ہاں! آپؐ نے پوچھا کہ کیا کہہ کر تم نے احرام باندھا تھا۔ میں نے عرض کی لبیک ساتھ اس احرام کے جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام باندھا ہے۔ فرمایا تو نے اچھا کیا اب چلو اور بیت اللہ کا طواف کرو۔ اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کرو۔

پھر میں بنو قیس کی عورتوں میں سے ایک عورت کے پاس آیا جس نے میرے سر سے جوئیں نکالیں۔ یعنی طلال ہو گیا۔ پھر میں نے حج کا احرام باندھا۔ پس میں حضرت عمرؓ کی خلافت کے دور تک یہی فتویٰ دیتا رہا۔ انہوں نے انکار کیا۔ تو میں نے اپنا یہ واقعہ ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا کہ ہم کتاب اللہ کو لیں گے جو اتھو الحج والعمرة کے ذریعہ حج و عمرہ دونوں کے تمام کرنے کا حکم دیتا ہے۔ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لیں گے۔

کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت تک طلال نہ

ہوئے جب تک آپؐ کی ہدی اپنے مقام تک نہ پہنچ گئی۔

تشریح از شیخ گنگوہی **افتح بہ الناس** یعنی حج کو فسخ کر کے عمرہ کے جواز کا فتویٰ دیتا

رہا۔ یعنی تمتع کے جواز کا فتویٰ دیتا رہا۔

تشریح از قاسمی **حق بلغ الہدی** محلہ۔ یہ حدیث دال ہے کہ ذبح ہدی کو حلق پر مقدم

کرنا چاہیے۔ اگر مؤخر کرے گا تو رخصت ہوگی۔

بَابُ مَنْ لَبَّدَ رَأْسَهُ عِنْدَ الْإِحْرَامِ وَحَلَقَ

ترجمہ۔ جس شخص نے احرام باندھتے وقت سر کے بالوں کو تھمن سے جمالیا۔ سرمندہ دایا۔

حدیث نمبر ۵۱۳۱ **أَحَدُ شَا عِبْدُ اللَّهِ بْنِ يُوْسُفَ الْإِمَنِي حَفْصَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا**
أَتَتْهَا قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا شَأْنُ النَّاسِ حَلَوْا إِمْرَةً وَلَمْ تَحْلِلْ أَنْتَ مِنْ عُمْرَتِكَ
قَالَ إِنِّي لَبَّدْتُ رَأْسِي وَقَلَّدْتُ هَدْيِي فَلَا أُحِلُّ حَتَّى أَنْحَرَ۔

ترجمہ۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا انہوں نے کہا یا رسول اللہ لوگوں کا کیا حال ہے کہ وہ تو عمرہ

سے حلال ہو گئے۔ اور آپؐ اپنے عمرہ سے حلال نہیں ہوئے۔ آپؐ نے فرمایا میں نے اپنے سر کے بالوں کو

تھمن سے جمالیا ہے۔ اور ہدی کو قلاہہ ڈالا ہے۔ پس میں جب تک قربانی نہ کر لوں حلال نہیں ہو سکتا۔

تشریح از شیخ گنگوہی شاید امام بخاریؒ نے اس روایت کو اس باب میں اس لئے ذکر

کیا ہے کہ اس جل کا لفظ عام وارد ہے۔ جو قصر اور حلق دونوں کو شامل ہے۔ اگرچہ حلق افضل ہے مگر جائز

دونوں ہیں۔ اور وہ جو بعض حضرات نے فرمایا ہے۔ کہ جس شخص نے سر کا تلبید کر لیا۔ اس کے لئے حلق کو نافذ فرما

ہے۔ اپنے دعویٰ پر ان کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے۔ تو اس پنا پر اب اس باب کے معنی یہ ہوں گے کہ

منہ لبید رأسہ عند الاحرام تو اس میں طیبہ اور حلق کا ذکر پایا گیا ہے۔ اس کے لئے تفصیل یعنی بالکٹوانا بھی جائز ہے۔ البتہ جب حلق کرے تو افضل ہے۔ لیکن یہ قول بعید ہے۔

تشریح از شیخ زکریا | حدیث کو ترجمۃ الباب سے کیسے مناسبت ہوئی اس میں اختلاف ہے۔ کیونکہ امام بخاری نے جو حدیث ذکر فرمائی ہے اس میں حلق کا تعین نہیں ہے البتہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حال سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ نے اپنے حج میں حلق کیا تھا۔ اور یہ بات حضرت ابن عمرؓ کی روایت میں صراحۃً وارد ہے۔ جو اگلے باب میں آرہی ہے۔ لیکن بہتر توجیہ یہ ہے کہ حدیث کا ترجمہ کے کسی جزر سے مطابق ہو جانا کافی ہے۔ ہر جزر سے مطابقت لازم نہیں ہے۔ مگر اس سے بھی بہتر توجیہ یہ ہے کہ ابن عمرؓ والی روایت آنے والی سے صراحۃً ثابت ہے۔ یہ بھی مؤلف کے اصول کے مطابق ہے اور قطب گنگوہیؒ نے جو توجیہ بیان کی ہے کہ حل کا لفظ عام ہے۔ جو حلق اور قصر دونوں کو شامل ہے۔ یہ توجیہ مسک حنفیہ کے قریب ہے کہ وہ حل میں حلق کو متعین نہیں کرتے۔ امام مالکؒ فرماتے ہیں جس شخص نے تلبیہ کر لی تو حلق واجب ہے امام احمدؒ کے نزدیک دونوں میں اختیار ہے۔ امام شافعیؒ کا مسک بھی احناف کے موافق ہے۔

بَابُ الْحَلْقِ وَالتَّقْصِيرِ عِنْدَ الْأَحْلَالِ

ترجمہ۔ حلال ہوتے وقت بال منڈوانا اور بال کٹوانا دونوں جائز ہیں۔

حدیث نمبر ۱۵۱۱ حَدَّثَنَا قَالَ نَافِعٌ كَانَ ابْنُ عُمَرَ يَقُولُ حَلَقَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّتِهِ۔

ترجمہ۔ حضرت نافعؒ فرماتے ہیں کہ ابن عمرؓ فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حج میں حلق کیا۔

حدیث نمبر ۱۵۱۲ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ الْأَعْنَنَ نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللَّهُمَّ ارْحِمِ الْمُحَلِّقِينَ قَالُوا وَالْمُقَصِّرِينَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ وَالْمُقَصِّرِينَ وَقَالَ الْلَيْثُ حَدَّثَنَا نَافِعٌ رَحِمَهُ اللَّهُ الْمُحَلِّقِينَ مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ حَدَّثَنِي نَافِعٌ وَقَالَ فِي الرَّابِعَةِ وَالْمُقَصِّرِينَ۔

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے اللہ! سرمنڈانے والوں پر رحم فرما۔ انہوں نے کہا۔ والمقصرون یا رسول اللہ آپ نے پھر بھی فرمایا۔ کہ اے اللہ! مخلیقین پر رحم فرما۔ کہا لوگوں نے والمقصرون۔ آپ نے فرمایا اے اللہ! مخلیقین پر رحم فرما نا۔ صحابہ کرام نے کہا یا رسول اللہ والمقصرون آپ نے فرمایا مقصرون پر بھی رحم ہو۔ نافع فرماتے ہیں کہ اے اللہ! مخلیقین پر رحم فرما یہ بات آپ نے دو مرتبہ یا تین مرتبہ فرمائی۔ حضرت لیثؓ سے حضرت نافع کے واسطے سے فرمایا۔ کہ آپ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ مخلیقین پر رحم فرمائیں۔ اور عبید اللہؓ نے فرمایا کہ مجھے نافعؓ نے حدیث بیان کی۔ کہ چوتھی مرتبہ آپ نے والمقصرون فرمایا۔

حدیث نمبر ۵۱۶۱ حَدَّثَنَا عِيَّاشُ بْنُ الْوَلِيدِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُحَلِّقِينَ قَالُوا وَلِلْمُقَصِّرِينَ قَالَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُحَلِّقِينَ قَالُوا وَلِلْمُقَصِّرِينَ قَالَهَا ثَلَاثًا قَالَ وَلِلْمُقَصِّرِينَ ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے اللہ! مخلیقین پر مغفرت فرما۔ صحابہ کرام نے عرض کیا والمقصرون آپ نے فرمایا کہ اللہ! مخلیقین کو بخش دے۔ قالوا والمقصرون تین مرتبہ یہ لفظ کہے۔ آپ نے فرمایا والمقصرون پر مغفرت فرما۔

حدیث نمبر ۵۱۶۲ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ خَلَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَطَأَفَةً مِنْ أَصْحَابِهِمْ وَقَصَرَ بَعْضُهُمْ سَعِ اَیْکِ گروہ نے سرمنڈوایا اور بعض نے بال کٹوائے۔

حدیث نمبر ۵۱۶۸ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ قَصَرْتُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَشْقَصٍ۔

ترجمہ۔ حضرت امیر معاویہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے کترن کے ساتھ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال کاٹے۔

تشریح از قاسمی علامہ کرمائیؒ فرماتے ہیں۔ والمقصرون میں عطف تلیقنی ہے۔ جیسے من ذریعتی میں ہے۔ بہر حال اس حدیث سے خلق کی فضیلت معلوم ہوئی۔ وجہ یہ ہے کہ ایلغ فی العبادة وادل علی صدق النبیۃ

کیونکہ مقصر کچھ بال سر پر چھوڑ دیتا ہے۔ جو انسان کے لئے زینت ہیں۔ اور حاجی کو ترک زینت کا حکم ہے۔ پھر جمہور ائمہ کے نزدیک حلق اور قصر ارکان حج میں سے ہیں۔ احناف کے نزدیک واجب ہیں۔ پھر دوسرا اختلاف یہ ہے کہ قصر میں کیا مقدار ہے۔ امام شافعیؒ کے نزدیک حلق اور قصر میں ثلث شعرات کافی ہیں۔ احناف کے نزدیک ربع الرأس ضروری ہے۔ امام احمدؒ کے نزدیک اکثر حصہ اور مالکیت کے نزدیک سارے سر کا حلق اور قصر لازم ہے۔ اور تلبید کی صورت میں جمہور کے نزدیک حلق ضروری ہے۔ احناف کے نزدیک صحیح مذہب یہ ہے کہ حلق مستحب ہے اور افضل ہے قصر جائز ہے۔

قصرت عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ قمر حجة الوداع میں تو ہونہیں سکتا کیونکہ روایات سے ثابت ہے کہ اس میں آپ نے حلق کرایا۔ عمرہ القضا میں حضرت امیر معاویہؓ مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ وہ فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہوئے۔ تو یہ قمر عمرہ حجة ان پر محمول ہوگا۔

بَابُ تَقْصِيرِ التَّمَتُّعِ بَعْدَ الْعُمْرَةِ

ترجمہ۔ عمرہ کے بعد تمتع کا بالوں کو کٹوانا۔

حدیث نمبر ۱۵۱۹ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ أَمَرَ أَصْحَابَهُ أَنْ يَطُوفُوا بِالْبَيْتِ وَيَالِصُّوا الْمَدْرَةَ ثُمَّ يَحْلُوا وَيَحْلِقُوا وَيُقْصِرُوا۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔ کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ تشریف لائے تو اپنے اصحاب کو حکم دیا۔ کہ وہ بیت اللہ کا طواف کریں۔ صفا اور مردہ کے درمیان سعی کریں۔ پھر حلال ہو جائیں حلق کریں یا قصر کریں دونوں میں اختیار ہے۔

بَابُ الزِّيَارَةِ يَوْمَ النَّحْرِ

ترجمہ۔ دسویں کے دن طواف زیارت کرنا۔

وَقَالَ أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ أَخْبَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الزِّيَارَةَ إِلَى اللَّيْلِ وَيَذْكُرُ عَنْ أَبِي حَسَّانٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

كَانَ يَزُورُ الْبَيْتَ أَيَّامَ مِنِّي - وَقَالَ لَنَا أَبُو لَيْمٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ
 مَلَافَ طَوَافًا وَاحِدًا ثُمَّ يَقِيلُ ثُمَّ يَأْتِي مِنِّي يَوْمَ النَّحْرِ وَدَفَعَهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ -
 ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ اور ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے
 طوافِ زیارۃ کورات تک مؤخر کیا۔ اور ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
 بیت اللہ کی زیارت منیٰ کے دنوں میں کیا کرتے تھے۔ اور ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے ایک ہی
 طواف کیا کرتے تھے۔ پھر قیلو کہ کرتے اور بعض ازاں دسویں کے دن منیٰ میں تشریف لائے۔

حدیث نمبر ۱۵۲۰ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ
 حَجَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَفْضَنَّا يَوْمَ النَّحْرِ فَحَاضَتْ صَفِيَّةُ فَأَرَادَ
 النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهَا مَا يُرِيدُ التَّجِلُّ مِنْ أَهْلِهَا فَقُلْتُ يَا رَسُولَ
 اللَّهِ إِنَّهَا حَائِضٌ قَالَ حَابِسْتُنَاهِيَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفَاضَتْ يَوْمَ النَّحْرِ قَالَ
 اخْرُجُوا وَبَسَنَدٍ آخِرٌ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَفَاضَتْ صَفِيَّةُ يَوْمَ النَّحْرِ -

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ہم نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حج ادا کیا۔ اور
 دسویں کے دن ہم نے طوافِ افاضہ کیا۔ حضرت صفیہؓ حائضہ ہو گئیں۔ تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ
 وسلم نے ان سے وہ ارادہ کیا جو مرد اپنی بیوی سے چاہتا ہے (یعنی جماع) تو میں نے کہا یا رسول اللہ وہ
 تو حائضہ ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہیں وہ ہمیں روکنے والی تو نہیں ہے۔ انہوں نے کہا یہ یا رسول اللہ وہ
 دسویں کے دن طوافِ افاضہ کر چکی ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ اب چلو۔ اور دوسری سند کے ساتھ حضرت عائشہؓ
 سے یہ مروی ہے کہ حضرت صفیہؓ نے بھی دسویں کے دن طوافِ افاضہ کر لیا تھا۔ تو طوافِ وداع ترک
 ہو گیا۔

**بَابُ إِذَا رُمِيَ بَعْدَ مَا أَمْسَى أَوْ حَلَقَ قَبْلَ أَنْ يَذْبَحَ نَاسِيًا
 أَوْ جَاهِلًا**

ترجمہ۔ باب اس شخص کے بارے میں جو شام کے بعد کفکریاں مارتا ہے یا ذبح کرنے سے پہلے بھول
 کر یا جہالت میں حلق کر لیتا ہے۔

حدیث نمبر ۵۲۱ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْنَ لَهُ فِي الذَّبْحِ وَالْحَلْقِ وَالزَّمِي وَالْتَقْدِيمِ وَالتَّأْخِيرِ فَقَالَ لِأَحْرَجَ ترمیم۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذبح۔ حلق۔ رمی کے آگے پیچھے کرنے کے بارے میں کہا گیا تو آپؐ نے فرمایا کوئی تنگی حرج نہیں ہے۔

حدیث نمبر ۵۲۲ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسْأَلُ يَوْمَ النَّحْرِ بِمَنْفَى فَيَقُولُ لِأَحْرَجَ فَسَأَلَهُ رَجُلٌ فَقَالَ خَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أَذْبَحَ قَالَ أَذْبَحَ وَلَا أَحْرَجَ وَقَالَ رَمِيتُ بَعْدَ مَا أَمْسَيْتُ فَقَالَ لِأَحْرَجَ۔

ترمیم۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے قربانی کے دن منیٰ میں پوچھا جاتا تھا۔ تو آپؐ لاہرج فرماتے تھے۔ پس ایک آدمی نے سوال کیا کہ میں نے ذبح کرنے سے پہلے حلق کرا لیا۔ آپؐ نے فرمایا ذبح کرو کوئی حرج نہیں۔ کہ میں شام کے بعد جمرہ عقبہ کی رمی کی تو آپؐ نے فرمایا کوئی حرج نہیں۔

تشریح از قاسمی لاہرج کا مطلب یہ ہے کہ نہ کوئی گناہ ہے اور نہ کوئی فدیہ لازم ہے۔

ائمہ ثلاثہ کا یہی مسلک ہے۔ کہ کسی فعل جج کو آگے پیچھے کرنے سے کوئی گناہ اور کوئی فدیہ نہیں۔ حضرت امام ابوحنیفہؒ اور ابراہیم نخعیؒ فرماتے ہیں کہ اس پر دم واجب ہے۔ اگر قارن ہے تو دو دم واجب ہوں گے۔ امام زفرؒ کے نزدیک قارن پر تین دم ہیں۔ ایک دم قران۔ اور دو دم تقدیم کے۔ صاحبینؒ بھی فرماتے ہیں کہ ان پر کوئی چیز بھی واجب نہیں۔ ان کا استدلال حدیث باب سے ہے۔ حضرت امام ابوحنیفہؒ ابن شیبہؒ کی روایت ہے کہ ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔ من قدم شیئاً من حجه او اخر فليهرق لذلك دماً یعنی جس شخص نے حج کے کسی فعل کو آگے پیچھے کر لیا تو اسے اس کے بدلے خون بہانا چاہیے۔ اور حدیث باب میں لاہرج کا یہ جواب دیتے ہیں کہ اس سے گناہ کی نفی ہے۔ کیونکہ وہ لوگ احکام شریعہ جج سے نادانگہ تھے۔ اس لئے ان کو احکام جج سیکھنے کا حکم فرمایا۔ اور نفی اثم سے نفی فدیہ نہیں ہو جاتی کیونکہ یہی ابن عباسؓ دم کی روایت نقل کرتے ہیں۔

بَابُ الْفُتْيَا عَلَى الدَّائِبَةِ عِنْدَ الْجَمْرَةِ

ترجمہ - جمرہ کی رمی کے وقت جانور پر سوار ہو کر فتویٰ دینا -

حدیث نمبر ۵۲۳ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ
وَأَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَفَ فِي حَجَّةِ الْوُدَاعِ فَجَعَلُوا يَسْأَلُونَهُ
فَقَالَ رَجُلٌ لَمْ أَشْعُرْ فَحَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أَذْبَحَ قَالَ أَذْبَحْ وَلَا حَدَجَ فَجَاءَ آخَرُ
فَقَالَ لَمْ أَشْعُرْ فَنَحَرْتُ قَبْلَ أَنْ أَرْمِيَ قَالَ أَرْمِ وَلَا حَدَجَ فَمَا سُئِلَ يَوْمَئِذٍ
عَنْ شَيْءٍ قَدِيمٍ وَلَا آخِرٍ إِلَّا قَالَ أَفْعَلُ وَلَا حَدَجَ -

ترجمہ - حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجتہ الوداع میں وقوف کیا۔ تو آپ سے لوگ سوال کرنے لگے۔ کسی نے کہا مجھے پتہ نہیں تھا۔ کہ میں نے ذبح کرنے سے پہلے حلق کرا لیا۔ فرمایا ذبح کرو کوئی حرج نہیں ہے۔ دوسرا آیا کہنے لگا مجھے علم نہیں تھا۔ میں نے رمی جمرہ سے پہلے قربانی ذبح کر دی۔ فرمایا رمی کرو کوئی حرج نہیں۔ غرضیکہ آپ سے اس دن کسی چیز کے متعلق نہیں پوچھا۔ مگر آپ نے یہی فرمایا کہ کوئی حرج نہیں ہے۔

حدیث نمبر ۵۲۴ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى الْإِنْسَانِيُّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ وَبِ
الْعَاصِ حَدَّثَهُ أَنَّهُ شَهِدَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ يَوْمَ النَّحْرِ
فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ فَقَالَ كُنْتُ أَحْسِبُ أَنَّ كَذَا أَقْبَلَ كَذَا ثُمَّ قَامَ آخَرُ
فَقَالَ كُنْتُ أَحْسِبُ أَنَّ كَذَا أَقْبَلَ كَذَا حَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أَنْحَرَ نَحَرْتُ قَبْلَ أَنْ
أَرْمِيَ وَأَشْبَاهَ ذَلِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْعَلُ وَلَا حَدَجَ لَهُمْ
كُلِّهِمْ فَمَا سُئِلَ يَوْمَئِذٍ عَنْ شَيْءٍ إِلَّا قَالَ أَفْعَلُ وَلَا حَدَجَ -

ترجمہ - حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ حدیث بیان کرتے ہیں کہ وہ حاضر تھے جب کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دسویں کے دن خطبہ دے رہے تھے۔ تو ایک آدمی آپ کی طرف اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اور کہنے لگا میرا گمان تو یہ تھا کہ یہ کام فلاں کام سے پہلے ہے۔ دوسرا اٹھ کر کہنے لگا کہ میرا گمان بھی یہ تھا۔ کہ فلاں کام فلاں کام سے پہلے ہے۔ میں نے قربانی کرنے سے پہلے حلق کرا لیا۔ رمی جمرہ سے پہلے قربانی کر دی۔

اور اس قسم کے اور افعال بھی ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ کوئی حرج نہیں۔ آپؐ نے ان سب کاموں کے متعلق فرمایا۔ غرضیکہ اس نے کسی فعل کے متعلق نہیں پوچھا۔ مگر اس پر آپؐ نے فرمایا کہ کوئی حرج نہیں ہے۔

حدیث نمبر ۵۲۵ **اَحَدُ ثَنَا اسْحَقُ بْنُ مَنْصُورٍ اَنَّهٗ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَامِثِ قَالَ وَقَفَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى نَاقَتِهِ فَكَدَّرَ الْحَدِيثَ تَابَعَهُ مَعْرُوفُ الزَّهْرِيِّ۔**

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اذننی پر ٹھہرے ہوئے تھے۔ پھر باقی حدیث کو ذکر کیا۔

تشریح از قاسمی لہذا کلمہ کا لام کا تعلق قال سے ہے۔ یعنی آپ نے افعِل و لا حرج ان سب افعال کے متعلق فرمایا ہے۔ اور حدیث کو ترجمہ سے مطابقت بخاطر علی را حلتہ سے ہے۔ جس کو امام بخاریؒ کتاب العلم میں بیان کر چکا ہے۔

بَابُ الْخُطْبَةِ أَيَّامٍ مِّنِي -

ترجمہ۔ منیٰ کے دنوں میں خطبہ دینا۔

حديث نمبر ۱۵۲۶ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ ^{عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ}
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ النَّاسَ يَوْمَ التَّحْرِيفِ قَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَيْ
يَوْمٍ هَذَا قَالُوا يَوْمٌ حَرَامٌ قَالَ فَأَيُّ بَلَدٍ هَذَا قَالُوا بَلَدٌ حَرَامٌ قَالَ فَأَيُّ
شَهْرٍ هَذَا قَالُوا شَهْرٌ حَرَامٌ قَالَ فَإِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وَأَعْرَاضَكُمْ عَلَيْكُمْ
حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا فِي بَلَدِكُمْ هَذَا فِي شَهْرِكُمْ هَذَا فَأَعَادَهَا
مِرَارًا ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ اللَّهُمَّ هَلْ بَلَغْتُ اللَّهُمَّ هَلْ بَلَغْتُ قَالَ ابْنُ
عَبَّاسٍ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّهَا لَوَصِيَّتُهُ إِلَى أُمَّتِهِ فَلْيَبْلُغْ الشَّاهِدُ الْغَائِبِ
لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كَقَارِئِضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے دن لوگوں کو خطبہ دیا۔ گیس فرمایا اے لوگو! یہ کون سا دن ہے۔ انہوں نے کہا۔ یوم حرام ہے۔ پھر

پوچھا۔ کون سا شہر ہے۔ کہنے لگے بلہ حرام ہے۔ پوچھا کون سا مہینہ ہے۔ کہنے لگے شہر حرام ہے۔ فرمایا۔ پس تمہارے خون۔ تمہارے مال اور تمہاری عزتیں تم پر اسی طرح حرام ہیں۔ جس طرح تمہارے اس دن کی اس شہر کی اور اس مہینہ کی حرمت ہے۔ اس کو کئی بار دہرایا۔ پھر سر اٹھاکے فرمایا اے اللہ! میں پہنچا چکا۔ اے اللہ! بے شک تحقیق میں پہنچا چکا۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ کہ یہ کلمات حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنی امت کے لئے وصیت ہیں پس حاضر غائب کو پہنچا دے۔ پس میرے بعد کفر کی طرف لوٹ کر نہ جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو۔

حدیث نمبر ۵۲۸۱ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ الْإِسْمَعِيلِيُّ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ بَعْدَ فَاتٍ تَابَعَهُ ابْنُ مَيْمُونَةَ .

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ عرفات کے میدان میں خطبہ دے رہے تھے۔

حدیث نمبر ۵۲۸۱ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْإِنْعَنِيُّ بِكَدَّةٍ قَالَ خَطَبَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ النَّحْرِ قَالَ اتَدْرُونَ أَيُّ يَوْمٍ هَذَا قُلْنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ فَسَكَتَ حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ قَالَ أَلَيْسَ يَوْمُ النَّحْرِ بِلِي قَالَ آتَى شَهْرُ هَذَا أَقْلْنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ فَسَكَتَ حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ فَقَالَ أَلَيْسَ ذَا الْحَجَّةِ قُلْنَا بَلَى قَالَ آتَى بَلَدٍ هَذَا أَقْلْنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ فَسَكَتَ حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ قَالَ أَلَيْسَتْ بِالْبَلَدَةِ الْحَرَامِ قُلْنَا بَلَى قَالَ فَإِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا فِي شَهْرِكُمْ هَذَا فِي بَلَدِكُمْ هَذَا إِلَى يَوْمٍ تَلْقَوْنَ رَبَّكُمْ أَلَا هَذَا بَلَّغْتُ قَالُوا نَعَمْ قَالَ اللَّهُمَّ اشْهَدْ فَلْيَبْلُغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبُ قُرْبَ مَبْلَغِ أَوْعَى مِنْ سَامِعٍ فَلَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كَفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ .

ترجمہ۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ ذی الحجہ کی دسویں کے دن جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ دیا۔ فرمایا کیا تم جانتے ہو۔ کہ یہ کون سا دن ہے۔ ہم نے کہا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتا ہے۔ آپ خاموش رہے۔ یہاں تک کہ ہمیں گمان ہوا کہ آپ اس کا کوئی اور نام تجویز فرمائیں گے۔ آپ نے فرمایا

کہ کیا یہ یوم النحر نہیں۔ ہم نے کہا کیوں نہیں۔ پھر آپ نے پوچھا یہ کون سا مہینہ ہے۔ ہم نے کہا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتا ہے۔ آپ خاموش رہے ہمیں لگان ہوا کہ آپ اس کا کوئی دوسرا نام تجویز کریں گے۔ آپ نے فرمایا کیا یہ ذی الحجہ نہیں ہے۔ ہم نے کہا کیوں نہیں۔ پھر آپ نے پوچھا۔ یہ کون سا شہر ہے ہم نے کہا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے والا ہے۔ پس آپ خاموش رہے۔ ہم سمجھے آپ کوئی اس کا دوسرا نام تجویز کریں گے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ بلد حرام نہیں ہے۔ ہم نے کہا کیوں نہیں۔ آپ نے فرمایا پس تمہارے خون اور تمہارے اموال تم پر اس طرح حرام ہیں جس طرح تمہارے اس دن کی حرمت تمہارے اس مہینہ میں اور تمہارے اس شہر میں ہے۔ اس دن تک جب کہ تم اپنے رب سے ملو گے۔ خبردار کیا میں پہنچا چکا ہم نے کہا ہاں! آپ نے فرمایا اے اللہ! گواہ رہنا۔ پس حاضر غائب کو پہنچا دے کیونکہ بہت سے پہنچتے ہوئے سننے والے سے زیادہ محفوظ کرنے والے ہوتے ہیں۔ خبردار میرے بعد کفر کی طرف مت لوٹنا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو۔

حدیث نمبر ۵۲۹ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعْنَى آتَدَرُونَ آتَى يَوْمَ هَذَا قَالُوا اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ فَقَالَ فَإِنَّ هَذَا يَوْمٌ حَرَامٌ آتَدَرُونَ آتَى بَلَدٍ هَذَا قَالُوا اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ بَلَدٌ حَرَامٌ آتَدَرُونَ آتَى شَهْرٍ هَذَا قَالُوا اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ شَهْرٌ حَرَامٌ قَالَ فَإِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وَأَعْرَاضَكُمْ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا فِي شَهْرِكُمْ هَذَا فِي بَلَدِكُمْ هَذَا وَقَالَ هِشَامُ بْنُ عُمَرَ وَقَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ النَّحْرِ بَيْنَ الْجُرَاتِ فِي الْحَجَّةِ الَّتِي حَجَّ بِهَا وَقَالَ هَذَا يَوْمُ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ فَطَفِقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اللَّهُمَّ اشْهَدْ وَدَعَّ النَّاسُ فَقَالُوا هَذِهِ حَجَّةُ الْوَدَاعِ۔

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے معنی میں فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو یہ کون سا دن ہے صحابہ کرامؓ نے کہا۔ اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے والا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ یہ حرمت والا دن ہے۔ کیا تم جانتے ہو کہ یہ کون سا شہر ہے۔ انہوں نے کہا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے والا ہے۔ فرمایا یہ حرمت والا شہر ہے۔ پھر پوچھا کیا تم جانتے ہو یہ کون سا مہینہ ہے۔ کہنے لگے۔

اللہ اور اس کا رسول خوب جاننے والا ہے۔ فرمایا۔ یہ حرمت والا مہینہ ہے۔ فرمایا۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے تم پر تمہارے خون تمہارے اموال اور تمہاری عزت و آبرو اس دن کی حرمت اس مہینہ کی حرمت اور اس شہر کی حرمت کی طرح حرام فرمائی ہے۔ ہشام کے واسطے سے ابن عمرؓ نے فرمایا کہ یوم النحر میں آپ جبرائیلؑ کے درمیان ٹھہرے اس حج میں جس کا آپ نے ارادہ فرمایا۔ فرمایا یہ حج اکبر ہے۔ پس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے۔ اے اللہ! تو گواہ رہنا۔ اور لوگوں سے الوداع کہی۔ صحابہ کرامؓ نے فرمایا کہ یہ حجۃ الوداع ہے۔

تشریح از قاسمی | خطبہ ایام منیٰ امام بخاریؒ اس باب کے انعقاد سے ان لوگوں پر رد کرنا چاہتے ہیں جو کہتے ہیں یوم النحر میں حج کے اندر کوئی خطبہ نہیں ہے۔ اور اس حدیث میں عام وصایا میں سے ہے۔ شعار حج میں سے نہیں ہے۔ امام بخاریؒ نے ارادہ فرمایا کہ بیان کریں کہ راوی نے ان وصایا کا نام خطبہ رکھا ہے۔ جیسے عرفات کے کلمات کو خطبہ کا نام دیا گیا ہے۔ اور اس کی مشروعیت پر سب کا اتفاق ہے۔ تو اس میں بھی اختلاف نہ کرنا چاہیے۔

حکومت یومکم لہذا میں تشبیہ حرمت کے بارے میں ہے۔ کیونکہ وہ لوگ ان ایام میں ان اشیاء کی حفاظت کرتے تھے۔ اور ان کا ٹھیس لگانا پسند نہیں کرتے تھے۔

کفاراً علامہ کرمافیؒ فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب ہے۔ کہ کفار کی طرح نہ ہو جاؤ۔ یا ایک دوسرے کی تکفیر نہ کرو۔ جس سے قتال برپا ہو۔ اور طیبیؒ فرماتے ہیں کہ تمہارے اعمال کفار کے افعال جیسے نہ ہوں۔ جو ایک دوسرے کی گمراہی مارتے ہیں۔ تم بھی مسلمانوں کی گمراہی نہ اڑاؤ۔ اور بعض نے کفرانِ نعمت مراد لیا ہے۔ اور بعض نے کہا کہ کفر کے قریب نہ پہنچ جاؤ۔

بَابُ هَلْ يَبِيتُ أَصْحَابُ السَّقَايَةِ أَوْ غَيْرُهُمْ بِمَكَّةَ لَيَالِي مَنًى

ترجمہ۔ کیا پانی پلانے والے اور دوسرے لوگ منیٰ کی راتوں میں مکہ معظمہ میں رات بسر کرتے ہیں۔

حدیث نمبر ۵۳ | حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ الْعَبَّاسَ اسْتَأْذَنَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَبِيتَ بِمَكَّةَ لَيَالِي مَنًى مِنْ أَجْلِ سَقَايَتِهِمْ فَأَذِنَ

لَهُ تَابِعَهُ أَبُو سَامَةَ -

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ حضرت عباسؓ نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت مانگی۔ تاکہ وہ منیٰ کی راتوں میں پانی پلانے کی وجہ سے مکہ معظمہ میں رات بسر کریں۔ آپؐ نے ان کو اجازت دے دی۔ ابو سامہ نے متابعت کی۔

تشریح از قاسمی | بن الحمرات سے آپؐ کے وقوف کی جگہ کی تعیین ہو گئی۔ جیسے پہلی روایت

سے زمان کی تعیین ہوئی۔ اور ابن عباسؓ و ابی بکرہ کی روایات سے یوم اور وقت کی تعیین ہوئی۔ ابو داؤد اور نسائی میں ہے یخطب الناس منیٰ حین ارتفع الضحیٰ۔ حج اکبر سے مراد حج اور عمرہ ہے۔ کیونکہ عمرہ کو حج اصغر کہا جاتا ہے۔ اور یہ وہ حج جس میں سب لوگ مجتمع ہوئے وہ اہل کتاب کی عیاد کے موافق ہے۔ باقی حج اکبر کے بارے میں پانچ اقوال ہیں۔ پہلا قول یہ ہے کہ اس سے یوم النحر مراد ہے۔ کیونکہ اس دن مناسک حج کی تکمیل ہوتی ہے۔ دوسرا قول ہے کہ اس سے یوم عرفہ مراد ہے۔ کیونکہ اس دن آپؐ نے عرفات میں خطبہ دیا۔ اور تیسرا قول ہے کہ اس سے ایام حج مراد ہیں۔ چوتھا قول ہے کہ اکبر سے مراد حج قرآن ہے۔ اصغر افراد ہے۔ پانچواں قول ہے۔ حج ابی بکر صدیق مراد ہے۔ جس کا ذکر قرآن مجید میں یوم الحج الاکبر الخ حج وداع اس لئے کہا گیا۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یقین ہو گیا۔ کہ اس سال کے بعد پھر اتفاق نہیں ہوگا۔ اور یہ آخری اجتماع ثابت ہوگا۔

غیرہم سے مراد صاحب اعذر ہیں۔ امام بخاریؒ اس باب سے اہل ستائے کی خصوصیت ثابت فرما رہے ہیں۔ کیونکہ حدیث میں اسی کا ذکر ہے اور احتمال ہے کہ صاحب اعذر کے بھی اجازت ثابت کرنا چاہتے ہوں

بَابُ رَمِي الْجَمَارِ

وَقَالَ جَابِرٌ رَمَى اللَّيْلَى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ النَّحْرِ ضُحًى وَرَمَى
بَعْدَ ذَلِكَ بَعْدَ الزَّوَالِ -

ترجمہ۔ حمرات پر لٹکریاں مارنا۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم النحر میں رمی کی۔ پھر قربانی کی اور اس کے بعد رمی زوال کے بعد ہوئی۔

حدیث نمبر ۱۵۳۱ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ ۙ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ مَتَىٰ أَدْرِمُ الْجَمَارَ قَالَ إِذَا دَرِمِي إِمَامُكَ فَأَدْرِمْهُ فَأَعَدْتُ عَلَيْهِ الْمَسْأَلَةَ قَالَ كَذَّابٌ أَنْتَ حَيٌّ فَإِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ دَرَمِينَا -

ترجمہ۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمرؓ سے پوچھا کہ میں جمرات پر رمی کب کروں۔ فرمایا جب تمہارا امام رمی کرے۔ تم بھی رمی کر دو۔ میں نے پھر سوال دہرایا۔ فرمایا ہم وقت کا انتظار کرتے تھے۔ جب سورج ڈھل جاتا تو ہم رمی کرتے تھے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ | رمینا ای بعد الايام التی بعد یوم النحر یوم نحر میں

نہیں۔ جیسا کہ صحیح روایات میں گزر چکا ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ | یوم النحر تو بالاجماع رمی کا وقت ہے۔ ہدایہ و نہایہ۔ البتہ یوم النحر

کے بعد جو ایام ہیں۔ ان میں ائمہ کا اتفاق ہے۔ اس رمی کا وقت بعد زوال شمس ہے۔ البتہ امام ابو حنیفہؒ یوم ثالث میں مخالفت کرتے ہیں کہ اس دن قبل الزوال رمی جائز ہے۔ امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ اگر ایام تشریق میں کسی نے قبل زوال رمی کر لی تو اسے اعادہ کرنا چاہیے۔ بلکہ ائمہ ثلاثہ کا یہی مسلک ہے۔

بَابُ رَمِي الْجَمَارِ مِنْ بَطْنِ الْوَادِي

ترجمہ۔ جمرات کو وادی کے درمیان کھڑے ہو کر کنکریاں ماری جائیں۔

حدیث نمبر ۱۵۳۲ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ ۙ قَالَ رَمَى عَبْدُ اللَّهِ مِنَ

بَطْنِ الْوَادِي فَقُلْتُ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ إِنَّ نَاسًا يَرْمُونَهَا مِنْ فَوْقِهَا فَقَالَ وَالَّذِي لَا إِلَهَ غَيْرُهُ هَذَا مَقَامُ الَّذِي أُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ -

ترجمہ۔ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ نے وادی کے اندر کھڑے ہو کر کنکریاں ماریں۔ تو میں نے کہا۔

اے ابو عبد الرحمنؓ لوگ تو وادی کے اوپر کھڑے ہو کر مارتے ہیں۔ فرمایا کہ قسم ہے اس اللہ کے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ یہی مقام ہے اس جگہ کی جس پر سورہ بقرہ نازل ہوئی۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ | سورہ کی اضافت بقرہ کی طرف صحیح ہے۔ جیسا کہ صنیع ابن مسعودؒ

سے معلوم ہوتا ہے۔ وہی ہمارے مقتدر اور کامل رہبر ہیں۔

تشریح از شیخ زکریا | شیخ گنگوہی نے ایک مشہور اختلاف کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ کہ سورۃ بقرہ اور سورۃ آل عمران کہنا جائز ہے یا نہیں۔ حجاج بن یوسف اس کی اجازت نہیں دیتے بلکہ وہ کہتے ہیں۔ سورۃ الیٰ تذکر فیہا البقرہ کہا جائے۔ لیکن حضرت ابراہیم نخعیؒ اور ابن مسعودؓ کے قول سے ان پر رد کیا۔ کہ سورۃ کی اضافۃ بقرہ کی طرف جائز ہے۔ اور امام بخاریؒ نے بھی کتاب فضائل القرآن میں کئی تراجم منعقد کر کے جواز ثابت کیا ہے۔ مصلیٰ ہر باسا ان یقال سورۃ کذا وکذا اور حضرت انسؓ والی روایت جس سے عدم جواز معلوم ہوتا ہے ضعیف ہے۔ اگر ثابت بھی ہو جائے۔ تو ادنیٰ اور افضل پر محمول کیا جائے گا جواز بہر حال ثابت ہے۔

بَابُ رَمِي الْجَمَارِ بِسَبْعِ حَصِيَّاتٍ ذَكَرَهُ ابْنُ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ
ترجمہ۔ جمرات پر سات کنکریاں ماری جائیں۔ ابن عمرؓ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا ہے۔
حدیث نمبر ۵۳۳ **أَحَدُ ثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ عَنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ انْتَهَى إِلَى الْجَمْرَةِ الْكُبْرَى جَعَلَ الْبَيْتَ عَنْ يَسَارِهِ وَمِنَى عَنْ يَمِينِهِ وَرَمَى بِسَبْعٍ وَقَالَ هَكَذَا رَمَى الَّذِي أُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ**

ترجمہ۔ حضرت عبد اللہؓ جمرہ کبریٰ تک پہنچے تو بیت اللہ کو دائیں طرف اور منیٰ کو اپنی بائیں طرف رکھا اور سات کنکریاں ماریں۔ فرمایا جس ذات پر سورۃ بقرہ اتری تھی اس نے بھی اسی طرح رمی کی تھی۔

بَابُ مَنْ رَمَى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ فَجَعَلَ الْبَيْتَ عَنْ يَسَارِهِ
ترجمہ۔ باب اس شخص کے بارے میں جو جمرۃ العقبہ کی رمی کرے اور بیت اللہ کو بائیں جانب رکھے۔
حدیث نمبر ۵۳۴ **أَحَدُ ثَنَا آدَمُ عَنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ أَنَّهُ حَجَّ مَعَ ابْنِ مَسْعُودٍ فَرَأَاهُ يَرْمِي الْجَمْرَةَ الْكُبْرَى بِسَبْعِ حَصِيَّاتٍ فَجَعَلَ الْبَيْتَ عَنْ يَسَارِهِ وَمِنَى عَنْ يَمِينِهِ ثُمَّ قَالَ هَذَا مَقَامُ الَّذِي أُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ**

ترجمہ۔ حضرت عبد الرحمن بن یزید سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت ابن مسعودؓ کے ہمراہ حج کیا تو ان کو دیکھا کہ وہ بڑے جمرہ کو سات کنکریوں کے ساتھ رمی کر رہے تھے۔ انہوں نے بیت اللہ کو بائیں

طرف اور منی کو دائیں طرف رکھا۔ پھر فرمایا یہی مقام ہے اس ذات کا جس پر سورۃ بقرہ نازل ہوئی۔
تشریح القاسمی | اذاری کے املکۃ اس امام سے وہ امیر مراد ہے جو حج پر مقرر تھا۔
 جن کی مخالفت سے ابن عمرؓ کو خطرہ لاحق ہوا۔ کہ کہیں وہ ضرر رساں نہ ہو۔ لیکن جب سائل نے دوبارہ
 سوال کیا تو اب کتمان حق کی گنجائش نہ رہی۔ اس لئے جو کچھ وہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے
 زمانہ میں کرتے تھے وہ بتلادیا۔

مرضی بطرف الوادی افضل یہی ہے۔ امام ابو حنیفہؒ اور دیگر حضرات فرماتے ہیں: جہاں سے
 رمی کر دے۔ کافی ہے۔

بَابُ يَكْتَبُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ قَالَهُ ابْنُ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 ترجمہ۔ حاجی ہر نکرہ کے ساتھ تکبیر یعنی اللہ اکبر کہے یہ بات ابن عمرؓ نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
 سے نقل کی۔

حدیث نمبر ۵۳۱۰ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ سَمِعْتُ الْحَجَّاجَ يَقُولُ عَلَى
 الْمِنْبَرِ السُّورَةَ الَّتِي يُذَكِّرُ فِيهَا الْبَقَرَةَ وَالسُّورَةَ الَّتِي يُذَكِّرُ فِيهَا آلَ عِمْرَانَ وَ
 السُّورَةَ الَّتِي يُذَكِّرُ فِيهَا النِّسَاءَ قَالَ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِابْنِ رَهِيمٍ فَقَالَ حَدَّثَنِي
 عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ يَزِيدَ أَنَّهُ كَانَ مَعَ ابْنِ مَسْعُودٍ حِينَ رَمَى جُمُرَةَ الْعُقَبَةِ فَاسْتَبَطْنَ
 الْوَادِيَّ حَتَّى إِذَا أَحَازِي بِالشَّجَرَةِ اعْتَرَضَهُمَا فَرَمَى ابْنُ مَسْعُودٍ حَصِيَّاتٍ يَكْتُبُ مَعَ كُلِّ
 حَصَاةٍ ثُمَّ قَالَ مَنْ هُمَا ذَا الَّذِي لَا إِلَهَ غَدُهُ قَامَ الَّذِي أَنْزَلَتْ عَلَيْهِ سُورَةُ
 الْبَقَرَةِ۔

ترجمہ۔ حضرت امشؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حجاج سے منبر پر کہتے ہوئے سنا۔ کہ وہ سورہ
 اور سورۃ جس میں آل عمران کا ذکر کیا گیا ہے اور وہ سورہ جس میں عورتوں کا ذکر ہے۔ یعنی سورہ کی اضافت
 ان کی طرف نہیں کرئی۔ تو میں نے حضرت ابراہیمؒ مخفی سے اس کا ذکر کیا۔ انہوں نے فرمایا۔ میں نے حضرت
 عبد الرحمن بن یزید بن یزید نے حدیث بیان کی۔ کہ وہ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کے ہمراہ تھے۔ جب انہوں نے
 جمرہ عقبہ کی رمی کی تو وادی کے پیٹ میں چلے گئے۔ یہاں تک کہ جب درخت کے مقابل ہوئے تو اس

درخت کی چوڑائی میں کھڑے ہو گئے۔ پھر سات لکڑیاں پھینکیں۔ ہر لکڑی کے ساتھ اللہ اکبر کہتے تھے۔
فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں اسی جگہ کھڑے ہوئے تھے وہ نبی اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم جن پر سورہ بقرہ نازل ہوئی۔

تشریح از قاسمی | سورہ بقرہ کی تخصیص کی وجہ یہ ہے کہ اس میں حج اور عمرہ کے احکام
بیان ہوئے ہیں۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں جمرہ کبرٰی حدود منیٰ سے باہر مکہ معظمہ کے قریب ہے۔ یہ
وہی مقام ہے جہاں پر آپؐ نے انصار مدینہ سے ہجرت کے لئے بیعت لی تھی۔ جمرہ اجتماع کو کہتے ہیں۔
چونکہ یہاں لوگوں کا اجتماع ہوتا ہے یا اس وجہ سے کہ جارچھوٹی لکڑیوں کو کہتے ہیں۔ تو تسمیۃ الیٰشیٰ بلازمہ
کے طور پر ہو گیا۔

بَابُ مَنْ رَمَى جَمْرَةَ الْعُقْبَةِ وَلَمْ يَقِفْ قَالَ ابْنُ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

ترجمہ۔ باب ہے اس شخص کے بارے میں جو جمرہ عقبہ کی رمی کرے اور ٹھہرے نہیں۔ یہ بات ابن عمرؓ
نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کی ہے۔

بَابُ إِذَا رَمَى الْجَمْرَتَيْنِ يَقُومُ وَيُسْهَلُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ

ترجمہ۔ جب باقی دو جمرہ کی رمی کرے تو قبلہ کی طرف متوجہ ہو کر کھڑا ہو۔ تو پہاڑی سے اتر کر نرم زمین میں کھڑا ہو۔

حدیث نمبر ۱۵۳۶ حَدَّثَنَا عُمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهٗ يَرْمِي

الْجَمْرَةَ الذَّنْيَا سَبْعَ حَصِيَّاتٍ يُكَبِّرُ عَلَىٰ إِشْرَافِ كُلِّ حِصَاةٍ ثُمَّ يَتَقَدَّمُ حَتَّىٰ يُسْهَلَ
فَيَقُومُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ فَيَقُومُ طَوِيلًا قَيْدًا عَوًّا وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ ثُمَّ يَرْمِي الْوُسْطَىٰ
ثُمَّ يَأْخُذُ ذَاتَ الشِّمَالِ قَيْسَهُلًا وَيَقُومُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ فَيَقُومُ طَوِيلًا قَيْدًا عَوًّا
وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ ثُمَّ يَرْمِي جَمْرَةَ ذَاتِ الْعُقْبَةِ مِنْ بَطْنِ الْوَادِي وَلَا يَقِفُ عِنْدَهَا
ثُمَّ يَنْصَرِفُ فَيَقُولُ هَكَذَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے قریشی جمرہ کی رمی کی۔ پھر کافی دیر کھڑے رہے۔

دعا مانگتے رہے اور دونوں ہاتھ اوپر کواٹھاتے تھے۔ پھر درمیانے جمرہ کی رمی فرمائی۔ پھر بائیں طرف ہٹ کر نرم زمین میں آگئے۔ اور قبلہ رو ہو کر دعا مانگتے تھے اور دونوں ہاتھ اونچے کرتے تھے اور کافی دیر کھڑے رہتے۔ بعد ازاں وادی کے پیٹ میں کھڑے ہو کر آخری جمرہ کی رمی کرتے تھے اور اس کے پاس ٹھہرتے نہیں تھے۔ پھر فارغ ہو کر پھر جاتے۔ اور فرماتے میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح کہتے دیکھا ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہی | اذ ارمی الجمرتين ^{۱۲} اس سے مؤلف کی غرض یہ ہے۔ کہ رمی جمرتین کے بعد آپ قبلہ رو ہو کر دعا مانگتے تھے۔ تو اس صورت میں ماقبل کی حدیث کی مخالفت نہیں ہو گئی۔ کہ آپ رمی کے وقت کعبہ کو بائیں جانب رکھتے تھے۔ یہ رمی جمرتین کے بعد کا حال ذکر فرمایا ہے۔

تشریح از شیخ زکریا | لایقف اگرچہ امام بخاری نے عدم وقوف کا باب باندھا ہے۔ لیکن روایت نہیں لائے۔ اس لئے کہ اس دوسرے باب والی حدیث کی طرف اشارہ ہے کہ آپ جمرہ عقبہ کی رمی کے بعد وقوف نہیں کرتے تھے۔ اس پر سب ائمہ کا اجماع ہے۔ قولہ رمی الجمرتين اس سے جمرہ اولیٰ اور وسطیٰ مراد ہے۔ جس کی دعا کے لئے آپ وقوف فرمایا کرتے تھے اور وہ بھی طویل ہوتا تھا۔ اور ابن مسعود کی روایت کے مطابق اس کی مقدار سورہ بقرہ کی قرأت کے برابر ہوتی تھی۔ اور رفع یدین بھی کہتے تھے۔ تو اب لایقف عندھا کا مطلب یہ ہوگا کہ جمری کبریٰ کی رمی کے بعد دعا نہیں مانگا کرتے تھے۔ عند اکثر العلماء البتہ امام سفیان ثوری فرماتے ہیں۔ کہ مساکین کو کھانا کھلائے یا خون کسی جانور کا پہلئے۔ اور بعض مشائخ کے نزدیک اقل المراتب پارے کے تین حصے یا بیں آیات پڑھی جائیں۔ ترک وقوف اور ترک دعا خلاف سنتہ ضرور ہے۔ لیکن اس کے ترک پر کوئی چیز واجب نہیں ہے۔ اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔ جمرہ اولیٰ کو جمرۃ الدنیا اس لئے کہتے ہیں کہ وہ مسجد حنیف کے قریب ہے۔ اور رفع یدین عند الرمی میں بھی کسی کا اختلاف نہیں۔ کیونکہ سنت ثابت ہے۔

بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ عِنْدَ جَمْرَةِ الدُّنْيَا وَالْوُسْطَى

ترجمہ۔ جمرہ اولیٰ اور ثانیہ کی رمی کے وقت رفع یدین کرنا ہے۔

حدیث نمبر ۵۳۶۱ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ

كَانَ يَرْمِي الْجُمُرَةَ الدُّنْيَا بِسَبْعِ حَصِيَّاتٍ ثُمَّ يَكْتُمُ عَلَى إِشْرَافِ حِصَاةٍ ثُمَّ يَتَقَدَّمُ
فَيَسْهَلُ فَيَقُومُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ قِيَامًا فَيَدْعُو وَادِيعُ يَدَيْهِ ثُمَّ يَرْمِي الْجُمُرَةَ
الْوُسْطَى كَذَلِكَ فَيَأْخُذُ ذَاتَ الشِّمَالِ فَيَسْهَلُ وَيَقُومُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ قِيَامًا طَوِيلًا
فَيَدْعُو وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ ثُمَّ يَرْمِي الْجُمُرَةَ ذَاتَ الْعَقِيبَةِ مِنْ بَطْنِ الْوَادِي وَلَا يَقِفُ
عِنْدَهَا وَيَقُولُ هَكَذَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ -

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ جبہ اولی کو سات کنکریاں مارتے تھے۔ اور ہر کنکری کے پھینکنے کے
بعد اللہ اکبر کہتے تھے۔ پھر آگے بڑھ کر نرم زمین میں آجاتے تھے۔ پس قبلہ رو ہو کر ایک طویل قیام کرتے
تھے۔ پھر دعا کرتے اور رفع یدین کرتے تھے۔ پھر جبہ وسطی کا اس طرح رمی کرتے تھے۔ پس بائیں طرف
مڑتے ہوئے نرم زمین میں آجاتے تھے۔ قبلہ رو ہو کر لمبا قیام کرتے تھے۔ پھر دعا کرتے تھے۔ اور رفع یدین
کرتے تھے۔ پھر جبہ کبریٰ کی رمی وادی کے پیٹ میں کھڑے ہو کر کی۔ اور اس کے پاس کھڑے نہیں
ہوا کرتے تھے۔ اور فرماتے ہیں کہ میں نے اسی طرح جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کرتے دیکھا۔

بَابُ الدُّعَاءِ عِنْدَ الْجُمُرَتَيْنِ

ترجمہ۔ جمرتین کے پاس دعا مانگنا۔

حدیث نمبر ۵۳۸۱ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الزُّهْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا رَمَى الْجُمُرَةَ الَّتِي تَلَى مَسْجِدَ مَنْى يَرْمِي بِسَبْعِ حَصِيَّاتٍ
يَكْتُمُ كُلَّمَا رَمَى بِحِصَاةٍ ثُمَّ تَقَدَّمُ أَمَامَهَا فَوْقَ مُسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةِ رَافِعًا يَدَيْهِ
يَدْعُو وَكَانَ يُطِيلُ الْوُقُوفَ ثُمَّ يَأْتِي الْجُمُرَةَ الثَّانِيَةَ فَيَرْمِي بِسَبْعِ حَصِيَّاتٍ
يَكْتُمُ كُلَّمَا رَمَى بِحِصَاةٍ ثُمَّ يَنْحَدِرُ ذَاتَ الْيَسَارِ مَتَا يَلِي الْوَادِي يَقِفُ مُسْتَقْبِلَ
الْقِبْلَةِ رَافِعًا يَدَيْهِ يَدْعُو ثُمَّ يَأْتِي الْجُمُرَةَ الَّتِي عِنْدَ الْعَقِيبَةِ فَيَرْمِي بِسَبْعِ حَصِيَّاتٍ
يَكْتُمُ عِنْدَ كُلِّ حِصَاةٍ ثُمَّ يَنْصَرِفُ وَلَا يَقِفُ عِنْدَهَا قَالَ الزُّهْرِيُّ سَمِعْتُ سَلَمَ
بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَحْدِثُ مِثْلَ هَذَا عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ
ابْنُ عُمَرَ يَفْعَلُهُ -

ترجمہ۔ امام زہریؒ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اس جمرہ کی رسی کرتے تھے جو مسجد منیٰ کے متصل ہے۔ تو اس پر سات لکڑیاں پھیلتے تھے۔ جب کوئی لکڑی پھیلتے تو اللہ اکبر کہتے۔ پھر اس سے آگے بڑھتے اور قبلہ رو ہو کر دونوں ہاتھ اونچے کر کے دعا مانگتے اور یہاں وقوف کافی لمبا کرتے۔ پھر دوسرے جمرہ کے پاس تشریف لاتے۔ اس پر بھی سات لکڑیاں پھیلتے۔ ہر لکڑی پھیلتے وقت اللہ اکبر کہتے۔ پھر باتیں جانب جوادی کے متصل ہے۔ یہاں آکر قبلہ رو ہو کر دونوں ہاتھ اونچے کر کے دعا مانگتے۔ پھر اس جمرہ کے پاس تشریف لے آتے جو عقبہ کے پاس ہے۔ اس پر بھی سات لکڑیاں پھیلتے۔ اور ہر لکڑی پھیلتے وقت تکبیر کہتے۔ پھر وہاں سے فارغ ہو کر مڑ جاتے اور اس کے پاس وقوف نہیں کرتے تھے۔ امام زہریؒ نے حدیث مرفوعہ کی سند بیان کی اور یہ بھی کہا۔ ابن عمرؓ بھی اسی طرح کرتے تھے۔ امام زہریؒ نے اسی طرح اپنی حدیث کو مرفوع متصل بنا دیا۔ اگرچہ علامہ کرمافیؒ نے اس سے اختلاف کیا ہے۔

بَابُ الطَّيِّبِ بَعْدَ رَمِي الْجَمَارِ وَالْحَلْقِ قَبْلَ الْإِفَاضَةِ -

ترجمہ۔ جمرات کی رمی کے بعد خوشبو لگانا اور طواف زیارت سے پہلے سرمندہ وانا۔
حدیث نمبر ۵۳۹۱ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْقَاسِمِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُ وَكَانَ أَفْضَلَ أَهْلِ زَمَانِهِ يَقُولُ سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا تَقُولُ طَيَّبْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَيْ هَاتَيْنِ حِينَ أَحْرَمَ وَلِحْلِهِ حِينَ أَهَلَ قَبْلَ أَنْ يَطُوفَ وَبَسَطَتْ يَدَيْهَا -

ترجمہ۔ حضرت عبد الرحمن بن قاسم جو اپنے زمانہ کے افضل ترین آدمی تھے۔ انہوں نے اپنے باپ سے سنا جو اپنے زمانہ کے افضل ترین آدمی تھے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے سنا۔ وہ فرماتی تھیں کہ میں اپنے ان دونوں ہاتھوں سے خوشبو لگاتی جب کہ آپ احرام باندھ رہے تھے۔ اور آپ کے حلال ہونے کے وقت بھی جب کہ آپ حلال ہوئے طواف کرنے سے پہلے اور انہوں نے اپنے دونوں ہاتھ پھیلا دیئے۔

تشریح از قاسمی | محلہ حیض احل کے معنی یہ نہیں کہ جب حلال ہونے کا ارادہ کرتے۔ بلکہ معنی یہ ہیں کہ جب حلال ہو جاتے تب خوشبو استعمال کرتے ورنہ احرام کی حالت میں تو طیب جائز نہیں ہے۔

گويا احرام کے برعکس ہو گیا۔ ائمہ اربعہ یہی فرماتے ہیں کہ رمی حجرہ کے بعد حلق کر لے تو سب چیز حلال ہو جاتی ہے۔ جو محرم پہ پہلے حرام تھیں۔ امام ابو حنیفہؒ اور امام شافعیؒ اور امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ خوشبو کا حکم لباس کا ہے۔ جب جیسے لباس پہننا جائز بھی ہے۔ جماع جائز نہیں البتہ امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ طیب کا حکم جماع کا حکم ہے۔ جس وقت جماع جائز ہو گا۔ اسی بعد طواف الزيارة اس وقت بھی جائز والا فلا۔ حدیث کی ترجمہ الباب سے مطابقت ظاہر ہے۔ طیب۔ الخ

بَابُ طَوَافِ الْوَدَاعِ

ترجمہ۔ آخری طواف کرنا۔

حدیث نمبر ۵۴۰ اَحَدُ ثَمَانِ مَسَدَاتٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَمَدَ الثَّمَانِ أَنْ يَكُونَ أَخْرَجَهُمْ بِالْبَيْتِ إِلَّا أَنْتَ خَفَّفَ عَنِ الْحَائِضِ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ لوگوں کو حکم دیا گیا کہ ان کا آخری وقت بیت اللہ کے ساتھ ہونا چاہیے۔ یعنی طواف وداع ہو۔ مگر یہ کہ حائضہ سے اس کی تخفیف کی گئی ہے۔

یعنی اس پر طواف وداع واجب نہیں ہے۔ احناف کے نزدیک یہ طواف وداع واجب ہے۔ جس کے ترک پر دم لازم آئے گا۔ امام مالکؒ اور داؤد ظاہری اسے سنت کہتے ہیں جس کے ترک پر کوئی چیز واجب نہیں ہے۔ آفاقی پر واجب ہے۔ مکی اور میقاتی پر بھی واجب نہیں ہے۔

حدیث نمبر ۵۴۱ اَحَدُ ثَمَانِ مَسَدَاتٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ حَدَّثَنَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ ثُمَّ رَقَدَ رَقْدَةً بِالْمُحَصَّبِ ثُمَّ رَكِبَ إِلَى الْبَيْتِ فَطَافَ بِهِ تَابِعَهُ اللَّيْثُ۔

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ حدیث بیان کرتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر۔ عصر۔ مغرب اور عشا کی نماز ادا کی۔ پھر وادی محصب میں کچھ دیر سو گئے۔ پھر بیت اللہ کی طرف سوار ہوئے۔ پس اس کا طواف کیا۔ اس کی لیٹ نے متابعت کی ہے۔ وادی محصب ایک وسیع مکان کا نام ہے۔ جو منیٰ اور مکہ کے درمیان واقع ہے۔ دو پہاڑوں سے لے کر مفتاب پہیلی ہوئی ہے۔

بَابُ إِذَا حَاضَتِ الْمَرْأَةُ بَعْدَ مَا أَفَاضَتْ

ترجمہ۔ عورت جب طواف زیارت کے بعد حائضہ ہو جائے تو اسے کیا کرنا چاہیے۔

حدیث نمبر ۵۴۲ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُجَيْجٍ الزُّوجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَاضَتْ فَذَكَرَتْ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ حَاجِبَتْنَاهِ قَالُوا إِنَّهَا قَدْ أَفَاضَتْ قَالَ فَلَا ذَا.

ترجمہ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت صفیہ بنت حُجَیج زوجہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم حائضہ ہو گئیں۔ جس کا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا گیا۔ آپ نے فرمایا کیا وہ ہمیں روکنے والی ہے۔ انہوں نے بتلایا کہ وہ طواف زیارت تو کر چکی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ پس اس وقت نہیں رک سکتے۔

حدیث نمبر ۵۴۳ حَدَّثَنَا أَبُو الثَّعْمَانِ عَنْ عِكْرِمَةَ أَنَّ أَهْلَ الْمَدِينَةِ سَأَلُوا ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ امْرَأَةٍ طَافَتْ ثُمَّ حَاضَتْ قَالَ لَهُمْ تَنْفِرُ قَالُوا لَا نَأْخُذُ بِقَوْلِكَ وَنَدَّعَ قَوْلَ زَيْدٍ قَالَ إِذَا قَدِمْتُمُ الْمَدِينَةَ فَسَأَلُوا فَاقْدُمُوا الْمَدِينَةَ فَسَأَلُوا فَكَانَ فِيمَنْ سَأَلُوا أُمُّ سَلِيمٍ فَذَكَرَتْ حَدِيثَ صَفِيَّةَ رَوَاهُ خَالِدٌ قَتَادَةَ عَنْ عِكْرِمَةَ۔

ترجمہ۔ حضرت عکرمہ سے مروی ہے کہ مدینہ والوں نے حضرت ابن عباسؓ سے اس عورت کے بارے میں فتویٰ پوچھا جس کو زیارت کے بعد حیض آگیا ہو۔ انہوں نے ان سے فرمایا کہ وہ واپس جا سکتی ہے۔ ان لوگوں نے کہا کہ ہم تیرے قول پر عمل کریں اور حضرت زیدؓ کے قول کو چھوڑ دیں۔ تو ابن عباسؓ نے فرمایا۔ جب تم لوگ مدینہ پہنچو تو یہ مسئلہ ان سے پوچھو۔ چنانچہ جب وہ لوگ مدینہ میں آئے۔ تو لوگوں سے مسئلہ پوچھا۔ جن لوگوں سے مسئلہ پوچھا تھا ان میں سے حضرت ام سلمہؓ بھی تھیں جنہوں نے حضرت نبی بی صفیہؓ کا ذکر فرمایا۔ جس کو خالد اور قتادہ نے حضرت عکرمہ سے بیان کیا ہے۔

حدیث نمبر ۵۴۴ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ رُخِّصَ لِلْحَائِضِ أَنْ تَنْفِرَ إِذَا أَفَاضَتْ قَالَ وَسَمِعْتُ بَنَ عُمَرَ يَقُولُ إِنَّهَا لَا تَنْفِرُ

ثُمَّ سَمِعْتُهُ يَقُولُ بَعْدُ إِنَّ إِلَهِي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ لَهُنَّ -

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ عائشہ جب طواف زیادہ کر لے تو اس کو کوچ کرنے کی رخصت دی گئی۔ فرمایا کہ میں نے ابن عمرؓ کے متعلق سنا ہے کہ وہ فرماتے ہیں کوچ نہ کر لے۔ پھر بعد میں سنا۔ فرماتے تھے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی عورتوں کو اجازت کوچ دے دی تھی۔

حدیث نمبر ۵۴۵ حَدَّثَنَا أَبُو الثَّعْمَانِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا نُرَى إِلَّا الْحَجَّ فَقَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَلَمْ يَحِلَّ وَكَانَ مَعَهُ الْهَدْيُ فَطَافَ مِنْ مَعَهُ مِنْ نِسَائِهِ وَأَصْحَابِيهِ وَحَلَّ مِنْهُمْ مَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ الْهَدْيُ فَحَاضَتْ هِيَ فَتَسَكَّنَا مَنْسَكَنَا مِنْ حَيْثُ نَافَلْنَا كَانَ لَيْلَةَ الْحَضْبَةِ لَيْلَةَ النَّفَرِ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ كُلُّ أَصْحَابِكَ يَرْجِعُ بِحَجٍّ وَعُمْرَةٍ غَيْرِي قَالَ مَا كُنْتُ تَطُوفُنِي بِالْبَيْتِ لِيَأْتِيَ قَدِمْنَا قُلْتُ لَا قَالَ فَاخْرُجِي مَعَ أَخِيكَ إِلَى التَّنْعِيمِ فَأَهْلِي بِعُمَرَةٍ وَمَوْعِدُكَ مَكَانَ كَذَا وَكَذَا فَخَرَجْتُ مَعَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ إِلَى التَّنْعِيمِ فَأَهْلَيْتُ بِعُمَرَةٍ وَحَاضْتُ صَفِيَّةٌ يَنْتِ حَيْثُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَقْرَى حَلَقِي إِنَّكِ لِحَابِسَتُنَا أَمَا كُنْتِ طُفْتِ يَوْمَ النَّحْرِ قَالَتْ بَلَى قَالَ فَلَا بَأْسَ أَنْفِرِي فَلَقِيتُهُ مُصْعِدًا عَلَى أَهْلِ مَكَّةَ وَأَنَا مُهْبِطَةٌ أَوْ أَنَا مُصْعِدَةٌ وَهُوَ مُهْبِطَةٌ وَقَالَ مُسَدَّدٌ قُلْتُ لَا تَابَعَهُ جَرِيرٌ -

ترجمہ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔ ہم جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ روانہ ہوئے۔ ہماری نیت صرف حج کرنے کی تھی۔ پس جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ معظمہ پہنچے تو آپؐ نے بیت اللہ کا طواف کیا۔ اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کی۔ آپؐ بھی حلال نہ ہوئے۔ کیونکہ آپؐ کے ہمراہ ہدی تھی۔ پس ان لوگوں نے بھی طواف کیا۔ جو آپؐ کے ہمراہ تھے۔ آپؐ کی عورتوں میں سے اور اصحاب کرام میں سے۔ اور ان میں سے وہ لوگ حلال ہو گئے۔ جن کے ہمراہ ہدی نہیں تھی۔ پس حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حائضہ ہو گئیں۔ پس ہم نے اپنے حج کے افعال و اقوال ادا کئے۔ پس جب حصبہ کی رات یعنی کوچ کرنے کی رات آئی۔ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ یا رسول اللہ! میرے سوا آپؐ کے

اصحاب سب کے سب حج اور عمرہ ادا کر کے چلے گئے۔ آپ نے پوچھا۔ جب ہم لوگ مکہ معظمہ پہنچے تھے۔ کیا تو نے بیت اللہ کا طواف کر لیا تھا۔ میں نے عرض کیا کیوں نہیں۔ فرمایا پس اپنے بھائی کے ہمراہ تنعیم میقات کی طرف جاؤ۔ اور وہاں سے عمرہ کا احرام باندھو۔ تمہارے وعدہ کی جگہ فلاں فلاں مکان ہے۔ یعنی فلاں مقام فراغت کے بعد پہنچ جانا۔ میں تو حضرت عبدالرحمنؓ کے ہمراہ تنعیم چلی گئی۔ میں نے عمرہ کا احرام باندھ لیا۔ لیکن حضرت صفیہ بنت حیٰ حائضہ ہو گئیں۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ اسے بانجھ کرے اور یہ سر منڈی تو کیا ہمیں روکنے والی ہوگی۔ کیا تو نے دسویں کے دن بیت اللہ کا طواف نہیں کیا تھا۔ میں نے کہا کیوں نہیں تو آپ نے فرمایا اب کوچ کرو۔ پس حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ کہ میری واپسی پر آپ سے اس حالت میں ملاقات ہوئی۔ آپ اہل مکہ کی چڑھائی پر چڑھ رہے تھے۔ اور میں اتر رہی تھی یا میں چڑھ رہی تھی تو آپ اتر رہے تھے۔ مسدد فرماتے ہیں۔ حضرت عائشہؓ نے سوال کے جواب میں فرمایا کہ میں نے تمتع نہیں کیا صرف حج ہوا ہے۔ جو میر نے اس لفظ لائیں مسدد کی متابعت کی ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ | امر الناس سے طواف وداع کا وجوب ثابت ہوا کیونکہ الامر

للمحبوب۔ بالبیات ان کے یکوٹے طواف الوداع آخر العہد بہ اور ترجمہ اسی سے ثابت ہے کہ آخری بار بیت اللہ کا طواف ہونا چاہیے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ | طواف وداع کے پانچ نام ہیں۔ طواف صدر۔ صدر کے معنی رجوع کے ہیں۔ طواف وداع۔ کیونکہ بیت اللہ سے جدائی ہو رہی ہے۔ طواف افاضہ۔ افاضہ کے معنی لوٹنے کے ہیں۔ منی سے لوٹ کر بیت اللہ کی طرف آنا پڑتا ہے۔ و طواف آخر عہد اور طواف واجب۔ امام ابو حنیفہؒ اور امام شافعیؒ فرماتے ہیں۔ جو شخص مکہ میں اقامت کا ارادہ کرے۔ اس پر طواف وداع نہیں ہے۔ کیونکہ یہ طواف مفارق کے لئے ہے لازم کے لئے نہیں ہے۔ اور جو شخص مکہ سے جا رہا ہے۔ اس کو طواف بیت اللہ ضرور کر کے جانا چاہیے۔ جس کے ترک سے دم لازم آئے گا۔ البتہ حائضہ سے تخفیف کی گئی ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ | ندع قوال زید ہو اکبر منک سنار۔

تشریح از شیخ زکریاؒ | حضرت ابن عباسؓ نے اگرچہ عمر الامۃ۔ بحر الامۃ اور احد العبادۃ

ہیں۔ مگر حضرت زید بن ثابتؓ سے سن میں چھوٹے تھے۔ کیونکہ یہ حجۃ الوداع میں قریب البلوغ تھے اور

حضرت زید اغزوہ احد میں شامل ہو چکے ہیں۔ اور کتاب وحی اور جامع القرآن ہیں۔ خود حضرت زید بن ثابتؓ جب سوار ہونے لگے تو ابن عباسؓ نے ان کی رکاب پکڑ لی۔ تو انہوں نے فرمایا۔ اے ابن عم رسول اللہؐ آپ ہٹ جائیں۔ فرمایا نہیں۔ ہم علماء اور کبار امت کے ساتھ ہی سلوک کرتے ہیں۔

تشریح از شیخ گنگوہی اقلت بلیٰ کبھی کلمہ بلیٰ بمعنی لا کے مستعمل ہوتا ہے۔ یہاں یہی

معنی مراد ہیں۔

تشریح از شیخ زکریا ابو النعمان کی روایت میں تو قلت بلیٰ ہے۔ لیکن امام بخاریؒ نے آخر

حدیث میں قال مسدود لاکہم کما اختلاف روایات کی طرف اشارہ کیا ہے۔ پھر تابعہ جبریر کہہ کر قول لاکو ترجیح دی ہے۔ کیونکہ اگر ابو النعمان کی روایت میں لفظ لا ہوتا تو پھر قال مسدود کہنے کی ضرورت نہیں تھی۔ تو اگر لفظ بلیٰ صحیح ہے تو جیسے شیخ گنگوہیؒ نے اسے نفی پر محمول کیا ہے یا اسے وہم ابو النعمان پر محمول کیا جائے یا نسیان عائشہؓ پر محمول کیا جائے۔ بہر حال عام فقہاء کا یہی مسلک ہے کہ عائشہؓ پر طواف وداع واجب نہیں ہے۔ حضرت زید بن ثابتؓ وجوب کے قائل تھے۔ بعد ازاں اس سے رجوع کر لیا۔ حضرت صفیہؓ کی روایت سے جمہور کا استدلال ہے۔

بَابُ مَنْ صَلَّى الْعَصْرَ يَوْمَ النَّفَرِ بِالْأَبْطَحِ -

ترجمہ۔ باب اس شخص کے بارے میں جو مقام ربط میں کوچ کے دن عصر کی نماز پڑھے۔

حدیث نمبر ۵۴۶ أَحَدُ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ أَخْبَدَنِي بِشَيْءٍ عَقَلْتُهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آيَنَ صَلَّى الظُّهْرَ يَوْمَ النَّفَرِ قَالَ بَيِّنِي قُلْتُ فَآيَنَ صَلَّى الْعَصْرَ يَوْمَ النَّفَرِ قَالَ بِالْأَبْطَحِ أَعْلَى كَمَا يَفْعَلُ أُمْرَأُوكَ۔

ترجمہ۔ حضرت عبدالعزیز بن رفیع فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالکؓ سے پوچھا کہ مجھے

وہ بات بتلاؤ جو تمہیں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے معلوم ہوتی ہو۔ کہ آپؐ نے آٹھویں ذی الحجہ

ترویہ کے دن ظہر کی نماز کہاں پڑھی۔ فرمایا منیٰ میں پڑھی۔ پھر میں نے پوچھا کہ کوچ کے دن عصر کی نماز کہاں پڑھی۔

فرمایا ابطح میں پڑھی۔ لیکن تم ایسے ہی کرد۔ جیسے تمہارے حکام کرتے ہیں۔

حدیث نمبر ۵۴۷۰ اَحَدٌ شَا عِبْدُ الْمُتَعَالِ بْنِ طَالِبٍ اَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَهُ اَنَّ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ صَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ وَرَقَدَ رَقْدَةً بِالْمُحْصَبِ ثُمَّ رَكِبَ إِلَى الْبَيْتِ فَطَافَ بِهِ۔

ترجمہ۔ حضرت قتادہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ حضرت انس بن مالکؓ نے بیان فرمایا۔ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر عصر مغرب اور عشاء کی نماز وادی محصب یعنی ابطح میں پڑھی۔ اور حقوڑی سی نیند فرماتی پھر سوار ہو کر بیت اللہ کی طرف تشریف لاتے اور اس کا طواف کیا۔
تشریح از شیخ گنگوہی محصب ابطح۔ بطحاء ذی طوی اور خیف بنی کنانہ سے

یہاں پر ایک ہی معنی مراد ہیں۔

تشریح از شیخ زکریا مسند تحصیب یعنی وادی محصب میں ٹھہرنا سنت ہے یا نہیں۔ اس میں سلف کا اختلاف ہے۔ امام شافعیؒ اور امام مالکؒ اس کے استحباب کے قائل ہیں۔ اقتداً بأفعال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور بعض حضرات حضرت ابن عباسؓ کی وجہ سے اس کی سنیت کے قائل نہیں ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ جو حضرات اسی سنیت کی نفی کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک یہ مناسک حج میں سے نہیں اس لئے اس کے ترک پر کوئی چیز لازم نہیں ہوگی۔ اور جو اس کی سنیت کے قائل ہیں۔ جیسے ابن عمرؓ وہ بھی کہتے ہیں۔ کہ حج سے تو اس کا تعلق نہیں ہے البتہ یہ الگ سنت ہے۔ محصب۔ ذی طوی۔ ابطح اور خیف بنی کنانہ شیبی واحد ہیں۔ امام بخاریؒ کا میلان بھی اسی طرف معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ انہوں نے نزول بذی طوی کے باب میں وہی روایات ذکر فرماتی ہیں جو باب المحصب میں بیان ہوئی ہیں۔ باقی اس ترجمہ سے مقصود امام بخاریؒ کا یہ ہے کہ ان مقامات پر رات گزارنا راجع من مکہ کے لئے مشروع ہے۔

بَابُ الْمُحْصَبِ

ترجمہ۔ محصب وادی کے بارے میں

حدیث نمبر ۵۴۷۱ اَحَدٌ شَا اَبُو نُعَيْمٍ اَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ

إِنَّمَا كَانَ مَنَزَلُ لُيْثٍ نَزْلُهُ الَّذِي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَكُونَ أَسْمَعَ لِحُرُوجِهِ
يَعْنِي بِالْبَطْحِ -

ترجمہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ محصب ایک پڑاؤ تھا۔ جہاں حضور اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم اترے تھے تاکہ آپ کے لئے وہاں سے ایسی روانگی آسان ہو جائے۔

حدیث نمبر ۵۴۹۹ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْإِمْنَانِيُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
قَالَ لَيْسَ التَّحْصِيبُ بِشَيْءٍ إِنَّمَا هُوَ مَنَزَلٌ نَزَلَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
ترجمہ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ وادی محصب میں ٹھہرنا کوئی سنت نہیں ہے۔ بلکہ وہ
ایک پڑاؤ تھا جہاں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اترے تھے۔

تشریح از قاسمی | حضرت عائشہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما تحصیب کی سنیت کے
قائل نہیں ہیں۔ وہاں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زوال کے بعد آرام کرنے کے لئے اترے تھے۔
اور وہاں عصرین اور مغربین ادا فرماتی تھیں۔ اور چودھویں کی رات وہاں پر بسر فرماتی تھی۔ لیکن احناف
فرماتے ہیں جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نزول ثابت ہے۔ اور خلفاء راشدین کا بھی اس پر
عمل رہا ہے۔ تو مستحب تو ضرور ہوا۔ لیکن یہ مناسک حج سے متعلق نہیں ہے۔

بَابُ التَّزْوِيلِ بِذِي طُوًى قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ مَكَّةَ وَالتَّزْوِيلُ بِالْبَطْحِ
الَّتِي بِذِي الْحُلَيْفَةِ إِذَا رَجَعَ مِنْ مَكَّةَ -

ترجمہ باب مکہ میں داخل ہونے سے پہلے ذی طوی میں اترنا۔ مکہ سے واپسی پر اس بطحاریں
اترنا جو ذی الحلیفہ میں ہے۔

حدیث نمبر ۵۵۰۰ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ
بَيْتَ بِذِي طُوًى بَيْنَ الثَّنِيَّتَيْنِ ثُمَّ يَدْخُلُ مِنَ الثَّنِيَّةِ الَّتِي بِأَعْلَى مَكَّةَ وَ
كَانَ إِذَا قَدِمَ مَكَّةَ حَاجًّا أَوْ مُعْتَمِرًا لَمْ يُنْخِ نَاقَتَهُ إِلَّا عِنْدَ بَابِ الْمَسْجِدِ
ثُمَّ يَدْخُلُ فَيَأْتِي الزُّكْنَ الْأَسْوَدَ فَيَبْدَأُ بِهِ ثُمَّ يَطُوفُ سَبْعًا ثَلَاثًا سَعْيًا وَارْبَعًا
مَشْيًا ثُمَّ يَنْصَرِفُ فَيُصَلِّي سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ يَنْطَلِقُ قَبْلَ أَنْ يَرْجِعَ إِلَى مَنَزِلِهِ
فَيَطُوفُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَكَانَ إِذَا صَدَرَ عَنِ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ أَنَاخَ بِالْبَطْحِ

الَّتِي بِذِي الْحُلَيْفَةِ الَّتِي كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنْبِخُ بِهَا -

ترجمہ۔ حضرت نافعؓ فرماتے ہیں کہ ابن عمرؓ دو گھائیوں کے درمیان ذی طوی میں رات بسر کرتے تھے۔ پھر اس گھائی سے جو مکہ کے اوپر والے اعلیٰ حصہ میں ہے اس سے اندر داخل ہوتے تھے۔ اور جب بھی آپؐ مکہ منظمہ میں حج کی نیت سے یا عمرہ مکہ لئے تشریف لاتے تو اپنی اونٹنی کو مسجد کے دروازے کے پاس ہی بٹھاتے تھے۔ پھر داخل ہو کر رکن اسود کے پاس پہنچتے تو وہاں سے طواف کی ابتدا کرتے۔ سات مرتبہ طواف کے چکر ہوتے تین میں دوڑ ہوتی تھی اور چار چکر آرام سے چل کر لگاتے جاتے۔ پھر فارغ ہو کر پھرتے اور دو رکعت نماز طواف ادا کرتے۔ اور اپنے ٹھکانے کی طرف لوٹنے سے پہلے چل کر صفا اور وڑہ کے درمیان سعی کرتے۔ اور جب حج اور عمرہ سے لوٹتے تو وہ بطحار جو ذی الحلیفہ میں ہے جہاں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اونٹنی بٹھایا کرتے تھے۔ وہاں پر اپنی اونٹنی بٹھاتے۔

حدیث نمبر ۱۵۵۱ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ عَنْ تَائِغٍ قَالَ نَزَلَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعُمَرُ وَابْنُ عُمَرَ وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ كَانَ يُصَلِّي بِهَا يُعْنِي الْمُحَصَّبَ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ أَحْبَبُهُ قَالَ وَالْمَغْرِبَ قَالَ خَالِدٌ لَا أَشْكُ فِي الْغِشَاءِ وَيَمْجَعُ هَاجِعَةً وَيَذْكُرُ ذَلِكَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -

ترجمہ۔ حضرت نافعؓ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس جگہ نزول فرماتے اور حضرت عمرؓ اور ابن عمرؓ بھی اور ابن عمرؓ سے یہ بھی مروی ہے کہ وہ وادی محصب میں ظہر اور عصر کی نماز ادا کرتے تھے اور میرا گمان ہے کہ مغرب کا قول بھی کیا۔ خالد فرماتے ہیں عشاء کی نماز کے بارے میں مجھے کوئی شک نہیں ہے اور تھوڑی دیر سوجلتے۔ اور اس کو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا کرتے تھے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ | جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں داخل ہونے سے پہلے

ذی طوی میں نزول فرمایا کرتے اور وہ بطحار جو ذی الحلیفہ میں اسی میں نزول فرماتے تھے۔ متبادر اس بطحار سے وادی محصب معلوم ہوتا تھا۔ لیکن امام بخاریؒ کا مقصد اس بطحار کا نزول سنت ثابت کرنا ہے جو ذی الحلیفہ مدینہ کے قریب ہے جس کو آپؐ نے بطحار کو اسم موصول کی زیادتی سے بیان کیا کہ اس بطحار سے مراد ذی الحلیفہ قریب مدینہ کا مراد ہے وہاں بھی نزول سنت ہے۔

و یصححہ۔ اور یہ کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے حج میں اس جگہ یعنی محصب میں اترے۔ اور وہاں چار نمازیں پڑھیں۔ اور وہ تینہ کی کیونکہ یہاں ہی آپ کا ٹھکانا تھا چنانچہ ابن عمرؓ کا بھی یہی معمول تھا۔ کہ جب مکہ میں آتے تو وہاں محصب میں ضرور ٹھہرتے اور کئی نمازیں پڑھتے پھر تھوڑی دیر کے لئے سو جلتے یا کچھ دیر کے لئے لیٹ جاتے۔ سنت پر عمل کرنے کے لئے۔ اس کے بعد مکہ میں اپنے ٹھکانا پر تشریف لاتے۔

تشریح از شیخ زکریا | البیہقی بذی الحلیفہ بطحار کی صفت ہے۔ اس سے اس بطحاری نفی کرنا ہے جو مکہ اور منیٰ کے درمیان ہے۔ اور وہ بطحاری جو ذی الحلیفہ میں ہے وہ اہل مدینہ کے نزدیک لغوی نام سے مشہور ہے۔ امام بخاریؒ کا مقصد اس بات کی طرف اشارہ کرنا ہے کہ نزول میں اتباع صرف محصب سے مختص نہیں بلکہ اور منازل بھی ہیں

بَابُ مَنْ نَزَلَ بِذِي طُوًى إِذَا رَجَعَ مِنْ مَكَّةَ

حدیث نمبر ۵۵۲ وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عَيْسَى عَنْ أَبِي عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ إِذَا أَقْبَلَ بِاتِ بِذِي طُوًى حَتَّى إِذَا أَصْبَحَ دَخَلَ وَإِذَا انْفَرَمَ بِذِي طُوًى وَبَاتَ بِهَا حَتَّى يُصْبِحَ وَكَانَ يَذْكُرُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَفْعَلُ ذَلِكَ .

ترجمہ۔ باب اس شخص کے بارے میں جو مکہ سے واپسی پر ذی طوی میں اترتے تھے۔ ترجمہ۔ ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ جب وہ مکہ معظمہ آتے تو ذی طوی میں رات بسر کرتے یہاں تک کہ جب صبح کرتے تو مکہ میں داخل ہوتے۔ اور صبح واپس کوچ کرتے تو ذی طوی سے گذرتے وہاں رات بسر کرتے اور یہاں تک کہ صبح کرتے اور ذکر کرتے تھے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کرتے تھے۔

بَابُ التَّجَارَةِ أَيَّامَ الْمَسْوَهِمِ وَالْبَيْعِ فِي أَسْوَاقِ الْجَاهِلِيَّةِ

ترجمہ۔ موسم حج میں تجارت کرنا اور جاہلیت کے بازاروں میں خرید و فروخت کرنا۔
حدیث نمبر ۵۵۳ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ الْهَيْثَمِ قَالَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

كَانَ ذُو الْجَنَازِ وَعُكَاظُ مُتَجَرِّ النَّاسِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَلَمَّا جَاءَ الْإِسْلَامُ كَانَتْهُمْ
كَرَهُوا ذَلِكَ حَتَّى نَزَلَتْ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِمَّنْ رَبِّكُمْ
فِي مَوَاسِمِ الْحَجِّ -

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ ذوالجنازہ اور عکاظ زمانہ جاہلیت میں لوگوں کی تجارت گاہیں
تھیں۔ پس جب اسلام آیا۔ گویا کہ مسلمانوں نے ان مقامات میں تجارت کرنا مکروہ جانا تو یہ
آیت نازل ہوئی ترجمہ یہ ہے کہ تم پر گناہ نہیں اگر تم اپنے رب کا فضل تلاش کرو۔ یعنی حج کے
دنوں میں۔

تشریح از شیخ گنگوہی | کانہم کوہوا ذلک الخ یا تو اس وجہ سے مکروہ سمجھا کہ یہ
ایک چیز تھی جس کو لوگ زمانہ جاہلیت میں کرتے تھے۔ تو اس کو جاہلیت کی رسم سمجھ کر اسلام میں
اسے گناہ سمجھنے لگے۔ یاد دوسری وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ ان حضرات نے یہ گمان کیا کہ اخلاص عمل اس
وقت حاصل نہیں ہو سکتا جب تک وہ مقصد شوائب غیر خالی ہو یعنی غیر کی ملاوٹ نہ ہو۔ تو ان کو رخصت
دی گئی۔ بایں ہمہ جس شخص کی نیت اور عمل خالص ہو گا کہ وہ ان دونوں کو خالصاً اللہ تعالیٰ کے لئے کرے
گا وہ اس شخص سے افضل ہے جس کی نیت اور عمل میں ملاوٹ ہو۔

تشریح از شیخ زکریا | شیخ گنگوہیؒ نے جو دو وجوہ بیان فرمائی ہیں وہ واضح ہیں۔ پہلی
وجہ ترجمہ کی جز ثانی کے مطابق ہے اور دوسری وجہ ترجمہ کے جز اول سے مناسب ہے۔ بہر حال ردایت
وجہ ثانی پر دلالت کرتی ہیں۔ ذوالجنازہ بفتح الیم ہے عکاظ بضم العین وتخفیف الکاف۔ اور عیسر بازار مجنہ
ہے جس کا ذکر نہیں ہوا۔ کیونکہ وہ موسم حج میں نہیں لگتا تھا۔ یہ بازار اسلام میں قائم رہے۔ یہاں
تک سوق عکاظ درنوار حج میں ۱۲۹ھ میں متروک ہو گیا باقی بعد میں ختم ہوئے۔

بَابُ الْإِدْلَاجِ مِنَ الْمُحْصَبِ

ترجمہ:۔ وادی محصب سے رات کے آخری حصہ میں چلنا۔ ادلاج اگر تشدید دال سے ہو تو اس کے
معنی آخریل میں چلنے کے ہیں۔ اور اگر بکون الدال ہو۔ تو اس کے معنی اول یل میں چلنے کے ہیں۔
یہاں پہلے معنی مراد ہیں۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

أَبْوَابُ الْعُمْرَةِ

بَابُ الْعُمْرَةِ وَجُوبُ الْعُمْرَةِ وَفَضْلُهَا

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَيْسَ أَحَدٌ إِلَّا وَعَلَيْهِ حَجَّةٌ وَعُمْرَةٌ
وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ إِنَّهَا الْقَرِينَتَانِ فِي كِتَابِ اللَّهِ وَاتِمَّوُا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلَّهِ -
ترجمہ۔ عمرہ واجب اور اس کی فضیلت کیا ہے ابن عمر فرماتے ہیں کہ کوئی شخص ایسا نہیں مگر اس
پر حج اور عمرہ واجب ہے۔ ابن عباس فرماتے ہیں کہ چونکہ یہ کتاب اللہ میں حج کے ساتھ ساتھ مذکور ہے۔
جیسے اتموا الحج والعمرة لله۔ ترجمہ۔ حج اور عمرہ کو اللہ کے لئے پورا کرو۔

حدیث نمبر ۵۵۵۵ **أَحَدُ ثَنَاءِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يُوسُفَ** عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْعُمْرَةُ إِلَى الْعُمْرَةِ كَقَادَةِ لِمَا بَيْنَهُمَا وَالْحَجُّ
لِلْبُدُورِ لَيْسَ لَهُ جَزَاءٌ إِلَّا الْجَنَّةُ -

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے بے شک جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
ایک عمرہ دوسرے عمرہ کے درمیان والے گناہوں کے لئے کفارہ ہے۔ اور حج مبرور کی جہنم جنت ہی ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہی | امام بخاریؒ نے وجوب عمرہ پر آیت سے استدلال کیا ہے۔

جو تمام نہیں۔ اس لئے کہ آیت وجوب اتمام پر دلالت کرتی ہے۔ نفس وجوب عمرہ پر نہیں۔ زیادہ سے
زیادہ یہ ثابت ہوا کہ عمرہ شروع کرنے کے بعد واجب ہو جائے گا۔ جیسے نفل شروع کرنے کے بعد اس
کا اتمام واجب ہو جاتا ہے۔ اس سے ابتداء وجوب ثابت نہیں ہو جاتا۔ اور ابن عمرؓ اور ابن عباسؓ کا قول
جو نص قطعی کے خلاف ہے۔ اس پر عمل نہ کیا جائے گا۔ اور یہ بھی معلوم ہے کہ قرآن فی النظم قرآن فی الحکم پر دلالت

نہیں کہتا۔ اور شاید ابن عباسؓ اقتران فی النظم سے مشارکت فی الوجوب مراد نہ لی ہو بلکہ ان کی مراد یہ ہو کہ جیسے حج اور عمرہ دونوں نظم میں مقرر ہیں ایسے حکم میں بھی مقرر ہوں۔ محض اس اقتران کی وجہ سے نہیں بلکہ نص یا اجتہاد یا کسی اور وجہ سے حکم نکالا ہو۔ اور اس کا جواب ہو چکا ہے کہ نص کے مقابلہ میں اجتہاد قابل التفات نہیں ہوتا۔ رہا ابن عمرؓ کا قول **یسر** احمد الاعلیہ حجۃ و عمرۃ اپنے عموم کے اعتبار سے تو ہر غنی اور فقیر کو شامل ہے۔ حالانکہ حج اس شخص پر فرض ہے جو مالدار ہو اور راستے کی طاقت بھی رکھتا ہو۔ تو عموم باقی نہ رہا۔

تشریح از شیخ زکریا | لغت میں عمرہ کے معنی زیارۃ کے ہیں۔ اور چونکہ عمرہ میں مودت

اور دوستی کی تعمیر ہوتی ہے اس لئے اسے عمرہ کہا جاتا ہے۔ یا عمارت ضد خراب کی ہے۔ جیسے انما یعرساجد اللہ من امن الیہ۔ اور اصطلاح شریعت میں درمختار کے مطابق العمرۃ احرام طواف وحلق وقصر و احرام تو شرط ہے۔ طواف رکن اعظم ہے باقی واجبات ہیں۔ اس کے حکم میں ائمہ کا اختلاف ہے۔ امام شافعیؒ امام احمدؒ ثوریؒ اور اوزاعیؒ اس کے وجوب کے قائل ہیں امام مالکؒ اور ایک جماعت اسے سنت کہتی ہے امام ابو حنیفہؒ اسے نفل کہتے ہیں۔ لیکن مشہور یہ ہے۔ احناف عمرہ کو سنت مؤکدہ کہتے ہیں۔ اور قاضی خان میں اسے واجب کہا گیا ہے۔ مانعین وجوب کی دلیل یہ ہے کہ **اتموالجم والعمرۃ** سے اتمام افعال مراد ہے۔ کیونکہ بعد ازاں آیت میں ہے۔ ان احصبرتم ای منقسم من اثماعہما اس لئے علماء کا اس پر اتفاق ہے۔ کہ حج اور عمرہ دونوں شروع کرنے سے لازم ہو جاتے ہیں۔ خواہ کوئی وجوب کا قائل ہو یا سنیت کا قائل ہو۔ چنانچہ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ **اتموالحج والعمرۃ** لہذا ای ان تحرم من دویرۃ اہلک اور شعبی کی قرأت میں ہے **اتموالحج و العمرۃ** لہذا برفع العمرۃ جس سے معلوم ہوا کہ عمرہ واجب نہیں ہے۔ چنانچہ ان دونوں حضرات ابن عمرؓ و ابن عباسؓ کی مخالفت کرتے ہوئے عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں۔ **ہی تطوع** اور حضرت جابرؓ سے پوچھا گیا **اواجبہ** ہی قال لادان تعمروہوا افضل اور حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ فرماتے ہیں **الحج جہاد والعمرۃ تطوع**۔

وقد علمت ان ایقردان فی النظم صاحب نورا لا نوار فرماتے ہیں ان القردان فی النظم یوجب القردان فی الحکم یہ امام مالکؒ کا مسلک ہے۔ ہمارے نزدیک شرکت واجب نہیں جبکہ

عطف الجملہ علی الجملہ ہو۔

بَابُ مَنْ اعْتَمَرَ قَبْلَ الْحَجِّ

ترجمہ۔ باب اس شخص کے بارے میں جو حج سے پہلے عمرہ کرے۔

حدیث نمبر ۵۵۶ **أَحَدُنَا** أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ **إِنَّا** عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ خَالِدٍ سَأَلَ
بْنَ عُمَرَ عَنِ الْعُمَرَةِ قَبْلَ الْحَجِّ فَقَالَ لَا بَأْسَ قَالَ عِكْرِمَةُ قَالَ ابْنُ عُمَرَ اعْتَمَرَ
الْبَيْتُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ أَنْ يَحُجَّ .

ترجمہ۔ عکرمہ بن خالد نے حج سے پہلے عمرہ کرنے کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا کوئی حرج نہیں۔ چنانچہ ابن عمر فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کرنے سے پہلے عمرہ ادا کیا۔
حدیث نمبر ۵۵۷ **أَحَدُنَا** عُمَرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ عِكْرِمَةُ بْنُ خَالِدٍ سَأَلْتُ
ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مِثْلَهُ .

ترجمہ۔ عکرمہ بن خالد فرماتے ہیں کہ میں نے ابن عمر سے اس طرح پوچھا اور انہوں نے اس

طرح جواب دیا۔

تشریح انہ **شیخ گنگوہی** | عمرہ کو حج پر مقدم کرنے کی ممانعت وارد ہوئی ہے وہ ادب

اور ارشاد ہے لیکن افضل یہ ہے پہلے حج کرے پھر عمرہ ادا ہو۔ کیونکہ تقدیم عمرہ سے حج کے فوت ہو جانے کا خطرہ ہے۔ ایک تو بعد مسافت کی وجہ سے دوسرے کثرت مشاغل انسان کو دوسری دفعہ آنے سے روک دیتے ہیں۔ اس لئے بہتر ہے پہلے حج کر لے نیز! حج فرض ہے۔ وہ اولیٰ بالتقدیم ہے کہ جس کی طرف جلدی کرنی چاہیے۔ عمرہ تو سنت ہے۔ شاید سنت عمرہ پر عمل کرنے سے فرض فوت نہ ہو جائے۔ لیکن جواز میں کسی کو کلام نہیں عدم جواز کی کوئی دلیل نہیں۔ کیونکہ خود جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ کو حج پر مقدم کیا ہے۔ مگر آپ کے فعل سے استدلال اس وقت تام ہوگا جب کہ حج عمرہ سے پہلے فرض ہو چکا ہو۔ لیکن جن لوگوں کے نزدیک حج کی فرضیت سن تو ہجری میں ہے۔ ان کے قول پر آپ کے فعل سے احتجاج ممکن نہیں ہوگا۔ کیونکہ جب حج فرض ہی نہیں ہوا۔ تو حج اور عمرہ عدم وجوب میں برابر ہو گئے۔ پس ایک کی تقدیم دوسرے پر مضر نہیں ہوگی۔

تشریح از شیخ زکریا علامہ خطابؒ نے نقل کیا ہے۔ کہ جواز العمرۃ قبل الحج پر علماء میں کوئی اختلاف نہیں۔

بَابُ كَيْفَ اعْتَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنے عمرے ادا کئے ہیں۔

حدیث نمبر ۵۵۵۵ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ دَخَلْتُ أَنَا

وَعُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ الْمَسْجِدَ فَإِذَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ جَالِسٌ إِلَى حُجْرَةِ عَائِشَةَ
وَإِذَا نَاسٌ يُصَلُّونَ فِي الْمَسْجِدِ صَلَاةَ الضُّحَى قَالَ فَسَأَلْنَاهُ عَنْ صَلَاتِهِمْ فَقَالَ
يَدْعُهُ ثُمَّ قَالَ كَيْفَ اعْتَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَدْبَا
إِحْدَهُنَّ فِي رَجَبٍ فَكِرْهُنَا أَنْ نُدْرَةَ عَلَيْهِ قَالَ وَسَمِعْنَا اسْتِنَانًا عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا
الْمُؤْمِنِينَ فِي الْحُجْرَةِ فَقَالَ عُرْوَةُ يَا أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ أَلَا تَسْمَعِينَ مَا
يَقُولُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ قَالَتْ مَا يَقُولُ قَالَ يَقُولُ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ اعْتَمَرَ أَرْبَعَ عُمَرَاتٍ إِحْدَهُنَّ فِي رَجَبٍ قَالَتْ يَرْحَمُ اللَّهُ أَبَا
عَبْدِ الرَّحْمَنِ مَا اعْتَمَرَ عُمَرَةً إِلَّا وَهُوَ شَاهِدٌ وَمَا اعْتَمَرَ فِي رَجَبٍ قَطُّ۔

ترجمہ۔ حضرت مجاہدؒ سے مروی ہے کہ میں اور عروہ بن الزبیر مسجد میں داخل ہوئے تو کیا دیکھتے

ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ حضرت عائشہؓ کے حجرہ کے پاس بیٹھے ہیں۔ اور لوگ مسجد نبوی میں اشراق کی نماز پڑھ رہے تھے۔ تو ہم نے ان کی نماز کے بارے میں پوچھا انہوں نے فرمایا یہ بدعت ہے۔ پھر ان سے پوچھا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنے عمرے کئے ہیں۔ فرمایا چار عمرے۔

جن میں سے ایک رجب میں تھا پس ہم نے ان کی بات کو رد کرنا مناسب نہ سمجھا۔ مجاہد فرماتے ہیں کہ ہم نے حجرہ میں سے حضرت عائشہؓ کے مساوا کہنے کی آواز سنی۔ تو حضرت عروہؓ نے کہا کہ اسے میری ماں لے لو منوں کی ماں! کیا آپؓ نے ابو عبد الرحمنؓ کی بات نہیں سنی۔ فرمایا وہ کیا کہتا ہے۔ کہا وہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار عمرے کئے۔ ان میں سے ایک رجب میں تھا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ ابو عبد الرحمنؓ پر رحم فرمائے۔ واقعی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو

بھی عمرہ کیا اس میں یہ حاضر تھے۔ لیکن آپ نے کوئی عمرہ رجب میں نہیں کیا۔

حدیث نمبر ۵۵۸ **احَدٌ ثَنَا أَبُو عَاصِمٍ** عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ سَأَلْتُ
عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا اعْتَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَجَبٍ.

ترجمہ۔ حضرت عروہ بن الزبیرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہؓ سے عمرہ فی رجب کے بارے
میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رجب میں کوئی عمرہ نہیں کیا۔

حدیث نمبر ۵۵۹ **احَدٌ ثَنَا حَسَنُ بْنُ حَسَّانٍ** عَنْ قَتَادَةَ سَأَلْتُ أَنَسًا
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَيْمَ اعْتَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَرْبَعُ عُمَرَةٍ الْحُدَيْبِيَّةِ
فِي ذِي الْقَعْدَةِ حَيْثُ مَدَّهُ لِلشُّرُكُونَ وَعُمَرَةٌ مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ فِي ذِي الْقَعْدَةِ
حَيْثُ صَالَحَهُمْ وَعُمَرَةٌ الْجِعْرَانَةِ إِذْ قَسَمَ غَنِيمَةً أَرَاهُ حُنَيْنٍ قُلْتُ كَمْ حَاجَّ
قَالَ وَاحِدٌ.

ترجمہ۔ حضرت قتادہ سے مروی ہے کہ میں نے حضرت انسؓ سے پوچھا کہ جناب نبی اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنے عمرے کئے فرمایا چار عمرے کئے۔ عمرہ حدیبیہ ذی قعدہ میں جبکہ مشرکوں
نے آپؐ کو روک دیا تھا۔ اور دوسرا عمرہ قننادوسرے سال ذی قعدہ میں جب کہ مشرکین نے اس پر
آپؐ سے صلح کی تھی اور تیسرا عمرہ جعرانہ کا ہے۔ جہاں آپؐ نے حنین کا مال غنیمت تقسیم فرمایا ہے۔ میں نے
کہا چھ کتنے کئے فرمایا ایک چھ جس کے ساتھ چوتھا عمرہ تھا۔

حدیث نمبر ۵۶۰ **احَدٌ ثَنَا أَبُو الْوَلِيدٍ** عَنْ قَتَادَةَ سَأَلْتُ أَنَسًا فَقَالَ
اعْتَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيْثُ رَدُّوهُ وَمِنَ الْقَابِلِ عُمَرَةُ الْحُدَيْبِيَّةِ
وَعُمَرَةٌ فِي ذِي الْقَعْدَةِ وَعُمَرَةٌ مَعَ حَجَّتِهِ.

ترجمہ۔ حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انسؓ سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ جناب
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک عمرہ تو وہ ہو گیا جب کہ کفار نے آپؐ کو واپس لوٹایا تھا اور آنے
والے سال عمرہ حدیبیہ اور تیسرا عمرہ ذی القعدہ میں جعرانہ سے اور چوتھا عمرہ حج کے ساتھ تھا۔

حدیث نمبر ۵۶۱ **احَدٌ ثَنَا هُذَيْفَةُ بْنُ خَالِدٍ** قَالَ اعْتَمَرَ أَرْبَعٌ فِي
ذِي الْقَعْدَةِ إِلَّا الْبَتَّى اعْتَمَرَ مَعَ حَجَّتِهِ عُمَرَتَهُ مِنَ الْحُدَيْبِيَّةِ وَمِنَ الْعَامِ

الْمُقْبِلِ وَمِنَ الْجَعْرِ اِنَّهٗ حَدَّثَ قَسَمَ غَنَائِمَ حُنَيْنٍ وَعُمْرَةَ مَعَ حَبَّيْهٖ ۔
ترجمہ۔ ہام نے حدیث بیان کی کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چاروں عمرے
ذی قعدہ میں کئے ماسوا اس عمرے کے جو حج کے ساتھ تھا ایک عمرہ حدیبیہ سے تھا۔ دوسرا عمرہ
قضا جو آئندہ سال میں ہوا اور تیسرا جعرانہ سے جہاں پر آپ نے حنین کے غنائم تقیم فرمائے اور ایک
عمرہ حج کے ساتھ تھا۔

حدیث نمبر ۱۵۶۲ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُمَرَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ سَأَلْتُ
مَسْرُوقًا وَعَطَاءَ وَمُجَاهِدًا فَقَالُوا اَلْعُمَرُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي
ذِي الْقَعْدَةِ قَبْلَ اَنْ يَّحُجَّ وَقَالَ سَمِعْتُ الْبَاءَ بْنَ عَارِبٍ يَقُوْلُ اَعْتَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ذِي الْقَعْدَةِ قَبْلَ اَنْ يَّحُجَّ مَرَّتَيْنِ ۔

ترجمہ۔ حضرت ابو اسحاق فرماتے ہیں۔ کہ میں حضرت مسروق، عطاء، راہ، مجاہد سے پوچھا تو انہوں
نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کرنے سے پہلے عمرے کئے۔ فرمایا کہ میں نے
حضرت ہمارے بن عازب سے سنا۔ فرماتے تھے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کرنے سے
پہلے دو عمرے ذی قعدہ میں ادا کئے۔

تشریح از شیخ گنگوہی استسقاء عائشہ الزستان کا معنی مسواک کا دانٹنا
پر سے گزارنا۔ اس کا سماع یا تو عا کا کی آواز سے تھا یا دانٹوں کی کھسکاہٹ کی وجہ سے تھا۔
الا التی اعتمر مع حجتہ اگرچہ اس عمرہ کی ابتدا ذی قعدہ میں ہوئی تھی مگر اس کا اختتام
ذی الحجہ میں ہوا تھا۔

تشریح از شیخ زکریا فی رجب قطع یہ ان کے نسیان کی طرف اشارہ ہے
افتقت بنی الحجہ۔ کیونکہ آپ کا مدینہ سے روانہ ہونا ذی قعدہ کی آخری تاریخوں میں تھا اور
مکہ میں داخلہ چار ذی الحجہ کو تھا اس لئے شیخ گنگوہی خاتمہ کی نسبت ذی الحجہ کی طرف فرمائی۔

بَابُ عُمْرَةٍ فِي رَمَضَانَ

ترجمہ۔ رمضان میں عمرہ کرنا۔

حدیث نمبر ۵۶۳ **احَدُثْنَا مُسَدَّدٌ** اِنْ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يُخْبِرُنَا يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا مُرَاةَ مِنَ الْأَنْصَارِ سَمَّاها ابْنُ عَبَّاسٍ فَلَسِيَتْ اسْمَهَا مَا مَنَعَكَ أَنْ تُحَبِّبِينَ مَعَنَا قَالَتْ كَانَ لَنَا نَاضِحٌ فَرَكِبَهُ أَبُو فُلَانٍ وَابْنُهُ لَزَوْجَهَا وَابْنُهَا وَتَرَكَ نَاضِحًا تَنْضَحُ عَلَيْهِ قَالَ فَإِذَا كَانَ رَمَضَانَ أَعْمِرِي فِيهِ فَإِنَّ عُمَرَةَ فِي رَمَضَانَ حَبَّةٌ أَوْ نَحْوَهَا قَالَتْ -

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کی ایک عورت سے فرمایا جس کا نام ابن عباسؓ نے لیا تھا مگر میں اس کا نام بھول گیا کہ تجھے ہمارے ساتھ حج کرنے سے کس چیز نے روکا۔ کہنے لگی ہمارے پاس ایک آب کش ادنٹ تھا۔ میرا خاوند اور میرا بیٹا اس پر سوار ہوئے۔ اور ایک دوسرا آب کش چھوڑ گئے جس پر ہم آب کشی کرتے تھے فرمایا جب رمضان کا مہینہ آئے۔ تو اس میں عمرہ کر لینا۔ کیونکہ رمضان شریف میں عمرہ کرنا حج کے برابر ہے۔ یا اس قسم کے اور الفاظ فرمائے۔

تشریح از شیخ گنگوہی | امام بخاریؒ جو روایت لئے ہیں وہ اس باب میں اصح الروایات ہے۔ اور امام ابو داؤدؒ نے جو اس عورت کا قصہ بیان کیا ہے تو اس کو اسی پر محمول کیا جائے گا جو مؤلف نے بیان کیا ہے۔ یا اس میں خطا واقع ہوئی ہے۔

تشریح از شیخ زکریا | ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔ عمرہ فی رمضان حج کے قائم مقام ہے۔ مگر یہ معنی صحیح نہیں بلکہ تشبیہ ثواب و اجر میں ہے۔ اسی پر اجماع امت ہے۔ حافظ فرماتے ہیں۔ کہ آپؐ سے عمرہ اشہر حج میں ثابت ہے۔ رمضان کے عمرہ کی فضیلت حدیث باب سے معلوم ہوتی ہے۔ ظاہر ہے کہ غیر نبی کے لئے تو عمرہ رمضان افضل ہے۔ لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وہی افضل تھا جو آپؐ سے ادا ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ام معقلؓ کو حکم دیا کہ رمضان میں عمرہ کر دو۔ کیونکہ مقام اور زمان کی وجہ سے اس میں فضیلت ہے مگر خود کثرت مشاغل کی وجہ سے عمل نہ کر سکے۔ نائی اور طبرانی میں قصہ ام معقل کا ہے۔ زینبؓ جس کے خاوند کا نام ابو معقلؓ الہیثم اور بیٹا معقلؓ ہوگا۔ لیکن ام معقلؓ انصاریہ نہیں امام بخاریؒ کی روایت میں انصاریہ کا ذکر ہے اس لئے ابن جبان کے نزدیک یہ واقعہ ام سیم کا ہے جس کا خاوند ابو طلحہؓ اور ان کا بیٹا توج پر گئے۔ اور

انہیں پیچھے چھوڑ گئے۔ اور ظاہر یہ ہے کہ ان کا بیٹا انس ہو گا۔ کیونکہ ابو طلحہ کوئی بڑا بیٹا نہیں تھا جو ان کے ساتھ حج پر گیا ہو۔ اور بعض نے اس عورت کا نام ام سنان لکھا ہے۔ جیسا کہ خود مصنف نے باب حج النساء میں ان کا نام مراقہ ام سنان ذکر کیا ہے۔ لیکن راجح یہ ہے کہ وہ ام معقل ہے۔ اور بعض نے ام سنان اور ام معقل کو ایک قرار دیا ہے۔ تو اس بنا پر مولف کا کہنا صحیح ہو گا۔ یرجع الی ما رواہ المؤلف اور نسبت الخطأ واضطراب روایات کی وجہ سے ہے اور میرے نزدیک یہ متعدد واقعات ہیں۔

بَابُ الْعُمْرَةِ لَيْلَةَ الْحَصْبَةِ وَغَيْرَهَا

ترجمہ۔ حصبہ وغیرہ کی رات میں عمرہ کرنا۔

حدیث نمبر ۱۵۶۴ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُوَافِقِينَ لِهَيْلٍ ذِي الْحِجَّةِ فَقَالَ لَنَا مَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يَهْلَ بِالْحَجِّ فَلْيَهْلْ وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَهْلَ بِعُمْرَةٍ فَلْيَهْلْ بِعُمْرَةٍ فَلَوْ لَا أَتَى أَهْدَيْتُ لَا هَلَلْتُ بِعُمْرَةٍ قَالَتْ فَبِمَا مِنْ أَهْلٍ بِعُمْرَةٍ وَمِمَّا مِنْ أَهْلٍ بِحَجٍّ وَكُنْتُ مِنْ أَهْلٍ بِعُمْرَةٍ فَأَظْلَمَنِي يَوْمَ عَرَفَةَ وَأَنَا حَائِضٌ فَسَكُوتُ إِلَى الْبَيْتِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَرَفَضِي عُمُرَتَاكَ وَأَتَقْضِي رَأْسَكَ وَأَمْتَشِطِي وَأَهْلِي بِالْحَجِّ فَلَمَّا كَانَ لَيْلَةُ الْحَصْبَةِ أَرْسَلَ مَعِيَ عَبْدَ الرَّحْمَنِ إِلَى التَّنْعِيمِ فَأَهْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ مَكَانَ عُمُرَتِي۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ہم لوگ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ روانہ ہوئے کہ ہم ذی القعدہ کو پورا کرنے والے اور ذی الحجہ کا استقبال کرنے والے تھے۔ تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں فرمایا۔ کہ جو شخص تم میں سے چاہے حج کا احرام باندھے اور جو عمرہ کا احرام باندھنا چاہے وہ عمرہ کا احرام باندھ لے۔ اگر میں نے ہمدی نہ چلائی ہوتی۔ تو میں بھی عمرہ کا احرام باندھتا حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ پس کچھ لوگ تو ہم میں سے وہ تھے جنہوں نے عمرہ کا احرام باندھا اور کچھ نے حج کا احرام باندھا۔ میں ان لوگوں میں تھی جنہوں نے عمرہ کا احرام باندھا تھا۔ یوم عرفہ مجھ پر ایسے حال میں آیا کہ میں حائضہ تھی۔ جس کی شکایت میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کی۔ جس پر آپؐ نے فرمایا کہ تم عمرہ چھوڑ دو۔ اور

سر کو کھول دو۔ کنگھا کر دو۔ اور حج کا احرام باندھ لو۔ لیکن جب لیلة المحبۃ ہوتی۔ تو آپ نے میرے ساتھ میرے بھائی عبد الرحمن کو تنعیم کی طرف بھیجا جہاں میں نے اپنے اس عمرہ کی بجائے عمرہ کا احرام باندھا۔

تشریح از شیخ گنگوہی | امام بخاری نے یہ باب اس لئے باندھا ہے۔ کہ پانچ دن ہیں۔

جن میں عمرہ نہیں کیا جاسکتا۔ یوم عرفہ۔ یوم النحر اور تین دن ایام تشریق کے۔ ان کے ماسوا عمرہ کرنے میں کوئی قباحت نہیں ہے۔ پھر ایام حج میں کھلی راتوں کا اعتبار ہے۔ پہلی راتوں کا اعتبار نہیں ہے۔ کیونکہ لیلة العرفہ وہ رات ہے جو یوم عرفہ کے بعد آتی ہے نہ کہ وہ رات جو اس سے پہلے گزر چکی ہے۔ اس طرح لیلة النحر بھی وہ ہوگی جو یوم النحر گزر جانے کے بعد آئے گی نہ کہ گزر جانے والی رات مراد ہوگی تو یہاں وہم ہوتا تھا کہ شاید ایام تشریق کے تین دن گزر جانے کے بعد جو رات آئے گی وہ بھی ممانعت میں داخل ہوگی۔ کیونکہ حسب قاعدہ یہ تیرھویں کی رات ہے۔ اگرچہ حقیقت میں یہ چودھویں کی رات ہے۔ تو مصنف نے لیلة المحبۃ کی تصریح کر کے اس وہم کو دفع کر دیا۔ حاصل یہ ہے کہ قاعدہ متعارفہ کی مخالفت افعال حج کی وجہ سے ہتی۔ جب وہ ختم ہو گئے اور پورے ادا کئے گئے تو اب اس قاعدہ متعارفہ کا اعتبار ہوگا۔ اس رات عمرہ کرنے کی اجازت ہے۔ جسے حضرت عائشہ کا عمل اس پر دلالت کرتا ہے۔

تشریح از شیخ زکریا | حافظ فرماتے ہیں کہ لیلة المحبۃ سے مراد وادی معصب میں رات بسر

کرنے والی رات مراد ہے۔ چنانچہ ابن بطال فرماتے ہیں کہ اس باب کا مسئلہ فقہی یہ ہے کہ حاجی ایام تشریق تک افعال حج مکمل کرنے کے بعد عمرہ کر سکتا ہے۔ احناف کے نزدیک سارا سال عمرہ کرنا جائز ہے سوائے ان پانچ ایام حج کے جن میں عمرہ کرنا مکروہ ہے۔ امام شافعی اور امام احمد فرماتے ہیں کہ کسی وقت بھی عمرہ کرنا مکروہ نہیں ہے۔ اور امام مالک کے نزدیک اشھر الحج میں عمرہ کرنا مکروہ ہے۔ درمختار میں ہے۔ لیالی ایام کے تابع ہیں الا یوم عرفہ۔ یوم النحر و ایام تشریق وفقاً للتاس۔ ویسے ہر رات آنے والے دن کے تابع ہے۔ چنانچہ تراویح رمضان کی پہلی رات پڑھی جاتی ہے۔ شوال کی رات میں نہیں پڑھی جاتی۔ اس پر سلف خلف سب کا اجماع ہے۔

بَابُ عُمْرَةِ التَّنْعِيمِ

ترجمہ۔ تنعیم سے عمرہ کرنا۔

حدیث نمبر ۱۵۶۵ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ ۖ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ أَبِي بَكْرٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَهُ أَنْ يَرُدَّ عَائِشَةَ وَيُعْرِهَا مِنَ التَّنْعِيمِ قَالَ سَفِينٌ مَرَّةً سَمِعْتُ عُمَرَاؤَكُمْ سَمِعْتُهُ مِنْ عُمَرَاؤِ.

ترجمہ۔ حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہا فرماتے ہیں کہ انہیں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا۔ کہ حضرت عائشہؓ کو رد لیں اور انہیں تنعیم سے محروم کر دو۔ سفیان کہہ رہے ہیں۔ میں نے عمرو سے سنا اور بہت دفعہ یہ کہا کہ میں نے اس کو عمرو سے سنا۔

حدیث نمبر ۱۵۶۶ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى ۖ حَدَّثَنِي جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهَلَ وَأَصْحَابُهُ بِالْحَجِّ وَلَيْسَ مَعَ أَحَدٍ مِنْهُمْ هَدْيٌ غَيْرُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَطَلْحَةَ وَكَانَ عَلَى قَدَمٍ مِنَ الْيَمَنِ وَمَعَهُ الْهَدْيُ فَقَالَ أَهَلْتُ بِمَا أَهَلَّ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَذِنَ لِأَصْحَابِهِ أَنْ يَجْعَلُوا هَامِرَةً يَطُوفُوا بِالْبَيْتِ ثُمَّ يَقْصِرُوا وَيَحْلُوا إِلَّا مَنْ مَعَهُ الْهَدْيُ فَقَالُوا نَنْطَلِقُ إِلَى مَنَى وَذَكَرُ أَحَدِنَا يَقْطُرُ قَبْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَوْ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي مَا اسْتَدْبَرْتُ مَا أَهْدَيْتُ وَلَوْلَا أَنَا مَعِيَ الْهَدْيُ لَا حَلَلْتُ وَأَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا حَاضَتْ فَلَسَكْتَ الْمَنَاسِكَ كُلَّهَا غَيْرَ أَنَّهُ لَمْ تَطْفُ بِالْبَيْتِ قَالَ فَلَمَّا طَهَّرْتَ وَطَافْتَ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنْتَ تَطْلِقُونَ بَعْرَةَ وَحَجَّةً وَانْطَلِقُ بِالْحَجِّ فَأَمَرَ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ أَبِي بَكْرٍ أَنْ يَخْرُجَ مَعَهَا إِلَى التَّنْعِيمِ فَأَعْتَمَرَتْ بَعْدَ الْحَجِّ فِي ذِي الْحِجَّةِ وَأَنَّ سَرَاقَةَ ابْنِ مَالِكٍ بَنِي جَعْشٍ لَقِيَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ بِالْعَقْبَةِ وَهُوَ يَرْمِيهَا فَقَالَ أَلَكُمْ هَذِهِ خَاصَّةٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ لَا بَلْ لِلْأَبَدِ.

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبد اللہ نے حدیث بیان کی۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب نے حج کا احرام باندھا۔ حال یہ ہے کہ ان میں سے کسی نے سوائے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت طلحہؓ کے کسی کے پاس ہدی نہیں تھی۔ اور حضرت علیؓ سے یمن سے تشریف لائے تھے۔ ان کے ساتھ ہدی تھی۔ تو انہوں نے کہا تھا کہ میں نے اسی شرط کے ساتھ احرام باندھا جس سے

جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام باندھا ہے اور یہ کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو حکم دیا کہ اس حج کو عمرہ بنا لو۔ طواف کریں اور قصر یعنی بالی کٹوا کر حلال ہو جائیں مگر جس کے ساتھ ہدی ہے وہ حلال نہ ہو۔ صحابہ کرام نے کہا ہم تو منیٰ کی طرف جا رہے تھے کہ ہم سے ہر ایک کا آلہ تناسل قطرے بہا رہا تھا۔ اس کی خبر جب جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی۔ تو آپ نے فرمایا۔ اگر مجھے اپنے معاملہ کا پہلے علم ہو جاتا جو بعد میں ہوا ہے۔ تو میں ہدی نہ چلاتا۔ اور اگر میرے ساتھ ہدی نہ ہوتی تو میں حلال ہو جاتا۔ اور یہ کہ حضرت عائشہؓ حائضہ ہو گئیں۔ پس انہوں نے حج کے تمام افعال ادا کئے۔ سوائے اس کے کہ طواف نہ کیا۔ فرماتے ہیں کہ جب وہ حیض سے پاک ہو گئیں اور طواف سے فارغ ہو گئیں تو فرمانے لگیں یا رسول اللہ! آپ لوگ توجہ اور عمرہ ساتھ لے کر چلو گے۔ اور میں صرف حج کے ساتھ چلوں گی۔ تو حضرت عبدالرحمن بن ابی بکرؓ کو حکم دیا کہ ان کے ہمراہ تنعیم روانہ ہو جائیں۔ تو میں نے حج کے بعد ذی الحجہ کے مہینہ میں عمرہ ادا کیا۔ اور یہ کہ سراقہ بن مالک بن جعتم عقبہ کے پاس جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقی ہوئے جب کہ آپ حجہ عقبہ پر رمی کر رہے تھے کہنے لگا۔ یا رسول اللہ! کیا یہ عمل آپ لوگوں کے ساتھ خاص ہے۔ آپ نے فرمایا نہیں بلکہ ہمیشہ ہمیشہ ہر کوئی کر سکتا ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہی | الکم خاصہ ہذہ الخ یعنی یہ عمرہ اشھر الحج میں آپ کے ساتھ

خاص ہے۔ آپ نے فرمایا نہیں۔ البتہ فسح الحج الی العمرة یہ ان کے لئے خاص تھا۔

تشریح از شیخ زکریا | الکم ہذہ - علامہ عینیؒ فرماتے ہیں۔ ہذہ کا اشارہ ہذہ افعلاً

یعنی جعل الحج عمرۃ یا اشھر الحج میں عمرہ کرنا ہے۔ علامہ نوویؒ فرماتے ہیں۔ کہ اس کے معنی میں علماء کا

اختلاف ہے۔ جہور کے نزدیک اس کے معنی کہ عمرہ کا اشھر حج میں کرنا ہے۔ اور دوسرے معنی جواز

قرآن کے ہیں۔ تو تقدیر کلام ہوگی دخلت افعال العمرة فی افعال الحج المکرم یوم القیامہ

پنچم ائمہ ثلاثہ امام مالکؒ امام شافعیؒ اور امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ یہ فسح اس سال ان

لوگوں کے ساتھ خاص تھا۔

بَابُ الْإِعْتِمَارِ بَعْدَ الْحَجِّ بِغَيْرِ هَدْيٍ

ترجمہ - بغیر ہدی کے بعد حج کے عمرہ کرنا۔

حدیث نمبر ۱۵۶۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى أَنَّهُ أَخْبَرْتَنِي عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُوَافِقِينَ لِهَيْلِ ذِي الْحِجَّةِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُهْلِكَ بِعُمْرَةٍ فَلْيُهْلِكْ وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُهْلِكَ بِحِجَّةٍ فَلْيُهْلِكْ وَلَوْ لَا أَنِّي أَهْدَيْتُ لَأَهْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ فَمِنْهُمْ مَنْ أَهْلَكَ بِعُمْرَةٍ وَمِنْهُمْ مَنْ أَهْلَكَ بِحِجَّةٍ وَكُنْتُ مِمَّنْ أَهْلَكَ بِعُمْرَةٍ فَحِضْتُ قَبْلَ أَنْ أَدْخُلَ مَكَّةَ فَأَدْرَكَنِي يَوْمَ عَرَفَةَ وَأَنَا حَائِضٌ فَشَكَوْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ دَعِي عُمُرَتَكَ وَانْقَضِي رَأْسُكَ وَامْتَشِطِي وَأَهْلِي بِالْحَجِّ فَفَعَلْتُ فَلَمَّا كَانَتْ لَيْلَةُ الْحَصْبَةِ أَرْسَلَ مَعِيَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ إِلَى التَّنْعِيمِ فَأَرَدَ فَمَّا فَاهَلْتُ بِعُمْرَةٍ مَكَانَ عُمُرَتِهَا فَقَضَى اللَّهُ حَجَّهَا وَعُمُرَتَهَا وَلَمْ يَكُنْ فِي شَيْءٍ مِّنْ ذَلِكَ هَدْيٌ وَلَا صَدَقَةٌ وَلَا صَوْمٌ۔

ترجمہ - حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ روانہ ہوئے۔

جب کہ ہم ذمی قعدہ کو مکمل کرنے والے اور ہلال ذی الحجہ کو شروع کرنے والے تھے۔ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص چاہے عمرہ کا احرام باندھے جو حج کا احرام باندھنا پسند کرے وہ اس کا احرام باندھے۔ میں نے اگر ہدی روانہ نہ کی ہوتی تو میں بھی عمرہ کا احرام باندھتا۔ پس بعض لوگوں نے تو عمرہ کا احرام باندھا اور بعض نے حج کا احرام باندھا میں ان لوگوں میں تھی جنہوں نے عمرہ کا احرام باندھا تھا۔ پس میں مکہ معظمہ میں داخل ہونے سے پہلے حائفہ ہو گئی۔ اور مجھے یوم عرفہ نے اس حال میں آیا کہ میں حائفہ تھی۔ جس کا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا شکوہ کیا۔ تو آپؐ نے فرمایا عمرہ چھوڑ دو۔ اپنے سر کے بال کھول دو۔ اور کنگھا کر دو۔ اور حج کا احرام باندھ لو۔ چنانچہ میں نے ایسا کیا۔ جب وادی محصب دلی رات ہوئی تو آپؐ نے حضرت عبدالرحمنؓ کو تنعیم کی طرف میرے ساتھ بھیجا۔ جنہوں نے مجھے اپنے پیچھے اونٹنی پر بٹھالیا۔ اور میں نے اس فوج شہ عمرہ کی بجائے عمرہ کا

احرام باندھا۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان کا حج اور عمرہ پورا کر دیا۔ اور اس قصص میں کوئی چیز واجب نہ ہوئی نہ کوئی قربانی نہ کوئی صدقہ اور نہ ہی کوئی روزہ رکھنا پڑا۔

تشریح از شیخ گنگوہی | الاعتقاد بعد الحج اس باب سے امام بخاریؒ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اگر حج اور عمرہ دونوں ایک سفر میں جمع ہو جائیں جس میں عمرہ حج سے متاخر ہو تو اس سے وہ شخص متمتع نہیں ہو جائے گا جیسا کہ حضرت عائشہؓ کے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے اوپر نہ ہدی لازم آئی اور نہ ہی روزہ رکھنا پڑا۔ کیونکہ یہ نہ حج متمتع تھا نہ ہی قرآن تھا جن میں دم شکر ادا کرنا واجب ہوتا ہے۔ اور ان دونوں میں جنایت بھی نہیں تھی۔ جس سے دم جبر دینا پڑتا۔ باقی پہلے عمرہ کو چھوڑ دینا جس کو وہ لے کر آئی تھی۔ آیا اس چھوڑنے کی وجہ سے دم ان پر لازم ہوا یا نہیں۔ روایت میں اس کے متعلق نفیاً اور اثباتاً کوئی بحث نہیں ہے۔

تشریح از شیخ زکریا | الاعتقاد انہ امام بخاریؒ ان حضرات کے اقوال کی طرف اشارہ کرتے ہیں جو اشہر الحج شوال ذی قعدہ اور ذی الحجہ کامل کو کہتے ہیں۔ جیسا کہ امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کا مسکبے اور جو لوگ اسے مطلق رکھتے ہیں۔ کہ متمتع نام ہے احرام عمرہ فی اشہر الحج تو وہ من متمتع بالعمرة الحج عمرہ فی اشہر الحج قبل الحج مراد لیتے ہیں۔ یعنی جو شخص اشہر الحج میں بعد الحج عمرہ کرے اس پر ہدی لازم ہے۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ کا عمرہ بعد انقضاء الحج تھا۔ حدیث باب کی رو سے معلوم ہوتا ہے کہ اس پر کوئی ہدی نہیں ہے۔ تو شیخ گنگوہیؒ نے جو جواب دیا ہے کہ حدیث نفیاً و اثباتاً وجوب ہدی سے خاموش ہے۔ کیونکہ لم یکن فی ذلک ہدی یہ حضرت عائشہؓ کا کلام نہیں ہے بلکہ بدرجہ راوی ہشام ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ رخص عمرہ کی وجہ سے جو دم مجھ پر واجب ہوا تھا اس کی ادائیگی کا میں نے کوئی تکلف نہیں کیا۔ کیونکہ ہماری طرف جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گائے ذبح کر چکے تھے۔ تو ہشام اپنے عم کے مطابق نفی کر رہے ہیں اس سے نفس الامر کی نفی نہیں ہو جاتی۔ ورنہ امام بخاریؒ کا باب باندھنا بے فائدہ ہو جائے گا اس لئے شیخ گنگوہیؒ نے جو توجیہ بیان فرمائی ہے وہ کلمات غلطی

بَابُ أَجْرِ الْعُمْرَةِ عَلَى قَدْرِ النَّصَبِ

ترجمہ۔ عمرہ کا ثواب تھکاوٹ اور نصب کے مطابق ہوگا۔

حدیث نمبر ۱۵۶۸ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ تَعَالَتْ عَالِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا
يَا رَسُولَ اللَّهِ يَصُدُّ النَّاسُ بِنُسُكَيْنِ وَأَصْدُرُ بِنُسُكٍ فَقِيلَ لَهَا أَنْتَ ظَرِي
فَإِذَا طَهَرْتِ فَأَخْذُجِي إِلَى التَّنْعِيمِ فَأَهْلِي ثُمَّ اسْتَيْنَا بِمَكَانٍ كَذَا وَلِكُنَّهَا
عَلَى قَدَرِ نَفَقَتِكَ أَوْ نَصَبِكَ .

ترجمہ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا یا رسول اللہ! لوگ تو دو عبادتیں (حج اور عمرہ) کمرہ کے واپس لوٹیں اور میں ایک عبادت کے ساتھ واپس ہوں۔ آپ سے کہا گیا تم انتظار کرو یہ ہے جب پاک ہو جاؤ تو تنعیم میقات کی طرف جا کر احرام باندھو پھر عمرہ سے فارغ ہو کر فلاں مقام پر ہمارے پاس آ جاؤ۔ لیکن عمرہ کا ثواب تمہارے خرچے اور مشقت کے مطابق ہوگا۔

تشریح از قاسمی | اد تنویع کے لئے ہے یا شک کے لئے۔ مطلب یہ ہے کہ طاعات میں مال خرچ کرنا فضیلت کا باعث ہے۔ اور نفس کی خواہشات کا قلع قمع کر کے مشقت حاصل کرتا ہے لیکن یہ اکثری قاعدہ ہے۔ کبھی بعض عوارض کی وجہ سے اخف عبادت زیادہ ثواب کا موجب ہوتی ہے۔ جیسے لیلۃ القدر کی عبادت ہزار ماہ کی عبادت سے افضل ہے۔ مگر وہ زمان کی فضیلت کی وجہ سے ہے۔ اس طرح مسجد حرام کی عبادت لاکھوں کا ثواب رکھتی ہے وہ مکان کی برکت سے ہے۔ نیز النفقہ اور مشقت بھی وہ معتبر ہے جس کی شریعت مذمت نہ کرے۔ ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جو عمرہ قریب ترین میقات سے ہوگا۔ وہ اجر میں کمی کا سبب ہوگا۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جعرانہ سے عمرہ کیا جو ابعد المواقیت ہے۔ چنانچہ امام شافعیؒ کا بھی یہی مسلک ہے۔ لیکن علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ جعرانہ عمرہ کرنا اتفاقی امر تھا۔ جب کہ آپؐ طائف سے واپس ہو رہے تھے اور حضرت عائشہؓ کو اقرب مواضع تنعیم سے حکم دیا۔ وہ اقرب بھی تھا اور اسهل بھی۔

بَابُ الْمُعْتَمِرِ إِذَا طَافَ طَوَافَ الْعُمْرَةِ ثُمَّ خَرَجَ هَلْ يُجْزِئُهُ مِنْ طَوَافِ الْوُدَاعِ

ترجمہ۔ عمرہ کرنے والا جب عمرہ کا طواف کرے پھر چلا جلتے تو کیا یہ طواف اسے طواف وداع سے کفایت کرے گا۔

حدیث نمبر ۵۶۹ | حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ الْأَعْمَشُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَهْلِكَيْنِ بِالْحَجِّ فِي أَشْهُرِ الْحَجِّ وَحَدُمُ الْحَجِّ فَتَزَلْنَا سِدْرَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَصْحَابِهِ مَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ هَدًى فَأَحَبَّ أَنْ يَجْعَلَها عُمْدَةً فَلْيَفْعَلْ وَمَنْ كَانَ مَعَهُ هَدًى فَلَا وَكَانَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرِجَالٍ مِنْ أَصْحَابِهِ ذَوِي قُوَّةٍ الْهَدًى فَلَمْ تَكُنْ لَهُمْ عُمْدَةً فَدَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا أَبْكِي فَقَالَ مَا يُبْكِيكَ قُلْتُ سَمِعْتُكَ تَقُولُ لِأَصْحَابِكَ مَا قُلْتُ فَمَنْعَتِ الْعُمْدَةَ قَالَ وَمَا شَأْنُكَ قُلْتُ لَا أَصْلِي قَالَ فَلَا يَضُرُّكَ أَنْتِ مِنْ بَنَاتِ آدَمَ كُتِبَ عَلَيْكَ مَا كُتِبَ عَلَيْهِنَ فَكُونِي فِي حَاجَتِكَ عَسَى اللَّهُ أَنْ يَرْدُ قَبْلَهُمَا قَالَتْ فَكُنْتُ حَتَّى تَفَرُّنَا مِنْ مَتًى فَتَزَلْنَا الْمُحْصَبَ فَدَعَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ فَقَالَ اخْدُجْ بِأُخْتِكَ الْحَدَمَ فَلْتَهْلِكْ بِعُمْدَةٍ ثُمَّ افْرُغَا مِنْ طَوَافِكُمَا انْتِظِرْكُمَا هُنَا فَاتَيْنَا فِي جَوْفِ اللَّيْلِ فَقَالَ فَرَعْتُمَا قُلْتُ نَعَمْ فَنَادَى بِالرَّحِيلِ فِي أَصْحَابِهِ فَأَنْتَحَلَ النَّاسُ وَمَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ قَبْلَ صَلَوةِ الْبُيُوتِ ثُمَّ خَرَجَ مُوجِّهًا إِلَى الْمَدِينَةِ.

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ہم لوگ حج اور حج کی حرمتوں کے مہینوں میں حج کا احرام باندھے ہوئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ روانہ ہوئے۔ جب سرف کے مقام پر پہنچاؤ کیا تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا جس کے ساتھ ہدی کا جانور نہ ہو۔ اگر اسے عمرہ بنالینا پسند کرے تو کمرے اور جس کے ساتھ ہدی ہے وہ نہ کرے۔ اور جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب میں سے جو مرد قوت اور دولت والے تھے اس کے ساتھ ہدی بھی تو ان کے لئے عمرہ نہ ہوا۔ پس آپ میرے پاس تشریف لائے تو میں رو رہی تھی پوچھا کیوں رو رہی ہو۔ میں نے عرض کی آپ اپنے اصحاب سے جو کچھ فرما رہے تھے وہ میں نے سن لیا۔ لیکن میں عمرہ سے روک دی گئی۔ پوچھا تمہیں کیا ہو گیا۔ میں نے کہا کہ میں نماز کی اہل نہیں رہی۔ فرمایا تجھے کوئی نقصان نہیں آفر تو بھی تو آدم کی بیٹیوں میں سے ہے۔ تیرے مقدریں بھی وہی چیز لکھی گئی جو ان کے مقدریں لکھی گئی۔ پس اپنے حج میں وہ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھے عمرہ کی توفیق نصیب کرے۔ وہ فرماتی ہیں۔

کہ بس میں اسی طرح رہی یہاں تک کہ جب ہم منی سے چل پڑے اور دادی محصب میں پڑاؤ کیا۔ تو آپؐ نے حضرت عبدالرحمنؓ کو بلوایا اور انہیں حکم دیا۔ کہ اپنی بہن کو حرم کی طرف لے جاؤ اور انہیں عمرہ کا اہرام بندھاؤ۔ پھر جب اپنے طواف سے فارغ ہو جاؤ۔ تو واپس آؤ۔ ہم تمہارا اس جگہ انتظار کریں گے۔ پس ہم آدھی رات کے وقت واپس آئے تو آپؐ نے پوچھا کہ کیا تم فارغ ہو گئے۔ میں نے کہا ہاں! تو آپؐ نے اپنے اصحاب میں کوچ کا اعلان کیا۔ تو لوگوں نے کوچ کیا اور ان لوگوں نے بھی کوچ کیا جنہوں نے صبح کی نماز سے پہلے طواف بیت اللہ کیا تھا۔ پھر آپؐ مدینہ کی طرف رخ کر کے روانہ ہو گئے۔

تشریح از قاسمی | سرف مکہ کے قریب ایک مقام ہے۔ دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ دخول مکہ کے بعد ہوا۔ تو تعدد واقعہ پر محمول کیا جائے گا۔ لا اصلی حیض سے کنایہ ہے جو الطف کنایات میں سے ہے۔

فہمں بعمرۃ الخ اس سے ترجمہ ثابت ہوا کہ طوافِ عمرہ طوافِ دواع سے کفایت کرتا ہے۔

بَابُ يَفْعَلُ فِي الْعُمَرَةِ مَا يَفْعَلُ فِي الْحَجِّ

ترجمہ۔ عمرے میں بھی وہی کچھ کرے جو حج میں کرتا ہے۔

حديث نمبر ۵۱ **احد ثنا ابو نعیم** **عن** **ابن ابيہ** **ان رجلاً** **اتى النبي صلى الله عليه وسلم** **وهو بالجعرانة** **وعليه جبته** **وعليه اثر الخلق** **او قال صفرة** **فقال كيف تأمرني ان اصنع في عمري** **فانزل الله على النبي صلى الله عليه وسلم** **فسير ثوب ووددت اني قد رايت النبي صلى الله عليه وسلم** **وقد انزل عليه الوحي** **فقال عمر تعال ايسرك ان تنظر الى النبي صلى الله عليه وسلم** **وقد انزل الله الوحي قلت نعم** **فرفع طرف الثوب فنظرت اليه** **له غطيط واحسبه قال كغطيط البكر فلما سرى عنه قال اين السائل عن العمرة اخلع عنك الجبة واغسل اثر الخلق عنك وانق الصفرة واصنع في عمرك كما تصنع في حجبتك**

ترجمہ حضرت صفوان اپنے باپ یعلیٰ بن امیہ سے روایت کرتے ہیں کہ جبرائیل کے مقام میں آپ کے

پاس ایک آدمی آیا جس کے بدن پر جُبَّہ تھلا جس پر خلوق خوشبو کا نشان تھا یا کہا کہ اس کی زندگی تھی کہنے لگا حضرت! آپ مجھے عمرہ ادا کرنے میں کیا حکم دیتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی پر وحی نازل فرمائی اس طرح کہ آپ کپڑے سے چھپا دے گئے۔ میں نے حضرت عمرؓ سے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کی نزول کی کیفیت کو دیکھوں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ کہ کیا اگر تجھے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر نزول وحی کی کیفیت کو دیکھنا پسند ہے۔ میں نے کہا ہاں! چنانچہ انہوں نے کپڑے کا کنارہ اٹھایا۔ تو میں نے آپ کو اس حالت میں دیکھا کہ آپ سے خزلے کی آواز آرہی تھی یا جس طرح نوجوان ادنیٰ کے بلبلائے کی آواز ہوتی ہے۔ پس آپ سے یہ کیفیت زائل ہوئی۔ تو آپ نے فرمایا عمرہ کے متعلق سوال کرنے والا آدمی کہاں ہے۔ تم اپنے سے جُبَّہ اتار دو۔ خوشبو کا نشان اپنے سے دھو ڈالو۔ اور زردی کو پاک کر دو یا دور کر دو۔ اور اپنے عمرہ میں ویسے کرو جیسے حج میں کرتے ہو۔

تشریح از قاسمی | یعنی محرمات حج سے اجتناب کرو اور افعال حج ادا کرو۔ علاوہ وقوف کے اور رمی کے جو اس میں نہیں ہیں۔ کیونکہ عمرہ کے ارکان صرف چار ہیں۔ احرام۔ طواف۔ سعی۔ حلق یا تقصیر اس جواب سے معلوم ہوا کہ سائل حج کے احکام سے قبل ازیں واقف تھا۔ ابن عربیؒ فرماتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں لوگ حج کے لئے خلوق استعمال کرتے تھے۔ البتہ حج میں خوشبو سے اجتناب کرتے تھے۔ لیکن یہ سہولتیں عمرہ میں ان کو حاصل تھیں جن سے آپ نے روک دیا۔

حدیث نمبر ۱۵۱۰ **أَحَدُ ثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا عَنْ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ**
قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا يَوْمَئِذٍ حَدِيثُ
الْبَيْتِ أَرَأَيْتَ قَوْلَ اللَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ فَمَنْ حَجَّ
الْبَيْتَ أَوْ عَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطُوفَ بِهِمَا فَلَا أُرَى عَلَى أَحَدٍ شَيْئًا أَنْ لَا
يَطُوفَ بِهِمَا فَقَالَتْ عَائِشَةُ كَلَّا لَوْ كَانَتْ كَمَا تَقُولُ كَانَتْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ
أَنْ لَا يَطُوفَ بِهِمَا إِنَّمَا أَنْزِلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ فِي الْأَنْصَارِ كَانُوا يَهْلُكُونَ لِمَنَاءَ وَ
كَانَتْ مَنَاءُ حَذَقْدِيدٍ وَكَانُوا يَتَحَرَّجُونَ أَنْ يَطُوفُوا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ
فَلَمَّا جَاءَ الْإِسْلَامُ سَأَلُوا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذَلِكَ فَأَنْزَلَ
اللَّهُ تَعَالَى إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوْ عَمَرَ فَلَا جُنَاحَ

عَلَيْهِ أَنْ يَطُوفَ بِهِمَا زَادُسْفَيْنُ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ هِشَامٍ مَا آتَمَ اللَّهُ حَجَّ امْرِئٍ وَلَا عُمُرَتَهُ لَمْ يَطْفُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ -

ترجمہ۔ حضرت عروہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہؓ زوجہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا۔ جب کہ میں ابھی نو عمر فوجوان تھا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کے اس قول کا مطلب سمجھائیے۔ ان الصفا والمروة الخ میں تو یہی سمجھتا ہوں کہ جو صفا و مروہ کا طواف نہ کرے اس پر کوئی گناہ نہیں ہے۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا اگر ایسا ہوتا جیسے تم کہتے ہو تو پھر تو یوں ہونا چاہیے تھا۔ فلا جناح علیہ ان لا یطوف بہما۔ واقعہ یہ ہے کہ یہ آیت ان انصار کے بارے میں نازل ہوئی۔ جو مناة بت کے پاس سے احرام باندھتے تھے۔ اور مناة قدیدہ مقام کے سامنے تھا۔ جو مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک جگہ کا نام ہے۔ اور اب وہ صفا اور مروہ کے درمیان طواف کرنے کو گناہ سمجھتے تھے۔ تو جب اسلام آیا تو انہوں نے اس کے متعلق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔ سفیان اور ابو معاویہ نے ہشام سے یہ الفاظ زائد نقل کئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کسی شخص کا حج اور عمرہ پورا قرار نہیں دیتے جس نے صفا اور مروہ کے درمیان سہی نہ کی ہو۔

بَابُ مَتَى يَحِلُّ الْمَعْمَرُ

وَقَالَ عَطَاءٌ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْحَابَهُ أَنْ يَجْعَلُوا عُمْرَةً وَيَطُوفُوا أَثَمَ يَقْصِرُوا وَيَحِلُّوا -

ترجمہ۔ عمرہ کرنے والا کب حلال ہوگا۔ حضرت عطاءؓ جابرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو حکم دیا کہ اسے عمرہ بنالیں اور طواف کریں۔ پس بال کٹوا کہ حلال ہو جائیں۔

حدیث نمبر ۱۵۱۵ حَدَّثَنَا اسْحَقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ الْإِمَامُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَوْفَى قَالَ اعْتَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاعْتَمَرْنَا مَعَهُ فَلَمَّا دَخَلَ مَكَّةَ طَافَ وَطَفْنَا مَعَهُ وَآتَى الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ وَآتَيْنَاهَا مَعَهُ وَكُنَّا نُسِّرُهُ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ

أَن تَرْمِيَهُ أَحَدٌ فَقَالَ لَهُ صَاحِبُ تِيٍّ أَكَّانَ دَخَلَ الْكَعْبَةَ قَالَ لَا قَالَ حَدَّثَنَا
مَا قَالَ لِحَدِيثٍ قَالَ بَشَرُهُ أَخَذَ يَجْعَلُ يَبِيتُ مِنَ الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ لَا
صَخَبَ فِيهِ وَلَا نَصَبَ -

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن ادنیٰ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ کا
احرام باندھا۔ ہم نے بھی آپ کے ساتھ عمرہ کا احرام باندھا۔ جب آپ مکہ میں داخل ہوئے۔ تو آپ نے
بھی طواف کیا ہم نے بھی آپ کے ساتھ طواف کیا۔ جناب صفاد مردہ کے پاس تشریف لائے تو ہم بھی
آپ کے ساتھ حاضر ہوئے۔ اور ہم اہل مکہ سے آپ کی حفاظت کرتے تھے۔ کہ کہیں کوئی مشرک آپ کو
تیر نہ مار دے۔ تو ہمارے ایک ساتھی نے ان سے پوچھا کہ کیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ میں
داخل ہوئے تھے انہوں نے کہا نہیں کہا۔ اچھا حضرت خدیجہؓ کے متعلق آپ نے جو کچھ فرمایا وہ تو بیان کر دے۔ آپ نے
فرمایا کہ حضرت خدیجہؓ کو جنت میں ایک پھوٹا محل موتیوں والے کی خوشخبری سنا جس میں نہ شور و غل ہو
گا اور نہ ہی مشقت ہوگی۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ | تفسیرہ ای کے حفظہ من اہل مکہ - اور یہ عمرہ القضاء

کا واقعہ ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ | حضرت عبداللہ بن ادنیٰ ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے تحت الشجرہ

آپ سے بیعت کی تھی۔ اور جو دوسرے سال تک زندہ رہا۔ وہ اس سال حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کے ہمراہ عمرہ القضاء میں حاضر تھا۔

حدیث نمبر ۱۵۴۳ | حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ قَالَ سَأَلْنَا بَنَ
عُمَرَ عَنْ رَجُلٍ طَافَ بِالْبَيْتِ فِي عُمْرَةٍ وَلَمْ يَطْفُ بِبَيْنِ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ يَأْتِي
أَمْرَاتَهُ فَقَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ سَبْعًا وَصَلَّى
خَلْفَ الْمَقَامِ رَكْعَتَيْنِ وَطَافَ بِبَيْنِ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ سَبْعًا وَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ
أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ قَالَ وَسَأَلْنَا جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ فَقَالَ لَا يَقْرُبَنَّهَا حَتَّى يَطُوفُ
بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ -

ترجمہ۔ حضرت عمرو بن دینار فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت ابن عمرؓ سے اس آدمی کے متعلق سوال کیا۔

جس نے عمرہ میں بیت اللہ کا طواف تو کیا لیکن صفا و مردہ کے درمیان سعی نہیں کی۔ اپنی بیوی سے ہم بستہ ہو سکتا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ شریف و مکے رسات مرتبہ بیت اللہ طواف کیا۔ اور مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعت نماز طواف ادا کی۔ اور سات مرتبہ صفا و مردہ کے درمیان سعی کی۔ تمہارے لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بہترین نمونہ ہے۔ پھر ہم نے جابر بن عبد اللہ سے سوال کیا۔ تو انہوں نے فرمایا اس وقت تک بیوی کے قریب نہ جائے جب تک صفا و مردہ کے درمیان سعی نہ کر لے۔

تشریح از قاسمی | لا صخب ولا نضرب کی نفی اس لئے کی گئی کہ دنیا میں کوئی اہل و عیال والا گھرایا نہیں جس میں شور و شغب نہ ہو۔ اور نہ ہی کوئی ایسا ہے جس کے بنانے میں مشقت اور تھکاوٹ نہ ہو لیکن اہل جنت کے محلات ایسے ہوں گے جو دنیاوی آفات سے منزہ ہوں گے۔

بہشت آنجا کہ آزارے نباشد کسے باکسے کارے نباشد

بہر حال حدیث بالا میں سے ایک فائدہ یہ معلوم ہوا۔ کہ عمرہ میں طواف اور سعی بین الصفا والمردہ ضروری ہے۔ نیز! اس حدیث سے حضرت خدیجہ کی تفصیلت معلوم ہوتی۔ دوسری حدیث میں سوال و جواب کی مطابقت بایں طور ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت تک عمرہ سے فارغ نہیں ہوئے جب تک سعی بین الصفا والمردہ نہ کر لی۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واجب المتابعہ ہیں۔ اس لئے کوئی شخص محض طواف سے حلال نہیں ہو سکتا۔ جب تک سعی نہ کر لے۔ نیز! قربان امرۃ سے مراد جماع اور اس کے مقدمات ہیں محض قربان نہیں۔

حدیث نمبر ۵۷۴۱ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ تَدِمْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَطْحَاءِ وَهُوَ مَنِيخُ فَقَالَ أَحْبَبْتُ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ بِمَا أَهْلَكْتُ قُلْتُ لَبَيْكَ يَا هَلَالٍ يَا هَلَالٍ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَحْسَنْتُ طُفَّ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمُرَّةِ ثُمَّ أَتَيْتُ امْرَأَةً مِّنْ قَيْسٍ فَقُلْتُ رَأْسِي ثُمَّ أَهْلَكْتُ بِالْحَجِّ فَكُنْتُ أَفْتِي بِهِ حَتَّى كَانَ فِي خِلَافَةِ عُمَرَ فَقَالَ إِنْ أَخَذْنَا بِكِتَابِ اللَّهِ فَإِنَّهُ يَأْمُرُنَا بِالْجَمَامِ وَإِنْ أَخَذْنَا بِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّهُ لَمْ يَحِلَّ حَتَّى يَبْلُغَ الْهَدْيَ مَجْلَةً۔

ترجمہ۔ حضرت ابوسلمی اشعری فرماتے ہیں کہ میں بطحائیں آنحضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جب کہ آپ اپنی اولاد کو بٹھانے والے تھے۔ تو آپ نے پوچھا کیا آپ حج کے ارادہ سے آئے ہیں۔ میں نے کہا۔ ہاں! پھر آپ نے پوچھا۔ کس نیت سے آپ نے احرام باندھا ہے۔ میں نے کہا لبیک ساتھ اس احرام کے جو احرام جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے باندھا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ آپ نے اچھا کیا۔ آپ بیت اللہ کا طواف کریں۔ صفا اور مروہ کے درمیان سعی کریں۔ پھر احرام کھول دیں۔ پس میں نے بیت اللہ کا طواف کیا اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کی۔ پھر میں قبیلہ قیس کی ایک عورت کے پاس آیا۔ جس نے میرے سر سے جوئیں نکالیں۔ بعد ازاں میں نے حج کا احرام باندھا۔ پس میں حضرت عمر بن الخطابؓ کے خلافت کے دور تک یہی فتویٰ دیتا رہا۔ کہ حج منہج کیا جائے۔ پس فرمایا کہ اگر ہم کتاب اللہ پر عمل کریں۔ پس وہ ہمیں ان کے تمام کرنے کا حکم دیتا ہے۔ اگر ہم جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول پر عمل کریں تو آپ اس وقت تک حلال نہیں ہوتے جب تک ان کی قربانی کا جانور اپنے مقام تک نہ پہنچ گیا۔

حدیث نمبر ۵۰۵۰ **أَحَدُنَا أَخْبَرَنَا أَنَّهُ كَانَ يَمْعُ أَسْمَاءُ تَقُولُ كُلَّمَا مَرَّتْ بِالْحُجُونِ صَلَّى اللَّهُ عَلَى مُحَمَّدٍ لَقَدْ نَزَلْنَا مَعَهُ هُنَا وَنَحْنُ يَوْمَئِذٍ خِفَاتٌ قَلِيلٌ ظَهَرْنَا قَلِيلَةً أَرْوَادَنَا فَاغْتَمَرْتُ أَنَا وَأُخْتُ عَائِشَةُ وَالزُّبَيْرُ وَفُلَانٌ وَفُلَانٌ فَلَمَّا مَسَحْنَا الْبَيْتَ أَحْلَلْنَا ثُمَّ أَهْلَلْنَا مِنَ الْعِشِيِّ بِالْحَجِّ**

ترجمہ۔ حضرت عبد اللہ مولیٰ اسماء بنت ابی بکرؓ حدیث بیان کرتے ہیں کہ وہ حضرت اسماء سے سنتے تھے جو فرماتی تھیں۔ جب میرا گدڑ حجوں کے پاس سے ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پر رحمت نازل فرمائی۔ تو ہم نے بھی آپ کے ہمراہ وہاں پڑاؤ کیا۔ اور ہم ان دنوں ہلکے پھلکے تھے کہ ہماری سواریاں بھی تھوڑی تھیں۔ اور ہمارے توشے بھی تھوڑے تھے۔ تو میں نے میری بہن عائشہؓ اور حضرت زبیرؓ اور فلال فلال نے عمرہ کا احرام باندھا۔ پس جب میں نے بیت اللہ کا طواف کر کے ہاتھ لگایا۔ تو ہم حلال ہو گئے۔ پھر ہم نے شام کے وقت حج کا احرام باندھا۔

تشریح الشیخ گنگوہی | فاعلمت الثابت ہو چکا ہے کہ حضرت زبیرؓ کے ہمراہ حجۃ الوداع میں ہدی ہتی۔ اور حضرت عائشہؓ نے تو حیض کی وجہ سے اپنا عمرہ قضا کیا تھا۔ وہ طواف کرنے سے حلال نہیں ہوئی تھیں۔ تو حضرت اسماءؓ کا ان کو اپنی جماعت میں داخل کرنا صحیح نہ ہو گا۔ کہ جب ہم نے بیت اللہ کا

استلام کر لیا تو ہم حلال ہو گئے۔ تو اس جمع متکلم میں تاویل کرنی پڑے گی۔ تو یا تو کہا جائے گا۔ ضمیمہ متکلم میں حضرت زبیرؓ اور عائشہؓ کے علاوہ دیگر حضرات شامل ہوں گے۔ اور یہ مستبعد نہیں کیونکہ بسا اوقات متکلم ایک قوم کا ذکر کرتا ہے۔ پھر جو قصہ بیان کیا جاتا ہے تو اس میں جمیع قوم مراد نہیں ہوتی بلکہ بعض افراد مراد ہوتے ہیں۔ یا یوں کہا جائے کہ اعترضتنا انا و اعمیٰ عائشہ الخ یہ حجۃ الوداع کا واقعہ نہیں کسی اور حج کا قصہ ہے۔ جو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے بعد واقع ہوا کیونکہ حضرت عائشہؓ نے بہت حج کئے ہیں۔

تشریح از شیخ زکریا | یہ روایت باب الطواف علی الوضوء میں گزر چکی ہے وہاں اشکال اور اس کا جواب بھی دیا چکا ہے۔ لیکن سیاق و سباق حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حجۃ الوداع کا واقعہ ہے۔ لہذا جو حضرت عائشہؓ کے بارے میں جواب دیا جائے گا وہی حضرت زبیرؓ کے بارے میں ہوگا۔ کہ یہ ضمیمہ متکلم ان لوگوں کو شامل نہیں۔ لیکن علامہ نوویؒ کے اس جواب پر علامہ قسطلانیؒ نے جواب دیا ہے۔ کہ حضرت زبیرؓ کا اہرام باندھنا اور حلال ہونا۔ یہ غیر حجۃ الوداع میں تھا۔

بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا رَجَعَ مِنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ أَوْ الْغَزْوِ

ترجمہ۔ جب کوئی شخص حج یا عمرہ یا جنگ سے واپس آئے تو کون سے کلمات دعائیہ کہے۔
حدیث نمبر ۵۷۶۴ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ
أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا قَفَلَ مِنْ غَزْوٍ أَوْ حَجٍّ أَوْ عُمْرَةٍ
يُكَبِّرُ عَلَى كُلِّ شَرْفٍ مِنَ الْأَرْضِ ثَلَاثَ تَكْبِيرَاتٍ ثُمَّ يَقُولُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ
أَيُّونَ غَائِبُونَ سَاجِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ صَدَقَ اللَّهُ وَعْدُهُ وَنَصَرَ عَبْدُهُ
وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ۔

ترجمہ۔ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ بے شک جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی غزوہ یا حج یا عمرہ سے واپس لوٹتے تو زمین کے ہر اونچے مقام پر تین مرتبہ اللہ اکبر کہتے۔ پھر تیسرا کلمہ پڑھتے۔ اور آیتوں الخ لوٹنے والے تو یہ کہنے والے عبادت کرنے والے اپنے رب کو سجدہ کرنے والے

تعریف کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ سچا کر دکھایا۔ اپنے بندے کی نصرت فرمائی۔ اور اکیلے اللہ تعالیٰ نے تمام لشکروں کو شکست دی۔

بَابُ اسْتِقْبَالِ الْحَاجِّ الْقَادِمِينَ وَالثَّلَاثَةِ عَلَى الدَّابَّةِ

ترجمہ۔ آنے والے حاجیوں کا استقبال کرنا اور تین حاجیوں کا ایک جانور پر سوار ہونا۔
حدیث نمبر ۵۷۷۷ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ الْإِمْلَاقِيُّ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ اسْتَقْبَلَتْهُ أُغَيْلِمَةُ بِنْتُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَجَمَلَتْ دَاخِلًا ابْنَيْنِ يَدَيْهِ وَآخِرَ خَلْفَهُ -

ترجمہ۔ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ میں تشریف لائے۔ تو بنو عبد المطلب کے بچوں نے آپؐ کا استقبال کیا۔ تو ایک بچے کو تو آپؐ نے اپنے آگے بٹھالیا۔ اور دوسرے کو اپنے پیچھے بٹھالیا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ | زیادہ ظاہر یہ ہے کہ الحاج مفعول مقدم ہے اور القادمین مع معطوف الثلثة علی الدابة۔ یہ مصدر کا فاعل ہے۔ تو اس صورت میں معنی ہوں گے کہ تین آدمیوں نے حاجیوں کا استقبال کیا۔ اور اخیلمہ کا لفظ تین پر بلا تکلف دلالت کرتا ہے۔ کیونکہ وہ جمع تصغیر ہے۔ جس کے مصداق کم از کم تو تین ہوتے ہیں۔ اور ممکن ہے معنی یہ ہوں۔ دو آدمیوں نے حاجی کا استقبال کیا اور اور تین آدمیوں کے ایک دابہ پر سوار ہونے کے بارے میں ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ | استقبال الحاج کے معنی میں علماء کرام کی آراء مختلف ہیں۔ دو معنی شیخ گنگوہیؒ نے بیان فرمائے ہیں۔ میرے نزدیک معنی یہ ہے استقبال الناس الحاج القادمین من مکة۔ یعنی لوگوں کا مکہ سے آنے والے حاجیوں کا استقبال کرنا۔

تشریح از قاسمیؒ | علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ ترجمہ کے دو جزو ہیں۔ رکوب الثلثة علی الدابة۔ جزر ثانی تو واضح ہے۔ البتہ جزر اول پر عموم اللفظ دلالت کرتا ہے۔

بَابُ الْقُدُومِ بِالْفَدَاةِ

ترجمہ۔ مکہ معظمہ میں صبح کے وقت آنا۔

حدیث نمبر ۵۷۸۷ **أَحَدُنَا أَحْمَدُ بْنُ الْحَجَّاجِ** عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا خَرَجَ إِلَى مَكَّةَ يُصَلِّي فِي مَسْجِدِ الشَّجَرَةِ وَإِذَا رَجَعَ صَلَّى بِذِي الْحُلَيْفَةِ بِبَطْنِ الْوَادِي وَبَاتَ حَتَّى يُصْبِحَ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عمر سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہوتے تھے تو مسجد شجرہ میں نماز پڑھتے۔ اور جب واپس تشریف لاتے تو ذی الحلیفہ میں بطن وادی کے اندر نماز پڑھتے اور وہاں رات بسر کرتے یہاں تک کہ صبح کرتے۔

بَابُ الدَّخُولِ بِالْعِشِيِّ

ترجمہ۔ شام کے وقت داخل ہونا۔

حدیث نمبر ۵۷۸۹ **أَحَدُنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ** عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَتِ اللَّيْلُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَطْرُقُ أَهْلَهُ كَانَ لَا يَدْخُلُ الْأَعْدُوَّةَ أَوْ عَشِيَّةَ۔

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر والوں کے پاس رات کے وقت تشریف نہیں لاتے تھے۔ آپ صبح کے وقت یا شام کے وقت ہی داخل ہوتے تھے۔ مقصد یہ ہے کہ دن کے دونوں طرفوں میں آنا جائز ہے۔ صبح کو بھی اور شام کو بھی۔

بَابُ لَا يَطْرُقُ أَهْلَهُ إِذَا بَلَغَ الْمَدِينَةَ۔

ترجمہ۔ جب مدینہ پہنچے۔ تو رات کے وقت گھر والوں کے ہاں نہیں آتے تھے۔

حدیث نمبر ۵۸۰۰ **أَحَدُنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ** عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَطْرُقَ أَهْلَهُ لَيْلًا۔

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبد اللہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کے وقت

والوں کے پاس آنے سے منع فرمایا

بَابُ مَنْ أَسْرَعَ نَاقَتَهُ إِذَا بَلَغَ الْمَدِينَةَ

ترجمہ۔ باب اس شخص کے بارے میں جو جب مدینہ پہنچے تو اپنی اونٹنی کو تیز چلائے۔

حدیث نمبر ۵۸۱۰ حَدَّثَنَا سَعِيدُ ابْنِ أَبِي مَرْيَمَ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ يَقُولُ

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ فَأَبْصَرَ دَرَجاتِ الْمَدِينَةِ أَوْضَعَ نَاقَتَهُ وَإِنْ كَانَتْ دَابَّةً حَدَّكَهَا قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ زَادَ الْحَرِثُ أَبُو عَمِيرٍ عَنْ حُمَيْدٍ حَدَّكَهَا مِنْ حَيْثَمَا

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی سفر سے واپس آتے تھے۔ تو جب مدینہ کے اونچی اونچی عمارتیں نظر آتیں اور اگر درجات المدینہ ہو تو معنی ہوں گے مدینہ کے اونچے درخت نظر آتے تو اپنی اونٹنی کو تیز دوڑاتے۔ اگر کوئی اور جانور ہوتا تو اسے خوب حرکت دیتے۔

حدیث نمبر ۵۸۲۰ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ أَنَسٍ قَالَ جَدُّ رَاتٍ تَابَعَهُ الْحَادِثُ عَنْ حُمَيْدٍ حَدَّكَهَا مِنْ حَيْثَمَا

ترجمہ۔ یعنی حضرت انسؓ نے جب رات فرمایا۔ جس کے معنی دیواروں کے ہیں اور حادث نے حکم کہا میں نے جہاں اُتر گیا ہے کہ دابہ کو مدینہ کی محبت کی وجہ سے خوب حرکت دیتے تھے۔ اور یہی اشبہ ہے۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى وَأَتُوا الْبُيُوتَ مِنْ أَبْوَابِهَا

ترجمہ۔ کہ گھروں کو ان کے دروازوں سے آؤ۔

حدیث نمبر ۵۸۳۰ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ قَالَ سَمِعْتُ

الْبَرَاءَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ فَبَيْنَا كُنَّا الْأَنْصَارُ إِذَا اجْتَمَعُوا فَجَاءُوا وَالْمَيْدُ خُلُوعًا مِنْ قَبْلِ أَبْوَابِ بُيُوتِهِمْ وَلَكِنْ مَن ظَهَرُوا هَافَجَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَدَخَلَ مِنْ قَبْلِ بَابِهِ فَكَاتَبَتْهُ عِيْرُ ذَلِكَ فَنَزَلَتْ وَلَيْسَ

الْبَيْتَ بَانَ تَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ ظُهُورِهَا وَلَكِنَّ الْبِرَّ مِنَ الشَّقَىٰ وَأَتُوا الْبُيُوتَ مِنْ
أَبْوَابِهَا -

ترجمہ۔ حضرت براثر فرماتے ہیں کہ یہ آیت ہم انصار کے بارے میں نازل ہوئی کہ جب ہم حج کے لئے نکلتے اور پھر کسی ضرورت کی وجہ سے گھروں کو آنا ہوتا تو گھروں کے دروازوں سے داخل نہیں ہوتے تھے۔ بلکہ ان کی بیٹھ سے داخل ہوتے۔ پس انصار کا ایک آدمی آکر دروازے کے سامنے سے داخل ہوا تو اسے عار دلائی گئی۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔ نیکی یہ نہیں ہے کہ گھروں میں ان کی بیٹھ سے داخل ہو۔ لیکن نیکی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور گھروں میں اس کے دروازوں سے داخل ہو۔

تشریح از شیخ گنگوہی | درجبات المدینۃ اونچی عمارتیں۔ جب گھر ایک منزل والا ہو تو وہ دور سے نظر نہیں آتا۔ ہاں اگر وہ بیوت کئی منزلوں والے ہوں تو دور سے نظر آتے ہیں۔
تشریح از شیخ زکریا | یہ حدیث فضل مدینہ پر دلالت کرتی ہے۔ اور اس پر بھی کہ وطن سے محبت کرنا مشروع ہے۔ بلکہ روایات کے سیاق سے مدینہ منورہ طیبہ طاہرہ کی محبت پر دلالت ہے۔

بَابُ السَّفَرِ قُطْعَةً مِنَ الْعَذَابِ

ترجمہ۔ سفر عذاب کا ایک ٹکڑا ہے۔

حدیث نمبر ۵۸۴ | حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ السَّفَرُ قُطْعَةٌ مِنَ الْعَذَابِ يَمْنَعُ أَحَدَكُمْ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ وَنَوْمَهُ فَإِذَا أَقْضَىٰ نَهْمَتَهُ فَلْيَعَجِلْ إِلَىٰ أَهْلِهِ -

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ سفر عذاب کا ٹکڑا ہے۔ جو ہر مسافر کا کھانا۔ پینا اور نیند کو روک دیتا ہے۔ پس جب بھی اپنی ضرورت کو پورا کر لے۔ تو جلدی اپنے گھر والوں کے پاس واپس آجائے۔ اور منع سے منع حقیقی مراد نہیں بلکہ منع کمال مراد ہے۔

بَابُ الْمَسَافِرِ إِذَا جَدَّ بِهِ السَّيْرُ وَتَعَجَّلَ إِلَى أَهْلِهِ

ترجمہ۔ جب مسافر کو چلنا دشوار ہو جائے تو جلدی گھر واپس آ جائے۔

حدیث نمبر ۵۸۵ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ الْعَمَنِيُّ قَالَ كُنْتُ مَعَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ بِطَرِيقِ مَكَّةَ فَبَلَغَهُ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ أَبِي عُبَيْدٍ شِدَّةٌ وَجُوعٌ فَاسْرَعَ السَّيْرَ حَتَّى كَانَ بَعْدَ غُرُوبِ الشَّفَقِ نَزَلَ فَصَلَّى لِلْمَغْرِبِ وَالْعَمَّةَ جَمَعَ بَيْنَهُمَا ثُمَّ قَالَ إِنِّي رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا جَدَّ بِهِ السَّيْرُ آخَرَ الْمَغْرِبَ وَجَمَعَ بَيْنَهُمَا۔

ترجمہ۔ حضرت زید بن اسلم اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ مکہ کے راستہ میں حضرت ابن عمرؓ کے ہمراہ تھا۔ کہ آپ کو اپنی بیوی صفیہ بنت ابی عبیدہ کے سخت درد کی خبر پہنچی۔ تو انہوں نے جلدی چلنا شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ شفق کے غروب کے بعد کا وقت ہو گیا۔ اتنے اور مغرب و عشاء کی نماز اکٹھے پڑھی۔ پھر فرمایا کہ میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب آپ کو جلدی جانا ہوتا۔ تو مغرب کو مؤخر کر کے دونوں کو جمع فرماتے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ اس ترجمہ سے مقصد یہ ہے کہ تیز رفتاری سے جو منع کیا گیا ہے۔

وہ اس صورت میں ہے جب کہ اس کی طرف مجبور نہ ہو۔ اور جانور اس کی طاقت نہ رکھتا ہو۔ لیکن اگر ضرورت ہو۔ اور جانور میں بھی طاقت ہو۔ تو پھر تیز رفتاری جائز ہے۔ جیسا کہ حدیث بابہ نے اس کو ثابت کر دیا ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ اس ترجمہ کے مختلف نسخے ہیں۔ بعض نسخوں میں وتعلیٰ الخین حرف واو

موجود ہے اور بعض میں موجود نہیں۔ عدم کی صورت تعلیٰ اذا شرطیہ کی جزا ہو گا۔ اور جب حرف واو موجود ہو۔ تو پھر جزا الحذف مانتی پڑے گی۔ اذاجہ بہ السیر ماذا یصنع وتعلیٰ اس سوال کا جواب ہو گا۔ بعض شراح نے اس ترجمہ کی غرض جمع بین الصلوٰتین کا جواز بتلایا ہے۔ شیخ گنگوہیؒ نے جو

غرض بتلائی ہے وہ ظاہر ہے۔ اس لئے کہ پہلے ایک باب میں آپ کا ارشاد وارد ہو چکا ہے۔ ایہما الناس علیکم بالسکینۃ فان البولیس بالایضاع کہ سکون وطمینان سے چلو۔ تیز رفتاری نیکی نہیں ہے۔

تو شیخ فرماتے ہیں کہ یہ اس وقت پر محمول ہے جب کہ مجبوری نہ ہو۔ اگر اسرار کی ضرورت ہو۔ جیسے حضرت ابن عمرؓ کو پیش آئی کہ جنہوں نے تین دنوں کا سفر صرف ایک رات اور دن میں طے کیا۔ جیسا کہ ابو داؤد کی روایت اس پر دلالت کرتی ہے۔ تو اس صورت میں اسرار فی السیر ضروری ہو جاتا ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بَابُ الْمُحْصِرِ وَجَزَاءِ الصَّيْدِ

وَقَوْلِهِ تَعَالَى فَإِنْ أَحْصَيْتُمْ مَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ وَلَا تَحْلِقُوا رُءُوسَكُمْ حَتَّى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحَلَّهُ وَقَالَ عَطَاءُ الْإِحْصَارُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يَجِيسُهُ۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ حُصُورًا لِأَيِّ النَّسَاءِ۔

ترجمہ۔ باب جو عمرہ سے روک دیئے گئے۔ آدمی کے بارے میں اور شکار کرنے والے کی مزا کا بیان ہے اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد کہ اگر تم روک دیئے جاؤ تو جو ہدی تمہیں میسر ہو۔ وہ ذبح کرو اور جب تک ہدی اپنے ٹھکانے تک نہ پہنچ جائے اس وقت تک سمرہ منڈواؤ۔ حضرت عطاء فرماتے ہیں۔ کہ احصار ہر اس چیز سے ہوگا جو رکاوٹ پیدا کر دے۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ قرآن مجید میں جو بھی ۴ کے بارے میں آیا ہے۔ حضور انبیاؑ تو اس میں حضور کے معنی ہیں جو عورتوں سے ہم بستری کرنے سے رک جانے والا ہو۔

بَابُ إِذَا احْصَرَ الْمُعْتَمِرُ

ترجمہ۔ جب عمرہ کرنے والے روک دیئے جائیں۔

حدیث نمبر ۵۸۶ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ حِينَ خَرَجَ إِلَى مَكَّةَ مُعْتَمِرًا فِي الْفِتْنَةِ قَالَ إِنْ صُدُّوْتُ عَنِ الْبَيْتِ صَنَعْتُ كَمَا صَنَعَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَهْلًا بِمَدْرَةٍ مِمَّنْ أَجَلَ أَنْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ أَهْلًا بِمَدْرَةٍ عَامَ الْحُدَيْبِيَّةِ۔

ترجمہ۔ حضرت نافعؓ سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ جب فتنہ ابن زبیرؓ کے زمانہ میں عمرہ کی نیت سے مکہ معظمہ کو روانہ ہوئے۔ فرمایا اگر تم بیت اللہ سے روک دیتے گئے۔ تو ہم ایسے کریں گے جیسا کہ ہم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ کیا تھا۔ پس انہوں نے اس وجہ سے عمرہ کا احرام باندھا۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ والے سال کا عمرہ کا احرام باندھا تھا۔

حدیث نمبر ۵۸۴ **أَحَدُ ثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْإِنْعَنَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ**
وَسَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَخْبَرَاهُ أَنَّهُمَا كُلُّمَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ لِيَا لِي نَزَلَ الْجَيْشُ بِأَبْنِ
الْزُبَيْرِ فَقَالَا لَا يَضُرُّكَ أَنْ لَا تَحُجَّ الْعَامَ وَإِنَّا نَخَافُ أَنْ يُحَالَ بَيْنَكَ وَبَيْنَ
الْبَيْتِ فَقَالَ خَدَجْنَامَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَالَ كَفَارُ قُرَيْشٍ دُونَ
الْبَيْتِ فَنَحَرَ الْبَيْتُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَدْيَهُ وَحَلَقَ رَأْسَهُ وَأَشْهَدُكُمْ أَنِّي قَدْ
أَوْجَبْتُ الْعُمْرَةَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ أَنْطَلِقُ فَإِنْ خِلَى بَيْنِي وَبَيْنَ الْبَيْتِ طُفْتُ وَإِنْ حِيلَ
بَيْنِي وَبَيْنَهُ فَعَلْتُ كَمَا فَعَلَ الْبَيْتُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا مَعَهُ فَأَهْلًا بِالْعُمْرَةِ
مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ ثُمَّ سَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ إِنَّمَا شَأْنُهُمَا وَاحِدٌ أَشْهَدُكُمْ أَنِّي قَدْ أَوْجَبْتُ
حَجَّةً مَعَ عُمَرَةَ فَلَمْ يَجِدْ مِنْهُمَا حَتَّى حَلَّ يَوْمَ النَّحْرِ وَأَهْدَى وَكَانَ يَقُولُ لَا
يَجِدُ حَتَّى يَطُوفَ طَوَافًا وَاحِدًا يَوْمَ يَدْخُلُ مَكَّةَ -

ترجمہ۔ عبید اللہ بن عبد اللہ اور سالم بن عبد اللہ دونوں خبر دیتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے ان راتوں میں گفتگو کی۔ جب کہ حجاج بن یوسف کا لشکر حضرت عبداللہ بن الزبیرؓ کے مقابلہ کے لئے پہنچ چکا تھا۔ تو ان دونوں نے فرمایا کہ اگر اس سال آپ حج نہ کریں تو کیا نقصان کی بات ہے۔ ہمیں خطرہ ہے۔ کہ کہیں آپ کے اور بیت اللہ کے درمیان رکاوٹ نہ ہو جائے۔ فرمایا ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ روانہ ہوئے تو کفار قریش ان کے اور بیت اللہ کے درمیان حائل ہو گئے۔ تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قربانی ذبح کر دی۔ اور اپنا سر مبارک منڈوا لیا۔ اور میں تمہیں گواہ بناتا ہوں۔ کہ میں عمرہ اپنے اوپر واجب کر چکا ہوں۔ اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ تو میں ضرور جاؤں گا اگر میرے اور بیت اللہ کے درمیان کوئی رکاوٹ نہ ہوئی تو میں بیت اللہ کا طواف کروں گا۔ اگر کوئی رکاوٹ آگئی تو وہی عمل کروں گا جو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا جب کہ میں آپ کے ہمراہ تھا۔ کہ آپ نے

ذی الحلیفہ سے عمرہ کا احرام باندھ لیا۔ پھر تھوڑی دیر چل کر فرمانے لگے کہ حکم تو دونوں کا ایک ہے (جو اتھل) تو میں تمہیں گواہ کرتا ہوں کہ میں نے اپنے عمرے کے ساتھ حج بھی واجب کر لیا۔ پس اس وقت تک ان دونوں سے حلال نہ ہوئے یہاں تک کہ یوم النحر آگیا۔ اور قربانی کی۔ اور فرماتے تھے کہ وہ اس وقت حلال نہیں ہوں گے جب تک مکہ میں داخلے کے دن ایک ہی طواف نہ کر لیں۔

حدیث نمبر ۵۸۸ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ بَعْضَ بَنِي عَبْدِ اللَّهِ قَالَ لَهُ لَوْ أَقَمْتُ بِهِمْ ذَا۔

ترجمہ۔ حضرت نافعؓ سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے بعض بیٹوں نے ان سے کہا کہ کاش آپ اس جگہ مقیم رہتے تو اچھا ہوتا۔

حدیث نمبر ۵۸۹ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَدْ أَحْصَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَلَقَ رَأْسَهُ وَجَامَعَ نِسَاءَهُ وَنَحَرَ هَذِيهٗ حَتَّى اعْتَمَرَ عَامًا قَابِلًا۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمرہ سے روک دئے گئے تو آپؐ نے سر منڈوا دیا۔ اپنی بیویوں سے ہم بستر ہوئے۔ اور اپنی قربانی کو ذبح کیا یہاں تک کہ آئندہ سال عمرہ قضا کیا۔

تشریح از قاسمی | احصار کے معنی لغت میں منع کے ہیں۔ اور شریعت میں اس کے معنی ہیں۔

منع عن ركن اذا احصر بعد واد مرضا او موت محرم اور هلاک نفقة لھل لھ التحلل یعنی جب کسی شخص کو ادائیگی رکن حج و عمرہ سے روک دیا جائے۔ اور یہ رکاوٹ دشمن کے ذریعے ہو یا فرض کی وجہ سے یا محرم کے انتقال کی وجہ سے یا خرچہ ختم ہو جانے کی وجہ سے پیش آئے تو اس کے لئے احرام کھول دینا حلال ہے۔ مفرد جو دم یا قیمت بھیجے اگر یہ نہیں تو اس وقت تک محرم رہے گا جب تک ان دو میں سے کوئی نہ کوئی مل جائے۔ اور طواف سے حلال ہو گا۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ حصر کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے۔ کہ احصار کس چیز سے واقع ہوگا۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ امام ثوریؒ عطاءؒ اور ابراہیم نخعیؒ فرماتے ہیں جو چیز بھی رکاوٹ بنے اس سے حصر ہو جائے گا۔ خواہ مرض ہو یا دشمن ہو یا خرچہ ختم ہو جائے۔ ائمہ ثلاثہؒ کے نزدیک حصر صرف دشمن سے واقع ہوگا۔ لایکون بالمرض۔

بَابُ الْإِحْصَادِ فِي الْحَجِّ

ترجمہ۔ حج میں رکاوٹ کا پیدا ہو جانا۔

حدیث نمبر ۵۹۰ اَحَدُنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ سَالِمٌ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ يَقُولُ اَلَيْسَ حَسْبُكُمْ سَنَةُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْ حُجِسَ اَحَدُكُمْ عَنِ الْحَجِّ طَائِفًا بِالْبَيْتِ وَبِالْضَّفَاءِ الْمُرْدَةِ ثُمَّ حَلَّ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ حَتَّى يَحُجَّ عَامًا قَابِلًا فَيَهْدِيْ اَوْ يَصُومُ اِنْ لَمْ يَجِدْ هَدًى۔

ترجمہ۔ حضرت سالمؓ فرماتے ہیں کہ ابن عمرؓ فرماتے تھے کہ کیا تمہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کافی نہیں۔ کہ اگر تم میں سے کوئی شخص حج سے روک دیا جائے۔ تو وہ بیت اللہ کا طواف کرے اور صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرے۔ پھر ہر چیز سے حلال ہو جائے۔ یہاں تک آنے والے سال حج کرے۔ پھر قربانی کرے یا اگر قربانی کا جانور نہ ملے تو روزہ رکھے۔

بَابُ النَّحْرِ قَبْلَ الْحَلْقِ فِي الْحَصْرِ

ترجمہ۔ رک جلنے کی صورت میں سر منڈولنے سے پہلے قربانی ذبح کرنے کے بارے میں

حدیث نمبر ۵۹۱ اَحَدُنَا مَجْمُودٌ اَعَنِ الْمُسَوِّدِ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحَرَ قَبْلَ اَنْ يَّحْلِقَ وَاَمَرَ اَصْحَابَهُ بِذَلِكَ۔

ترجمہ۔ حضرت مسوڑؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر منڈوانے سے پہلے قربانی کو ذبح کیا۔ اور اسی کا اپنے اصحاب کو حکم دیا۔

حدیث نمبر ۵۹۲ اَحَدُنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ اَحَدَثَ نَافِعٌ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ وَسَلَامًا كُلاَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ فَقَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعْمَرَيْنِ فَحَالَ كَفَّارُ قُرَيْشٍ دُونَ الْبَيْتِ فَنَحَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَدْنَتَهُ وَحَلَقَ رَأْسَهُ۔

ترجمہ۔ حضرت نافعؓ حدیث بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ اور سالمؓ نے اپنے باپ حضرت ابی عمرؓ

سے مکہ نہ جانے کے بارے میں بات چیت کی۔ تو آپ نے فرمایا کہ ہم جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ عمرہ کرنے کے لئے روانہ ہوئے۔ تو کفار قریش بیت اللہ سے اڑے آگئے۔ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اونٹ ذبح کیا اور اپنے سر کو منڈوایا۔

تشریح از قاسمی | تحریر قبل الملوک

روسمک حتی يبلغ الهدى محله کا تقاضا ہے کہ حلق کو نحر فی محلہ سے مقدم نہ کیا جائے۔ جواب یہ ہے مھر کے لئے محل الهدی وہ جگہ ہے جہاں وہ مھر ہوا۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ میں مھر کے وقت ہدی کو ذبح کیا۔ حرم کے اندر اسے نہیں پہنچایا گیا۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ دم احصار حرم تک موقوف رہے گا۔ یہ امام ابو حنیفہؒ کا مسلک ہے۔ یوم النحر پر موقوف نہیں ہوگا۔ صاحبین کے نزدیک زمان اور مکان دونوں تک موقوف رہے گا۔ یہ اختلاف مھر بالبح کے بارے میں ہے۔ اور مھر بالغیرہ کا دم زمان پر بالاتفاق موقوف نہیں۔ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک صرف ہدی سے حلال نہیں ہو سکے گا بلکہ نحر کے بعد حلق ضروری ہے۔ کیونکہ اگرچہ مھر ادا تک سے عاجز ہے لیکن حلق سے عاجز نہیں ہے۔ طرفینؒ فرماتے ہیں۔ کہ مھر صرف ذبح سے حلال ہو جائے گا۔ کیونکہ نص میں کوئی قید نہیں ہے۔ اور حدیبیہ کا اکثر حصہ حرم میں داخل ہے۔

بَابُ مَنْ قَالَ لَيْسَ عَلَى الْحَصْرِ بَدَلٌ

حدیث نمبر ۱۹۱۹۰ قَالَ دَوْحٌ عَنْ شَبْلِ بْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ الْبَدَلَ عَلَى مَنْ تَقَضَّى حَجَّهُ بِالثَّلَاثِ فَإِذَا مَنُ حَبَسَهُ عُدْرٌ أَوْ غَيْرُ ذَلِكَ فَإِنَّهُ يَحِلُّ وَلَا يَرْجِعُ وَإِنْ كَانَ مَعَهُ هَدْيٌ وَهُوَ مُحَصِّرٌ نَحْوَهُ إِنْ كَانَ لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَبْعَثَ وَإِنْ اسْتَطَاعَ أَنْ يَبْعَثَ بِهِ لَمْ يَحِلَّ حَتَّى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحَلَّهُ وَقَالَ مَالِكٌ وَغَيْرُهُ يَنْحَرُّ هَدْيَهُ وَيَحْلِقُ فِي آتِي مَوْضِعٍ كَانَ وَلَا تَضَاءَ عَلَيْهِ لِأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابَهُ بِالْحَدْيِ بَيْتَهُ نَحَرُوا وَحَلَقُوا وَحَلُّوْا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ قَبْلَ الطَّوَائِفِ وَقَبْلَ أَنْ يُصِلَ الْهَدْيُ إِلَى الْبَيْتِ ثُمَّ لَمْ يَذْكُرْ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ أَحَدًا أَنْ يَقْضُوا

شَيْئًا وَلَا يَعُودُ وَاللَّهُ وَالْحَدِيثُ يَدِينُهُ خَارِجٌ مِنَ الْحَدَمِ -

ترجمہ۔ باب اس شخص کے بارے میں جو قائل ہے کہ مھر بدل نہیں ہے نہ حج نہ عمرہ۔ چنانچہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ بدل اس شخص کے ذمہ ہے۔ جس نے اپنے حج کو تلذذ یعنی جماع سے نقصان پہنچایا ہو۔ لیکن جس کو کسی عذر وغیرہ نے روک دیا ہو۔ پس وہ حلال ہو سکتا ہے اور واپس نہ آئے۔ اور اگر اس کے ہمراہ حدی ہو۔ اور وہ مھر ہو گیا ہو تو وہ قربانی کو ذبح کر دے۔ اگر اسے حرم میں بھیجنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ اگر حدی کو حرم تک بھیجنے کی طاقت رکھتا ہے تو وہ اس وقت تک حلال نہیں ہو سکتا۔ جب تک حدی اپنے محل تک نہ پہنچ جائے۔ امام مالکؒ وغیرہ فرماتے ہیں کہ جس جگہ چاہے حدی کو ذبح کرے اور حلق کر لے اور اس کے ذمہ قضا بھی نہیں ہے۔ کیونکہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحابؓ حدیبیہ میں حدی کو ذبح کیا۔ سرمنڈوانے اور طواف کرنے سے پہلے حلال ہو گئے اور حدی بھی ابھی تک بیت اللہ تک نہیں پہنچ پائی تھی۔ پھر یہ بھی ذکر نہیں ہوا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی شخص کو کسی چیز کے قضا کرنے کا حکم دیا ہو۔ اور نہ ہی وہ خود اس کے لئے لوٹ کے آئے۔

حدیث نمبر ۱۵۹۴ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ حِينَ خَدَجَ إِلَى مَكَّةَ مُعْتَمِرًا فِي الْفِتْنَةِ إِنَّ صُدَّتْ عَنِ الْبَيْتِ صَنَعْنَا كَمَا صَنَعْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَهَلَّ بِعُمْرَةٍ مِنْ أَجْلِ أَنَّ الْبَيْتَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ عَامَ الْحَدِيثِ ثُمَّ إِنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ نَظَرَ فِي أَمْرِهِ فَقَالَ مَا أَمْرُهَا إِلَّا وَاحِدٌ فَالْتَقَتْ إِلَى أَصْحَابِهِ فَقَالَ مَا أَمْرُهَا إِلَّا وَاحِدٌ أَشْهَدُكُمْ إِنِّي قَدْ أَوْجَبْتُ الْحَجَّ مَعَ الْعُمْرَةِ ثُمَّ طَافَ لَهُمْ طَوَافًا وَاحِدًا وَرَأَى أَنَّ ذَلِكَ مُجْزِي عَنْهُ وَأَهْدَى -

ترجمہ۔ حضرت نافعؓ سے مروی ہے کہ جناب حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ جب وہ فتنہ کے زمانہ میں عمرہ کرنے کی نیت سے مکہ کی طرف روانہ ہوئے۔ کہ اگر میں بیت اللہ سے روک دیا گیا۔ ہم اس طرح کریں گے جس طرح جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے کیا تھا۔ پس انہوں نے عمرہ کا احرام باندھا۔ اس وجہ سے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ والے سال عمرہ کا احرام باندھا تھا۔ پھر عبداللہ بن عمرؓ نے اپنے معاملہ میں غور کیا تو فرمانے لگے کہ حج اور عمرہ دونوں کا حکم ایک ہے۔ اس لئے

اپنے ساتھیوں کی فرمتوجہ ہو کر فرمایا کہ ان دونوں حج اور عمرہ کا حکم ایک ہی تو ہے۔ میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے حج کو عمرہ کے ہمراہ اپنے اوپر واجب کر لیا ہے۔ پھر ان دونوں کے لئے ایک طواف ہو گیا اور سمجھ کر یہی ایک طواف اس سے کافی ہو جائے گا اور پھر قربانی ذبح کی۔

تشریح از شیخ گنگوہی **لیسے علو المصہر بدلے** اور احناف جو محصر پر بدل کو واجب قرار دیتے ہیں وہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے استدلال کرتے ہیں کہ آپؐ نے لگے سال عمرہ کو قضا کیا۔ اگر قضا واجب نہ ہوتی تو آپؐ فعل نکرتے اور نہ ہی اس کا نام قضا رکھتے۔

تشریح از شیخ زکریا علامہ عینیؒ نے بنیاء میں کہا ہے کہ محصر بالحق کوچ اور عمرہ دونوں قضا کرنے ہوں گے۔ اگر محصر من العمرہ ہے تو صرف عمرہ کی قضا واجب ہوگی اور کچھ نہیں۔ یہی مسلک ائمہ ثلاثہ ہے کہ قضا واجب ہے۔ جس کی دلیل اتھوالحج والعمرة لله الخ جس سے حج کے تمام کرنے کا ایجاب معلوم ہے۔ حج فرض اور نفل کی کوئی تفریق نہیں حضرت عائشہؓ کا تنہم سے عمرہ قضا کرنا بھی۔ دلیل ہے۔ یہی امام ابو حنیفہؒ کا مذہب ہے۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں۔ ایسے شیخ۔ واجب ہے قضا واجب نہیں ہے۔ عمرہ قضا خیر کی لڑائی کے چھ ماہ بعد ذی قعدہ ۸۷ میں ہو ہے۔

خارج من الحرم امام طحاویؒ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث نقل کی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حدیبیہ میں آپؐ کا خیمہ حل میں تھا اور مصلتی حرم میں تھا۔ تو کچھ حصہ حدیبیہ کا حل میں اور اکثر حرم میں داخل ہے۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى

فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيضًا أَوْ بِهِ أَذًى مِّن رَّأْسِهِ فَفِدْيَةٌ مِّن صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ ذَٰلِكَ هُوَ مَخْرَجٌ فَأَمَّا الصَّوْمُ فَثَلَاثَةُ أَيَّامٍ۔

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ تم میں سے جو بیمار ہو یا اس کے سر میں کوئی تکلیف ہو۔ تو اس کے ذمہ فدیہ ہے۔ روزہ رکھے یا صدقہ دے یا جانور ذبح کرے۔ یعنی ان تینوں میں اسے اختیار ہے۔ لیکن روزہ تین دن کا ہوگا۔

حدیث نمبر ۱۵۹۵ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ عَنْ كَعْبِ بْنِ عَجْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ لَعَلَّكَ أَذْكَ هُوَ أَتَمُّكَ قَالَ نَعَمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْلِقْ رَأْسَكَ وَصُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ أَوْ أَطْعِمْ سِتَّةَ مَسَاكِينَ أَوْ تُسْكِ بِشَاةٍ -

ترجمہ۔ حضرت کعب بن عجرہؓ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شاید تمہاری جوئیں تمہیں تکلیف پہنچا رہی ہوں گی۔ میں نے کہا ہاں یا رسول اللہ! تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنا سر منڈوا لو پھر تین دن کے روزے رکھو گے۔ یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلا دیا بکری ذبح کرو۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى أَوْصَدَقَةٌ وَهِيَ أَطْعَامُ سِتَّةِ مَسَاكِينَ
ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ کے قول وصدقہ کا مطلب ہے چھ مسکینوں کو کھانا کھلانا۔

حدیث نمبر ۱۵۹۶ حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ الْإِسْطَخْرِيُّ عَنْ كَعْبِ بْنِ عَجْرَةَ حَدَّثَهُ قَالَ وَقَفَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَدِيبَةِ وَرَأْسِي يَتَهَافَتُ مُلَا فَقَالَ يُؤْذِيكَ هُوَ أَتَمُّكَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَاحْلِقْ رَأْسَكَ أَوْ قَالَ أَحْلِقْ قَالَ فِي نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ بِهِ أَذًى مِنْ رَأْسِهِ إِلَى إِخِيهَا فَقَالَ الْبَيْتُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ أَوْ تَصَدَّقْ بِفَرَقِ بَيْنِ سِتَّةٍ أَوْ أَنْتَ بِمَا تَيَسَّرَ -

ترجمہ۔ حضرت کعب بن عجرہؓ فرماتے ہیں کہ حدیبیہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آکر کھڑے ہوئے۔ جب کہ میرا سر جوئیں گرا رہا تھا۔ آپؐ نے فرمایا یہ جوئیں آپ کو تکلیف دے رہی ہوں گی۔ میں نے کہا ہاں! آپؐ نے فرمایا اپنا سر منڈوا لو یا صرف منڈوا لو۔ فرمایا اور یہ آیت میرے ہی بارے میں نازل ہوئی۔ کہ جو شخص تم سے بیمار ہو۔ اور اس کے سر میں کوئی تکلیف دہ چیز ہو۔ آخر آیت تک تو آپؐ نے فرمایا تین روزے رکھو یا ایک فرق چھ مسکینوں میں بانٹ دو۔ جو قربانی مل جائے۔ اسے ذبح کر دو۔

تشریح از شیخ گنگوہی | فرق تین صاع کا ہوتا ہے۔ ایک صاع چار سیر کا ہوتا ہے۔ گویا فرق بارہ سیر کا ہوا۔ چارے احناف کے ہاں صاعِ حشام کا اعتبار ہے جو چوبیس رطل کا ہوتا ہے اور ایک رطل آدھ سیر کا اس طرح وہی بارہ سیر ہو گئے اور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک صاع مدینہ کا اعتبار ہے جو سولہ رطل کا ہوتا ہے۔

تشریح از شیخ زکریا | مسلم کی روایت ابن ابی یعلیٰ سے ہے کہ اطعم ثلاثہ اصنع من تمر علی ستۃ مساکین توجب روایت سے ثابت ہوا کہ فرق تین صاع کا ہے۔ جو اس کا تقاضا ہے کہ صاع پانچ رطل اور ثلث رطل کا ہو۔ بخلاف دوسرے حضرات کے ان کے نزدیک صاع آٹھ رطل کا ہے۔ بہر حال مسئلہ خلافیہ مشہور ہے۔ سب ائمہ کے نزدیک صاع چار ممد کا ہوتا ہے۔ اس میں کسی کا اختلاف نہیں۔ البتہ ممد کی مقدار میں اختلاف ہو گیا۔ امام مالکؒ کے نزدیک ممد ایک رطل اور ثلث کا ہوتا ہے اور یہی امام شافعیؒ امام احمدؒ اور حنفیہ میں سے امام ابو یوسفؒ کا ہے۔ اور طرفین یعنی امام ابو حنیفہؒ اور محمدؒ کے نزدیک ممد دو رطل کا ہوتا ہے۔ اس اعتبار سے رطل آدھ سیر کا ہو گا۔ اور ممد ایک سیر کا۔ اہل عراق کی ایک جماعت کا یہی قول ہے۔ اور صاع حشام بڑا ہوتا تھا۔ اسماعیل بن ولید جو ہشام بن عبد الملک کا ماموں تھا اس نے اس کا رواج دیا تھا جب کہ وہ مدینہ کا دالی تھا۔ فی عہد عبد الملک بن مروان۔ علامہ عینیؒ نے حدیث کے فوائد بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ حدیث سے ثابت ہوا۔ کہ اطعام چھ مساکین میں تقیم ہو اس سے کم و بیش میں نہیں۔ یہی جہور ائمہ کا مسلک ہے۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ ایک مسکین پر خرچ کرنے کو بھی جائز فرماتے ہیں۔ اور اطعام میں ہر مسکین کو نصف صاع ہر چیز کا دیا جاسکتا ہے۔ لیکن حضرت امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ نصف صاع صرف گندم کا ادا کر سکتا ہے۔ باقی تمر شیعر وغیرہ کا صاع ہر مسکین کو ادا کرنا ہو گا۔ ائمہ ثلاثہ کے نزدیک ہر چیز کا نصف صاع ہے وہ گندم اور دوسری چیزوں میں فرق نہیں کرتے۔ امام صاحبؒ فرق کرتے ہیں۔ وہ مسلم کی روایت کعب بن عجرہ سے استمدال پکڑتے ہیں جس میں نصف صاع طعانا جس سے قحج یعنی گندم مراد ہے۔ باقی اور جزیں اس کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔

بَابُ الْإِطْعَامِ فِي الْفِدْيَةِ نِصْفُ صَاعٍ

ترجمہ۔ فدیہ یعنی کفارہ ادا کرنے میں نصف صاع گندم کا دینا ہو گا۔

حدیث نمبر ۱۵۹۸ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ إِذْ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَعْقِلٍ قَالَ جَلَسْتُ إِلَى كَعْبِ بْنِ عَجْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَسَأَلْتُهُ عَنِ الْغَدِيَةِ فَقَالَ نَزَلْتُ فِي خَاصَّةٍ وَهِيَ لَكُمْ عَامَّةٌ جُمِلْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْقُلُوبُ يَتَنَاسَرُ عَلَى وَجْهِهِ فَقَالَ مَا كُنْتُ أُرَى الْوَجْعَ بَلَغَ بِكَ مَا أَرَى تَجِدُ شَاةً فَقُلْتُ لَا فَقَالَ فَصُمُّ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ أَوْ اطْعِمْ سِتَّةَ مَسَاكِينَ لِكُلِّ مَسْكِينٍ نِصْفَ صَاعٍ -

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ معقلؓ فرماتے ہیں کہ میں حضرت کعب بن عجرہؓ کے پاس جا کر بیٹھا۔ تو میں نے ان سے فدیہ یعنی کفارہ کے متعلق پوچھا۔ تو انہوں نے فرمایا میرے بارے میں خاص کر یہ آیت کریمہ اتری۔ اور عام طور پر تمہارے لئے۔ مجھے اٹھا کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے جایا گیا۔ جب کہ جو میں میرے چہرہ پر گر رہی تھیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کے سر کے درد نے آپؐ کو مشقت میں ڈال رکھا ہے۔ کیا تمہارے پاس بکری ہے۔ میں نے کہا نہیں فرمایا پس تم تین دن کے روزے رکھو۔ یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلاؤ ہر مسکین کو نصف صاع دیا جائے۔

تشریح از قاسمی علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ راوی کو شک ہے کہ آپؐ نے وجع کا لفظ فرمایا

یا جعد کا۔ بہر حال وجع کے معنی درد اور جعد کے معنی مشقت کے ہیں۔ فقالت لا املك لاجد شاة علامہ نوویؒ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد یہ نہیں کہ عادم حدی روزہ رکھ سکتا ہے۔ بلکہ بعض کوتینوں میں سے ایک کا اختیار ہے۔ البتہ افضل حدی ہے۔ امام بخاریؒ نصف صاع کی روایت نقل کر کے تنبیہ فرما رہے ہیں کہ نصف صاع قمح یعنی گندم مراد ہے۔ جیسا کہ حدیث مسلم میں آچکا ہے۔ نصف صاع من طعام۔ اگرچہ طرانیؒ کی روایت سے نصف صاع من تمر معلوم ہوتا ہے۔ مگر راوی کا تصرف ہے۔ صحیح اور محفوظ یہی ہے۔ نصف صاع من طعام۔ الحدیث۔

بَابُ النَّسْكِ شَاةً

ترجمہ۔ نیکے مراد بکری ہے۔

حدیث نمبر ۱۵۹۸ حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ عِجْرَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَعْقِلٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَاهُ أَنَّهُ يَقْطَعُ عَلَى وَجْهِهِ فَقَالَ أَيُّ ذِيكَ هُوَ أَمَّاكَ قَالَ نَعَمْ

فَامَرَهُ اَنْ يَخْلُقَ وَهُوَ بِالْحُدَيْبِيَّةِ وَلَمْ يَتَبَيَّنْ لَهُمْ اَتَهُمْ يَحِلُّونَ بِهَا
وَهُمْ عَلَى طَيْحٍ اَنْ يَدْخُلُوا مَكَّةَ فَاَنْزَلَ اللهُ الْفِذْيَةَ فَامَرَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى
اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُطْعِمَ فَرَقَابَيْنِ سِتَّةٍ اَوْ يَهْدِيَ شَاةً اَوْ يَصُومَ ثَلَاثَةَ
اَيَّامٍ وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يُوسُفَ الْحَمْدِي عَنْ كَعْبِ بْنِ عَجْزَةَ اَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ رَأَاهُ وَقُلُّهُ يَسْقُطُ عَلَى وَجْهِهِ مِثْلَهُ -

ترجمہ حضرت کعب بن عجرہؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان
کو اس حال میں دیکھا جب کہ وہ جوئیں ان کے چہرہ پر گر رہے تھے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ
کیا تمہاری جوئیں تمہیں تکلیف پہنچا رہی ہیں۔ میں نے کہا ہاں! تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے انہیں سر منڈانے کا حکم دیا۔ جب کہ وہ حدیبیہ میں تھے۔ اور آپؐ نے ان کے لئے واضح نہ کیا۔
کہ وہ اس حلق سے حلال ہو جائیں گے۔ درآنحالیکہ یہ لوگ مکہ میں داخل ہونے کی امید رکھتے تھے۔
تو اللہ تعالیٰ نے فدیہ یعنی کفارہ کا حکم نازل فرمایا۔ تو آپؐ نے ان کو حکم دیا کہ وہ چھ مسکینوں کو ایک
فرق یعنی تین صاع کی مقدار کھانا کھلائے یا بکری ذبح کرے یا تین دن کے روزے رکھے۔ اور
دوسری سند سے حضرت کعب بن عجرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
ان کو اس حال میں دیکھا جب کہ جوئیں ان کے چہرے پر گر رہی تھیں۔ اس طرح روایت کی ہے۔

تشریح از شیخ نگوہیؒ | انہم یحلون بہا الہ اس سے مراد یہ ہے کہ جناب رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حلق کی اجازت دے دی جب کہ وہ دخول مکہ کے منتظر تھے۔ وہ
اپنے احرام کو کچھ مدت تک لے جانا چاہتے تھے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا علم نہیں تھا۔
کہ مشرکین مکہ ان کو دخول مکہ سے روک دیں گے۔ اگر علم ہوتا تو آپؐ حلق کی اجازت نہ دیتے کیونکہ
عارض احرام کی وجہ سے تحلل تو قریب تھا۔ **الحاصل** ان کو حلق کا حکم دینا بسبب عذر کے تھا۔
تحلل بالمحرم کے قصد سے نہیں تھا۔

فانزلک اللہ الہ البتہ اللہ تعالیٰ کو ضرور علم تھا کہ عارض ہجر کی وجہ سے تحلل واقع ہو گا۔
اس کے باوجود آیت فدیہ اس لئے نازل فرمائی تاکہ بعد میں آنے والے مسلمانوں کے لئے آسانی
ہو جائے۔

تشریح از شیخ زکریا | لم تبیض لہم یہ زیادتی راوی نے اس لئے ذکر فرمائی تاکہ واضح ہو جائے کہ یہ حلق عذراذی کی وجہ سے ہوا۔ تحلل کے سبب نہیں ہوا۔ چنانچہ فقہار نے اس پر قیاس کرتے ہوئے فرمایا ہے۔ کہ جس عورت کو اپنے حیض کا وقت معلوم ہو یا مریض کو اپنی بیماری کا وقت معلوم ہے۔ وہ اگر اول تھا۔ روزہ افطار کر دیں۔ پھر یہ عوارض منکشف ہوں تو ان پر روزے کی قضا واجب ہو گی۔ جیسے حضرت کعب بن عجرہؓ پر کفارہ واجب کیا گیا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کو علم تھا کہ بعد میں تحلل ہونے والا ہے۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى فَلَا رَفَثَ

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ کے اس قول کا مطلب فلا رَفَثَ ۔

حدیث نمبر ۱۵۹۹ حَدَّثَنَا سُلَيْمُ بْنُ حَرْبٍ الْإِمْنَانِيُّ هَرِيرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَجَّ هَذَا الْبَيْتَ فَلَمْ يَرَفَثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَمَا وَلَدَتْهُ أُمُّهُ ۔

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جو شخص اس بیت اللہ کا حج کرنے کے ارادے سے آئے تو نہ جماع کی باتیں کرے اور نہ کوئی گناہ کرے۔ تو وہ ایسے واپس ہو گا جیسے اس کی ماں نے اس کو جنم دیا۔

تشریح از قاسمی | قرآن مجید میں فلا رَفَثَ کا لفظ ہے اور حدیث میں لم یرَفَثَ وارد ہے۔ اس رَفَثَ کے معنی میں مختلف اقوال ہیں۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں۔ رَفَثَ بول کر اس سے جماع مراد لیا جاتا ہے۔ جہور کا یہی قول ہے۔ اور کبھی اس سے فحش گوئی مراد لی جاتی ہے۔ اور کبھی اس سے ذکر جماع مراد لیتے ہیں اور اور بعض نے کہا کہ ذکر الجماع مع النساء پر اطلاق ہوتا ہے مطلق نہیں۔ ان اقوال مختلفہ کی طرف اشارہ کرنے کے لئے امام بخاریؒ نے فلا رَفَثَ کی تفسیر نہیں فرمائی۔ تاکہ حسب موقعہ معنی مراد لئے جائیں۔

تشریح از شیخ گنگوہی | رَجَعَ كَمَا وَلَدَتْهُ أُمُّهُ ۔ ظاہر ہے کہ اس سے صغیرہ گناہ مراد ہوں گے۔ اگر صغیرہ و کبیرہ دونوں مراد لئے جائیں۔ تو یہ بھی ممکن ہے کیونکہ موقف حج میں جو آپ نے دعائیں مانگی ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ تیسری دعا پر وہ بھی معاف کر دیتے گئے البتہ حقوق العباد ساقط نہیں

ہوں گے۔ جب تک صاحب حقوق ساقط نہ کر دیں۔ ہاں اگر تو یہ صادقہ پائی جائے تو اللہ تعالیٰ صاحب حقوق کو راضی کر کے حقوق العباد ساقط فرما سکتے ہیں۔

تشریح از شیخ زکریا | حج گناہوں کا کفارہ ہے۔ اس مسئلہ میں بحث بہت طویل ہے۔

قطب گنگوہیؒ نے اجمالی طور پر اس مسئلہ کو بیان فرمایا ہے۔ اور کوکب درمی میں بھی اسے بیان فرمایا ہے قاضی عیاض وغیرہ حضرات کا قول نقل کیا ہے کہ اس پر تو سب حضرات کا اجماع ہے کہ کبائر گناہ کا کفارہ توبہ ہے۔ اور روایات واردہ کو صغائر سے مختص کرتے ہیں۔ البتہ بعض اعمال ایسے بھی ہیں جن سے کبائر کے محو ہونے کا امکان ہے جیسے حج وغیرہ۔ چنانچہ قاضی عیاضؒ فرماتے ہیں اہلسنت کا اجماع ہے کہ کبائر کا کفارہ توبہ ہے۔ لیکن دین ساقط نہیں ہوگا۔ خواہ وہ دین اللہ تعالیٰ کا حق کیوں نہ ہو۔ جیسے دین صلوٰۃ۔ دین زکوٰۃ۔ الحاصل شیخ گنگوہیؒ نے بحث کرتے ہوئے لکھا ہے کہ طاعات اور عبادات قائمیں بالطاعات کے اعتبار سے مختلف ہیں۔ بعض کی عبادت سبب کفارہ ہیں بعض کی نہیں کیونکہ بہت سے سونے والے ایسے ہیں جن کا اللہ تعالیٰ کے ہاں اعلیٰ مقام ہے اور بہت سے آدھی رات سے عبادت کرنے والے ہیں۔ جن کو سولے بیداری کے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ تو اسی بنا پر کما ولدۃ امہ کے معنی لئے جاتیں گے۔ اس کی طرف شیخ مرحوم نے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ صغائر اور کبائر کا معاف ہونا بھی ممکن ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ تَعَالَى وَلَا فُسُوقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ

ترجمہ۔ کہ حج میں گناہ اور جھگڑا کسی سے نہ کرے۔

حدیث نمبر ۱۶۰۰ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ الْإِمْلَاقِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَجَّ هَذَا الْبَيْتَ فَلَمْ يَدْرِثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَيَوْمٍ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ۔

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص بیت اللہ کی زیارت کے لئے نکلے تو وہ نہ بے ہودہ باتیں کرے اور نہ گناہ کے کام کرے تو وہ ایسے واپس لوٹے گا اس دن کی طرح جس دن اسے ماں نے جنا۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَأَنْتُمْ حُرْمٌ عَلَيْهِ

ترجمہ۔ احرام کی حالت میں شکار کو قتل نہ کرو۔ اور تم میں سے جس نے جان بوجھ کر شکار کو قتل کر دیا۔ تو اس کا کفارہ اس جیسا چوپایہ ادا کرنا ہے۔ جس کا فیصلہ تم میں سے دو عدل والے آدمی کریں۔ ہدی بنا کر کعبہ تک پہنچاؤ۔ یا کفارہ ہے۔ مسکینوں کو کھانا کھلانا یا اس کے برابر روزہ رکھنا ہے۔ عزیز ذواتِ انتقام اور تمہارے لئے سمندر ہی شکارِ حلال ہے۔ اور اس کا طعام بھی تمہارے نفع کے لئے ہے۔ الیہ تشریح از شیخ گنگوہی **اھلکم صید البحر۔ صید اس شکار کو کہتے ہیں جسے کسی آلہ سے سمندر سے لیا جائے۔ طعام وہ ہے جو بغیر کسی جال اور کٹے کے کسی کے ہاتھ آئے۔ کہ خود سمندر اس کی طرف پھینک دے۔**

تشریح از شیخ زکریا صید اور طعام کی تفسیر میں مختلف اقوال ہیں۔ شیخ گنگوہی نے جو تفسیر بیان فرمائی ہے وہ مسلک حنفیہ کے مطابق ہے۔ امام بخاری نے بھی ذرائع میں اس طرح تفسیر فرمائی ہے۔ کہ صید وہ ہے جسے شکار کیا جائے اور طعام وہ ہے جسے سمندر پھینکے یہ تفسیر شیخ گنگوہی کی تفسیر کے موافق ہے۔ باقی تفصیل اور جز میں دیکھئے۔

بَابُ إِذَا صَادَ الْحَلَالُ فَأُهْدِيَ لِلْمُحْرَمِ أَكَلَهُ وَلَمْ يَرِ

ابْنُ عَبَّاسٍ وَ أَسَىٰ بِالدَّبْحِ بِأَسَاةٍ هُوَ غَيْرُ الصَّيْدِ نَحْوُ الْإِبِلِ وَالْغَنَمِ وَالْبَقَرِ وَالذَّجَاجِ وَالْخَيْلِ يُقَالُ عَدَلُ ذَلِكَ مِثْلُ فَإِذَا كُسِرَتْ عِدْلُ فَهُوَ زِنَةٌ ذَلِكَ قِيَامًا قَوَامًا يَعْدِلُونَ عَدْلًا

ترجمہ۔ جب کوئی غیر محرم شکار کر کے محرم کو بطور ہدیہ کے دے۔ تو محرم اسے کھا سکتا ہے۔ حضرت ابن عباسؓ اور حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ اگر محرم ذبح کر دے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ بشرط یہ ہے کہ شکار نہ ہو۔ جیسے اونٹ۔ گائے۔ بکری۔ مرغی اور گھوڑے کا ذبح کرنا جائز ہے۔ آگے عدل بالفتح اور عدل بالکسر میں فرق بیان کرتے ہیں کہ عدل کے معنی تو مساوات کے ہیں۔ لیکن جب عین پر کسر پڑھو تو عدل کے معنی گٹھڑی کے ہیں۔ اور جملہ اللہ الکعبۃ البیت الحرام قیاماً بمعنی قواماً کے ہے۔

یعنی اس کعبہ سے دین و دنیا کے امور کا قیام ہے۔ اور سورۃ النعام میں ثم الذین کفروا یرہم
یعد لون یعنی يجعلون له عدلا ای مثلاً تعالی اللہ عنہ۔

حدیث نمبر ۱۰۸۰۰ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ
قَالَ انْطَلَقَ أَبِي عَامٍ الْحُدَيْبِيَّةَ فَأَحْرَمَ أَصْحَابُهُ وَلَمْ يَحْرِمُوا وَحَدَّثَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ عَدُوًّا أَيْغِزُوهُ فَاِنْطَلَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَبَيْنَمَا أَنَا مَعَ أَصْحَابِي تَضَحِكُ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ فَنَظَرْتُ فَإِذَا أَنَا
بِحِمَارٍ وَخَيْشٍ فَجَمَلْتُ عَلَيْهِ فَطَعَنَتْهُ فَأَثْبَتَهُ وَاسْتَعْنَتْ بِهِمْ فَأَبَوْا أَنْ
يُعِينُونِي فَأَكَلْنَا مِنْ لَحْمِهِ وَخَشِينَا أَنْ نُقْتَطَعَ فَطَلَبْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ أَرْفَعُ فَرَسِي شَاوًا أَسِيرُ شَاوًا فَلَقِيتُ رَجُلًا مِّنْ بَنِي غِفَارٍ فِي جَوْفِ
الَّيْلِ قُلْتُ أَيْنَ تَرَكْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَرَكْتُهُ بِتَعْمَهَتْ وَهُوَ
قَائِلٌ السَّقِيَا فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أَهْلَكَ يَقْرُؤُونَ عَلَيْكَ السَّلَامَ وَرَحْمَةَ اللَّهِ
إِنَّهُمْ قَدْ خَشَوْا أَنْ يُقْتَطِعُوا دُونَكَ فَاِنْتَظَرْتُهُمْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَصَبْتُ
جَادًا وَخَيْشًا وَعِنْدِي مِنْهُ فَاضِلَةٌ فَقَالَ لِلْقَوْمِ كُلُوا وَهُوَ مُحْرِمُونَ۔

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن ابی قتادہؓ فرماتے ہیں کہ میرا باپ حدیبیہ والے سال روانہ ہوا ان کے
ساتھیوں نے تو احرام باندھا لیکن انہوں نے نہ باندھا۔ درآسنا لیکہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو
بنلایا گیا کہ دشمن آپ سے جنگ کا ارادہ رکھتا ہے۔ پھر جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم چلتے ہوئے
میں بھی آپ کے اصحاب کے ہمراہ چل رہا تھا کہ وہ ایک دوسرے کو مہنارہے تھے۔ پس اچانک
میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک گورخر ہے۔ جس پر میں نے حملہ کر دیا۔ اور اس کے ایسا نیزہ مارا کہ اسے ٹھہرنے
پر مجبور کر دیا۔ میں نے اُن سے مدد طلب کی۔ تو انہوں نے میری مدد کرنے سے انکار کر دیا۔ پس ہم نے
حمار و خشی کا گوشت کھایا۔ اور ہمیں خطرہ لاحق ہوا کہ ہم کہیں آپ سے پیچھے نہ رہ جائیں۔ تو میں نے جناب نبی
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاش کرنا شروع کیا۔ کچھ دیر تو میں اپنے گھوڑے کو تیز دوڑاتا تھا اور کچھ دیر آہستہ
چلاتا تھا۔ تو ادھی رات کے وقت قبیلہ بنی غفار کا ایک آدمی مجھے ملا۔ جس سے میں نے پوچھا کہ جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو کہاں پھوڑا آئے ہو۔ اس نے کہا چشمہ تعصن پر پھوڑا آیا ہوں۔ اور آپ کا ارادہ سقیام مقام

پر قبولہ کرنے کا تھا۔ چنانچہ میں نے آپ کے پاس پہنچ کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ کے صحابہ آپ پر سلام پڑھتے ہیں۔ آپ کے لئے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کی دعا کرتے ہیں۔ ان کو خطرہ ہے کہ کہیں آپ سے پیچھے نہ رہ جائیں۔ پس آپ ان کا انتظار فرمائیں۔ میں نے یہ بھی کہا یا رسول اللہ! میں نے ایک حمار وحشی کا شکار کیا ہے۔ اور میرے پاس اس کا بچا ہوا موجود ہے۔ تو آپ نے قوم سے فرمایا: کھاؤ، حالانکہ وہ احرام باندھے ہوئے تھے۔

تشریح از شیخ گنگوہی | **وہو غیر الصید** یعنی مذبح شکار نہیں تھا اگر شکار ہوتا تو محرم کو اس کے ذبح کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ فہو نہ ننتہ ذلک یعنی عدل کبسر العین کہ معنی وزن میں دوسرے چیز کے مساوی ہونا۔ پس اس سے اس چیز کی طرف اشارہ کیا جو یہاں پر مذکور نہیں ہے یعنی بوجھ کے دو پٹروں میں سے ایک جس کو عدلین سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

فاہرم اصحابہ وہو غیر محرم ظاہر یہ ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو کسی ضرورت کے لئے میقات کے اندر بھیجا تھا۔ توجب وہ میقات میں سے گزرے تو ان کا مقصد دخول مکہ نہیں تھا۔ بلکہ کام سے فارغ ہو کر واپس مدینہ جانا چاہتے تھے۔ لیکن جب کام سے فارغ ہو گئے۔ تو پھر دخول مکہ کا قصد کر لیا۔ تو اس کا حکم اس شخص کا ہو گا جو داخل میقات ہو۔ تو وہ حل سے جہاں سے جاہیں احرام باندھ سکتے ہیں۔

ہشینا یعنی تقطع کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا نہ ہو جائیں کہ قلیل ہونے کی وجہ سے دشمن ہمیں قتل کر دے گا۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں سے جو کثیر تھے ہم پیچھے رہ جائیں گے۔ **واسیر شاد** یعنی بسیر معتاد عادت کے مطابق چلنا۔

تشریح از شیخ زکریا | میرے نزدیک راجح یہ ہے کہ حضرت ابو قتادہؓ آپ کے ساتھ روانہ نہیں ہوئے تھے بلکہ اہل مدینہ نے ان کو اطلاع دینے کے لئے بھیجا تھا۔ کہ کچھ قبائل عرب مدینہ کوٹ مار کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ تو روحار مقام تک پہنچنے سے پہلے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ گیا تو آپ نے دشمن کے حالات معلوم کرنے کے لئے ساحل البحر کی طرف بھیجا۔ چنانچہ قاحۃ کے مقام پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقی ہوئے۔ تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس غیر محرم کو صدقات وصول کرنے کے لئے بھیج دیا۔ چنانچہ وہ عثمان واپس پہنچے۔ اس طرح سب روایات جمع ہو جائیں گی۔

اور یہ حدیث کے سال کا واقعہ ہے۔ یہی مشہور ہے۔

تشریح از قاسمی | جزء مثل ما قتل من النعمان امام مالک امام شافعی اور امام احمد بن الحسن فرماتے ہیں اگر صید مقتول کا مثل موجود ہو جیسے شتر مرغ کا مثل ابل ہے۔ نیز ائمہ ثلاثہ یہ بھی فرماتے ہیں کہ تعین ہدی۔ اطعام اور صیام میں اختیار حکمین عدلین کو ہے۔ مثل میں مثل معتبر ہے ورنہ جو قیمت وہ مقرر کر دیں وہی دینی پڑے گی۔ حضرت امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ بہر صورت قیمت واجب ہے۔ اگرچہ اس کی مثل بھی موجود ہو۔ تو پھر اس قیمت سے ہدی خرید کرے۔ یا کھانا کھلائے یا قیمت کا صدقہ کرے۔ شیخین فرماتے ہیں کہ قاتل کو اختیار ہے جس چیز کا تعین کرے۔ کیونکہ وجوب اسی پر ہے۔ تو تعین کا اختیار بھی اسی کو ہوگا۔ جیسا کہ ہمیں میں اسی کو اختیار ہے۔ تعین ایک چشمہ ہے جو سقیا سے تین میل کے فاصلہ پر ہے۔ اور سقیا مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک بڑی بستی ہے۔

بَابُ إِذَا رَأَى الْمُحْرِمُونَ صَيْدًا فَضَحِكُوا فَطَنِ الْحَلَالُ

ترجمہ محرم شکار کو دیکھ کر ہنس پڑیں اور غیر محرم سے سمجھ جائے کہ شکار ہے۔

حدیث نمبر ۱۶۰۲ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ الرَّبِيعِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ قَالَ انْطَلَقْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْحَدِيدِ بَيْتَةَ فَاحِرٍ أَصْحَابُهُ وَلَمْ أَحْرِمُوا فَانْتَبَيْنَا بَعْدَ بَغِيْقَةٍ فَتَوَجَّهْنَا نَحْوَهُمْ فَبَصُرَ أَصْحَابِي بِجَمَارٍ وَحُشٍّ فَجَعَلَ بَعْضُهُمْ يَضْحَكُ إِلَى بَعْضٍ فَانْظَرْتُ فَرَأَيْتُهُ فَحَمَلْتُ عَلَيْهِ الْفَرَسَ فَطَعَنْتُهُ فَأَثْبَتَهُ فَاسْتَفْتَيْتُهُمْ فَأَبَوْا أَنْ يُعِينُونِي فَأَكَلْنَا مِنْهُ ثُمَّ لَحِقْتُ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخَشِينَا أَنْ نَقْتَطَعَ أَرْفَعُ فَرَسِي شَأْوَ وَاسِيرُ عَلَيْهِ شَأْوَ فَلَقِيتُ رَجُلًا مِنْ بَنِي غِفَارٍ فِي جَوْفِ اللَّيْلِ فَقُلْتُ أَيْنَ تَرَكْتَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ تَرَكْتُهُ بِتَمِيمٍ وَهُوَ قَائِلُ السُّقْيَا فَلَحِقْتُ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى أَتَيْتُهُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أَصْحَابَكَ أَرْسَلُوا يَقْرَءُونَ عَلَيْكَ السَّلَامَ وَرَحِمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ وَإِنَّهُمْ قَدْ خَشَوْا أَنْ يَقْتَطِعَهُمُ الْعَدُوُّ وَذُنُكَ فَأَنْظَرَهُمْ

فَفَعَلَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا صَدْنَا جَمَادَ وَحِشَ وَإِنَّ عِنْدَنَا فَاضِلَةً فَقَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَصْحَابِهِ كُلُّوْا دُهُمُ مُخْرِمُونَ -

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن ابی قتادہؓ سے مروی ہے کہ ان کے باپ نے حدیث بیان کی۔ ہم
جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حدیبیہ والے سال چلے۔ آپ کے اصحابؓ نے احرام
باندھا اور میں نے احرام نہ باندھا۔ کیونکہ ہمیں غیقہ میں دشمن کے حملہ کی خبر دی گئی۔ تو ہم ان کی طرف
متوجہ ہوئے۔ میرے ساتھیوں نے حمار وحشی کو دیکھا تو ایک دوسرے کو دیکھ کر ہنس رہے تھے۔
تو میں نے بھی نظر کر کے اسے دیکھ لیا۔ پس میں نے گھوڑے سے اس پر حملہ کر دیا۔ میں نے اس کو
ایک ایسا نیزہ مارا جس سے میں نے اسے اسی جگہ ٹھہرا لیا۔ پس میں نے ان سے مدد طلب کی لیکن
ان حضرات نے میری مدد کرنے سے انکار کر دیا۔ پس اس میں سے ہم نے کھایا۔ پھر میں جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچ گیا۔ ہمیں خطرہ تھا کہ دشمن کی وجہ سے ہم ایک دوسرے
سے جدا نہ ہو جائیں۔ اس لئے میں اپنے گھوڑے کو تھوڑی دیر دوڑاتا تھا اور کچھ دیر اس پر آہستہ
چلتا تھا۔ مجھے آدھی رات کے وقت بنی غفار کا ایک آدمی ملا۔ میں نے اس سے پوچھا تو نے جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہاں چھوڑا۔ اس نے کہا کہ چٹمہ تعن میں چھوڑا جب کہ آپ سقیا
مقام میں قیلو کہ کرنے والے ہیں۔ پس میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنا چاہتا تھا۔
حتیٰ کہ میں آپ تک پہنچ گیا۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! آپ کے اصحاب نے مجھے بھیجا ہے۔ وہ
آپ پر سلام پڑھتے ہیں اور آپ کے لئے اللہ تعالیٰ کی رحمت کی دعا کرتے ہیں۔ اور ان کو خطرہ
تھا کہ کہیں ہم دشمن کی وجہ سے آپ سے جدا نہ ہو جائیں۔ اس لئے آپ ان کا انتظار فرمائیں چنانچہ
آپ نے ایسا ہی کیا۔ میں نے کہا۔ یا رسول اللہ! بے شک ہم نے حمار وحشی کا شکار کیا۔ اور ہمارے
پاس اس کا کچھ بچا ہوا موجود ہے۔ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے
فرمایا کہ کھاؤ۔ حالانکہ وہ احرام باندھے ہوئے تھے۔

تشریح از قاسمی | اسے نقطع یعنی کہیں دشمن ہمیں آپ سے جدا نہ کر دے۔ کیونکہ

آپ ہم سے پہلے چلے گئے تھے۔

بَابُ لَا يُعِينُ الْمُحْرِمُ الْحَلَالَ فِي قَتْلِ الصَّيْدِ

ترجمہ: محرم شکار کے قتل کرنے میں غیر محرم کی مدد نہ کرے۔

حدیث نمبر ۱۶۰۳ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ السَّيِّغِيُّ أَبَا قَتَادَةَ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْقَاحَةِ مِنَ الْمَدِينَةِ عَلَى ثَلَاثٍ وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْقَاحَةِ وَهِيَ الْمُحْرِمُ وَمَتَاعِيْدُ الْمُحْرِمِ فَرَأَيْتُ أَصْحَابِي يَتَرَاءَوْنَ شَيْئًا فَنَظَرْتُ فَإِذَا جَارٌ وَحْشٍ يُعْنَى وَفَعَّ سَوْطُهُ فَقَالُوا لَا تُعِينُكَ عَلَيْهِ بِشَيْءٍ إِنَّا مُحْرِمُونَ فَتَنَاوَلْتُهُ فَأَخَذْتُهِ ثُمَّ أَتَيْتُ الْجَارَ مِنْ وَرَائِ الْأَكْمَةِ فَعَقَرْتُهُ فَاتَيْتُ بِهِ أَصْحَابِي فَقَالَ بَعْضُهُمْ كُلُّوْا وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا تَأْكُلُوْا فَاتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ أَمَامَنَا فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ كُلُّوْهُ حَلَالٌ قَالَ لَنَا عَمْرُو إِذْ هَبُّوا إِلَى صَالِحٍ فَسَلُّوْهُ عَنْ هَذَا وَغَيْرِهِ وَتَقَدَّمَ عَلَيْنَا هُنَا۔

ترجمہ: حضرت ابو قتادہؓ فرماتے ہیں کہ ہم جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ قاحہ میں تھے جو مدینہ سے تین مراحل پر ہے۔ دوسری سند سے حضرت ابو قتادہؓ نے فرمایا کہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ مقام قاحہ میں تھے۔ بعض ہم میں سے احرام والے تھے اور بعض احرام والے نہیں تھے۔ پس میں نے اپنے ساتھیوں کو دیکھا کہ وہ ایک دوسرے کو کوئی چیز دکھا رہے ہیں پس میں نے بھی دیکھا کہ وہ ہمارا وحشی ہے۔ مقصد ان کا یہ تھا کہ ان کا چابک گر پڑا تو انہوں نے کہا کہ ہم تو اس پر تیری کسی طرح سے امداد نہیں کریں گے۔ کیونکہ ہم تو احرام والے ہیں۔ تو میں نے خود پکڑ کر اسے لے لیا۔ پس میں ایک ریت کے ٹیلے سے پیچھے سے میں ہمارا وحشی کے پاس آیا۔ پس میں نے اسے قتل کر دیا۔ اور اسے میں اپنے ساتھیوں کے پاس لے آیا۔ تو بعض نے کہا کہ تم اسے مت کھاؤ۔ تو میں اس کو لے کر جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے آیا۔ جب کہ آپؐ ہلکے آگے کسی مقام پر تھے۔ تو میں نے آپؐ سے فتویٰ پوچھا۔ آپؐ نے فرمایا کھاؤ حلال ہے۔ عمرو نے ہمیں کہا کہ تم صالح کے پاس جاؤ اور ان سے اس کے متعلق پوچھو اور ان کے علاوہ بھی پوچھو وہ اس جگہ

ہمارے پاس آئے ہوئے ہیں۔
تشریح از شیخ گنگوہی | یعنی دفع سوطہ لفظ یعنی بعض روایہ نے زیادہ کیلئے ہے کیونکہ ان کے
 استاذ نے بعینہ یہ لفظ ذکر نہیں کیا خلاصہ یہ ہے کہ اس سے اشارہ کرنا ہے کہ استاذ کے کلام کے معنی تو وہی
 ہیں جو میں نے ذکر کر دیئے البتہ خصوصی لفظ یاد نہیں رہا۔ قال لنا عمرو یعنی استاذ عمرو جس دن یہ حدیث
 بیان کر رہے تھے وہ مکہ معظمہ آئے ہوئے تھے۔ شاگردوں کو حکم دیا۔ کہ وہ حضرت استاذ صالح سے اس حدیث
 اور دیگر امور ان سے سن لیں۔

تشریح از شیخ زکریا | لانعینک علیہ اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام کو اس کا علم تھا کہ محرم
 شکار کرنے میں کسی قسم کی امداد نہیں کر سکتا۔

قال لنا عمرو | اس سے مقصد ان کا یہ ہے کہ ان کے ضبط کی تائید ہو جائے۔ کہ صالح بن کیسان سے
 ان کا سماع ہے۔ صالح بن کیسان مدنی تھے۔ جو مکہ میں تشریف لائے تھے۔ تو عمرو بن دینار نے اپنے شاگردوں
 سے کہا کہ وہ خود میرے استاذ سے سن لیں۔

تشریح از قاسمی | مسند ابو عوانہ میں ہے فسند لنتہ لبشی فاخذتہ یعنی چابک کو پہلے کسی چیز
 سے لے کر اس کو پکڑ لیا۔ تو اب وہ اعتراض رفع ہو گیا کہ تناء لنتہ کے بعد اخذتہ کی ضرورت تھی۔

بَابُ لَا يُشِيرُ الْمُحْرِمُ إِلَى الصَّيْدِ لِكَيْ يَصْطَادَهُ الْحَلَالُ

ترجمہ۔ کوئی احرام والا شکار کی طرف اشارہ نہ کرے تاکہ حلال اسے شکار کر لے۔

حدیث نمبر ۱۶۰۴ | حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ أَنَّ أَبَاهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَدَجَ حَاجًّا فَخَرَجُوا مَعَهُ فَصَرَفَ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ فِيهِمْ أَبُو قَتَادَةَ فَقَالَ خُذُوا سَاحِلَ الْبَحْرِ حَتَّى تَنْتَفِي فَآخِذُوا سَاحِلَ الْبَحْرِ فَلَمَّا انْصَرَفُوا أَحْرَمُوا أَكْلَهُمْ إِلَّا أَبُو قَتَادَةَ لَمْ يُحْرِمْ بَيْنَمَا هُمْ يَسِيرُونَ إِذْ رَأَوْا حِمْرًا وَحِشًّا فَحَمَلَ أَبُو قَتَادَةَ عَلَى الْحِمْرِ فَقَعَرَهَا أَتَانَا فَنَزَلُوا فَأَكَلُوا مِنْ لَحْمِهَا وَقَالُوا إِنَّا كُلُّ لَحْمٍ صَيْدٍ وَنَحْنُ مُحْرِمُونَ فَحَمَلْنَا مَا بَقِيَ مِنْ لَحْمِ الْأَتَانِ فَلَمَّا أَتَوَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا كُنَّا أَحْمَنًا وَقَدْ كَانَ أَبُو قَتَادَةَ لَمْ يُحْرِمْ

فَرَأَيْنَا حُمِدًا وَحُشًا فَجَمَلْنَا عَلَيْهَا أَبُو قَتَادَةَ فَقَعَصَ مِنْهَا أَتَانَا فَنَزَلْنَا فَأَكَلْنَا مِنْ لَحْمِهَا ثُمَّ قُلْنَا أَنَا كُلْ لَحْمَ صَيْدٍ وَنَحْنُ مُحْرِمُونَ فَعَمَلْنَا مَا بَقِيَ مِنْ لَحْمِهَا قَالَ مِنْكُمْ أَحَدٌ أَمَرَهُ أَنْ يَجْمَلَ عَلَيْهَا أَوْ أَشَارَ إِلَيْهَا قَالُوا لَا قَالَ فَكُلُوا مَا بَقِيَ مِنْ لَحْمِهَا -

ترجمہ۔ حضرت ابو قتادہ خبر دیتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حج کی نیت سے روانہ ہوئے تو صحابہ کرام بھی آپ کے ہمراہ روانہ ہوئے۔ تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں ایک گمروہ کو پھیر دیا۔ جن میں حضرت ابو قتادہ بھی تھے۔ جن سے آپ نے فرمایا کہ وہ سمندر کے کنارہ کنارہ پکڑیں یہاں تک کہ ہم سے آکر ملیں۔ چنانچہ انہوں نے سمندر کا کنارہ اختیار کیا۔ تو جب یہ لوگ لشکر سے پھر گئے۔ تو باقی سب نے احرام باندھا صرف ابو قتادہ نے باندھا۔ پس اس اثنا میں کہ وہ چل رہے تھے۔ کہ انہوں نے کئی حمار وحشی دیکھے۔ تو ابو قتادہ نے ان پر حملہ کر دیا اور ان میں سے ایک مادہ حمار وحشی کو قتل کر دیا۔ چنانچہ وہ سواریوں سے اترے اور اس کے گوشت کو کھالیا۔ وہ پھر کہنے لگے ہم تو محرم ہیں۔ کیا ہم شکار کا گوشت کھا سکتے ہیں۔ چنانچہ بچا کچھا گوشت اپنے ساتھ اٹھالیا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگے یا رسول اللہ بے شک ہم نے تو احرام باندھ رکھا تھا لیکن ابو قتادہ نے نہیں باندھا تھا ہم نے حمار وحشیوں کی ایک ٹولی دیکھی جس پر ابو قتادہ نے حملہ کر دیا۔ جن میں سے ایک مادہ حمار وحشی کو قتل کر دیا۔ پس ہم اترے اور اس کا گوشت کھالیا۔ پھر ہم کہنے لگے کہ کیا ہم محرم ہو کر اس شکار کا گوشت کھا سکتے ہیں۔ اور ہم اس کے گوشت کا کچھ حصہ اٹھا کر لاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ تم میں سے کسی نے اس کو حملہ کرنے کا حکم دیا۔ یا اس کی طرف اشارہ کیا تو انہوں نے کہا نہیں جس پر آپ نے فرمایا کہ تم اس حمار وحشی کا بچا ہوا گوشت کھا سکتے ہو۔

تشریح از قاسمی | **اخرج حاجا** یہ لفظ غلط ہے۔ کیونکہ حج الوداع میں تو آپ کے ساتھ جمع کثیر تھی۔ اور وہ ساحل سمندر کے راستہ کوئی نہیں گیا۔ بلکہ شاہراہ عام پر چلتے رہے بلکہ یہ ایک عمرہ کا واقعہ ہے۔ تو حاجا بمعنی قاصد کے ہو گا۔ عمرہ میں بھی قصد بیت اللہ پایا جاتا ہے۔

بَابُ إِذَا هَدَى لِلْمُحْرِمِ حِمَارًا وَحُشِيًّا حَيًّا لَمْ يَقْبَلْ

ترجمہ۔ جب کوئی محرم کو حمار وحشی زندہ ہدیہ کے طور پر دے تو اسے قبول نہ کرے۔

حدیث نمبر ۱۶۰۴ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ عَنْ الصَّعْبِ بْنِ جَمَّةَ اللَّيْثِيِّ أَنَّهُ أَهْدَى لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَارًا وَحُشِيًّا وَهُوَ بِالْأَبْوَاءِ أَوْ بَوْدَاتٍ قَرَدَهُ عَلَيْهِ فَلَمَّا رَأَى مَا فِي وَجْهِهِ قَالَ إِنَّا لَمُ نَرُدُّهُ عَلَيْكَ إِلَّا أَنَا حُدْمٌ.

ترجمہ: حضرت صعّب بن جبار لئی سے مروی ہے کہ انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جب کہ آپ ابوار یا یاد دان کے مقام میں تھے تو ایک حمار وحشی پیش کیا۔ تو آپ نے اسے واپس کر دیا جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ناراضگی کے آثار ان کے چہرے میں دیکھے تو فرمایا ہم نے اسے آپ پر اس لئے واپس کیا کہ ہم احرام والے ہیں۔

تشریح از شیخ نگلوہی | حمار وحشیاً اس سے امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ حدیث میں جو حمار وحشیاً وارد ہے اس سے زندہ حمار مراد ہے مگر بعض روایات میں یہ الفاظ وارد ہیں ارسلہ الیہ بعد ذبحہ اگرچہ حدیث باب تو تاویل کی محتاج نہیں۔ البتہ جن روایات میں یہ الفاظ وارد ہیں تو ان کی تاویل کی جائے گی

تشریح از شیخ زکریا | بلکہ بعض روایات میں لحم حمار وحش کے الفاظ ہیں۔ تو ان کو تعدد واقعات پر محمول کیا جائے گا۔ بعض حضرات نے وجہ ترجیح بیان فرمائی ہیں اور بعض جمع بین الروایات کی صورت بیان کی ہے جن کی تفصیل ادجز المسالک میں ملے گی۔ امام بخاریؒ نے جو حمار وحشیاً ذکر کیا ہے اس سے جمع بین الروایات کی صورت بیان کی ہے۔ اس لئے آنجناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ابو قتادہ سے قبول فرمایا تھا وہ مذبوح تھا جس کو رد کیا وہ زندہ تھا۔

بَابُ مَا يَقْتُلُ الْمُحْرِمُ مِنَ الدَّوَابِّ

ترجمہ: محرم کون کون سے جانور مار سکتا ہے۔

حدیث نمبر ۱۶۰۶ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَمْسٌ مِنَ الدَّوَابِّ لَيْسَ عَلَى الْمُحْرِمِ فِي قَتْلِهِنَّ جُنَاحٌ يَسْنَدُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَسَنَدٍ آخَرَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ قَالَتْ حَفْصَةُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمْسٌ مِنَ الدَّوَابِّ لَا حَرَجَ

عَلَى مَنْ قَتَلَهُنَّ الْغُرَابُ وَالْحِدَاةُ وَالْفَارَةُ وَالْعُقْبُ وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ -

ترجمہ۔ کئی سندوں کے واسطے سے حضرت ابن عمر فرماتے ہیں کہ انہوں نے نبی بنی حفصہ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ وہ فرماتی تھیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ پانچ جانور ہیں جن کے قتل کرنے پر کوئی تنگی نہیں ہے۔ کوّا۔ گدھ۔ چوہا۔ بچھو اور باؤ لاکتا۔

حدیث نمبر ۱۶۰۷ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَحْسَبُ مِنَ الذَّوَابِ كُلِّهُنَّ فَاسِقٌ يَقْتُلُهُنَّ فِي الْحَرَمِ الْغُرَابُ وَالْحِدَاةُ وَالْعُقْبُ وَالْفَارَةُ وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ -

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ پانچ جانور ہیں جو سب کے سب موزی ہیں جن کو حرم میں قتل کیا جاسکتا ہے۔ کوّا۔ گدھ۔ بچھو۔ چوہا اور باؤ لاکتا۔

حدیث نمبر ۱۶۰۸ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَارٍ مِنِّي إِذْ نَزَلَ عَلَيْهِ وَالْمُرْسَلَاتُ وَإِنَّهُ لَيَتْلُوهَا وَإِنَّهُ لَيَتْلُوهَا وَإِنِّي لَا تَلْقَاهَا مِنْ فِيهِ وَإِنَّ فَاهُ لَرَطْبٌ بِهَا إِذْ وَثَبْتُ عَلَيْنَا حَيَّةٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْتُلُوهَا فَاِئْتَدَرْنَا هَا فَذَهَبَتْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَيْتُمْ شَرَّكُمْ كَمَا وَقَيْتُمْ شَرَّهَا قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ إِنَّمَا أَرَدْنَا بِهَذَا أَنَّ مِنِّي مِنَ الْحَرَمِ وَأَنَّهُمْ لَمْ يَرَوْا بِقَتْلِ الْجَنَّةِ بَأْسًا -

ترجمہ۔ حضرت عبد اللہؓ فرماتے ہیں کہ اس اثنا میں ہم جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ منی کے ایک خیمہ میں تھے کہ اچانک آپ پر سورۃ والمرسلات اتر سی۔ اور ابھی آپ اس کی تلاوت کر رہے تھے اور میں آپ کے منہ مبارک سے اُسے حاصل کر رہا تھا اور ابھی آپ اس سورۃ کے ساتھ رطب اللسان یعنی آپ کا منہ اس سے تر تھا کہ اچانک ایک سانپ ہم پر کودا جس پر آپ نے فرمایا کہ اس کو قتل کر دو۔ پس ہم نے اس پر حملہ کرنے میں ایک دوسرے پر سبقت حاصل کرنے کی کوشش کی کہ وہ بھاگ کر چلا گیا۔ جس پر آنجناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ وہ سانپ تمہارے شر سے بچ گیا۔ جیسا کہ تم اس کے شر سے بچ گئے۔ امام بخاریؒ نے فرمایا اس حدیث سے ہمارا مقصد یہ ہے کہ منی حرم میں سے ہے۔ اور صحابہ کرامؓ سانپ کے قتل کرنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔

حدیث نمبر ۱۶۰۹ حَدَّثَنَا إِبْنُ سَمْعِيلٍ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِلْوَزَّاعِ قُوسِيٍّ وَلَمْ أَسْمَعْهُ أَمْرًا بِقَبْلِهِ.

ترجمہ: حضرت عائشہؓ زوجہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کرلا کے متعلق فرمایا ہے کہ وہ موذی ہے۔ لیکن میں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنا اس کے قتل کرنے کا حکم دیا ہو۔

تشریح از شیخ نگلوہٹی | اخار دنا ہملا ان منی منی الحرم امام بخاریؒ کی اس سے

غرض یہ ہے کہ خمس فواسق میں گھر نہیں ہے اور موذی جانور کا قتل کرنا بھی جائز ہے۔

تشریح از شیخ زکریا | شیخ نگلوہٹی نے جو فائدہ بیان کیا ہے وہ واضح ہے۔ ہاں باقی مطابقت

الحديث بالترجمہ ہے۔ کیونکہ حدیث میں ایسا کوئی لفظ نہیں جس سے معلوم ہو کہ محرم کو قتل کرنے کی اجازت ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ واقعہ لیلۃ عرفہ کا ہے۔ جس میں حالت احرام کی واضح ہے جیسے منی کے لفظ سے حرم کے اندر پہنچنا واضح ہے۔ اس سے ان لوگوں کا رد بھی ہو گیا جو کہتے ہیں کہ قتل حیہ کا واقعہ طواف افاضہ کے بعد پیش آیا۔

تشریح از قاسمی | علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے حرم

اور احرام میں خمس دو اب کا قتل کرنا جائز ثابت ہوا۔ جہور کے نزدیک ان کی تخصیص نہیں ہے بلکہ ہر موذی جانور کا قتل کرنا جائز ہے جیسے شیر۔ بھیڑ یا وغیرہ کلب عقور میں داخل ہیں۔ امام مالکؒ تخصیص کے قائل ہیں۔ لہذا وہ کرلا کے قتل کرنے کی محرم کو اجازت نہیں دیتے اگر کوئی قتل کر دے تو اس کا کفارہ ادا کرے۔

چنانچہ درمختار میں ہے **ھو اسم الارض** کا یہی حکم ہے کیونکہ نہ تو وہ شکاری جانور ہیں اور نہ ہی بدن سے پیدا شدہ اس طرح حملہ آور زندہ کا بھی یہی حکم ہے کہ اس کے حملہ کا دفاع قتل سے کیا جائے۔ اگر دفاع قتل کے بغیر ممکن ہو پھر قتل کر دے تو اس کا کفارہ لازم ہوگا۔

فولست فاسق کی تصنیف ہے اس سے ترجمہ ثابت ہوتا ہے کہ اس کے قتل کرنے کی اجازت ہے۔

مگر حضرت عائشہؓ نے اس کو آپ سے نہیں سنا کہ آپؐ نے اس کے قتل کرنے کا حکم دیا ہو البتہ دوسری روایت میں اس کے قتل کرنے کی تصریح ہے۔ ابن عبد البر نے اس کے قتل پر اتفاق نقل کیا ہے۔

بَابُ لَا يُعْضَدُ شَجَرُ الْحَرَمِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُعْضَدُ شَوْكُهُ

ترجمہ - حرم کے درخت کو نہ کاٹا جائے۔ حضرت ابن عباسؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حرم کا کاٹنا بھی نہ کاٹا جائے۔

حدیث نمبر ۱۶۱۸ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي شَرِيحٍ الْعَدَوِيِّ أَنَّهُ قَالَ قَالَ لِعُمَرُو بْنِ سَعِيدٍ وَهُوَ يَبْعَثُ الْبُعُوثَ إِلَى مَكَّةَ ائْذَنْ لِي أَتِيَهَا أَمِيرُ أَحَدِ ثَنَكٍ قَوْلًا قَامَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْغَدِ مِنْ يَوْمِ الْغَنَمِ فَسَمِعْتُهُ أَذُنَايَ وَوَعَاهُ قَلْبِي وَأَبْصَرْتُهُ عَيْنَايَ حِينَ تَكَلَّمَ بِهِ أَنَّهُ حَمْدُ اللَّهِ وَأَشْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ إِنَّ مَكَّةَ حَرَمَ اللَّهِ وَلَمْ يُحَرِّمْهَا النَّاسُ فَلَا يَحِلُّ لِمُرِيٍّ يَوْمُ مِنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ يَسْفِكَ بِهَا دَمًا وَلَا يُعْضَدُ بِهَا شَجَرَةٌ فَإِنْ أَحَدٌ تَرَخَّصَ لِقَوْلِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُولُوا لَهُ إِنَّ اللَّهَ أَذِنَ لِرَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَأْذِنْ لَكُمْ وَإِنَّمَا أَذِنَ لِي سَاعَةً مِّنْ تَهَارٍ فَقَدْ عَادَتْ حُرْمَتُهَا الْيَوْمَ كَحُرْمَتِهَا بِالْأَمْسِ وَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ فَقِيلَ لِأَبِي شَرِيحٍ مَا قَالَ لَكَ عُمَرُو قَالَ أَنَا أَعْلَمُ بِذَلِكَ مِنْكَ يَا أَبَا شَرِيحٍ إِنَّ الْحَرَمَ لَا يُعِيدُ عَاصِيًا وَلَا فَارًا أَبَدًا وَلَا فَارًا بِخَرْبَةٍ خَرْبَةً بَلِيَّةً۔

ترجمہ - حضرت ابو شریح عدوی سے مروی ہے کہ انہوں نے عمرو بن سعید عامل مدینہ سے کہا جب کہ وہ مکہ کی طرف لشکر بھیج رہا تھا اسے امیر اگر مجھے اجازت ہو تو میں آپ کو ایک پیغام بیان کروں جو فتح مکہ کی دوسری صبح کو آپ اس کو لے کر کھڑے ہوئے۔ جس کو میرے دونوں کانوں نے سنا۔ میرے دل نے اسے محفوظ کیا اور جس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس پیغام کو بول رہے تھے میری آنکھوں نے آپ کو دیکھا۔ کہ آپ نے اللہ کی حمد اور آپ کی ثنا بیان کی۔ پھر فرمایا کہ مکہ کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا، لوگوں میں کسی نے اسے حرام قرار نہیں دیا۔ پس کسی آدمی کے لئے حلال نہیں ہوا۔ جو اللہ پر اور آخری دن پر ایمان رکھتا ہے اس کے لئے حلال نہیں ہے کہ اس میں خون بہائے اور نہ ہی اس میں کوئی درخت کاٹے۔

اگر کوئی شخص جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتال سے رخصت حاصل کرنا چاہیے۔ تو اس سے کہہ دو۔ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اجازت دی جس نے تمہیں نہیں دی۔ اور آپ کو بھی اللہ تعالیٰ نے صرف دن کی ایک گھڑی میں اجازت دی۔ پھر اس کی حرمت آج بھی اسی طرح لوٹ آئی ہے جس طرح حرمت کل تھی۔ پس چاہیے کہ حاضر اسے غائب تک پہنچائے۔ تو حضرت ابو شریحؓ سے پوچھا گیا۔ کہ عمرو بن سعید نے آپ کو کیا جواب دیا۔ فرمایا کہ اس نے کہا اس مسئلہ کو میں تم سے زیادہ جانتا ہوں۔ اے ابو شریح حرم کسی نافرمان کو پناہ نہیں دیتا اور نہ ہی اس شخص کو جو خون بہا کہ بھاگ کر آیا ہو۔ یا جو تخریب کاری کر کے بھاگ کر آیا ہو۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ خربتہ کے معنی مصیبت اور تخریب کاری کے ہیں۔ اس کے آخر میں ہے کہ ابو شریح نے فرمایا میں حاضر تھا تو موجود نہیں تھا۔ اور حضورؐ نے اپنا یہ حکم پہنچانے کا ہمیں حکم دیا جو میں نے پہنچا دیا۔ پس انہوں نے اس کی موافقت نہ کرتے ہوئے اس کو اعلیٰ صوت (اوپنی آواز) سے روکنے کی کوشش کی۔ لیکن حضرت ابن زبیرؓ نے عاصی تھے بلکہ وہ تو خلیفہ تھے۔ اور نہ ہی کسی کا خون بہا کر آئے تھے اور نہ ہی تخریب کاری تھی۔ یہ عمرو بن سعید کی چالاکی تھی تاکہ یزید بن معاویہ راضی ہو جائے۔

بَابُ لَا يَنْقَرُ صَيْدُ الْحَرَمِ

ترجمہ۔ کسی حرم کے شکار کو بھڑکا کر بھگایا نہ جائے۔

حدیث نمبر ۱۶۱۱ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ مَكَّةَ فَلَمْ تُحِلَّ لِأَحَدٍ قَبْلِي وَلَا تُحِلُّ لِأَحَدٍ بَعْدِي وَإِنَّمَا أُحِلَّتْ لِي سَاعَةٌ مِنْ تَهَارٍ لَا يُخْتَلَى خَلَاهَا وَلَا يُعْصَدُ شَجَرُهَا وَلَا يُنْقَرُ صَيْدُهَا وَلَا تُلْقَطُ لُقْطَتُهَا إِلَّا لِمُعَرِّفٍ وَقَالَ الْعَبَّاسُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِلَّا الْإِذْخِرَ لِمَا فَتِنَا وَقَبُورِ نَافَقَالِ إِلَّا الْإِذْخِرَ وَعَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ هَلْ تَذَرِي مَا لَا يُنْقَرُ صَيْدُهَا هُوَ أَنْ تَنْحِيَهُ مِنَ الْقِلَلِ يَنْزِلُ مَكَانَهُ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مکہ کو حرام قرار دیا ہے۔ نہ تو میرے سے پہلے کسی کے لئے حلال تھا اور نہ میرے بعد کسی کے لئے حلال ہوگا میرے لئے بھی نہ صرف ایک گھڑی کے لئے اسے حلال قرار دیا گیا تھا۔ اب تو اس کی سبز گھاس کاٹی جائے۔

اور نہ ہی اس کا کوئی درخت کاٹا جائے۔ اور نہ ہی اس کے شکار کو بھگایا جائے اور نہ ہی اس کی گری پٹی چیز کو اٹھایا جائے۔ مگر اس کی تعریف کرنے والا اٹھا سکتا ہے۔ جس پر حضرت عباسؓ نے فرمایا یا رسول اللہ کترن بوٹی (اذخر) کو مستثنیٰ فرما دیجئے اس لئے کہ وہ ہمارے زرگروں کے لئے اور ہماری قبور میں استعمال ہوتی ہے۔ آپؐ نے فرمایا اذخر مستثنیٰ ہے۔ حضرت عکرمہ نے فرمایا جانتے ہو کہ لاینفر صید ہاکے کیا معنی ہیں وہ یہ کہ تو کسی شکار میں جانور کو سائے سے جدا کرے اور خود اس کی جگہ بیٹھ جائے۔

تشریح از شیخ گنگوہی لاینفر صید ہا اس سے مقصود کو صرف الگ کرنے میں بند

کرنا نہیں ہے بلکہ تغیر عام ہے جو خیمہ الگ کرنے کو بھی شامل ہے تو اس سے مافوق کو بھی شامل ہوگی۔

تشریح از شیخ زکریا حضرت عکرمہ کا مقصد یہ ہے کہ اس کے تلف کرنے اور ہر قسم کی تکلیف

دینے سے روکا گیا ہے۔ تو یہاں ادنیٰ سے اعلیٰ تک تنبیہ کرنا مقصود ہے۔ لیکن حضرت عطارؒ اور مجاہدؒ نے حضرت عکرمہ کی مخالفت کی۔ وہ فرماتے ہیں کہ اس کے بھگا دینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ جب تک کہ قتل تک نوبت نہ پہنچے۔ چنانچہ ابن ابی شیبہ نے ایک شیخ اہل مکہ سے نقل کیا ہے کہ ایک کبوتران کے گھر کی چھت پر بیٹھا تھا جس نے عمرؓ کے ہاتھ پر بیٹ کر دی۔ تو عمرؓ نے ہاتھ سے ایسا اشارہ کیا۔ وہ اڑ کر کسی گھر میں گھس گیا۔ سانپ نے اس کو کھالیا تو عمرؓ نے ایک بکری بطور کفارہ کے ادا کی۔ ایسا واقعہ حضرت عثمانؓ سے بھی منقول ہے۔

تشریح از قاسمی لایختلک خلاھا خلا بن گھاس کو کہتے ہیں۔ اختلا کے معنی گھاس کاٹنے

کے ہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے خشک گھاس کا کاٹنا جائز ہوگا۔ لیکن بعض طرق میں حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے ولا یختشک خشک گھاس کہ اس کی خشک گھاس بھی نہ کاٹی جائے۔ لیکن ہدایہ میں ہے قطع شیش الحرم اور اس کے درخت کا کاٹنا بھی ممنوع ہے کیونکہ وہ مملوک نہیں اور نہ ہی ممانعت الناس میں سے ہو تو اس پر قیمت کا ادا کرنا لازم ہوگا۔ البتہ خشک گھاس پر کچھ نہیں ہے لفظ مکہ میں اختلاف ہے۔ بعض حضرات یعنی امام ابو حنیفہؒ، امام مالکؒ اور امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ مکہ کے لفظ کا حکم بھی باقی شہروں کے لفظ کی طرح ہے۔ لیکن امام شافعیؒ فرماتے ہیں۔ لا تحل البتہ یعنی ابراؒ پانے والے کے لئے صرف اعلان کرنا ہے۔

بَابُ لَا يَحِلُّ الْقِتَالُ بِمَكَّةَ

ترجمہ۔ مکہ معظمہ میں لڑائی جنگا کرنا حلال نہیں ہے۔

وَقَالَ أَبُو شُرَيْحٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَسْفِكُ بِهَا دَمًا

ترجمہ۔ ابو شریحؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ مکہ میں خون نہ بہے۔

حدیث نمبر ۱۶۱۱ حَدَّثَنَا عُمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ الزَّيْنِيُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ افْتَتَحَ مَكَّةَ لَا هَجْرَةَ وَلَكِنْ جِهَادٌ وَبَيْتُهُ وَإِذَا اسْتَنْفَرْتُمْ فَانْفِرُوا فَإِنَّ هَذَا بَلَدٌ حَرَّمَ اللَّهُ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَهُوَ حَرَامٌ بِحُرْمَةِ اللَّهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَإِنَّهُ لَمْ يَحِلَّ الْقِتَالُ فِيهِ لِأَحَدٍ قَبْلِي وَلَمْ يَحِلَّ لِي الْإِسَاعَةُ مِنْ نَهَارٍ فَهُوَ حَرَامٌ بِحُرْمَةِ اللَّهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَا يُعْصَدُ شَوْكُهُ وَلَا يُنْقَرُ صَيْدُهُ وَلَا يُلْتَقِطُ لُقْطُهُ إِلَّا مَنْ عَرَفَهَا وَلَا يُخْتَلَى خِلَاهَا قَالَ الْعَبَّاسُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِلَّا إِذْ خَرَفَاتُهُ لِقَيْنِهِمْ وَلِيُؤْتِيَهُمْ قَالَ قَالَ إِلَّا إِذْ خَرَفَاتُهُ

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس دن مکہ فتح کر لیا تو فرمایا اب مکہ سے ہجرت فرض نہیں رہی۔ لیکن ہجرت کا ثواب یا تو جہاد میں ہے یا اس کی نیت میں ہے۔ پس جب تمہیں امام کسی جہاد کے لئے چلنے کا بلا وادے تو جہاد کے لئے نکل کھڑے ہو جاؤ۔ پس یہ ایک شہر ہے جسے اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے جس دن سے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا۔ وہ اللہ تعالیٰ کی حرمت کی وجہ سے قیامت کے دن تک حرام ہے۔ اور میرے سے پہلے کسی کے لئے اس میں جنگ کرنا حلال نہیں تھا۔ اور میرے لئے صرف ان کی ایک گھڑی کے لئے حلال ہوا۔ اب وہ اللہ کی حرمت سے قیامت کے دن تک حرام ہے۔ پس اس کا کانا تک نہ کاٹا جائے۔ اور اس کے شکار کو نہ بھگایا جائے اور نہ ہی اس کی کسی گری پڑی چیز کو اٹھائے مگر ہاں جو شخص تعریف کے لئے اٹھائے تو جائز ہے۔ اور اس کی گھاس بھی نہ کاٹی جائے۔ حضرت عباسؓ نے فرمایا یا رسول اللہ اگر اذنہ کو مستثنیٰ قرار دیا جائے۔ کیونکہ وہ ہمارے لوٹا روں کے لئے اور اپنے گھروں کی چھتوں کے لئے ہے۔ فرماتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا اگر اذنہ یعنی کترن بٹنی کی اجازت ہے۔

تشریح از قاسمی | لا ہجرت مگر جب سے اسلام بنا ہے اس وقت سے ہجرت مکہ دارالاسلام سے فرض نہیں رہی۔ لیکن ہجرت من دارالحرب الی دارالاسلام باقی ہے الی یوم القیامت الخ لکن کم جہاد و نیتہ الخیر میں ہجرت کا ثواب موجود ہے۔

بَابُ الْحِجَامَةِ لِلْمُحَرَّمِ وَكَوَى ابْنُ عُمَرَ ابْنَهُ وَهُوَ مُحَرَّمٌ وَيَتَدَاوَى مَا لَمْ يَكُنْ فِيهِ طَيْبٌ

ترجمہ۔ محرم کے لئے پچھنے لگوانا کیسہ ہے ابن عمرؓ نے اپنے بیٹے کو احرام کی حالت میں داغ لگایا۔ اور ایسی چیز کے ساتھ علاج کر سکتا ہے جس میں خوشبو نہ ہو۔ ترجمہ سے مناسبت اس طرح ہے کہ حجامتہ اور کئی عند الضرورة جائز ہے۔

حدیث نمبر ۱۶۱۳ | حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ السَّمْعِيُّ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُولُ احْتَجَمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحَرَّمٌ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ سے سنا فرماتے تھے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام کی حالت میں پچھنے لگوائے۔

حدیث نمبر ۱۶۱۴ | حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ الْعَمَلِيُّ ابْنُ بَحِيْنَةَ قَالَ احْتَجَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحَرَّمٌ بِلَحْيٍ جَمَلِيٍّ فِي وَسْطِ رَأْسِهِ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن بھینہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام کی حالت میں لُحی جمل کے مقام پر اپنے سر کے درمیان فی حصہ پڑ پچھنے لگوائے۔

تشریح از شیخ لکھوی | دسٹر اس میں پچھنے تو لگوائے لیکن آپؐ نے بال منڈانے کی وجہ سے کفارہ ادا فرمایا۔ پھر فدیہ بھی پورا ادا کیا جائے گا۔ اگرچہ تمام سر کا حلق نہ کرایا ہو۔ کیونکہ یہ عضو مقصود کی حجامت متصور ہوگی۔ تو نفع حاصل کرنا مکمل ہو گیا۔ اگرچہ مخلوق عضو کامل نہیں ہے۔ بنا بریں اتفاق کی وجہ فدیہ کامل واجب ہوگا۔

تشریح از شیخ زکریا | آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے حجامت دسٹر اس اور ظہر قدم پر ثابت ہے جس کو تعدد واقعات پر محمول کیا جائے گا۔ اور ممکن ہے پہلا واقعہ حجۃ الوداع کا ہو اور دوسرا کسی عمرہ

کا ہو۔ جمہور کا قول یہ ہے کہ اگر حجامت بغیر بال کاٹنے کے ہو۔ تو بغیر فدیہ کے جائز ہے۔ اگر قطع شعر کی ضرورت پڑے تو بال کاٹ سکتا ہے مگر کفارہ دینا ہوگا۔ یہی ائمہ ثلاثہ کا قول ہے۔ البتہ صاحبین فرماتے ہیں کسی چیز کا صدقہ کرنے چنانچہ ہدایہ میں ہے کہ موضع حاجم کا حلق کرنے سے امام صاحب کے نزدیک دم لازم آئے گا اور صاحبین کے نزدیک صدقہ دینا ہوگا۔ یہ اختلاف اس صورت میں ہے جب کہ حجامت کے لئے حلق راس کرے اگر کسی اور وجہ سے ہو تو بالاتفاق صدقہ واجب ہے۔ البتہ اگر قدر ربع رقبہ ہو تو اس میں اختلاف ہے۔ اسی کی طرف شیخ گنگوہی نے اشارہ فرمایا ہے۔ **ان فی الغدیۃ فی ذلک تکملہ** فریقین کے دلائل ادجز میں دیکھے جاسکتے ہیں۔

محکم دلائل کہ اور مدینہ کے درمیان ایک جگہ کا نام ہے جو مدینہ کے قریب ہے۔

بَابُ تَزْوِیجِ الْمُحْرَمِ

ترجمہ۔ احرام والے کا شادی کرنا۔

حدیث نمبر ۱۶۱۵ **حَدَّثَنَا أَبُو الْمُغِیْرَةِ الْاَعْنِ ابْنُ عَبَّاسٍ اَنَّ الْمُنْبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجَ مِمَّنْ وَهُوَ مُحْرَمٌ**۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام کی حالت میں حضرت ميمونہ سے نکاح کیا۔

تشریح از قاسمی | ابراہیم اور حضرت امام ابو حنیفہ وغیرہم حضرات نے اس حدیث سے استدلال قائم کیا۔ کہ محرم کے لئے نکاح کرنا جائز ہے۔ لیکن جب تک حلال نہ ہو اس سے ہم بستری نہ کرے۔ ائمہ ثلاثہ نکاح کی اجازت نہیں دیتے۔ اگر نکاح کر لیا تو باطل ہوگا۔ ان کا استدلال مسلم کی روایت سے ہے جس میں ہے **لا ینکح المحرم ولا ینکح غیرہ ولا ینکح** کہ محرم نہ تو خود نکاح کر سکتا ہے نہ کسی دوسرے کا نکاح کر سکتا ہے اور نہ اس کے خبابہ کیا جاسکتا ہے جس کی تفصیل عینی میں ہے۔

بَابُ مَا يَنْهَى مِنَ الطَّيِّبِ لِلْمُحْرَمِ وَالْمُحْرَمَةِ وَقَالَتْ عَائِشَةُ لَا تَلْبَسُ الْمُحْرَمَةُ ثَوْبًا يُوْرِسُ أَوْ زَعْفَرَانٍ

ترجمہ۔ احرام والے مرد اور عورت کے لئے کون سی خوشبو منع ہے۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ احرام والی عورت

ایسا کہڑا نہ پہننے جو درس اور زعفران سے رنگا ہوا ہو۔ درس زرد رنگ خوشبودار اور زعفران سرخ رنگ خوشبودار۔

حدیث نمبر ۶۱۶ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَزِيدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَلْبَسُوا الْقَمِيصَ وَلَا السَّرَاوِيلَاتِ وَلَا الْعَجَائِمَ وَلَا الْبُرَانِسَ إِلَّا أَنْ يَكُونَ أَحَدٌ لَيْسَتْ لَهُ فَعِلَانٍ فَلْيَلْبِسِ الْخَفَّيْنِ وَلْيَقْطَعْ أَفْسَلَ مِنَ الْكُعْبَيْنِ وَلَا تَلْبَسُوا شَيْئًا مِثْلَهُ زِعْفَرَانَ وَلَا الْوَرُسَ وَلَا تَنْتَقِبُ الْمَرْأَةُ الْمُحْرِمَةُ وَلَا تَلْبِسُ الْقَفَازِينَ تَابِعَهُ مُوسَى بْنُ عُقَبَةَ فِي النَّقَابِ وَالْقَفَازِينَ وَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ وَلَا وَرُسَ وَلَا كَانَ يَقُولُ وَلَا تَنْتَقِبُ الْمُحْرِمَةُ وَلَا تَلْبِسُ الْقَفَازِينَ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ لَا تَنْتَقِبُ الْمُحْرِمَةُ وَتَابِعَهُ لَيْثُ بْنُ أَبِي سُلَيْمٍ.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے کھڑے ہو کر کہا کہ یا رسول اللہ! آپ ہمیں احرام میں کون سے کپڑے پہننے کا حکم دیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا قمیص نہ پہنو۔ اس طرح سلواریں نہ پہنو۔ اور بگڑیاں نہ باندھو۔ اور نہ ہی چغے پہنو۔ مگر جس شخص کے دونوں جوتے نہ ہوں۔ تو وہ موزے پہنے اور ان کا پچھلا حصہ ٹخنوں تک کاٹ دے۔ اور ایسا کوئی کپڑا نہ پہنو جس کو زعفران اور ورس سے رنگا گیا ہو۔ اور احرام والی عورت نقاب نہ اڈھے اور نہ ہی دستاں پہنے۔ موسیٰ بن عقبہ عین نقاب قفازین میں عبداللہ کی متابعت کی ہے اور عبید اللہ نے صرف لا ورس کے کہا ہے اور کہتے ہیں احرام والی نقاب نہ اڈھے اور نہ دستاں پہنے۔ اور ابن عمرؓ سے مراد یہ ہے۔

واللہ اعلم بالصواب۔

حدیث نمبر ۱۶۱۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ أَبِي عُبَيْدٍ قَالَ وَقَصَّتُ بِرَجُلٍ مُجْرِمٍ نَاقَتُهُ فَقَتَلَتْهُ فَأَتَى بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اغْتَسِلْهُ وَكَفِّنُوهُ وَلَا تَقْطُوا رَأْسَهُ وَلَا تَقَرِّبُوهُ طَيْبًا فَإِنَّهُ يُبْعَثُ إِلَيْهِ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ایک احرام والے شخص کی اڈٹنی نے اس کی گردن توڑ دی۔ جسے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کسی خدمت میں لایا گیا۔ تو آپؐ نے فرمایا۔ اس کو نہلاؤ اور کفناؤ۔ لیکن اس کے سر کو نہ ڈھانکو۔ اور نہ ہی خوشبو اس کے قریب لے جاؤ۔ کیونکہ وہ تلبیہ کہتے ہوئے احرام باندھے ہوئے قیامت کے دن اٹھایا جائے گا۔

تشریح از قاسمی | اشواغ اور حنا بڑنے اس حدیث سے استدلال کیلئے کہ میت اپنے احرام میں باقی رہتا ہے۔ اس لئے سلا ہوا کپڑا اسے نہ پہنایا جائے۔ اور نہ ہی اس کا سر ڈھانپا جائے اور نہ ہی اسے خوشبو لگائی جائے لیکن اخاف اور مالکیہ فرماتے ہیں کہ اس کی موت سے احرام ختم ہو گیا اور اس کے ساتھ وہی سلوک کیا جائے جو زندہ کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ اور حدیث کا جواب یہ ہے کہ یہ ایک خاص واقعہ تھا جس میں عموم نہیں ہے کیونکہ اس کی علت بیان ہوئی۔ یبعث یوم القیامۃ ملیئاً اور اس کا وجود دوسرے میں نہیں پایا جاتا اگر اس کو احرام پر باقی مانا جائے تو بقیہ مناسک حج بھی اس کے پورے کئے جائیں حالانکہ ایسا نہیں ہے۔

بَابُ الْإِغْتِسَالِ لِلْمُحْرِمِ

ترجمہ۔ احرام کے لئے غسل کرنا کیسا ہے۔

وَقَالَ بَنُ عَبَّاسٍ يَدْخُلُ الْمُحْرِمُ الْحَمَّامَ وَلَمْ يَرِ ابْنُ عُمَرَ وَعَائِشَةُ
بِالْحَكِّ بَأْسًا

ترجمہ۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ حرم حمام میں داخل ہو سکتا ہے۔ ابن عمرؓ اور عائشہؓ کھلنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔

حدیث نمبر ۱۶۱۸ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ
وَالْمُسَوْرِبِينَ مَخْرَمَةً اخْتَلَفَا بِالْأَبْوَاءِ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ يَغْتَسِلُ الْمُحْرِمُ رَأْسَهُ
وَقَالَ الْمُسَوْرِبِيُّ لَا يَغْتَسِلُ الْمُحْرِمُ رَأْسَهُ وَقَالَ الْمُسَوْرِبِيُّ لَا يَغْتَسِلُ الْمُحْرِمُ رَأْسَهُ فَأَرْسَلَنِي
عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ إِلَى أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ فَوَجَدْتُهُ يَغْتَسِلُ بَيْنَ الْقَدَتَيْنِ وَهُوَ
يُسَدُّ ثَوْبَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ مَنْ هَذَا أَفَقُلْتُ أَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جُنَيْنٍ أَرْسَلَنِي إِلَيْكَ
عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ أَسْأَلُكَ كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْتَسِلُ رَأْسَهُ
وَهُوَ مُحْرِمٌ فَوَضَعَ أَبُو أَيُّوبَ يَدَهُ عَلَى الثَّوْبِ فَلَمَّا طَاهَهُ حَتَّى بَدَأَ إِلَى رَأْسِهِ ثُمَّ قَالَ
لِلنَّاسِ يَصُبُّ عَلَيْهِ أَصْبَبٌ فَصَبَّ عَلَى رَأْسِهِ ثُمَّ حَتَّكَ رَأْسَهُ بِيَدَيْهِ فَاقْبَلْ
بِهِمَا وَادْبِرْ وَقَالَ هَكَذَا رَأَيْتُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ۔

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن جنین سے مروی ہے کہ حضرت ابن عباس اور مسور بن مخرمہ نے ابواء کے مقام

پر اختلاف کیا۔ ابن عباسؓ فرماتے تھے کہ عمرؓ اپنے سر کو دھو سکتا ہے۔ اور حضرت مسورؓ فرماتے کہ محرمؓ اپنے سر کو نہ دھوئے۔ تو حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے مجھے حضرت ابوایوبؓ انصاریؓ کے پاس بھیجا جس کو قرین کے درمیان غسل کرتے ہوئے پایا جو کپڑے سے پردہ بنائے ہوئے تھے۔ میں نے سلام کیا تو انہوں نے پوچھا یہ کون ہے میں نے کہا کہ عبداللہ بن حنین ہوں مجھے حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے آپ کی طرف بھیجا ہے۔ وہ آپ سے پوچھتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احرام کی حالت میں سر کو کیسے دھوتے تھے۔ تو حضرت ابوایوبؓ نے اپنا ہاتھ کپڑے پر رکھا اور اسے نیچے کیا۔ یہاں تک کہ آپ کا سر میرے لئے ظاہر ہو گیا۔ تو آپؐ نے اس آدمی سے فرمایا۔ جو آپ پر پانی پلٹ رہا تھا کہ پانی پلٹو۔ اس نے آپ کے سر پر پانی ڈالا تو انہوں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنے سر کو ملا۔ دونوں ہاتھ آگے بھی لے گئے اور پیچھے بھی لائے۔ پس فرمایا کہ میں نے جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح کرتے دیکھا تھا۔

تشریح از شیخ گنگوہی | حرکتِ راسہ بیدریہ یعنی سر کو اس طرح کلا کہ بال نہ ٹوٹنے پائیں۔
مفسر: ہذا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابھی تک نیگے نہیں ہوئے تھے ورنہ کلام نہ کرتے۔

تشریح از شیخ زکریا | شیخ گنگوہی نے تعری کے وقت کلام نہ کرنے کو ترجیح دی ہے جس کا احتمال حدیث میں ہے۔ اکثر شراح کا میلان اس طرف ہے کہ ایسی حالت تعری میں کلام کرنا جائز ہے لیکن میرے نزدیک راجح یہ ہے کہ حضرت ابوایوبؓ مستتر تھے جس پر قال لا ینسأ اصبب تو ایسی صورت میں نہ کلام ممنوع نہ رد سلام ممنوع ہے۔ اور وہ کپڑا جس کو انہوں نے نیچے کیا تھا وہ چادر نہیں تھی بلکہ وہ کپڑا تھا جس سے پردہ کر رکھا تھا وہ ستر کے لئے نہیں تھا کیونکہ وہ نیگے نہیں تھے۔ بلکہ وہ کپڑا دھوپ، ہوا اور غبار سے بچنے کے لئے تھا۔

حرکتِ راسہ بیدریہ قرطبیؒ نے اس سے استدلال کیا ہے کہ غسل میں دلک یعنی ملنا ضروری ہے۔ کیونکہ غسل اس کے بغیر تام نہیں ہوتا تو محرم کے لئے اس کا ترک کر دینا ضروری ہے کہ کہیں بال نہ اکھڑ جائیں۔ البتہ داڑھی کے بالوں کا خلال مستحب ہے۔ درحقیقت علماء کا اختلاف ہے امام ابوحنیفہؒ، شافعیؒ اور امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ دلک یعنی ملتے ہیں کوئی حرج نہیں۔ جمہور کا یہی مسلک ہے البتہ امام مالکؒ اسے مکروہ سمجھتے ہیں۔ ابن رشدؒ فرماتے ہیں کہ جنبی کے لئے غسل راس بالاتفاق جائز ہے۔ البتہ غیر جنباتہ میں اختلاف ہے۔ اگرچہ فعل ابوایوبؓ میں صراحت نہیں ہے۔ لیکن قرآن سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا سوال غسل بلا احتلام کے

متعلق تھا۔

بَابُ لِبْسِ الْخُفَّيْنِ لِلْمُحْرِمِ إِذَا لَمْ يَجِدِ التَّعْلِينَ

ترجمہ۔ جب محرم کو جوتے نہ ملیں تو وہ موزے پہن سکتا ہے۔

حدیث نمبر ۱۶۱۹ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ إِذَا قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ بَعْرَفَاتٍ مَنْ لَمْ يَجِدِ التَّعْلِينَ فَلْيَلْبَسِ الْخُفَّيْنِ وَمَنْ لَمْ يَجِدْ إِذَا رَأَى فَلْيَلْبَسِ سَرَاوِيلَ الْمُحْرِمِ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا جو عرفات میں خطبہ دے رہے تھے۔ جس شخص کو جوتے نہ ملیں وہ موزے پہن لے اور جس کو لنگی نہ ملے وہ احرام کے لئے سلوار پہن لے۔

حدیث نمبر ۱۶۲۰ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سُلَيْمٍ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ فَقَالَ لَا يَلْبَسُ الْقَيْصَ وَلَا الْعِمَامَ وَلَا السَّرَاوِيلَ وَلَا الْبُرُؤْسَ وَلَا ثَوْبًا مَتَّهُ زَعْفَرَانٌ وَلَا دَرَسٌ وَإِنْ لَمْ يَجِدْ تَعْلِينَ فَلْيَلْبَسِ الْخُفَّيْنِ وَلْيَقْطَعْهُمَا حَتَّى يَكُونَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ۔

ترجمہ۔ حضرت عبداللہؓ سے مروی ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ محرم کون سے کپڑے پہن سکتا ہے۔ فرمایا کہ قمیص نہ پہنے اور نہ ہی پگڑیاں باندھے اور نہ ہی سلواریں پہنے اور نہ ہی لمبی ٹوپیاں پہنے اور نہ ایسا کپڑا پہنے جو زعفران اور درس سے رنگا ہوا ہو۔ اگر جوتے نہ ملیں تو موزے پہن لے۔ البتہ ان کو کاٹ لے یہاں تک کہ وہ ٹخنوں سے نیچے ہو جائیں۔

بَابُ إِذَا لَمْ يَجِدْ إِذَا رَأَى فَلْيَلْبَسِ السَّرَاوِيلَ

ترجمہ۔ جب لنگی نہ ملے تو سلوار پہنے۔

حدیث نمبر ۱۶۲۱ حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِبْرَاهِيمَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْرَفَاتٍ فَقَالَ مَنْ لَمْ يَجِدْ إِذَا رَأَى فَلْيَلْبَسِ السَّرَاوِيلَ وَمَنْ لَمْ يَجِدِ التَّعْلِينَ

فَلْيَلْبَسِ الْخُفَّيْنِ -

ترجمہ - حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفات میں ہمیں خطبہ دیا اور فرمایا کہ جس شخص کو لنگی نہ ملے وہ سلوار پہن لے اور جس کو جوتے نہ ملیں وہ موزے پہنے۔

تشریح از شیخ گنگوہی | سلوار پہننے کی اجازت اس صورت میں ہے جب کہ ازار حاصل

کرنے کی پوری کوشش کر لے خواہ وہ خریدنے کے ذریعہ اور اس کے پاس اس کی قیمت موجود ہو۔ یا اس کے پاس دو سلواروں میں ایک سلوار اتنی وسیع ہو کہ اس کی سلاخی ادھیڑ کر لنگی بنایا جاسکتا ہو۔ ان صورتوں میں لنگی پہنے سلوار نہ پہنے۔

تشریح از شیخ زکریا | شیخ گنگوہی نے جو فائدہ بیان کیا ہے وہ واضح ہے مگر اس کی کچھ

ابحاث وادجوز میں تفصیل سے بیان کی گئی ہیں۔ عدم وجہان سے مراد یہ ہے کہ اس کے حاصل کرنے پر قدرت نہ ہو۔ یا تو اس کے کم ہونے کی وجہ سے یا اس کی قیمت کے نہ ہونے کی وجہ سے یا قیمت کی گرانگی کی وجہ سے تو اس کو خرید کر نا لازم نہیں۔ اگر کوئی ہبہ کرے تو قبول کرنا بھی واجب نہیں۔ دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ کعبین سے کیا مراد ہے جمہور کے نزدیک وضور کا کعب مراد ہے۔ احناف کے نزدیک وہ جوڑ مراد ہے جو وسط قدم میں ہوتا ہے۔ تیسرا مسئلہ یہ ہے کہ اگر کسی نے قطع خفین سے پہلے جوتے پہن لئے تو اگر ایک دن کامل گزر گیا تو احناف کے نزدیک دم واجب ہے۔ اگر ایک دن سے کم ہے تو صدقہ کرنا چاہیے۔ باقی حضرات کے نزدیک کوئی فدیہ واجب نہیں ہے۔ تو لبس خفین کی اجازت مشروط بالقطع ہوگی۔ البتہ موضع القطع میں اختلاف ہے۔

بَابُ لِبْسِ السَّلَاحِ لِلْمُحْرِمِ وَقَالَ عِكْرِمَةُ إِذَا خَشِيَ الْعَدُوَّ لِبْسَ السَّلَاحِ وَافْتَدَى وَلَمْ يُتَابِعْ عَلَيْهِ فِي الْفِدْيَةِ

ترجمہ - محرم کا ہتھیار پہننا۔ عکرمہؓ فرماتے ہیں کہ جب محرم کو دشمن کا خطرہ ہو۔ تو وہ ہتھیار لگا سکتا ہے۔ اور فدیہ بھی ادا کرے۔ لیکن فدیہ کے بارے میں ان کی متابعت نہیں کی گئی۔

حدیث نمبر ۱۶۲۲ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي بَرَاءٍ قَالَ أَعْتَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ذِي الْقَعْدَةِ فَأَبَى أَهْلُ مَكَّةَ أَنْ يَدْخُلَ مَكَّةَ حَتَّى

قَاضَاهُمْ لَا يَدْخُلُ مَكَّةَ سِلَاحًا إِلَّا فِي الْقُرَابِ -

ترجمہ: حضرت برائہ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ذی قعدہ میں عمرہ کا احرام باندھا لیکن اہل مکہ نے ان کا مکہ میں داخل ہونے سے انکار کر دیا۔ پھر ان سے آپ نے اس بات پر صلح کر لی کہ مکہ میں جب وہ داخل ہوں گے تو ان کے ہتھیار نیام میں ہوں گے۔

تشریح از شیخ گنگوہی [بسک السلاح] ان ہتھیاروں سے مراد تلوار، زرہ اور خود ہے۔

اور وجوب فدیہ میں تو کوئی کلام نہیں ہے۔ اس لئے کہ زرہ سے ہونے کپڑے کے حکم میں ہے اور خود پہننے سے سر کا ڈھانپنا ہوگا اور یہ دونوں محفوظات احرام میں سے ہیں۔ جن پر فدیہ لازم ہے۔ اس صورت میں حضرت مکرہ کا قول جہور کے قول کے مخالف نہیں ہوگا۔

تشریح از شیخ زکریا علامہ عینی فرماتے ہیں امام مالکؒ اور شافعیؒ محرم کو ہتھیار اٹھانے کی

اجازت دیتے ہیں۔ اور حضرت حسن بصریؒ اسے مکروہ سمجھتے ہیں۔

قولہ لم يتابع في الفدية یہ امام بخاریؒ کا کلام ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ وجوب فدیہ کا کوئی بھی قائل نہیں۔ امام مالکؒ اور امام شافعیؒ عند الضرورت تلوار لگانے کی اجازت دیتے ہیں۔ ان کا استدلال حضرت برائہ کی روایت سے ہے جو صلح حدیبیہ کے موقع پر پیش آئی کہ یہ لوگ مکہ میں ہتھیار نیاموں میں رکھ کر داخل ہوں گے۔ جس سے عند الحاجة اباحتہ حمل السلاح ظاہر ہوتی ہے۔ چنانچہ ابو داؤد نے اپنی سنن میں ایک باب باندھا ہے۔ باب الحرم يحمل السلاح جس کے ذیل حضرت برائہ کی روایت کو لاتے ہیں۔ جنہیں امام بخاریؒ نے اپنی کتاب میں جگہ دی ہے عطاء احناف نے نقد سیف کی اباحتہ کا قول کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ سلاح وہ ہے جس سے لڑائی لڑی جاتی ہے۔ تو اس میں زرہ داخل نہیں ہوگی کیونکہ وہ تو پہنی جاتی ہے اس سے قتال نہیں کیا جاتا۔

بَابُ دُخُولِ الْحَرَمِ وَمَكَّةَ بِغَيْرِ احْرَامٍ

وَدَخَلَ ابْنُ عُمَرَ حَلَالًا وَإِنَّمَا أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْأَهْلَاءِ لِمَنْ أَرَادَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ وَلَمْ يَدْخُلْ لِلْحَطَّائِينَ وَغَيْرِهِمْ -

ترجمہ: مکہ اور حرم میں بغیر احرام کے داخل ہونا۔ حضرت ابن عمرؓ نے احرام کے مکہ میں داخل ہونے اور فرمایا کہ آپ نے جو احرام باندھنے کا حکم دیا ہے۔ وہ اس شخص کے لئے ہے جو حج اور عمرہ کے ارادہ سے داخل ہو۔

لکڑی جمع کرنے والوں اور اس طرح کے دوسروں لوگوں کے لئے احرام ذکر نہیں کیا گیا۔

حدیث نمبر ۱۶۲۳ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَّتْ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ ذَوَا الْحُلَيْفَةِ وَلَا هُلٍ فَجَدِ قَرْنَ الْمَنَازِلِ وَلَا هُلَ الْيَمَنِ يَلْمَلَمُ هُنَّ لَهُنَّ وَلِكُلِّ آتٍ أَتَى عَلَيْهِنَّ مِنْ غَيْرِهِمْ مَنْ أَرَادَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَتَنَ كَانَ دُونَ ذَلِكَ فَمِنْ حَيْثُ أَتَّشَأَ حَتَّى أَهْلُ مَكَّةَ مِنْ مَكَّةَ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل مدینہ کے لئے ذی الحلیفہ کو میقات مقرر فرمایا۔ اور نجد والوں کے لئے قرن المنازل اور اہل یمن کے لئے یلملم وہ مواقیت ان مقامات والوں کے لئے اور ہر اس آنے والے کے لئے ہے دوسرے مقامات میں تان کے پاس آئے یہ ان لوگوں کے لئے ہے جو حج اور عمرہ کا ارادہ کریں اور جو لوگ ان مقامات کے اندر ہیں یعنی حل میں ہیں۔ وہ جہاں سے سفر شروع کریں حتیٰ کہ اہل مکہ مکہ سے احرام باندھیں۔

حدیث نمبر ۱۶۲۴ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَامَ الْفَتْحِ وَعَلَى رَأْسِهِ الْمِغْفَرُ فَلَمَّا نَزَعَهُ جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ إِنَّ ابْنَ خَطْلٍ مُتَعَلِّقٌ بِأَسْتَارِ الْكُتُبَةِ فَقَالَ أَتَقْتُلُوهُ۔

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے سال مکہ میں اس حال میں داخل ہوئے کہ آپ کے سر مبارک پر خُود تھا۔ جب آپ نے اس کو اتارا تو ایک آدمی آکر آپ سے کہنے لگا۔ کہ بے شک ابن خطل کعبہ کے پردوں سے لٹکا ہوا ہے۔ پس آپ نے فرمایا اسے قتل کر دو۔

تشریح از شیخ گنگوہی جو لوگ بغیر احرام کے مکہ میں داخل ہونے کی اجازت دیتے ہیں ان کا استدلال حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فعل سے ہے کہ فتح مکہ کے دن آپ کے سر پر خُود تھا۔ لیکن اس وقت تو مکہ حرم نہیں بنا تھا جس کی تصریح آپ نے اپنے خطبہ میں فرمائی۔ تو احتجاج تام نہ ہوا۔ ہمارا استدلال وہ روایت ہے لا تجازوا الوقت بغیر احرام مؤلف کا فعل ابن عمرؓ سے استدلال بھی نافع نہیں۔ کیونکہ وہ ایک واقعہ جو عموم کا مقتضی نہیں ہے۔ ممکن ہے ابن عمرؓ کسی ضرورت کی وجہ سے مواقیت کے اندر تشریف لے گئے ہوں۔ فراغت کے بعد دخول مکہ کا ارادہ ہو گیا تو جو لوگ داخل مواقیت ہیں وہ بغیر احرام کے مکہ میں داخل ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ مامور بہ وہ لوگ ہیں جو مواقیت سے گزریں۔ یہاں تجاوز پایا نہیں گیا۔

اس لئے محل اصلی پر باقی رہے گا۔ یہی وجہ ہے کہ حطابین یعنی مکٹیاں جمع کر کے بیچنے والوں کے لئے احرام لازم نہیں ہے۔ کیونکہ داخل مواقیت ہیں۔ ان پر احرام لازم کرنا مشقت میں ڈالنا ہے۔ مدینہ اور طائف سے کوئی مکٹیاں نہیں لانا کہ مجاوزۃ لازم آئے۔ مولفؒ کا امر النبی صلی اللہ علیہ وسلمؐ احرام کوچ اور عمرہ میں بند کرنا صحیح نہیں اس لئے کہ ابن عباسؓ کی روایت جو مصنفؒ ابن ابی شیبہؒ میں ہے اس میں کلمہ صر کے ساتھ فرمایا گیا لا تجاوزوا الوقت الا باحرام اس میں نسیکین یعنی حج اور عمرہ کی کوئی تخصیص نہیں ہے اس لئے اس کو مطلق رکھا گیا۔

تشریح از شیخ زکریا | دخول مکہ تین طرح پر ہے۔ پہلا تو یہ کہ حج اور عمرہ کے لئے مکہ میں داخل ہو۔

اس صورت میں بالاتفاق بغیر احرام کے داخلہ ناجائز ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ نسک کی ادائیگی کی نیت سے داخلہ نہ ہو۔ جیسے حطابین وغیرہ اصحاب فواکہ یعنی پھل فروٹ لانے والے لوگ ان کے لئے بغیر احرام کے داخلہ کی اجازت ہے۔ بار بار آنے کی وجہ سے احرام التزام باعث مشقت ہے۔ تیسری صورت یہ ہے کہ کسی ضرورت کے لئے مکہ میں داخل ہو۔ لیکن اس ضرورت کے لئے کرات و ممرات یعنی بار بار نہیں آنا پڑتا تو اس صورت میں بھی احرام ضروری ہے کیونکہ اس میں کوئی مشقت نہیں۔ پھر داخل حرم کے لئے احرام باندھنے کے وجوب میں علماء کا اختلاف ہے امام شافعیؒ مطلقاً عدم وجوب کے قائل ہیں۔ اور ائمہ ثلاثہ سے وجوب منقول ہے البتہ خابلاً سے ذوی الحاجات المتکررہ کے لئے استثناء ہے۔ احناف داخل میقات کو بھی مستثنیٰ گردانتے ہیں۔ ہدایہ میں ہے کہ آفاقی جب مواقیت پر پہنچے تو خواہ حج و عمرہ کا قصد ہو یا نہ ہو۔ احرام واجب ہے۔ اور داخل میقات بھی بغیر احرام کے آجا سکتا ہے۔ اور جس کا قصد دخول مکہ نہ ہو ویسے مواقیت سے گذرے تو اس کے لئے احرام نہیں ہے جیسے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلمؐ بدر میں تشریف لے گئے ذی الحلیفہ سے گذرنے پر احرام نہیں باندھا۔

فعل ابن عمر غیر فہم للخصم کیونکہ موطا امام مالکؒ میں ہے۔ ان عبد اللہ بن عمرؓ اقبل من مکہ حتی اذا کان بقدید جاءه خبر من المدينه فراجع فدخل مکة بغیر احرام۔ غالباً یہ واقعہ حرہ کی طرف اشارہ ہے۔ احنافؒ پر الزام نہیں آسکتا کیونکہ قدید مکہ اور میقات کے درمیان واقع ہے۔ تو داخل میقات پر احرام واجب نہیں ہے چنانچہ موطا امام محمدؒ میں اثر ابن عمرؓ نقل کرنے کے بعد کہا گیا ہے۔ بہذا نأخذ من کان فی المواقیت او دونها الی مکة ولیس بینہ و بین مکة وقت من المواقیت فلا بأس ان یدخل مکة بغیر احرام وهو قول ابی حنیفہؒ تو اثر ابن عمرؓ احنافؒ کا مستدل ہوا کہ ان کے خلاف دلیل ہے۔

ولم یذکر لی طابیر وغیرہم ای سلم یذکر الاھلال للخطابیر اس سے امام بخاری نے اپنے مسلک کی طرف اشارہ کیا کہ جو شخص حج اور عمرہ کا ارادہ نہ رکھتا ہو وہ مکہ معظمہ میں بغیر احرام کے داخل ہو جائے تو اس پر کوئی چیز واجب نہیں ہے۔ اخاف کے نزدیک چونکہ یہ لوگ داخل المیقات ہیں اس لئے احرام کی پابندی سے متثنیٰ ہیں۔ چنانچہ ابو عمر فرماتے ہیں کہ لا أعلم خلافاً بین فقہاء الامصار فی الخطابین ومن ید من الاختلاف الی مکة ویکثرہ فی الیوم واللیلۃ انہم لا یؤمنان بذلك یعنی لکڑیاں چننے والے اور جو ہمیشہ مکہ میں آتے جاتے رہتے ہیں۔ یادن رات ان کا کثرت سے آنا جانا ہو ان کو احرام کا حکم نہیں دیا گیا۔ اور جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد لا تجاوزوا الوقت الا باہرام وہ آفاقی کے لئے ہے۔

مرض اراد الحج والعمرۃ اس سے بھی ترجمہ سے مطابقت ہو گئی۔ الملم لیلیم اور یرمرم یہ سب اہل یمن کے میقات ہیں۔ مکہ سے دو مرحلہ پر پہاڑ کا نام ہے۔ ابن خطیب کا قتل اس لئے ہوا۔ کہ وہ مسلمان ہو کر پھر مرتد ہو گیا۔ اور اس کی دو گانے والی باندیاں تھیں جو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی جو کیا کرتی تھیں۔ اور ایک مسلمان خادم کو بھی اس نے قتل کر دیا تھا۔ اس کو زبیر بن العوام وغیرہ نے مقام ابراہیم اور زمزم کے درمیان قتل کر دیا مرض دخلہ آمناء کے لئے فعل الرسول مخصص بنے گا۔

بَابُ اِذَا احْرَمَ جَاهِلًا وَعَلَيْهِ قِیْصٌ

وَقَالَ عَطَاءٌ اِذَا انْطَبَّ اَوْ لَیْسَ جَاهِلًا اَوْ نَاسِیًا فَلَا کُفَّارَۃَ عَلَیْہِ ۔

ترجمہ۔ جس شخص نے جہالت میں احرام باندھا حالانکہ اس کے بدن پر قیص تھی۔ اور عطاء فرماتے ہیں کہ جس شخص نے خوشبو لگائی یا کپڑا پہن لیا۔ جہالت کی وجہ سے یا بھول جانے کی وجہ سے تو اس پر کفارہ نہیں ہے۔ یہی امام شافعی کا مسلک ہے۔ حضرت امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ سیمان کی صورت میں فدیہ واجب ہو گا۔ جیسے نماز میں سیمان کھانی لے تو نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

حدیث نمبر ۱۶۲۵ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدُ عَنْ أَبِيہِ قَالَ کُنْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاتَّاهُ رَجُلٌ عَلَیْہِ جُبَّةٌ وَبِہِ اَثَرُ صُفْرَةٍ اَوْ نَحْوُہُ کَانَ عُمَرُ یَقُولُ لَیْ تُحِبُّ اِذَا انْزَلَ عَلَیْہِ الْوَحْیُ اَنْ تَرَاہُ فَانْزَلَ عَلَیْہِ ثُمَّ سُرِّی عَنْہُ فَقَالَ اصْنَعْ فِی عُمَرَتِکَ مَا

تَصْنَعُ فِي حَبَاكَ وَعَصَّ رَجُلٌ يَدَ رَجُلٍ يَعْنِي فَأَنْذَرَ فَبَيَّتَهُ فَأَبْطَلَهُ الْبَيْتُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -

ترجمہ - حضرت یعلیٰ فرماتے ہیں کہ میں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا۔ کہ ایک آدمی آپ کے پاس آیا جس کے بدن پر چغہ تھا۔ اور اس پر زردی وغیرہ کے نشان بھی تھے۔ اور حضرت عمرؓ نے میرے سے فرمایا کہ کیا تمہیں پسند ہے۔ کہ جب آپ پر وحی نازل ہو۔ تو اس حالت میں آپ کو دیکھ۔ بہر حال آپ پر وحی نازل ہوئی پھر وہ حالت کھل گئی۔ تو آپ نے فرمایا تم اپنے عمرہ میں بھی ایسا افعال کرو جو اپنے حج میں کرتے ہو اور ایک آدمی نے دوسرے آدمی کو دانت سے کاٹا یعنی اس کے اگلے دانت نکال دیئے۔ تو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے قصاص کو باطل فرمادیا۔

تشریح از قاسمی | ابطله اسے جعلہ ھدرہ الاولاد فیہ کیونکہ اس نے حملہ آور کے حملہ کو دفع کیلئے ہے۔ اگر اشکال ہو کہ ترجمہ میں تو قیص کا ذکر ہے حدیث میں جبہ کے الفاظ ہیں۔ تو جواب یہ ہے کہ دونوں کا حکم ایک ہے۔ دوسرے جبہ بھی قیص ہے۔ مع شیء آخر۔

بَابُ الْمُحْرِمِ يَمُوتُ بِعَرَفَةَ وَلَمْ يَأْمُرِ الْبَيْتُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُؤَدَّى عَنْهُ بَقِيَّةُ الْحَجِّ

ترجمہ - جو محرم عرفات میں مر جائے تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے بقیہ حج ادا کرنے کا حکم نہیں دیا۔ حدیث نمبر ۱۶۲۶ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بَيْنَا رَجُلٌ وَقِيفٌ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَفَةَ إِذْ وَقَعَ عَنْ رَأْسِهِ فَوَقَصَتْهُ أَوْ قَالَ فَأَوْقَصَتْهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اغْسِلُوهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَكَفِّنُوهُ فِي ثَوْبَيْنِ أَوْ قَالَ ثَوْبِيهِ وَلَا تَحْطِطُوهُ وَلَا تُخَمِّرُوا رَأْسَهُ فَإِنَّ اللَّهَ يَبْعَثُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بَيْتِي -

ترجمہ - حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ دریں اثنا ایک آدمی جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ عرفات میں وقف کرنے والا تھا۔ کہ وہ اپنی اذنی سے گر پڑا۔ جس نے اس کی گردن توڑ دی۔ تو آنجناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانی اور بیری کے پتوں کے ساتھ اسے غسل دو۔ اور دو کپڑوں میں یا اس کے دو کپڑوں میں اسے کفناؤ۔ اور اس کے سر کو نہ ڈھانپنا! اور نہ ہی اسے

کوئی مخلوط خوشبود۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن تک تلبیہ کہتے ہوئے اٹھائے گا۔
حدیث نمبر ۶۲۶ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ
 وَاقِفٌ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ فَتَاةٍ إِذْ وَقَعَ عَنْ رَأْسِهِ فَجَلَّتْ عَنْهُ أَوْ قَالَ
 نَاقُوصَتُهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَغَسَلُوهُ بِمَاءٍ وَاسِدٍ وَكَفَّنُوهُ فِي
 ثَوْبَيْنِ وَلَا تَمَسُّوهُ طَيْبًا وَلَا تُخَمِّرُوا رَأْسَهُ وَلَا تُحَنِّطُوهُ فَإِنَّ اللَّهَ يَبْعَثُهُ يَوْمَ
 الْقِيَامَةِ مُلَبِّيًّا۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں۔ دریں اثنا ایک آدمی جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے
 ہمراہ عرفات میں وقوف کرنے والا تھا۔ کہ وہ اپنی اونٹنی سے گہ پڑا۔ پس اس اونٹنی نے اس کی گردن
 توڑ دی۔ تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو پانی اور بیری کے پتوں سے نہلاؤ۔ اور دو
 کپڑوں میں کفناؤ۔ اور اس کو خوشبو مت لگاؤ۔ اور اس کے سر کو نہ ڈھانپنا اور نہ ہی اس کو ملی جلی خوشبو
 لگاؤ۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن تلبیہ کہنے والا کر کے اٹھائے گا۔

تشریح از شیخ لکھنوی | لم یأمر الخ سے امام بخاری نے شاید احناف کے صحیح مذہب کی

طرف اشارہ فرمایا ہے۔ کہ جس شخص پر حج واجب ہے وہ اسی سال حج کر لے۔ اگر اس کو پورا کرنے سے پہلے مر
 گیا۔ تو اس کے پورا کرنے کی وصیت کر جانا اس پر واجب نہیں ہے۔ اگر اس پر حج واجب تھا لیکن اسی
 سال اس نے نہیں کیا۔ پھر مر گیا کہ اس کا حج تمام نہیں ہوا تھا۔ تو اپنے مال سے حج کو پورا کرنے کی وصیت
 کر جانا واجب ہے۔ شاید نماز روزے کو بھی اسی پر قیاس کیا گیا ہے۔ کیونکہ ایسی صورت میں وہ بھی ساقط
 ہو جاتے ہیں۔ مثلاً کسی شخص نے فجر کی نماز کا وقت پایا لیکن طلوع شمس سے پہلے مر گیا یا مسافر تھا سفر کی وجہ
 سے رمضان کے روزہ کا افطار کر لیا۔ پھر اس کو اتنا وقت نہیں مل سکا۔ کہ جس میں روزہ رکھ سکے۔ تو اس
 سے روزہ ساقط ہو جائے گا۔ نماز اور روزے دونوں کی قضاء و وصیت کرنا واجب نہیں ہے۔

تشریح از شیخ زکریا | بقیۃ الحج سے مراد رمی جمار۔ حلق۔ طواف افاضہ ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ

علیہ وسلم نے ان کے قضا کرنے کا حکم اس لئے نہیں دیا۔ کہ اس کو اتنا وقت ہی نہیں ملا۔ جس میں وہ بقیۃ
 حج کو ادا کر سکتا۔ اس لئے وہ مخاطب ہی نہیں۔ جیسے کوئی شخص اہل وقت میں نماز کو شروع کرے۔ لیکن
 دورانِ صلوٰۃ مر گیا۔ تو اس پر نہ قضا ہے نہ وصیت واجب ہے۔

بَابُ الْحَبَّةِ وَالنَّذْرِ عَنِ الْمَيِّتِ وَالرَّجُلِ يُحِبُّ عَنِ الْمَرَّةِ

ترجمہ۔ میت کی طرف حج کرنا اور اس کی نذر کو پورا کرنا اور مرد عورت کی طرف سے حج کر سکتا ہے۔

حدیث نمبر ۱۶۲۹ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ أُمِّدَاةَ مِّنْ جُهَيْنَةَ جَاءَتْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ إِنَّ أُمَّيْ نَذَرْتُ أَنْ تَحُجَّ فَلَمْ تَحُجَّ حَتَّى مَاتَتْ أَفَأَحُجُّ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ حَتَّىٰ أَرَأَيْتَ لَوْ كَانَ عَلَىٰ أُمِّكَ دَيْنٌ أَكُنْتَ قَاضِيَةً أَقْضُوا لِلَّهِ فَإِنَّهُ أَحَقُّ بِالْوَفَاءِ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ قبیلہ جہینہ کی ایک عورت جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ پس کہنے لگی کہ میری ماں نے حج کرنے کی نذر مانی تھی مگر وہ حج نہ کر سکی کہ مر گئی کیا میں اس کی طرف سے حج کر سکتی ہوں۔ آپؐ نے فرمایا تو اس کی طرف سے حج کر لے۔ بتلاؤ اگر تمہاری ماں کے ذمہ قرضہ ہوتا تو کیا تم اس کو ادا کرنے والی ہوتی اللہ تعالیٰ کا حق بھی ادا کرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ حق پورا کرنے کے زیادہ حقدار ہیں۔

تشریح از شیخ گنگوہی | ترجمہ تین اجزاء پر مشتمل ہے۔ ایک تو حج بدل یعنی دوسرے کی طرف سے

حج کرنا یہ تو روایت سے ظاہر ہے۔ اس پر باقی نذروں کو بھی قیاس کیا جائے۔ کیونکہ حج کی اس نے نذر مانی تھی جب نذر حج کی قضا جائز ہے تو غیر الحج کی نذر بھی جائز ہوگی۔ تیسرا مسئلہ یہ ہے کہ مرد عورت کی طرف سے حج بطریق اولیٰ ادا کر سکتا ہے کیونکہ مرد کا حج عورت کے حج سے افضل ہے۔ کیونکہ مرد کے حج میں عورت کے حج کی نسبت مناسک زیادہ ہیں۔ جب عورت کا حج عورت کی طرف سے جائز ہے تو مرد کا حج تو بطریق اولیٰ جائز ہوگا۔

تشریح از شیخ زکریا | جواز الحج عن الغیر۔ یہ مسئلہ بہت مشہور ہے اور طویل ذیل ہے اور جزو

اور اہم ہیں۔ پہلا تو یہ ہے۔ کہ جو شخص خود حج واجب کرنے کی قدرت رکھتا ہے۔ وہ دوسرے کو نائب نہیں بنا سکتا۔ اس پر سب کا اجماع ہے۔ حج مندوب بھی حجۃ الاسلام کی طرح جواز اور منع میں البتہ حج تطوع بھی کی تین قسمیں ہیں۔ دوسری بحث یہ ہے۔ کہ جو شخص استطاعت حج بالخیر رکھتا ہے اس پر بھی حج واجب ہے جب کہ شمر اٹھ پائے جائیں۔ مثلاً شیخ فانی ہے۔ جس میں شمر اٹھ حج پلے جائیں۔ مگر خود حج کرنے سے عاجز ہے مانع کی وجہ سے تو

امام احمد اور امام شافعی فرماتے ہیں۔ ایسے شخص پر حج لازم ہے۔ اور امام مالک فرماتے ہیں کہ جب خود حج ادا نہیں کر سکتا تو اس پر حج واجب ہی نہیں ہے۔ احناف کے ہاں مختلف روایات میں مشہور یہ ہے کہ اس پر حج لازم نہیں۔ لیکن صاحبین فرماتے ہیں کہ جب زاد۔ راعلہ اور ناسب کی استطاعت ہے۔ تو حج واجب ہے۔ لیکن یہ اختلاف اس صورت میں ہے جب کہ معذوری کی حالت میں استطاعت ہوئی اگر استطاعت صحت کی حالت میں ہوئی پھر عذر پیش آگیا تو پھر وجوب حج پر سب کا اتفاق ہے۔ ایک مسئلہ یہ بھی ہے کہ جس شخص نے خود حج نہیں کیا کیا وہ دوسرے کی طرف سے حج کر سکتا ہے۔ امام احمد کی روایت مشہورہ یہ ہے کہ جائز نہیں اگر کوئی لیا تو یہ احرام اس کے اپنے حج کا ہوگا۔ اور امام ابو حنیفہ کا ظاہر مذہب یہ ہے کہ مجموعہ عنہ کی طرف سے حج واقع ہوگا۔ امام محمد فرماتے ہیں۔ حج حج کرنے والے کا ہے۔ دوسرے کو نفقہ کا ثواب ملے گا۔ باقی فروع اور ان کے دلائل کی تفصیل او جزی میں ملے گی۔ مرضی شاء فلینظر۔

یَقَاسُ عَلَيْهِ سَائِرُ النَّذَرِ یہ ترجمہ کا دوسرا جز ہے۔ کہ میت کی طرف سے نذر کو قضا کیا جاسکتا ہے۔ یعنی حقوق واجبہ میت کی طرف سے ادا کئے جائیں۔ جمیع مال سے اگرچہ وصیت نہ بھی کی ہو۔ اگر مرض الموت میں نذر واقع ہوئی ہے۔ تو ثلث مال سے پوری کی جائے گی۔

حَجُّ الْمَرْحَلَةِ عَنِ الْمَرْأَةِ یہ ترجمہ کا تیسرا جز ہے۔ جس کے جواز پر سب کا اتفاق ہے۔ البتہ حسن بن صالح اختلاف کرتے ہیں۔ علامہ کرمانی فرماتے ہیں کہ ترجمہ توجع المرءل عن المرأة ہے اور حدیث سے حج المرأة عن المرأة ثابت ہوتا ہے۔ تو شرارح نے اس کے کئی جواب دیئے ہیں۔ کسی نے کہا ان امی نذرت سے ترجمہ ثابت ہے اور اقضوا اللہ میں بھی حکم عام ہے۔ اور حج عن نذر المیت ہے جو رجل اور مرأه کا دونوں کو شامل ہے۔ اور بعض نے کہا کہ امام بخاری نے روایت شیعہ کی طرف اشارہ کیا ہے جس میں ہے۔ اتى رجل النبي صلى الله عليه وسلم فقال ان اختي نذرت ان تحج اور اسی میں یہ ہے فاقض الله فمواحق بالقضاء اس روایت کی مصنف نے کتاب النذور میں خود تخریج کی ہے۔

بَابُ الْحَجِّ عَمَّنْ لَا يَسْتَطِيعُ الثَّبُوتَ عَلَى الدَّاحِلَةِ

ترجمہ۔ جو شخص سواری پر ٹھک کر بیٹھنے کی طاقت نہیں رکھتا اس کی طرف سے حج کرنا۔
حدیث نمبر ۱۶۳۱ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ امْرَأَةً قَالَتْ

حِ سَنَدِ آخِرٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَاءَتْ امْرَأَةٌ مِنْ خَثْعَمٍ عَامَ حَجَّةِ الْوُدَاعِ قَالَتْ
يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ فَرِيضَةَ اللَّهِ عَلَى عِبَادِهِ فِي الْحَجِّ أَدْرَكْتُ إِنِّي شَيْخَا كَبِيرٌ لَا يَسْتَطِيعُ
أَنْ يَسْتَوِيَ عَلَى الدَّاحِلَةِ فَهَلْ يَقْضِي عَنْهُ أَنْ أَحُجَّ عَنْهُ قَالَ نَعَمْ .

ترجمہ۔ حضرت فضل بن عباس سے مروی ہے۔ ایک عورت نے کہا۔ دوسری سند سے ابن عباس راوی
ہیں۔ کہ ایک عورت قبیلہ خثعم کی حجۃ الوداع کے سال آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اور کہنے لگی کہ اللہ تعالیٰ
کافرلیضہ جو اس کے بندوں پر حج کے بارے میں ہے اس نے میرے باپ کو شیخ کبیر کی حالت میں آیا۔
جو اونٹنی پر سیدھا بیٹھنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ پھر کیا میں اس کی طرف سے حج کر سکتی ہوں۔ آپ نے
فرمایا۔ ہاں !

بَابُ حَجِّ الْمَرَأَةِ عَنِ الدَّحْلِ

ترجمہ۔ عورت کا مرد کی طرف سے حج کرنا۔

حدیث نمبر ۱۴۳۱ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُسْلِمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ
قَالَ كَانَ الْفُضْلُ رَدِيفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَتْ امْرَأَةٌ مِنْ خَثْعَمٍ
فَجَعَلَ الْفُضْلُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا وَتَنْظُرُ إِلَيْهِ فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْرِفُ
وَجَهَ الْفُضْلُ إِلَى الشَّقِ الْأَخْرِ فَقَالَتْ إِنَّ فَرِيضَةَ اللَّهِ أَدْرَكْتُ إِنِّي شَيْخَا كَبِيرٌ
لَا يَثْبُتُ عَلَى الدَّاحِلَةِ أَفَأَحُجُّ عَنْهُ قَالَ نَعَمْ وَذَلِكَ فِي حَجَّةِ الْوُدَاعِ .

ترجمہ۔ حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ حضرت فضل بن عباس جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
کے سواری پر بیٹھے بیٹھے تھے کہ قبیلہ خثعم کی ایک عورت آئی۔ حضرت فضل اس کی دیکھتے اور وہ آپ کی
طرف دیکھتی تھی۔ تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فضل کا چہرہ دوسری طرف پھیرنے لگے
تو اس عورت نے کہا اللہ تعالیٰ کے فریضہ حج نے میرے باپ کو شیخ فانی کی حالت میں آیا۔ جو
سواری پر ٹھک کر نہیں بیٹھ سکتا۔ کیا میں اس کی طرف سے حج کر سکتی ہوں۔ آپ نے فرمایا ہاں !
یہ واقعہ حجۃ الوداع میں پیش آیا۔

بَابُ حَجِّ الصَّبِيَّانِ

ترجمہ۔ بچوں کا حج کرنا کیسا ہے۔

حدیث نمبر ۱۶۳۲ حَدَّثَنَا أَبُو الثَّعْمَانِ أَنَّهُ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ لُبَّائِي أَوْ قَدَمِي
الْبَيْتِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الثَّقَلِ مِنْ جَمْعِ بَلِيلٍ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ مجھے بھیجا یا مجھے آگے روانہ کر دیا۔ مجھ کو جناب نبی اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم نے اسباب سفر کے ہمراہ رات کے وقت مزدلفہ سے روانہ فرما دیا۔

حدیث نمبر ۱۶۳۳ حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَقْبَلْتُ وَ
قَدْ نَاهَزْتُ الْحُلُمَ أَسِيرُ عَلَى أَتَانٍ لِي وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ
يُصَلِّيُ بِمَنْى حَتَّى سِرْتُ بَيْنَ يَدَيْ بَعْضِ الصَّفِّ الْأَوَّلِ ثُمَّ نَزَلْتُ عَنْهَا فَوَقَعْتُ
فَصَفَقْتُ مَعَ الثَّاسِ وَرَأَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَنَدٍ آخِرٍ عَنِ ابْنِ
شَهَابٍ بِمَنْى فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ۔

ترجمہ۔ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ نے فرمایا۔ میں اس حال میں آیا کہ میں بلوغ کے قریب پہنچ چکا تھا
اور میں اپنی گدھیا پر چل رہا تھا۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے منیٰ میں نماز پڑھا رہے
تھے۔ حتیٰ کہ میں پہلی صف کے کچھ حصہ کے سامنے سے چل رہا تھا۔ پھر میں اپنی سواری سے اترا جو چرنے لگی۔
اور میں لوگوں کے ساتھ صف میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے کھڑا ہو گیا اور دوسری سجدہ
سے ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ منیٰ کے مقام پر حجۃ الوداع میں نماز پڑھا رہے تھے۔

حدیث نمبر ۱۶۳۴ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ يُونُسَ عَنْ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ
قَالَ حُجَّ بِي مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا ابْنُ سَبْعِ سِنِينَ۔

ترجمہ۔ حضرت سائب بن یزیدؓ سے مروی ہے کہ مجھے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ
حج کرایا گیا جب کہ میں سات سال کی عمر کا تھا۔

حدیث نمبر ۱۶۳۵ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَّادَةَ أَنَّهُ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ
يَقُولُ لِلْسَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ وَكَانَ قَدْ حُجَّ بِهِ فِي ثَقَلِ الْبَيْتِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ترجمہ - حضرت عمر بن عبدالعزیزؓ سائب بن یزید سے فرما رہے تھے - جب کہ حضرت سائبؓ کو جناب بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سبب سفر میں حج کرایا گیا تھا۔

تشریح از شیخ گنگوہی [یقولہ للسائب] اس قول کو یہاں ذکر نہیں کیا گیا کیونکہ مدعی تو ثبوت حجة الصبیان ہے جو تمام کلام پر موقوف نہیں ہے۔ زیادہ مناسب کے بارے میں ملا علی قاری نے شرح الباب کے اندر لکھا ہے۔ اور عورت کا حج مرد کی طرح ہے مگر بارہ چیزوں میں مرد کے موافق نہیں کیونکہ عورت محرمہ سلا ہو اکیڑا پہن سکتی ہے۔ موزے اور دستاں پہن سکتی ہے۔ اور اپنا سر چھپا سکتی ہے۔ تبلیہ کے لئے اپنی آواز اونچی نہیں کر سکتی۔ طواف میں رمل نہیں کر سکتی۔ اور نہ ہی اضطباع کر سکتی۔ میلین کے درمیان سعی نہیں کر سکتی۔ سر نہیں منڈوا سکتی اور جب حجر اسود کے پاس مردوں کا مجمع ہو۔ تو وہ استسلام نہیں کر سکتی۔ اس صورت میں صفا پر نہیں چڑھ سکتی۔ اور اسی طرح مقام ابراہیم پر نماز نہیں پڑھ سکتی۔ طواف صدر کے ترک کرنے سے اس پر دم لازم نہیں اور اس طرح طواف زیارۃ کی تاخیر سے حیض اور نفاس کی وجہ سے دم لازم نہیں آتا۔

لم یذکر ہم هنا شرح بخاری نے عمرؓ کا مقولہ اور سائب کا جواب ذکر نہ کرنے کی کئی توجیہات کی ہیں۔ علامہ عینیؒ وقسطانیؒ فرماتے ہیں حضرت عمر بن عبدالعزیزؓ کا سوال مذ کی مقدار کے بارے میں تھا۔ اور حضرت سائب کا جواب یہ تھا کہ انا غلام اور یہی امام بخاریؒ کی غرض ہے۔ کہ حضرت سائب کو بچپن میں جب کہ وہ سات سال کی عمر کے تھے حج کرایا گیا۔ باقی مذ کی مقدار کتاب الکفارات میں آئے گی۔ حج صبی کے بارے میں مفصل بحث اور جز میں کی گئی ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ جواز حج صبی میں تو کسی کا اختلاف نہیں ہے۔ دوسری بحث یہ ہے کہ کیا اگر صبی مخطورات کا ارتکاب کرے تو اس پر فدیہ اور دم جبر واجب ہو گا یا نہیں۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں لا یلزمہ شیء من مخطورات الاحرام صحیح مسک یہ ہے کہ صبی کا حج تطوع ہو گا فرض سے کفایت نہیں کرے گا۔ البتہ اسے ثواب ملے گا۔ اس کے سبب ائمہ قائل ہیں۔ اور بعض کہتے ہیں کہ حسنات کا ثواب والدین کو ہو گا۔

بَابُ حَجِّ النِّسَاءِ

ترجمہ - عورتوں کے حج کے بارے میں

قَالَ آذِنَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لِأَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَخْرِ حَجَّةٍ
حَبَّتْ أَقْبَعَتْ مَعَهُنَّ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ

ترجمہ۔ حضرت عمرؓ نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کو اپنے اس آخری حج
میں اجازت دے دی جو انہوں نے کیا تھا۔ اور ان کے ساتھ حضرت عثمان بن عفانؓ اور عبد الرحمن بن عوفؓ
کو بھیجا تھا۔

حدیث نمبر ۱۶۳۶ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ قَالَتْ قُلْتُ
يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلَا نَفْزُو أَوْ نَجَاهِدَ مَعَكَ فَقَالَ لَكُنَّ أَحْسَنَ الْجِهَادِ وَأَجْمَلَهُ الْحُجُّ
حُجٌّ مَبْرُورٌ فَقَالَتْ عَائِشَةُ فَلَا أَدْعُ الْحُجَّ بَعْدَ إِذْ سَمِعْتُ هَذَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ۔ حضرت عائشہ ام المؤمنینؓ فرماتی ہیں کہ میں نے کہا یا رسول اللہ! کیا ہم عورتیں آپ مردوں
کے ساتھ جنگ یا جہاد نہیں کر سکتیں۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا تمہارا اچھا جہاد اور خوب صورت جہاد حج ہے۔
اور حج بھی مقبول ہو۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا
اس کے بعد میں حج کو کبھی نہیں چھوڑوں گی۔

حدیث نمبر ۱۶۳۷ حَدَّثَنَا أَبُو التَّحْمَنِ عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسْفِرَنَّ لِلدَّرَةِ الْأَمْعِ ذِي مَحْرَمٍ وَلَا يَدْخُلُ عَلَيْهَا رَجُلٌ إِلَّا وَمَعَهَا
مَحْرَمٌ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أَخْرُجَ فِي جَدِيشٍ كَذَا وَكَذَا وَأَمْرًا فِي
تُرِيدُ الْحُجَّ فَقَالَ أَخْرُجْ مَعَهَا

ترجمہ۔ حضرت ابی عباسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کوئی عورت
بغیر محرم کے سفر نہ کرے۔ اور نہ ہی اس کے پاس کوئی مرد آئے جب تک اس کے ساتھ محرم نہ ہو۔ ایک آدمی
نے کہا۔ یا رسول اللہ! میرا ارادہ ہے کہ میں فلاں فلاں لشکر میں جہاد کے لئے نکلا جاؤں لیکن میری بیوی حج
کا ارادہ رکھتی ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ تم اس کے ساتھ حج کے لئے جاؤ۔

حدیث نمبر ۱۶۳۸ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي عُبَيْدٍ قَالَ لَمَّا رَجَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ حَجَّتِهِ قَالَ لَا مَسْنَانَ إِلَّا نَصَارِيَّةٍ مَا مَنَعَكَ مِنَ الْحُجَّ قَالَتْ أَبُو فُلَانٍ

تَعْنِي زَوْجَهَا كَانَ لَهُ نَاضِحَانِ حَتَّى عَلَى أَحَدِهِمَا وَالْآخَرُ يَسْقِي أَرْضًا لَنَا قَالَ فَإِنَّ
عُمَرَةَ فِي رَمَضَانَ تَقْضِي حَجَّةً أَوْ حَجَّةً مَعِيَ رَوَاهُ بْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ سَمِعْتُ ابْنَ
عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -

ترجمہ - حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے حج سے واپس آئے۔
تو اُم سنان انصاریہ سے فرمایا کہ تمہیں حج کرنے سے کس چیز نے روکا کہنے لگی فلاں کے باپ نے اپنے
خاوند کے متعلق کہتی تھیں کہ ہمارے دو آب کش اونٹ تھے۔ ان میں سے ایک پر تو وہ حج پر چلے گئے۔ اور
دوسرا ہماری زمین کو سیراب کرتا ہے۔ جس پر آپؐ نے فرمایا کہ رمضان کا عمرہ حج کو کفایت کرے گا۔ یا
میرے ساتھ حج کرنے کے برابر ہوگا۔

حدیث نمبر ۱۶۳۹ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ وَ
قَدْ عَزَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ عَزْوَةً قَالَ أَرَبَعٌ سَمِعْتُهُنَّ مِنْ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ قَالَ يُحَدِّثُهُنَّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَاعْجَبْنِي وَأَنْقَلَبْنِي أَنْ لَا تُسَافِرَ امْرَأَةٌ مَسِيرَةَ يَوْمَيْنِ لَيْسَ مَعَهَا زَوْجُهَا أَوْ ذُووُحُمٍ
وَلَا صَوْمُ يَوْمَيْنِ الْفِطْرِ وَالْأَضْحَى وَلَا صَلَاةُ بَعْدَ صَلَوَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتَّى تَغْرُبَ
الشَّمْسُ وَبَعْدَ الضُّبَيْمِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَلَا تُشَدَّ الرِّحَالُ إِلَّا إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ
مَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَسْجِدِي وَمَسْجِدِي الْأَقْصَى -

ترجمہ - حضرت ابوسعیدؓ نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بارہ جنگوں میں حصہ لیا تھا۔
فرماتے تھے کہ میں نے چار چیزیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھیں یا وہ انہیں نبی اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم سے بیان کرتے تھے پس وہ مجھے بہت پسند آتی تھیں۔ ایک تو یہ ہے کہ عورت دو دن کا سفر نہ
کرے مگر اس کے ساتھ اس کا خاوند ہو یا ذی رحم محرم ہو۔ اور دو دن عید الفطر اور عید الاضحیٰ میں روزہ
نہ رکھو۔ اور دو نمازوں کے بعد نفل نماز نہ پڑھے۔ عصر کے بعد جب تک سورج غروب نہ ہو۔ فجر کی نماز کے
بعد جب تک سورج طلوع نہ ہو۔ اور کجاوے نہ کسے جائیں مگر تین مساجد کی طرف مسجد حرام۔ میری مسجد۔
اور مسجد اقصیٰ باقی سب مساجد میں ثواب برابر ہے۔

بَابُ مَنْ نَذَرَ الْمَشْيَ إِلَى الْكَعْبَةِ

ترجمہ: کعبہ کی طرف پیدل چل کر جانے والے کی نذر کے بارے میں۔

حدیث نمبر ۱۶۴۰ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى شَيْخَاتِهِمْ هَادِي بَيْنَ ابْنَيْهِ قَالَ مَا بَالُ هَذَا قَالُوا نَذَرَ أَنْ يَمْشِيَ قَالَ إِنْ اللَّهَ عَنْ تَعْذِيبِ هَذِهِ أَنْفُسَهُ لَغَنَى أَمْرُهُ أَنْ يَتْرُكَبَ۔

ترجمہ: حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بوڑھے کو دیکھا جو اپنے دو بیٹوں کے درمیان چلایا جا رہا تھا۔ فرمایا اس کا کیا حال ہے۔ بتایا گیا کہ اس نے نذر مانا تھا کہ پیدل چل کرے گا۔ آپؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس کے اپنے آپ کو عذاب دینے سے بے پروا ہے اور اس کو حکم دیا کہ وہ سوار ہو جائے۔

حدیث نمبر ۱۶۴۱ حَدَّثَنَا ابْنُ رَافِعٍ عَنْ عَقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ نَذَرْتُ أَخِي أَنْ يَمْشِيَ إِلَى بَيْتِ اللَّهِ أَمْرَتْنِي أَنْ أَسْتَفْتِيَ لَهَا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَفْتَيْتُهُ فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمْ يَمْشِ وَلَمْ يَتْرُكَبْ قَالَ وَكَانَ أَبُو الْخَيْرِ لَا يَفَارِقُ عَقْبَةَ۔

ترجمہ: حضرت ابو الخیر حضرت عقبہ بن عامرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ان کی بہن نے نذر مانا تھا کہ وہ بیت اللہ کی طرف پیدل جائے گی اور مجھے حکم دیا کہ میں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے فتویٰ دریافت کروں۔ چنانچہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے فتویٰ پوچھا۔ فرمایا: چاہیے کہ وہ پیدل چلے اور عجز کی صورت میں سوار ہو جائے۔ ابو الخیر حضرت عقبہ سے جدا نہیں ہوتے تھے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ لیسہ کب حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے سوار ہونے کا حکم دیا اور ساتھ

ہی فرمایا ہمہدی کے شاة ایک بکری فدیہ دے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ حنفیہ کا مذہب یہ ہے کہ جو شخص کسی عبادت کی نذر ملنے جیسے مشی الی بیت اللہ

تو یہ نذر منعقد ہوگی۔ نذر کو پورا کرے اگر معذور ہو جائے تو کفارہ میں دم ادا کرے۔ لیکن ننگے پاؤں چلنا کوئی عبادت نہیں اس لئے نہ نذر منعقد ہوگی نہ کفارہ دینا پڑے گا۔ اس مسئلہ میں بھی بہت سے اباحت ہیں۔ جن کی تفصیل اوجز میں بیان کی گئی ہے۔ علامہ عینیؒ نے فرمایا کہ حدیث باب اور حدیث عقبہ سے اہل ظاہر نے استدلال

کیا کہ عاجز عن المشی اگر سوار ہو جائے تو اس پر کوئی کفارہ نہیں ہے۔ دوسرے فقہار کے اس میں چند اقوال ہیں۔ امام ابو حنیفہؒ اور امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ جب چلنے سے عاجز ہو کر سوار ہو جائے تو بکری کی قربانی دے اس طرح اگر غیر عاجز ہو کر سوار ہی کی تو کفارہ قسم بھی ادا کرنا ہوگا۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ احتیاطاً حدی ادا کرنی چاہیے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ واپس آکر دوسرا حج کرے اس پر کوئی حدی واجب نہیں ہے۔ امام مالکؒ حدی اور مشی دونوں کو احتیاطاً واجب کہتے ہیں۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

فَضَائِلُ الْمَدِينَةِ

بَابُ حَرَمِ الْمَدِينَةِ

حدیث نمبر ۱۶۴۲ حَدَّثَنَا أَبُو الثَّعْمَانِ الْإِنْعَنِيُّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمَدِينَةُ حَرَمٌ مَن كَذَّ إِلَى كَذَا لَا يَطْلُعُ شَجَرُهُمَا وَلَا يَحْدُثُ فِيهَا حَدَثٌ مَّنْ أَحْدَثَ شَحْدًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ۔

ترجمہ۔ مدینہ منورہ کے فضائل اور مدینہ کے حرم کی تعیین۔ حضرت انس بن مالکؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا۔ مدینہ فلاں جگہ سے فلاں جگہ تک حرم ہے۔ اس کا درخت نہ کاٹ جائے۔ اور نہ ہی اس میں کوئی نئی بدعت پیدا کی جائے۔ جو شخص اس میں کتاب و سنت کے مخالف کوئی بدعت کھڑی کرے گا تو اس پر اللہ تعالیٰ فرشتوں کی اور تمام انسانوں کی طرف سے لعنت ہوگی۔

حدیث نمبر ۱۶۴۳ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ الْإِنْعَنِيُّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْمَدِينَةِ وَآمَرِ بِنَاءِ السُّجْدِ فَقَالَ يَا بَنِي النَّجَّارِ ثَامِنُونِي فَقَالُوا لَا نَطْلُبُ ثَمَنَهُ إِلَّا إِلَى اللَّهِ فَا مَرِيقُ الْمَشْرِكِينَ فَتَنِيشتُ ثُمَّ بِالْخَرْبِ قُسُوتٍ وَبِالتَّخْلِ فَقَطِّعُوا فَصَقُّوا التَّخْلَ قَبِيلَةَ الْمَسْجِدِ۔

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو مسجد کے

اس سے نہ نفل قبول ہوگی نہ فرض۔ اور جو شخص کسی قوم کا مولا بنایا یا خلیفہ بنا اپنے سرداروں کی اجازت کے بغیر تو اس پر اللہ تعالیٰ کی اس کے فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہوگی نہ اس کی نفل قبول ہوگی نہ فرض قبول ہوگی۔

تشریح از شیخ گنگوہی | حرم المہینۃ یعنی اس کی حرمت اور عظمت ثابت ہے۔ مگر دوسری روایت اس معنی پر دال نہیں۔ ہاں البتہ اگر یہ کہا جائے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہاں اقامت کرنا وہاں مسجد کا بنانا وغیرہ وغیرہ۔ یہ امور اس کی حرمت پر دلالت کرتے ہیں۔

اراکم یا یعنی حاکم یا پتہ پہلے تو آپ نے انداز سے فرمادیا لیکن جب ان کے گھروں اور ان حدود میں غور کیا جو آپ نے بیان نہیں فرمائیں۔ تو پھر ان کو حرم مدینہ سے خارج مقیمین نہ کیا بلکہ فرمایا کہ حرم مدینہ کے اندر ہی ہو۔

تشریح از شیخ زکریا | عامۃ الشراح نے تو ان روایات سے مدینہ کی فضیلت ثابت کی ہے۔ لیکن میرے نزدیک امام بخاری نے ایک اختلافی مشہور مسئلہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ وہ یہ ہے کہ آیا حرم مدینہ حرم مکہ کی طرح ہے یا دونوں کا حکم مختلف ہے۔ امام بخاری نے ترجمہ میں کوئی فیصلہ کن بات اپنی عادت کے مطابق نہیں کی۔ علامہ عینی نے حدیث انس کے بعد لکھا ہے کہ اس روایت سے ائمہ ثلاثہ امام مالک، امام شافعی اور امام احمد نے استدلال کیا ہے کہ مدینہ حرم ہے اس کے درخت وغیرہ نہ کاٹے جائیں اور شکار بھی نہ پکڑا جائے۔ لیکن وہ اس کے ارتکاب پر جہز ابھی کوئی واجب نہیں کرتے۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ اور صاحبینؒ ثوری اور ابن المبارک فرماتے ہیں۔ **لیس للمدینۃ حرم کما کانت لکمکۃ** پس اس کا شکار کا پکڑنا اور درخت کا کاٹنا جائز ہے۔ اور حدیث کا جواب یہ دیتے ہیں کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد مدینہ کی زینت کو باقی رکھنا ہے۔ تاکہ اس سے مانوس ہوں۔ اور مہاجرین سایہ حاصل کریں۔ اور لوگوں کو مدینہ سے الفت پیدا ہو۔ چنانچہ امام مالکؒ سے جب صدر المدینہ کے قطع کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے یہی جواب دیا۔ کہ مدینہ سے لوگوں کو وحشت پیدا نہ ہو۔ امام طحاویؒ نے بھی سند صحیح سے روایت کی ہے انہا زینۃ المہینۃ البتہ حدیث انس کے ذکر کے بعد علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ بعض لوگ کہتے ہیں حدیث باب اور ترجمہ میں مناسبت نہیں ہے۔ لیکن میرے نزدیک مناسبت واضح ہے۔ کیونکہ پہلی حدیث میں قطع شجر سے منع کیا گیا اس حدیث میں نخل کے قطع کا حکم دیا گیا۔ اس سے واضح ہوا

کہ مدینہ کی حرمت مکہ کی حرمت کی طرح نہیں ہے۔ اور احنافؒ کا استدلال بابا عمیر مافعل النغیر سے بھی ہے کہ ببل کو پالا گیا حالانکہ حرم مکہ میں کسی شکار کے پالنے کی اجازت نہیں ہے۔

بَابُ فَضْلِ الْمَدِينَةِ وَأَنَّهَا تُنْفَى النَّاسَ

ترجمہ۔ مدینہ کی فضیلت۔ اور یہ کہ وہ لوگوں کو نکال دیتا ہے اور الناس سے شہر مراد ہیں۔
حدیث نمبر ۱۶۴۱ ح۱ تَنَاَعَبْدُ اللّٰهُ بْنُ يُوْسُفَ السَّمْعُوْنُ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اُمِرْتُ بِقُرْبَةِ تَاْكُلُ الْفُقَرٰی يَقُوْلُوْنَ
يَثْرِبُ وَهِيَ الْمَدِيْنَةُ تُنْفَى النَّاسَ كَمَا يَنْفَى الْحَدِيْدُ۔

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مجھے ایک بستی میں جانے کا حکم دیا گیا ہے جو تمام بستیوں پر غالب ہوگی جسے منافق ثیرب کہتے ہیں حالانکہ وہ مدینہ ہے جو ثیرب لوگوں کو اس طرح نکال دے گا۔ جس طرح بھٹی لوہے کے کھوٹ کو دور کر دیتی ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہی | تنفی الناس سے یہ ضروری نہیں کہ سب کے سب شہر پر لوگ نکل جائیں گے۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ مدینہ برابر ان کو نکالتا رہے گا اگرچہ کچھ اس میں رہ بھی جائیں۔ لیکن مکمل اخراج ان کا امام مہدی اور عیسیٰ علیہ السلام کے دور میں ہوگا۔

تشریح از شیخ ذکریا | حضرت شیخ گنگوہیؒ کی توجیہ کی تائید مسلم کی روایت سے ہوتی ہے۔ جس میں ہے۔ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی تُنْفَى الْمَدِيْنَةُ شَرَارَهَا اور حدیث دجال سے بھی تائید ہوتی ہے۔ البتہ قاضی عیاضؒ نے فرمایا کہ یہ حدیث حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے ساتھ مختص ہے کیونکہ ہجرت اور مدینہ کی اقامت پر وہی صبر کرتا تھا جو کامل الایمان ہو۔ لیکن مسلم کی حدیث بالا سے زمین الدجال تک کی نفی معلوم ہوتی ہے۔ حافظؒ فرماتے ہیں کہ دونوں زمناً مراد لئے جاسکتے ہیں احادیث سے دونوں کی تائید ہوتی ہے۔ امام بخاریؒ نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے کہ مدینہ افضل البلاد ہے کیونکہ وہ خبث کو دور کرتا ہے۔ اور اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ یہ حدیث مختص بالناس والزمان ہے۔ من اہل المدینة مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ اور نفاق بلا شک خبیث ہے۔ اور اس سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت معاذ حضرت ابن مسعودؓ طلحہ اور علی رضی اللہ عنہم مدینہ سے نکلے ہیں حالانکہ الطیب الناس ہیں تو حدیث کا مطلب

ہوگا۔

ناس دون ناس وقت دون وقت اور بعض نسخوں میں تنفی الناس بالقاف وارد ہے کہ مدینہ شریہوں کی چھانٹی کرے گا یہاں تک خیار رہ جائیں گے۔ میرے نزدیک یہی معنی مناسب ہیں۔ چنانچہ علامہ عینی بھی یہی فرماتے ہیں تاکہ تکرار ترجمہ کا توہم نہ ہو آگے باب آرہا ہے۔ المدینۃ تنفی الخبث۔

بَابُ الْمَدِينَةِ طَابَةِ

ترجمہ۔ مدینہ طابہ ہے۔ اچھا شہر ہے کیونکہ یثرب اگر تشریب سے ہے تو اس کے معنی سرزنش اور ملامت کے ہیں۔ اگر ثرب سے ہے تو اس کے معنی فساد کے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اچھے نام کو پسند کرتے تھے۔ قبیح سے کراہت کرتے تھے اس لئے آپ نے اس کو طابہ کہا ہے۔ تامل القری جیسے اکل ماکول پر غالب ہوتا ہے ایسے یہ شہر بھی سب بلاد پر غالب ہوگا چنانچہ

حدیث نمبر ۱۶۴۸ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ عَنْ أَبِي حَمِيدٍ أَقْبَلْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ تَبُوكَ حَتَّى أَشْرَفْنَا عَلَى الْمَدِينَةِ فَقَالَ هَذِهِ طَابَةٌ۔

ترجمہ۔ حضرت ابو حمیدؓ فرماتے ہیں۔ ہم جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تبوک سے واپس آرہے تھے کہ مدینہ سلمنے آگیا۔ آپ نے فرمایا یہ طابہ ہے۔ اور طیبہ بھی وارد ہوا ہے۔ تبوک مدینہ سے چودہ مراحل پر ہے۔ طابہ مدینہ کے اسماء میں سے ہے۔

بَابُ لَابَتِي الْمَدِينَةِ

ترجمہ۔ مدینہ کے دو پہاڑی علاقے۔

حدیث نمبر ۱۶۴۸ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّكَ كَانَ يَقُولُ لَوِ رَأَيْتُ الْبَلَاءَ بِالْمَدِينَةِ تَرْتَعُ مَا ذَعَرْتُمَهَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا حَدَامٌ۔

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے تھے کہ اگر میں مدینہ منورہ میں نہ فی کو چمتے دیکھ لیتا تھا تو اس کو نہیں ڈراتا تھا۔ کیونکہ آپ نے فرمایا اس کے دونوں جانبوں شمرقی اور غربی کے درمیان حرم ہے۔ اور بعض

روایات میں حمیرہ کا لفظ بھی وارد ہے۔ اور بعض میں جلیہا بھی آیا ہے اس لئے یہ حدیث عند الاحناف مضرب ہے۔

بَابُ مَنْ دَغِبَ عَنِ الْمَدِينَةِ

ترجمہ۔ جس نے مدینہ سے روگردانی کی۔

حدیث نمبر ۱۶۲۹ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَذْكُرُونَ الْمَدِينَةَ عَلَى خَيْرٍ مَا كَانَتْ لَا يَغْشَاهَا إِلَّا الْعَوَاقِبُ يُرِيدُ عَوَاقِبَ السَّبَاحِ وَالظَّهِرِ وَآخِرُ مَنْ يُحْشَدُ أَعْيَانُ مَنْ مَدِينَتُهُ يُرِيدُ لِلْمَدِينَةِ يَنْعِقَانِ بَيْنَهُمَا فَيَجِدَانِهَا وَحُشًّا حَتَّى إِذَا بَلَغَ ثَنِيَّةَ الْوَدَاعِ خَرَّ عَلَى وَجْهِهَا۔

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ تم مدینہ کو اچھی حالت پر چھوڑ جاؤ گے۔ اس حال میں کہ اس کا گھیراؤ پہندوں اور درندوں کے سوا کوئی نہیں کرے گا۔ جو روزی تلاش کرنے والے ہوں گے۔ اور آخری وہ لوگ جو جلا وطن ہوں گے قبیلہ مزینہ کے دو چرواہے ہوں گے۔ جو مدینہ کا ارادہ کریں گے۔ جو اپنی بکریوں کو آواز دے رہے ہوں گے مگر وہ بکریاں وحشی ہو کر نفرت کریں گی یا مدینہ اس قدر خالی ہو جائے گا کہ وہاں وحشی جانوروں کے سوا کوئی نہیں ہوگا جب وہ لوگ ثنیۃ الوداع تک پہنچیں گے تو منہ کے بل گم پڑیں گے۔

حدیث نمبر ۱۶۵۰ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ أَبِي زُهَيْرٍ أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَفْتَحُ الْيَمَنُ فَيَأْتِي قَوْمٌ يَبْسُوتُ فَيَتَحَمَّلُونَ بِأَهْلِهِمْ وَمَنْ أَطَاعَهُمْ وَالْمَدِينَةُ خَيْرٌ لَهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ وَيُفْتَحُ الشَّامُ فَيَأْتِي قَوْمٌ يَبْسُوتُ فَيَتَحَمَّلُونَ بِأَهْلِهِمْ وَمَنْ أَطَاعَهُمْ وَالْمَدِينَةُ خَيْرٌ لَهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ وَيُفْتَحُ الْعِرَاقُ فَيَأْتِي قَوْمٌ يَبْسُوتُ فَيَتَحَمَّلُونَ بِأَهْلِهِمْ وَمَنْ أَطَاعَهُمْ وَالْمَدِينَةُ خَيْرٌ لَهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ۔

ترجمہ۔ حضرت سفیان بن ابی زہیرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔

فرماتے تھے کہ میں فتح ہوگا۔ پس کچھ لوگ اونٹوں کو ہانک کر اپنے اہل و عیال اور جو لوگ ان کا کہنا مانیں گے ان کو اٹھا کر چلے جائیں گے۔ اگر ان کو علم ہوتا تو مدینہ ان کے لئے بہتر تھا اور شام مفتوح ہوگا۔ کچھ اونٹوں کو ہانک کر اپنے اہل و عیال اور ہم خیال لوگوں کو لے کر چلے جائیں گے۔ اگر ان کو علم ہوتا تو مدینہ ان کے لئے بہتر تھا۔ اسی طرح عراق فتح ہوگا کچھ اونٹوں کو ہانک کر اپنے اہل و عیال اور ہم خیال لوگوں کو لے کر چلے جائیں گے۔ اگر ان کو علم ہوتا تو مدینہ ان کے لئے بہتر تھا۔

تشریح از قاسمی | مکرکون سے خطاب موجودین کو ہے۔ یا نسل فحاطین کو ہے۔ اور ایک روایت یترکون کی بھی ہے۔ قرطبی فرماتے ہیں۔ یہ واقعات پیش آپکے ہیں جب کہ خلافت مدینہ سے شام اور پھر عراق کی طرف منتقل ہوئی۔ تو دیہاتی لوگ مدینہ پر غالب آگئے۔ مدینہ خالی ہو گیا اکثر فردوس اور پھل پرندوں اور جانوروں کی خوراک بنے۔

بَابُ الْإِيمَانِ يَارِزُ إِلَى الْمَدِينَةِ

ترجمہ۔ ایمان سمٹ کر مدینہ کی طرف آئے گا۔

حدیث نمبر ۶۵۱ | حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الْإِيمَانَ يَارِزُ إِلَى الْمَدِينَةِ كَمَا تَارِزُ الْحَيَّةُ إِلَى حُجْرِهَا۔

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایمان مدینہ کی طرف ایسے سمٹ کر آئے گا جیسے سانپ اپنے سوراخ کی طرف سمٹ کر آتا ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہی | تشبیہ سے ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ جب وہ ایمان شہروں کی طرف نکلے گا۔ تو مدینہ میں ایمان بالکل نہیں رہے گا۔ حالانکہ یہ مراد نہیں ہے۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ جب مدینہ سے دوسرے شہروں میں ایمان پھیلے گا تو پھر ایک ایسا زمانہ آئے گا۔ کہ سوائے مدینہ کے کہیں کوئی مؤمن باقی نہیں رہے گا کیونکہ معلوم ہو چکا ہے کہ مدینہ تمام شہروں سے آخر میں دیران ہوگا۔ اور یہ اس لئے کہ اس میں آخر تک ایمان باقی رہے گا۔

از قاسمی | اور ایک معنی اس کے یہ بھی ہیں کہ مدینہ کی طرف اہل ایمان آئیں گے۔ اور جناب نبی اکرمؐ

کی محبت ان کو لے آئے گی۔ پس ایمان اس کی طرف واپس آئے گا۔ جیسے کہ پہلے پہل اس سے نکلا تھا۔ اور اسی مدینہ سے ہی ایمان پھیلے گا جیسے سانپ اپنے سوراخ میں پھیل جاتا ہے۔ پھر جب اسے ڈرایا جاتا ہے تو واپس اپنے سوراخ کی طرف آتا ہے۔

بَابُ اِثْمٍ مِّنْ كَادِ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ

ترجمہ۔ جو شخص مدینہ والوں سے مکرو فریب کرے اس کو کتنا گناہ ہو گا۔

حدیث نمبر ۱۵۲۲ حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ جُرَيْثٍ اَنَّهُ سَمِعْتُ سَعْدَ اَقَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَكِيْدُ اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ اَحَدٌ اِلَّا اُتِيَ بِمَاءٍ مِّلْحٍ فِي الْمَاءِ۔

ترجمہ۔ حضرت سعدؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ جو شخص مدینہ والوں سے مکرو فریب کرے گا وہ ایسے پگھل جائے گا جیسے نمک پانی میں پگھل جاتا ہے۔

بَابُ اطَامِ الْمَدِيْنَةِ

ترجمہ۔ مدینہ کے قلعے جو پتھروں سے بنائے جائیں یعنی بُرج

حدیث نمبر ۱۵۲۳ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ اَنَّهُ سَمِعْتُ اَسَامَةَ قَالَ اَشْرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى اطَامِ الْمَدِيْنَةِ فَقَالَ هَلْ تَرَوْنَ مَا اَرَى رَافِي لَارِي مَوَاقِعَ الْفُلَاقِ خِلَالَ بَيُوتِكُمْ كَمَوَاقِعِ الْقَطْرِ تَابَعَهُ مَعْرٌ۔

ترجمہ۔ حضرت اسامہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کے قلعوں میں سے ایک قلعہ پر سے جھانک کر فرمایا کیا تم وہ کچھ دیکھتے ہو جو میں دیکھ رہا ہوں۔ میں فتنوں کے گرنے کی جگہیں تمہارے گھروں کے اندر ایسے دیکھ رہا ہوں جیسے بارش کے گرنے کی جگہیں ہوتی ہیں۔ کثرت اور عموم سے کنایہ ہے۔

بَابُ لَا يَدْخُلُ الدَّجَالُ الْمَدِيْنَةَ

ترجمہ۔ دجال مدینہ میں داخل نہیں ہو گا۔

حدیث نمبر ۱۶۵۴ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَدْخُلُ الْمَدِينَةَ رُغْبُ الْمَسِيحِ الدَّجَالِ لَهَا يَوْمَئِذٍ سَبْعَةُ أَبْوَابٍ عَلَى كُلِّ بَابٍ مَلَكٌ

ترجمہ۔ حضرت ابی بکرؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ مدینہ میں مسیح دجال کا رعب داخل نہیں ہوگا۔ اس دن اس کے سات دروازے ہوں گے اور ہر دروازے پر دو فرشتے مقرر ہوں گے۔

حدیث نمبر ۱۶۵۵ حَدَّثَنَا الشَّعْبِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى انْقَابِ الْمَدِينَةِ مَلَائِكَةٌ لَا يَدْخُلُهَا الطَّاغُوتُ وَلَا الدَّجَالُ

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مدینہ کے ناکوں پر فرشتے ہوں گے۔ چنانچہ نہ تو اس میں طاغوت داخل ہوگا۔ اور نہ ہی دجال کا داخلہ ہوگا۔

حدیث نمبر ۱۶۵۶ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ قَالَ حَدَّثَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثًا طَوِيلًا عَنِ الدَّجَالِ فَكَانَ فِيهِمَا حَدَّثَنَا بِهٖ أَنْ قَالَ يَا قِي الدَّجَالُ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْهِ أَنْ يَدْخُلَ بَقَابَ الْمَدِينَةِ بَعْضُ السَّبَاخِ الَّتِي بِالْمَدِينَةِ فَيَخْرُجُ إِلَيْهِ يَوْمَئِذٍ رَجُلٌ هُوَ خَيْرُ النَّاسِ أَوْ مِنْ خَيْرِ النَّاسِ فَيَقُولُ أَشْهَدُ أَنَّكَ الدَّجَالُ الَّذِي حَدَّثَنَا عَنْكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثُهُ فَيَقُولُ الدَّجَالُ أَرَأَيْتَ إِنْ قَتَلْتُ هَذِهِ أَهْلَ أَحْيِيَّتِهِ هَلْ تَشْكُونُ فِي الْأَمْرِ فَيَقُولُونَ لَا فَيَقْتُلُهُ ثُمَّ يُحْيِيهِ فَيَقُولُ حِينَ يُحْيِيهِ وَاللَّهِ مَا كُنْتُ قَطُّ أَشَدَّ بَصِيرَةً مِمَّنِّي الْيَوْمَ فَيَقُولُ الدَّجَالُ أَقْتُلُهُ فَلَا أَسْلَطُ عَلَيْهِ

ترجمہ۔ حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں دجال کے بارے میں ایک لمبی حدیث بیان کی۔ جو کچھ آپؐ نے فرمایا اس میں سے یہ بھی تھا کہ دجال آئے گا مگر اس پر مدینہ کے ناکوں میں داخل ہونا حرام ہوگا۔ مدینہ کی بعض کلمہ اٹھی زمین پر اترے گا۔ تو اس دن اس کی طرف تمام لوگوں میں سے ایک بہتر آدمی نکلے گا۔ وہ کہے گا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک تو وہی دجال ہے جس

کے متعلق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث بیان فرمائی۔ دجال کہے گا مجھے بتلاؤ! اگر میں اسے قتل کر کے پھر زندہ کر دوں تو پھر کیا تم اس کے معاملہ میں شک کر دو گے۔ پس وہ کہیں گے کہ نہیں۔ پس وہ اسے قتل کر دے گا۔ پھر اسے زندہ کرے گا۔ پس جس وقت وہ دجال اسے زندہ کرے گا تو وہ کہے گا۔ اللہ کی قسم! جتنا آج مجھے تیرے بارے میں بعیرت حاصل ہوئی ایسی سخت بعیرت کبھی حاصل نہیں ہوئی جس پر دجال کہے گا کہ میں اسے قتل کر دوں گا۔ پس وہ اس پر غلبہ حاصل نہیں کر سکے گا۔

حدیث نمبر ۱۶۵۰ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ النَّدْرِ حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ مِنْ بَلَدٍ اَلَا سَيَطُوهُ الدَّجَالُ اَلْأَمْكَةُ وَالدِّيْنَةُ لَيْسَ لَهُ مِنْ تَقَابِهَا ثَقْبٌ اَلْأَعْلَىٰ لِلثُّلُكَةِ صَافِيْنِ يَحْدُمُوْنَهَا ثُمَّ تَرْجُفُ الدِّيْنَةُ بِأَهْلِهَا ثَلَاثَ رَجَفَاتٍ فَيُخْرِجُ اللَّهُ كُلَّ كَافِرٍ وَ مُنَافِقٍ۔

ترجمہ: حضرت انس بن مالکؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کوئی شہر ایسا نہیں رہے گا جس کو عنقریب دجال روندے گا۔ مگر مکہ اور مدینہ جس کے ہر ناکے پر فرشتے صف باندھے کھڑے ہوں گے۔ جو اس کی حفاظت کر رہے ہوں گے۔ پھر مدینہ والوں کو زلزلہ کے تین جھٹکے ایسے آئیں گے۔ پس ہر کافر اور منافق کو اللہ تعالیٰ نکال دے گا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ | رعب المسیم الدجال جب اس کا رعب داخل نہیں ہو سکتا۔

تو خود دجال کیسے داخل ہوگا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ | علامہ قرطبیؒ فرماتے ہیں۔ کہ اس میں تنبیہ ہے کہ اہل مدینہ کا مسلک صحیح ہوگا اور وہ بدعات و رسومات سے سالم ہوگا۔ لیکن علامہ عینیؒ فرماتے ہیں۔ کہ یہ بات جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین کے ساتھ مختص ہے۔ لیکن قتنوں کے ظاہر ہونے کے بعد اور صحابہ کرام کے دوسرے شہروں میں پھیل جانے کے بعد یہ صورت حال نہیں رہی۔ خصوصاً دوسری صدی میں مشاہدہ اس کے خلاف ہے۔ اور خصوصاً ہمارے زمانہ میں تو بدعات پھوٹ پڑی ہیں۔

آخر البلاذخرؒ باقیامت قائم ہونے کے دن سے پہلے چالیس سال مدینہ کی ویرانی ہوگی۔ حضرت جابرؓ مرفوع حدیث ہے۔ کہ دین مدینہ کی طرف ایسے واپس آئے گا جیسے وہاں سے ابتدا ہوئی تھی۔ یہاں تک کہ ایمان صرف مدینہ ہی میں بچے گا۔ بعد ازاں حق تعالیٰ تمام دنیا کو اپنی پلیٹ میں لے لیں گے۔ یہاں تک کہ اہل مدینہ ایمان بھری

کے ہمراہ باقی رہ جائیں گے۔ بخلاف بیت المقدس کے کہ اس میں اہل الذمہ اور منافقون باقی رہیں گے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بعد ایمان لائیں گے۔ پھر یمن سے ایک ٹھنڈی ہوا چل کر شام آئے گی جس سے سب اہل ایمان ہلاک ہو جائیں گے اور شرار خلق پر قیامت قائم ہوگی۔

بَابُ الْمَدِينَةِ تَنْفِي الْخَبَثِ

ترجمہ۔ مدینہ خبیث لوگوں کو نکال دے گا۔

حدیث نمبر ۱۶۵۸ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ عَبَّاسٍ النَّخَعِيُّ عَنْ جَابِرٍ جَاءَ أَعْرَابِيٌّ الْبَيْتِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَايَعَهُ عَلَى الْإِسْلَامِ فَجَاءَ مِنَ الْغَدِ مَحْمُومًا فَقَالَ أَقْلَنِي قَابِي ثَلَاثَ مَرَارٍ فَقَالَ الْمَدِينَةُ كَالْكِتَابِ تَنْفِي خَبَثُهَا وَيَصْنَعُ طَيِّبَهَا۔

ترجمہ۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک دیہاتی آیا۔ جس نے اسلام پر آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ پس وہ دوسرے دن وہ بخار زدہ تھا۔ پس آپ میری بیعت واپس کر دیں تو آپ نے تین مرتبہ انکار کر دیا۔ فرمایا مدینہ بھی کی طرح ہے۔ جو کھوٹ کو دور کر دیتی ہے اور خالص چیز کو ممتاز کر دیتی ہے۔

حدیث نمبر ۱۶۵۹ حَدَّثَنَا سُلَيْمُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ يَقُولُ لَمَّا خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أَحَدٍ رَجَعَ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِهِ فَقَالَتْ فِرْقَةٌ لَهْتُمْ وَقَالَتْ فِرْقَةٌ لَا نَقْتُلُهُمْ فَانْزَلَتْ فَبَالَكُمْ فِي الْمُنَافِقِينَ فَمُتَيْنِ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهَا تَنْفِي الرِّجَالَ كَمَا تَنْفِي النَّارُ خَبَثَ الْحَدِيدِ۔

ترجمہ۔ حضرت زید بن ثابتؓ فرماتے ہیں کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم احد کی طرف تشریف لے گئے۔ تو آپ کے صحابہ کی ایک جماعت واپس ہوئی۔ تو ایک گروہ نے کہا کہ ہم ان منافقین کو قتل کر دیں گے دوسرا گروہ کہتا تھا کہ ہم انہیں قتل نہیں کریں گے تو آیت نازل ہوئی کہ تمہیں کیا ہوگا۔ کہ منافقین کے بارے میں تمہاری دو جماعتیں ہو گئیں۔ اور جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ وہ مدینہ ان مردوں یا دجال کو ایسے نکال دے گا جیسے آگ لوہے کے کھوٹ کو دور کر دیتی ہے۔

بَابُ حَدِيثِ نَمْرِ ۱۶۶۰ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْبَغَوِيُّ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللَّهُمَّ اجْعَلْ يَدِيْنِي ضِعْفِي مَا جَعَلْتَ بِمَكَّةَ مِنَ الْبِرِّ تَابِعَهُ عُثْمَانُ .

ترجمہ۔ حضرت انسؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے دعا مانگی۔ اے اللہ! مدینہ میں وہ برکت دگنی کر دے جو آپؐ نے مکہ میں رکھی ہے۔

حَدِيثُ نَمْرِ ۱۶۶۱ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ فَنَظَرَ إِلَى جُدَارِ الْمَدِينَةِ أَوْ ضَعَّ رَأْسَهُ وَإِنْ كَانَ عَلَى دَابَّةٍ حَدَّثَهُمْ مِنْ جِبْهَتِهِ .

ترجمہ۔ حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی کسی سفر سے واپس ہوتے تو مدینہ کی دیواروں کو دیکھتے تو اپنی اونٹنی سواری کو تیز کر لیتے تھے اگر کسی اور جانور پر سوار ہوتے تو مدینہ کی محبت کی وجہ سے اسے حرکت دیتے تھے۔

تشریح از قاسمی | اس باب کے اندر دو حدیث وارد ہوئی ہیں۔ پہلی حدیث کو ترجمہ کے ساتھ مناسبت اس طرح ہے کہ جب اس میں برکت دو گنی ہوگی تو ضد میں کم ہوگی۔ اس طرح نفی الخبث سے مناسبت ہوگی۔ اور دوسری حدیث سے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ سے محبت ثابت ہوتی ہے۔ جو اس کے اور اس کے باشندگان کی خوبی کو ثابت کرتی ہے۔ اور برکت سے برکت دنیا مراد ہے۔ جیسے اللہم بارک لنا فی صاعنا ودرنا والی حدیث اس کا قرینہ ہے۔

بَابُ كَرَاهِيَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تَعْرِىَ الْمَدِينَةُ

ترجمہ۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کو خالی رکھنے کو ناپسند کرتے تھے۔

حَدِيثُ نَمْرِ ۱۶۶۲ حَدَّثَنَا ابْنُ سَلَامٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ أَرَادَ بَنُو سَلَمَةَ أَنْ يَتَّحِقُوا إِلَى قُرْبِ الْمَسْجِدِ فَكُرِهَ نَسْؤُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تَعْرِىَ الْمَدِينَةُ وَقَالَ يَا بَنِي سَلَمَةَ لَا تَحْتَسِبُوا أَنْ تَعْرِىَ الْمَدِينَةَ فَاقَامُوا .

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ قبیلہ بنو سلمہ نے مسجد کے قریب منتقل ہونے کا ارادہ کیا تو

جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کو خالی رکھنے پر ناراضگی کا اظہار کیا۔ اور فرمایا اے نبی! تم نے کیا تم اپنے نشانات قدموں کا کتاب نہیں لیتا چاہتے چنانچہ وہ اقامت پذیر ہو گئے۔

باب حدیث نمبر ۱۶۴۳ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ الْإِمْلَاقِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا بَيْنَ بَيْتِي وَمَنْبَرِي رَوْضَةٌ مِّنْ رِّيَاضِ الْجَنَّةِ وَمِنْبَرِي عَلَى حَوْضٍ -

ترجمہ۔ حضرت ابی ہریرہؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اور میرا منبر میرے حوض پر واقع ہے۔

حدیث نمبر ۱۶۴۴ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْإِمْلَاقِيُّ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ وَعِكَ أَبُو بَكْرٍ وَبِلَالٌ فَكَانَ أَبُو بَكْرٍ إِذَا اخَذَتْهُ الْعُمَى يَقُولُ - كُلُّ أُمْرِي مَصْبُورٌ فِي أَهْلِهِ - وَاللَّوْتُ أَدْنَى مِنْ شَرِّكَ نَعْلِهِ - وَكَانَ بِلَالٌ إِذَا أَقْلِمَ عَنْهُ الْعُمَى يَرْفَعُ عَقْلِيَّتَهُ يَقُولُ - أَلَا كَيْتَ شَعْرِي هَلْ أَبَيْتَ لَيْلَةً بِوَادٍ وَحَوْلِي إِذْ خِرْتُ وَجِلِيلٌ وَهَلْ أَرَدَنْتَ يَوْمًا مَّيَّاهُ مُجْتَنِيَةً وَهَلْ يَبْدُوْنِي شَامَةً وَطَفِيلٌ

قَالَ اللَّهُمَّ الْعَنْ شَيْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ وَعُثْبَةَ بْنَ رَبِيعَةَ وَآمِيَةَ بْنَ خَلْفٍ كَمَا أَخْرَجُونَا مِنْ أَرْضِنَا إِلَى أَرْضِ الْوَبَاءِ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُمَّ حَبِّبْ إِلَيْنَا الْمَدِينَةَ كَحَبِّتَنَا مَكَّةَ أَوْ أَشَدَّ اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي صَاعِنَا وَفِي مَدَنَانَا وَصَحْرِهِمَا لَنَا وَانْقُلْ حُمَاهُمَا إِلَى الْجُحْفَةِ قَالَتْ وَقَدْ مَنَّا الْمَدِينَةَ وَهِيَ أَوْبَاءُ أَرْضِ اللَّهِ قَالَتْ فَكَانَ بَطْحَانُ يَجْعِرُنِي نَجْلًا لِّغَنَى مَا أَجِنَّا -

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے تو حضرت ابو بکرؓ اور حضرت بلالؓ کو سخت بخار ہو گیا اور حضرت ابو بکرؓ کو جب بخار کچھڑا تھا تو یہ شعر پڑھتے تھے کہ ہر آدمی اپنے گھر والوں میں صبحک اللہ کہا جاتا ہے کہ تم صبح خوشی سے گزاریو۔ حالانکہ موت اس کے جوتے کے نیسے سے زیادہ قریب ہوتی ہے۔ اور حضرت بلالؓ سے جب بخار دور ہو جاتا تو اونچی آواز سے یہ

اشعار پڑھتے۔ کیا مجھے معلوم ہوتا۔ کہ کیا میں کوئی رات دادی مکہ میں بسر کروں گا۔ جب کہ میرے ارد گرد
اذخرا در جلیل بوٹیاں ہوں۔ اور کیا میں کسی دن مجتہد مقام کے چشموں پر وارد ہوں گا۔ کیا میرے لئے سامہ
اور طفیل پہاڑ ظاہر ہوں گے۔ اے اللہ شیبہ بن ربیعہ اور عقبہ بن ربیعہ اور امیہ بن خلف پر لعنت فرما کیونکہ
انہوں نے ہمیں ہمارے وطن کی زمین سے نکال کر دبا کی زمین میں پہنچا دیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا اے اللہ! مدینہ کو بھی ہمارے لئے ایسا محبوب بنا دے جیسا کہ ہم مکہ سے محبت کرتے ہیں یا اس
سے بھی زیادہ سخت محبت عطا فرما۔ اے اللہ! ہمارے صاع اور مد میں برکت پیدا فرما۔ اور مدینہ کو ہمارے
لئے صحت مند بنا دے۔ اور اس کے بخار کو جحفہ کی طرف منتقل کر دے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ
ہم جب مدینہ میں آئے تو وہ اللہ تعالیٰ کی زمینوں میں سے سب سے زیادہ واد والا شہر تھا۔ فرماتی ہیں کہ
بطحان میں تھوڑا سا پانی بہتا تھا۔ جو متغیر اللون ہوتا تھا۔ جس سے بیماری پیدا ہوتی تھی۔

حدیث نمبر ۱۶۶۵ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ عَنْ عُمَرَ قَالَ اللَّهُمَّ اِنْ دُفِنِي
شَهَادَةً فِي سَبِيلِكَ وَاجْعَلْ مَوْتِي فِي بَلَدٍ دَسُولِكَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ^{۱۶}
ترجمہ۔ حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ وہ فرماتے تھے اے اللہ! مجھے اپنے راستہ میں شہادت عطا

فرما اور میری موت اپنے رسول کے شہر میں واقع کر دے۔

تشریح از شیخ گنگوہی **اللّٰهُمَّ هَبْ لَنَا الْمَدِيْنَةَ اٰمِنَةً** یہ دعا اس لئے فرمائی کہ جب کہ آپ نے ان حضرات کو دیکھا کہ وہ اپنے وطن اور اپنے گھروں کو یاد کرتے ہیں۔ اور درازی مرض کی وجہ سے زندگی سے مایوس ہو گئے تھے۔ جیسے حضرت ابو بکرؓ اور بلالؓ کے اشعار دال ہیں کہ یہ لوگ زندگی سے مایوس تھے اور وطن کو یاد کرتے تھے۔ یسّٰلہ کی توفیق افراد پر دلالت کرتی ہے۔ جس سے کمال مایوسی کی طرف اشارہ ہے۔ دوسری حدیث میں حضرت عمرؓ کی دعا قبول ہوئی۔ انہیں شہادت نصیب ہوئی اور اپنے صاحبین کے ساتھ بقیعہ مبارکہ میں دفن ہوئے۔ فضیلت مدینہ پر واضح دلیل ہے۔ اہلنا کے معنی متغیر کے ہیں۔ اس سے دُبار کا سبب بیان کیا گیا۔ شامہ اور طفیل دونوں مکہ کے پہاڑ ہیں۔ اذخر اور جلیل بوٹیاں ہیں۔ مجنّہ مکہ سے چند میل کے فاصلہ پر ایک مقام کا نام ہے۔

الحمد لله كتاب المناسك ختم بهيئتي - شب خميس ١٣ ربيع الثاني ١٤٠٩ هـ

اللهم وفقنا لما تحب وترضى — آمين — محمد عبد القادر عيسى غفرله

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

کتاب الصوم

بَابُ وَجُوبِ صَوْمِ رَمَضَانَ

وَقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى
الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ

ترجمہ۔ رمضان کے روزے کا وجوب۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ اے ایمان والو! تم پر روزہ اس
طرح لکھ دیا گیا ہے جس طرح تم سے پہلوں پر لکھا گیا تاکہ تم سچ جاؤ۔

حدیث نمبر ۱۶۶۶ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ مَرْثُومٍ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ أَنَّ أَعْرَابِيًّا جَاءَ
إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَائِرَ الدَّائِسِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَخْبِرْنِي مَاذَا
فَرَضَ اللَّهُ عَلَيَّ مِنَ الصَّلَاةِ فَقَالَ الصَّلَاةُ الْخَمْسُ إِلَّا أَنْ تَطْوَعَ شَيْئًا فَقَالَ أَخْبِرْنِي
مَا فَرَضَ اللَّهُ عَلَيَّ مِنَ الصِّيَامِ فَقَالَ شَهْرُ رَمَضَانَ إِلَّا أَنْ تَطْوَعَ شَيْئًا فَقَالَ أَخْبِرْنِي
بِمَا فَرَضَ اللَّهُ عَلَيَّ مِنَ الزَّكَاةِ فَقَالَ فَأَخْبَرَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
شَرَائِعَ الْإِسْلَامِ قَالَ وَالَّذِي أَكْرَمَكَ لَا أَتَطْوَعُ شَيْئًا وَلَا أَلْقُصُ بِمَا فَرَضَ اللَّهُ عَلَيَّ
شَيْئًا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْلَحَ إِنْ صَدَقَ أَوْ دَخَلَ الْجَنَّةَ
إِنْ صَدَقَ۔

ترجمہ۔ حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ سے مروی ہے۔ ایک دیہاتی پر آگندہ بال جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا کہنے لگا یا رسول اللہ! مجھے بتلائیے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر نماز کتنی فرض فرمائی
ہے۔ فرمایا پانچ نمازیں مگر یہ کہ تم کوئی چیز زیادہ کر دو۔ پھر کہا کہ روزہ کتنا فرض کیا فرمایا رمضان کا مہینہ۔ مگر یہ کہ تم

کچھ نفل ادا کرو۔ پھر پوچھا اللہ تعالیٰ زکوٰۃ کتنی فرض کی ہے تو آنجناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اسلام کے احکام بتلائے۔ تو وہ کہنے لگا کہ اس ذات کی قسم جس نے حق کے ساتھ آپ کو عزت دی تو میں ان فرائض الہیہ میں کچھ زیادتی کروں گا اور نہ ہی کمی کروں گا۔ جس پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کامیاب ہو گیا اگر اس نے سچ کہا یا جنت میں داخل ہو گا اگر اس نے سچ کہا۔

تشریح از شیخ فنگوہی | بشرائع الاسلام یہ تقریر کا خلاصہ ہے۔ جو مذکورہ صوم اور صلوٰۃ کو شامل ہے اور غیر مذکور حج وغیرہ کو بھی راوی نے اختصار کر کے حاصل جملہ پر اکتفا کر لیا۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ ابھی حج فرض نہ ہوا ہو۔ یا سائل کے سوال کے مطابق جواب تھا۔

تشریح از شیخ زکریا | علامہ عینی نے کتاب الصوم کی تاخیر کی کئی وجوہ ذکر کی ہیں۔ ایک وجہ یہ بھی ہے زکوٰۃ کے بعد حج کا ذکر مناسب تھا۔ کیونکہ دونوں میں مال خرچ ہوتا ہے۔ اب روزے کے لئے اخیر کے سوا کوئی مقام نہیں رہ گیا تھا۔ صوم کے معنی لغتاً امساک کے ہیں۔ اور شرع میں امساک بالنیۃ عن المفطرات حقیقۃ اور حکماً فی وقت مخصوص من شخص مخصوص وقت مخصوص دین ہے اور شخص مخصوص مسلمان ہے جو حیض و نفاس سے پاک ہو۔ فرضیت رمضان سترہ میں نازل ہوئی۔ صوم شہر رمضان سے قبل صوم عاشوراء فرض تھا۔ اس واقعہ میں شرائع اسلام کو اجمالاً بیان کیا گیا ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ فرائض کا پابند نجات پا جائے گا اگرچہ نوافل ادا نہ کرے۔

حدیث نمبر ۱۶۶۷ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ صَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَاشُورَاءَ وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ فَلَمَّا فَرَضَ رَمَضَانُ تَرَكَ وَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ لَا يَصُومُهُ إِلَّا أَنْ يُؤَافِقَ صَوْمَهُ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عمر فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عاشورہ کے دن روزہ رکھا اور اس کے رکھنے کا حکم بھی دیا پھر جب رمضان فرض ہوا تو وہ روزہ چھوڑ دیا گیا۔ حضرت عبد اللہ پھر یہ روزہ نہیں رکھتے تھے البتہ اگر ان کے روزے کے موافق ہو جاتا تو رکھ لیتے تھے۔

حدیث نمبر ۱۶۶۸ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ قُرَيْشًا كَانَتْ تَصُومُ يَوْمَ عَاشُورَاءَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ ثُمَّ أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصِيَامِهِ حَتَّى فَرَضَ رَمَضَانُ وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ شَاءَ فَلْيَصُمْهُ

وَمَنْ شَاءَ أَفْطَرَ۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ قریش زمانہ جاہلیت میں عاشورار کے دن کا روزہ رکھتے تھے پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس کے رکھنے کا حکم دیا۔ یہاں تک کہ جب رمضان کے روزے فرض ہو گئے تو آپؐ نے فرمایا جو چاہے اس دن روزہ رکھے اور جو چاہے افطار کرے۔

تشریح از قاسمی | علامہ کرمائیؒ فرماتے ہیں کہ اس پر سب علماء کا اتفاق ہے کہ صوم یوم عاشورار ہمارے زمانہ میں سنت ہے۔ آیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں واجب تھا یا سنت۔ اس میں اختلاف ہے۔ ظاہر روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ واجب تھا پھر صوم رمضان سے منسوخ ہوا۔ امام ابو حنیفہؒ کا یہی قول ہے۔

بَابُ فَضْلِ الصَّوْمِ

ترجمہ۔ روزے کی فضیلت کے بیان میں۔

حدیث نمبر ۱۶۶۹ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُسْلِمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الصَّيَامُ جَنَّةٌ فَلَا يَدْخُلُهَا إِلَّا بِإِذْنٍ وَإِنْ أَمَرْتُ قَاتِلَهُ أَوْ سَأَمَهُ فَلْيَقُلْ إِنِّي صَائِمٌ مَثَلَتَيْنِ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَخُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللَّهِ تَعَالَى مِنْ رِيحِ الْمُسْكِ يَتْرَكَ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ وَشَهْوَتَهُ مِنْ أَجْلِ الصَّيَامِ لِي وَأَنَا أَجْزَلُ بِهِ وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا۔

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزہ ڈھال ہے۔ پس روزے دار بے ہودہ باتیں نہ کرے اور نہ ہی جہالت کے کام کرے اگر کوئی آدمی اس سے لڑائی لڑے یا اسے گالی گلوچ دے تو بس دو مرتبہ اتنا کہے کہ میں روزے دار ہوں۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ روزے دار کے منہ کی بدبو اللہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری خوشبو سے بھی زیادہ پاکیزہ ہے۔ اس بندے نے کھانا چھوڑ دیا پینا چھوڑ دیا۔ اور میری وجہ سے خواہشات چھوڑ دیں۔ اس لئے روزہ میرا ہے۔ اور میں خود ہی اس کا بدلہ دوں گا اور نیکی کا ثواب دس گنا ہوگا۔

تشریح از قاسمی | جہالت کے کام سے مراد ہنسی مزاح۔ ٹھٹھہ بخول۔ اپنا اجزی سے بہ کثرت ثواب سے کنایہ ہے۔ کیونکہ روزہ میں ریاکار کا احتمال نہیں ہوتا۔ وہ فعل قلب ہے۔ اور احب العبادات الی اللہ ہے لیکن

اس روزے سے وہ روزہ مراد ہے جو گناہوں سے پاک ہو۔

بَابُ الصَّوْمِ كَفَّارَةً

ترجمہ۔ روزہ گناہوں کا کفارہ ہے۔

حدیث نمبر ۱۶۰۰ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ حَدَّثَنَا عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْفِتْنَةِ قَالَ حُذَيْفَةُ أَنَا سَمِعْتُهُ يَقُولُ فِتْنَةُ الرَّجُلِ فِي أَهْلِهِ وَمَالِهِ وَجَارِهِ تَكْفِيرُهَا الصَّلَاةُ وَالصِّيَامُ وَالصَّدَقَةُ قَالَ لَيْسَ أَسْأَلُ عَنْ ذِهِ إِمَّا أَسْأَلُ عَنِ الْبُحْرَانِ كَمَا يُمُوجُّ الْبُحْرَانُ وَإِنْ دُونَ ذَلِكَ بَابًا مُغْلَقًا قَالَ فَيُفْتَحُ أَوْ يَكْتَرُ قَالَ يَكْتَرُ قَالَ ذَاكَ أَجْدَرُ أَنْ لَا يَغْلُقَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ فَقُلْنَا الْمَسْرُوقِ سَلْهُ أَكَانَ عَمْدُكُمْ مِنَ الْبَابِ فَسَأَلَهُ فَقَالَ نَعَمْ كَمَا يَعْلَمُ أَنَّ دُونَ غَدِ اللَّيْلَةِ ۔

ترجمہ۔ حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ کوئی ہے جو فتنہ کے بارے میں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث یاد رکھتا ہو۔ حضرت حذیفہؓ نے فرمایا۔ ہاں میں نے آپؐ سے سنا تھا۔ کہ آدمی اپنے اہل و عیال اور اپنے ہم سایہ کے فتنہ میں ہوگا۔ جس کا کفارہ نماز۔ روزہ اور صدقہ ہوں گے۔ فرمایا کہ میں اس کے متعلق نہیں پوچھتا۔ میں تو اس فتنہ کے متعلق پوچھتا ہوں جو سمندر کی طرح موجیں مارے گا۔ فرمایا اس سے پہلے ایک بند دروازہ ہے پوچھا وہ کھولا جائے گا یا توڑا جائے گا فرمایا توڑا جائے گا۔ فرمایا پھر یہ اس لائق ہے کہ قیامت کے دن تک بند ہو۔ ہم نے مسروق سے کہا کہ ان سے پوچھو کہ کیا حضرت عمرؓ جانتے تھے کہ وہ دروازہ کون ہے۔ تو انہوں نے پوچھا فرمایا کہ ہاں جیسے وہ یہ جانتے تھے کہ کل سے پہلے رات کا آکا ضروری ہے۔ یہ علم واضح ہے۔

بَابُ الدِّيَانِ لِلصَّائِمِينَ

ترجمہ۔ روزہ داروں کے لئے دیاں باب ہوگا۔

حدیث نمبر ۱۶۰۱ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنْ فِي الْجَنَّةِ بَابًا يُقَالُ لَهُ الدِّيَانُ يَدْخُلُ مِنْهُ الصَّائِمُونَ

يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا يَدْخُلُ مِنْهُ أَحَدٌ غَيْرُهُمْ يُقَالُ أَيْنَ الصَّائِمُونَ فَيَقُومُونَ لَا يَدْخُلُ مِنْهُ أَحَدٌ غَيْرُهُمْ فَإِذَا دَخَلُوا أُغْلِقَ فَلَمْ يَدْخُلْ مِنْهُ أَحَدٌ -

ترجمہ: حضرت سہلؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جنت میں ایک دروازہ ہے جسے ریان کہا جاتا ہے جس سے قیامت کے دن روزے دار ہی داخل ہوں گے۔ ان کے سوا اور کوئی داخل نہ ہوگا۔ جب یہ لوگ سب داخل ہو جائیں گے تو وہ دروازہ بند کر دیا جائے گا۔ پس اس سے پھر کوئی بھی داخل نہیں ہو سکے گا۔

حدیث نمبر ۱۶۷۱ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَتَقَى زَوْجَيْنِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ نُودِيَ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ يَاعْبُدُ اللَّهُ هَذَا أَخِي مَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّلَاةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّلَاةِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجِهَادِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الْجِهَادِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصِّيَامِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصِّيَامِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ يَا أَبَا أَيْمُنَ أَرَأَيْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا عَلَى مَنْ دُعِيَ مِنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ مِنْ ضُرُورَةٍ فَهَلْ يَدْخُلُ عَلَى أَحَدٍ مِنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ كُلِّهَا قَالَ نَعَمْ وَأَنْجُوا أَنْ تَكُونُوا مِنْهُمْ -

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے جوڑا (درہم، دینار یا کپڑے) کا اللہ کے راستہ میں خرچ کیا۔ تو اسے جنت کے دروازوں سے پکارا جائے گا۔ لے اللہ کے بندے یہ خیر و بھلائی ہے۔ پس جو شخص نماز والوں میں سے ہوگا اسے نماز کے دروازہ سے پکارا جائے گا اور جو جہاد والوں میں سے ہوگا اسے جہاد کے دروازہ سے بلایا جائے گا۔ اور جو روزہ داروں میں سے ہوگا اسے باب ریان سے بلایا جائے گا۔ جو صدقہ والوں میں سے ہوگا اسے باب الصدقہ سے بلایا جائے گا۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے فرمایا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں یا رسول اللہ! ان سب دروازوں سے پکارے جانے کی کیا ضرورت ہے۔ پس کوئی ایسا بھی ہوگا جس کو ان سب دروازوں سے بلایا جائے۔ آپؐ نے فرمایا ہاں مجھے امید ہے کہ آپ ہی ان میں سے ہوں گے۔

بَابُ هَلْ يُقَالُ رَمَضَانَ أَوْ شَهْرَ رَمَضَانَ وَمَنْ رَأَى كَلَّةً وَاسِعَا وَقَالَ الْبَيْتُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ وَقَالَ لَا تَقَعِ مُوَارِضَانَ -

ترجمہ۔ باب کیا رمضان کہا جائے یا شہر رمضان کہا جائے۔ بعض لوگ ہر طرح وسعت کے قائل ہیں۔ چنانچہ آپ نے فرمایا جس نے رمضان کے روزے رکھے اور فرمایا رمضان سے آگے نہ بڑھو۔
حدیث نمبر ۱۶۷۳ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ مَعِينٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا جَاءَ رَمَضَانُ فَتَحَتْ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ۔

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب رمضان آجائے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔

حدیث نمبر ۱۶۷۴ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ أَنَّ اللَّهَ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ شَهْرُ رَمَضَانَ فَتَحَتْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ وَغُلِقَتْ أَبْوَابُ جَهَنَّمَ وَسُلْسِلَتِ الشَّيَاطِينُ۔

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب رمضان داخل ہو جاتا ہے۔ تو آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ اور شیاطین کو زنجیریں لگا دی جاتی ہیں۔

تشریح از شیخ گنگوہی | مصنف کے ظاہر کلام سے معلوم ہوتا ہے شہر کے لفظ کے بغیر رمضان کہنا جائز ہے۔ **مرفوع** صائم رمضان الا لقہ موار رمضان کے الفاظ دال ہیں۔ لیکن شہر رمضان کے جواز پر کوئی دلیل نہیں لائے۔ کیونکہ اس کا جواز تو مجمع علیہ ہے۔ لیکن اس روایت کی بنا پر جس میں دخل رمضان کی بجائے شہر رمضان آیا ہے تو دونوں روایتیں تکلم بغیر اضافہ کے لئے بھی حجت بن گئیں اور تکلم بالاضافہ کے لئے بھی حجت ہو گئی۔ جب کہ شہر اس کی طرف مضاف ہو۔

تشریح از شیخ زکریا | امام بخاریؒ نے اس باب کے انعقاد سے ایک اختلافی مشہور مسئلہ کی طرف اشارہ کیا ہے امام مالکؒ فرماتے ہیں۔ کہ طے الافراد رمضان نہ کہنا چاہیے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے

اسما میں سے ایک اسم ہے۔ ابن عدی کی روایت ضعیفہ میں ہے۔ لا تقولوا رمضان فان رمضان اسم من اسماء اللہ تعالیٰ ولکن قولوا شہر رمضان امام بخاریؒ دو حدیثیں لاکر اس کا جواز ثابت کرتے ہیں اور یہی جہور علماء کا مسلک ہے۔ شہر رمضان کی وجہ تسمیہ یہ ذکر کی جاتی ہے کہ رمضان سخت گرمی کو کہتے ہیں تو تر مضمیع یعنی تخرق کے ہوگا۔ کیونکہ اس مہینہ میں لوگوں کے گناہ بڑھ جاتے ہیں۔

بَابُ رُؤْيَةِ الْهَلَالِ

ترجمہ۔ چاند کے دیکھنے کے بارے میں

حدیث نمبر ۱۶۴۵ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ أَنَّ ابْنَ مُحَمَّدٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا دَا أَيْتَمُوهُ فَصُومُوا وَإِذَا دَا أَيْتَمُوهُ فَأَفْطِرُوا فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَأَفْطِرُوا لَهُ وَقَالَ غَيْرُهُ لِهَلَالِ رَمَضَانَ۔

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے۔ جب چاند دیکھو تو روزہ رکھو۔ اور جب اسے دیکھو تو افطار کرو۔ اور اگر بادل چھا جائے تو اندازہ کرو۔ اور ایک روایت میں لہلال رمضان وارد ہوا ہے۔

تشریح از قاسمی [فتحت البواب الجنۃ یہ فتح یا تو حقیقی ہے جس کا فائدہ ملائکہ کو اطلاع کرنے ہے۔ کہ صائمین کے فعل کا اللہ تعالیٰ کے ہاں ایک مقام ہے اور مومنین کی خوشی میں اضافہ ہو۔ اور بعض حضرات فرماتے ہیں کہ صائمین معاصی اور فواحش سے اجتناب کر کے دخول جنۃ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ اور جہنم سے دور رہنے کی سعی کرتے ہیں۔ گویا کہ بہشت کے دروازے کھل گئے۔ اور جہنم کے مداخل بند ہو گئے۔ اقدروا بعض نے کہا کہ اس کے معنی ہیں مہینے کی گنتی کا اندازہ کرو کہ تیس دن پورے ہو جائیں۔ جلدی نہ کرو۔ اور بعض نے منازل قمر کے اندازہ کرنے کا قول کیا ہے۔

بَابُ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا وَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْعَثُونَ عَلَى نِيَّاتِهِمْ۔

ترجمہ۔ جس شخص نے یقین اور ثواب حاصل کرنے اور نیت سے روزہ رکھا کیونکہ حضرت عائشہؓ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں کہ لوگ اپنی اپنی نیتوں پر اٹھتے جاتیں گے۔

حدیث نمبر ۱۶۴۶ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ۔

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے

فرمایا جس شخص نے لیلۃ القدر میں یقین اور ثواب حاصل کرنے کی نیت سے قیام کیا تو اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ اور جس شخص نے رمضان کا روزہ یقین اور ثواب حاصل کرنے کی نیت سے رکھا اس کے بھی پچھلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

تشریح از قاسمی | امام بخاری **یبعثونہ علیہ** نہایت ہم اس ٹکڑے کو اس جگہ اس لئے ذکر کیا تاکہ تنبیہ ہو۔ اعمال میں اصل نیت ہے اور گناہوں سے علماء صغائر مراد لیتے ہیں۔ کہا کر کے لئے توبہ ضروری ہے۔

بَابُ أَجُودَ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكُونُ فِي رَمَضَانَ
ترجمہ۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ سخاوت کرنے والے رمضان شریف میں ہوتے تھے۔
حدیث نمبر ۱۶۷۷ **حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجُودَ النَّاسِ بِالْخَيْرِ وَكَانَ أَجُودَ مَا يَكُونُ فِي رَمَضَانَ حِينَ يَلْقَاهُ جَبْرَيْلُ وَكَانَ جَبْرَيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَلْقَاهُ كُلَّ لَيْلَةٍ فِي رَمَضَانَ حَتَّى يَنْسَلِخَ يِعْرَضُ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقُرْآنَ فَإِذَا لَقِيَ جَبْرَيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ أَجُودَ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيحِ الْمُرْسَلَةِ۔**

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں میں سے سب سے زیادہ خیر کی سخاوت کرنے والے ہوتے تھے۔ اور سب سے زیادہ سخاوت آپ کی رمضان شریف میں ہوتی تھی۔ جب کہ جبرائیل علیہ السلام آپ سے ملاقی ہوتے۔ اور جبرائیل علیہ السلام رمضان شریف کے ختم ہونے تک ہر رات آپ سے ملاقی ہوتے تھے۔ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان پر قرآن مجید کا دور کرتے تھے۔ پس جس وقت جبرائیل علیہ السلام کی آپ سے ملاقات ہوتی تو آپ بھیجی ہوئی آمدھی سے بھی زیادہ خیر کی سخاوت کرنے والے ہوتے تھے۔ الريح پر الف لام عہد کا ہو گا۔ رحمت اور نفع پہنچانے والی ہو ا مراد ہو گی۔

بَابُ مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّورِ وَالْعَمَلَ بِهِ فِي الصَّوْمِ

ترجمہ۔ جس شخص نے صوم کی حالت میں جھوٹی بات اور جھوٹ پر عمل کرنے کو نہ چھوڑا اس کا بیان ہے۔

حدیث نمبر ۱۶۷۸ حَدَّثَنَا آدَمُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّورِ وَالْعَمَلِ بِهِ فَلَيْسَ لِلَّهِ حَاجَةٌ فِي أَنْ يَدَعَ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ -

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے جھوٹی بات کو اور جھوٹے عمل کو نہ چھوڑا تو اللہ تعالیٰ کو اس کے بھوکے اور پیاسے مرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

تشریح از قاسمی قول الزور سے مراد جھوٹ ہے۔ تہمت اور عمل بالباطل بھی اس میں داخل ہے۔ والعمل بہ یعنی جن چیزوں سے اللہ تعالیٰ نے روکا ہے ان کے تقاضا پر عمل نہیں کرتا۔

تشریح از شیخ گنگوہی اذکا فی مہربا نیلک یلقاہ کلک لیلہ۔ یہ ملاقات نزول وحی کے لئے نہیں ہوتی تھی۔ بلکہ دراستہ قرآن کے لئے ہوتی تھی۔

تشریح از شیخ زکریا علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ دراستہ قرآن کی حکمت یہ تھی کہ یقیناً سچے ہو اور کرمائی فرماتے ہیں کہ تجوید الفاظ قرآن اور تصحیح مخارج حروف کے لئے ہوتی تھی۔ تاکہ اس امت میں تجوید کا طریقہ جاری ہو نیز! صحف ابوالہیثم رمضان شریف کی پہلی رات نازل ہونے تو رات چھٹی رات اور انجیل تیرہویں رات اور قرآن مجید کچھ بیسویں رات کو نزول ہوا۔ آسمان دنیا تک تو جملہ واحدۃ اترا پھر بیس سال کے عرصہ میں حسب الاسباب نازل ہوتا رہا۔

بَابُ هَلْ يَقُولُ إِنِّي صَائِمٌ إِذَا شِمْتُ

ترجمہ۔ جب روزے دار کو گالی دی جائے تو کیا وہ انی صائم میں روزے دار ہوں کہہ سکتا ہے۔

حدیث نمبر ۱۶۷۹ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللَّهُ كُلُّ عَمَلٍ ابْنِ آدَمَ لَهُ إِلَّا الصِّيَامَ فَإِنَّهُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ وَالصِّيَامُ جَنَّةٌ وَإِذَا كَانَ يَوْمُ صَوْمِ أَحَدِكُمْ فَلَا يَدْرُفَتْ وَلَا يَصُغَبُ فَإِنْ سَابَّهُ أَحَدٌ أَوْ تَابَتَ لَهُ فَلْيَقُلْ إِنِّي امْرُءٌ صَائِمٌ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَخُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ طَيِّبٌ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ لَصَّائِمٍ فَرَحَتَانِ يَفْرَهُهُمَا إِذَا أَنْطَمَ هَرْدَحٌ وَإِذَا أَلْقَى رَبُّهُ نَرِيحَ بِصَوْمِهِ -

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ آدم کے بیٹے کا ہر عمل اس کے لئے ہے۔ لیکن روزہ میں اللہ کے لئے ہے۔ میں خود ہی اس کا بدلہ دوں گا۔ اور روزہ گناہوں سے ڈھال ہے۔ پس جب تم میں سے کسی ایک کے روزے کا دن ہو۔ تو نہ بے ہودہ باتیں کرے اور نہ ہی شور و شغب مچائے۔ بلکہ اگر کوئی اسے گالی دے یا اس سے لڑائی لڑے تو کہہ دے کہ میں روزے دار آدمی ہوں۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے۔ روزے دار کے منہ کی بدبو اللہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری سے بھی زیادہ پاکیزہ ہے۔ روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہوں گی۔ جن سے وہ خوش ہوگا۔ جب افطار کرے گا۔ تو خوش ہوتا ہے۔ اور جب اللہ تعالیٰ سے قیامت کے دن ملاقاتی ہو گا تو اپنے روزے کی وجہ سے خوش ہوگا۔

تشریح از شیخ گنگوہی | **ہَلْ يَقُولُ صَائِمٌ اِذَا شَقِمَ** | انہیہاں اشکال ہے کہ آپ کا ارشاد بصیغہ امر فیل ہے۔ اور امام بخاریؒ کا۔ **هَلْ يَقُولُ** سے ہے۔ جو تردد پر دلالت کرتا ہے۔ حافظ نے اس کی وجہ یہ ذکر کی ہے کہ فیل سے مراد یہ ہے کہ کیا صائم اس کلمہ کا اطلاق کر سکتا ہے یا اپنے دل میں کہے۔ بعض نے کہا کہ دل میں کہنا چاہیئے۔ لیکن علامہ نوویؒ فرماتے ہیں۔ **الْقَوْلُ بِاللِّسَانِ** اقویٰ تو اس تردد کی طرف امام بخاریؒ نے اشارہ فرمایا ہے۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ اس مسئلہ میں علماء کے تین قول ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ دل میں کہے اظہار نہ کرے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ زبان سے کہے تاکہ جاہل آدمی بے ہودہ باتوں سے رک جائے۔ تیسرا قول فرض اور نفل میں تفریق کہ ہے۔ فرض میں تو زبان سے کہے اور نفل میں فی نفسہ کہے۔

تشریح از شیخ زکریا | علامہ گنگوہیؒ فرماتے ہیں کہ اس باب سے امام بخاریؒ کا مقصد دفع توہم ہے کہ عبادت کا اظہار مکروہ ہے۔ ہر ممکن افتخار کرنا چاہیئے۔ جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ جس عبادت کے اظہار کرنے میں کوئی فائدہ ہو۔ جب تک کہ ریا اور شہرت مقصود نہ ہو۔ اور یہاں فائدہ ظاہر ہے کہ یہ شاید سب و شتم کرنے والا جاہل مزید بدتمیزی سے باز آجائے۔ اور شرم کی وجہ سے وہ بھی اس طرح روزے دار بن جائے جس طرح یہ روزے دار ہے۔

بَابُ الصَّوْمِ لِمَنْ خَافَ عَلَى نَفْسِهِ الْعَزُوبَةَ

ترجمہ۔ جس شخص کو عدم نکاح کی وجہ سے زنا میں پڑ جانے کا خطرہ ہو وہ روزہ رکھے۔

حدیث نمبر ۱۶۸۰ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ عَلْقَمَةَ فَقَالَ بَيْنَا أَنَا أَمْسِي مَعَ عَبْدِ اللَّهِ فَقَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنِ اسْتَطَاعَ الْبَاءَةَ فَلْيَبْتَذِرْهَا فَيَأْتِ أَغْضُ لِلْبَصْرِ أَحْصَنُ لِلْفَرْجِ وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَلْيَلْبِسْهُ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وَجَاءٌ.

ترجمہ۔ حضرت علقمہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود کے ساتھ چل رہا تھا۔ تو انہوں نے فرمایا کہ ہم جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ کہ آپ نے فرمایا۔ جو شخص نکاح کی طاقت رکھتا ہے اسے ضرور شادی کرنی چاہیے۔ کیونکہ یہ نکاح آنکھ نیچے رکھنے میں زیادہ موثر ہے اور شرم گاہ کی سخت حفاظت کرنے والا ہے۔ اور جسے نکاح کی طاقت نہ ہو۔ وہ روزہ لازم پکڑے کیونکہ روزہ اس کی شہوت کو توڑنے والا ہے۔ و جہاں کے اصلی معنی خستہ کو کوٹنے کے ہیں۔ جس سے مراد شہوت کو توڑنا ہے۔ امام بخاری فرماتے ہیں۔ بارۃ کے معنی نکاح کے ہیں۔

تشریح از شیخ گنگوہی | اس باب سے امام بخاری کی غرض اس وہم کو دفع کرنا ہے۔ کہ روزہ اللہ تعالیٰ کی خالص رضا کے لئے تب ہوگا۔ جب اس میں اور کوئی منفعت دینی یا دنیاوی مقصود نہ ہو۔ اگر روزہ سے کسی اور حظ کا انتظار کرے تو مخلص نہ ہوگا۔ جواب کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ اگر کسی عبادت پر کوئی دینی غرض مرتب ہوتی ہے۔ تو اس کا قصد کرنا ضرر رساں نہیں ہے۔ کیونکہ گناہ زنا سے بچنا جو روزہ رکھنے پر مرتب ہو۔ اس سے بھی اللہ تعالیٰ کی رضا مقصود ہوتی ہے۔ تو یہ غرض روزے کی اصلی غرض کے منافی نہ ہوگی۔

تشریح از شیخ زکریا | عزوبتہ اور عزب انڈے پن کو کہتے ہیں۔ العزب وہ شخص جس کے اہل و عیال نہ ہوں۔ عزوبتہ وہ عورت جس کا خاوند نہ ہو۔ اس جگہ عزوبتہ کے معنی وہ رند واپن جس سے زنا میں پڑنے کا خطرہ ہو۔
بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَأَيْتُمُ الْهَلَالَ فَصُومُوا وَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَافْطَرُوا وَقَالَ صِلَةٌ عَنْ عَمَارٍ مِّنْ صَامٍ يَوْمَ الشَّاتِ فَقَدْ عَصَى أَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ترجمہ۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ جب تم پہلی رمضان کا چاند دیکھ لو تو روزہ رکھو۔ اور جب شوال کا چاند دیکھو تو روزہ کھول دو۔ صلہ عمار سے روایت کرتے ہیں کہ جس نے شات کے دن روزہ رکھا اس نے جناب نبی اکرم ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی۔

حدیث نمبر ۱۶۸۱ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُسْلِمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ رَمَضَانَ فَقَالَ لَا تَصُومُوا حَتَّى تَرَوْهُ إِلَّا هَلَالَ وَلَا تَفْطَرُوا حَتَّى تَرَوْهُ فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاقْدُرُوا لَهُ -

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان شریف کا ذکر کر کے فرمایا کہ اس وقت روزہ نہ رکھو۔ جب تک ہلال رمضان کو دیکھ نہ لو۔ اور اس وقت تک افطار نہ کرو۔ جب تک ہلال شوال کو نہ دیکھ لو۔ پس اگر تم پر بادل چھا جائے۔ تو اندازہ کر کے مہینہ پورا کرو۔

حدیث نمبر ۱۶۸۲ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُسْلِمَةَ الْإِمَامُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الشَّهْرُ تِسْعٌ وَعِشْرُونَ لَيْلَةً فَلَا تَصُومُوا حَتَّى تَرَوْهُ فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَأَكْمِلُوا الْعِدَّةَ ثَلَاثِينَ -

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ مہینہ انتیس راتوں کا بھی ہوتا ہے۔ پس جب تک چاند کو دیکھ نہ لو روزہ نہ رکھو۔ پس اگر بادل چھا جائے۔ تو تیس دن کی گنتی پوری کرو۔

حدیث نمبر ۱۶۸۳ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشَّهْرُ هَكَذَا وَهَكَذَا وَخَسَّ الْأَبْهَامُ فِي الثَّالِثَةِ -

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مہینہ اس طرح۔ اور اس طرح ہوتا ہے۔ اور تیسری مرتبہ انگوٹھے کو روک لیا۔

حدیث نمبر ۱۶۸۴ حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صُومُوا لِرُؤْيَيْهِ وَافْطَرُوا لِرُؤْيَيْهِ فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَأَكْمِلُوا عِدَّةَ ثَلَاثِينَ -

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم یا ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر افطار کرو۔ اگر چاند تم پر چھپ جائے تو شعبان کی گنتی تیس دن پوری کرو۔

حدیث نمبر ۱۶۸۵ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ الْإِمَامُ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَى مِنْ نِسَائِهِمْ شَهْرًا فَلَمَّا مَضَى تِسْعَةٌ وَعِشْرُونَ يَوْمًا غَدَا أَوْرَاحَ

فَقِيلَ لَهُ إِنَّكَ حَلَقْتَ أَنْ لَا تَدْخُلَ شَهْرًا فَقَالَ إِنْ الشَّهْرُ يَكُونُ تِسْعَةً وَعِشْرِينَ
يَوْمًا.

ترجمہ: حضرت ام سلمہؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مہینہ بھرا اپنی بیویوں کے پاس جلنے کی قسم کھالی۔ پس جب انیس دن گزر گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم صبح کو تشریف لائے یا شام کو تشریف لائے تو آپ سے کہا گیا کہ آپ نے تو مہینہ بھر داخل نہ ہونے کی قسم کھائی تھی آپ نے فرمایا مہینہ انیس دن کا بھی ہوتا ہے۔

حدیث نمبر ۱۶۸۶ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ نِسَائِهِ وَكَانَتْ أَنْفَكْتُ رَجُلَهُ فَأَقَامَ
فِي مَشْرُبَةٍ تِسْعًا وَعِشْرِينَ لَيْلَةً ثُمَّ نَزَلَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلَيْتَ شَهْرًا
فَقَالَ إِنْ الشَّهْرَ يَكُونُ تِسْعًا وَعِشْرِينَ.

ترجمہ: حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کے پاس جلنے سے قسم کھالی۔ حال یہ ہے کہ آپ کے پاؤں کو مویج آگئی تھی۔ تو آپ نے بالا خانہ میں اقامت اختیار کر لی تھی۔ انیس راتوں کے بعد آپ نیچے اتر آئے۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ آپ نے تو مہینہ بھر کا ایلا کر کیا تھا۔ فرمایا مہینہ انیس دن کا بھی ہوتا ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہی **موضع صام یوم الشک** شک تبھی ہوگا جب چاند نظر نہ آئے لہذا ترجمہ سے مناسبت ہوگئی۔

تشریح از شیخ زکریا **موضع صام یوم الشک** کے اثر سے ترجمہ سے مطابقت اس طرح ہوئی۔ کیونکہ جب صوم کو رویت ہلال سے معلق کیا گیا۔ تو جب آخر شعبان میں شک ہو گیا تو روزہ نہ رکھے۔ ممکن ہے آخر شعبان ہو یا رمضان میں سے ہو۔ امام بخاریؒ نے اس باب میں کئی اہادیث بیان فرمائی ہیں۔ جس سے صوم یوم شک کی نفی ہوتی ہے۔ اور بہت اچھی ترتیب رکھی ہے۔ پہلے صراحتہ عصیان والی روایت لائے بعد ازاں ابن عمرؓ کی روایت دو طرح سے لائے ایک میں فاقد روا کا لفظ ہے دوسری میں فاکملوا العدة ثلاثین ہے۔ پھر ہاتھ کے اشارہ سے مہینہ کے دن بتلائے۔ کہ کبھی انیس بھی ہوتے ہیں پھر حدیث ابو ہریرہؓ لائے جس میں تین دن کی صراحت ہے۔ پھر ام سلمہؓ کی روایت سے انیس دن ثابت کیے۔

حدیث نمبر ۱۶۸۸ حَدَّثَنَا آدَمُ أَنَّ سَمْعَ بْنَ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ إِنْ أُمَّةٌ أُقِيَّتْ لَا تَكُتَبُ وَلَا تَحِسِبُ الشَّهْدُ هَكَذَا وَهَكَذَا يَعْنِي مَدَّةَ تِسْعَةٍ وَعِشْرِينَ وَمَرَّةً ثَلَاثِينَ .

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ سے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا۔ ہم ایک ان پڑھا امت ہیں۔ نہ ہم لکھنا جانتے ہیں اور نہ ہی حساب جانتے ہیں۔ مہینہ اس طرح اور اس طرح ہوتا ہے کبھی انتیس دن کا اور کبھی تیس دن کا۔

تشریح از قاسمی | اتنا سے مراد عرب ہیں مطلب یہ ہے کہ امت عرب لکھنا اور حساب نہیں جانتے۔ کیونکہ اکثر اہل عرب میں کتابت نہیں تھی۔ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ

بَابُ لَا يَتَقَدَّمَنَّ رَمَضَانَ بِصَوْمِ يَوْمٍ وَلَا يَوْمَيْنِ

ترجمہ۔ رمضان سے ایک یا دو روزے پہلے نہ رکھے۔

حدیث نمبر ۱۶۸۹ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَتَقَدَّمَنَّ أَحَدُكُمْ رَمَضَانَ بِصَوْمِ يَوْمٍ أَوْ يَوْمَيْنِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ رَجُلًا كَانَ يَصُومُ صَوْمَهُ فَلْيَصُمْ ذَلِكَ الْيَوْمَ .

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا تم میں سے کوئی شخص ایک دن یا دو دن رمضان سے پہلے روزے نہ رکھے۔ مگر وہ شخص اس دن روزہ رکھ سکتا ہے جس کو اس دن روزہ رکھنے کی عادت ہو۔

تشریح از قاسمی | وجہ یہ ہے کہ آئندہ رمضان کے روزے رکھنے میں قوت اور نشاط حاصل ہو۔ اور بعض نے کہا کہ کہیں نفلی روزہ فرض روزے کے ساتھ مل کر لوگوں میں تنک نہ پیدا کر دے۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى أَحَلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَى نِسَائِكُمْ هُنَّ لِبَاسٌ لَكُمْ وَأَنْتُمْ لِبَاسٌ لَهُنَّ عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُونَ أَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ فَالْآنَ بَاشِرُوهُنَّ وَابْتَغُوا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ .

ترجمہ۔ تمہارے لئے روزے کی رات اپنی بیویوں سے جماع کی بات کرنا حلال ہے۔ وہ تمہارے

لئے لباس ہیں تم ان کے لئے لباس ہو۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ تم اپنے نفسوں کی خیانت کرتے تھے۔ پس اس نے تو تمہاری توبہ قبول کر کے تمہیں معافی دے دی۔ اب تم ان سے ہم بستری کر سکتے ہو اور اس اولاد کو طلب کرو جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے لکھ دی ہے۔

حدیث نمبر ۱۶۹۰ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى الزَّعْبِيُّ قَالَ كَانَ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ الرَّجُلُ صَائِمًا فَحَضَرَ الْإِفْطَارُ فَنَامَ قَبْلَ أَنْ يُفْطِرَ لَمْ يَأْكُلْ لَيْلَتَهُ وَلَا يَوْمَهُ حَتَّى يَمْسِيَ وَإِنْ قَيْسُ بْنُ صَرْمَةَ الْأَنْصَارِيُّ كَانَ صَائِمًا فَلَمَّا حَضَرَ الْإِفْطَارُ أَتَى امْرَأَتَهُ فَقَالَ لَهَا أَيْنَ ذَلِكَ طَعَامُ قَالَتْ لَا وَلَكِنْ انْطَلَقْتُ فَأَطْلُبُ لَكَ وَكَانَ يَوْمَهُ يَعْمَلُ فَغَلَبَتْهُ عَيْنَاهُ فَجَاءَتْهُ امْرَأَتُهُ فَلَمَّا رَأَتْهُ قَالَتْ خَيْبَةٌ لَكَ فَلَمَّا انْتَصَفَ النَّهَارُ غَشِيَ عَلَيْهِ فَذَكَرَ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانْزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةُ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَى نِسَائِكُمْ فَفَرَحُوا بِهَا فَرَحًا شَدِيدًا وَنَزَلَتْ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ۔ ترجمہ۔ حضرت براہِ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اصحابِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں سے جب

کوئی روزے دار ہوتا افطار کا وقت ہوتا اور وہ افطار سے پہلے سو جاتا تو وہ اس رات اور دوسرے دن کچھ نہیں کھاتا تھا۔ یہاں تک کہ دوسری شام ہو جاتی۔ چنانچہ حضرت قیس بن صرمہ انصاریؓ روزہ سے تھے۔ جب افطار کا وقت آیا۔ تو اپنی بیوی کے پاس آکر پوچھنے لگا کہ تمہارے پاس کوئی کھانے کی چیز ہے۔ اس نے کہا نہیں۔ لیکن میں جاتی ہوں۔ اور تمہارے لئے تلاش کر کے لاتی ہوں۔ وہ بے چارے سارا دن کام کرتے رہے تھے۔ ان کی آنکھ لگ گئی۔ جب ان کی بیوی واپس آئی تو دیکھ کر کہنے لگی۔

تیرے لئے نامِ رادی ہو۔ پس جب دوپہر کا وقت ہوا تو اس پر بے ہوشی طاری ہو گئی جس کا جنابِ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ذکر کیا گیا جس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةُ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَى نِسَائِكُمْ فَفَرَحُوا بِهَا فَرَحًا شَدِيدًا وَنَزَلَتْ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ۔ پھر روزے کو رات تک پورا کرو۔ اس بارے میں حضرت براہؓ کی روایتِ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔

تشریح از قاسمی | تختانوں انفسکم ای تجامعون النساء و تأکلون و تشربون فی الوقت الذی کان حراماً علیکم یعنی تم عورتوں سے ہم بستری کرتے ہو۔ اور اس وقت میں کھاتے پیتے ہو جس وقت میں کھانا پینا جماع تم پر حرام ہے۔
 اعنہ کہ طعام مرسل سدی میں ہے کہ ان کی بیوی کھجور لے کر آئی تھی۔ تو انہوں نے فرمایا۔ کہ کھجور تو میرا پیٹ جلادے گی کوئی اور ٹھنڈی چیز لے آؤ۔

فنزلت هذه الآية حکایت قیس اور ترجمہ میں مناسبت اس طرح ہے کہ جب جماع حلال ہو گیا تو کھانا پینا بطریق اولیٰ حلال ہوگا۔ لیکن جب ان کی حلت مفہوم سے معلوم ہوتی تھی تو بعد میں کھانا پینا نازل ہوئی جس نے مراۃ حلت ثابت کر دی۔ نیز! نزلت کو دوسری دفعہ ذکر کرنے کا فائدہ یہ ہے کہ اس کے بعد **من الفجر** کا لفظ نازل ہوا۔

حدیث نمبر ۱۶۹۱ حَدَّثَنَا حُجَّاجُ بْنُ مِهْمَالٍ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَارِثٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ حَتَّى يَتَّبِعَنَّ لَكُمْ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ عَمَدَتُ إِلَى عِقَالِ الْأَسْوَدِ إِلَى عِقَالِ أبيض فَجَعَلْتُهُمَا تَحْتِ وَسَادَتِي فَجَعَلْتُ أَنْظُرُ فِي اللَّيْلِ فَلَا يَسْتَبِينُ لِي فَنَدَوْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ لَهُ ذَلِكَ فَقَالَ إِنَّمَا ذَلِكَ سَوَادُ اللَّيْلِ وَبَيَاضُ النَّهَارِ۔

ترجمہ۔ حضرت عدی بن حارثؓ فرماتے ہیں جب آیت نازل ہوئی **يَتَّبِعَنَّ** تو میں نے ایک کالا دھاگہ اور سفید دھاگہ لے کر ان کو اپنے سر پرانے کے نیچے رکھ دیا۔ اور رات میں غور کرنے لگا لیکن میرے لئے واضح نہ ہوئی۔ صبح کو میں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کا ذکر کیا۔ تو آپؐ نے فرمایا۔ کہ تاکہ سے مراد تورات کی سیاہی اور دن کی سفیدی ہے۔

حدیث نمبر ۱۶۹۲ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ أَنْزَلْتُ وَكُلُّوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يَتَّبِعَنَّ لَكُمْ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ وَلَمْ يُنْزَلْ مِنَ الْفَجْرِ فَكَانَ رِجَالٌ إِذَا أَرَادُوا الصَّوْمَ رَبَطُوا أَحَدَهُمْ فِي رِجْلِهِ الْخَيْطُ الْأَبْيَضَ وَالْخَيْطُ الْأَسْوَدَ وَلَمْ يَنْزَلْ يَأْكُلُ حَتَّى يَتَّبِعَنَّ لَهُ رُؤْيَاهُمَا أَنْزَلَ اللَّهُ بَعْدَ مِنَ الْفَجْرِ فَعَلِمُوا أَنَّهُ إِنَّمَا يَعْنِي اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ۔

ترجمہ۔ حضرت سہیل بن سعدؒ فرماتے ہیں۔ کَلُوا وَاشْرَبُوا الْآلِیَّہِ تُو نَازِلٌ هُوَی۔ لیکن مَنَی الْفَجْرِ کَالْفَظِ نَازِلٌ نہیں ہوا تھا۔ تو لوگ جب روزہ رکھنے کا ارادہ کرتے تو اپنے پاؤں میں سفید اور سیاہ تاگہ باندھ لیتے اور اس وقت تک کھاتے رہتے جب دونوں تاگوں میں خوب تمیز واقع ہو جاتی۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد مَنَی الْفَجْرِ نَازِلٌ فرمایا۔ جس سے انہیں معلوم ہو گیا۔ کہ ان دھاگوں سے مراد تو دن اور رات ہے۔

تشریح از قاسمی ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عدی بن حاتم نزولِ آیت کے وقت حاضر تھے حالانکہ صوم کی فرضیت اور اس کے احکام تو ادا اکل ہجرت میں ہوئے ہیں لیکن حضرت عدی بن حاتمؒ نو ۹ھ میں مسلمان ہوئے ہیں۔ تو تطابق کیسے ہوگا۔ بعض نے جواب دیا ہے۔ کہ فرض صوم سے اس آیت کا نزول مؤخر ہے۔ لیکن یہ بہت بعید ہے۔ یا حضرت عدی کے قول کی تاویل کی جائے۔ لَمَّا انْزَلَتْ اِیَّیْکَ لَمَّا تَلِیْتَ عِندَکَ اِسْلَامِیْ یا عبارات محذوف مافی جائے۔ لَمَّا انْزَلَتْ الْاٰیۃُ ثُمَّ قَدِمْتَ وَاسْلَمْتَ وَ تَعَلَّمْتَ الشَّرَائِعَ عِنْدَہِیْ اور امام احمد نے روایت نقل کی ہے جس میں ہے۔ عَلِمَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمُ فَقَالَ صَلِّ کَذَا وَصُمْ کَذَا اِذَا غَابَتِ الشَّمْسُ فَکُلْ حَتّٰی یَتَبَیَّنَ اَنْ فَاَخَذَتْ خِیْطَیْنِ اَنْ تَوَابَ مَطَابَقَتْ هُوَ جَاءَ لَیْ۔

ترجمہ۔ یہ دونوں سے منظر ہمارا ہے۔ دوسرے حدیث عدی سے متاخر ہے۔ تو ممکن ہے کہ حضرت عدی کو انکی روایت کا علم نہ ہو سکا ہو یا اپنے فہم کے مطابق خیط کو حقیقت پر محمول کر لیا۔ اور مَنَی الْفَجْرِ سے لاجل الْفَجْرِ سمجھ لے ہوں اور پھر یہ معاملہ پیش آیا ہو۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَمْنَعُكُم مِّنْ سُحُورِكُمْ أَذَانُ بِلَالٍ

ترجمہ۔ تمہیں تمہاری سحور سے حضرت بلالؓ کی اذان نہ روکے۔

حدیث نمبر ۱۶۹۷ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ بِلَالَ لَا كَانَ يُؤْذِنُ بَلِيلٌ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يُؤْذِنَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ فَإِنَّهُ لَا يُؤْذِنُ حَتَّى يَطْلُعَ الْفَجْرُ قَالَ الْقَاسِمُ وَلَمْ يَكُنْ بَيْنَ أَذَانِهِمَا إِلَّا أَنْ يَدْرِي ذَا وَيُثْلُ ذَا۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت بلالؓ رات کے وقت اذان کہا کرتے تھے۔
تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اس وقت تک کھاتے پیتے رہو۔ جب تک کہ حضرت
ابن ام مکتوم اذان نہ کہیں۔ کیونکہ وہ اس وقت تک اذان نہیں پڑھتے جب تک فجر طلوع نہ کر جاتی۔
قاسم فرماتے ہیں کہ دونوں کی اذانوں کے درمیان اتنا فرق ہوتا تھا۔ کہ ایک چمٹھ رہا ہوتا تھا اور دوسرا
اتر رہا ہوتا تھا۔

تشریح از شیخ گنگوہی | لم یکنے بیٹے اذانہما الا ایک توجیہ تو محشی نے کی ہے کہ
حضرت بلالؓ کے اترنے اور حضرت ابن ام مکتومؓ کے چڑھنے میں تقوڑا فاصلہ ہوتا تھا۔ حضرت بلال اذان
کہہ کر دعا کے لئے بیٹھ جاتے تھے جب صبح صادق ہوتی تو تب اترتے۔ اگر زمانہ قلیل بھی مراد ہو۔ تو پھر
روایت کی توجیہ یہ ہوگی۔ کہ حضرت بلالؓ کی اذان ٹھہر ٹھہر کر ہوتی تھی اور وقفہ وقفہ سے ہوتی تھی۔
تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم ان کی اذان سنو تو کھانا پینا شروع کر دو اور
اذان ختم ہوتے ہی بند کر دو۔ اللہ اکبر کے الفاظ سنتے ہی کھانا پینا بند نہ کرو۔ چونکہ وہ حضرات کھانا کھوڑا
کھاتے تھے اس لئے دوران اذان ان کا کھالینا کوئی مشکل امر نہیں ہے۔ اس کے بعد حضرت ابن ام مکتومؓ
کی اذان ہوتی تھی۔

تشریح از شیخ زکریا | چنانچہ ملا علی قاریؒ نے یہی توجیہ کی ہے کہ حضرت بلالؓ اذان کے
بعد دعا وغیرہ کرتے رہتے اور طلوع فجر کا انتظار کرتے رہتے۔ جب طلوع قریب ہوتا تو نیچے اتر آتے تھے

بَابُ تَعْجِيلِ السُّحُورِ

ترجمہ۔ سحری کھانے میں جلد کرنا۔

حدیث نمبر ۱۶۹۴ | حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ
كُنْتُ أَتَسَحَّرُ فِي أَهْلِ بَيْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَكُونُ سُرْعَتِي أَنْ أُدْرِكَ السُّحُورَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ترجمہ۔ حضرت سہل بن سعد فرماتے ہیں کہ میں اپنے گھر سحری کھا کر آتا تھا۔ پھر مجھے جلدی ہوتی
تھی کہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سحور کو پالوں۔

تشریح از شیخ گنگوہی | بعض نسخوں میں تاخیر السجود ہے۔ اگر تعجیل السجود ہو تو اس کی دلیل حضرت سہل بن سعدؓ کا عمل ہے۔ کہ وہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے سحری کھا لیتے تھے۔ آپؐ نے ان کو منع نہیں فرمایا۔ تو ایک گھڑی کی تعجیل ثابت ہو گئی تو بہت سی ساعات کی بھی ثابت ہو جاتے گی کیونکہ فارق کوئی نہیں ہے۔ اور سحری کا مقصود حاصل ہے کہ دن میں عبادات پر تقویت حاصل ہو۔ تاکہ روزہ کمزور نہ کر دے۔ دوسرے نسخہ تاخیر السجود پر خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل حجت ہے۔ کیونکہ وہ حضرت سہل سے مؤخر تھا۔

تشریح از شیخ زکریا | جمہور کی روایت میں ان اور ک کے الفاظ جس کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے جو مواقیت الصلوٰۃ میں گزر چکی ہے۔ علامہ عینیؒ نے اپنی شرح میں باب تاخیر السجود منعقد کیا ہے۔ اور حدیث سے ثابت کیا ہے۔ کہ سحور کا آخری وقت طلوع فجر کے قریب تک ہے۔ اس لئے ابن بطال نے کہا کہ اگر امام بخاریؒ باب تاخیر السجود کا ترجمہ باندھتے تو بہتر ہوتا۔ اور شیخ گنگوہیؒ نے جو توجیہ فرمائی ہے وہ اسی نسخے پر مبنی ہے۔ جو ہمارے ہاتھوں میں ہے جس میں "تعجیل السجود" ہے۔ اور میرے نزدیک بھی یہ توجیہ بہتر ہے۔ کیونکہ امام بخاریؒ کی عادت ہے کہ وہ حدیث کے ہر متحمل سے ترجمہ ثابت کرتے ہیں۔ اس صورت میں باب قدر کم بین السجود سے مقصد یہ ہو گا۔ کہ منتهی تاخیر بیان کرتا ہے۔ اور تعجیل السجود سے مقصد جواز تعجیل ثابت کرنا ہے۔ فعل صحابی اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریر سے اور قدر کم بین السجود سے تاخیر فضیلت آپ کے فعل سے ثابت فرمائی۔

بَابُ قَدَرِ كُمْ بَيْنَ السُّجُودِ وَصَلَاةِ الْفَجْرِ

ترجمہ۔ سحری کھانے اور نماز فجر کے درمیان کس قدر فاصلہ ہو۔

حدیث نمبر ۱۶۹۵ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ لَسَعَدْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ قُلْتُ كَمْ كَانَ بَيْنَ الْإِذَاَنِ وَالسُّجُودِ قَالَ قَدْرُ خَمْسِينَ آيَةً۔

ترجمہ۔ حضرت زید بن ثابتؓ فرماتے ہیں ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سحری کھاتے تھے۔ پھر آپ نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے تھے۔ میں نے پوچھا کہ اذان اور سحری کے درمیان کتنا

فاصلہ ہوتا تھا۔ فرمایا مقلد پچاس آیات کی قرأت کے۔ بہر حال اس عمل سے تاخیر سحر کی فضیلت ثابت ہوئی۔

بَابُ بَرَكَةِ السَّحُورِ مَنْ غَيْرِ اِيْجَابِ لَاَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاصْحَابَهُ وَاصَلُّوا وَلَمْ يُذَكَّرِ السَّحُورُ -

ترجمہ۔ سحری کھانے کی برکت ہے مگر یہ واجب نہیں ہے۔ کیونکہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ اور اصحاب نے مسلسل روزے رکھے جن میں سحری کھانے کا ذکر نہیں ہے۔

حدیث نمبر ۶۹۹ | حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاصَلَ قَوَاصِلَ النَّاسِ فَشَقَّ عَلَيْهِمْ فَفَنَاهُمْ قَالُوا إِنَّكَ تَوَاصِلُ قَالَ لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ إِيَّايَ أَظَلُّ أَطْعَمُ وَأُسْقَى -

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلسل روزے رکھنے شروع کئے تو لوگوں نے بھی وصال شروع کر دیا۔ پس ان پر وصال گراں گذرا۔ پس آپؐ نے ان کو منع کر دیا۔ انہوں نے عرض کی کہ آپؐ تو وصال کرتے ہیں آپؐ نے فرمایا میں تمہاری طرح نہیں ہوں۔ میں ہمیشہ کھلایا جاتا ہوں اور پلایا جاتا ہوں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ | اطعم واسق لیکن یہ وصال کے منافی نہیں اس لئے کہ مفطر تو منہ سے کھانا ہے روحانی غذا مفطر نہیں ہے۔ تو اس وقت حقیقت ظاہرہ مراد ہوگی کیونکہ جنت کے پہلے میوے ان اجساد سے نہیں کھائے جاتے۔ اس کا محل تو روح ہے۔ اور اس کی غذا مفطر نہیں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ | اس حدیث کے معنی میں علماء کا اختلاف ہے۔ جس کی تفصیل فتح اور عینی میں ہے۔ خلاصہ بحث یہ ہے کہ اگر اس حدیث کو ظاہر معنی پر رکھا جائے۔ تو معنی یہ ہوں گے کہ حقیقۃً طعام و شراب لایا جاتا تھا۔ تو یہ آپؐ کی کرامت ہوگی جس میں اور کوئی صحابی شریک نہیں ہو سکتا۔ البتہ یہ حضرات فرماتے ہیں کہ یہ صورت لیالی (راتیں) رمضان میں پیش آتی تھی۔ جیسا کہ روایات میں ہے **فِيهِ اِبْدِيتُ يَطْعَمُنِي رَبِّي** اور بعض کے ہاں رمضان کے دنوں میں نزل ہوتا تھا۔ جیسے کہ **اِظْلَمَ** کے الفاظ دال ہیں۔ کیونکہ ظل اس فعل پر وارد ہوتا ہے جو دن کے وقت کیا جائے۔ اکثر روایات میں **اَبْنِيْتُ** ہے۔ اور اظلم اشتراک فی الوقت کی وجہ سے فرمایا گیا ہے۔ لیکن اس قول پر اب تک تواصل

صحیح نہیں ہوگا۔ اس لئے دوسری توجیہ یہ ہے کہ اطعم واستقی کا مطلب یہ ہے کہ روزے رکھنے میں میری مدد کی جاتی ہے۔ جس سے کھانے پینے کی ضرورت نہیں رہتی۔ تو طعام و شراب سے لازمی معنی قوت مراد ہوں گے۔ کہ اللہ تعالیٰ آکل اور شراب والی قوت پیدا کر دیتے ہیں۔ جس سے بھوک اور پیاس محسوس بھی نہیں ہوتی۔ اور تیسرا قول علامہ نوویؒ کا ہے جو میرے نزدیک راجح ہے وہ یہ ہے کہ محبت الہی کھانے پینے سے پھیر لیتی ہے۔ ابن قیمؒ فرماتے ہیں کہ معارف الہیہ کی غذا اور قرب کی نعمت غذا جہم سے غافل کر دیتی ہے۔ جس کو عشق کا تجربہ ہے وہ غذا جسمانی سے مستغنی ہو جاتا ہے۔

۵ ذکرک لعشاق خید شراب وکل شراب وونہ کسر اب۔
ترجمہ۔ عاشق کے لئے تیرا ذکر مشروب ہے۔ اس کے سوا سب مشروبات ریتے کی طرح ہیں۔
اور حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ فرماتے ہیں۔

۵ اجی جس کے دل میں ہو درد الفت اسے کب ہوئے خواب و غور کی فرصت اٹھا چھاتی میں درد عشق جس کی اسے پھر نیند کس کی بھوک کس کی
اب اشکال یہ ہے کہ وصال صوم سے برکتہ السحور بغیر ایجاب کس طرح ثابت ہوا۔ کیونکہ روایت میں سحور کا ذکر ہی نہیں ہے۔ تو ابن منیرؒ نے اس کو اس طرح ثابت کیا ہے۔ کہ جب وصال سے منع فرمایا۔ تو یہ نہی عن الوصال نہی تحریم نہیں ہے۔ بلکہ نہی ارشاد ہے۔ اور اس میں سحور کے ایجاب کا قول نہیں کیا گیا تو جب وصال میں نہی کو اہتہ کے لئے ہے۔ تو اس کی ضد میں استجاب ثابت ہوگا۔ کیونکہ اگر سحور لازم ہوتا تو وصال ثابت نہ ہوتا۔ تو وصال ترک سحور کو مستلزم ہوا کہ خواہ ہم وصال کو حرام کہیں یا نہ کہیں۔ کیونکہ حکم وصال میں علماء کا اختلاف ہے۔ امام احمد اور اسحقؒ سحور تک وصال کی اجازت دیتے ہیں لیکن درحقیقت یہ وصال نہیں ہے۔ وصال تو یہ ہے کہ دو دنوں کے درمیان کھانے پینے سے افطار نہ کرے۔ جس کو اکثر علماء نے مکروہ قرار دیا ہے۔ پھر کراہتہ تحریمی اور تفریحی میں اختلاف ہے۔

حدیث نمبر ۱۶۹۷ حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّسَّ بْنَ مَالِكٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسْجُدُوا فَإِنَّ فِي السُّجُودِ بَرَكَتًا۔

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سحری کھالیا کرو۔ کیونکہ سحری کھانے میں برکت ہوتی ہے۔

تشریح از قاسمی برکت سے مراد اجر و ثواب ہے۔ کیونکہ سحری کھالینا روزہ میں ممد و معادن ثابت ہوتا ہے اور نشاط اور خوشی حاصل ہوتی ہے۔ اگر یہ سحور بالغ کی تفسیر تھی اگر بالفح سحور ہو تو وہ طعام جس سے سحر کے وقت کھانا کھایا جائے۔

بَابُ إِذَا نَوَى بِاللَّيْلِ صَوْمًا

وَقَالَتْ أُمُّ الدَّرْدَاءِ كَانَ أَبُو الدَّرْدَاءِ يَقُولُ عِنْدَكُمْ طَعَامٌ فَيَاتُ قُلْنَا لَا قَالَ فَيَاتِي صَائِمٌ يَوْمِي هَذَا أَوْ قَعْلَهُ أَبُو طَلْحَةَ وَأَبُو هُرَيْرَةَ وَابْنُ عَبَّاسٍ وَحَذِيفَةُ۔

ترجمہ باب اللیلے میں جب کوئی شخص دن کے وقت روزے کی نیت کرے۔ حضرت ام الدرداءؓ نے فرمایا کہ حضرت ابو الدرداءؓ پوچھتے تھے کہ کیا تمہارے پاس کوئی کھانے کی چیز ہے۔ پس اگر ہم کہتے کہ نہیں ہے تو وہ فرماتے کہ میں آج کے اس دن میں روزے دار ہوں۔ اور یہی ابو طلحہؓ، ابو ہریرہؓ، ابن عباسؓ اور حضرت حذیفہؓ کہتے تھے۔

حدیث نمبر ۱۶۹۸ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ رَجُلًا يُنَادِي فِي النَّاسِ يَوْمَ عَاشُورَاءَ أَنْ مَنْ أَكَلَ فَلَيْتَهُ أَوْ فُلِيصُهُ وَمَنْ لَمْ يَأْكُلْ فَلَا يَأْكُلْ۔

ترجمہ۔ حضرت سلمہ بن اکوعؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عاشورہ کے دن ایک آدمی کو بھیجا جو لوگوں میں اعلان کرتا تھا کہ جس شخص نے کھالیا وہ پورا کرے یا روزہ رکھے اور جس نے نہیں کھایا وہ نہ کھائے۔

تشریح از شیخ گنگوہی اذ انویٰ باللہما اس ترجمہ سے امام بخاریؒ کی غرض ان

لوگوں پر رد کرنا ہے جو روزے کے لئے رات کے وقت نیت کرنے کو فرض روزے میں ضروری سمجھتے ہیں۔ وہ اس طرح ہوا کہ حدیث میں لفظ نیت مطلق ہے۔ کسی روزے فرض یا نفل کی کوئی تخصیص نہیں۔ یہ اس صورت میں ہے جب کہ صوم عاشورہ کو سنت تسلیم کیا جائے جیسا کہ شوافع حضرات فرماتے ہیں۔ حالانکہ پہلے ثابت ہو چکا ہے کہ صوم عاشورہ پہلے فرض تھا بعد میں منسوخ ہو گیا۔ تو اس

صورت میں صوم فرض میں رات کو نیت کا ضروری قرار دینا صریح نص کے خلاف ہے۔
تشریح از شیخ زکریا نیت صوم کے لئے سنت ہے۔ اس میں علماء کا اختلاف ہے۔
 شوافع حضرات انما الاعمال بالنیات کی وجہ سے اور نماز پر قیاس کرتے ہوئے فرض اور نفل میں نیت کو رات سے ضروری قرار دیا گیا ہے۔ ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں۔ کہ روزہ میں نیت قبل الفجر بالاجماع ضروری ہو۔ خواہ وہ فرض ہو یا نفل ہو۔ یہ مسلک امام مالکؒ اور داؤد ظاہری کا ہے۔ باقی ائمہ نفل صوم میں دن کے وقت نیت کے جواز کے قائل ہیں۔ کیونکہ روزہ ایک عبادت محصنہ ہے جو نیت کی محتاج ہے۔ پھر اگر فرض روزہ ہے۔ جیسے صوم رمضان ادا اور "قضا" نذر اور کفارہ سب لیں۔ رات سے ہمارے نزدیک نیت شرط ہے۔ شوافعؒ اور مالکیہؒ اور احنافؒ کا مسلک ہے۔ البتہ امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ صوم رمضان اور ہر متعین روزہ کو دن کے وقت نیت سے بھی صحیح ہو سکتا ہے۔ پھر رات کے کسی حصہ میں نیت پائی جائے تو وہ کافی ہے خواہ منافی صوم اس کے بعد پایا جائے یا نہ پایا جائے۔ خلاصہ یہ ہے کہ امام مالکؒ کا مسلک یہ ہے کہ ہر قسم کے روزے کے لئے قبل الفجر نیت ضروری ہے امام شافعیؒ فرماتے ہیں۔ کہ نفل روزہ میں تو بعد الفجر نیت کافی ہے فرض میں کافی نہیں ہے۔ امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں۔ کہ جس روزہ کا وجوب وقت معین سے متعلق ہے۔ جیسے رمضان اور نذر ایام محدودة اسی طرح نافلہ میں بھی بعد الفجر نیت صحیح ہے۔ ان کے علاوہ میں بعد الفجر نیت صحیح نہیں۔ جیسے قضا اور کفارہ نذر وغیرہ۔

بَابُ الصَّائِمِ يُصْبِحُ جُنْبًا

ترجمہ۔ روزہ دار جب جنابت کی حالت میں صبح کرے۔

حدیث نمبر ۱۶۹۹ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُسْلِمَةَ ۙ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا بَكْرٍ
 بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ جِئْتُ أَنَا وَابْنُ حَبِيبٍ دَخَلْنَا عَلَى عَائِشَةَ ۖ وَأُمُّ سَلَمَةَ ۖ
 وَبِسَنَدٍ آخِرٍ أَخْبَرَ مَرْوَانَ أَنَّ عَائِشَةَ ۖ وَأُمُّ سَلَمَةَ ۖ أَخْبَرَتَاهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُذَرِّكُهُ الْفَجْرُ وَهُوَ جُنْبٌ مِّنْ أَهْلِهِ ثُمَّ
 يَغْتَسِلُ وَيَصُومُ وَقَالَ مَرْوَانُ لِعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ أَقْسِمُ بِاللَّهِ لَتَقَرَّ عَنْ

بِهَا أَبَا هُرَيْرَةَ ۖ وَمَرَّوَانُ يَوْمَئِذٍ عَلَى الْمَدِينَةِ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ فِكْرَهُ ذَلِكَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ ثُمَّ قَدَّرْنَا أَنْ تَجْتَمَعَ بِيَذَى الْحُلَيْفَةِ وَكَانَتْ لِأَبِي هُرَيْرَةَ هُنَالِكَ أَرْضٌ فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ لِأَبِي هُرَيْرَةَ إِنْ ذَاكَ لَكَ أَمْرًا وَلَوْ لَا مَرَّوَانُ أَتَسَمَّ عَلَيَّ فِيهِ لَمْ أَذْكُرْهُ لَكَ فَذَكَرْتُ لِعَائِشَةَ ۖ وَأُمِّ سَلَمَةَ ۖ وَقَالَ كَذَلِكَ حَدَّثَنِي الْفَضْلُ بْنُ عَبَّاسٍ وَهُوَ أَعْلَمُ وَقَالَ هَمَّامٌ وَابْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ۖ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُ بِالْفِطْرِ وَالْأَوَّلِ أَسْنَدُ

ترجمہ۔ حضرت ابو بکر بن عبد الرحمن فرماتے ہیں۔ کہ میں اور میرا باپ حضرت عائشہ اور حضرت ام سلمہؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور دوسری سند کے ساتھ یہ ہے کہ عبد الرحمن نے مروان کو خبر دی کہ حضرت عائشہؓ اور ام سلمہؓ نے ان کو خبر دی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صبح اور فجر اس وقت آجاتی ہے جب کہ آپؐ اپنے گھر والوں سے جنبی ہوتے تھے پھر آپؐ غسل کرتے۔ اور روزہ رکھتے تھے۔ مروان نے عبد الرحمن بن الحارث سے کہا۔ اللہ تعالیٰ کی قسم دیتے ہوئے کہا۔ کہ تم اس قصہ سے ضرور حضرت ابو ہریرہؓ کو گھبراہٹ میں ڈال دو گے کیونکہ وہ اس کے خلاف فتویٰ دیتے تھے۔ اور مروان ان دنوں مدینہ کا حاکم تھا۔ ابو بکر فرماتے ہیں کہ حضرت عبد الرحمن اس واقعہ کا بیان کرنا پسند نہیں کرتے تھے۔ لیکن اتفاق کی بات کہ ہم ذی الحلیفہ میں جمع ہو گئے۔ جہاں حضرت ابو ہریرہؓ کی جاگیر تھی۔ تو حضرت عبد الرحمن نے حضرت ابو ہریرہؓ سے کہا۔ کہ اگر مجھے مروان نے اللہ کی قسم نہ دی ہوتی تو میں آپ سے اس کا ذکر نہ کرتا لیکن اب میں آپ کو ایک واقعہ یاد دلاتا ہوں چنانچہ انہوں نے حضرت عائشہؓ اور حضرت ام سلمہؓ کا قول ذکر فرمایا۔ پس فرمایا کہ مجھے فضل بن عباسؓ نے بھی اسی طرح کہا تھا۔ حالانکہ وہ خوب جاننے والے ہیں۔ اور ہم نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہؓ سے نقل کیا ہے۔ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم افطار کا حکم دیتے تھے لیکن پہلا قول سند کے اعتبار سے زیادہ قوی ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ | دھوا علم المقصود یہ ہے کہ فضل ہی نے مجھے یہ حدیث بیان کی ہے کہ جنبی افطار کرے وہ اس قصہ کو بھی خوب جانتے ہیں اور جو انہوں نے روایت کی ہے اس کو بھی جانتے ہیں ذمہ داری ان کی ہے میری نہیں ہے۔ اس سے معلوم ہوا اکثر صحابہ کرامؓ ایک دوسرے

سے روایت کرتے تھے لیکن اس کی تصریح نہیں کرتے تھے کیونکہ حضرت ابو ہریرہؓ نے تصریح نہیں کی۔ کہ انہوں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسے نہیں سنا۔ مگر جب ان پر اعتراض ہوا تو تب تصریح کر دی۔ اسی طرح بہت سی روایات ہیں کہ صحابہ کرامؓ ایک دوسرے سے روایت کرتے ہیں۔ لیکن ان کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کہہ دیتے ہیں۔ بنا بریں بہت ممکن ہے کہ باب الکلام فی الصلوٰۃ میں جو روایت حضرت ابو ہریرہؓ نے روایت کی ہے وہ بھی اسی طرح کی ہو۔ یہاں پر جمع بین الروایات کی صورت یہ ہو سکتی ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ بتانا چاہتے ہوں۔ کہ جو شخص صبح صادق کے وقت بیوی سے ہم بستر ہو تو اس کا روزہ نہیں ہوگا جس سے حضرت فضل نے یہ سمجھ لیا۔ کہ مقصود بقا رہنا ہے۔ اگرچہ اس کا حصول اس سے پہلے ہو چکا ہو۔ تو اپنی سمجھ کے مطابق انہوں نے روایت کر دی۔ حالانکہ یہ ان کی مراد نہیں تھی۔ اور شاید جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس سے کنا یہ کیا ہو۔ مقصود کی تصریح نہ کی ہو۔ جس سے فضلؓ کے فہم کی تائید ہو گئی ہو۔

تشریح از شیخ زکریا | سلف میں یہ مسئلہ خلافیہ رہا ہے۔ لیکن اب علماء کا اجماع ہو گیا۔ کہ جو شخص جنابت کی حالت میں صبح میں داخل ہو۔ تو اس کا روزہ جائز ہے۔ علامہ عینیؒ نے اس میں سات اقوال نقل کئے ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ مطلقاً ایسے شخص کا روزہ صحیح نہیں ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ اگر کوئی عمدً غسل کو مؤخر کرے۔ تو اس کا روزہ صحیح نہیں ورنہ صحیح ہے۔ تیسرا قول یہ ہے کہ فرض میں تو تاخیر جائز ہے۔ نفل میں جائز ہے۔ چوتھا قول یہ ہے کہ یہ روزہ تمام کرے اور بعد ازاں قضا بھی کرے۔ پانچواں قول یہ ہے کہ فرض میں قضا مستحب ہے نفل میں نہیں۔ چھٹا قول یہ ہے کہ اس وقت روزہ باطل نہیں ہوگا۔ جب تک غسل کرنے سے پہلے سورج طلوع نہ کرے۔ ورنہ روزہ باطل ہو جائے گا۔ ساتواں قول یہ ہے کہ صوم مطلق صحیح ہے فرض ہو یا نفل ہو۔ طلوع فجر سے غسل کو عمدً مؤخر کرے یا لیا نا کرے یا نیند کی وجہ سے کرے یہی جمہور فقہاء کا قول ہے اور اسی پر اجماع علماء ہے۔

قولہ یردو فی عن الصحابہ کیونکہ مراسلات صحابہ مشہور ہیں۔

کلام فی الصلوٰۃ یعنی سہو فی الصلوٰۃ میں جو ذی الیدین کا قصہ ہے وہ بھی اسی طرح ہو۔ جمع بین الروایات کی مختلف توجیہات کی گئی ہیں۔ ایک توجیہ یہ بھی ہے کہ یہ خبر منسوخ ہے۔ حضرت عائشہؓ

کی روایت سے جس کا نسخ نہ فضل کو پہنچا نہ حضرت ابو ہریرہؓ کو۔ ہاں جب انہیں نسخ کا علم ہو گیا تو اپنے فتویٰ سے رجوع کر لیا۔ یہ توجیہ اس سے بہتر ہے کہ کسی خبر کو ترجیح دی جائے جیسے امام بخاریؒ فرما رہے ہیں کہ الاول اسند۔ اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ حضرت ام سلمہؓ حضرت عائشہؓ کی موافقت فرما رہی ہیں۔ کیونکہ انہیں کی روایت واحد کی روایت سے فوق ہوتی ہے خصوصاً جبکہ دونوں ازدواج مطہرات میں سے ہیں جو مردوں کی نسبت جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خانگی حالات سے زیادہ واقف ہیں۔ پھر ان کی روایت منقول اور معقول دونوں کے موافق ہے۔ کیونکہ غسل ایسی چیز ہے جو انزال سے واجب ہوتی ہے۔ روزے کے وقت ایسی کوئی چیز نہیں پانی لگی۔ جیسے روزے دار کو اگر بدن کے وقت احتلام ہو جائے۔ تو غسل واجب ہوتا ہے۔ روزہ باطل نہیں ہوتا۔ تو یہ محرم کی طرح ہو گیا جس نے احرام سے پہلے خوشبو لگالی۔ اور احرام کے وقت تک اس کا اثر باقی رہا۔ تو وہ مغل نہیں ہے۔ اور جمع کی ایک صورت یہ بھی بیان کی جاتی ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت افضلیت پر دلالت کرتی ہے کہ جنبی کے لئے افضل ہے کہ وہ طلوع فجر سے پہلے غسل کر لے۔ اگر مخالفت کی تو جواز میں کوئی کلام نہیں۔

بَابُ الْمُبَاشَرَةِ لِلصَّائِمِ

ترجمہ روزہ دار کا بدن کے ساتھ ملنا اس سے جماع مراد نہیں۔

وَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا يَحْرُمُ عَلَيْهِ فَرْجُهَا۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ کہ روزے دار پر بیوی کی شرم گاہ حرام ہے۔

حدیث نمبر ۱۸۰۰ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ الْإِمْنَنُ عَائِشَةَ ؓ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْبَلُ وَيُبَاشِرُ وَهُوَ صَائِمٌ وَكَانَ أَمْلَكُهُمْ لِأَرْبِهِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ خَارِبٌ حَاسِبٌ وَقَالَ طَائِفٌ أُولَى الْأَرْبَةِ الْأَحْمَقُ لِأَحَاجَةِ لَهُ فِي النِّسَاءِ۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم روزے کی حالت میں بوسہ دیتے تھے اور بدن سے بدن ملتے تھے اور وہ تم سے زیادہ اپنی حاجت کے مالک تھے۔

ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ارب کے معنی حاجت کے ہے۔ طاؤس فرماتے ہیں کہ غیر ادنیٰ الاربۃ وہ بھولا بھالا بے وقوف مراد ہے جسے عورتوں کی طرف ضرورت نہ ہو۔

تشریح از شیخ گنگوہی | احمق سے مراد جہالت ہے۔ جو مردوں اور عورتوں کے باہمی معاملات پر واقفیت نہ رکھتا ہو۔ احمق سے متعارف معنی والا بے وقوف مراد نہیں ہے۔ جو ہر چیز کو شامل ہے۔ بلکہ خاص کم عورت اور مرد کے تعلق سے ناواقف ہو۔

تشریح از شیخ زکریا | روزہ دار بیوی کو بوسہ دے سکتا ہے۔ اس میں روایات مختلف ہیں۔ امام احمدؒ۔ اسحاقؒ اور داؤد ظاہریؒ اور امام مالکؒ مطلقاً کراہت کے قائل ہیں۔ امام ابو حنیفہؒ اور امام شافعیؒ نوجوان کے لئے کراہت اور بوڑھے کے لئے اباحت کے قائل ہیں۔ البتہ امام ابو حنیفہؒ سے ایک قول یہ بھی ہے کہ روزہ دار کے لئے معانقہ مصافحہ اور مباشرت بلا ثوب اور تقبیل فاحش بالکل مکروہ ہے۔ تقبیل فاحش کا مطلب یہ ہے کہ اس کے ہونٹوں کو چبلے۔ زرقانیؒ فرماتے ہیں کہ یہ مسئلہ اجماعی ہے جس نے بوسہ دیا اور سالم رہا اس پر کچھ بھی نہیں ہے۔

بَابُ الْقُبْلَةِ لِلصَّائِمِ

ترجمہ۔ روزہ دار کا بوسہ دینا کیسا ہے۔

وَقَالَ جَابِرُ بْنُ زَيْدٍ إِنْ تَطَرَّفَا مِنْ يَدَيْ صَوْمَةٍ

ترجمہ۔ جابر بن زید فرماتے ہیں۔ کہ اگر روزے دار نے شہوت سے کسی کو دیکھا اور منی آگئی۔

تو وہ اپنا روزہ پورا کرے۔ اور درختوں میں ہے کہ اگر اس کے فرج کی طرف بار بار نظر کرے تب بھی روزہ فاسد نہیں ہوگا۔

حدیث نمبر ۱۷۰۰ | حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ إِنَّهُ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَقْبِلُ بَعْضَ أَزْوَاجِهِ وَهُوَ صَائِمٌ ثُمَّ ضَجَّكَتْ۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ بیشک جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روزہ کی حالت میں اپنی بعض بیویوں کو بوسہ دیتے تھے پھر وہ ہنس دیتی تھیں۔

حدیث نمبر ۱۰۰۲ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ ۖ قَالَتْ بَيْنَمَا أَنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْخَيْلَةِ إِذْ حِفْصُ فَأَنْسَلْتُ فَأَخَذْتُ ثِيَابَ حِفْصَتِي فَقَالَ مَا لِكَ أَنْفُسْتِ قُلْتُ نَعَمْ مَعَهُ فِي الْخَيْلَةِ وَكَانَتْ هِيَ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْتَسِلَانِ مِنْ إِنَائِهِ وَاحِدٍ وَكَانَ يَقْبَلُهَا وَهُوَ صَائِمٌ۔

ترجمہ حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ دریں اثنا کہ میں جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک اونفی منقش چادر کے اندر تھی۔ کہ میں حائفہ ہو گئی تو میں آہستہ سے کھسک گئی اور اپنے حیفص کے کپڑے بدل لئے۔ آپؐ نے پوچھا کہ کیا تجھے حیفص آگیا ہے۔ میں نے عرض کی ہاں! پھر پس میں آپؐ کے ہمراہ اس اونفی منقش چادر میں داخل ہو گئی۔ نیز! وہ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں اکٹھے ایک برتن سے غسل کرتے تھے۔ اور یہ کہ روزے کی حالت میں آپؐ انہیں بوسہ دیتے تھے۔

تشریح از قاسمی | ضحکت اس سے تنبیہ کہ دمی کہ وہ خود ہی صاحب واقعہ ہیں اور ابن حجر فرماتے ہیں کہ ہنسی کبھی شرمندگی کی وجہ سے ہوتی تھی کہ اپنے حالات کی خبر دے رہی ہیں اور بعض نے کہا۔ اس سے اپنا مرتبہ بتانا مقصود ہے۔ جس سے آپؐ خوش ہوتی تھیں۔ فَنَسَبْتُ معنی میں حِفْصُ کے ہے۔

بَابُ اغْتِسَالِ الصَّائِمِ

وَبَلَ ابْنُ عُمَرَ ثَوْبًا فَالْقَاهُ عَلَيْهِ وَهُوَ صَائِمٌ وَدَخَلَ الشَّعْبِيُّ الْحَمَّامَ وَهُوَ صَائِمٌ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَا بَأْسَ أَنْ يَتَطَقَّمَ الْقِدْرَ وَالْقِدْرُ وَقَالَ الْحَسَنُ لَا بَأْسَ بِالْمُضْمَضَةِ وَالتَّبَرُّدِ لِلصَّائِمِ وَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ إِذَا كَانَ صَوْمُ أَحَدِكُمْ فَلْيُصْبِحْ وَهَيْئًا مَثَرِ جَلٍّ وَقَالَ أَنَسُ إِنْ لِيَ ابْنُ زَنٍّ اتَّقَحَمُ فِيهِ وَأَنَا صَائِمٌ وَيَذْكُرُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ اسْتَاكَ وَهُوَ صَائِمٌ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ يَسْتَاكَ أَوَّلَ النَّهَارِ وَأَخْرَجَهُ وَلَا يَبْلَعُ رَيْقَهُ وَقَالَ عَطَاءٌ إِنْ أُرِزَ وَدَرَيْقَهُ لَا أَقُولُ يُفْطَرُ وَقَالَ ابْنُ سِيرِينَ لَا بَأْسَ بِالسَّوَالِكِ الرَّطْبِ قِيلَ لَهُ طَعَمٌ قَالَ

وَالْمَاءُ لَهُ طَعْمٌ وَأَنْتَ مُتَمَضِّضٌ بِهِ وَلَمْ يَرَ أَنَسٌ وَالْحَسَنُ وَابْرَاهِيمُ
بِالْكُحْلِ لِلصَّائِمِ بَأْسًا۔

ترجمہ۔ روزہ دار کا غسل کرنا کیسے ہے۔ حضرت ابن عمرؓ کیڑے کو ترکہ کے روزے کی حالت میں اپنے اوپر ڈال لیتے تھے یا ترکہ پڑا ان پر ڈال دیا جاتا تھا۔ حضرت شعبیؓ روزے کی حالت میں حمام میں داخل ہو جاتے تھے۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں اگر روزے دار مہنڈ یا کو یا کسی اور چیز کو چکھ لے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ حضرت حسن بصریؓ نے فرمایا۔ کہ روزے دار کے لئے کھلی کرنا اور ٹھنڈک حاصل کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اور حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا۔ جب تم میں سے کوئی روزے دار ہو تو وہ تیل لگانے والا اور کنگھا کرنے والا ہو سکتا ہے۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں۔ میرا ایک حوض تھا۔ جس میں میں روزے کی حالت میں گھس جایا کرتا تھا۔ اور ابن عمرؓ دن کے اوّل اور آخری حصہ میں مسواک کرتے تھے اور ابن سیرین نے فرمایا کہ ترکہ مسواک کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ آپ سے کہا گیا کہ اس میں تو مزہ اور ذائقہ ہوتا ہے تو آپ نے فرمایا پانی میں بھی مزہ اور ذائقہ ہوتا ہے۔ حالانکہ تم اس سے کھلی کرتے ہو۔ اور حضرت انسؓ حضرت حسن بصریؓ اور ابراہیمؓ روزہ دار کے لئے سرمرہ لگانے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ اس باب کی غرض یہ ہے کہ روزے دار کو غسل کرنا کوئی نقصان

دے گا۔ روایت کی دلالت اس پر ظاہر ہے۔ جب کہ روزہ غسل جنابت سے نہیں ٹوٹتا تو اس کے ماسوا غسل سے بھی نہیں ٹوٹے گا۔ پھر جو آثار اس باب کے تحت ذکر ہوئے ہیں۔ وہ قیاس اور دلالت النص کے ذریعہ ترجمہ پر دلالت کرتے ہیں۔ کیونکہ ترکہ پڑے کا جسم پر ڈالنا حمام میں داخل ہونا۔ مہنڈ یا سے کچھ چکھ لینا اور کسی چیز کا چکھ لینا۔ کھلی کرنا۔ ٹھنڈک حاصل کرنا۔ تیل لگانا۔ کنگھا کرنا پانی سے بھرے ہوئے حوض کے اندر گھس جانا۔ مسواک کرنا۔ سرمرہ لگانا اگرچہ یہ اشیاء باطن کی طرف اثر کرتی ہیں۔ مگر روزے دار کے لئے یہ سب جائز ہیں۔ تو غسل کرنا بطریق اولیٰ جائز ہوگا۔ کیونکہ پانی کا معاملہ ان سب سے خفیف ہے۔ خصوصاً جب کہ وہ بدن پر پھرتا نہیں جیسا کہ غسل سے ظاہر ہے۔ اور امام شعبیؓ کے اثر پر جو حمام کا ذکر ہے۔ اس سے حمام ٹھنڈا مراد ہے۔ جو ٹھنڈک پہنچاتا ہے۔

یصباح دھینا اس کے جواز کی وجہ یہ ہے کہ اگر روزے دار تیل نہ لگانے کی وجہ سے اس

کا بدن خشک رہ گیا۔ یا سرمرہ وغیرہ نہ لگایا تو روزے کے آثار ظاہر ہوں گے۔ حالانکہ اس کا تو چھپانا

مقصود و مطلوب ہے۔

یستاک اذک النهار سے شوافع پر رد کرنا مقصود ہے جو بعد الزوال کراہتہ سواک کے قائل ہیں۔

تشریح از قاسمی | نیز! ان لوگوں پر بھی رد کرنا ہے جو روزے دار کو غسل کی اجازت نہیں دیتے کہ کہیں پانی اس کے حلق تک نہ پہنچ جائے۔ رد اس طرح ہوا کہ جب کلی کرنا اور منڈیا کا پکھنا جائز ہے حالانکہ مفر منہ کے اندر پہنچ جاتا ہے۔ تو غسل کیوں جائز نہیں ہوگا۔ اس طرح کنگھا کرنا اور تیل لگانا تجمل کے لئے جائز ہے۔

حدیث نمبر ۷۰۳ | حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ ۙ قَالَ تَعَالَتْ عَائِشَةُ ۙ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا ۙ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذُرُّهُ الْفَجْرُ فِي رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ حُلُمٍ فَيَغْتَسِلُ وَيَصُومُ ۚ

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بغیر احتلام کے رمضان میں صبح کرتے۔ پس غسل کرتے اور روزہ رکھتے۔

حدیث نمبر ۷۰۴ | حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ۙ سَمِعَ أَبَا بَكْرٍ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ كُنْتُ أَنَا وَآبِي فَذَهَبْتُ مَعَهُ حَتَّى دَخَلْنَا عَلَى عَائِشَةَ ۙ قَالَتْ أَشْهَدُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ كَانَ لِيُصْبِحُ جُنُبًا مِنْ جَمَاعٍ غَيْرِ احْتِلَامٍ ثُمَّ يَصُومُ ثُمَّ دَخَلْنَا عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ ۙ فَقَالَتْ مِثْلُ ذَلِكَ قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ إِذَا أَفْطَرَ يَكْفِرُ مِثْلُ الْجَامِعِ قَالَ لَا الْاِتِّدَى الْأَحَادِيثُ لَمْ يَقْضِهِ وَإِنْ صَامَ الدَّهْرَ ۚ

ترجمہ۔ حضرت ابوبکر بن عبد الرحمن فرماتے ہیں کہ میں اور میرا باپ اکٹھے چل کر حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو انہوں نے فرمایا کہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر گواہی دیتی ہوں کہ آپ جماع بغیر احتلام کے جنابت کی حالت میں صبح کرتے۔ تو پھر روزہ رکھتے تھے پھر ہم حضرت ام سلمہؓ کے پاس حاضر ہوئے تو انہوں نے بھی اسی طرح فرمایا۔

تشریح از شیخ گنگوہی | ترجمہ۔ ابو عیفہ نے فرمایا میں نے امام بخاریؒ سے پوچھا کہ جب

کوئی شخص روزہ توڑ دے تو کیا جماع کرنے والے کی طرح کفارہ ادا کرے۔ انہوں نے فرمایا نہیں۔ کیا تم حدیثوں کو نہیں دیکھتے البتہ اگر زندگی بھر روزے رکھتا رہے تب بھی اس فضیلت کو نہیں پاسکتا۔

قال ابو جعفر امام بخاریؒ کے تلامذہ میں سے ہیں۔ قریب ہی نے امام بخاریؒ کا وہ قول جس کی ابو جعفر نے انہیں قریب میں خبر دی تھی۔ امام بخاریؒ نے خود ان کو خبر نہیں دی۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ جب کفارہ خلاف قیاس ثابت ہوا ہے۔ تو اسے اپنے مورد پر منحصر رہنا چاہیے۔ اکل و شرب کی طرف تجاوز نہ کیا جائے۔ نیز اقتصار بمثل معقول ہے لہذا روزہ پر اکتفا ہو گا بس آگے نہیں۔ لیکن وہ فضیلت جو اس سے فوت ہو گئی۔ اس کا پالینا ممکن نہیں ہے۔ اگرچہ زندگی بھر روزہ رکھے۔ جیسا کہ خود روایت میں موجود ہے۔ اخلاف کی طرف سے یہ جواب دیا جاتا ہے۔ کہ جماع سے کفارہ ادا کرنا۔ یہ کوئی اس کی خصوصیت نہیں ہے۔ بلکہ کفارہ تو روزے میں جنابت کی وجہ سے واجب ہوا ہے۔ تو وہ سب مفطرات کو شامل ہو گا۔ خواہ وہ جماع ہو یا اکل و شرب ہو۔ ان میں مفطر ہونے کی وجہ سے کوئی فرق نہیں ہے۔ دوسرا جواب نقلی یہ ہے کہ دارقطنی میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جس شخص نے رمضان میں کسی دن روزہ توڑ دیا تو کفارہ فطارہ کی طرح کفارہ ادا کرے۔ پس اس حکم میں کسی مفطر کی تخصیص نہیں نہ جماع کا ذکر ہے اور نہ ہی اکل و شرب کا۔ اور ان میں سے کسی مفطر کی قید نہیں ہے۔ نیز! جس قدر رمزہ اور لذت جماع میں ہوتی ہے وہ اکل و شرب میں کم نہیں ہوتی۔ مفطر ہونے میں تینوں برابر ہیں۔

تشریح از شیخ زکریا قال ابو جعفر اس قول کو شرح بخاریؒ عسقلانی۔ قسطلانی۔ کرمانی اور عینیؒ نے نہ متون میں ذکر کیا ہے اور نہ ہی شروح میں ذکر کیا ہے۔ اور نہ ہی یہ باب اس قول کے لائق ہے۔ کیونکہ دو باب کے بعد امام بخاریؒ نے آگے باب باندھا ہے۔ باب اذا جامع فی رمضان ۱۲ اور اس باب سے معلوم ہوتا ہے کہ بغیر جماع کے مفطر پر کفارہ نہیں ہے۔ حالانکہ اذا جامع فی رمضان ۱۲ باب سے امام بخاریؒ کا میلان اس طرف معلوم ہوتا ہے کہ کفارہ واجب ہے۔ چنانچہ ابن بطالؒ فرماتے ہیں کہ امام بخاریؒ نے اس حدیث سے اس طرف اشارہ فرمایا ہے۔ کہ جس شخص نے اکل اور شرب سے روزہ توڑا اس پر کفارہ واجب ہے۔ جماع پر قیاس کیا ہے۔ جامع اور اکل اور شارب میں مہینہ کی بے حرمتی امر مشترک ہے۔ اور آثار افطار بھی ذکر فرماتے ہیں جس سے

سمجھا جاتا ہے کہ افطار بالاکل و اصبح بمعنی واحد ہیں۔

اور اگر کہ تلک الفضیلہ کھانے کے ساتھ قضا بھی ائمہ اربعہ کے نزدیک واجب ہے۔ اور بعض حضرات فرماتے ہیں کہ قضا کا ذکر نہ حضرت ابوہریرہؓ کی روایت میں ہے اور نہ حضرت عائشہؓ کی خبر میں ہے۔ لیکن کہا جائے گا کہ دوسرے طرق سے اس حدیث پر زیادتی ثابت ہے۔ آپؐ نے فرمایا صم یوماً کان فی ما اصبحت

لم یقضہ وان صام الیہم کہ ادا کی کامل فضیلت قضا سے حاصل نہیں ہو سکتی اگرچہ زندگی بھر روزہ رکھتا رہے کیونکہ قضا ادا کے قائم مقام نہیں ہو سکتی۔ اگرچہ ایک دن کے بدلے زندگی بھر روزے رکھے۔ خلاصہ یہ ہے کہ شوافعؒ کے نزدیک کفارہ صرف جماع سے واجب ہوگا۔ احنافؒ اور مالکیہؒ کے نزدیک اکل و شرب سے بھی کفارہ واجب ہوگا۔

بَابُ الصَّائِمِ إِذَا أَكَلَ أَوْ شَرِبَ نَاسِيًا

وَقَالَ عَطَاءٌ إِنْ اسْتَنْثَرْتَ خَلَّ الْمَاءُ فِي حَلْقِهِ لَا بَأْسَ إِنْ لَمْ يَمْلِكْ
وَقَالَ الْحَسَنُ إِنْ دَخَلَ حَلْقُهُ الذُّبَابُ فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ وَقَالَ الْحَسَنُ وَ
مُجَاهِدٌ إِنْ جَامَعَ نَاسِيًا فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ۔

ترجمہ۔ جب روزے دار بھول چوک کر کھاپی لے۔ اور عطارؒ نے فرمایا۔ کہ اگر کسی نے ناک صاف کیا اور پانی اس کے حلق میں چلا گیا۔ تو کوئی حرج نہیں۔ کیونکہ وہ اس کو واپس لوٹنے پر قادر نہیں ہے۔ حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ اگر کبھی روزے دار کے حلق میں داخل ہو جائے تو کوئی چیز واجب نہیں۔ حسن اور مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ اگر بھول کر جماع کر لیا تو کوئی چیز واجب نہیں ہے۔

حدیث نمبر ۷۰۵۰ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا نَسِيَ فَأَكَلَ وَشَرِبَ فَلَيْتَمَ صَوْمَهُ فَإِنَّمَا أَطْعَمَهُ اللَّهُ وَسَقَاهُ۔

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا۔ کہ جب کوئی روزے دار بھول کر کھاپی لے تو وہ اپنا روزہ پورا کرے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے

ہی اسے کھلایا پلا یا ہے۔ **تشریح از شیخ گنگوہی** | لم یملکہ ردہ الیہ حکم اس پر مبنی ہے کہ خطار اور نیسان میں کوئی فرق نہ کیا جائے۔ حالانکہ دونوں میں فرق ثابت ہے۔ اگر حضرت حسن بصریؒ کے قول لاشیٰ علیہ سے قضا اور کفارہ کی نفی کی جائے تو ان کے مذہب کے موافق ہوگا۔ اسی طرح مجاہد کا لاشیٰ علیہ کہنے سے اگر قضا اور کفارہ کی نفی کرنا مقصود ہے تو یہ ان کے مذہب کے موافق ہوگا ورنہ اشعب کے نزدیک قضا واجب ہے۔

تشریح از شیخ زکریا | امام بخاریؒ نے ان آثار سے استدلال قائم کیا ہے کہ خطار اور نیسان میں فرق نہیں ہے۔ حالانکہ ان میں فرق ہے۔ وہ صورت جو عند العقل حاصل ہے جس وقت چاہے اس کا ملاحظہ ممکن ہو تو یہ ذہول اور سہو ہے۔ اور اگر ملاحظہ کسب جدید کے بعد ممکن ہو تو اسے نیسان کہتے ہیں۔ خطار اور سہو میں یہ فرق ہے کہ اور صاحب سہو تھوڑی سی تنبیہ سے متنبہ ہو جاتا ہے۔ لیکن خطار والا متنبہ نہیں ہوتا یا متنبہ ہوتا ہے تو بعد تعب اور تھکاوٹ کے بعد ہوتا ہے۔ امام اوزاعیؒ امام شافعیؒ اور اسحاقؒ فرماتے ہیں۔ جس نے کلی کمرے اور ناک میں پانی داخل کرنے یا خارج کرنے سے پانی حلق میں چلا گیا بغیر قصد کے تو کوئی چیز واجب نہیں ہے۔ امام مالکؒ اور امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں۔ کہ جب پانی پیٹ تک پہنچ جائے اور روزہ یاد ہو۔ تو روزہ ٹوٹ گیا۔ جماع ناسیاً اختلاف ائمہ کے درمیان مشہور ہے۔ جب ناسیاً لھومہ جماع کیا تو امام شافعیؒ اور امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ نہ اس پر قضا ہے اور نہ ہی کفارہ ہے۔ امام مالکؒ فرماتے ہیں قضا واجب ہے کفارہ نہیں۔ امام احمد اور اہل طواہر فرماتے ہیں اس پر قضا بھی واجب ہے اور کفارہ بھی واجب ہے۔

بَابُ سَوَالِ الرَّطْبِ وَالْيَاسِ لِلصَّائِمِ

وَيُذَكِّرُ عَنْ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَاكُ وَهُوَ صَائِمٌ مَا لَا أَحْصِي أَوْ أَعْدُ وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَا أَنَّ أَشَقَّ عَلَى أُمَّتِي لَمْ يَرْثُهُمْ بِالسَّوَالِ عِنْدَ كُلِّ وَضُوءٍ وَيُرْوَى عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ الْبَيْتِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ وَلَمْ يَخْصُ الصَّالِحِينَ مِنْ غَيْرِهِمْ وَقَالَتْ عَائِشَةُ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَطْمَرَةٌ لِلْغَنِمِ مَرْضَاةٌ لِلرَّبِّ وَقَالَ عَطَاءٌ وَقَتَادَةُ يَبْتَلِعُ رِيْقَهُ -

ترجمہ۔ روزے دار کے لئے تر اور خشک مسواک استعمال کرنا کیسے ہے۔ حضرت عامر بن ربیعہؓ سے ذکر کیا جاتا ہے کہ میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو آن گنت اور بے حساب مرتبہ روزے کی حالت میں مسواک کرتے دیکھا۔ حضرت ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اگر مجھے امت پر گمراہی کرنے کا خوف نہ ہوتا تو میں ان کو ہر وضو کے وقت مسواک کرنے کا حکم دیتا۔ اور اسی طرح حضرت جابرؓ حضرت زید بن خالدؓ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ روزے دار اور غیر روزے دار کی کوئی تخصیص نہیں کی۔ اور حضرت عائشہؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ مسواک کرنا منہ کو پاک کرنے اور رب غفور کی رضا مندی کا سبب ہے۔ اور عطاءؓ اور قتادہؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی تھوک کو نگل جاتے تھے۔

حدیث نمبر ۷۰۶۱ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي حُدَّادٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي حُدَّادٍ قَالَ رَأَيْتُ عُمَانَ تَوَضَّأَ فَأَفْرَغَ عَلَى يَدَيْهِ ثَلَاثُ ثَمَ مَمْضَ وَأَسْتَنْثَرْتُ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ الْيُمْنَى إِلَى الْمِرْفَقِ ثَلَاثًا ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ الْيُسْرَى إِلَى الْمِرْفَقِ ثَلَاثًا ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهِ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَهُ الْيُمْنَى ثَلَاثًا ثُمَّ الْيُسْرَى ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ نَحْوَ وَضُوءِي هَذَا ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ لَا يُحَدِّثُ نَفْسَهُ فِيهِمَا إِلَّا غَفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ -

ترجمہ۔ حضرت عمرانؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمانؓ کو وضو کرتے دیکھا کہ آپ نے پہلے اپنے ہاتھ پر تین مرتبہ پانی ڈالا۔ پھر کھلی کی۔ اور ناک صاف کیا۔ پھر تین مرتبہ اپنے چہرہ کو دھویا۔ پھر دائیں ہاتھ کو کہنی تک تین مرتبہ دھویا۔ پھر بائیں ہاتھ کو کہنی تک تین مرتبہ دھویا۔ پھر اپنے سر کا مسح کیا۔ پھر دائیں پاؤں کو تین مرتبہ دھویا۔ پھر بائیں کو تین مرتبہ دھویا۔ پھر فرمایا کہ میں نے اپنے اس وضو کی طرح جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کرتے دیکھا۔ پھر آپؐ نے ارشاد فرمایا جس نے

میرے اس وضو کی طرح وضو کیا۔ پھر دو رکعت نماز اسی طرح پڑھی کہ ان دونوں رکعتوں میں اپنے نفس کے ساتھ کچھ بات نہ کی تو اس کے پچھلے سب گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

تشریح از شیخ گلگوئی ان سب روایات اور آثار سے استدلال کا خلاصہ یہ ہے کہ

روایات و آثار غیر صائم کے ساتھ مقید نہیں ہیں۔ لہذا تعمیم ہوگی۔ روزے دار کے لئے یہ امور سب جائز ہیں۔

تشریح از قاسمی **لم یضرب الصائم** بلکہ غیر روزہ دار کو بھی شامل ہے۔ اس ترجمہ

سے مالکیت پر رد کرنا ہے جو تو مسواک کرنے کو مکروہ سمجھتے ہیں۔ اور امام شافعیؒ پر بھی رد ہے۔ جو بعد الزوال صائم کے لئے مسواک کرنا مکروہ سمجھتے ہیں۔ کیونکہ وہ خلوف اطیب من ریح المسک ہے۔ وہ زوال کے بعد حاصل ہوتا ہے۔ مگر روایت میں کوئی تخصیص نہیں۔

اسے یقتلحہ ریلقہ ترجمہ سے مناسبت اس طرح ہے۔ مسواک رطب کے جو ٹکڑے منہ میں جمع ہوں گے۔ جب کلی کی طرح ان کو منہ سے پھینک دیا۔ تو اس کے بعد تھوک کا نگل جانا کوئی نقصان دہ نہیں ہے۔ لہذا روزے پر کچھ اثر نہ پڑے گا۔ حدیث کو باب سے اس طرح مناسبت ہوئی کہ تو وضو میں وضو سے وضو کا مل مراد ہے۔ جو جامع للسنن ہو۔ ان میں سے ایک سنت مسواک بھی ہے۔ جس سے روزہ فاسد نہیں ہوتا۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

إِذَا قَوَّضًا فَلَيْسَ تَشْتَقِي بِمَنْ خَرِمَ لَلْأَسَاءِ وَلَمْ يَمَيِّزْ بَيْنَ الصَّائِمِ وَغَيْرِهِ
وَقَالَ الْحَسَنُ لَا بَأْسَ بِالسُّعُوطِ لِلصَّائِمِ وَإِنْ لَمْ يَصِلْ إِلَى حَلْقِهِ وَ
يَكْتَحِلُ وَقَالَ عَطَاءٌ إِنْ تَمَضَّضْتُ ثُمَّ أَفْرَغَ مَا فِي فِيهِ مِنَ الْمَاءِ لَا
يُضِيرُهُ إِنْ لَمْ يَزِدْ رَدْرِيْقَهُ وَمَا ذَا الْقِي فِي فِيهِ وَلَا يَمْضَغُ الْعِلْكَ فَإِنْ
أَزْدَرْدَرِيْقُ الْعِلْكَ لَا أَقُولُ إِنَّهُ يَفْطُرُ وَلَكِنْ يُهَيِّئُ عَنْهُ فَإِنْ اسْتَنْذَرُ
فَدَخَلَ لَلْأَسَاءِ حَلْقَهُ لَا بَأْسَ لِأَنَّهُ لَمْ يَمْلِكْ

ترجمہ۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد جب وضو کرے تو اپنے نتھنے میں پانی داخل کرے۔

آپ روزے دار وغیرہ کی کوئی تفریق نہیں کی۔ روزے دار کے لئے ناک میں دوائی ڈالنے میں کوئی حرج نہیں بشرطیکہ وہ دوائی حلق تک نہ پہنچے۔ اور سرمہ لگا سکتا ہے۔ حضرت عطار فرماتے ہیں کہ اگر کلی کمرے پھر جو کچھ پانی منہ میں ہے۔ اُسے گمادے تو تھوک نکلنے میں اسے کوئی نقصان نہیں ہے۔ اس طرح جو کچھ اس کے منہ میں باقی ہے اس کا نکل جانا بھی جائز ہے۔ مصطکی اور لبان کو نہ نکلے۔ اگر مصطکی کی تھوک کو نکل گیا۔ میں یہ تو نہیں کہتا کہ اس کا روزہ ٹوٹ گیا البتہ اس سے اسے روکا جائے گا۔

تشریح از شیخ لنگوٹی | فلیستنشتہ بمنخرہ الماء یہ عموم دوسری روایات کی وجہ

سے مخصوص کر دیا جائے گا۔ کیونکہ روایت میں ہے الفطر محاذ خلل اس طرح ہم حضرت حسنؓ کا قول بھی صحیح تسلیم نہیں کرتے۔ اس لئے کہ اگرچہ فی نفسہ صحیح ہے۔ لیکن حلق تک پہنچے اور نہ پہنچے میں تمیز مشکل ہے۔ اس لئے ادخال السعوط فی المنخرین وصول الحنجوف کے قائم مقام کر دیا جائے گا۔ کیونکہ یہ ادخال سبب وصول ہے۔ کیونکہ ایسی دوائی دماغ میں تو ٹھہر نہیں سکتی۔ بلکہ اس کا قطرہ قطرہ پیٹ تک پہنچتا رہتا ہے۔ تو جیسے ادخال ذکر کو انزال کے قائم مقام قرار دیا گیا کیونکہ وہ سبب ہے اور حقیقت انزال پر اطلاع مشکل ہے۔ اور ذکر آنکھ سے غائب ہے یہاں بھی سبب کو قائم مقام بنایا جائے گا۔ جس طرح غیند کو وضو میں خروج کا سبب مانا گیا ہے۔ تو جس طرح پہلے دوسلوں میں بقار طہارة اور عدم وجوب غسل کا حکم نہیں لگایا جاسکتا۔ ایسے یہاں بھی بقار صوم کا حکم نہ لگایا جائے گا۔ اگرچہ علم یقینی حاصل ہو جائے۔ مقعد اور ذکر سے کوئی چیز نہیں نکلی کیونکہ احکام شرعی عام ہیں۔ سبب قائم مقام سبب کے ہو گا تو امام بخاریؒ نے جو روزے کے نہ ٹوٹنے کا حکم لگایا ہے۔ اس کو اس پر محمول کیا جائے گا کہ جب پانی نٹھنے کے اوپر کے حصہ تک نہ پہنچے اور دماغ سے باہر باہر رہے۔ تو اس وقت مذہب کے موافق ہو گا۔

داخل اندر در یقوت العلک شاید ریق سے مراد وہ چیز ہے جو سسک کے منہ میں داخل کرنے کے بعد پیدا ہو۔ جس میں مصطکی کے اجزاء کا کچھ حصہ نہ ہو۔ تو اس سے روزہ فاسد نہ ہو گا۔ اور اجزاء مصطکی مل گئے ہیں۔ تو پھر روزے کا عدم فساد مسلم نہیں ہے۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ الفطر محاذ خلل کہ پیٹ اور دماغ کے اندر جانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ بلا شک یہ مصطکی داخل الاجزاء ہے۔ تھوک اور سینک کی طرح معاف نہیں ہے اس لئے روزہ فاسد ہو جائے گا۔

تشریح از شیخ ذکریا | اس ترجمہ سے امام بخاریؒ امام مالکؒ اور شعبیؒ پر رد فرمایا ہے۔ کہ تر مسواک صائم کے لئے جائز نہیں بلکہ مکروہ ہے۔ حضرت عثمانؓ کی حدیث جس میں تَمْضِیْ وَالتَّنَشِیْقُ صِفَتِ وَضُوءٍ میں بیان ہے۔ اس میں صائم اور غیر صائم کی کوئی تمیز نہیں ہے۔ نیز حضرت لقیط بن صبرہؓ کی روایت میں ہے۔ بَالِغٌ فِي الْمَسْتَنَاقِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ صَائِمًا یعنی ناک میں پانی میں داخل کرنے میں مبالغہ کرو۔ لیکن روزے کی حالت میں ایسا نہیں کرنا چاہیے۔ اور حضرت عائشہؓ کی روایت میں ہے إِنَّمَا الْفَطْرُ مَا دَخَلَ وَلَيْسَ مِمَّا خَرَجَ اور ابن مسعودؓ کی روایت میں ہے إِنَّمَا الْوَضُوءُ مِمَّا خَرَجَ وَلَيْسَ مِمَّا دَخَلَ وَالْفَطْرُ فِي الصَّوْمِ مِمَّا دَخَلَ وَلَيْسَ مِمَّا خَرَجَ خود امام بخاریؒ نے باب الحجامة والقی میں اسے ذکر فرمایا ہے۔

قولہ الحسنی لا بأس بالسقوط للصائم امام اذناعیؒ اور اسحاقؒ تو فرماتے ہیں۔ کہ سقوط یعنی ناک میں دوائی ڈالنے پر قضا واجب ہے۔ امام مالکؒ اور امام شافعیؒ فرماتے ہیں۔ قضا واجب نہیں البتہ اگر پانی حلق تک پہنچ جائے تو قضا واجب ہے۔ یہ حضرات فرماتے ہیں کہ سقوط سے پیٹ تک دوائی نہیں پہنچتی اور نہ ہی دماغ تک پہنچتی ہے۔ احنافؒ فرماتے ہیں۔ کہ وجوہ۔ لہذا اور سقوط سب صورتوں میں قضا واجب ہے۔ کیونکہ ان کے نزدیک یہ چیزیں جو فتن تک پہنچنے والی ہیں باختیارہ لہذا مفطر ہوں گی۔ وجوہ علت کی کسی چیز کا منہ کے اندر داخل کرنا اور لہذا دوائی کا تالو سے چپکانا۔ زب ذکر کو کہتے ہیں جو انسان کے ساتھ خاص ہے۔

لیس فیہ شیء من اجزاء العلق اکثر علماء فرماتے ہیں کہ مصطلگی کے چبانے سے کوئی چیز نہیں نکلتی اگر نکلے اور روزے دار اسے نکلے تو جہور یہی فرماتے ہیں کہ روزہ ٹوٹ جائے گا۔ علق وہ لکڑی جس کو عورتیں دانتوں پر ملتی ہیں جس سے ہونٹوں پر لالی آجاتی ہے۔ مصطلگی اور لبان بھی اس کے حکم میں ہیں۔

بَابُ إِذَا جَامَعَ فِي رَمَضَانَ

وَيَذْكُرُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَفَعَهُ مَنْ أَفْطَرَ يَوْمًا مِنْ رَمَضَانَ
مِنْ غَيْرِ عَذْرٍ وَلَا مَرَضٍ لَمْ يَقْضِهِ صِيَامَ الدَّهْرِ وَإِنْ صَامَهُ

وَبِهِ قَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ قَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَالشَّعْبِيُّ وَابْنُ جُبَيْرٍ وَ
إِبْرَاهِيمُ وَقَتَادَةُ وَحَمَّادُ يَقْضِي يَوْمًا مَكَانَهُ۔

ترجمہ۔ جب رمضان میں جمار کمرے تو اس کا کیا حکم ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ کیا جاتاہے۔ کہ آپؐ نے فرمایا جس شخص نے رمضان میں بغیر کسی عذر یا مرض کے روزہ چھوڑ دیا تو اگر ساری زندگی روزہ رکھتا رہے تو اس کی فضیلت کو پورا نہیں کر سکتا۔ یہی ابن مسعودؓ کا قول ہے۔ سعید بن مسیب شعیب ابن جبیر ابراہیم اور حماد فرماتے ہیں کہ اس کی بجائے ایک دن کا روزہ قضا کرے۔

حدیث نمبر ۱۷۰۰ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَنِيزَةَ أَنَّهُ سَمِعَ عَائِشَةَ تَقُولُ
إِنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّهُ احْتَرَقَ قَالَ مَا لَكَ قَالَ
أَصَبْتُ أَهْلِي فِي رَمَضَانَ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِكَتَلٍ يَدْعَى الْعَدَقَ
فَقَالَ آيَنَ الْمُحْتَرَقُ قَالَ أَنَا قَالَ تَصَدَّقْ بِهَذَا۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک آدمی جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا کہ حضرت! میں جو جل گیا۔ یعنی میں نے گناہ کر لیا۔ فرمایا تجھے کیا ہو گیا۔ کہنے لگا۔ میں رمضان شریف میں بیوی سے ہمبستر ہو گیا۔ تو آپؐ کے پاس کھجور کا ایک ٹوکرا لایا گیا جسے عرق کہا جاتا ہے۔ آپؐ نے پوچھا کہ وہ جلنے والا کہاں ہے اس نے جواب دیا میں موجود ہوں۔ فرمایا جاؤ اس کو صدقہ کر دو۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ اظہار معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ اور ابو ہریرہؓ ایسے مفسر پر قضا بھی واجب نہیں کرتے جیسا کہ قولین (دونوں قولوں) کا تقابل اس پر دلالت کرتا ہے۔ حالانکہ یہ ان دونوں حضرات کے مذاق سے بعید ہے۔ تو کہا جائے گا کہ ان دونوں کے درمیان کوئی تقابل نہیں ہے۔ مولف نے ہر ایک کا قول بلفظہ نقل کر دیا ہے مگر مال اور نتیجہ دونوں کا ایک ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ اس صورت میں ابن مسعودؓ اور ابو ہریرہؓ کے قول کے معنی یہ ہوں گے۔ کہ فضیلت ادا ہرگز نہیں ہو سکتی اگرچہ کوئی شخص زندگی بھر روزے قضا رکھے۔ لیکن یہ قول ایجاب قضا کے منافی نہیں ہے۔

تشریح از قاسمیؒ یومام کا نہ ان حضرات کے نزدیک تو صرف قضا واجب ہے۔ لیکن جمہور فقہاء کے نزدیک قضا اور کفارہ دونوں واجب ہیں۔ جیسا کہ حضرت ابو ہریرہؓ کی

آنے والی روایت اس پر دلالت کرتی ہے۔

بَابُ إِذَا جَامَعَ فِي رَمَضَانَ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ شَيْءٌ فَتَصَدَّقَ عَلَيْهِ فَلْيَكْفُرْ

ترجمہ۔ جب کوئی شخص روزے دار رمضان میں ہمبستری کرے اور اس کے پاس کفارہ کے لئے کوئی چیز موجود نہ ہو۔ پھر اس پر صدقہ کیا جائے تو وہ کفارہ ادا کرے۔

حدیث نمبر ۷۰۸، احَدٌ ثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ جُلُوسٌ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا جَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَلَكْتُ قَالَ مَا لَكَ قَالَ وَقَعْتُ عَلَى امْرَأَتِي وَأَنَا صَائِمٌ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ تَجِدُ رَقَبَةً تَعْتِقُهَا قَالَ لَا قَالَ فَهَلْ تَسْتَطِيعُ أَنْ تَصُومَ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ قَالَ لَا فَقَالَ فَهَلْ تَجِدُ إِطْعَامَ سِتِّينَ مَسْكِينًا قَالَ لَا قَالَ فَمَكَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَيْنَا نَحْنُ عَلَى ذَلِكَ أَتَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَدَقٍ فِيهَا مَمْدُودُ الْعَدَقِ لِمَكْتَلٍ قَالَ آيِنِ السَّائِلُ فَقَالَ أَنَا قَالَ خُذْهَا فَتَصَدَّقْ بِهِ فَقَالَ الرَّجُلُ أَعْلَى أَفْقَرِمَنِي يَا رَسُولَ اللَّهِ فَوَاللَّهِ مَا بَيْنَ لَأَ بَيْتَهُمَا يُرِيدُ الْحَتَّتَيْنِ أَهْلُ بَيْتٍ أَفْقَرُمِنِ أَهْلِ بَيْتِي فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى بَدَتْ أَنْيَابُهُ ثُمَّ قَالَ أَطِيعْهُ أَهْلَكَ

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ درس اشنا کہ ہم جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک ایک آدمی آیا جس نے کہا یا رسول اللہ میں تو ہلاک ہو گیا۔ فرمایا تجھے کیا ہوا۔ کہنے لگا کہ روزے کی حالت میں بیوی سے ہمبستر ہو گیا۔ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا کوئی غلام ہے جس کو تو کفارہ میں آزاد کر دے۔ اس نے کہا نہیں، آپؐ نے فرمایا دو پہینے مسلسل روزے رکھنے کی طاقت ہے کہ نہ لگا نہیں آپؐ نے پھر پوچھا کہ کیا تم ساٹھ مسکینوں کا کھانا کھلا سکتے ہو۔ اس نے کہا نہیں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حقوڑی دیر بٹھہرے رہے۔ ہم اسی حال میں تھے کہ آپؐ کی خدمت میں ایک ٹوکرا کھجور کا لایا گیا۔ عرق کے معنی زنبیل کے ہیں۔ آپؐ نے پوچھا وہ سائل کہاں ہے۔ اس

نے کہا۔ میں حاضر ہوں۔ فرمایا یہ ٹوکرا لے کو صدقہ کہ دو۔ کہنے لگا کیا یا رسول اللہ کیا اپنے سے بھی کسی زیادہ محتاج پر خرچ کروں۔ اللہ کی قسم! مدینہ کی ان دو کالے پتھروں والی زمین میں میرے گھر والوں سے زیادہ کوئی گھر والا محتاج نہیں ہوگا۔ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر ہنس دیتے کہ آپ کے اگلے دانت مبارک ظاہر ہو گئے۔ فرمایا جاؤ اپنے گھر والوں کو کھلاؤ۔

تشریح از قاسمی | اگر اشکال پیدا ہو کہ اپنے اہل کو کھلانے سے کفارہ کیسے ادا ہوگا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ جب وہ تینوں قسم کے کفارہ سے عاجز رہا۔ اور خود صدقہ کا محتاج اور مضطر تھا۔ آپ نے فی الحال تو اسے اہل و عیال پر خرچ کرنے کی اجازت کفارہ بعد میں ادا کر دیا جائے گا۔ اس حدیث سے علماء نے ہزار سے زیادہ مسائل کا استنباط کیا ہے۔ خطاب فرماتے ہیں۔ یہ حکم اس صحابی کے لئے خاص تھا یا منسوخ ہو گیا۔ اب یہ حکم باقی نہیں قضا اور کفارہ دونوں ادا کرنے ہوں گے۔ اس حدیث سے امام شافعیؒ اور داؤد ظاہریؒ نے مسئلہ نکالاکہ جماع سے عورت اور مرد پر صرف ایک ہی کفارہ کافی ہوگا۔ کیونکہ موضع بیان جب عورت پر آپ نے کفارہ کا ذکر نہیں کیا۔ تو اس پر کفارہ لازم نہ ہوگا۔ لیکن امام حنیفؒ اور امام مالکؒ اور ابو ثورؒ فرماتے ہیں کہ عورت پر بھی کفارہ لازم ہے۔ اگر خوشی سے اس نے جامع کا کہنا مان لیا۔ باقی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کے حکم کا ذکر اس لئے نہیں فرمایا۔ ممکن ہے کہ وہ مجبور کر دی گئی ہو۔ مکرہ ہو یا۔ یا رعدے کو بھول گئی ہو۔ یا کسی غدر یا مرض یا سفر یا صفر سنی یا حیض کی وجہ سے معذور ہو۔ یا دن کے وقت حیض سے پاک ہوئی ہو۔ یہ سب احتمالات موجود ہیں۔

بَابُ الْجَامِعِ فِي رَمَضَانَ هَلْ يُطْعَمُ أَهْلُهُ مِنَ الْكَفَّارَةِ إِذَا كَانُوا مَحَاوِجَ

ترجمہ۔ کیا رمضان میں جامع کرنے والا شخص اپنے گھر والے محتاج لوگوں کو کفارہ کا کھانا کھلا سکتا ہے؟
حدیث نمبر ۷۰۹ | حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الْفَخْرَ وَقَعَ عَلَى أُمَّدَاتِهِ فِي رَمَضَانَ فَقَالَ أَتَجِدُ مَا تُحَرِّدُ رُقْبَةً قَالَ لَا قَالَ فَتَسْتَطِيعُ أَنْ تَصُومَ شَهْرَيْنِ

مَتَّابِعَيْنِ قَالَ لَا قَالَ أَفْتَجِدُ مَا تُطْعِمُ بِهِ سِتَيْنِ مُسْكِينًا قَالَ لَا قَالَ فَأَتَيْتُ
الْبَيْتَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ قِيَامِهِ ثُمَّ وَهُوَ الرَّبِيلُ قَالَ أَطْعِمُ هَذَا
عَنْكَ قَالَ عَلَى أَحْوَجَ مِنْمَا بَيْنَ لَابَيْتَيْهَا أَهْلُ بَيْتٍ أَحْوَجُ مِنْمَا قَالَ فَأَطْعَمَهُ
أَهْلَكَ -

ترجمہ - حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
میں حاضر ہو کر کہنے لگا کہ ایک رذیل آدمی رمضان شریف میں اپنی بیوی سے ہمبستر ہو گیا۔ تو آپؐ نے
پوچھا کیا کوئی غلام رکھتا ہے جس کو تو آزاد کر دے۔ اس نے کہا نہیں۔ پھر پوچھا کیا دو ماہ مسلسل
روزے رکھنے کی طاقت رکھتا ہے اس نے کہا نہیں۔ پھر پوچھا کیا اس قدر طاقت ہے کہ ساٹھ مسکینوں کو
کھانا کھلا سکے۔ بتایا نہیں۔ تو فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک ٹوکرا لایا گیا جس میں
کچھ رتھہ عرق کے معنی زبیل کے ہیں۔ فرمایا جاؤ یہ اپنی طرف سے کفارہ کے طور پر مسکینوں کو کھلاؤ۔ اس
نے کہا اپنے سے بھی زیادہ محتاج بچہ خرچ کر دوں۔ حالانکہ مدینہ کی اس کالی پتھروں والی اور زمینوں کے
درمیان ہمالیے سے زیادہ کوئی محتاج گھر والے نہیں ہیں۔ فرمایا جاؤ اپنے گھر والوں کو کھلاؤ۔

بَابُ الْحَجَامَةِ وَالْقِيِّ لِلصَّائِمِ

وَقَالَ لِي يَحْيَى بْنُ سَالِمٍ ثَوْبَانِ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَأَى أَقَاءَ فَلَا يُفْطِرُ إِنَّمَا
يُخْرِجُ وَلَا يُؤَلِّجُ وَيَذْكُرُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ يُفْطِرُ وَالْأَوَّلُ أَصْحُ
وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَفِيكَرْمَةِ الصَّوْمِ مِتَادَ خَلٍّ وَلَيْسَ بِمَتَاخَرَجٍ وَكَانَ
بْنُ عُمَرَ يَحْتَجِمُ وَهُوَ صَائِمٌ ثُمَّ تَرَكَهُ فَكَانَ يَحْتَجِمُ بِاللَّيْلِ وَاحْتَجِمَ
أَبُو مُوسَى لَيْلًا قَدْ ذَكَرَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ أَنَّ أَرْقَمَ وَأُمِّ سَلَمَةَ
اِحْتَجَمُوا صِيَامًا وَقَالَ بَكِيرٌ عَنْ أُمِّ قَلْبَةَ كَتَانًا حَتَمَ عِنْدَ عَائِشَةَ
فَلَا تَنْهَى وَيُرْوَى عَنِ الْحَسَنِ عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ مَرْفُوعًا فَقَالَ أَفْطَرَ
الْحَاجِمُ وَلِلْحَجَّوْمِ وَقَالَ لِي عِيَّاشُ بْنُ أَبِي الْحَسَنِ مِثْلَهُ قِيلَ لَهُ عَنْ
الْبَيْتِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ ثُمَّ قَالَ اللَّهُ أَعْلَمُ -

ترجمہ۔ روزہ دار کا پچھنے لگوانا اور قی کرنا۔ ثوبان نے حضرت ابو ہریرہؓ سے سنا۔ کہ جب روزہ دار قی کرے تو روزہ چھوڑے۔ کیونکہ قی نکلتی ہے داخل نہیں ہوتی۔ اور حضرت ابو ہریرہؓ سے ذکر کیا جاتا ہے۔ کہ وہ روزہ چھوڑ دے۔ لیکن پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔ اور ابن عباسؓ نے فرمایا۔ کہ روزہ داخل ہونے والی چیزوں سے ٹوٹا ہے۔ اور جو چیز خارج ہو وہ روزہ کو نہیں توڑتی۔ اور ابن عمرؓ نے روزہ کی حالت میں پچھنے لگوائے۔ پھر اس نے اس رویہ کو چھوڑ دیا اور رات کے وقت پچھنے لگواتے تھے۔ اور حضرت ابو موسیٰؓ بھی رات کو پچھنے لگواتے تھے۔ اور حضرت سعدؓ۔ زید بن ارقمؓ اور ام سلمہؓ روزہ کی حالت میں پچھنے لگواتے تھے۔ حضرت ام علقمہؓ سے مروی ہے کہ ہم لوگ حضرت عائشہؓ کے پاس پچھنے لگواتے تھے۔ لیکن انہیں روکا نہیں جاتا تھا۔ اور حضرت حسنؓ بہت سے صحابہؓ سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں۔ کہ پچھنے لگانے والا اور جس کو پچھنے لگائے جائیں دونوں روزہ چھوڑ دیں۔ یونسؓ حضرت حسنؓ سے اس طرح روایت کرتے ہیں۔ ان سے پوچھا گیا کہ یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے تو انہوں نے کہا کہ ہاں! پھر کہا کہ اللہ بہتر جانتے والا ہے۔

حدیث نمبر ۱۷۱۱ اَحَدُنَا مَعْلَى بْنُ اَسَدٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِخْتَجَمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ وَاِخْتَجَمَ وَهُوَ صَائِمٌ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام کی حالت میں پچھنے لگوائے اور اسی طرح روزہ کی حالت میں پچھنے لگوائے۔

حدیث نمبر ۱۷۱۲ اَحَدُنَا اَدَمُ السَّيْلُ النَّسَبُ بْنُ مَالِكٍ اَنْتُمْ تَكْرَهُونَ الْحَجَلَةَ لِلصَّائِمِ قَالَ لَا اِلَا مِنْ اَجْلِ الضَّعْفِ وَرَاَدُ شَبَابَةٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ سے پوچھا گیا۔ کہ کیا آپ لوگ روزہ دار کے لئے پچھنے لگوانا مکروہ سمجھتے ہیں۔ تو انہوں نے فرمایا کہ نہیں مگر کمزوری کی وجہ سے اور شعبہ نے علی عہد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اضافہ کیا ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ | اِذَا قَاءَ فَلَا يَفْطُرُ | جس شخص پر قی کا غلبہ ہو۔ اور جو خود جان بوجھ کر قی کرے ان دونوں میں فرق اس لئے کیا جاتا ہے۔ کہ پہلی صورت میں قی کا پیٹ کے اندر واپس چلے

جانے کا خوف نہیں ہے۔ کیونکہ طبیعت نفس مدافعت کرتی ہے۔ بخلاف دوسری صورت کے جس میں خود جان بوجہ کمرے اس میں طبیعت مرفوع حصہ سے بخل کرتی ہے۔ اس لئے واپس لوٹنے کا احتمال رہتا ہے۔ اس مسئلہ کی تفصیل کتب فقہ میں موجود ہے۔

تشریح از شیخ زکریا | جمہور علماء فرماتے ہیں۔ جس پر قے کا غلبہ ہو وہ تو افطار نہ کرے اور جو خود قے طلب کرے وہ افطار کرے۔ اور مغنی میں ہے کہ من استقاء فعليه القضاء من ذرعه فلا مشی علیہ۔ یعنی قے طلب کرنے والے پر قضا صوم ہے۔ اور مغلوب پر کچھ نہیں ہے۔ تفصیل ادبویں ملے گی۔

تشریح از شیخ گنگوہی | **ثم قال** اللہ اعلم **یہ** اس لئے فرمایا کہ حجامہ سے افطار کی وجہ ان پر مخفی تھی کیونکہ ضابطہ اس کی اجازت نہیں دیتا۔ کیونکہ روزہ کا افطار دخول سے ہوتا ہے خروج سے نہیں ہوتا۔ یہ الفاظ انہوں نے اس لئے فرمائے کہ کوئی دوسری دلیل ان پر منکشف ہوئی۔ جو عدم فساد پر دلالت کرتی تھی۔ اس لئے ان کو تردد ہو گیا۔ کہ کس کو ترجیح دیں اور یہ کہ ان میں سے کون ناخج ہے اور کون منسوخ ہے۔

تشریح از شیخ زکریا | علامہ کرمانیؒ اور حافظ ابن حجر کی توجیہات سے اللہ اعلم کی جو توجیہ شیخ گنگوہیؒ نے بیان فرمائی ہے۔ وہ زیادہ واضح ہے۔ اور حجامہ کا مسئلہ بھی مشہور اختلافی مسئلہ ہے۔ امام احمدؒ اور اہل نواہر کے نزدیک حجام اور مجوم دونوں افطار کریں۔ ان کے ذمہ قضا اور کفارہ بھی ہے۔ لیکن ائمہ ثلاثہ فرماتے ہیں کہ افطار نہ کرے۔ اور حدیث کو احتمال ضعف پر محمول کیا ہے۔ اس لئے وہ فرماتے ہیں۔ جس روزے دار کو ضعف کا خوف ہو۔ اس کے لئے پچھنے لگو انا مکروہ ہے۔ البتہ یہاں ایک سوال ہے۔ کہ امام بخاریؒ نے خلاف معمول دو چیزوں کو حجامہ اور قے کو کیوں جمع کر دیا حالانکہ ان دونوں میں تغایر ہے۔ اور امام بخاریؒ کی عادت ہے کہ جب خبر واحد دو چیزوں کو شامل ہو تو ترجمہ الگ الگ قائم کرتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے۔ کیونکہ دونوں انخراج میں متحد ہیں۔ جو افطار کا باعث نہیں بنتا۔ چنانچہ حضرت ابن عباسؓ نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اگرچہ امام بخاریؒ نے ترجمہ میں ان کا حکم بیان نہیں کیا۔ لیکن ترجمہ میں جو آثار ذکر کئے ہیں۔ ان سے عدم افطار کا پتہ چلتا ہے۔ اور میرے نزدیک امام بخاریؒ نے ان دو مختلف مسئلوں کو ایک ترجمہ میں اس لئے جمع کیا ہے۔ کہ ان کی دلیل ایک ہے۔ وہ خروج ہے۔ اس سے امام بخاریؒ کی جودت طبع پر

روشنی پڑتی ہے۔

تشریح از قاسمی | انما یخرج دلائیل مطلب یہ ہے کہ روزہ ان چیزوں سے ٹوٹتا ہے۔ جو داخل ہوں۔ جو خارج ہوں ان سے نہیں ٹوٹتا۔ لیکن یہ ضابطہ منی سے ٹوٹ جاتا ہے کیونکہ وہ خارج ہوتی ہے۔ جس سے قضا اور کفارہ دونوں لازم آتے ہیں۔ لیکن منی کا باعث تو ایلا ج ہے۔ تو ضابطہ باقی رہا۔

والادلة اصح یعنی عدم الافطار اصح ہے۔ لیکن دونوں قولوں کو اس طرح جمع کیا جاسکتا ہے۔ کہ افطار تو استقار کی صورت میں ہے۔ اور عدم افطار غلبہ قے کی شکل میں ہے۔ اس کی تائید حضرت ابوہریرہؓ کی روایت سے ہوتی ہے۔ من ذرعه القیئ دھوصائم فلیس علیہ القضاء ومن استقاء فلیقض اور یہی ائمہ اربعہ کا مسلک ہے۔ اور حجامت کے بارے میں اہل ظواہر تو فرماتے ہیں۔ روزہ دار حایم اور محجوم دونوں کا روزہ فاسد ہو گیا۔ ائمہ ثلاثہ فرماتے ہیں۔ کہ روزہ فاسد نہیں ہوتا۔ باقی حدیث کا محل حجامت نہیں بلکہ غیبت ہے۔ کہ جیسے غیبت کرنے والا روزے کے ثواب سے محروم رہتا ہے۔ ایسے حایم و محجوم ثواب سے محروم ہوں گے۔ یا علامہ جوئیؒ فرماتے ہیں کہ حایم اور محجوم اپنے آپ کو افطار کے پیش کر رہے ہیں۔ اس لئے حایم خون چوسنے سے خطرہ ہے کہ خون اس کے پیٹ میں چلا جائے اور محجوم پر کمزوری کی وجہ سے روزہ توڑنے پر مجبور ہو جائے۔ بعض نے اسے تظلیظ پر محمول کیا ہے اور بعض نسخ کا قول کیا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ ابن عباسؓ کی روایت کو بعد میں ذکر فرمایا ہے۔ جو کہ ناسخ ہے۔

بَابُ الصَّوْمِ فِي السَّفَرِ وَالْإِفْطَارِ

ترجمہ۔ سفر میں روزہ رکھنا۔ اور افطار کرنا۔

حدیث نمبر ۱۷۱۲ | حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ السَّمْعَانِيُّ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَقَالَ لِرَجُلٍ أَنْزِلْ فَاجِدْ حِيْلِي قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ الشَّمْسُ قَالَ أَنْزِلْ فَاجِدْ حِيْلِي قَالَ رَسُولُ اللَّهِ الشَّمْسُ قَالَ أَنْزِلْ فَاجِدْ حِيْلِي فَلَزَلْ فَجَدَّحَ لَهُ فَشَرِبَ ثُمَّ رَمَى بِيَدِهِ هَمَّ نَاشِئًا

قَالَ إِذَا دَأَيْتُمُ اللَّذْلَ أَقْبَلَ مِنْهُمْ نَافَقًا فَقَدْ أَفْطَرَ الصَّائِمُ تَابِعَهُ جُرَيْدُ الْعَنْبِ
ابْنِ أَبِي أَوْفَى قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ -

ترجمہ - حضرت ابن ابی اوفی نے فرمایا - ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک سفر میں تھے - تو آپ نے ایک آدمی سے فرمایا اتر کر میرے لئے ستو بناؤ - وہ کہنے لگا یا رسول اللہ ابھی تو سورج موجود ہے - آپ نے فرمایا اتر اور میرے لئے ستو بنا - اس نے پھر کہا یا رسول اللہ ابھی سورج موجود ہے - آپ نے فرمایا اتر اور ستو بناؤ - چنانچہ وہ شخص سواری سے اتر آئے آپ کے لئے ستو بنایا - جس کو آپ نے پی لیا - پھر آپ نے اپنے ہاتھ سے ادھر اشارہ فرمایا - پھر ارشاد ہوا کہ جب تک دیکھو کہ رات اس مشرق کی طرف سے آگئی ہے - تو پس روزے دار روزہ کھول دے - جو یہی روایت میں ہے - کنت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی السفر -

حدیث نمبر ۱۷۱۱۱ حَدَّثَنَا مَسَدُّ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَمْرٍو الْأَسْلَمِيُّ
قَالَ يَأْتِي رَسُولَ اللَّهِ إِتَى أَسْوَدَ الصَّوْمِ بِسَنَدٍ أَخَذَ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ حَمْزَةَ بْنَ عَمْرِو بْنِ عَمْرٍو الْأَسْلَمِيَّ قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصُومُ
فِي السَّفَرِ وَكَانَ كَثِيرًا الصِّيَامِ فَقَالَ إِنْ شِئْتَ فَصُمْ وَإِنْ شِئْتَ فَأَفْطِرْ -

ترجمہ - حضرت عائشہ زوجہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتی ہیں کہ حضرت حمزہ بن عمرو اسلمی نے کہا
یا رسول اللہ! میں مسلسل روزہ رکھتا ہوں (جس میں سفر کا روزہ بھی آگیا) دوسری سند سے ہے کہ
حضرت حمزہ بن عمرو اسلمی نے عرض کیا - کیا میں سفر میں روزہ رکھ سکتا ہوں - اور وہ بہت روزہ رکھنے
والے تھے - جس پر آپ نے فرمایا تمہاری مرضی! چاہو تو روزہ رکھو چاہے افطار کر لو -

تشریح از شیخ گنگوہی | الشمس مقصد یہ ہے کہ سورج کے آثار ابھی باقی ہیں اگرچہ

وہ غروب ہو چکا ہے - اور اس نے گمان کیا کہ شاید آپ نے اس کی بات کو نہیں سنا اور آپ نے سورج
اور اس کی روشنی میں غور نہیں فرمایا - اس لئے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ اپنا
سوال دہرایا تو اسے علم ہوا کہ آپ کو سورج غروب ہونے کا یقین ہے اور مجھے ستو بنانے کا حکم
ارشاد فرما رہے ہیں -

تشریح از شیخ زکریا | الشمس مرفوع اور منصوب دونوں طرح سے پڑھا گیا ہے - رفع

کی حالت میں معنی ہیں الشمس باقیہ نورھا اور نصب کی صورت میں انظر الشمس کے معنی ہوں گے ان کا گمان یہ تھا کہ اگرچہ قرص شمس غائب ہو چکا ہے مگر اس کی روشنی باقی ہے جو افطار سے مانع ہے۔ جس کی تائید ان علیک بخاراً اور ایک روایت میں تو اسیئت کے الفاظ ہیں۔ جس کے معنی یہی ہیں کہ ابھی دن باقی ہے افطار کا وقت نہیں ہوا۔ میرے نزدیک ان مختلف روایات کا مطلب یہ ہو گا کہ سورج ابھی غروب نہیں ہوا تھا۔ بلکہ غروب کے قریب تھا۔ جس پر آپؐ نے فرمایا غروب ہو چکا ہے۔ اور صحابی نے سمجھا ابھی نہیں ہوا۔

بَابُ إِذَا صَامَ أَيَّامًا مِنْ رَمَضَانَ ثُمَّ سَفَرَ

ترجمہ۔ رمضان کے کچھ دن روزے رکھ کر پھر سفر پر چلا گیا۔

حدیث نمبر ۱۷۱۱ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ إِلَى مَكَّةَ فِي رَمَضَانَ فَصَامَ حَتَّى بَلَغَ الْكُدَيْدَ أَفْطَرْنَا أَفْطَرَ النَّاسُ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ وَالْكُدَيْدُ مَا بَيْنَ عُسْفَانَ وَقَدِيدٍ

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں

مکہ کی طرف تشریف لے گئے۔ تو روزہ رکھا جب کدید تک پہنچے تو آپؐ نے بھی افطار کیا اور دوسرے لوگوں نے بھی افطار کیا امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ کدید عسفان اور قدید کے درمیان ایک چشمہ ہے۔

تشریح از قاسمی امام بخاریؒ نے ترجمہ میں حکم بیان نہیں کیا کہ آیا مسافر کے لئے افطار مباح

ہے یا نہیں مرف حدیث باب پر اکتفا کر دیا۔ جس سے اس روایت کے ضعف کی طرف اشارہ کرنا ہے۔

جو حضرت علیؓ نے بسند ضعیف مروی ہے کہ مَنْ اسْتَمَلَ عَلَيْهِ رَمَضَانَ فِي الْحَضَرِ ثُمَّ سَافَرَ

فَلَيْسَ لَهُ أَنْ يَفْطَرَ۔ یعنی جس شخص پر حضر میں رمضان آجائے پھر وہ سفر کرے تو اس کے لئے افطار

کرنا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ مَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ کا یہی تقاضا ہے۔ مگر حدیث باب نے

جواز ثابت کر دیا۔

بَابُ حَدِيثِ نُمْرَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ فِي يَوْمٍ حَارٍّ حَتَّى

قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ فِي يَوْمٍ حَارٍّ حَتَّى

يَضَعُ الذَّجْلُ يَدَهُ عَلَى رَأْسِهِ مِنْ شِدَّةِ الْحَرِّ وَمَا فِينَا صَائِمٌ إِلَّا مَا كَانَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَابْنُ رَوَاحَةَ -

ترجمہ۔ حضرت ابو الدرداءؓ سے مروی ہے کہ ہم جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ گوم دن میں سفر کے اندر تھے۔ یہاں تک کہ آدمی سخت گرمی کی وجہ سے اپنا ہاتھ اپنے سر پر رکھتا تھا اور ہمارے اندر کوئی روزے دار نہیں رہا۔ سوائے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابن رواحہ کے۔

تشریح از قاسمی بعض اسفار یہ سفر فتح مکہ کے علاوہ کوئی اور سفر ہے۔ کیونکہ حضرت ابن رواحہ تو غزوہ موتہ میں شہید ہو چکے تھے۔ اور غزوہ بدر بھی نہیں ہے۔ کیونکہ حضرت ابو الدرداءؓ اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَنْ ظَلَّلَ عَلَيْهِ وَاشْتَدَّ الْحَرُّ لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ الصَّوْمُ فِي السَّفَرِ

ترجمہ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس شخص کے متعلق ارشاد فرمانا جس پر سخت گرمی کی وجہ سے سایہ کیا گیا تھا کہ سفر میں روزہ رکھنا کوئی نیکی نہیں ہے۔

حدیث نمبر ۱۶۷۱ احَدُنَا اَدَمُ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَرَأَى زَحَامًا وَرَجُلًا قَدْ ظَلَّلَ عَلَيْهِ فَقَالَ مَا هَذَا فَقَالُوا صَائِمٌ فَقَالَ لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ الصَّوْمُ فِي السَّفَرِ۔ ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبد اللہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں تھے۔ لوگوں کا ایک جگہ ٹھنڈا دیکھا اور ایک آدمی کو دیکھا جس پر سایہ کیا جا چکا تھا۔ پوچھا یہ کیلئے ہے۔ پس کہا گیا حضرت ایہ روزے دار ہے۔ آپ نے فرمایا سفر میں روزہ کوئی نیکی نہیں ہے۔

تشریح از قاسمی وما فینا صائم اگر صوم اور افطار سفر میں مباح نہ ہوتے تو حضور اکرمؐ اور ابن رواحہؓ روزہ نہ رکھتے اور صحابہؓ افطار نہ کرتے معلوم ہوا۔ دونوں جائز ہیں۔

لمن ظلل علیہ اسے ترجمہ کی طرف اشارہ ہے۔ کہ جو شخص روزہ کی طاقت رکھتا ہے۔ تو اس کے لئے روزہ رکھنا افطار سے افضل ہے۔ اور جس پر گمراہ گزرے وہ افطار کرے۔ اور

جو قبولِ رخصت سے روگہ دانی کرے اس کے لئے بھی روزہ افضل ہے۔ اگر مشقت محقق نہ ہو تو پھر صوم اور افطار میں اختیار ہے۔

بَابُ لَمْ يَعِبْ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا فِي الصَّوْمِ وَالْأَفْطَارِ

ترجمہ۔ صحابہ کرام روزہ رکھنے اور افطار میں ایک دوسرے پر عیب نہیں لگاتے تھے
حدیث نمبر ۱۷۱۱ اَحَدُ ثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُسْلِمَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كُنَّا
نُسَافِرُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَعِبِ الصَّائِمُ عَلَى الْمُفْطِرِ وَلَا
الْمُفْطِرُ عَلَى الصَّائِمِ۔

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سفر کرتے
تھے۔ پس روزے دار افطار کرنے والے پر عیب نہیں لگاتا تھا اور نہ افطار کرنے والا روزے دار
پر عیب لگاتا تھا۔

تشریح از قاسمی | امام مالکؒ امام شافعیؒ فرماتے ہیں جو روزے کی طاقت رکھتا ہے اس
کے لئے روزہ رکھنا افضل ہے۔ اِنْ تَصُومُوا خَيْرٌ لَّكُمْ كِي وَجْهٌ مِنْكُمْ سَعِيدٌ اور ازاعنیؒ فرماتے
ہیں کہ فطر واجب مطلق ہے اور بعض اہل الظاہ فرماتے ہیں کہ سفر میں صوم سے روزہ صحیح نہیں ہے۔ وہ
ظاہر حدیث لیسے **مَنْ فِي السَّفَرِ** **الْبِرَّ الصَّوْمِ** **فِي السَّفَرِ** پر عمل کرتے ہیں۔ جمہور فرماتے ہیں کہ یہ حکم اس شخص
کے لئے ہے جن مسافر کو روزہ تکلیف دیتا ہو۔ اور سبب درود حدیث اس کی دلیل ہے۔

بَابُ مَنْ أَفْطَرَ فِي السَّفَرِ لِيَرَاهُ النَّاسُ

ترجمہ۔ سفر میں روزہ افطار کرے تاکہ لوگ اسے دیکھ لیں۔

حدیث نمبر ۱۷۱۸ اَحَدُ ثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ خَرَجَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمَدِينَةِ إِلَى مَكَّةَ فَصَامَ حَتَّى بَلَغَ
عُسْفَانَ ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فَدَفَعَهُ إِلَى يَدَيْهِ لِيُرِيَهُ النَّاسُ فَأَفْطَرَ حَتَّى قَدِمَ

مَكَّةَ وَذَلِكَ فِي رَمَضَانَ فَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُولُ قَدْ صَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَفْطَرَ مَنْ شَاءَ صَامَ وَمَنْ شَاءَ أَفْطَرَ -

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ سے مکہ کی طرف روانہ ہوئے۔ پس روزہ رکھا یہاں تک کہ جب عسفان مقام تک پہنچے تو پانی منگایا اور اس کو اپنے ہاتھ تک اونچا کیا تاکہ لوگوں کو دکھلائیں۔ پھر افطار کیا۔ یہاں تک کہ وہ مکہ معظمہ میں پہنچے اور یہ رمضان شریف کا واقعہ ہے۔ اور ابن عباسؓ فرماتے تھے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ بھی رکھا ہے اور افطار بھی کی ہے۔ پس اب جو شخص چاہے روزہ رکھے اور جو چاہے افطار کرے۔

فاطر حتیٰ قدم مکة صحابہ کرام کے لئے واضح ہو چکا تھا کہ آپ کا یہ افطار کرنا جواز صوم کے لئے ناسخ نہیں ہے۔ جو پہلے ثابت ہو چکا ہے۔ خواہ یہ علم ان کو قرآن سے حاصل ہوا ہو۔ یا اس وجہ سے کہ انہوں نے آپ کو اور صحابہ کرام کو روزہ رکھتے دیکھا اس لئے علماء کرام کے نزدیک دونوں پر عمل کرنا جائز ہے۔ صوم ہوا افطار دونوں صحیح ہیں۔

بَابُ وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةُ طَعَامٍ مِسْكِينٍ
قَالَ ابْنُ عُمَرَ وَسَلَّمَ بْنُ الْأَكْوَعِ نَسَخَهُ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ
الْقُرْآنُ هُدًى لِلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِنَ الْهُدَى وَالْفُرْقَانِ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمْ
الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ۖ وَقَالَ ابْنُ مُثَرِّفٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي لَيْلَى حَدَّثَنَا أَصْحَابُ
مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَزَلَ رَمَضَانُ فَشَقَّ عَلَيْهِمْ فَكَانَ مَنْ
أَطْعَمَ كُلَّ يَوْمٍ مِسْكِينًا تَرَكَ الصَّوْمَ مِمَّنْ يُطِيقُهُ وَرُخِّصَ لَهُمْ فِي
ذَلِكَ فَنَسَخَهُمْ وَأَن تَصُومُوا خَيْرٌ لَّكُمْ فَاِمْرُؤًا بِالصَّوْمِ -

ترجمہ۔ جن لوگوں کو روزہ رکھنے کی طاقت ہے وہ ایک مسکین کا کھانا فدیہ دیں۔ حضرت ابن عمرؓ اور سلمہ بن الأكوعؓ فرماتے ہیں کہ اس آیت کو من شہد منکم الشہر فلیصمہ نے منسوخ کر دیا۔ اور ابن ابی لیلیٰؓ فرماتے ہیں کہ ہمیں اصحابؓ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث بیان کی کہ جب رمضان میں روزہ رکھنے کا حکم نازل ہوا تو اصحابؓ پر گراں گذرا۔ پس وہ ہر دن ایک مسکین کو کھانا کھلاتا تھا۔ اور طاقت رکھنے کے

باوجود روزہ چھوڑ دیتا تھا۔ کیونکہ اس کی انہیں رخصت تھی جس کو انھیں تصوموا خیر لکم نے منسوخ کر دیا تو انہیں روزہ رکھنے کا حکم دیا گیا۔

حدیث نمبر ۱۹۷۱، حَدَّثَنَا عَيَّاشٌ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَدْ أَفْذِيَهُ طَعَامُ مَسَاكِينَ قَالَ هِيَ مَنْسُوخَةٌ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ نے فدیہ طعام مساکین پڑھی تو فرمایا کہ یہ منسوخ ہے۔

تشریح از قاسمی اکثر احادیث اس پر متفق ہیں کہ علیؓ کے ذریعے بطریق منسوخ ہے۔ سوائے ابن عباسؓ کے کہ وہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت محکمہ ہے۔ شیخ کبیر کے بارے میں یہ حکم ہے۔

بَابُ مَتَى يُقْضَى قِضَاءُ رَمَضَانَ

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَا بَأْسَ أَنْ يُفَرَّقَ لِقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ
وَقَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ فِي صَوْمِ الْعَشْرِ لَا يَصْلَحُ حَتَّى يَبْدَأَ بِرَمَضَانَ
وَقَالَ ابْنُ رَهِيْمٍ إِذَا قَرِطَ حَتَّى جَاءَ رَمَضَانَ أَخَّرَ يَصُومُهَا وَلَمْ يَدْرَ
عَلَيْهِ طَعَامًا قَيْدُ كُرْعَانَ أَبِي هُرَيْرَةَ مُرْسَلًا وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ إِنَّهُ
يُطْعَمُ وَلَمْ يَذْكُرِ اللَّهُ إِلَّا طَعَامَ إِمَّا قَالَ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ۔

ترجمہ۔ رمضان کے روزے کب قضا کئے جائیں۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اگر الگ الگ رکھے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ اس میں تسلسل اور متابع کا بیان نہیں ہے۔ اور سعید بن مسیبؓ نے عشرہ کے روزے کے بارے میں فرمایا کہ اس کی قضا لائق نہیں ہے۔ یہاں تک کہ رمضان کے روزے کی قضا سے ابتداء کرے۔ ابراہیم نخعیؓ فرماتے ہیں کہ جب کوتاہی کرے یہاں تک کہ دوسرا رمضان آگیا۔ تو دونوں کے روزے رکھے اور طعام اس پر واجب نہیں ہے۔ اور ابو ہریرہؓ سے مرسل اور ابن عباسؓ سے موصول ذکر کیا جاتا ہے کہ وہ طعام سے فدیہ ادا کرے امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اطعام کا ذکر نہیں فرمایا۔ اس نے تو صرف فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ فرمایا ہے۔

حدیث نمبر ۱۹۷۲، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا تَقُولُ

كَانَ يَكُونُ عَلَى الصَّوْمِ مِنْ تَمَاضٍ فَمَا اسْتَطِيعَ أَنْ أَقْضِيَ إِلَّا فِي شَعْبَانَ قَالَ يَحْيَى الشُّغْلُ مِنَ اللَّيْلِ أَوْ بِاللَّيْلِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میرے ذمہ رمضان کے روزے ہوتے تھے۔ لیکن میں ان کو شعبان کے علاوہ کسی مہینہ میں قضا نہیں کر سکتی تھی۔ یہی فرماتے ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشغول ہونے کی وجہ سے قضا نہیں رکھ سکتی تھی۔

تشریح از قاسمی | لم يذكر الله الاطعام یہ امام بخاریؒ کا کلام ہے۔ ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں کہ جس شخص سے رمضان کے روزے رہ گئے۔ اور بغیر عذر کے قضا نہ کر سکا۔ حتیٰ کہ دوسرا رمضان آ گیا۔ تو گناہ گار ہو گا اور قضا کے ساتھ ہر دن ایک مد بھی ادا کرنا ہو گا۔ ائمہ ثلاثہ کا یہی مسلک ہے اول حضرت امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں تاخیر جائز ہے کفارہ واجب نہیں ہے۔

بَابُ الْحَائِضِ تَرَكُ الصَّوْمِ وَالصَّلَاةِ

وَقَالَ أَبُو الزِّنَادِ إِنَّ الشُّنَّ وَوُجُوهَ الْحَقِّ لَتَأْتِي كَثِيرًا عَلَى خِلَافِ الدَّائِي فَمَا يَجِدُ الْمُسْلِمُونَ بُدًّا أَمِنْ اتِّبَاعِهَا مِنْ ذَلِكَ أَنَّ الْحَائِضَ تَقْضِي الصِّيَامَ وَلَا تَقْضِي الصَّلَاةَ۔

ترجمہ۔ حائضہ روزہ بھی چھوڑ دے اور نماز بھی چھوڑ دے ابو الزناد فرماتے ہیں کہ اکثر احکام شریعہ خلاف عقل واقع ہوئے ہیں جن کا اتباع مسلمانوں کو ضروری ہے۔ ان میں سے یہ ہے کہ حائضہ روزہ تو قضا کرے لیکن نماز قضا نہ کرے۔ علمائے اس کی حکمتیں بیان فرماتی ہیں۔

حدیث نمبر ۱۷۲۱ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَيْسَ إِذَا حَاضَتْ لَمْ تُصَلِّ وَلَمْ تَصُمْ فَذَلِكَ نَقْصَانُ دِينِهَا۔

ترجمہ۔ حضرت ابو سعیدؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا عورت کو جب حیض آتا ہے تو وہ نہ نماز پڑھتی ہے اور نہ روزہ رکھتی ہے۔ پس یہ اس کے دین کا نقصان ہے۔

بَابُ مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صَوْمٌ

وَقَالَ الْحَسَنُ إِنْ صَامَ عَنْهُ ثَلَاثُونَ رَجُلًا يَوْمًا وَاحِدًا جَانًا ۱۔

ترجمہ۔ جو شخص مر گیا کہ اس کے ذمہ روزے تھے۔ تو سن بھری فرماتے ہیں۔ اگر اس کی طرف سے تیس آدمی ایک دن میں روزے رکھ لیں تو جائز ہے۔

حدیث نمبر ۲۲۰۷۱ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ عَنِ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صِيَامٌ صَامَ عَنْهُ وَلِيُّهُ تَابَهُ بَنُو وَهْبٍ ۲۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اس حال میں مر گیا کہ اس کے ذمہ روزے تھے۔ تو اس کا وارث اس کی طرف سے روزہ رکھ سکتا ہے۔

حدیث نمبر ۲۲۰۷۲ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ أُمِّي مَاتَتْ وَعَلَيْهَا صَوْمٌ شَهْرٍ أَفَأَقْضِيهِ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَدَيْنُ اللَّهِ أَحَقُّ أَنْ يُقْضَى قَالَ سَلِمَانُ فَقَالَ الْحَكَمُ وَسَلَمَةٌ وَنَحْنُ جَمِيعًا جُلُوسٌ حِينَ حَدَّثَ مُسْلِمٌ بِهَذَا الْحَدِيثِ قَالَا سَمِعْنَا مَجَاهِدًا يَذْكُرُ هَذَا عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ وَيَذْكُرُ عَنْ أَبِي خَالِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَتِ امْرَأَةٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أُخْتِي مَاتَتْ وَقَالَ يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ امْرَأَةٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أُخْتِي مَاتَتْ وَعَلَيْهَا صَوْمٌ شَهْرٍ قَالَ أَبُو حُرَيْرَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَتِ امْرَأَةٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاتَتْ أُخْتِي وَعَلَيْهَا صَوْمٌ خَمْسَةَ عَشَرَ يَوْمًا ۳۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک آدمی جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا کہ یا رسول اللہ میری ماں مر گئی جس کے ذمہ ایک مہینہ کے روزے رہ گئے۔ کیا میں اس کی طرف سے قضا کر سکتا ہوں۔ فرمایا ہاں! اللہ تعالیٰ کا قرضہ زیادہ اس کا حقدار ہے۔

کہ اسے ادا کیا جائے۔ البتہ ایک دوسری سند سے ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔ ایک عورت نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ میری بہن مر گئی ہے۔ اور یحییٰ کی سند سے ہے کہ ایک عورت نے آکر کہا میری ماں مر گئی جس کے ذمہ نذر کے روزے رہ گئے۔ اور ابو حریرہ کی سند سے ہے کہ ایک عورت نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ میری ماں مر گئی جس کے ذمہ پندرہ دن کے روزے تھے۔

تشریح از شیخ گنگوہی **اَقَالَ سَلَمَانُ قَالَ اَلْحَكَمُ وَاسْمُهُ** اس عبارت کا

مطلب یہ ہے کہ سلمان نے جس طرح اس حدیث کو مسلم سے سنا اس طرح حکم اور سلمہ سے بھی سنا۔ جب کہ وہ خود اس مجلس میں موجود تھے۔ مگر مسلم نے اسے سعید سے بیان کیا۔ پھر دونوں نے مجاہد سے حدیث بیان کی۔ پھر امام بخاریؒ نے روایت ابی خالد کو تعلیقاً لائے ہیں۔ جو اس پر دال ہے کہ ہر ایک نے ہر ایک سے سنا ہے۔

علیہا صوم خمسۃ عشر یوماً یا تو اسے تعدد واقعات پر محمول کیا جائے یا ایک عدد کا ذکر مافوق کی نفی نہیں کرتا تو اس صورت میں دونوں روایات میں منافات نہ رہے گی۔

اِذَا قَبِلَ اللَّيْلُ لہذا مقصد یہ ہے کہ مشرق سے تاریکی اس قدر اونچی ہو جائے۔ کہ دیکھنے والے کے سر کے برابر آجائے۔ واللہ اعلم۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اس لئے فرمایا۔ کہ اس آدمی کے حال سے جو بات ظاہر ہوتی تھی اس کو دفع کیا۔ کیونکہ اس کے نزدیک سخت تاریکی ضروری تھی۔

تشریح از شیخ زکریا بعض روایات میں صوم شہر ہے بعض میں خمسۃ عشر یوماً ہے اور

بعض میں شہرین متتابعین ہے۔ اور بعض میں ہے ان علیہا صوم نذر اور کسی میں سائیکہ عورت ہے۔ کسی میں رجل ہے۔ بہر حال روایت میں اضطراب ہے۔ اس لئے علامہ عینیؒ نے اس میں چھ مذاہب نقل کئے ہیں۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ زرقانی میں ہے کہ کوئی شخص نہ کسی طرف سے روزہ رکھ سکتا ہے اور نہ ہی نماز ادا کر سکتا ہے۔ خواہ نفل ہو یا فرض ہو۔ نہ زندہ کی طرف سے اور نہ ہی کسی مردہ کی طرف سے۔ البتہ امام احمدؒ سے ایک روایت ہے کہ وارث کے لئے مستحب ہے کہ مورث کی طرف سے روزہ رکھ لے۔ داؤد ظاہریؒ نے میت کی طرف مطلق روزہ رکھنے کو جائز کہلایا ہے۔ خواہ وہ ذیشان کا ہو۔

یا کفارہ کا۔ یا نذر کا۔ اور جس میں تفصیل دیکھی جاسکتی ہے۔ مولانا محمد حسن مکیؒ نے اپنی تقریر میں لکھتے ہیں۔ کہ جاء رجل مع امرأة اور میت دونوں کی بہن تھی۔ جس پر ام کا اطلاق مجازاً کیا گیا ہے۔ کیونکہ وہ ان دونوں سے عمر میں بڑی تھی۔ اور اس پر پندرہ روزے نذر کئے تھے۔ پندرہ قضا کے اس طرح مجموعہ ایک ماہ ہو جائے گا۔ اس طرح تعارض رفع ہو جائے گا۔

مرضیٰ ہمتہ المشرقة بعض روایات میں اذا قبل اللیل مہنا۔ اور مسلم میں ہے اذا راٰ مہتم اللیل قد اقبل من مہنا اور ترمذی میں ہے۔ اذا قبل اللیل وادبر النہار وغربت الشمس فقد افطر۔ یہ اختلاف الفاظ کیوں ہے۔ حالانکہ اقبال۔ ادبار۔ وغروب میں تلازم ہے۔ تو قاضی عیاضؒ نے اس کا جواب دیا ہے۔ کہ کبھی عین غروب کا مشاہدہ کا اتفاق نہیں ہوتا۔ اور کبھی ہو جاتا ہے اور ظلمت کے آنے سے غروب کا یقین ہو جاتا ہے۔ جس سے افطار حلال ہو جاتا ہے۔ شیخ گنگوہیؒ نے فرمایا کہ ان تین امور میں سے کوئی ایک ذریعہ مراد لیا جاسکتا ہے۔

بَابُ مَنْ يَحِلُّ فِطْرُ الصَّائِمِ وَافْطَرَّ أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ حِينَ غَابَ قُرْصُ الشَّمْسِ

ترجمہ۔ روزہ دار کا افطار کب حلال ہوتا ہے۔ حضرت ابو سعید خدریؒ نے اس وقت روزہ افطار کیا جب کہ سورج کا کرہ غائب ہو جائے۔

حدیث نمبر ۱۷۲۴ | حَدَّثَنَا التَّحْمِيذِيُّ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَقْبَلَ اللَّيْلُ مِنْ هُنَا وَادْبَرَ النَّهَارُ مِنْ هُنَا وَغَرَبَتِ الشَّمْسُ فَقَدْ أَفْطَرَ الصَّائِمُ۔

ترجمہ۔ حضرت عمر بن الخطابؓ فرماتے ہیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جب رات ادھر سے یعنی مشرق سے آجائے۔ اور مغرب اس طرف یعنی مغرب سے دن چلا جائے۔ اور سورج ڈوب جائے تو روزہ دار روزہ افطار کرے۔

حدیث نمبر ۱۷۲۵ | حَدَّثَنَا اسْحَقُ الْوَاسِطِيُّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَدُوٍّ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ وَهُوَ صَائِمٌ فَلَمَّا

غَرَبَتِ الشَّمْسُ قَالَ لِبَعْضِ الْقَوْمِ يَا قُلَانُ قُمْ فَاجِدْحَ لَنَا فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَوْ
 أَمْسَيْتَ قَالَ أَنْزِلْ فَاجِدْحَ لَنَا قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فُلُوا أَمْسَيْتَ قَالَ أَنْزِلْ فَاجِدْحَ
 لَنَا قَالَ إِنَّ عَلَيْنَا نَهَارًا قَالَ أَنْزِلْ فَاجِدْحَ لَنَا فَذَلْ فَاجِدْحَ لَهُمْ فَشَرِبَ
 الْيَتِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ إِذَا رَأَيْتُمُ اللَّيْلَ قَدْ أَقْبَلَ مِنْ هُنَا فَقَدْ
 أَفْطَرَ الصَّائِمُ -

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ فرماتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کے ہمراہ تھے۔ جب کہ آپ روزہ دار تھے۔ پس جب سورج ڈوب گیا۔ تو آپ قوم کے ایک شخص سے فرمایا۔
 کہ اے فلان اٹھو اور ہمارے لئے ستوپانی میں بھگو دو۔ اس نے کہا یا رسول اللہ! کاش آپ ذرا
 شام کر لیتے۔ آپ نے فرمایا اترو اور ستو بناؤ۔ اس نے پھر کہا۔ کہ کاش آپ شام کر لیتے۔ آپ نے پھر
 فرمایا اترو اور ہمارے لئے ستو بناؤ۔ اس نے کہا حضرت! ابھی آپ پر دن موجود ہے۔ آپ نے تیسری
 مرتبہ فرمایا اترو اور ہمارے لئے ستو بناؤ۔ تو وہ سواری سے اترا اور ان کے لئے ستو بنالیا۔ چنانچہ جناب
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پی لیا۔ پھر فرمایا جب تم رات کو دیکھو کہ وہ اس طرف یعنی مشرق
 سے آچکی ہے۔ تو روزہ دار روزہ افطار کر دے۔

تشریح از قاسمی | **اذا قبلک اللیل** اس سے مراد یہ ہے کہ جب ظلمت پائی جائے۔ اس
 حدیث میں تین امور ذکر کئے گئے ہیں۔ اگرچہ اصل ان میں تلازم ہے۔ مگر کبھی تلازم ظاہر کے اعتبار
 سے نہیں ہوتا۔ کیونکہ کبھی مشرق سے رات کے آنے کا گمان کیا جاتا ہے۔ حالانکہ درحقیقت رات نہیں ہوتی
 بلکہ سورج کی گردش سے روشنی ڈھانپ دی جاتی ہے۔ اس طرح ادبار نہار میں بھی اشتباہ
 ہو سکتا ہے۔ اس لئے غربت الشمس سے اس کی طرف اشارہ فرمایا۔ مقصد یہ ہے کہ اقبال یل ادبار نہار
 اور غروب شمس کا تحقق ضروری ہے۔ غرضیکہ ان میں سے کسی ایک کا تحقق ہو جائے۔ تو افطار حلال
 ہو جائے گا۔

بَابُ يَفْطِرُ بِمَا تَسَرَّعَ عَلَيْهِ بِالمَاءِ وَغَيْرِهِ

ترجمہ۔ جو چیز دستیاب ہو خواہ پانی ہو یا کوئی اور چیز اس سے روزہ افطار کر لے۔

حدیث نمبر ۷۲۶ | حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ اَنْسَمْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنِ ابْنِ اَوْفَى قَالَ سَمِعْنَا
مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ صَائِمٌ فَلَمَّا غَرَبَتِ الشَّمْسُ قَالَ اَنْزِلْ
فَاَجِدْخ لَنَا قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَوْ اَمْسَيْتَ قَالَ اَنْزِلْ فَاَجِدْخ لَنَا قَالَ يَا رَسُولَ
اللَّهِ اِنْ عَلَيَّ نَهَارًا اَقَالَ اَنْزِلْ فَاَجِدْخ لَنَا فَتَنَزَّلَ فَجَدَحَ ثُمَّ قَالَ اِذَا رَأَيْتُمُ
اللَّيْلَ اَقْبِلْ مِنْ هُنَا فَقَدْ افْطَرَ الصَّائِمُ وَاَشَارَ بِاصْبُعِهِ قِبَلَ الْمَشْرِقِ -

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ فرماتے ہیں کہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ
چلے جب کہ آپ روزہ دار تھے۔ پس جب سورج غروب ہو گیا۔ تو آپ نے فرمایا اتر دو اور ہمارے لئے ستنو
بناؤ۔ اس نے کہا یا رسول اللہ! کاش آپ شام کمر لیتے۔ فرمایا اتر دو اور ہمارے لئے ستنو بھگولاؤ۔ اس
نے کہا یا رسول اللہ! بے شک ابھی تک آپ پر دن موجود ہے۔ فرمایا اتر دو اور ہمارے لئے ستنو بناؤ۔
چنانچہ وہ اتر آیا اور ستنو بنا لیا۔ پھر آپ نے فرمایا۔ جب تم رات کو یہاں سے دیکھو تو روزہ کو افطار کر دو۔
اور اپنی انگلی سے مشرق کی طرف اشارہ کیا۔

تشریح از قاسمی | چونکہ جدح کے معنی ستنو کو پانی میں ملانے کے ہیں۔ اس لفظ سے امام

بخاری نے ترجمہ ثابت فرمایا۔ اور وغیرہ سے ایک دوسری روایت کی طرف اشارہ فرمایا۔ جس میں ہے۔
مَنْ وَجَدَ تَمْرًا فَلْيَفْطِرْ عَلَيْهِ وَمَنْ لَا يَفْطِرْ عَلَى الْمَاءِ - یعنی شخص کو کھجور مل جائے تو وہ اس
پر روزہ کھول دے اگر یہ نہ ملے تو پانی پر روزہ افطار کرے۔ لیکن یہ واجب نہیں ہے اور مرقاۃ میں ہے۔
كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحِبُّ أَنْ يَفْطِرَ عَلَى ثَلَاثِ تَمَرَاتٍ أَوْ شَيْءٍ
لَمْ تَصْبِهِ النَّارُ - یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پسند فرماتے تھے کہ وہ تین عدد کھجور پر روزہ
افطار کریں یا کسی ایسی چیز پر جو آگ کی پکی ہوئی نہ ہو۔

تمت بالخیر

ساتواں پارہ ختم ہوا۔ الحمد للہ



آنکھوں پارہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بَابُ تَعْجِيلِ الْإِفْطَارِ

ترجمہ - افطار میں جلدی کرنا -

حدیث نمبر ۱۷۷۰ اَحَدُنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ
أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَا تَجَلَّوْا
الْفِطْرَ -

ترجمہ - حضرت سہل بن سعد سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگ اس
وقت تک بھلائی کے ساتھ رہیں گے جب تک افطار میں جلدی کرتے رہیں گے -

حدیث نمبر ۱۷۷۱ اَحَدُنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ الْإِنْعَيْنِيُّ ابْنُ أَبِي أَوْفَى قَالَ كُنْتُ مَعَ
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَصَامَ حَتَّى أَمْسَى قَالَ لِي رَجُلٌ أَنْزِلْ فَاجِدْ حُ
لِي قَالَ لَوْ أَنْتَ ظَنَنْتَ حَتَّى تَمُوتَ قَالَ أَنْزِلْ فَاجِدْ حُ لِي إِذَا رَأَيْتَ اللَّيْلَ قَدْ أَقْبَلَ
مِنْ هُنَا فَقَدْ أَفْطَرَ الصَّائِمُ -

ترجمہ - حضرت ابن ابی اوفی فرماتے ہیں - کہ ایک سفر میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
ہمراہ تھا - حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ رکھا - یہاں تک کہ جب شام ہوئی تو ایک آدمی سے فرمایا -
سواری سے اتر کر میرے لئے سٹو بھگلو ! اس نے کہا کاش آپ کچھ انتظار کر لیتے - تاکہ شام ہو
جاتی یعنی اندھیرا اچھا جاتا - آپ نے فرمایا اتر اور میرے لئے سٹو لاؤ - جب تو رات کو دیکھے کہ وہ اس
طرف سے (مشرق) سے آچکی ہے - تو پس روزے دار روزہ افطار کر دے -

تشریح از قاسمی | ما عجلوا الفطر اور ابوذر رضی اللہ عنہ میں ہے واخروا السحور کہ سحری کا

کھانا دیر سے کھاؤ۔ مصنف عبدالرزاق میں ہے کہ اب اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم اسرع الناس افطاناً تا بطلان سحور یعنی صحابہ کرامؓ تمام لوگوں سے زیادہ افطار میں جلدی کرنے والے اور سحور میں دیر کرنے والے تھے۔

بَابُ إِذَا افْطَرَفِي رَمَضَانَ ثُمَّ طَلَعَتِ الشَّمْسُ

ترجمہ۔ جب رمضان شریف میں روزہ افطار کر لیا پھر سورج نکل آیا۔

حدیث نمبر ۲۹۰۱ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ قَالَتْ أَفْطَرْنَا عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ غَيْمٍ ثُمَّ طَلَعَتِ الشَّمْسُ قِيلَ لَهُ شَامٌ فَأَمْرُؤَا بِالْقَضَاءِ قَالَ بَدَأَ مِنَ الْقَضَاءِ وَقَالَ مَعْمَرٌ سَمِعْتُ هِشَامًا لَا أَدْرِي أَقَضُوا أَمْ لَا۔

ترجمہ۔ حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ فرماتی ہیں۔ کہ ہم نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بادل کے دن روزہ افطار کر لیا۔ پھر سورج نکل آیا۔ تو ہشامؓ سے کہا گیا۔ تو ان کو قضا کا حکم دیا گیا ہوگا۔ کہا قضا سے تو کوئی چارہ نہیں ہے۔ معمرؓ فرماتے ہیں۔ میں نے ہشامؓ سے سنا۔ کہ میں نہیں جانتا کہ آیا انہوں نے قضا کیا یا نہیں کیا۔

تشریح از شیخ گھوٹی | ابدی القضا استفہام انکاری ہے جس میں اداۃ استفہام

مخذوف ہے۔ معنی یہ ہیں کہ لا بد من قضا چنانچہ ابو ذر کی روایت میں لا بد من قضا شاید یہ معمر کے کلام سننے کے بعد فرمایا ہو۔

لا ادري القضا ام لا امام بخاری نے حکم ذکر نہیں فرمایا۔ کیونکہ وجوب قضا میں اختلاف واقع ہے۔ جمہور ایجاب قضا کا قول کرتے ہیں۔ بلکہ باقی سب ائمہ کے نزدیک قضا واجب ہے۔ حضرت عمرؓ سے عدم قضا کی روایت ہے۔ حضرت حسن بصریؒ۔ مجاہدؒ اور احمدؒ اور اسحاقؒ بھی عدم قضا کے قائل ہیں۔

تشریح از شیخ زکریا | منفی میں ہے۔ ان اكل و يظن ان الفجاء لم يطلع و افطر و يظن ان الشمس قد غابت ولم تغب فعليه القضاء وهو قول اكثر الفقهاء

منہم الاثمہ الاربعۃ - لیکن حضرت عمرؓ لاتقصی فرماتا۔ ابن عبدالبر وغیرہ فرماتے ہیں۔ کہ یہ روایت ضعیف ہے۔ صواب روایت الاثبات ہے۔ وجوب کفارہ امام احمدؒ کے نزدیک ہے۔ باقی حضرات کے نزدیک قضا ہے کفارہ نہیں ہے۔

بَابُ صَوْمِ الصَّبْيَانِ

ترجمہ - بیکوں کا روزہ نہ رکھنا۔

وَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لِنَشْوَانَ فِي رَمَضَانَ وَبَيْتُكَ وَصَيْبَانَا صِيَامٌ فَضَرَبَهُ

ترجمہ۔ حضرت عمرؓ نے ایک نشہ دار آدمی سے رمضان شریف میں فرمایا کہ تیرے لئے ہلاکت ہو۔
ہمارے تو بچے بھی روزے دار ہیں۔ پھر اس کے درے مارے، حد کے درے۔

[illegible]

ترجمہ۔ حضرت ربیع بنت معوذ فرماتی ہیں۔ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عاشوراء کی صبح کو انصار کی بستیوں کی طرف آدمی بھیجتے تھے۔ کہ جو شخص افطار کرنے والا ہو۔ وہ اپنے بقیہ دن کے روزے کو پورا کرے۔ اور جو روزے رکھنے والا ہو۔ وہ روزہ رکھے۔ وہ فرماتی ہیں ہم اس کے بعد روزہ رکھتے تھے۔ اور اپنے بچوں کو بھی روزہ رکھواتے تھے۔ ان کے لئے ہم اون کی گڑیا بنا دیتے تھے۔ جن سے وہ دل بہلاتے تھے۔ جب ان میں سے کوئی کھانے کے لئے رو پڑتا۔ تو ہم یہ گڑیا اسے دے دیتے۔ یہاں تک کہ وہ افطار کے وقت تک پہنچ جاتا۔ اطم بخاریؒ فرماتے ہیں کہ العہن کے معنی اون کے ہیں۔

تشریح از قاسمی | ضربہ ای کے ضربہ الحد وہ اتنی کوڑ ہے ۔

صبیانا صیام بچوں کو روزے اس لئے رکھواتے تھے تاکہ انہیں عادت پڑ جائے تاکہ بلوغ کے بعد خوشی سے روزے رکھیں۔ کنا انصومہ ای صوم عاشوراء صبیانا مسلم میں ہے۔

الصفار و نذہب بہم الی المسجد کہ ہم چھوٹے چھوٹے بچوں کو روزہ رکھواتے تھے اور انہیں اپنے ہمراہ مسجد میں لے جاتے تھے۔
لُعبۃ سے معلوم ہوا کہ روزے کے لئے شغل اختیار کرنا جائز ہے۔

بَابُ الْوَصَالِ

وَمَنْ قَالَ لَيْسَ فِي اللَّيْلِ صِيَامٌ لِقَوْلِهِ تَعَالَى ثُمَّ أَتَمَّوُا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ
وَنَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْهُ رَحْمَةً لَهُمْ وَأَبْقَاءَ عَلَيْهِمْ
وَمَا يُكْرَهُ مِنَ التَّعَمُّقِ۔

ترجمہ۔ باب صوم وصال کے بارے میں اور اس شخص کے بارے میں جو کہتا ہے کہ رات میں روزہ نہیں ہوتا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ روزہ کو رات تک پورا کرو۔ تو غایت خارج ہوگی۔ اور جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے روکنا ہے۔ امت پر مہربانی اور شفقت کرنے کے لئے اور تعمق تکلیف ملا لیا طاق کو مکروہ سمجھا گیا ہے۔

حدیث نمبر ۳۱۰۰ اَحَدٌ ثَنَا مُسَدَّدٌ اَبْنُ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ لَا تُوَاصِلُوا قَالُوا اَلَا اِنَّكَ تُوَاصِلُ قَالَ لَسْتُ كَاَحَدٍ قِيْلَ اَفِيْ اَطْعَمُ وَاُسْقَى
اَوْ اَفِيْ اَبَيْتُ اَطْعَمُ وَاُسْقَى۔

ترجمہ۔ حضرت انس جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔ مسلسل روزے نہ رکھا کرو۔ انہوں نے کہا حضرت آپ تو وصال کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا میں تم میں سے کسی ایک کی طرح نہیں ہوں۔ مجھے تو کھلایا پلایا جاتا ہے۔ یا فرمایا کہ میں رات بسر کرتا ہوں کہ مجھے کھلایا پلایا جاتا ہے۔

تشریح از قاسمی | یا تو جنت کا کھانا کھلایا جاتا ہے۔ جس سے روزہ نہیں ٹوٹتا یا مجھ میں

قوت عطا فرمائی جاتی ہے۔ جس سے کھانے پینے کی ضرورت نہیں رہتی۔

حدیث نمبر ۳۲۰۰ اَحَدٌ ثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوْسُفَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ
قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْوَصَالِ قَالُوا اَلَا اِنَّكَ تُوَاصِلُ

قَالَ إِنِّي لَسْتُ مِثْلَكُمْ إِنِّي أَطْعَمُ وَأَسْقِي -

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صوم وصال سے روک دیا۔ فرمایا وصال نہ کیا کرو۔ انہوں نے کہا کہ آپ تو وصال کرتے ہیں۔ فرمایا میں تمہاری طرح نہیں ہوں مجھے تو کھلایا پلایا جاتا ہے۔

تشریح از قاسمی | وصال کے ایک معنی تو یہ ہیں کہ روزے کی رات کو بھی نہ کھایا جلے افطار نہ ہو۔ اور دوسرے معنی یہ ہیں کہ ایک دن کے روزے کے بعد دوسرے دن بھی روزہ رکھا جائے۔ یعنی مسلسل روزے رکھنے سے آپ نے منع فرمایا۔

حدیث نمبر ۳۳۳۷ أَحَدٌ ثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا تَوَاصِلُوا فَإِيَّكُمْ إِذَا أَدَاكَ أَنْ تَوَاصِلَ فَلْيُوَاصِلْ حَتَّى التَّحَدَّ قَالُوا فَإِنَّكَ تَوَاصِلُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ إِنِّي لَسْتُ كَمِثْلَيْكُمْ إِنِّي أَبَيْتُ لِي مَطْعَمٌ يُطْعِمُنِي وَسَاقٍ يَسْقِينِي -

ترجمہ۔ حضرت ابوسعیدؓ نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ فرماتے تھے وصال نہ کرو۔ پس اگر کوئی وصال کرنا چاہتا ہو۔ تو وہ سحری تک وصال کر لے۔ صبحہ کو اٹھنے کے بعد عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ تو وصال کرتے ہیں۔ فرمایا میں تمہارے حال پر نہیں ہوں۔ میں تو رات اس حال میں گزارتا ہوں۔ کہ کھلانے والا مجھے کھلاتا ہے اور پلانے والا مجھے پلاتا ہے۔

حدیث نمبر ۳۳۳۸ أَحَدٌ ثَنَا عُثْمَانُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْوِصَالِ رَحْمَةً لَهُمْ فَقَالُوا إِنَّكَ تَوَاصِلُ قَالَ إِنِّي لَسْتُ كَمِثْلَيْكُمْ إِنِّي يُطْعِمُنِي رَبِّي وَيَسْقِينِي لَمْ يَذْكُرْ عُثْمَانُ رَحْمَةً لَهُمْ -

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر شفقت کرتے ہوئے صوم وصال سے منع فرما دیا۔ انہوں نے کہا حضرت! آپ تو صوم وصال رکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا میں تمہارے حال پر نہیں ہوں۔ میرا رب مجھے کھلاتا ہے اور مجھے پلاتا ہے۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ عثمان نے رحمتہم کا لفظ ذکر نہیں کیا۔

تشریح از قاسمی | ابقاء علیہم البواد و میں ہے نہی عن الحجامۃ و المواصلۃ لم یحرم ہا الا ابقاء علی اصحابہ تعمق کے معنی ہیں تکلیف مالا یکلف جس چیز کی تکلیف نہیں دی گئی اس کی تکلیف اٹھانا

بَابُ التَّنْكِيلِ لِمَنْ أَكْثَرَ الْوَصَالِ

رَوَاهُ أَنَسٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ - جو صوم وصال بہت کرے اس کو منزل ملنا حضرت انسؓ نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسے روایت کیا ہے۔

حدیث نمبر ۷۳۵ | حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شَرِيكٌ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهْ رَجُلٌ مِّنَ الْمُسْلِمِينَ إِنَّكَ تَوَاصِلُ يَارَسُولَ اللَّهِ قَالَ وَآيُكُمْ مِّثْلِي رَأَيْتُ يُطْعِمُنِي رَبِّي وَيَسْقِيْنِي فَلَمَّا أَبَوْا أَنْ يَنْتَهَوْا عَنِ الْوَصَالِ وَأَصَلَّ بِهِمْ يَوْمَئِذٍ يَوْمَئِذٍ رَأَوْا الْهَلَالَ فَقَالَ لَوْ تَأَخَّرْنَا لَرَدَّدْتُكُمْ كَالْتَّنْكِيلِ لَهُمْ حِينَ أَبَوْا أَنْ يَنْتَهُوا۔

ترجمہ - حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزے میں وصال کرنے سے منع فرمایا۔ تو مسلمانوں میں سے ایک آدمی نے کہا - یا رسول اللہ آپ بھی تو وصال کرتے ہیں۔ فرمایا تم میں سے کون میری مانند ہے۔ میں تو اس حال میں رات بسر کرتا ہوں کہ میرا رب مجھے کھلاتا ہے پلاتا ہے۔ جب انہوں نے وصال سے رکنے سے انکار کیا۔ تو پھر آپؐ نے ایک دن وصال کیا پھر کسی دوسرے دن کیا۔ پھر جب انہوں نے پہلی کے چاند کو دیکھا۔ تو فرمایا اگر یہ چاند بھیچے ہو جاتا۔ تو میں تمہارے لئے زیادہ کرتا۔ گویا کہ جب انہوں نے باز رہنے سے انکار کیا تو ان کو سزا دینا مقصود تھا۔

تشریح از قاسمی | یہاں وصال کے معنی ہیں ایک دن کے روزے کو دوسرے دن کے روزے کے ساتھ ملانا بغیر کھانے پینے کے۔ اس میں تین قول ہیں - تحریم - جواز - اور یہ کہ سحری تک وصال کیا جائے۔ یہ امام احمد اور اسحاق کا مسلک ہے۔ امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ وصال مکروہ ہے۔ یہی امام ابو حنیفہؒ اور عامہ فقہاء کا مذہب ہے۔

حدیث نمبر ۷۳۶، حَدَّثَنَا يَحْيَىٰ ۙ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ ۖ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ۖ إِنَّا كُمْ وَالْوَصَالَ مَتَّئِينَ قِيلَ ۖ إِنَّكَ تَوَاصِلٌ قَالَ ۖ إِنِّي أَبَيْتُ يُطْعِمُنِي رَبِّي وَيَسْقِينِي فَاكْلُهُمْ وَأَمِنَ الْعَمَلِ مَا تُطِيقُونَ .

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے دو مرتبہ فرمایا کہ صوم وصال سے بچو! کہا گیا کہ آپ تو وصال کرتے ہیں۔ فرمایا میں تو رات بسر کرتا ہوں مجھے میرا رب کھلاتا ہے اور پلاتا ہے۔ ان اعمال کی حرص کہ وجہ کی تم طاقت رکھتے ہو۔

بَابُ الْوَصَالِ إِلَى السَّحْرِ

ترجمہ۔ سحر تک وصال کرنا۔

حدیث نمبر ۷۳۷، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْنَةَ ۙ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ ۖ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ۖ لَا تَوَاصِلُوا فَإِنَّكُمْ أَرَادَ أَنْ تُوَاصِلَ فَلْيُوَاصِلْ حَتَّى السَّحْرِ قَالُوا فَإِنَّكَ تَوَاصِلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ لَسْتُ كَمَا سَأَلْتُمْ إِنِّي أَبَيْتُ لِي مُطْعِمٌ يُطْعِمُنِي وَسَاقٍ يَسْقِينِي .

ترجمہ۔ حضرت ابو سعید خدریؓ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ۔ وصال نہ کیا کرو۔ پس اگر کوئی وصال کرنا چاہے تو وہ سحر تک وصال کرے۔ صحابہ کرام نے کہا یا رسول اللہ! آپ بھی تو وصال کرتے ہیں۔ فرمایا میں تمہاری طرح نہیں ہوں۔ میں رات بسر کرتا ہوں تو مجھے کھلانے والا کھلاتا ہے۔ اور پلانے والا پلاتا ہے۔

تشریح از قاسمیؒ یہ روایت ابوصالح کی روایت کے معارض ہے جس میں جمیع لیل کا وصال ممنوع

ہے۔ تو کہا جائے گا کہ پہلے ہی وصال کی جمیع لیل کے لئے ہفتی بعد ازاں سحر تک محدود ہو گئی۔ اور بعض نے کہا کہ حدیث ابوصالح کی یہی کہ امتہ تنزیہی پر محمول ہے اور حدیث ابی سعید کی یہی تحریم پر ہے۔

بَابُ مَنْ أَقْسَمَ عَلَى أَخِيهِ لِيُفْطِرَ فِي الثَّلَاثَةِ وَلَمْ يَدَعْ عَلَيْهِ قَضَاءً إِذَا كَانَ أَوْثَقَ لَهُ .

ترجمہ۔ جس شخص نے اپنے دوسرے بھائی کو قسم دی کہ وہ نفلی روزہ پھوڑ دے جب کہ وہ اس کی موافقت

کہے تو قضا اس کے ذمہ نہیں ہے۔

حدیث نمبر ۷۲۸۱ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ عَنْ أَبِي حُجَيْفَةَ قَالَ أَخِي الْيَتَّى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ سَلْمَانَ وَأَبِي الدَّرْدَاءِ فَنَزَلَ سَلْمَانُ أَبَا الدَّرْدَاءِ فَرَأَى أُمَّ الدَّرْدَاءِ مُتَبَذِّلَةً فَقَالَ لَهَا مَا شَأْنُكِ قَالَتْ أَخُوكَ أَبُو الدَّرْدَاءِ لَيْسَ لَهُ حَاجَةٌ فِي الدُّنْيَا فَجَاءَ أَبُو الدَّرْدَاءِ فَصَنَعَ لَهُ طَعَامًا فَقَالَ كُلْ قَالَ فَأَتَى صَائِمٌ قَالَ مَا أَنَا يَا كِلِي حَتَّى تَأْكُلَ قَالَ فَأَكَلَ فَلَمَّا كَانَ اللَّيْلُ ذَهَبَ أَبُو الدَّرْدَاءِ يَقُومُ قَالَ نَمْ فَنَامَ ثُمَّ ذَهَبَ يَقُومُ فَقَالَ نَمْ فَلَمَّا كَانَ مِنْ أَخِيرِ اللَّيْلِ قَالَ سَلْمَانُ قُمْ الْآنَ فَصَلِّينَا فَقَالَ لَهُ سَلْمَانُ إِنَّ لِرَبِّكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَلِنَفْسِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَلَا هُلكَ عَلَيْكَ حَقًّا فَأَعْطِ كُلَّ ذِي حَقٍّ حَقَّهُ فَأَتَى الْيَتَّى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ الْيَتَّى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَ سَلْمَانُ۔

ترجمہ۔ حضرت ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمان فارسیؓ اور حضرت ابو الدرداءؓ کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا تو حضرت سلمانؓ ابو الدرداءؓ سے ملنے آئے تو ام الدرداءؓ ان کی بیوی کو دیکھا کہ وہ میلی کچلی ہے۔ زیب و زینت والے کپڑے نہیں پہنے تھے۔ پوچھا یہ تمہارا کیا حال ہے۔ کہنے لگی تیرے بھائی ابو الدرداءؓ کو دنیا کی ضرورت نہیں ہے۔ پس تھوڑی دیر بعد حضرت ابو الدرداءؓ تشریف لے آئے جنہوں نے ان کے لئے کھانا تیار کیا۔ فرمانے لگے کھاؤ کہا میں تو روزے دار ہوں۔ حضرت سلمانؓ نے فرمایا۔ میں تو اس وقت نہیں کھاؤں گا۔ جب تک تم نہ کھاؤ گے۔ تو ابو الدرداءؓ نے بھی کھا لیا۔ پسی جب رات آگئی تو حضرت ابو الدرداءؓ نفل کے لئے کھڑے ہونے لگے۔ حضرت سلمانؓ نے فرمایا سو جاؤ۔ پھر کھڑے ہونے لگے تو فرمایا سو جاؤ۔ جب رات کا آخری حصہ ہوا تو حضرت سلمانؓ نے فرمایا اب اٹھو چنانچہ دونوں نے نماز پڑھی۔ پس حضرت سلمانؓ نے ان سے فرمایا کہ بے شک تیرے رب کا بھی تجھ پر حق ہے۔ تیرے نفس کا بھی تجھ پر حق ہے اور تیرے گھر والوں کا بھی تجھ پر حق ہے۔ پس ہر حق دار کو اس کا حق ادا کرو۔ حضرت ابو الدرداءؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور رات کا یہ واقعہ ذکر فرمایا تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت سلمانؓ نے سچ کہا۔

اذا كان في افقك له اس كالتعلق بفطره ہے۔

تشریح از شیخ زکریا اے اذا كان الافطار او فوقك له اور ایک نسخہ میں افقك

اور کہ کی فہمیر مقسم علیہ کی طرف راجع ہے۔ یعنی جب کہ مقسم علیہ محذور ہو جائے۔ تو اس سے مفہوم ہوگا کہ اس کے لئے جائز نہیں اگر بغیر سبب کے عمدًا افطار کر لیا تو قضا واجب ہے مسئلہ قضا تطوع کا مختلف فیہا ہے۔

امام شافعیؒ کے نزدیک قضا نہیں ہے۔ امام احمدؒ کی ایک روایت میں قضا واجب ہے مطلقاً اور یہی احناف کا مسلک ہے۔ امام مالکؒ جواز کے قائل ہیں۔ اور یعنی عذر سے قضا کو واجب نہیں کہتے اور بغیر عذر کے قضا کو ثابت کرتے ہیں۔ امام بخاریؒ ابو حنیفہؒ کی روایت پر فرماتے ہیں کہ اس میں قضا کا ذکر نہیں ہے۔

اگر قضا واجب ہوتی تو آپؐ اس کو ضرور بیان کرتے۔ جواب یہ ہے کہ دوسرے طرق میں قضا کا حکم موجود ہے۔ آپؐ نے حضرت عائشہؓ اور حفصہؓ کو فرمایا اقصیایومام کا نہ کہ ایک دن کا روزہ اس کی بجائے

قضا کرو۔ اس لئے امام محمدؒ فرماتے ہیں **ممن صام تطوعاً ثم افطر فعليه القضاء وهو قول** ابی حنیفہؒ والعامہ ممن قبلنا۔

بَابُ صَوْمِ شَعْبَانَ

ترجمہ۔ شعبان میں روزہ رکھنا۔

حدیث نمبر ۳۹، **أَحَدُنَا** عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ **أَخْبَرَنَا** عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُومُ حَتَّى نَقُولَ لَا يَفْطِرُ وَيُفْطِرُ حَتَّى نَقُولَ لَا يَصُومُ فَمَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَكْمَلَ صِيَامَ شَهْرٍ إِلَّا رَمَضَانَ وَمَا رَأَيْتُهُ أَكْثَرَ صِيَامًا مِنْهُ فِي شَعْبَانَ۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روزہ رکھتے تھے۔

یہاں تک کہ ہم کہتے کہ اب افطار نہیں کریں گے اور افطار کرتے تو ہم کہتے کہ اب روزہ نہیں رکھیں گے۔ اور میں نے سوائے رمضان کے اور کسی مہینہ کے روزے کامل نہیں کئے۔ اور جس قدر اکثر روزے شعبان میں رکھتے اور کسی مہینہ میں میں نے نہیں دیکھا۔

حدیث نمبر ۴۰، **أَحَدُنَا** مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ **أَخْبَرَنَا** أَنَّ عَائِشَةَ حَدَّثَتْهُ قَالَتْ

لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُومُ شَهْرًا أَكْثَرَ مِنْ شَعْبَانَ فَإِنَّهُ كَانَ يَصُومُ شَعْبَانَ كُلَّهُ وَكَانَ يَقُولُ خُذُوا مِنْ الْعَمَلِ مَا تُطِيقُونَ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يَمْدُحُ حَتَّى تَمَلُّوا وَاحْبَبُوا الصَّلَاةَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا دِيمَ عَلَيْهِ وَإِنْ قَلَّتْ وَكَانَ إِذَا صَلَّى صَلَاةً دَاوَمَ عَلَيْهَا۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کسی مہینہ میں شعبان سے زیادہ روزے نہیں رکھتے تھے۔ کیونکہ آپ شعبان میں سارا مہینہ روزے رکھتے تھے اور فرماتے تھے کہ عمل وہ اختیار کرو جس کی تمہیں طاقت ہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ تنگ نہیں پڑتے جب تک تم نہ تنگ آ جاؤ۔ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ پسندیدہ وہی نماز ہوتی تھی جس پر ہمیشگی کی جگہ اگرچہ وہ کھوڑی کیوں نہ ہو۔ اور جب آپ کوئی نماز پڑھتے تو اس پر ہمیشگی کرتے تھے۔

تشریح از قاسمی | کلمہ بمعنی اکثرہ کے ہے۔ جیسا کہ تفسیر میں ہے کلمہ الاقلیدار۔

بَابُ مَا يُذَكَّرُ مِنْ صَوْمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَافْطَارِهِ

ترجمہ۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا روزہ رکھنے اور آپ کے افطار کے بارے میں جو ذکر کیا جاتا ہے۔
حدیث نمبر ۴۸۱، حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ قَالَ مَا صَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهْرًا كَامِلًا قَطُّ غَيْرَ رَمَضَانَ وَيَصُومُ حَتَّى يَقُولَ الْقَائِلُ لَا وَاللَّهِ لَا يَفْطِرُ وَيُفْطِرُ حَتَّى يَقُولَ الْقَائِلُ لَا وَاللَّهِ لَا يَصُومُ۔
 ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سوائے رمضان کے کبھی کسی کامل مہینے کے روزے نہیں رکھے اور آپ روزہ رکھتے تھے یہاں تک کہ کہنے والا کہتا کہ اللہ کی قسم آپ افطار نہیں کریں گے اور افطار کرتے تو کہنے والا کہتا کہ اللہ کی قسم آپ روزہ نہیں رکھیں گے۔

حدیث نمبر ۴۸۲، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسًا يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْطِرُ مِنَ الشَّهِرِ حَتَّى نَظُنَّ أَنْ لَا يَصُومَ مِنْهُ وَيَصُومُ حَتَّى نَظُنَّ أَنْ لَا يَفْطِرَ مِنْهُ شَيْئًا وَكَانَ لَا تَشَاءُ تَرَاهُ

مِنَ اللَّيْلِ مُصَلِّيًا إِلَّا رَأَيْتَهُ وَلَا نَائِمًا إِلَّا رَأَيْتَهُ وَقَالَ سَلِيمَانُ عَنْ حَبِيبِ اللَّهِ
سَأَلَ أَنَسًا فِي الصَّوْمِ۔

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر مہینہ میں سے اس قدر افطار کرتے کہ ہمارا اگمان ہوا کہ اب آپ اس مہینہ سے کوئی روزہ نہیں رکھیں گے۔ اور روزہ رکھنا شروع کرتے تو ہمارا اگمان ہوتا کہ اب اس مہینہ سے کچھ بھی افطار نہیں کریں گے۔ اگر آپ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رات کے کسی حصہ میں نماز پڑھتے دیکھنا چاہتے تھے تو دیکھ سکتے تھے اگر سویا ہوا دیکھنا چاہتے تو دیکھ لیتے۔ اور سلیمان حمید سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت انسؓ سے روزے کے بارے میں پوچھا۔

حدیث نمبر ۷۴۲۳ اَحَدَثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسًا عَنْ صِيَامِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا كُنْتُ أَحِبُّ أَنْ أَرَاهُ مِنَ الشَّهْرِ صَائِمًا إِلَّا
رَأَيْتُهُ وَلَا مُفْطِرًا إِلَّا رَأَيْتُهُ وَلَا مِنَ اللَّيْلِ قَائِمًا إِلَّا رَأَيْتُهُ وَلَا نَائِمًا إِلَّا رَأَيْتُهُ
وَلَا مَسِيئَةً خَدَّةً وَلَا حَرِيرَةً أَلَيْنَ مِنْ كَقَبِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ وَلَا شَمْتٍ مُسْكَةً وَلَا عَمِيرَةً أَطْيَبَ رَائِحَةً مِنْ رَائِحَةِ رَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ترجمہ۔ حضرت حمید نے فرمایا کہ میں نے حضرت انسؓ سے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روزے کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ میں کسی مہینہ آپ کو روزہ دار دیکھنا چاہتا تو آپ کو دیکھ لیتا اور نہ افطار کرنے والا دیکھنا چاہتا مگر میں آپ کو دیکھ لیتا اور رات کے وقت قیام کرنے والا دیکھنا چاہتا تو دیکھ لیتا اسی طرح سونے والا دیکھنا چاہتا تو دیکھ لیتا اور نہ ہی میں نے کبھی کسی ابریشم اور ریشم کو ہاتھ نہیں لگایا جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلی سے زیادہ نرم ہو۔ اور میں نے کوئی کستوری اور عنبر نہیں سونگھا۔ جس کی خوشبو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو سے اچھی ہو اور عمدہ ہو۔

تشریح از قاسمی | ما کنْتُ احبُّ الیَّ المقصد یہ ہے کہ آپ کا نفلی روزہ اور نفلی نماز مختلف ہوتے تھے کبھی مہینہ کے اول حصہ میں کبھی درمیان میں اور کبھی مہینہ کے آخر میں ہوتے تھے۔ صائماً

مفطرًا۔ قائمًا۔ قائمًا۔ الحاصل نہ تو مسلسل روزے رکھتے تھے اور نہ چھوڑتے تھے اور اسی طرح ساری رات عبادت میں مصروف نہیں رہتے تھے کچھ حصہ سوتے اور کچھ قیام کرتے۔

بَابُ حَقِّ الضَّيْفِ فِي الصَّوْمِ

ترجمہ۔ روزے کے بارے میں مہمان کا کیا حق ہے۔

حدیث نمبر ۷۴۴۱ حَدَّثَنَا اسْحَقُ بْنُ حَزْزَنَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ قَالَ دَخَلَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ يَعْنِي إِنْ لَزُودَكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَإِنْ لَزُودُكَ عَلَيْكَ حَقًّا فَقُلْتُ وَمَا صَوْمُ دَاوُدَ قَالَ نِصْفُ النَّهْرِ

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے پھر حدیث بیان کی کہ تیرے مہمان کا بھی تجھ پر حق ہے۔ اور تیری بیوی کا بھی تجھ پر حق ہے۔ میں نے پوچھا حضرت، داؤد علیہ السلام کا روزہ کیا ہے۔ فرمایا آدھی زندگی کا روزہ یعنی ایک دن روزہ ایک دن افطار۔

تشریح از قاسمی | زور بعضی زائر یا رجب کی طرح زائر کی جمع ہے مطلب یہ ہے کہ جب کوئی مہمان آجائے تو اس کے لئے نفلی روزہ افطار کر دینا اس کا حق ہے۔ اور زوجہ کا حق وطی ہے۔ اگر زوج مسلسل روزے رکھے اور رات کو قیام کرے تو بیوی کے حق سے کمزور ہو جائے گا۔ اور بعض روایات میں ہے ولا تہلک علیک حقاً تو اہل سے مراد اولاد اور قرابت دار ہوں گے۔ جن کا حق یہ ہے کہ ان سے نرمی برتے اور ان پر غم نہ کرے۔

بَابُ حَقِّ الْجِسْمِ فِي الصَّوْمِ

ترجمہ۔ روزہ رکھنے میں جسم کا بھی حق ہے۔

حدیث نمبر ۷۴۴۲ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَبْدَ اللَّهِ أَلَمْ أَخْبَرَ

أَنَّكَ تَصُومُ النَّهَارَ وَتَقُومُ اللَّيْلَ فَقُلْتُ بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ فَلَا تَفْعَلْ صُومَ وَأَفْطِرْ
وَقُمْ وَنَمْ فَإِنَّ لِحَسَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَإِنَّ لِعَيْنِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَإِنَّ لِرُؤُوسِكَ
عَلَيْكَ حَقًّا وَإِنَّ لِدُورِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَإِنَّ بِحُسْبِكَ أَنْ تَصُومَ كُلَّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ
فَإِنَّ لَكَ بِكُلِّ حَسَنَةٍ عَشْرًا مِثْلَهَا فَإِنَّ ذَلِكَ صِيَامُ الدَّهْرِ كُلِّهِ فَشَدَّدْتُ
فَشْدَدَةً عَلَى قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أَجِدُ قُوَّةً قَالَ فَصُمْ صِيَامَ نَبِيِّ اللَّهِ دَاوُدَ
عَلَيْهِ السَّلَامُ وَلَا تَزِدْ عَلَيْهِ قُلْتُ وَمَا كَانَ صِيَامُ نَبِيِّ اللَّهِ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ
قَالَ نِصْفُ الدَّهْرِ فَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ يَقُولُ بَعْدَ مَا كَبِرَ يَلِيْتَنِي قِيلْتُ رُخْصَةً
الَّتِي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ فرماتے ہیں کہ مجھ سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے پوچھا کہ اے عبداللہ کیا یہ اطلاع صحیح ہے کہ تم دن کو روزہ رکھتے ہو۔ اور رات کو نوافل میں قیام کرتے
ہو۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ کیوں نہیں یہ خبر صحیح ہے۔ آپؐ نے فرمایا ایسا نہ کرو۔ روزہ رکھو اور افطار
بھی کرو۔ قیام کرو اور سو بھی جاؤ۔ کیونکہ تیرے جسم کا بھی تجھ پر حق ہے۔ اور تیری دونوں آنکھوں کا تجھ پر
حق ہے اور تیری بیوی کا تجھ پر حق ہے۔ اور تیرے بھان کا تجھ پر حق ہے۔ اور تجھے یہ کافی ہے کہ ہر مہینہ
کے تین دن (تیرہ، چودہ، پندرہ) ایام بھیض کے روزے رکھو۔ پس تجھے ہر نیکی کے بدلے دس گنا
ثواب ملے گا۔ تو اس وقت یہ زندگی بھر کے روزے کا ثواب مل جائے گا۔ لیکن میں نے جسم پر سختی کی۔
تو مجھ پر سختی کی گئی۔ تو میں نے کہا یا رسول اللہ میں اس سے زیادہ کی طاقت پاتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا۔
چلو۔ نبی اللہ حضرت داؤد علیہ السلام کا روزہ رکھو اور اس پر زیادتی نہ کرو۔ میں نے پوچھا کہ نبی اللہ
حضرت داؤد علیہ السلام کا روزہ کیسا ہے۔ فرمایا نصف زندگی یعنی ایک دن روزہ ایک دن افطار
راوی کہتے ہیں کہ بعد ازاں جب حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ بوڑھے ہو گئے تو فرماتے تھے کاش
میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رخصت کو قبول کیا ہوتا تو آج یہ حال نہ ہوتا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ یا لیتنی مقصد یہ کہ اگر میں وہ حالت جو نبی اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم کے زمانہ میں تھی اسے چھوڑ دیتا تو یہ حور بعد الکوہ ہوتا۔ یعنی نقصان بعد الزیادۃ ہوتا۔ میں نے
اس حالت پر دائم رہنے کا ارادہ کیا تھا۔ لیکن کبر سن اور قوت کی کمزوری کی وجہ سے یہ امر گراں ہو گیا۔

تشریح از شیخ زکریا | صحابہ کرام کو اس حالت کا چھوڑنا مشکل ہوتا تھا جس پر وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا ہوئے تھے۔ جیسے عائشہؓ فرماتی ہیں کہ کاش میں بھی حضرت سودہؓ کی طرح شب مزدلفہ سے اجازت مانگ لیتی تو اچھا رہتا مگر اب اس حالت کو چھوڑ نہیں سکتی۔ حور کے معنی نقصان کے اور کور کے معنی زیادتی کے ہیں۔ اور حور بعد الکور سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پناہ پکڑی ہے۔ اور بھی اس کے معنی بیان کئے گئے ہیں۔ فساد بعد الصلاح۔ قلت بعد الکثرة بھی ہے۔

ایام بیض سے وہ راتیں مراد ہیں جس میں چاند اول لیل سے آخر لیل تک رہتا ہے۔ ایام بیض کی تعیین میں نو اقوال ہیں۔ امام مالکؒ تو مہینہ میں سے کسی دن کی تعیین کو مکروہ سمجھتے ہیں۔ کوئی سے تین دن روزہ رکھ لے۔ دوسرا قول حسن بصریؒ کا ہے کہ ہر مہینہ کے اول تین دن مراد ہیں۔ چھوڑ کے قول کے مطابق تیرہ۔ چودہ۔ پندرہ کی تاریخ مراد ہے۔

بَابُ صَوْمِ الدَّهْرِ

ترجمہ۔ زندگی بھر کے روزے

حدیث نمبر ۲۶۶۷ | حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَنَّهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ قَالَ أَخْبَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنِّي أَقُولُ وَاللَّهِ لَا صُومَ مِنَ النَّهَارِ وَلَا قَوْمَ مِنَ اللَّيْلِ مَا عَشْتُ فَقُلْتُ لَهُ قَدْ قُلْتُمْ يَا بَنِي آدَمَ وَأَمِّي قَالَ فَإِنَّكَ لَا تَسْتَطِيعُ ذَلِكَ فَصُمْ وَأَفْطِرْ وَصُمْ مِنْ الشَّهْرِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَإِنَّ الْحَسَنَةَ بِعَشْرٍ أَمْثَالِهَا وَذَلِكَ مِثْلُ صِيَامِ الدَّهْرِ قُلْتُ إِنِّي أُطِيقُ أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ قَالَ فَصُمْ يَوْمًا وَأَفْطِرْ يَوْمَيْنِ قُلْتُ إِنِّي أُطِيقُ أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ قَالَ فَصُمْ يَوْمًا وَأَفْطِرْ يَوْمًا فَذَلِكَ صِيَامُ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَهُوَ أَفْضَلُ الصِّيَامِ فَقُلْتُ إِنِّي أُطِيقُ أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ۔

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر دی گئی کہ میں کہتا ہوں کہ اللہ کی قسم! میں دن بھر روزہ ضرور رکھوں گا اور رات کو نوافل میں کھڑا ہوں گا۔

جب تک زندہ رہوں گا۔ میں نے آپ کو جواب دیا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں یہ بات میں کہہ چکا ہوں۔ فرمایا تو اس کی طاقت نہیں رکھ سکتا۔ پس روزہ رکھو اور افطار کرو۔ اور قیام کرو۔ اور سو جاؤ۔ اور ہر مہینہ کے تین دن روزہ رکھو۔ کیونکہ ہر نیکی کا بدلہ دس گنا ملتا ہے۔ اور یہ زندگی بھر کے روزے کے برابر ہے۔ میں نے عرض کی۔ میں اس سے افضل کی طاقت رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا اچھا ایک دن روزہ رکھو دو دن افطار کرو۔ میں نے کہا۔ میں اس سے افضل کی طاقت رکھتا ہوں۔ فرمایا تو ایک دن روزہ رکھو اور ایک دن افطار کرو۔ یہ حضرت داؤد علیہ السلام کا روزہ ہے۔ اور تمام روزوں میں سے افضل روزہ ہے۔ میں نے کہا۔ میں اس سے بھی افضل کی طاقت رکھتا ہوں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اس سے افضل کوئی روزہ نہیں ہے۔

تشریح از قاسمی | لا افضل من ذلک ای صیام داؤد علیہ السلام
فی حق عبد اللہ یا مطلقاً افضل ہے۔ وجہ یہ ہے کہ روزمرہ کے روزے کا عادی ہو جائے تو روزے کی وہ مشقت جس پر ثواب مرتب ہوتا ہے۔ وہ زائل ہو جائے گی۔ عبادت تو وہ ہے جو عادت کے خلاف ہو۔

بَابُ حَقِّ الْأَهْلِ فِي الصَّوْمِ

ترجمہ۔ روزہ میں اولاد اور اہل قرابت کا بھی حق ہے۔

رَوَاهُ أَبُو جُحَيْفَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

حدیث نمبر ۷۴۷۷ | أَحَدُ ثَمَاءَ عَمْرُو بْنِ عَلِيٍّ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَتَى أَسْرَدُ الصَّوْمِ وَأَصْلَى اللَّيْلِ فَامْتَا أَرْسَلًا إِلَى وَامَّا لَقِيْتُهُ فَقَالَ أَلَمْ أُخْبِرْ أَنَّكَ تَصُومُ وَلَا تُفْطِرُ وَتُصَلِّيُ فَصُمُّ وَأَفْطِرْ وَصُمْ وَنَمْ فَإِنَّ لِعَيْنِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَإِنْ لِنَفْسِكَ وَأَهْلِكَ عَلَيْكَ حَقًّا قَالَ إِنِّي لَا قُوَى لِي بِذَلِكَ قَالَ فَصُمْ صِيَامَ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ وَكَيْفَ قَالَ كَانَ يَصُومُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا وَلَا يَفْطِرُ إِذَا لَاقَى قَالَ مَنْ لِي بِهِمْ يَا نَبِيَّ اللَّهِ قَالَ عَطَاءٌ لَا أَدْرِي كَيْفَ ذَكَرَ صِيَامَ الْأَبَدِ قَالَ

النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا صَامَ مِنْ صَامِ الْأَبَدِ مَرَّتَيْنِ -

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمروؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو میرے متعلق خبر پہنچی کہ مسلسل روزے رکھتا ہوں۔ اور رات بھر نماز پڑھتا رہتا ہوں۔ پس یا تو آپؐ نے میرے پاس کوئی آدمی بھیجا یا میں خود آپؐ سے ملاقی ہوا تو آپؐ نے فرمایا کہ کیا یہ اطلاع صحیح ہے کہ آپؐ روزہ رکھتے ہیں تو افطار نہیں کرتے نماز پڑھتے ہیں تو سوتے نہیں ہیں۔ پس روزہ رکھو اور افطار بھی کرو۔ قیام کرو اور سویا بھی کرو۔ کیونکہ تجھ پر تیری آنکھ کا بھی حق ہے۔ تیری ذات اور تیری بیوی بچوں کا بھی تجھ پر حق ہے۔ میں نے جواباً کہا۔ کہ اس سے زیادہ طاقتور ہوں۔ آپؐ نے فرمایا پھر داؤد علیہ السلام کا روزہ رکھو۔ پوچھا وہ کیسے ہوتا ہے۔ فرمایا ایک دن روزہ رکھتے ایک دن افطار کرتے۔ اور جب دشمن سے مدد بھیڑ ہوتی تو بھاگا نہیں کرتے تھے۔ حضرت عبداللہؓ نے فرمایا اے اللہ کے نبیؐ اس خصلت کا میرے لئے کون ضامن بن سکتا ہے (خصوصاً عدم فرار عن قتال الکفار) عطا فرماتے ہیں۔ کہ میں نہیں جانتا ہمیشہ کے روزے کا ذکر کیسے فرمایا۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے ہمیشہ روزہ رکھا اس نے روزہ ہی نہیں رکھا۔ یہ جملہ دو مرتبہ آپؐ نے فرمایا۔

تشریح از قاسمی | وجہ یہ ہے کہ صیام ابد مستلزم ہے صوم عید۔ صوم ایام تشریق کو جو حرام ہے اس لئے اس کا روزہ نہ ہوا۔ بعض نے کہا۔ کہ ایسے شخص کو روزے کی مشقت کا احساس نہیں ہوگا۔ جس کا دوسرے کو احساس ہوتا ہے۔

س رنج کا خوگر ہوا انسان تو مٹ جاتا ہے

مشکلیں اتنی پڑیں مجھ پر کہ آساں ہو گئیں

اس لئے عبادت کا مقصد فوت ہو جائے گا۔

بَابُ صَوْمِ يَوْمٍ وَافْطَارِ يَوْمٍ

ترجمہ۔ ایک دن روزہ رکھنا اور دوسرے دن چھوڑ دینا۔

حدیث نمبر ۱۸۴۸ | حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ عَنْ الزُّعَيْنِ الْمُبْدِرَةِ قَالَ سَمِعْتُ مُعَاوِدَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صُمُّ مِنَ النَّهْرِ

ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ قَالَ أُطِيقُ أَكْثَرَهُمْ ذَلِكَ فَمَا زَالَ حَتَّى قَالَ صُمْ يَوْمًا وَافْطِرْ
يَوْمًا فَقَالَ اقْضِ الْقُرْآنَ فِي كُلِّ شَهْرٍ قَالَ إِنِّي أُطِيقُ أَكْثَرَهُمْ فَمَا زَالَ حَتَّى
قَالَ فِي ثَلَاثٍ -

ترجمہ۔ حضرت مجاہدؒ عبداللہ بن عمروؓ سے روایت کرتے ہیں وہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا ہر مہینہ کے تین دن روزہ رکھا کرو۔ انہوں نے کہا میں اس
سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔ پس آپؐ برابر زیادتی کرتے رہے یہاں تک کہ فرمایا ایک دن روزہ
رکھو اور دوسرے دن افطار کرو۔ اور قرآن مجید کو ہر مہینہ میں ختم کیا کرو۔ انہوں نے کہا کہ میں اس سے
زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔ پس آپؐ برابر زیادتی فرماتے رہے۔ یہاں تک کہ فرمایا کہ تین دن کے اندر
ختم قرآن مجید کیا کرو۔

حدیث نمبر ۲۹۰۹، حَدَّثَنَا آدَمُ السَّعْتِيُّ أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَكِّيُّ وَكَانَ شَاعِرًا
كَانَ لَا يَتَّهِمُ فِي حَدِيثِهِ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ لِي
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّكَ تَصُومُ الدَّهْرَ وَتَقُومُ اللَّيْلَ فَقُلْتُ نَعَمْ
قَالَ إِنَّكَ إِذَا فَعَلْتَ ذَلِكَ هَجَمَتْ لَهُ الْعَيْنُ وَنَفِثَتْ لَهُ النَّفْسُ لِأَصَامٍ مِنْ
صَامِ الدَّهْرِ صَوْمُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ صَوْمِ الدَّهْرِ كُلِّهِ قُلْتُ فَإِنِّي أُطِيقُ أَكْثَرَ
مِنْ ذَلِكَ قَالَ فَصُمْ صَوْمَ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يَصُومُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ
يَوْمًا وَلَا يَفْطِرُ إِذَا لَاقَى -

ترجمہ۔ حضرت ابو العباس مکی جو شاعر تھے اور حدیث بیان کرنے میں جھوٹ سے متہم نہیں تھے۔
وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمروؓ بن العاصؓ سے سنا فرماتے تھے کہ جناب نبی اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے پوچھا تم ہمیشہ کا روزہ رکھتے ہو اور رات بھر عبادت کرتے ہو میں نے
کہا ہاں! آپؐ نے فرمایا تمہارے ایسا کرنے پر تمہاری آنکھوں کی بینائی کمزور ہو جائے گی۔ اور تمہارا
بدن تھک جائے گا۔ جس نے ہمیشہ کا روزہ رکھا اس نے روزہ ہی نہیں رکھا۔ تین دن کا روزہ ہمیشہ کا
روزہ ہے میں نے کہا میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔ فرمایا پھر صوم دَاوُد علیہ السلام رکھو
جو ایک دن روزہ رکھتے تھے اور دوسرے دن افطار کرتے تھے۔ جب دشمن سے لڑائی ہوتی۔ تو بھاگا

نہیں کرتے تھے۔

حدیث نمبر ۵۰۰۰، **اَحَدُنَا اسْحَقُ الْوَاسِطِيُّ** قَالَ دَخَلْتُ مَعَ اَبِيكَ عَلٰی عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو فَبَدَأَ ثَنَانًا اَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ لَهُ صَوْمِي فَنَدَخَلَ عَلَيَّ فَأَلْقَيْتُ لَهُ وِسَادَةً مِنْ أَدَمٍ حَشَوُهَا لَيْفٌ فَجَلَسَ عَلَيَّ الْأَرْضِ وَ صَارَتِ الْوِسَادَةُ بَيْنِي وَبَيْنَهُ فَقَالَ أَمَا يَكْفِيكَ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ خَمْسًا قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ سَبْعًا قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ تِسْعًا قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ إِحْدَى عَشْرَةَ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا صَوْمَ فَوْقَ صَوْمِ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ شَطْرَ الدَّهْرِ صُمْ يَوْمًا وَ افْطِرْ يَوْمًا۔

ترجمہ۔ حضرت عبد اللہ بن عمروؓ نے ہمیں حدیث بیان کی۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں میرے روزے کا ذکر کیا گیا۔ تو آپؐ میرے پاس تشریف لائے۔ میں نے آپؐ کے کنبے ایک چمڑے کا تکیہ جس کا اندر نش کھجور کے پتوں کا تھا بچھا دیا۔ لیکن آپؐ زمین پر بیٹھ گئے۔ تکیہ میرے اور آپؐ کے درمیان رہا۔ آپؐ نے فرمایا کہ تمہیں ہر مہینہ کے تین دن کے روزے کافی نہیں ہیں۔ میں نے کہا یا رسول اللہ آپؐ نے فرمایا پانچ، تو میں نے کہا یا رسول اللہ آپؐ نے فرمایا سات، میں نے کہا یا رسول اللہ آپؐ نے فرمایا نو، میں نے کہا یا رسول اللہ آپؐ نے فرمایا گیارہ۔ پھر آپؐ نے فرمایا جو روزہ داؤد علیہ السلام کے نصف زندگی کے روزہ سے اوپر ہو وہ روزہ ہی نہیں ہے۔ پس تم ایک دن روزہ رکھو اور ایک دن افطار کرو۔

تشریح از قاسمی | **فجلس علی الارض** یہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی تواضع اور انکسالی

تھی اور اپنے ساتھی پر اپنے آپ کو ترجیح نہ دی۔

قلت یا رسول اللہ جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ مجھے تین۔ پانچ۔ سات۔ نو اور گیارہ دن

کافی نہیں ہیں

بَابُ صِيَامِ أَيَّامِ الْبَيْضِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ وَارْبَعَ عَشْرَةَ وَخَمْسَ عَشْرَةَ

ترجمہ۔ ایام بیض کے روزے یعنی ہر مہینہ کی تیرہ، چودہ اور پندرہ کا روزہ۔

حدیث نمبر ۵۵۱۰، اَحَدُ ثَنَا أَبُو مَعْبُدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَوْصَانِي خَلِيلِي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِثَلَاثِ صِيَامٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ وَرَكَعَتَيِ الضُّحَىٰ وَأَنْ أُوْتِرَ قَبْلَ أَنْ أَنَامَ۔

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ مجھے میرے خلیل صلی اللہ علیہ وسلم نے تین روزوں کی وصیت فرمائی۔ ہر مہینہ کے تین دن کے روزے اشراق کی دو رکعتیں اور یہ کہ نیند کرنے سے پہلے میں دو نماز پڑھ لوں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ | اس باب میں امام بخاریؒ جو روایت لائے ہیں وہ اس پر دال ہے کہ وہ مطلق کو مقید پر محمول کرتے ہیں۔ گویا ترجمہ مراد روایت کی تفسیر ہوگا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ | بیض سے وہ راتیں مراد ہیں جن میں چاند اول سے آخر تک موجود رہتا ہے۔ ایام بیض کی تعیین میں نواقوال ہیں۔ راجح جہور کا قول ہے۔ جس کو مؤلف ترجمہ میں لایا ہے۔ اختلاف کا خلاصہ یہ ہے کہ ہر مہینہ کے تین دن کے روزے مستحب ہیں۔ اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے اور فرمایا تین دن ہیں۔ اور انہی کو صیام الدھر کہا جاتا ہے۔

بَابُ مَنْ زَارَ قَوْمًا فَلَمْ يَفْطِرْ عِنْدَهُمْ

ترجمہ۔ جو شخص کسی قوم کے پاس ملنے کے لئے جائے اور ان کے پاس افطار نہ کرے

حدیث نمبر ۵۲۰۰، اَحَدُ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى عَنْ أَنَسٍ قَالَ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَىٰ أُمِّ سُلَيْمٍ فَأَتَتْهُ بِمَرَدٍ سَمِيٍّ قَالَ أَعِيدُوا سَمْنَكُمْ فِي سِقَابِهِ وَتَمَرَكُمْ فِي دِعَائِهِ فَإِنِّي صَائِمٌ ثُمَّ قَامَ إِلَىٰ نَاجِيَةٍ مِنَ الْبَيْتِ فَصَلَّىٰ غَيْرَ الْمَكْتُوبَةِ فَدَعَا لَأُمِّ سُلَيْمٍ وَأَهْلِ بَيْتِهَا فَقَالَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ يَا رَسُولَ اللَّهِ

إِنِّي خَوَيْتُ قَالَ مَا هِيَ قَالَتْ خَاؤُكَ أَنَسُ مَا تَدْرِكُ خَيْرَ أَجْدَةٍ وَلَا دُنْيَا إِلَّا
دَعَا لِي بِهِ قَالَ اللَّهُمَّ ارْزُقْهُ مَالًا وَوَلَدًا وَبَارِكْ لَهُ فَإِنِّي لَمِنَ أَكْثَرِ الْأَنْصَارِ
مَالًا وَوَلَدًا ثَنِي ابْنِي أَمِينَهُ أَنَّهُ دُفِنَ لِصَلِيِّ مُقَدَّمٍ حَتَّاجِ الْبَصَرَةِ بِضَعِّ
وَعِشْرُونَ وَمِائَةً -

ترجمہ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت ام سلیمؓ کے پاس جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ تو آپؐ کے پاس کھجور اور گھی لے آئیں۔ آپؐ نے فرمایا گھی کو واپس مشکینہ میں ڈال دو۔ اور کھجور کو اس کے بھیلہ میں ڈال دو۔ کیونکہ میں روزے دار ہوں۔ پھر آپؐ گھر کے ایک گوشہ میں کھڑے ہو کر غیر فرضی یعنی نفل نماز پڑھنے لگے۔ پھر ام سلیمؓ اور ان کے گھر والوں کو بلوایا۔ تو حضرت ام سلیمؓ نے فرمایا۔ یا رسول اللہ میرے خاص بیٹے کے لئے دعا فرمائیں۔ آپؐ نے پوچھا۔ وہ کون ہے۔ انہوں نے فرمایا آپؐ کے خدمت گزار حضرت انسؓ ہے۔ پس آپؐ نے آخرت اور دنیا کی کوئی بھلائی نہ چھوڑی جس کی میرے لئے دعا نہ کی ہو۔ اے اللہ! اس کو مال اور اولاد دے۔ اور اس کو برکت عطا فرما۔ پس آپؐ کی دعا کی بدولت آج میں تمام انصار میں سے سب سے زیادہ مالدار ہوں۔ اور میری بیٹی امنیہؓ نے مجھے بتلایا کہ حجاج کے بصرہ کے آنے کے موقع پر میری بیٹی سے پیدا شدہ ایک سو بیس سے بھی کچھ اوپر لوگ دفن ہو چکے ہیں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ | خویصۃ مقصد ام سلیمؓ کا یہ ہے کہ میری جو اولاد حضرت طلحہؓ سے ہے وہ تو میرے اور ان کے درمیان مشترک ہے۔ پس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جو بھی ان کے لئے دعا فرمائیں گے۔ وہ فضیلت ان دونوں ماں باپ کے لئے ہوگی۔ لیکن حضرت انسؓ کا باپ چونکہ زندہ نہیں ہے۔ اس لئے وہ اپنی ماں کے لئے منحصر ہوگا۔ حضرت طلحہؓ کے لئے نہیں۔ پس آپؐ ان کے لئے خصوصی دعا کریں کیونکہ وہ آپؐ کا خدمت گزار بھی ہے۔ یہ شیخ گنگوہیؒ کی توجیہ تمام شراح کی توجیہ سے لطف اور اجود ہے۔

بَابُ الصَّوْمِ أَخِرَ الشَّهْرِ

ترجمہ۔ ہر مہینہ کے آخر میں روزہ رکھنا۔

حدیث نمبر ۵۴۰۰، اَحَدُ ثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ حُصَيْنٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ سَأَلَهُ أَوْسَالُ رَجُلًا قَوْمُهُ يَسْمَعُ فَقَالَ يَا أَبَا ثَلَاثٍ أَمَا صُمْتَ سَدَرَ هَذَا الشَّهْرِ قَالَ أَكَلْتُهُ قَالَ يَعْنِي رَمَضَانَ قَالَ الرَّجُلُ لَا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ فَإِذَا أَفْطَرْتَ فَصُمْ يَوْمَيْنِ لَمْ يَقُلِ الصَّلْتُ أَكَلْتُهُ يَعْنِي رَمَضَانَ وَقَالَ ثَابِتٌ أَعَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ سَدْرِ شُعْبَانَ أَصَحُّ.

ترجمہ۔ حضرت عمران بن حصینؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے ان سے پوچھایا اور کسی آدمی سے پوچھا اور وہ عمران بن سدرؓ سے پوچھا۔ آپؐ نے فرمایا اے ابو فلان کیا تم نے اس مہینہ کے آخر کا روزہ رکھا ہے۔ میرا گمان یہ ہے۔ کہ ان کی مراد رمضان کا آخر ہے۔ اس آدمی نے کہا نہیں یا رسول اللہ جس پر آپؐ نے فرمایا جب تو افطار کرے تو دو دن کے روزے رکھو۔ صلت نے یہ نہیں کہا۔ اظنہ یعنی رمضان چنانچہ ثابت کی سند سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے۔ شعبان کے آخر سے ابو عبد اللہ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ شعبان زیادہ صحیح ہے۔

تشریح از قاسمی | امام بخاریؒ نے ترجمہ میں شعبان کی قید نہیں لگائی۔ جس سے اس طرف اشارہ کرنا مقصود ہے۔ کہ یہ صرف شعبان کی خصوصیت نہیں بلکہ ہر مہینہ کے آخر میں روزہ رکھنا چاہیے۔ تاکہ مکلف کو عادت پڑی رہے۔ اگر اشکال ہو۔ کہ شعبان سے قبل ایک دن یا دو دن کی روزے کی تو ممانعت وارد ہوتی ہے۔ تو جواب یہ ہے کہ وہ ہر مہینہ کے آخر میں روزہ رکھنے کا عادی تھا تو گویا آپؐ نے معناد کو نہی سے مستثنیٰ قرار دے دیا۔ واللہ اعلم

بَابُ صَوْمِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَإِذَا أَصْبَحَ صَائِمًا يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَعَلَيْهِ أَنْ يَفْطُرَ
يَعْنِي إِذَا لَمْ يَصُمْ قَبْلَهُ وَلَا يُرِيدُ أَنْ يَصُومَ بَعْدَهُ -

ترجمہ۔ جمعہ کے دن روزہ رکھنا۔ جب جمعہ کے دن صبح کو روزہ دار ہو جائے تو اس پر لازم ہے کہ افطار کر دے۔ مقصد یہ ہے کہ جب اس سے پہلے اور اس کے بعد روزہ رکھنے کا ارادہ نہ ہو۔

حدیث نمبر ۵۴۰۱، اَحَدُ ثَنَا أَبُو عَاصِمٍ سَأَلْتُ جَابِرًا عَنْ النَّبِيِّ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ قَالَ نَعَمْ زَادَ غَيْرُ أَبِي عَاصِمٍ أَنْ
يَنْفِرَ دَبَّ صَوْمِ-

ترجمہ۔ محمد بن عباد فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت جابرؓ سے پوچھا کیا جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
نے جمعہ کے دن روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے۔ انہوں نے کہا ہاں! ابو عاصم کے علاوہ حضرات نے یہ
لفظ زیادہ کیلئے ہے کہ جو صرف اکیلے جمعہ کے دن کا روزہ رکھنا چاہتا ہو۔

حدیث نمبر ۵۵، اَحَدُ ثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ
النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَصُومُ أَحَدٌ كُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِلَّا يَوْمًا
قَبْلَهُ أَوْ بَعْدَهُ-

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔
فرماتے تھے کہ تم میں سے کوئی شخص اکیلے جمعہ کے دن کا روزہ نہ رکھے مگر اس سے پہلے ایک دن یا اس
کے بعد ایک دن رکھے۔

حدیث نمبر ۵۶، اَحَدُ ثَنَا مُسَدَّدٌ وَبِسْنَدٍ آخِرٍ عَنْ جُوَيْرِيَةَ بِنْتِ
الْحَارِثِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَهِيَ صَائِمَةٌ
فَقَالَ أَصُمَّتِ أَمْسِ قَالَتْ لَا قَالَ تُرِيدِينَ أَنْ تَصُومِيْنَ غَدًا قَالَتْ لَا قَالَ
فَأَفْطِرِي بِسْنَدٍ آخِرٍ فَأَمَدَهَا فَأَفْطَرَتْ-

ترجمہ۔ حضرت جویریہ بنت الحارثؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ
کے دن ان کے پاس تشریف لائے جب کہ یہ روزہ دار تھیں۔ آپؐ نے پوچھا۔ کیا کل گذشتہ تو نے
روزہ رکھا تھا انہوں نے فرمایا نہیں۔ پھر آپؐ نے پوچھا۔ کہ کل آئندہ روزہ رکھنے کا ارادہ ہے۔ اس نے
بتلایا کہ نہیں تو آپؐ نے فرمایا ابھی افطار کرو۔ دوسری سند سے ابو ایوبؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ
علیہ وسلم کے حکم پر انہوں نے افطار کر دیا۔

تشریح از شیخ زکریا | صوم یوم الجمعہ میں علماء کے پانچ اقوال ہیں۔ کراہتہ مطلقاً۔ اباحۃ مطلقاً
یہ قول امام مالکؒ اور امام ابو حنیفہؒ و امام محمدؒ۔ اور تیسرا قول کراہتہ افرادہ بالصوم کا ہے۔ چوتھا قول یہ کہ
اس دن کی خصوصیت کی بنا پر روزہ رکھے تو مکروہ ہے۔ پانچواں قول صوم یوم الجمعہ وحدہ مکروہ تحریمی ہے۔

لیکن شیخ گنگوہی کی تحقیق کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نہی اور اثبات دونوں مرزی ہیں تو نہی کو افراد پر محمول کیا جائے گا۔ جب کہ اس سے پہلے اور بعد کوئی روزہ نہ رکھے۔ اور اثبات کو جواز پر محمول کیا جائے گا۔ نہی کی وجہ یہ ذکر کی جاتی ہیں۔ عوام اس کی عظمت کے پیش نظر خصوصیت پر محمول کر دیں۔ اور یہود سے مشابہت ہو جائے کہ وہ یوم عبادت میں روزہ رکھتے تھے۔ اور اس کی آٹھ وجوہ اور جز میں بیان کی گئی ہیں۔

بَابُ هَلْ يَخُصُّ شَيْئًا مِنَ الْآيَامِ

ترجمہ۔ کیا دنوں میں سے کسی دن کی روزہ رکھنے کے لئے تخصیص کی جاسکتی ہے۔

حدیث نمبر ۵۰۰۰، حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ عُلْقَمَةَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ هَلْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْتَصُّ مِنَ الْآيَامِ شَيْئًا قَالَتْ لَا كَانَ عَمَلُهُ دِيْمَةً وَآيَاتُكُمْ يُطِيقُ مَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُطِيقُ۔

ترجمہ۔ حضرت علقمہ فرماتے ہیں۔ میں نے حضرت عائشہ سے پوچھا کیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنوں میں سے کسی چیز کو خاص کرتے تھے۔ فرمایا نہیں ان کا عمل ہمیشگی والا ہوتا تھا۔ تم میں سے کون ہے جو اس چیز کی طاقت رکھتا ہو جس کی آپ رکھتے تھے۔

بَابُ صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ

ترجمہ۔ نویں ذی الحجہ کا روزہ رکھنا

حدیث نمبر ۵۰۰۱، حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ بِنْتِ الْحَارِثِ أَنَّ نَاسًا تَمَادَوْا عِنْدَ هَذَا يَوْمِ عَرَفَةَ فِي صَوْمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ بَعْضُهُمْ هُوَ صَائِمٌ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَيْسَ بِصَائِمٍ فَأَرْسَلْتُ إِلَيْهِ بِقَدَحِ لَبَنٍ وَهُوَ أَقْبَى عَلَى يَدَيْهِمْ فَشَرِبَهُ۔

ترجمہ۔ حضرت ام الفضل بنت الحارث سے مروی ہے۔ کہ کچھ لوگوں نے عرفہ کے دن ان کے پاس جھگڑا کیا۔ بعض کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم روزے دار نہیں ہیں۔ تو حضرت ام الفضل نے آپ کی

خدمت میں ایک دودھ کا پالہ بھیجا جب کہ آپ اپنے اونٹ پر سوار کھڑے تھے پس آپ نے اس کو پی لیا۔
حدیث نمبر ۵۵۰۰ **اَحَدُ ثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ مَيْمُونَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّاسَ شَكُّوا فِي صِيَامِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ عَرَفَةَ فَأُرْسِلَتْ إِلَيْهِ بِحَلَابٍ وَهُوَ دَاقِفٌ فِي الْمَوْقِفِ فَشَرِبَ مِنْهُ وَالنَّاسُ يَنْظُرُونَ**۔

ترجمہ۔ حضرت میمونہ سے مروی ہے کہ لوگوں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عرفہ کے روزہ میں شک کیا۔ تو میں نے آپ کے پاس ایک دودھ کا برتن بھیج دیا جب کہ آپ موقوف میں کھڑے ہوئے تھے۔ پس آپ نے اس میں سے پی لیا۔ جب کہ لوگ دیکھ رہے تھے۔

بَابُ صَوْمِ يَوْمِ الْفِطْرِ

ترجمہ۔ عید الفطر کے دن روزہ رکھنے کا حکم

حدیث نمبر ۷۶۰۰ **اَحَدُ ثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوْسُفَ عَنْ أَبِي عَبْدِ مَوْلَى ابْنِ اَزْهَرَ قَالَ شَهِدْتُ الْعِيدَ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ هَذَا يَوْمَانِ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صِيَامِهِمَا يَوْمُ فِطْرٍ كَمَنْ صِيَامَهُمَا وَالْيَوْمُ الْاِخْدُ تَأْكُلُونَ فِيهِ مِنْ تَسْكِكُمْ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ وَقَالَ ابْنُ عَيْنَةَ مَنْ قَالَ مَوْلَى ابْنِ اَزْهَرَ فَقَدْ اَصَابَ وَمَنْ قَالَ مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ فَقَدْ اَصَابَ**۔

ترجمہ۔ ابو عبیدہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عمر بن الخطاب کے ہمراہ عید میں حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا۔ یہ دو دن ہیں۔ جن میں روزہ رکھنے سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے ایک دن تو روزے سے افطار کا دن ہے۔ اور دوسرا دن وہ ہے جس میں تم لوگ اپنی قربانیوں کا گوشت کھاتے ہو۔ امام بخاری فرماتے ہیں کہ ابن عیینہ محدث نے فرمایا جو مولیٰ ابن ازہر نے کہا اس نے بھی ٹھیک کہا۔ اور جس نے مولیٰ عبد الرحمن بن عوف نے کہا اس نے بھی ٹھیک کہا۔

حدیث نمبر ۷۶۰۱ **اَحَدُ ثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ الْفِطْرِ وَالْاِخْدِ وَعَنِ الصَّمَاءِ وَانْ يَحْتَبِيَ الرَّجُلُ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ وَعَنْ صَلَوةٍ بَعْدَ الصُّبْحِ وَالْعَصْرِ**۔

ترجمہ۔ حضرت ابوسعیدؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فطر کے دن اور قربانی کے دن روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے۔ اور ایک کپڑے کے جھل ڈالنے سے منع فرمایا۔ اور یہ کہ آدمی ایک کپڑے کے اندر اعتبار کرے۔ اور صبح اور عصر کی نماز کے بعد نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔ اعتبار یہ ہے کہ اپنی دونوں ٹانگوں کو پیٹ کے ساتھ ایسے کپڑے سے ملادے پھر بیٹھ کر پیچھے جا کر باندھ دے۔ مگر ایک کپڑے سے جھل بنالے اور اس کے دونوں کناروں کو نہ اٹھائے بلکہ اسے پانچوں طرف باندھ لے۔

بَابُ الصَّوْمِ يَوْمِ النَّحْرِ

ترجمہ۔ قربانی کے دن کا روزہ رکھنا

حدیث نمبر ۱۷۶۲ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوسَى الْيُحْدِثُ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ يَنْهَى عَنْ صِيَامَيْنِ وَبِعَتَيْنِ الْفِطْرِ وَالنَّحْرِ وَالْمَلَامَةِ وَالنَّابِذَةِ۔

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ دو روزوں سے اور دو قسم کی بیع سے منع کیا گیا ہے۔ فطر اور قربانی کے دن۔ چھونے اور پھینکنے سے بیع کا منع ہو جانے سے ملاستہ یہ ہے کہ جب میں تیرے کپڑے کو ہاتھ لگا دوں یا تو میرے کپڑے کو ہاتھ لگا دے تو بیع ہو گئی۔ منابذہ یہ ہے کہ جب میں تیری طرف کپڑا پھینک دوں یا کوئی تاجر تیری طرف کپڑا پھینک دے تو بس بیع مکمل ہو گئی۔ یہ زمانہ جاہلیت کی بیوع میں سے ہے۔

حدیث نمبر ۷۶۳ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى اَبِي عُمَرَ فَقَالَ رَجُلٌ يَنْذُرُ اَنْ يَصُومَ يَوْمًا قَالَ اَظَنُّهُ قَالَ الْاِثْنَيْنِ فَوَاقٍ يَوْمَ عِيدٍ فَقَالَ اَبُو عُمَرَ اَمَرَ اللّٰهُ بِوَقَاءِ النَّذْرِ وَنَهَى الْيَتِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَوْمِ هَذَا الْيَوْمِ۔

ترجمہ۔ ایک آدمی جناب ابن عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا کہ ایک آدمی نے منت مانی کہ وہ ایک دن یا میں گمان کرتا ہوں کہ دو دن کا روزہ رکھوں گا۔ اتفاق سے وہ دن عید کا تھا۔ تو ابن عمرؓ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے منت کو پورا کرنے کا حکم دیا ہے اور جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

نے اس دن کے روزے سے منع کیا ہے۔
حدیث نمبر ۷۶۴ **أَحَدُ ثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ** سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ
 وَكَانَ غَدَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ غَدَوَةً قَالَ سَمِعْتُ أَرْبَعًا
 مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَعْجَبَنِي قَالَ لَا تُسَافِرُ الْمَرْأَةُ مَسِيرَةَ يَوْمَيْنِ
 إِلَّا وَمَعَهَا زَوْجُهَا أَوْ ذُو مَحْرَمٍ وَلَا صَوْمٌ فِي يَوْمَيْنِ الْفِطْرِ وَالْأَضْحَى وَلَا صَلَاةٌ
 بَعْدَ الصُّبْحِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَلَا بَعْدَ الْعَصْرِ حَتَّى تَغْرُبَ وَلَا تُشَدُّ الرِّحَالُ
 إِلَّا إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ مَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَسْجِدِ الْأَقْصَى وَمَسْجِدِي هَذَا۔

ترجمہ۔ حضرت ابو سعید خدریؓ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ بارہ جنگوں
 میں حصہ لیا وہ فرماتے ہیں کہ میں نے چار چیزیں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنیں جو مجھے بہت
 پسند آئیں۔ فرمایا ایک تو یہ کہ کوئی عورت دو دن کی مسافت کا سفر نہ کرے مگر جب کہ اس کے ہمراہ
 اس کا شوہر یا کوئی ذی محرم رشتہ دار ہو۔ اور دوسرا یہ کہ دو دن یعنی فطر اور قربانی کے دن روزہ
 نہ رکھا جائے۔ تیسرا یہ کہ صبح کی نماز کے بعد نفل نماز اس وقت تک نہ پڑھی جائے جب تک سورج
 اچھی طرح نکل نہ آئے اور اسی طرح بعد عصر بھی نماز نفل نہ پڑھے جب تک سورج غروب نہ ہو جائے۔
 چوتھا یہ ہے کہ تین مساجد کے علاوہ اور کسی مسجد کی طرف کجاوے نہ کے جائیں۔ ایک مسجد حرام
 دوسرے مسجد اقصیٰ اور تیسری میری یہ مسجد ہے۔

بَابُ صِيَامِ أَيَّامِ التَّشْرِيقِ

وَقَالَ لِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى كَانَتْ عَائِشَةُ تَصُومُ أَيَّامَ مِنَى وَكَانَ أَبُو هَايَصُومَهَا

ترجمہ۔ تشریق کے دنوں میں روزہ رکھنا۔ حضرت عائشہؓ منی کے دنوں میں روزہ رکھا
 کرتی تھیں اور ان کا باپ بھی یہ روزے رکھتا تھا۔

حدیث نمبر ۷۶۵ **أَحَدُ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ** عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ عَنْهَا سَالِمٍ عَنْ
 ابْنِ عُمَرَ قَالَ لَمْ يُرَخَّصْ فِي أَيَّامِ التَّشْرِيقِ أَنْ يَصُومَ إِلَّا لِمَنْ لَمْ يَجِدِ الْهَدْيَ
 ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ اور ابن عمرؓ نے فرمایا کہ ایام تشریق میں روزہ رکھنے کی رخصت

نہیں دی گئی۔ مگر وہ شخص جس کے پاس قربانی کا جانور نہ ہو۔

حدیث نمبر ۷۶۹۱ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ الصَّيَامُ لَنْ يَمْتَنَعَ بِالْمُدَّةِ إِلَى الْحَاجِّ إِلَى يَوْمٍ عَدَفَتْ فَإِنْ لَمْ يَجِدْ هَذَا لَمْ يَصُمْ صَامَ أَيَّامٍ مِثْلِي عَنْ عَائِشَةَ مِثْلَهُ تَابَعَهُ ابْنُ هُرَيْمٍ

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا روزہ رکھنا اس شخص کے لئے ہے جس نے عمرہ کو حج کے ساتھ نفع اٹھایا تو وہ یوم عرفہ کا روزہ رکھے۔ اگر کسی کو قربانی کا جانور نہیں ملا اور نہ ہی وہ روزہ رکھ سکا ہے تو وہ مئی کے دنوں روزہ رکھے۔ حضرت عائشہؓ سے بھی اسی طرح منقول ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ | امام بخاریؒ نے جواز صوم ایام تشریق پر جو آثار ذکر کئے ہیں۔ وہ ان لوگوں پر حجت نہیں بن سکتے۔ جو اس کی ممانعت کے قائل ہیں۔ کیونکہ امام بخاریؒ نے کوئی

حجت شرعیہ پیش نہیں کی۔
تشریح از شیخ زکریاؒ | صیام ایام تشریق کے بارے میں علماء کے نو مذاہب ہیں۔ جن کی تفصیل ادھب میں ملے گی۔ ان میں سے دو قول زیادہ مشہور ہیں۔ امام احمدؒ محض متمتع اور قارن کو ہی ان دنوں روزہ رکھنے کی اجازت دیتے ہیں۔ ان کی دوسری روایت یہ ہے کہ نفل کے لئے تو ان ایام کے روزے ناجائز ہیں۔ البتہ فرض کے لئے ان دنوں روزہ رکھنے کی اجازت ہے۔ مگر امام شافعیؒ کے نزدیک مطلقاً ان ایام میں روزہ رکھنا جائز نہیں نہ نفلی نہ فرضی نہ متمتع کے لئے نہ قارن کے لئے۔ یہی قول امام ابو حنیفہؒ اور لیثؒ کہے۔ نہی کے عموم کی وجہ سے ممانعت ہے۔

بَابُ صِيَامِ يَوْمِ عَاشُورَاءَ

ترجمہ۔ دس محرم کو روزہ رکھنا۔

حدیث نمبر ۷۶۹۲ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ عَاشُورَاءَ إِنْ شَاءَ صَامَ

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ عاشوراء کے دن اگر چاہے تو روزہ رکھے۔

حدیث نمبر ۷۸، اَحَدٌ ثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِصِيَامِ يَوْمِ عَاشُورَاءَ فَلَمَّا فُرِضَ رَمَضَانُ كَانَ مِنْ شَاءِ صَامَ وَمِنْ شَاءَ أَفْطَرَ.

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم عاشوراء کے روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ لیکن جب رمضان فرض کیا گیا۔ تو جو شخص چاہے اس کا روزہ رکھے اور جو چاہے افطار کرے۔

حدیث نمبر ۷۹، اَحَدٌ ثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُسْلِمَةَ الْإِنْعَنَ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ يَوْمَ عَاشُورَاءَ تَصُومُهُ قُرَيْشٌ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُومُهُ فَلَمَّا قَدِمَ الدِّينَةَ صَامَهُ وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ فَلَمَّا فُرِضَ رَمَضَانُ تَرَكَ يَوْمَ عَاشُورَاءَ فَمَنْ شَاءَ صَامَهُ وَمَنْ شَاءَ تَرَكَهُ.

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جاہلیت میں قریش عاشوراء کے دن کا روزہ رکھتے تھے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان دنوں روزہ رکھتے تھے۔ جب مدینہ تشریف لائے تو خود بھی اس کا روزہ رکھا اور اس کے روزہ رکھنے کا حکم بھی دیا۔ لیکن جب رمضان فرض کیا گیا۔ تو یوم عاشوراء کے روزہ کو چھوڑ دیا گیا۔ پس جو چاہے رکھے جو چاہے اسے چھوڑ دے۔

حدیث نمبر ۸۰، اَحَدٌ ثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُسْلِمَةَ أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ يَوْمَ عَاشُورَاءَ حَاجَّ عَلَى النَّبِيِّ يَقُولُ يَا أَهْلَ الدِّينَةِ آيُنَ عُلَمَاءُكُمْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ هَذَا يَوْمُ عَاشُورَاءَ وَلَمْ يُكْتَبْ عَلَيْكُمْ صِيَامُهُ وَأَنَا صَائِمٌ فَمَنْ شَاءَ فَلْيَصُمْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيُفْطِرْ.

ترجمہ۔ حضرت امیر معاویہؓ بن ابی سفیانؓ نے حج والے سال عاشوراء کے دن منبر پر فرمایا کہ اے مدینہ والو! تمہارے علماء کہاں ہیں۔ میں نے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ یہ یوم عاشوراء ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس دن کا روزہ تم پر فرض نہیں کیا۔ مگر میں روزہ دار ہوں۔ پس جو شخص چاہے روزہ رکھے اور جو چاہے افطار کرے۔

حدیث نمبر ۸۱، اَحَدٌ ثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ الْهَمْدِيُّ قَالَ قَالَ قَدِيمُ النَّبِيِّ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ فَرَأَى الْيَهُودَ تَصُومُ يَوْمَ عَاشُورَاءَ فَقَالَ مَا هَذَا قَالُوا هَذَا يَوْمٌ صَالِحٌ هَذَا يَوْمُ نَبِيِّ اللَّهِ يُبْنَى إِسْرَائِيلُ مِنْ عَدُوِّهِمْ فَصَامَهُ مُوسَى قَالَ فَأَنَا أَحَقُّ بِمُوسَى مِنْكُمْ فَصَامَهُ وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے۔ تو یہود کو دیکھا کہ وہ یوم عاشوراء کا روزہ رکھے ہوئے ہیں۔ پوچھا یہ کیلئے انہوں نے کہا یہ وہ نیک دن ہے۔ جس دن اللہ تعالیٰ نے بنو اسرائیل کو ان کے دشمن سے نجات دی۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے شکریہ کا اس دن روزہ رکھا۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ میں تمہاری نسبت موسیٰ علیہ السلام زیادہ حقدار ہوں۔ پس خود بھی روزہ رکھا اور اس کے روزہ رکھنے کا حکم بھی دیا۔

حدیث نمبر ۷۷۲، أَحَدُ ثَنَاءِ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ كَانَ يَوْمُ عَاشُورَاءَ تَعْدُهُ الْيَهُودُ عِيدًا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصُومُوا أَنْتُمْ۔ ترجمہ۔ حضرت ابو موسیٰؓ فرماتے ہیں کہ یوم عاشوراء کو یہود عید شمار کرتے تھے۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم بھی اس دن کا روزہ رکھا کرو۔

حدیث نمبر ۷۷۳، أَحَدُ ثَنَاءِ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَحَرَّى صِيَامَ يَوْمٍ فَضَّلَهُ عَلَى غَيْرِهِ إِلَّا هَذَا الْيَوْمَ يَوْمَ عَاشُورَاءَ وَهَذَا الشَّهْرُ يَعْنِي شَهْرَ رَمَضَانَ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کسی دن کے روزے کی کوشش کرتے نہیں دیکھا۔ جس کو دوسرے پر فضیلت دیتے ہوں سوائے اس دن یوم عاشوراء کے اور اس مہینہ یعنی مہینہ رمضان کے۔

حدیث نمبر ۷۷۴، أَحَدُ ثَنَاءِ الْمَكِّيِّ بْنِ ابْنِ أَبِي هَيْمٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ قَالَ أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا مِّنْ أَهْلِ قَوْمٍ أَنْ يَأْتِيَ النَّاسَ أَنْ كَانَ أَكَلَ فَلْيَصُمْ بِقِيَّةِ يَوْمِهِ وَمَنْ لَمْ يَكُنْ أَكَلَ فَلْيَصُمْ فَإِنَّ الْيَوْمَ يَوْمُ عَاشُورَاءَ۔

ترجمہ۔ حضرت سلمہ بن اکوعؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ اسلم کے

ایک آدمی کو حکم دیا کہ وہ لوگوں میں اعلان کر دیں۔ کہ جس نے کھالیا ہو۔ وہ دن کا باقی حصہ روزہ رکھے۔ اور جس نے نہیں کھالیا وہ روزہ رکھے کیونکہ یہ دن عاشوراء کا دن ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہی | یہ قول یوم عرفہ کی فضیلت کے علم سے پہلے کا ہے۔ لہذا تعارض نہیں ہوگا۔ اسی طرح دوسرے ایام جن کی فضیلت کا بیان ہوا ہے۔ وہاں بھی تفضیل حقیقی مراد ہے۔ مطلق فضل مراد نہیں ہے۔

تشریح از شیخ زکریا | چنانچہ علماء کرام نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص افضل ایام سنت کے دن روزے رکھنے کی نذر ملے تو ان سب ایام کو شامل ہوگا۔ اگر افضل سائر ایام کی نذر ملتا ہے تو اس سے صرف یوم عرفہ مراد ہوگا۔ کیونکہ صوم یوم عرفہ کے بارے میں متعدد روایات وارد ہوئی ہیں۔ جن میں ہے کہ صوم یوم عرفہ سے دو سال کے گناہ معاف ہوتے ہیں۔ سنت ماضیہ اور مستقبلہ (عجیبہ) بعض حضرات نے تکفیر سنت مستقبلہ کے بارے میں لکھا ہے۔ کہ اس سال اس کی موت واقع نہیں ہوگی۔ اس لئے کہ گناہوں کی معافی موت کے بعد تو نہیں ہوتی۔ چنانچہ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ لھذہ بشری۔ بحیاء سنۃ مستقبلہ باقی ایام میں افضل یوم جمعہ بھی ہے۔ تو تطبیق اس طرح ہوگی۔ کہ افضل ایام السنۃ میں تو یوم عرفہ ہے ایام اسبوع میں جمعہ ہے۔ یعنی سال کے دنوں میں عرفہ افضل ہے۔ اور ہفتہ کے دنوں میں جمعہ افضل ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بَابُ فَضْلِ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ

ترجمہ جس شخص نے رمضان کی راتوں میں قیام کیا یعنی تراویح پڑھی اس کی فضیلت کے بیان میں۔
حدیث نمبر ۷۷۷۷ | **اَحَدُ ثَنَائِيحِيْ بْنِ بُكَيْرٍ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّم یَقُوْلُ لِرَمَضَانَ مَنْ قَامَهُ اٰمَنَّا وَارْحَسْنَا**
غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ۔

ترجمہ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ رمضان کے لئے فرماتے تھے کہ جس شخص نے اس کا قیام سچتہ یقین اور ثواب حاصل کرنے کی نیت سے کیا تو

اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

حدیث نمبر ۷۷۷۷: أَحَدٌ ثَمَّ عَبْدُ اللَّهِ بْنِ يُوسُفَ الْعَنَ ابْنِ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَتَوَقَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْأَمْرُ عَلَى ذَلِكَ ثُمَّ كَانَ الْأَمْرُ عَلَى ذَلِكَ فِي خِلَافَةِ ابْنِ بَكْرٍ وَصَدْرًا مِنْ خِلَافَةِ عُمَرَ وَبِسَنَدٍ آخِرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ الْقَارِي أَنَّهُ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ لَيْلَةً فِي رَمَضَانَ إِلَى الْمَسْجِدِ فَإِذَا النَّاسُ أَوْزَاعٌ مُتَفَرِّقُونَ يُصَلِّي الرَّجُلُ لِنَفْسِهِ وَيُصَلِّي الرَّجُلُ فَيُصَلِّي بِصَلَوَتِهِ الرَّهْطُ فَقَالَ عُمَرُ إِنِّي أَرَى لَوْ جُمِعَتْ هَؤُلَاءِ عَلَى قَارِيٍّ وَاحِدٍ لَكَانَ أَمْثَلًا ثُمَّ عَزَمَ فَجَمَعَهُمْ عَلَى ابْنِ كَعْبٍ ثُمَّ خَرَجْتُ مَعَهُ لَيْلَةً أُخْرَى وَالنَّاسُ يُصَلُّونَ بِصَلَاةِ قَارِيَّتِهِمْ قَالَ عُمَرُ بَعِمَ الْبِدْعَةُ هَذِهِ وَالَّتِي تَنَامُونَ عَنْهَا أَفْضَلُ مِنَ الَّتِي تَقُومُونَ يُرِيدُ أَخِي اللَّيْلَ وَكَانَ النَّاسُ يَقُومُونَ أَوَّلَهُ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس شخص نے اللہ پر یقین رکھتے ہوئے اور ثواب حاصل کرنے کی نیت سے تراویح پڑھی تو اس کے پچھلے سب گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ ابن شہاب فرماتے ہیں۔ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی تو معاملہ اسی طرح رہا۔ حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کے دور میں بھی اسی طرح رہا اور حضرت عمرؓ کے ابتدائی دور خلافت میں بھی اسی طرح رہا۔ دوسری سند کے ساتھ عبد الرحمن بن عبد القاریؓ کہ میں حضرت عمر بن الخطابؓ کے ہمراہ رمضان کی ایک رات میں مسجد کی طرف چلا تو کیا دیکھتے ہیں کہ لوگ مختلف جماعتوں میں بیٹے ہوئے ہیں کوئی تو اکیلا پڑھ رہا ہے اور ایک آدمی کے پچھلے ایک جماعت کھڑی ہے۔ تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میری سمجھ یہ آتا ہے۔ کہ اگر میں ان سب کو ایک قاری پر جمع کر کر لیتا تو کتنا بہتر ہوتا۔ تو اس کا پکا ارادہ کر کے تو پھر ان سب کو ایک قاری حضرت ابی بن کعبؓ پر جمع کر دیا۔ پھر ایک دوسری رات میں ان کے ساتھ گیا۔ تو لوگ ایک قاری کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے۔ جس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا یہ اچھی بدعت ہے۔ لیکن وہ نماز جس سے تم سو جاتے ہو وہ اس نماز سے افضل ہے۔

جس کو تم قائم کرتے ہو۔ مقصد یہ تھا کہ یہ نماز آخریل میں ادا کی جاتی اور لوگ اسے اول میں قائم کرتے تھے۔

حدیث نمبر ۱۷۷۷: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى وَذَلِكَ فِي رَمَضَانَ وَبِسُنْدٍ آخِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ لَيْلَةً مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ فَصَلَّى فِي الْمَسْجِدِ وَصَلَّى رِجَالٌ بِصَلَوَتِهِ فَأَصْبَحَ النَّاسُ فَتَحَدَّثُوا فَأَجْتَمَعَ أَكْثَرُهُمْ فَصَلُّوا مَعَهُ فَأَصْبَحَ النَّاسُ فَتَحَدَّثُوا فَكَثُرَ أَهْلُ الْمَسْجِدِ مِنَ اللَّيْلِ الثَّالِثَةِ فَخَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى فَصَلُّوا بِصَلَوَتِهِ فَلَمَّا كَانَتِ اللَّيْلَةُ الرَّابِعَةَ عَجَزَ الْمَسْجِدُ عَنْ أَهْلِهِ حَتَّى خَرَجَ لِبُصْلُوَةِ الصُّبْحِ فَلَمَّا قَضَى الْفَجْرَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَتَشَهَّدَ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّهُ لَمْ يَخْفَ عَلَى مَكَانِكُمْ وَلَكِنِّي خَشِيتُ أَنْ تُفْتَرَضَ عَلَيْكُمْ فَتَعْجِزُوا عَنْهَا فَتُؤَيَّرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْأَمْرُ عَلَى ذَلِكَ۔

ترجمہ: حضرت عائشہ زوجہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتی ہیں کہ آپ نے نماز پڑھی اور وہ رمضان میں تھی۔ دوسری سند سے یوں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات آدھی رات کے وقت گھر سے باہر تشریف لائے۔ تو آکر مسجد میں نماز پڑھی۔ تو لوگوں نے بھی آپ کی اقتدار میں نماز پڑھی۔ صبح کو لوگ آپس میں باتیں کرنے لگے۔ تو اس چرچا کی وجہ سے لوگ پہلے سے زیادہ جمع ہو گئے۔ آپ نے نماز پڑھی۔ اور لوگوں نے بھی آپ کے ہمراہ نماز ادا کی۔ پھر صبح کو چرچا ہونے لگا۔ تو تیسری رات میں لوگ مسجد میں پہلے سے زیادہ جمع ہو گئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ آپ نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔ جب چوتھی رات ہوئی تو مسجد اہل مسجد سے بھر گئی۔ لیکن آپ تشریف نہ لائے۔ بلکہ صبح کی نماز کے لئے باہر تشریف لائے۔ پس جب فجر کی نماز ادا کر لی تو لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے کلمہ شہادت پڑھا۔ پھر فرمایا اما بعد۔ تمہارا عبادت میں شوق میرے سے مخفی نہیں ہے۔ لیکن مجھے خطرہ لاحق ہوا کہ کہیں یہ تمہارا دیکھ تم پر فرض نہ کر دی جائے کہ اس کے بھلنے سے عاجز آ جاؤ۔ پس آپ کی وفات ہو گئی تو معاملہ اسی طرح رہا۔

حدیث نمبر ۷۸۷۱: حَدَّثَنَا السُّعَيْدُ أَنَّه سَأَلَ عَائِشَةَ كَيْفَ كَانَتْ صَلَوةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَمَضَانَ فَقَالَتْ مَا كَانَ يَزِيدُ فِي رَمَضَانَ وَلَا فِي غَيْرِهَا عَلَى إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً يُصَلِّي أَرْبَعًا فَلَا تَسْأَلُ عَنْ حُسَيْنٍ وَطُولِ لَيْلٍ ثُمَّ يُصَلِّي أَرْبَعًا فَلَا تَسْأَلُ عَنْ حُسَيْنٍ وَطُولِ لَيْلٍ ثُمَّ يُصَلِّي ثَلَاثًا فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَتَنَامُ قَبْلَ أَنْ تَوْتِرَ قَالَ يَا عَائِشَةُ إِنَّ عَيْنَيَّ تَنَامَانِ وَلَا يَنَامُ قَلْبِي.

ترجمہ: حضرت ابوسلمہ بن عبد الرحمن نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز رمضان شریف میں کیسے ہوتی تھی۔ فرمایا کہ آپؐ رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعات سے زیادہ نہیں کرتے تھے۔ چنانچہ چار رکعات پڑھتے تو آپؐ ان کی خوبصورتی اور طوالت کے متعلق سوال نہ کریں۔ پھر دوسری چار رکعات پڑھتے۔ تو ان کی خوبصورتی اور طوالت کے متعلق نہ پوچھیں پھر تین رکعات پڑھتے تھے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! کیا آپؐ وتر پڑھنے سے پہلے سو جاتے ہیں۔ فرمایا اے عائشہؓ میری آنکھیں سوتی ہیں اور میرا دل نہیں سوتا۔

تشریح از شیخ گنگوہی: اما کاٹینہ یہ بیہ فی رمضان دلالت دلا فی غیرہ امام بخاریؒ

کا اس روایت کو اس جگہ لانا اس بات کی طرف اشارہ کرنا ہے کہ یہ فعل رمضان شریف کے ساتھ مخصوص تھا۔ باقی ایام میں نہیں پایا جاتا تھا۔ حالانکہ روایت سے جو نماز ثابت ہوتی ہے وہ تہجد کی نماز ہے۔ جس کی امام بخاریؒ نفی کرنا چاہتے ہیں۔ اور حضرت عائشہؓ کا یہ قول عادت مستمرہ کو بتلا رہا ہے۔ نہ کہ شاذ و نادر کو عادت مستمرہ تو تہجد کی تھی۔ تراویح تو صرف رمضان میں ادا کی جاتی ہے۔

تشریح از شیخ زکریا: شیخ گنگوہیؒ نے فیہ اشارہ سے واضح کر دیا کہ یہ نماز اتوں کے

ساتھ خاص تھی۔ جس پر فاصبح الناس کے ترجمہ تو اوجہ دلالت کرتا ہے۔ اگر یہ کوئی معتاد نماز ہوتی تو اس کا چرچا نہ کرتے اور نہ ہی کثیر تعداد میں جمع ہوتے۔ اور آپؐ کا چوتھی رات باہر تشریف نہ لانا بھی دال ہے کہ وہ تہجد نماز نہیں تھی بلکہ صلوٰۃ تراویح تھی۔ اور موطایں تیرہ رکعات کا ذکر ہے اور بعض روایات میں رکعتی الفجر کے ساتھ پندرہ رکعات کا ذکر ہے۔ بنا بریں علامہ قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ کی روایات میں اضطراب ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ اوقات متعددہ اور احوال مختلفہ پر مبنی ہے۔ گیارہ رکعت

بغیر رکعتی الفجر کے تیرہ ہے رکعتی الفجر اور پندرہ رکعات میں دس تسبیح کی تین و تراود و رکعت فجر ہیں۔ اور ظاہر یہ ہے کہ جب سائل صلوٰۃ لیل کے متعلق پوچھا۔ تو حضرت عائشہؓ نے رمضان کا لفظ زائد کر دیا۔ جس سے سائل کو وہم ہوا کہ شاید رمضان میں صلوٰۃ لیل میں اضافہ ہوتا ہو گا تو حضرت عائشہؓ نے اپنے قول سے اس کا وہم دفع کر دیا۔ کہ ماہِ ربیعہ فی رمضان لا غیرہ کہ رمضان اور غیر رمضان میں اس پر زیادتی نہیں ہوتی تھی۔ یہ عادت مستمرہ تھی کبھی کبھی کمی و بیشی ہوتی تھی۔ جانا چاہیئے۔ فروع میں اختلاف کے باوجود ائمہ اربعہ کا اس پر اتفاق ہے۔ صلوٰۃ تراویح بیس رکعات ہیں۔ امام مالکؒ سے چھتیس رکعات منقول ہیں۔ لیکن سلفاً و خلفاً بیس رکعات پر اتفاق ہے۔ اور امام طحاویؒ نے مبالغہ کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ صلوٰۃ التراویح فی الجماعۃ واجبۃ علی الکفایۃ لیکن ابن بطال فرماتے ہیں قیام رمضان سنتہ۔

بَابُ فَضْلِ لَيْلَةِ الْقَدْرِ

وَقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ وَمَا أَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ ۚ قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ مَا كَانَ فِي الْقُرْآنِ مَا أَدْرَاكَ فَقَدْ أَعْلَمَهُ وَمَا قَالَ وَمَا يُدْرِيكَ فَيَأْتِيهِ لَمْ يُعْلِمَهُ.

ترجمہ۔ لیلہ القدر کی فضیلت کے بارے میں۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے بے شک ہم نے اس قرآن مجید کو لیلۃ القدر میں اتارا ہے۔ اور آپؐ کو کیا علم ہے کہ لیلۃ القدر کیا ہے ابنِ عیینہؒ فرماتے ہیں کہ قرآن مجید میں جہاں بھی ما دراک آیا ہے اس کے معنی ما اعلمہ کے ہے اور جہاں وما یدریک کہے اس کے معنی لم یعلمہ کے ہیں۔

حدیث نمبر ۹۷۷، أَحَدُ ثَنَاءِ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ تَابِعَهُ سُلَيْمَانُ ۝

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپؐ نے فرمایا۔ کہ آپؐ نے فرمایا۔ کہ جس نے رمضان کے روزے رکھے یقینی کے ساتھ اور ثواب کی غرض سے تو اس کے سب پچھلے

گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ اور جس نے لیلة القدر میں یقین اور خواب کی نیت سے قیام کیا اس کے بھی سب پچھلے گناہ معاف ہو جائیں گے۔

بَابُ التَّمَسُّوْلِیْلَةِ الْقَدْرِ فِي السَّبْعِ الْاَوَاخِرِ

ترجمہ۔ لیلة القدر کو آخری سات دنوں میں تلاش کرو۔

حدیث نمبر ۷۸۰: اَحَدُ ثَمَانٍ عَشَرَ اَبْنُ يُوْسُفَ الْهَمْدَانِيُّ عَنْ اَبْنِ عُمَرَ اَنَّ رَجُلًا مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرَادَ الْيْلَةَ الْقَدْرَ فِي الْمَنَامِ فِي السَّبْعِ الْاَوَاخِرِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرَى دُرُيَاكُمْ قَدْ تَوَاطَاَتُ فِي السَّبْعِ الْاَوَاخِرِ فَمَنْ كَانَ مُتَحَدِّيًا فَلْيَتَحَدَّهَا فِي السَّبْعِ الْاَوَاخِرِ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سے کچھ حضرات کو لیلة القدر خواب میں آخری سات دنوں میں دکھائی گئی۔ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ مجھے بھی تمہارا خواب دکھایا گیا ہے۔ جو آخری سات دنوں میں دونوں خواب موافق ہو گئے۔ پس جو شخص اس کو تلاش کرنے والا ہو تو اسے سات آخری دنوں میں تلاش کرے۔

حدیث نمبر ۷۸۱: اَحَدُ ثَمَانٍ عَشَرَ اَبْنُ يُوْسُفَ الْهَمْدَانِيُّ عَنْ اَبْنِ سَلَمَةَ قَالَ سَأَلْتُ اَبَا سَعِيدٍ وَكَانَ لِي صِدِّيقٌ فَقَالَ اَعْتَكِفْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَشْرَ الْاَوَسَطَ مِنْ رَمَضَانَ فَخَرَجَ عَشْرِينَ فَخَطَبْنَا وَقَالَ اِنِّي اُرَيْتُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ ثُمَّ اُنْسِيَتْهَا فَالْتَمَسُوْهَا فِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ فِي الْوُثْرِ وَ اِنِّي رَأَيْتُ اَنِّي اَسْجُدُ فِي مَاءٍ وَ طِينٍ فَمَنْ كَانَ اَعْتَكَفَ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلْيَرْجِعْ فَرَجَعْنَا وَمَا نَرَى فِي السَّمَاءِ قَزَعَةً فَجَاءَتْ سَحَابَةٌ فَمَطَرَتْ حَتَّى سَالَ سَقْفُ الْمَسْجِدِ وَكَانَ مِنْ جَرِيدِ النَّخْلِ وَ اُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْجُدُ فِي الْمَاءِ وَ طِينٍ حَتَّى رَأَيْتُ اَثَرَ الطِّينِ فِي جَبْهَتِهِ۔

ترجمہ۔ حضرت ابی سلمہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوسعیدؓ سے پوچھا اور وہ میرے دوست تھے۔ تو انہوں نے فرمایا کہ ہم جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ رمضان شریف کے درمیانہ عشرہ میں اعتکاف

بیٹھے۔ تو آپ بیسویں کی صبح کو باہر تشریف لاکر ہمیں خطبہ دیا اور فرمایا کہ مجھے لیلة القدر دکھائی گئی۔ پس میں نے اپنے آپ کو دیکھا کہ میں پانی اور کچھڑ میں سجدہ کر رہا ہوں۔ پس جو شخص آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ اعتکاف بیٹھ چکا ہے۔ پس واپس جلتے۔ پس ہم واپس لوٹے۔ اس حال میں کہ آسمان میں ہم کو بادل کا کوئی پتلا ٹکڑا بھی نظر نہیں آتا تھا۔ پس بادل آیا اور یہاں تک کہ بارش برسی کہ مسجد کی چھت بہہ پڑی جو کھجور کی ٹہنیوں سے بنی ہوئی تھی۔ پھر نماز کی تکبیر کہی گئی تو میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پانی اور کچھڑ میں سجدہ کرتے دیکھا۔ حتیٰ کہ کچھڑ کا نشان آپ کی پیشانی مبارک میں نظر آیا۔

تشریح از شیخ گنگوہی | اس سال لیلة القدر ستائیسویں تاریخ کو تھی نہ کہ اکیسویں اور

تیسویں تاریخ کو۔

تشریح از شیخ زکریا | اس توجیہ سے شیخ گنگوہی نے ان مختلف روایات کو جمع کر دیا جو لیلة القدر کے بارے میں وارد ہوئی ہیں۔ جانا چاہیے کہ پہلی بات تو یہ ہے کہ لیلة القدر رمضان شریف کے آخری عشرہ میں ہے۔ پھر یہ کہ سبع ادا ختم ہے۔ جس کو دس دن قیام کی قوت ہے اس کو دس پر ترغیب دی گئی۔ اور جس کو دس پر قدرت نہیں اسے سات کا کہا گیا۔ جس کی تائید حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اس مرفوع حدیث سے ہوتی ہے۔ جس کے الفاظ یہ ہیں۔ **فَارْبَعٌ غَلِبَتْكُمْ فَلَا تَغْلِبُوا فِي السَّبْعِ الْبَوَاقِي** کہ اگر تم دس سے مغلوب ہو جاؤ تو سات سے مغلوب نہ ہو۔ پھر سبع ادا ختم کے مصداق میں علماء کرام کے پانچ اقوال ہیں۔ بعض نے چوبیس^{۲۲} تاریخ بعض نے تیس^{۲۳} اور بعض انتیس^{۲۹} اور بعض ستائیس۔ چنانچہ یہاں پر ستائیسویں تاریخ مراد ہے۔ اور یہ عطیہ رحمت مرحومہ کی عمریں چھوٹے ہونے کی وجہ سے ہوا۔

بَابُ تَحَرِّيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ فِي الْوَتْرِ مِنَ الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ فِيهِ عِبَادَةٌ

ترجمہ۔ لیلة القدر کو آخری عشرہ کے وتر میں تلاش کرنا چاہیے اس بارے میں حضرت عبادہ سے روایت ہے۔

حدیث نمبر ۴۸۲ | **اَحَدُ ثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ اَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ عَنْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم قَالَ تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْوَتْرِ مِنَ الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَّمَضَانَ**۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لیلة اللہ کو رمضان شریف کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔

حدیث نمبر ۷۸۳۱ اَحَدُنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ حَمْدَةَ اَنَّ اَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُجَاوِرُ فِي رَمَضَانَ الْعَشْرَ الْاَوَّلِيَّ فَيَسُطُّ الشَّهْرَ فَاِذَا كَانَ جَاوِزَ يَمْسِي مِنْ عِشْرَيْنَ لَيْلَةً تَمْضِي وَيَسْتَقْبِلُ اَحَدِي وَعِشْرَيْنَ رَجَعَ اِلَى مَسْكَنِهِ وَرَجَعَ مَنْ كَانَ يُجَاوِرُ مَعَهُ وَاَنَّهُ اَقَامَ فِي شَهْرِ جَادٍ فِيهِ اللَّيْلَةُ الَّتِي كَانَ يَرْجِعُ فِيهَا فَخَطَبَ النَّاسَ فَاَمَرَهُمْ مَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ قَالَ كُنْتُ اُجَاوِرُ هَذِهِ الْعِشْرَةَ ثُمَّ بَدَلْتُ اِلَى اَنْ اُجَاوِرَ هَذِهِ الْعِشْرَةَ الْاَوَّلَةَ اِذَا كَانَ فَنُ كَانَ اَعْتَكَفَ مَعِيَ فَلْيَبُتْ فِي مَعْتَكِفِهِ وَقَدْ اُرِيْتُ هَذِهِ اللَّيْلَةَ ثُمَّ اُنْسِيْتُهَا فَاَتَمَعْتُهَا فِي الْعِشْرِ الْاَوَّلَةِ وَابْتَغَوُهَا فِي كُلِّ وَتِيرٍ وَقَدْ رَاَيْتُنِي اَسْجُدُ فِي مَا وَدَّ طِينُ فَاَسْتَهَلَّتِ السَّمَاءُ فِي تِلْكَ اللَّيْلَةِ فَاَمْطَرَتْ فَوَكَّفَ النَّبِيُّ فِي مُصَلًى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً اَحَدِي وَعِشْرَيْنَ فَبَصُرْتُ عَلَيْهِ نَظَرْتُ اِلَيْهِ اَنْصَرَفَ مِنَ الصُّبْحِ وَوَجْهُهُ مُتَمَلِّئٌ طِينًا وَمَاءً.

ترجمہ۔ حضرت ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان شریف کے درمیان فی عشرہ میں اعتکاف بیٹھتے تھے۔ پس بیسویں کی شام ہو جاتی تھی۔ اور اکیسویں رات کی آمد ہوتی تھی۔ تو آپؐ اپنے ٹھکانے پر واپس آجاتے۔ اور وہ لوگ بھی جو آپؐ کے ہمراہ اعتکاف بیٹھتے وہ بھی واپس آجاتے۔ پھر ایک مہینہ قیام پذیر رہے۔ تو اس رات میں اعتکاف بیٹھے جس رات واپس آجاتے تھے۔ پس لوگوں میں خطبہ دیا۔ اور جو چیز اللہ تعالیٰ نے چاہی اس کا ان کو حکم دیا پھر فرمایا میں یہ دس دن اعتکاف میں رہتا تھا۔ لیکن اب مجھے واضح ہوا ہے کہ میں آخری عشرہ میں اعتکاف میں رہوں۔ پس جو شخص میرے ہمراہ اعتکاف میں رہے۔ وہ اپنے اعتکاف کی جگہ میں ٹھہر جائے۔ کیونکہ مجھے یہ رات دکھلائی گئی۔ پھر بھلا دی گئی۔ پس اس کو آخری عشرہ کے طاق راتوں میں تلاش کرو۔ میں نے اپنے آپ کو پانی اور کچھ پڑیوں میں سجدہ کرتے دیکھے۔ پس اس رات بادل کڑ کا خوب بارش ہوئی۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سجدہ گاہ کے حصہ کی مسجد ٹپک پڑی۔ وہ اکیسویں کی رات تھی۔ پس میں نے اپنی آنکھ سے

تجلی الہی کو دیکھا۔ صبح کی نماز سے جب فارغ ہو کر پھرے تو آپ کا چہرہ کیچڑ اور پانی سے لٹرا ہوا تھا۔
حدیث نمبر ۴۸۴ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْتَمَسُوا وَاخِرَ مَا خَلَّتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُجَاوِرُ فِي الْعَشْرِ الْأَوَّخِرِينَ رَمَضَانَ وَيَقُولُ نَحْنُ وَالْيَلَّةُ الْقَدَرُ فِي الْعَشْرِ الْأَوَّخِرِينَ رَمَضَانَ۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں کہ آپؐ نے فرمایا۔ تلاش کرو۔ اور دوسری سند سے ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان شریف کے آخری عشرہ میں اعتکاف میں بیٹھا کرتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ لیلۃ القدر کو رمضان کے آخری عشرہ میں تلاش کرو۔

حدیث نمبر ۴۸۵ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْتَمَسُوهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَّخِرِينَ رَمَضَانَ لَيْلَةُ الْقَدَرِ فِي تَاسِعِهِ تَبْقَى تَابِعَهُ عَبْدُ الْوَهَّابِ الْأَعْمَشِيُّ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ اَلْتَمَسُوا فِي أَدْنَى عَشْرَيْنِ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لیلۃ القدر کو رمضان کے آخری عشرہ میں تلاش کرو۔ لیلۃ القدر کو مہینہ سے نو دن باقی سات دن باقی پانچ دن باقی میں تلاش کرو۔ اور یہ بھی ہے کہ چوبیس تاریخ کو تلاش کرو۔

تشریح از شیخ لنگوٹی | چوبیس دن گزر جانے کے بعد اور شام آنے کے وقت تو یہ پچیسویں کی رات ہوتی۔

حدیث نمبر ۴۸۶ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ عَنْ ابْنِ مَجْلَزٍ وَعَنْكَرَةَ قَالَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هِيَ فِي الْعَشْرِ هِيَ فِي تِسْعٍ يَمْضِينَ أَوْ فِي سِتٍّ يَبْقَيْنِ يَعْنِي لَيْلَةَ الْقَدَرِ

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ لیلۃ القدر آخری عشرہ میں ہے۔ وہ لیلۃ القدر وہ نو دن جو گزر رہے ہیں یا سات دن جو باقی رہتے ہیں۔ مراد لیلۃ القدر ہے۔

تاسع محصیض سے اتیسویں کی رات اور سابع بیقینض سے تیسویں کی رات مراد ہے۔

بَابُ رَفْعِ مَعْرِفَةِ لَيْلَةِ الْقَدْرِ لِتَلَاخِي النَّاسِ

ترجمہ۔ لوگوں کے جھگڑا کرنے کی وجہ سے لیلۃ القدر کی پہچان کو اٹھا لینا۔

حدیث نمبر ۷۸۱۰، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُخْبِرَنَا بِلَيْلَةِ الْقَدْرِ فَنَلَاخِي رَجُلَانِ مِنَ السُّلَيْمِيِّينَ فَقَالَ خَرَجْتُ لِأُخْبِرَكُمْ بِلَيْلَةِ الْقَدْرِ فَنَلَاخِي فُلَانٌ وَفُلَانٌ فَرُفِعَتْ وَعَسَى أَنْ أَنْ يَكُونَ خَيْرًا لَكُمْ فَالْتَمَسُوهُمَا فِي التَّاسِعَةِ وَالسَّابِعَةِ وَالْخَامِسَةِ۔

ترجمہ۔ حضرت عبادہ بن صامتؓ نے فرمایا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں لیلۃ القدر کے بارے میں خبر دینے کے لئے باہر تشریف لائے۔ پس دو مسلمان آپس میں جھگڑ پڑے جس پر آپؐ نے فرمایا کہ میں تمہیں لیلۃ القدر کی خبر دینے کے لئے روانہ ہوا تھا لیکن فلاں فلاں آدمی جھگڑ پڑے تو وہ معرفت اٹھا لی گئی۔ ممکن ہے یہ تمہارے لئے بہتر ہو۔ پس اس کو آخری عشرہ کی نانویں رات یا ساتویں رات یا پانچویں رات میں تلاش کرو۔

تشریح از شیخ گنگوہی | فرفعت یعنی محض اس سال میں اس کی علامت اور پہچان اٹھالی گئی۔

تو یہ دوسرے سال کی علامت کے منافی نہ ہوگا۔ یا مطلب یہ ہے کہ وجود لیلۃ القدر پر جو پہلی علامت تھی وہ اٹھالی گئی پچھلی نہیں اٹھائی گئی۔

تشریح از شیخ زکریا | امام بخاریؒ نے ترجمہ میں اسی کی طرف اشارہ فرمایا کہ بالکل لیلۃ القدر نہیں اٹھائی گئی البتہ اس کی معرفت اٹھالی گئی۔ جس پر قرینۃ التمسوہا کا لفظ ہے جس کو رفعت کے بعد ذکر کیا گیا ہے۔

عسیٰ ان یكون خیرا وجہ خیریت یہ ہے کہ اختار کی وجہ سے کل مہینہ کے قیام کی سعی کی جائے گی یا کم از کم آخری عشرہ کی عبادت ہوتی رہے گی۔

علامت کیلئے علماء فرماتے ہیں کہ ہر چیز سا جب نظر آتی ہے۔ یا ہر مقام پر انوار برستے نظر آتے ہیں۔ اور بعض نے کہا کہ فرشتوں کی طرف سے سلام اور خطاب سنائی دیتا ہے۔ اور بعض نے کہا ہر عار قبول ہوتی ہے۔ یا وہ

صبح مہر دیکھی جاتی ہے۔ یعنی بابرش ہوتی ہے۔ یا یہ کہ سورج میں تمازت نہیں رہتی۔

بَابُ الْعَمَلِ فِي الْعَشْرِ الْآخِرِينَ وَمَضَانَ

ترجمہ۔ رمضان شریف کے آخری عشرہ میں کیا عمل ہونا چاہیے۔

حدیث نمبر ۷۸۶، اَحَدُ ثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ شَدَّ مِئْزَرَهُ وَآخَى إِلَيْهِ وَاقْفَظَ أَهْلَهُ۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب رمضان شریف کا آخری عشرہ شروع ہوتا تھا تو تہ بند مضبوط باندھ لیتے تھے۔ ساری رات عبادت کرتے اور گھر والوں کو بھی عبادت کے لئے بیدار کرتے تھے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

أَبْوَابُ الْأَعْتِكَافِ

بَابُ الْأَعْتِكَافِ فِي الْعَشْرِ الْآخِرِ

وَالْأَعْتِكَافُ فِي الْمَسَاجِدِ كُلِّهَا الْقَوْلُ تَعَالَى وَلَا تَبَاشِرُوهُنَّ وَأَنْتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ

ترجمہ۔ آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھنا اور اعتکاف سب مساجد میں برابر ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے

کہ ان عورتوں سے ہم بستر نہ کرو جب کہ تم مساجد میں اعتکاف بیٹھنے والے ہو۔

حدیث نمبر ۷۸۹، اَحَدُ ثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْآخِرَ مِنْ رَمَضَانَ۔

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان شریف کے آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھتے تھے۔

حدیث نمبر ۷۹۰، اَحَدُ ثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُونُسَ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَكَبَّرُ الْعَشْرَ الْأَوَّلَ وَآخِرَهُ مِنْ رَمَضَانَ حَتَّى تَوَقَّاهُ اللَّهُ ثُمَّ اعْتَكَفَ أَزْوَاجُهُ مِنْ بَعْدِهِ -

ترجمہ۔ حضرت عائشہ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان شریف کے آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھتے تھے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وفات دی۔ پھر آپ کی بیٹیاں بھی اعتکاف بیٹھتی تھیں۔

حدیث نمبر ۹۱۹۱: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَكَبَّرُ فِي الْعَشْرِ الْأَوَّلِ وَسَطِ مِنْ رَمَضَانَ فَاَعْتَكَفَ عَامًا حَتَّى إِذَا كَانَ لَيْلَةُ أَحَدَى وَعَشْرَيْنَ وَهِيَ اللَّيْلَةُ الَّتِي يَخْرُجُ مِنْ صَبِيحَتِهَا مِنْ اِعْتِكَافِهِ قَالَ مَنْ كَانَ اعْتَكَفَ مَعِيَ فَلْيَعْتَكِفِ الْعَشْرَ الْأَوَّلَ وَآخِرَهُ وَقَدْ أُرِيتُ هَذِهِ اللَّيْلَةَ ثُمَّ انْسَيْتُهَا وَقَدْ رَأَيْتُنِي أَسْجُدُ فِي مَاءٍ وَطَلِينٍ مِنْ صَبِيحَتِهَا فَالْتِمَسُوهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَّلِ وَآخِرِهِ وَالتَّمَسُّوهَا فِي كُلِّ وَشْرٍ فَمَطَرَتِ السَّمَاءُ بِتِلْكَ اللَّيْلَةِ وَكَانَ الْمَسْجِدُ عَلَى عَرِيشٍ فَوَكَفَ لِلسَّجْدِ فَبَصُرَتْ عَيْنَايَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى جِلْبَتِهِ أَشْرَ الْمَاءِ وَالطَّلِينِ مِنْ صُبْحِ أَحَدَى وَعَشْرَيْنَ -

ترجمہ۔ حضرت ابوسعید خدریؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان شریف کے درمیان عشرہ میں مختلف ہوتے تھے۔ پس ایک سال تو آپ اعتکاف بیٹھے۔ یہاں تک کہ جب اکیسویں رات ہوئی جس کی صبح کو آپ اعتکاف سے باہر تشریف لاتے تھے۔ تو فرمانے لگے کہ جو شخص میرے ہمراہ مختلف ہو تو وہ آخری عشرہ میں مختلف ہوں۔ کیونکہ وہ لیلۃ القدر مجھے دکھلائی گئی۔ پھر مجھے بھلوا دی گئی۔ جب کہ میں نے اپنے آپ کی صبح میں پانی اور کچھ پیس سجده کرتے دیکھا۔ پس اس کو آخری عشرہ میں تلاش کرو۔ اور اس کی وتر راتوں میں تلاش کرو۔ پس اس رات خوب بارش ہوئی۔ اور مسجد چھپر کی تھی تو وہ ٹپکنے لگی۔ تو میری دونوں آنکھوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی مبارک پر پانی اور کچھ ٹپکے کے نشان دیکھے۔ یہ اکیسویں کی صبح تھی۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ | یخرج من صبیحہا ۱۱ یہاں خروج سے مراد فراغت ہے۔ اور

یہی تاویل لیلۃ احدی وعشرین میں ہوگی کہ اس سے اس کا قرب اور دو نو مراد ہوگا۔ یہ نہیں کہ اس کا دخول

مراد ہو۔ کیونکہ پھر تو دس دن کا اعتکاف مکمل نہیں ہوگا۔ وکان للسجد علی عرش ای من عریش
بیہ افاکت الواعلی الناس معنی من الناس کے ہیں۔

تشریح از شیخ زکریا | اعتکاف کے لغت میں معنی ٹھہرنے کے ہیں۔ اور اصطلاح شرع میں
عمل مخصوص فی موضع مخصوص فی زمن مخصوص بشرط مخصوصۃ و تروک مخصوصۃ اہل علم کا اجماع ہے کہ اعتکاف
سنت ہے۔ واجب نہیں ہے۔ ہاں البتہ اگر کوئی نذر مان کر واجب کر لے تو ادربات ہے۔ پھر امام بخاری
نے فی المساجد کلام کیا کہہ کر ایک اختلافی مسئلہ کی طرف اشارہ فرمایا۔ کہ کسی مسجد کی تخصیص نہیں۔ البتہ
مسجد جس میں جماعت قائم ہوتی ہو۔ اس میں اعتکاف ہو ورنہ دو میں سے ایک خرابی لازمی آئے گی۔ یا تو
ترک جماعت لازم آئے گا یا بار بار نکلنا ہوگا۔ جس سے خردج متکرر ہو جائے گا۔ جو بلا ضرورت اعتکاف کے
منافی ہے اور مرد کے لئے مسجد کی شرطیۃ پر علماء کا اتفاق ہے۔ البتہ عورت اپنے گھر میں الگ جگہ مقرر
کر کے بیٹھ سکتی ہے۔ مائیکہ کے نزدیک مردوں اور عورتوں کے لئے ہر مکان میں اعتکاف بیٹھنا جائز ہے کیونکہ
یہ نفل ہے اور نوافل بیوت کے اندر افضل ہیں۔ لیکن جہور ہر مسجد میں اعتکاف جائز کہتے ہیں۔ چنانچہ
امام بخاری نے فی المساجد کلام کیا کہہ کر عموم مساجد کی طرف اشارہ فرمادیا۔

ان یکون خارجا فی تلك الصبیحة یہ توجیہ شراح کی توجیہات سے زیادہ لطیف ہے کیونکہ اس
صورت میں سب روایات متفق ہو جاتی ہیں۔ اگر خراج صلیوہ عشرین مخطبنا کو صحیح مانا جائے تو آخر روایت میں من
صبح احدی عشرین ہے۔ اس کے مخالف ہو جائے گا۔ اور اعتکاف شروع کرنے کے بارے میں جہور کا مسلک
یہ ہے۔ کہ اکیسویں کی رات سے شروع کرے تاکہ عشر لیالی کا عدد پورا ہو جائے۔ یہ اسی صورت میں ہے۔
جب کہ پہلی رات کو شامل کیا جائے۔ ورنہ عدد عشر بالکل تمام نہ ہوگا۔ نیز! دو مہری وجہ یہ ہے کہ عشر او آخر
میں اعتکاف کا مقصد لیلة القدر کو تلاش کرنا ہے۔ اور وہ کبھی اکیسویں کی رات کو بھی ہوتی ہے۔ لہذا
اس رات کو بھی شامل کیا جائے تاکہ حصول مقصد میں ممد ثابت ہو۔

بَابُ الْحَائِضِ تُرْجِلُ لِّلْعَتِكَفِ

ترجمہ۔ حائضہ عتکاف کے کنگھا کر سکتی ہے۔

حدیث نمبر ۹۲۷۱۔ احَدُ ثَنَاءِ مُحَمَّدٍ بْنِ النَّفْثِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا

زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصْنِفُ إِلَى رَأْسِهِ
وَهُوَ مُجَاوِرٌ فِي الْمَسْجِدِ فَأَرْجَلُهُ وَأَنَا حَائِضٌ -

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ زوجہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتی ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
جب مسجد میں محکف ہوتے تھے تو میری طرف اپنا سر جھکا لیتے تھے تو حیض کی حالت میں آپؐ کے لنگھا کر
دیتی تھی۔

بَابُ الْمُعْتَكِفِ لَا يَدْخُلُ الْبَيْتَ إِلَّا لِحَاجَةٍ

ترجمہ۔ محکف بغیر ضرورت کے گھر میں داخل نہیں ہو سکتا۔

حدیث نمبر ۴۹۳ احَدُ ثَنَاءُ قُتَيْبَةَ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَتْ وَإِنْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَدْخُلَ عَلَى رَأْسِهِ
وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَأَرْجَلُهُ وَكَانَ لَا يَدْخُلُ الْبَيْتَ إِلَّا لِحَاجَةٍ إِذَا كَانَ
مُعْتَكِفًا -

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ زوجہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
جب مسجد میں ہوتے تھے۔ تو میری طرف اپنا سر قریب کر دیتے۔ تو میں آپؐ کے لنگھا کر دیتی تھی۔ اور جب
آپؐ محکف ہوتے تو بغیر حاجت انسانی کے گھر میں داخل نہیں ہوتے تھے۔

تشریح از قاسمی | حاجت انسانی بول و بران کے لئے محکف کا مسجد سے نکلنا تو بالاتفاق علماء

جائز ہے۔ البتہ دوسری ضروریات مثل عیادت مریض۔ جنازہ۔ جمعہ کی حاضری اس میں اختلاف ہے۔ امام
نورنی اور ابن مبارکؒ تو جائز کہتے ہیں۔ لیکن امام ابو حنیفہؒ کے متعلق امام محمدؒ موطائیں لکھتے ہیں۔ لا یخرج

الرجل اذا اعتكف الا للفاطر والبول واما الطعام والشراب فيكون في معتكفه

وهو قول ابی حنیفہؒ

بَابُ غُسْلِ الْمُعْتَكِفِ

ترجمہ۔ محکف کو دھونا۔

حدیث نمبر ۹۸۴۰ | حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبَاشِرُنِي وَأَنَا حَائِضٌ وَكَانَ يُخْرِجُ رَأْسَهُ مِنَ السُّجْدِ وَهُوَ مُعْتَكِفٌ فَأَعْسِلُهُ وَأَنَا حَائِضٌ -

ترجمہ: حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے بدن سے اپنا بدن ملا تے تھے۔ جب کہ میں حائضہ ہوتی تھی۔ اور مسجد سے باہر اپنا مبارک اعتکاف کی حالت میں نکال لیتے جس کو میں حیض کی حالت میں دھو لیتی تھی۔

بَابُ الْإِعْتِكَافِ لَيْلًا

ترجمہ: رات کے وقت اعتکاف بیٹھنا

حدیث نمبر ۹۸۹۵ | حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ بْنُ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُنْتُ نَذَرْتُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَنْ أَعْتَكِفَ لَيْلَةً فِي مَسْجِدِ الْحَرَامِ قَالَ فَأَوْفِ بِنَذْرِكَ -

ترجمہ: حضرت ابن عمر سے مروی ہے کہ جناب عمر بن الخطاب نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا فرمایا کہ میں نے جاہلیہ میں نیت کی تھی کہ میں مسجد حرام میں ایک رات کا اعتکاف بیٹھوں گا۔ تو آپ نے فرمایا کہ اپنی نیت کو پورا کر دو۔

تشریح از شیخ گنگوہی | اِنِّیْ اَعْتَكِفُ لَیْلَةً جو لوگ اعتکاف میں روزے کی نفی کرتے ہیں۔ ان کے لئے یہ حدیث حجت نہیں بن سکتی۔ اس لئے کہ اہل عرب لیلۃ کا لفظ بول کر اس سے نهار مراد لیا کرتے ہیں۔ اور حضرت عمرؓ کے قصہ میں روایات مختلف ہیں۔ بعض میں لیلۃ کی بجائے یوماً کا لفظ آیا ہے۔ تو ضروری ہے کہ اس سے رات اور دن دونوں مراد لئے جائیں تاکہ روایات میں تعارض نہ ہو۔ دوسرے زمانہ کفر کی نذر لازم نہیں ہے۔ لہذا اگر وہ روزہ سے خالی ہو تو کوئی ضرر نہیں ہے۔ کیونکہ جب اعتکاف واجب نہ ہوا۔ تو روزہ بھی شرط نہ ہوگا۔ اس لئے کہ روزہ تو اعتکاف واجب میں شرط ہے مطلق اعتکاف میں شرط نہیں ہے۔

تشریح از شیخ زکریا | اعتکاف میں صوم شرط ہے یہ اختلافی مسئلہ ہے۔ امام مالکؒ کے

نزدیک خواہ اعتکاف واجب ہو یا نفل سب کے لئے صوم شرط ہے۔ اور خنابلہ کے نزدیک مطلقاً شرط نہیں ہے۔ نہ مندوب میں اور نہ ہی نذریں۔ اور شوافع کے نزدیک مطلق اعتکاف میں روزہ شرط نہیں ہے۔ البتہ اتباع سنت کے طور پر مسنون ہے۔ علامہ احناف کے نزدیک تفصیل ہے کہ مندوب واجب اعتکاف کے لئے صوم شرط ہے۔ اور مندوب کے لئے شرط نہیں ہے۔ اور تیسرا قول یہ ہے کہ سنت مؤکدہ کی اعتکاف میں شرطیت صوم سے متون ساکت ہیں۔ البتہ علامہ شافعی نے شرطیت کو ترجیح دی ہے۔ حاصل یہ ہوا کہ ائمہ اربعہ کے نزدیک اعتکاف واجب میں بھی روزہ کا شرط ہونا صحیح نہیں ہے۔

اللیلۃ وترید النہار الخلاصہ یہ ہے کہ اگر ایام جمع کا صیغہ بولا جائے تو لیا لی اس میں یقیناً شامل ہوں گی۔ جیسا کہ ذکر کیا علیہ السلام کے قصہ میں ثلثہ آیام ثلث لیال سویا دارد ہوا ہے۔ لیکن اگر لیلۃ کا لفظ اکیلا ذکر ہو۔ تو درمختار میں ہے۔ کہ یہ نذر صحیح نہیں ہوگی۔ کیونکہ رات محل صوم نہیں ہے۔ البتہ اگر اس سے دن مراد لے تو پھر نذر صحیح ہوگی۔ وجہ یہ ہے کہ جب یوم کو لیل کے تابع کیا گیا تو جب متبوع یعنی لیلۃ میں نذر باطل ہوئی تو تابع میں بھی باطل ہو جائے گی۔ البتہ اگر لیل بول کر مجازاً یوم مراد لیا جائے۔ ایک تو اس لئے کہ لیلۃ مطلق زمن کے معنی میں متعل ہوتا ہے۔ پھر یہ مطلق مقید یعنی یوم میں متعل ہوا تو یوم مقصود ہوگا لہذا نذر صحیح ہوگی۔

لوجب الحمل علی ما قلنا کیونکہ مسلم کی روایت میں سبجائے لیلۃ کے یوما کا لفظ ہے اور ابن بطال فرماتے ہیں کہ اصل حدیث کے الفاظ یوں ہیں۔ ان اعتکف یوما و لیلۃ فی الجاہلیۃؓ تو راویوں نے اسے مخفّر کر دیا۔ نیز ان کی روایت میں ہے۔ امدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یعتکف ویصوم تو اب اشتراط صوم کے خلاف نہ ہوا۔

النذر سالتہ الکفر لم یکون لانما چنانچہ امام نووی فرماتے ہیں وہ نذر جو حالت کفر میں جاری ہو۔ صحیح یہ ہے کہ وہ واجب نہیں ہوتی۔ تو آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کا امر استجبابی ہوگا۔ تاکہ خلاف وعدہ نہ ہو۔ فقہار اس کو ندب پر محمول کرتے ہیں۔

بَابُ اِعْتِكَافِ النِّسَاءِ

ترجمہ عورتوں کا اعتکاف میں بیٹھنا۔

حدیث نمبر ۷۹۶۱ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْتَكِفُ فِي الْعَشْرِ الْأَوَّلِ مِنْ رَمَضَانَ فَكَتُبْتُ لَهُ خِبَاءً فَوَضَعِي الصُّبْحَ ثُمَّ يَدْخُلُهُ فَاسْتَأْذَنَتْ حَفْصَةَ عَائِشَةَ أَنْ تَضْرِبَ خِبَاءً فَأَذِنَتْ لَهَا فَضَرَبَتْ خِبَاءً فَلَمَّا رَأَتْهُ زَيْنَبُ بِنْتُ جَحْشٍ ضَرَبَتْ خِبَاءً أَخْرَفَلَتَا أَصْبَحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى الْخَبِيَةَ فَقَالَ مَا هَذَا فَأُخْبِرَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلْبَسْتَرُونَ بِهِنَ فَلَذِكَ الْإِعْتِكَافَ ذَلِكَ الشَّهْرَ ثُمَّ اعْتَكَفَ عَشْرًا مِنْ شَوَّالٍ.

ترجمہ: حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان شریف کے آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھا کرتے تھے۔ میں آپ کے لئے ایک اون کا خیمہ لگا دیتی تھی۔ پس آپ صبح کی نماز پڑھ کر اس میں داخل ہو جایا کرتے تھے۔ پس حضرت حفصہؓ نے حضرت عائشہؓ سے خیمہ لگانے کی اجازت مانگی تو انہوں نے ان کو اجازت دے دی۔ چنانچہ انہوں نے خیمہ لگا لیا۔ جب حضرت زینب بنت جحشؓ نے اس کو دیکھا تو انہوں نے دوسرا خیمہ لگا دیا۔ جب صبح کو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ تو یہ خیمہ دیکھ کر پوچھا یہ کیلئے ہے آپ کو اطلاع دی گئی۔ تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم ان بیویوں کے ساتھ نیکی کا گمان کرتے ہو۔ تو آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مہینہ کا اعتکاف چھوڑ دیا۔ پھر شوال کے دس دن اعتکاف میں بیٹھے۔

تشریح: انیہ لکھوئی فاستاذنت حفصہ عائشہؓ ان یہ اجازت انہوں نے اس لئے طلب کی۔ کیونکہ حضرت عائشہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک ایک عظیم المرتبہ خاتون تھیں۔ حضرت حفصہؓ نے یہ گمان کیا کہ اگر میرا یہ فعل ان کی رائے سے ہوا تو کوئی ضرر نہیں ہوگا۔ دوسری صورت میں ممکن ہے کہ وہ شاید مخالفت کریں۔ البتہ تردید بھری نیکی سے کامل نیکی مراد ہے۔ ورنہ مطلق نیکی کی نفی نہیں ہے۔ بلکہ کامل نیکی کی نفی ہے۔ کیونکہ ان کے اعتکاف میں ایک قسم کا تفاخر ہے اور یہ کہ وہ اپنی سوکن سے کم نہ رہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ بعض روایات میں ہے کہ حضرت عائشہؓ نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے قبلہ لگانے کی اجازت مانگی تھی۔ اس طرح آپ نے چار قبے دیکھے۔ تین ازواج کے اور ایک اپنا۔ مگر مشہور تین قبے ہیں۔ حضرت عائشہؓ، حفصہؓ اور زینبؓ کا۔

الکامل جہنہ مشہور ہی ہے۔ جس کی تصریح بہت سی روایات میں آئی ہے۔ البتہ ریاکار عبادت کے ثواب سے بالکل محروم نہیں ہوگا۔ جیسے تجارت کو حج میں داخل کرنے والا حج کے ثواب سے محروم نہیں رہتا۔ ایسے جہاد کرنے والا اگر غنیمت کے مال میں رغبت کرے تو جہاد کے ثواب سے محروم نہیں رہے گا۔

تشریح از قاسمی | یصلی الصبح ثم یدخلہ سے امام اوزاعیؒ اور لیثؒ نے استدلال کیا ہے کہ معتکف اول النہار سے اعتکاف کی ابتداء کر سکتا ہے۔ مگر ائمہ اربعہ کا مسلک یہ ہے کہ جب کوئی شخص عشرہ یا جہینہ بھر کے اعتکاف کی نیت کرے تو قبیل الغروب سے ابتداء کرے تاکہ یہ رات بھی عشرہ میں داخل ہو جائے۔ اور حدیث کی تادیلی یہ ہے کہ آپؐ اول لیل میں اعتکاف میں داخل ہوئے۔ البتہ صبح کی نماز کے بعد ہی سے اپنے آپ کو اس مکان میں ٹھہرا لیا جو اعتکاف کے لئے تیار کیا گیا تھا۔

ثم اعتکف عشرۃ **شو** ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث دال ہے کہ نوافل معتادہ جب فوت ہو جائیں تو ان کی قضا کرنا مستحب ہے۔ بلکہ مالکیہؒ نے تو اس سے استدلال کیا ہے کہ جو عمل شروع کر کے باطل کر دیا جائے تو اسے قضا کرنا واجب ہے۔ قاضی عیاضؒ فرماتے ہیں کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے فعل پر نکیر اس لئے فرمائی کہ آپؐ کو خوف پیدا ہوا کہ کہیں یہ بیگات غیر مخلص ہوں۔ بلکہ فخر و مباہلات کرنا چاہتی ہوں۔ دوسری بات یہ ہے کہ مسجد مجمع الناس ہے۔ اس میں دیہاتی اور منافقین بھی آتے جاتے رہتے ہیں۔ تو ان پیہیوں کو خروج و دخول میں خاصی پریشانی لاحق ہوگی۔

بَابُ الْأَخْبِيَةِ فِي الْمَسْجِدِ

ترجمہ۔ مسجد میں خیمے لگانا۔

حدیث نمبر ۷۹۷۹ | حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَادَ أَنْ يُعْتَكِفَ فَلَمَّا انْصَرَفَ إِلَى الْمَكَانِ الَّذِي أَرَادَ أَنْ يُعْتَكِفَ إِذَا أَخْبِيَةً خِبَاءُ عَائِشَةَ وَخِبَاءُ حَفْصَةَ وَخِبَاءُ زَيْنَبَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُنَّ فَقَالَ لَبَّ تَقُولُونَ بِهِنَّ ثُمَّ انْصَرَفَ فَلَمْ يُعْتَكِفْ حَتَّى اعْتَكَفَ عَشْرًا مِنْ شَوَّالٍ۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم معتکف ہونے کا ارادہ کیا۔

تو اس مکان کی طرف تشریف لے گئے جہاں آپ اعتکاف بیٹھنے کا ارادہ رکھتے تھے۔ دیکھا وہ تو بھی لگے ہوئے ہیں۔ حضرت عائشہؓ، حضرت حفصہؓ اور حضرت زینبؓ نے فرمایا کیا تم ان کے لئے نیکی کہو گے۔ پھر آپ چلے گئے اور اعتکاف نہ بیٹھے یہاں تک کہ شوال کے دس دن معکف ہوئے۔

بَابُ هَلْ يَخْرُجُ الْمُعْتَكِفُ لِحَوَائِجِهِ إِلَى بَابِ الْمَسْجِدِ

ترجمہ۔ کیا معکف اپنی ضروریات کے لئے مسجد کے دروازے تک جاسکتا ہے۔

حدیث نمبر ۱۷۹۸، حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَنَّهُ كَانَ صَفِيَّةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهُمَا جَاءَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزُورُهُ فِي إِعْتِكَافِهِ فِي الْمَسْجِدِ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ فَتَحَدَّثَتْ عِنْدَهُ سَاعَةً ثُمَّ كَانَتْ تَنْقَلِبُ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهَا يَقْلِبُهَا حَتَّى إِذَا بَلَغَتْ بَابَ الْمَسْجِدِ عِنْدَ بَابِ أُمِّ سَلَمَةَ مَرَّ رَجُلَانِ مِنَ الْأَنْصَارِ فَسَلَّمَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى رَسُولِكَمَا إِنَّمَا هِيَ صَفِيَّةُ بِنْتُ حَبِيبٍ فَقَالَ سُبْحَانَ اللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَكَبَّرَ عَلَيْهِمَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَبْلُغُ مِنَ الْإِنْسَانِ مَبْلَغَ الدَّمِ وَإِنِّي خَشِيتُ أَنْ يَقْذِفَ فِي قُلُوبِكُمَا شَيْئًا۔

ترجمہ۔ حضرت صفیہؓ زوجہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم خبر دیتی ہیں کہ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے رمضان تشریف لائیں۔ پس کچھ دیر انہوں نے آپ کے پاس باتیں کیں۔ پھر واپس آنے کے لئے کھڑی ہوئیں۔ تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کو روانہ کرنے کے لئے کھڑے ہوئے۔ یہاں تک کہ جب وہ مسجد کے دروازے میں جو حضرت ام سلمہؓ کے دروازے کے نزدیک ہی پہنچیں تو انصار کے دو آدمی وہاں سے گذرے اور انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام کہا۔ آپ نے ان سے فرمایا۔ ٹھہرو بھائی۔ یہ تو نبی صلیہ بنت حبی ہیں۔ انہوں نے کہا سبحان اللہ یا رسول اللہ اور یہ بات ان پر گراں گزری۔ تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شیطان انسان کی اس

جگہ تک پہنچتا ہے جہاں تک خون پہنچتا ہے۔ تو مجھے خطرہ لاحق ہوا کہ کہیں دلوں میں کوئی بات نہ ڈال دے۔

بَابُ الْإِعْتِكَافِ وَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَبِيحَةَ عَشْرِينَ

ترجمہ۔ اعتکاف بیٹھنا اور بیسیوں کی صبح کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نکلنا۔

حدیث نمبر ۹۹۹، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَنِيزَةَ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخَدْرِيَّ قُلْتُ هَلْ سَمِعْتَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ قَالَ نَعَمْ إِعْتَكَفْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَشْرَ الْأَوَّلَ وَسَطَ مِنْ تَمَاضَانَ قَالَ فَخَرَجْنَا صَبِيحَةَ عَشْرِينَ فَقَالَ إِنِّي أُرَيْتُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ وَرَأَيْتُ نَبِيَّهَا فَالْتِمَسُوهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَّلِ وَآخِرِ فِي وَتَرَفَاتِي رَأَيْتُ أَنَّ أَسْجُدَ فِي مَاءٍ وَطِينٍ وَمَنْ كَانَ إِعْتَكَفَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلْيَرْجِعْ فَرَجَعَ النَّاسُ إِلَى الْمَسْجِدِ وَمَا نَرَى فِي السَّمَاءِ قَذَعَةً قَالَ فَجَاءَتْ سَحَابَةٌ فَمَطَرَتْ وَارْقَمَتِ الصَّلَاةُ فَسَجَدَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الطَّيْنِ وَالْمَاءِ حَتَّى رَأَيْتُ الطَّيْنُ فِي أَرْبَلَتِهِ وَجَبَّتْهُ.

ترجمہ۔ ابوسلمہ بن عبد الرحمن فرماتے ہیں کہ میں نے ابوسعید خدری سے سوال کیا۔ میں نے کہا۔ کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ لیلۃ القدر کا ذکر کرتے ہوں۔ فرمایا ہاں! ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ رمضان کے درمیان عشرہ میں اعتکاف بیٹھے۔ فرماتے ہیں کہ ہم میں کی صبح کو فارغ ہو کر باہر نکلے۔ فرمایا کہ ہمیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیسیوں تاریخ کو خطبہ دیا۔ فرمایا کہ میں نے لیلۃ القدر کو دیکھا ہے۔ لیکن وہ مجھے بھلوا دی گئی۔ پس اس کو رمضان شریف کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔ کیونکہ میں نے اپنے آپ کو دیکھا کہ میں پانی اور کچھ پیر میں سجدہ کر رہا ہوں۔ پس جو شخص جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ اعتکاف بیٹھے تو وہ واپس ہو جائے۔ چنانچہ لوگ مسجد کی طرف لوٹ گئے۔ اور ہمیں آسمان میں کوئی پتلے بادل کا ٹکڑا دکھائی نہ دیا۔ مگر اچانک بادل اکبر برسا۔ نماز کے لئے تکبیر کہی گئی تو جناب رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے کیچڑ اور پانی میں سجدہ کیا۔ یہاں تک کہ میں نے کیچڑ آپ کی ناک کی بینی اور پیشانی میں دیکھی۔

بَابُ اِعْتِكَافِ الْمُسْتَحَاضَةِ

ترجمہ: مستحاضہ کا اعتکاف بیٹھنا

حدیث نمبر ۸۰۰ | حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عَائِشَةَ ۙ قَالَتْ اِعْتَكَفَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ امْرَأَةٌ مِنْ أَزْوَاجِهِ مُسْتَحَاضَةً فَكَانَتْ تَرَى الْحُمْرَةَ وَالْصُّفْرَةَ فَرُبَّمَا وَضَعْنَا الطَّشْتَ تَحْتَهَا وَهِيَ تُصَلِّيُ

ترجمہ: حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ آپ کی بیویوں میں سے ایک عورت اعتکاف بیٹھی جب کہ وہ مستحاضہ تھی۔ پس وہ سرخی اور زردی دیکھتی تھی۔ پس بسا اوقات ہم اس کے نیچے کھال رکھ دیتے تھے۔ اور وہ نماز پڑھتی تھیں۔

تشریح از شیخ گنگوہی | اس باب کے ضبط کرنے کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ مستحاضہ کا اعتکاف جائز نہ ہو۔ کیونکہ مسجد کے ملوث ہونے کا احتمال ہے۔ یہی وجہ ہے کہ گوشت لے کر مسجد میں داخل ہونے سے منع فرمایا گیا ہے۔ اور ارشاد فرمایا گیا ہے اپنی مساجد کو بچوں اور پاگلوں سے بچاؤ۔ دفع جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ مستحاضہ کے اعتکاف فی المسجد کوئی حرج نہیں۔ جب کہ عورت پر فتنہ کا خطرہ نہ ہو۔ اور علاج معالجہ سے تلووث مسجد کا خوف نہ ہو۔

تشریح از شیخ زکریا | اور ایک طویل حدیث میں ہے۔ لا یمیر فیہ بالجمیع یعنی مسجد میں گوشت لے کر نہ گزرے۔ کیونکہ خون گرنے کا خطرہ ہے۔

تشریح از قاسمی | عکرمہ سے مروی ہے کہ حضرت ام سلمہؓ مستحاضہ کی حالت میں معتکف ہوئی تھیں۔

بَابُ زِيَارَةِ الْمَرَّةِ زَوْجَهَا فِي اِعْتِكَافِهِ

ترجمہ: اعتکاف کی حالت میں بیوی کا خاوند سے ملنے جانا

حدیث نمبر ۱۸۰۱ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَفِيٍّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ أَنَّ صَفِيَّةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ وَبَسْنَدٍ آخِرُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ وَعِنْدَهُ أَرْوَاحُ فَدَخَنَ فَقَالَ لَصَفِيَّةَ بَنَتْ حُتَيْ لَا تَعْبَلِي عَلَيَّ أَنْصِرَتْ مَعَكَ وَكَانَ بَيْتُهُمَا فِي دَارِ أَسَامَةَ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهَا فَلَقِيَهُ رَجُلَانِ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ أَجَاؤَا وَقَالَ لَهُمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَالِيَا صَفِيَّةَ بَنَتْ حُتَيْ فَاَلْأَسْبَحَانَ اللَّهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ إِنْ الشَّيْطَانُ يَجْعِدُنِي مِنَ الْإِنْسَانِ مَجْعَدَى الدَّمِ وَإِنِّي خَشِيتُ أَنْ يُلْقَى فِي أَنْفُسِكُمَا شَيْءٌ

ترجمہ حضرت علی بن حسینؑ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تھے اور آپ کی بیبیاں بھی آپ کے پاس تھیں۔ پس باقی تو چلی گئیں آپ نے حضرت صفیہ بنت حنی سے فرمایا کہ تم جلدی نہ کرو۔ میں تمہارے ساتھ چلوں گا۔ اور ان کا گھر حضرت اسامہؓ کی عویلی میں تھا۔ پس جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ہمراہ باہر نکلے۔ تو انصار کے دو آدمی آپ سے ملاقی ہوئے۔ جنہوں نے آپ کی طرف دیکھ لیا۔ پھر وہ آگے بڑھ گئے۔ پس حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں سے فرمایا ادھر آؤ یہ حضرت صفیہ بنت حنی ہے۔ دونوں کہنے لگے سبحان اللہ یا رسول اللہ آپ کے متعلق ایسا گمان نہیں ہو سکتا۔ آپ نے فرمایا۔ شیطان انسان کے رگ و ریشہ میں ایسے چلتا ہے جیسے خون گھومتا ہے مجھے خطرہ لاحق ہوا کہ کہیں تمہارے دلوں میں کوئی وسوسہ نہ ڈال دے۔

تشریح از شیخ گنگوہی | اس باب کے انعقاد سے امام بخاریؒ نے اس وہم کو دفع فرمایا کہ شاید معتکف مرد اپنی بیوی سے نہیں مل سکتا۔ کیونکہ معتکف کو جماع اور دواعی جماع سے منع کیا گیا ہے۔ ملنے جلنے سے فی الجملہ اس کا احتمال تھا۔ تو اس کا دفعہ کر دیا کہ حرمت جماع اور اسباب جماع سے ہے۔ ملاقات کے لازم میں سے جماع تک پہنچنا لازم نہیں ہے۔ ہاں! اگر جماع تک پہنچنے کا غلبہ ظن ہو تو پھر ملاقات حرام ہے۔

دواعی کے مجموعہ چنانچہ درمختار میں ہے کہ اگر بوس و کنار یا ماتمہ لگانے یا ران بازی سے انزال ہو جائے تو استکاف باطل ہو جائے گا۔ اگر مذی نہیں آتی تو باطل نہ ہو گا۔ اگرچہ یہ سب امور حرام ہیں۔ اگر اشکال ہو صوم اور حالت حیض میں دواعی جماع کو کیوں حرام نہیں کیا گیا جیسا کہ وطی حرام ہے۔ جواب یہ ہے کہ چونکہ صوم اور حیض

کثیر الوقوع ہیں اگر دواعی بھی حرام قرار دیئے جائیں تو حرج واقع ہوگا۔
 اذا غلب علیک الظن در مختار میں ہے۔ بوسہ و کنار ٹٹولنا یعنی چھیر چھا کر نہ۔ اور معانقہ اور مباشرۃ
 فاحشہ کمرہ ہیں۔ جب کہ مفسدات کا خطرہ ہو اگر خطرہ نہ ہو تو پھر کوئی حرج نہیں ہے۔

بَابُ هَلْ يَدْرَأُ الْمُعْتَكِفُ عَنْ نَفْسِهِ

ترجمہ کیا معتکف اپنی ذات سے کسی چیز کی ممانعت کر سکتا ہے۔

حدیث نمبر ۸۰۲ اَحَدُنَا السُّعَيْلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ أَنَّ صَفِيَّةَ
 اُمِّتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُعْتَكِفٌ فَلَمَّا رَجَعَتْ مَشَى مَعَهَا فَاَبْصَرَهُ رَجُلٌ
 مِنَ الْأَنْصَارِ فَلَمَّا اَبْصَرَهُ دَعَاهُ فَقَالَ تَعَالِ هِيَ صَفِيَّةٌ وَدُبُّمَا قَالَ سَفِيَانٌ هَذِهِ صَفِيَّةٌ
 فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِي مِنْ ابْنِ آدَمَ مَجْدَى الدِّمِ قُلْتُ لِسَفِيَانٍ اَتَتْهُ لِيَأْثُرًا
 وَهَلْ هُوَ إِلَّا كَيْلٌ۔

ترجمہ حضرت علی بن حسینؑ فرماتے ہیں کہ حضرت صفیہؓ بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں
 حاضر ہوئیں جب کہ آپؐ معتکف تھے۔ پس جب واپس جانے لگیں تو آپؐ بھی اس کے ہمراہ چل پڑے۔ تو
 انصار کے ایک آدمی نے آپؐ کو دیکھ لیا۔ جب وہ دیکھ رہا تھا تو آپؐ نے اسے بلایا۔ فرمایا اَوَّابِہ صَفِيَّةُ بنتِ حِیٍّ
 ہیں۔ اور کبھی سفیانؓ فرماتے تھے کہ یہ صفیہؓ ہے۔ بے شک شیطان آدم کے بیٹے میں خون کی طرح چلتا ہے۔
 میں نے سفیانؓ سے پوچھا کہ کیا وہ رات کو تشریف لائی تھیں۔ فرمایا وہ رات ہی تو تھی۔

تشریح از قاسمی | ھَلْ یَدْرَأُ الْمُعْتَكِفُ اِیْکَ بِالْقَوْلِ وَالْفِعْلِ حدیث باب میں

دفعیہ بالقول ہے۔ وہ آپؐ کا قول ہے۔ ھَلْ صَفِيَّةٌ اَوْ هَذِهِ صَفِيَّةٌ اور فعل سے بھی ممانعت جائز
 ہے۔ جب نمازی ممانعت کر سکتا ہے تو معتکف بطریق اولیٰ کرے گا۔

فَاَبْصَرَهُ رَجُلٌ پہلی روایت میں رجلان تھا۔ تو اسے تعدد واقعات پر محمول کیا جائے گا۔ یا
 خطاب میں ایک کو دوسرے کے تابع کیا گیا۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ خود امام زہریؒ کو شک ہوا ہو کبھی رجل
 کہا اور کبھی رجلان۔ چنانچہ سعید بن منصور نے لقیہ رجل اور جلان ھَلْ هُوَ إِلَّا لِيْلًا اِیْ
 ھَلْ وَقَعَ الْاِتِّمَانُ الْاِیْ فِي الْاَلِيلِ کے معنی میں ہے۔

بَابُ مَنْ خَرَجَ مِنْ اِعْتِكَافِهِ عِنْدَ الصُّبْحِ

ترجمہ۔ باب اس شخص کے بارے میں جو اپنے اعتکاف سے صبح کے وقت باہر نکلے۔

حدیث نمبر ۱۸۰۳ اَحَدُ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ بَشِيرٍ عَنْ اَبِي سَعِيدٍ قَالَ اَعْتَكَفْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَشْرَ الْاَوَّلَ وَسَطَ فَلَمَّا كَانَ صَبِيحَةَ عَشْرِينَ نَقَلْنَا مَتَاعَنَا فَاتَانَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ اَعْتَكَفَ فَلْيَرْجِعْ اِلَى مُعْتَكِفِهِ فَاِنِّي رَأَيْتُ هَذِهِ اللَّيْلَةَ وَرَأَيْتُنِي اَسْجُدُ فِي مَاءٍ وَطَيِّينَ فَلَمَّا رَجَعَ اِلَى مُعْتَكِفِهِ وَهَاجَبَتِ السَّمَاءُ فَمَطَرْنَا فَوَالَّذِي بَعَثَهُ بِالْحَقِّ لَقَدْ هَاجَبَتِ السَّمَاءُ مِنْ اَخِرِ ذَلِكَ الْيَوْمِ وَكَانَ الْمَسْجِدُ عَرِيْشًا فَلَقَدْ رَأَيْتُ عَلَى اَنْفِهِ وَاَدْنَبَتِهِ اَثَرُ الْمَاءِ وَالتَّيِّينِ۔

ترجمہ۔ حضرت ابوسعیدؓ فرماتے ہیں کہ رمضان کے درمیان عشرہ میں ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ اعتکاف بیٹھے۔ جب بیسیوں کی صبح ہوئی۔ تو ہم اپنا سامان منتقل کرنے لگے۔ تو ہمارے پاس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ فرمایا جو بھی اعتکاف بیٹھا ہے وہ اپنے معتکف میں واپس چلا جائے۔ اس لئے بے شک میں نے یہ رات دیکھی ہے۔ اور میں نے اپنے آپ کو دیکھا کہ میں پانی اور کچھیر میں سجدہ کر رہا ہوں۔ پس جب آپ اپنے معتکف کی طرف واپس لوٹے اور بادل چڑھ آیا تو ہم پر خوب بارش ہوئی۔ پس قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے۔ تحقیق اس دن کے آخر میں بادل برسا اور مسجد چھپر کی تھی۔ تو میں نے آپ کے ناک اور ناک کے نرم حصہ پر پانی اور کچھیر کا نشان دیکھا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ | بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ لیلة الخروج تک دن کو مکمل کرنا شرط نہیں

ہے۔ بلکہ ظاہر حدیث سے صبح کے وقت نکلنا جائز معلوم ہوتا ہے۔ حالانکہ جہور کے نزدیک لیلة الخروج تک دن کا پورا کرنا ضروری ہے۔ تو تاویل یہ ہے کہ صبح کے وقت خروج کی تیاری شروع کر دی اور خروج شام کو ہوا۔ یہی وجہ ہے کہ نقلنا متاعنا کہا ہے۔ خرچہ نہیں کہا۔

بَابُ الْإِعْتِكَافِ فِي شَوَّالٍ

ترجمہ: ماہ شوال میں اعتکاف بیٹھنا۔

حدیث نمبر ۱۸۰۴ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَدْنِ عَالِشَةُ ۞ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْتَكِفُ فِي كُلِّ رَمَضَانَ وَإِذَا صَلَّى الْغَدَاةَ دَخَلَ مَكَانَهُ الَّذِي اعْتَكَفَ فِيهِ قَالَتْ لَسْتُ أَدْنَاهُ عَالِشَةُ ۞ أَنْ لَعَنَكِ فَادْنِ لَهَا فَضَرَبَتْ فِيهِ قُبَّةً فَمِيتَتْ بِهَا حَفْصَةُ فَضَرَبَتْ قُبَّةً وَسَمِعْتُ زَيْنَبُ بِهَا فَضَرَبَتْ قُبَّةً أُخْرَى فَلَمَّا انْصَرَفَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْغَدَاةِ أَبْصَرَ أَرْبَعَ قُبَابٍ فَقَالَ مَا هَذَا أَخْبِرْ خَبْرَهُ فَقَالَ مَا حَمَلَهُنَّ عَلَى هَذَا الْبِرِّ أَنْزَعُوها فَلَا أَرَاهَا فَنَزَعَتْ فَلَمْ يَعْتَكِفْ فِي رَمَضَانَ حَتَّى اعْتَكَفَ فِي أَحَدِ الْعَشْرِ مِنْ شَوَّالٍ۔

ترجمہ: حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر رمضان میں اعتکاف بیٹھا کرتے تھے۔ پس جب صبح کی نماز سے فارغ ہوتے تو اس مکان میں تشریف لے آتے جہاں اعتکاف بیٹھنا ہوتا۔ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ نے آپؐ سے اعتکاف بیٹھنے کی اجازت طلب کی جو آپؐ نے دے دی۔ تو حضرت عائشہؓ نے وہاں ایک قبہ بنا لیا۔ حضرت حفصہؓ نے سنا۔ تو انہوں نے بھی ایک قبہ بنا لیا۔ یہ بات حضرت زینبؓ نے سنی تو انہوں نے ایک دوسرا قبہ بنا لیا۔ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز سے فارغ ہو کر آتے تو چار قبے دیکھے۔ فرمایا یہ کیا ہے آپؐ کو ان بیبیوں کے حال کی خبر دی گئی تو فرمایا اس نیکی پر ان کو کس نے آمادہ کیا۔ پس ان کو اکھیڑ دو۔ میں ان کو نہ دیکھوں۔ چنانچہ سب اکھیڑ دیئے گئے۔ اور آپؐ اس رمضان میں اعتکاف نہ بیٹھے۔ یہاں تک کہ شوال کے آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ | ظاہر یہ ہے کہ العشر آخر سے بدل واقع ہو رہا ہے۔ جب کہ آخر

سے یوم مراد لیا جائے۔ تاکہ ہم جنس ہو جائیں۔ اور آخر کو اس کی صفت بنانا ممکن ہو جائے اور کسی دوسرے تکلف کی حاجت نہ رہے۔ کہ اسے مرد کے وزن پر کہا جائے۔ حالانکہ یہ روایت کے بھی مخالف ہے۔ اس لئے

اس جگہ روایت میں آخر بعد الہمز ہے۔ تو اب معنی یہ ہو جائیں گے۔ کہ آپ رمضان میں اعتکاف نہ بیٹھے۔ بلکہ اس کے بعد کہ کسی دوسرے دن اعتکاف بیٹھے۔ یا کوئی دوسرا اعتکاف بیٹھے۔ یا کسی دوسرے عشرہ میں اعتکاف بیٹھے۔ خلاصہ یہ ہے۔ کہ عشرہ صافات میں سے نہ رہے۔ بلکہ وہ خود اسم بن جائے۔ اس لئے کہ اس کا غالب استعمال موصوف کے بغیر واقع ہوا ہے۔ پھر اس آخر کو العشر من شوال کے قول سے بیان کر دیا۔ اور بعض نے اسے آخر کبیر الخار پڑھا ہے۔

تشریح از شیخ زکریا | اس باب کی توجیہات گزری چکی ہیں۔ میرے نزدیک امام بخاری کا مقصد اس باب کے ذکر کرنے سے یہ ہے۔ کہ صرف رات کا اعتکاف صحیح ہے۔ دن کا اعتکاف نہ ہو یہ شواہخ اور حنابلہ کے نزدیک جائز ہے۔ مالکیہ اور احناف کے نزدیک جائز نہیں ہے۔ اور جو شخص رات کا اعتکاف بیٹھے اس کے خروج کا وقت بتلایا جا رہا ہے اور شیخ گنگوہی نے لفظ آخر کی تحقیق کر دی۔ جو چاروں شراح کرمائی، حاکم، عینی اور قسطلانی میں سے کسی نے بیان نہیں کی۔ اور مولانا حسین علی پنجابی کی تقریر کے مطابق آخر عشر من رمضان ومن شوال دونوں کا تعلق اعتکاف سے ہے۔ معنی یہ ہونے۔ کہ آپ کا اعتکاف شوال کے عشرہ اول کے آخر میں تمام ہوا۔ اس طرح روایات جمع ہو جاتی ہیں۔

بَابُ مَنْ لَمْ يَرَّ عَلَى الْمُتَكِفِ صَوْمًا

ترجمہ باب اس شخص کے بارے میں جو متکف کے لئے روزہ کو ضروری نہیں سمجھتے۔
حدیث نمبر ۱۸۰۵ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَنَّهُ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي نَذَرْتُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَنْ أَعْتَكِفَ لَيْلَةً فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْفِ نَذْرَكَ فَلَعْتَكِفَ لَيْلَةً.
 ترجمہ حضرت عمر بن الخطاب سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا یا رسول اللہ میں نے زمانہ جاہلیت میں منّت مانی تھی کہ میں مسجد حرام میں ایک رات اعتکاف بیٹھوں گا۔ تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ اپنی نذر پوری کرو۔ چنانچہ وہ ایک رات کا اعتکاف بیٹھے۔

تشریح از قاسمی | چونکہ رات محل صوم نہیں ہے۔ لہذا ثابت ہوا کہ روزہ اعتکاف کے لئے شرط نہیں باقی تحقیق گزری چکی ہے۔

بَابُ إِذَا نَذَرَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَنْ يَتَكْفٍ ثُمَّ اسْلَمَ

ترجمہ۔ جب جاہلیہ (حالت کفر) میں اعتکاف کی منت منے اور پھر مسلمان ہو جائے۔

حدیث نمبر ۱۸۰۶ اَحَدُ ثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ اِسْمَاعِيلَ عَنْ ابْنِ عُمرَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ ذَرٍّ فِي الْجَاهِلِيَّةِ اَنْ يَتَكْفٍ فِي السَّجْدِ الْحَدَامِ قَالَ اُرَاهُ قَالَ لَيْلَةً قَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْفِ بِنَذْرِكَ ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ حضرت عمرؓ نے زمانہ کفر میں نذر مافی تھی کہ وہ مسجد حرام میں اعتکاف بیٹھیں گے۔ میرا خیال ہے کہ آپؐ نے رات کا ذکر کیا۔ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ آپ اپنی نذر کو پورا کریں۔

بَابُ الْإِعْتِكَافِ فِي الْعَشْرِ الْاَوْسَطِ مِنْ رَمَضَانَ

ترجمہ۔ رمضان شریف کے درمیان فی عشرہ میں اعتکاف بیٹھنا

حدیث نمبر ۱۸۰۷ اَحَدُ ثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ اِبْنِ شَيْبَةَ عَنْ ابْنِ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَكْفٍ فِي كُلِّ رَمَضَانَ عَشْرَةَ اَيَّامٍ فَلَمَّا كَانَ الْعَامُ الَّذِي قُبِضَ فِيهِ اِعتَكَفَ عَشْرِينَ يَوْمًا ۔

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر رمضان میں دس دن اعتکاف بیٹھ کر تھے۔ لیکن جب وہ سال آیا جس میں آپؐ کی وفات ہوئی تو بیس دن اعتکاف کیا۔

تشریح از قاضی اعتکاف عشرین کا ایک سبب یہ ذکر کیا جاتا ہے کہ آپؐ کو جب انقضاء اجل کا علم ہوا تو اعمالِ غیر کثرت سے کرنے لگے۔ چنانچہ دورِ قرآن بھی دو مرتبہ ہوا۔ اور بعض نے کہا چونکہ آپؐ نے ازواجِ مطہرات کی وجہ سے ایک سال اعتکاف چھوڑ دیا تھا اس کو بھی قضا فرمایا۔ لیکن صحیح یہ ہے جیسا کہ نسائی اور ابوداؤد میں ہے کہ آپؐ نے سفر کیا تھا جس کی وجہ سے اعتکاف فوت ہو گیا۔ اس کے بدلہ میں آپؐ نے بیس دن اعتکاف کیا۔ اور حدیث کو ترجمہ الباب سے مطابقت اس طرح ہو گئی کہ جب بیس دن مسلسل اعتکاف ہوگا تو عشرہ درمیان فی متعین ہو جائے گا۔ یا مطلق کو مقید پر محمول کر دیا جائے۔

بَابُ مَنْ أَرَادَ أَنْ يُعْتَكِفَ ثُمَّ بَدَّلَهُ أَنْ يُخْرَجَ

ترجمہ۔ باب اس شخص کے بارے میں جو اعتکاف کا ارادہ کرے۔ مگر لیکن بعد میں معتکف سے نکلنے کی

ضرورت پیش آجائے۔

حدیث نمبر ۱۸۰۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِقَاتٍ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ أَنْ يُعْتَكِفَ الْعَشْرَ الْأَوَّلَ مِنْ رَمَضَانَ فَاسْتَأْذَنَتْهُ عَائِشَةُ فَأَذِنَ لَهَا وَسَالَتْ حَفْصَةَ عَائِشَةُ أَنْ تَسْتَأْذِنَ فَفَعَلَتْ فَلَمَّا رَأَتْ ذَلِكَ زَيْنَبُ بِنْتُ جَحْشٍ أَمَرَتْ بَيْنَاءَ فَلَبِثِي لَهَا قَالَتْ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى انْصَرَفَ إِلَى بَنَاتِهِ فَبَصَّرَ بِالْبَيْتَةِ فَقَالَ مَا هَذَا قَالُوا بِنَاءُ عَائِشَةَ وَحَفْصَةَ وَزَيْنَبُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْيَوْمَ أَرَدْنَا أَنْ نَعْتَكِفَ فَرَجَعَ فَلَمَّا أَفْطَرَ اعْتَكَفَ عَشْرًا مِنْ شَوَّالٍ۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان شریف کے آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھنے کے ارادہ کا ذکر کیا تو حضرت عائشہؓ نے معتکف ہونے کی اجازت طلب کی۔ جو انہیں دے دی گئی ہے۔ پھر حضرت حفصہؓ نے حضرت عائشہؓ سے اپنے لئے اعتکاف کی اجازت طلب کی۔ جو انہوں نے منظور کر لی۔ پس جب حضرت زینب بنت جحشؓ نے اس کو دیکھا تو انہوں نے بھی ایک جگہ ٹھکانا بنانے کا حکم دیا جو ان کے لئے بنا دی گئی۔ وہ فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارکہ تھی۔ جب نماز سے فارغ ہوتے تو اپنے ٹھکانے کی طرف تشریف لایا کرتے تھے۔ یہاں پہنچ کر آپؐ نے کئی جگہیں بنی ہوئی دیکھیں۔ پوچھا یہ کیا ہے۔ تو لوگوں نے بتلایا۔ کہ یہ ٹھکانے حضرت عائشہؓ، حفصہؓ اور زینبؓ نے بنائے ہیں۔ جس پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ وہ اس سے نیکی کا ارادہ رکھتی ہیں۔ میں اعتکاف بیٹھنے والا نہیں ہوں۔ پس آپؐ واپس چلے گئے۔ پس جب رمضان کے روزوں کا افطار کیا تو شوال کے دس دن اعتکاف بیٹھے۔

بَابُ الْمُتَكْفِيْدِ خِلْدَ رَأْسَهُ الْبَيْتَ الْفُسْلِ

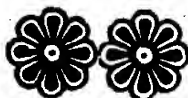
ترجمہ: معتکف اپنے سر کو دھونے کے لئے گھر میں داخل کر سکتا ہے۔

حدیث نمبر ۱۸۰۹ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْأَعْلَنِيُّ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا
أَنَّهَا كَانَتْ تُرَجِّلُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ حَائِضٌ وَهُوَ مُعْتَكِفٌ فِي
السَّجْدِ وَهِيَ فِي حُجْرَتِهَا يُنَادِلُهَا رَأْسَهُ -

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ وہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حیض کی حالت میں لنگھا کیا کرتی تھیں۔ جب کہ آپ مسجد میں متکلف ہوتے تھے اور وہ اپنے حجرے میں ہوا کرتی تھیں۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اپنا سر مبارک ان کی طرف کر دیتے تھے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ | یہ خلاۃِ راسخۃ المقصدیہ ہے کہ گھر میں متکلف کا داخلہ ممنوع ہے۔ ہر آدمی اور عضو کا داخل کرنا ممنوع نہیں ہے۔

تشریح از شیخ زکریا | علامہ عینی فرماتے ہیں کہ حدیث میں ہے کہ اخراج لبعضہ لا یجری علیہ کفری الکفر انہی وجہ ہے کہ اگر کسی نے قسم اٹھائی کہ گھر میں داخل نہیں ہوگا اگر اس نے سر داخل کر دیا تو حانت نہیں ہوگا، اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حالت میں مسجد سے چٹائی اٹھا کر دیتی تھیں۔ آپ فرماتے لیست هیضتک فی سیرک امام بخاری نے اس باب کو ذکر کر کے اختتام کی طرف اشارہ کیا۔ کہ براءۃ اختتام حاصل ہو۔ حافظ ماہانا معتکف فرجیع لیکن میرے نزدیک لفظ البیت سے یہ ثابت ہے کیونکہ قبر کو بھی احادیث میں بیت سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اور معتکف کا اپنے سر کو گھر میں داخل کرنا میت کا قبر میں داخل ہونے کے مشابہ ہے۔ اور معتکف دنیا سے منقطع ہو کر میت اللہ میں مجاور ہے جیسا کہ میت قبر سے نکلنے کی طاقت نہیں رکھتا۔



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

كِتَابُ الْبَيْعِ

وَقَوْلُ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَأَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا وَقَوْلُهُ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً حَاضِرَةً تُدِيرُونَهَا بَيْنَكُمْ

ترجمہ۔ کتاب البیوع اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بیع کو حلال کر دیا اور سود کو حرام قرار دیا۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ مگر یہ کہ دو بدو تجارت حلال ہے۔ جس کو تم آپس میں دائر کرتے ہو۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي قَوْلِ اللَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى

فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانْتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللَّهِ وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انْفَضُّوا إِلَيْهَا وَتَرَكُوكَ قَائِمًا وَقَوْلُهُ لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِنْكُمْ

ترجمہ۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں کہ جب تم نماز سے فارغ ہو جاؤ تو اللہ کی زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ تعالیٰ کے فضل کو طلب کرو۔ اور اللہ تعالیٰ کو بہت یاد کرو کیا عجب ہے کہ تم کامیاب ہو جاؤ اور جب وہ لوگ کوئی تجارتی سامان یا شغل کی بات دیکھتے ہیں۔ تو اس کی طرف ٹوٹ پڑتے ہیں۔ اور آپ کو کھڑے ہوئے چھوڑ جاتے ہیں۔ فرما دیجیے جو کچھ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ اس شغل اور تجارت سے بہتر ہے۔ اور اللہ تعالیٰ بہترین رزق دینے والے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اپنے مال کو باطل طریقہ سے نہ کھاؤ۔ مگر جو تجارت تمہاری باہمی رضامندی سے ہو تو وہ حلال ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہی | اولہو ممکن ہے۔ لہو سے خود وہ تجارت مراد ہو۔ جو اس حد تک

پہنچ جاتے کہ جس سے واجبات کے نظام میں خلل پڑ جاتے۔ جیسا کہ آیت کے شان نزول سے معلوم ہوتا ہے۔
کیونکہ بہت سے مباحات عوارض خارجہ کی وجہ مکروہ نہیں۔ بلکہ حرام ہو جاتے ہیں۔

تشریح از شیخ زکریا | حافظ فرماتے ہیں کہ بیوع جمع بیع کی ہے۔ اس کو جمع انواع کی کثرت کی وجہ سے لایا گیا۔ اور بیع کے معنی ہیں نقل ملک الی الغنیثین والشداء قبولہ یعنی کسی کے ملک کو دوسرے کی طرف قیمت کے ذریعہ منتقل کرنا ہے اور شمار اس کے قبول کرنے کو کہتے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کا ایک دوسرے پر اطلاق بھی ہوتا ہے۔ مسلمانوں نے بیع کے جواز پر اجماع کیا ہے اور حکمت بھی بیع کے جواز کو تقاضا کرتی ہے۔ کیونکہ انسانی ضروریات اس سے پوری ہوتی ہیں۔ اگرچہ پہلی آیت سے عام بیع کا جواز معلوم ہوتا ہے۔ مگر کچھ بیوع فاسدہ بھی ہیں۔ جن کی تفصیل احادیث سے معلوم ہوتی ہے۔ اگر بیع العین بالثمن ہو تو یہ بیع مطلق ہے۔ اگر عین بالعین ہو تو بیع مقایضہ ہے۔ اگر بیع الدین بالعین ہو تو بیع سلم ہے۔ اگر بیع الثمن بالثمن ہو تو بیع صرف ہے۔ اگر بیع بالثمن مع الزیادۃ ہو تو بیع مراکتہ ہے۔ اگر زیادۃ نہ ہو تو بیع تولیہ ہے۔ اگر بالنقصان ہو تو بیع وضعیہ ہے۔ اگر بیع تام ہو تو لازم ہے۔ اگر بالنخیار ہو تو غیر لازم ہے۔ پھر بیع صحیح باطل فاسد اور مکروہ بھی اس کے اقسام ہیں۔

واذا رآوا تجارة الخ کتاب الجمعہ میں اس کا شان نزول ذکر ہو چکا ہے۔ بعض شراح نے فرمایا ہے کہ ترجمہ میں جو آیات ذکر کی گئی ہیں وہ اباحت تجارت پر دال ہیں۔ مگر آیت اخیرہ تو نہی عن التجارۃ کے زیادہ قریب ہے لیکن امام بخاریؒ کی مراد اس ترجمہ سے فابتغوا من فضلہ اللہ ہے۔ اور تجارت کا ذکر ۲ ابواب کے بعد آ رہا ہے۔

خیر من المصہو والتجارة ای من لذة لھوکم وفائدة تجارۃ تکمیل میں اس لئے ہے۔ کہ نفع ما عند اللہ محقق مخلد ہے۔ اور لھو کا نفع محقق نہیں اور تجارت کا نفع مخلد نہیں۔ اس سے لھو کے تقدیم کی وجہ بھی معلوم ہو گئی۔ کہ وہ عدم ہے۔ اور عدم ملکات پر مقدم ہوتے ہیں۔

حدیث نمبر ۸۱۰ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ لَكُمْ تَقُولُونَ إِنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ يَكْثُرُ الْحَدِيثَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَقُولُونَ مَا بَالُ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ لَا يُحَدِّثُونَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ وَإِنْ أَخُو قِيٍّ مِنْهُمْ كَانَ يَشْفَلُهُمْ صَفْقٌ

يَا لَأَسْوَاقٍ وَكُنْتُ أَلَذُّمُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى مِلٍّ بَطْنِي فَأَشْهَدُ
إِذَا غَابُوا وَأَحْفَظُ إِذَا أُنْصِرُوا وَكَانَ يَشْفُلُ إِخْوَتِي مِنَ الْأَنْصَارِ عَمَلُ أَمْوَالِهِمْ وَكُنْتُ
أَمْدًا مَسْكِينًا مِنْ مَسَاكِينِ الْمُتَّقَةِ أَعْيَى حِينَ يَنْسَوْنَ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَدِيثٍ يُحَدِّثُهُ أَنَّهُ لَنْ يَبْسُطَ أَحَدٌ ثَوْبَهُ حَتَّى
أَقْضِيَ مَقَالَتِي هَذِهِ ثُمَّ يَجْمَعُ إِلَيْهِ ثَوْبَهُ إِلَّا وَغَى مَا أَقُولُ فَبَسَطْتُ مُرَّةً
عَلَى حَتَّى إِذَا أَقْضَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَالَتَهُ جَمَعْتُهَا إِلَى صَدْرِي
فَمَا نَسِيتُ مِنْ مَقَالَةٍ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِلْكَ مِنْ شَيْءٍ .

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ تم لوگ کہتے ہو کہ ابو ہریرہؓ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے بہت حدیثیں بیان کرتا ہے۔ اور یہ بھی کہتے ہو کہ مہاجرین اور انصار تو اتنی حدیثیں جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر نہیں کرتے جس قدر حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں۔ سنو! بے شک
میرے مہاجرین بھائی تو بازاروں میں خرید و فروخت میں مشغول رہتے تھے۔ اور میں قوت لایموت پر جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے چپٹا رہتا تھا۔ پس جب وہ غائب ہوتے میں حاضر ہوتا اور جب وہ
شغل کی وجہ سے بھول جلتے تو میں یاد رکھتا۔ اور میرے انصار بھائیوں کو ان کی کھیتی باڑی کا عمل مشغول
رکھتا تھا۔ اور میں صفہ کے فخرار اور غبار میں سے ایک غریب اور فقیر آدمی تھا۔ جب وہ لوگ باتیں
بھول جاتے تھے میں یاد رکھتا تھا۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
حدیث کے بارے میں ایک بات بیان فرمائی کہ جو شخص اپنا کپڑا پھیلا دے گا یہاں تک کہ جب میں اپنی
یہ گفتگو ختم کروں تو وہ اپنا کپڑا جمع کر کے سینے سے لگا لے گا تو جو بات میں کہوں گا وہ اسے یاد کر لے گا۔
تو میں نے ایک رنگدار چادر یہ جو میرے اوپر تھی پھیلا دی۔ جب آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے اپنی گفتگو ختم کی تو اس کو میں نے اپنے سینے سے لگا لیا۔ پس وہ دن اور آج کا دن میں اس کے بعد
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں میں سے کسی بات کو نہیں بھولا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ | تو یہ کثرت حدیث ان کی کثرت ملازمت اور دوام حضورؐ کی وجہ
سے تھی۔ کیونکہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ مقالہ فرمایا تو صحابہ کرام میں سے کوئی موجود
نہیں تھا۔ اس لئے یہ ان کی خصوصیت ہوئی۔

مانسیت من مقالہ رسول اللہ ﷺ سے ان روایات اور احادیث کی طرف اشارہ ہے جو حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہیں۔ جن پر صحابہ کرامؓ میں گفتگو ہوئی۔ اور ان پر کثیر الروایۃ ہونے کا اعتراض ہوا۔ تو یہ حدیث مسلمین کے بعد ذلک شیئاً کے منافی نہ ہوگی۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس کو تعدد عمل پر محمول کیا جائے۔ کہ کبھی مخصوص مقالہ کو یاد کرتے اور دوسری مرتبہ جمیع ماسمعہ منہ النبۃ ﷺ اللہ علیہ وسلم یاد رہتا۔

تشریح از شیخ زکریا | بخاری شریف میں تو ہے کہ لفظ یسبط اھرمناکم ثوبہ اور مسلم میں ہے کہ ایکم یسبط ثوبہ یہ دونوں لفظ دلالت کرتے ہیں کہ جماعت صحابہ کی موجود تھی۔
انہ الاشارة فی قولہ اس سے شیخ گنگوہیؒ نے روایات کو جمع کرنے کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ لیکن سیاق کلام کا تقاضا ہے۔ کہ حدیث ہو یا کوئی اور واقعہ ہو۔ وہ سب ان کو یاد ہو جلتے تھے۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی برکت تھی۔

تشریح از قاسمی | علامہ عینیؒ فرماتے ہیں۔ مؤلف جب عبادات سے فارغ ہوا تو معاملات کو شروع فرمایا۔ عبادات اہم ہیں۔ اس لئے ان کو مقدم کیا۔ معاملات ضروریات ہیں۔ ان کو دوسرے نمبر پر رکھا۔ کھاج کو مؤخر کیا۔ کیونکہ قضا شہوت کھانے پینے کے بعد لاحق ہوتی ہے۔ جنابات اور سخامات کو ان سے مؤخر کر دیا۔ کیونکہ جب انسان شہوت بطن اور فرج سے فارغ ہو جائے تو بعد ازاں ان سخامات اور جنابات کا وقوع ہوتا ہے۔

الا ان تکون تجارۃ حاضرة یعنی یہ تجارت باطل نہیں ہے۔ جب کہ بیع حاضر دست بدستی ہو۔ اس وقت کتابت کی ضرورت نہیں ہے۔

اذا رءا تجارۃ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں۔ اہل مدینہ سخت بھوک اور گمراہی میں مبتلا تھے کہ شام سے دحیہ بن غلیفہ سامان تجارت لے کر آیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن خطبہ دے رہے تھے۔ تو اکثر لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر بقیع کی طرف چلے گئے۔ صرف بارہ آدمی رہ گئے جن میں ابو بکرؓ و عمرؓ شامل تھے۔ آپؐ نے فرمایا کہ اگر تم خرید و فروخت میں لگ جاتے اور میرے پاس کوئی نہ رہتا۔ تو وادی مدینہ میں آگ بننے لگتی۔ اور لوگوں کی عادت تھی کہ جب کوئی ایسا قافلہ آجاتا تو ڈھول اور تالیاں بجانے سے اس کا استقبال کرتے۔ پس لھو سے یہی مراد ہے۔ صفہ مسجد نبویؐ میں ایک چبوترہ تھا۔ جس میں فقرارادر

غبار مہاجرین صحابہ طلبہ قیام پذیر ہوتے تھے۔ جن کے رئیس حضرت ابو ہریرہؓ تھے۔

بسطت غمرۃ سفید اور سیاہ رنگ کی لوکار (چادر) تھی۔ اس سے حضرت ابو ہریرہؓ کی فضیلت جزئیہ ثابت ہوتی ہے۔ ورنہ دیگر حضرات نے علم کے علاوہ اعلا کلمۃ اللہ اور اشاعت اسلام کا اہم فرض انجام دے کر فضائل کثیرہ حاصل کئے ہیں۔

حدیث نمبر ۱۸۱۱ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ لَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ أَخْبَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنِي وَبَيْنَ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ فَقَالَ سَعْدُ بْنُ الرَّبِيعِ إِنِّي أَكْثَرُ الْأَنْصَارِ مَا لَا فَا قَسِمُ لَكَ نِصْفَ مَالِي وَأَنْظُرُ أَتَزُوجَتِي هَوَيْتَ لَكَ عَنْهَا فَإِذَا حَلَّتْ تَرَوُجَتَهَا فَقَالَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ لَا حَاجَةَ لِي فِي ذَلِكَ هَلْ مِنْ سُوقٍ فِيهِ تِجَارَةٌ قَالَ سُوقٌ قَيْنَقَاعٍ قَالَ فَخَدَّ إِلَيْهِ عَبْدُ الرَّحْمَنِ فَأَتَى بِأَقِطٍ وَسَمِنَ قَالَ ثُمَّ تَابَعَ الْغَدُ وَفَمَا لَيْثَ أَنْ جَاءَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ عَلَيْهِ أَشْرُ صُفْرَةٍ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجْتَ قَالَ نَعَمْ قَالَ وَمَنْ قَالَ أُمْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ قَالَ كَمْ سَفَّتَ قَالَ زَيْنَةَ نَوَافَةٍ مِنْ ذَهَبٍ أَوْ نَوَافَةٍ مِنْ ذَهَبٍ فَقَالَ لَهُ الْيَتِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَّلِمَ وَلَوْ بِشَاةٍ۔

ترجمہ۔ حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ جب مدینہ میں آئے۔ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے اور حضرت سعد بن ربیعؓ کے درمیان بھائی چارہ قائم کر دیا۔ تو حضرت سعد بن ربیعؓ نے فرمایا کہ میں انصار مدینہ میں سب سے زیادہ مالدار ہوں۔ میں اپنا نصف مال آپ کو بانٹ دیتا ہوں اور میری دو بیویوں میں سے تم جس کو پسند کرو۔ میں اس کو چھوڑ دیتا ہوں۔ پس جب وہ حلال ہو جائے یعنی عدت گذر جائے تو میں اس کی آپ کے ساتھ شادی کر دوں گا۔ حضرت عبدالرحمنؓ نے ان سے فرمایا کہ مجھے آپ کی کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے۔ کیا یہاں کوئی ایسا بازار نہیں ہے۔ جہاں تجارتی کاروبار ہوتا ہو۔ میں نے کہا۔ سوق قینقاع موجود ہے۔ فرمایا کہ حضرت عبدالرحمنؓ صبح صبح اس کی طرف گئے۔ اور پنیہ اور گھی لے گئے۔ اور انہیں بچا۔ پھر اس طرح صبح صبح مسلسل جانے لگے۔ پس کوئی اتنا زیادہ وقت نہیں گذرا۔ کہ وہ آپ کی خدمت میں اس حالت میں حاضر ہوئے کہ ان کے اوپر زردی کے نشان تھے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا شادی کر لی انہوں نے ہاں میں جواب دیا۔ آپؐ نے پوچھا کس سے۔ انہوں نے فرمایا انصار کی

ایک عورت سے۔ پوچھا کتنا حق نہر دیا۔ فرمایا کھجور کی گٹھلی کے برابر سونا دیا ہے۔ تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا۔ ولیمہ ضرور کرو۔ اگرچہ ایک بکری بھی ہو۔

تشریح از قاسمی | یہ مواخات کا ایسا سلسلہ قائم ہوا کہ ایک دوسرے کے وارث بھی بنتے

تھے۔ یہاں تک کہ آیت اولوالارحام والی نازل ہوئی۔ مواخات قدوم مدینہ کے پانچ ماہ بعد بنار مسجد کے بعد واقع ہوئی۔ قینقاع یہود کا ایک قبیلہ ہے۔ جس کی طرف یہ بازار منسوب ہوا۔ تابع الغنہ یعنی برابر بازار آنے جلنے لگے۔ نواۃ پانچ درہم کا سکہ۔ ولیمہ وہ طعام جو شادی کے وقت پکایا جاتا ہے عروس کی خوشی میں۔ بعض نے اسے واجب کہا ہے۔ بظاہر الامر مگر جہور کے نزدیک مستحب ہے۔ ولو بشاة میں لو اگرچہ قلت کے لئے آتا ہے مگر یہاں کثرت مراد ہے۔ کیونکہ ولیمہ تو ستودغیرہ پر بھی ہو جایا کرتا تھا۔

حدیث نمبر ۱۸۱۲ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ الْإِسْطَنْبُولِيُّ قَالَ قَدِمَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ الْمَدِينَةَ فَاخَى إِلَيْهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ الْأَنْصَارِيِّ وَكَانَ سَعْدٌ ذَا غِنًى فَقَالَ لِعَبْدِ الرَّحْمَنِ أَقَابِمُكَ مَالِي يُصْفَيْنِ وَ أَرْزُقُكَ قَالَ بَارَكَ اللَّهُ لَكَ فِي أَهْلِكَ وَمَالِكَ دُلُّوْنِي عَلَى السُّوْقِ فَمَارَجَعَ حَتَّى اسْتَفْضَلَ أَقْطَاعًا سَمِنًا فَأَتَى بِهِ أَهْلَ مَنْزِلِهِ فَمَكَّنَا يَسِيرًا أَوْ مَا شَاءَ اللَّهُ فَجَاءَهُ وَعَلَيْهِ وَضَرْقٌ مِّنْ صُفْرَةٍ فَقَالَ لَهُ الْبَيْتِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَهْمٌ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً مِّنَ الْأَنْصَارِ قَالَ مَا سَقَتِ إِلَيْهَا قَالَ نَوَآةٌ مِّنْ ذَهَبٍ أَوْ ذَنْ نَوَآةٍ مِّنْ ذَهَبٍ قَالَ أَوْلِمَ وَلَوْ بِشَاةٍ .

ترجمہ۔ حضرت عبد الرحمن بن عوفؓ مدینہ منورہ تشریف لائے تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اور سعد بن الربیع انصاریؓ کے درمیان بھائی چارہ قائم کر دیا۔ اور حضرت سعدؓ دولت مند آدمی تھے۔ جنہوں نے حضرت عبد الرحمنؓ سے فرمایا کہ میں اپنا مال آپ کے لئے نصف تقسیم کر دوں گا اور شادی کر دوں گا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ آپ کے اہل اور مال میں برکت دے۔ مجھے بازار بتلا دو۔ پس وہ اس وقت تک واپس نہ آتے جب تک کہ انہوں نے پنیر اور گھی سے بچت کر کے اپنے گھر والوں کے پاس لے آتے تھے۔ پس ہم تھوڑا عرصہ ٹھہرے رہے یا جس قدر اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ پس وہ اس حال میں تشریف لائے کہ ان کے اوپر زرد خوشبو کا نشان تھا۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا۔

یہ کیا ہے۔ فرمے لگے یا رسول اللہ میں نے انصار کی ایک عورت سے شادی کر لی ہے۔ آپ نے پوچھا کس قدر حق مہر ادا کیا ہے۔ فرمایا سونے کے پانچ درہم یا اس کے وزن کے برابر۔ آپ نے فرمایا ولیمہ کدو۔ اگرچہ ایک ہی بکری کے ساتھ ہو۔

حدیث نمبر ۱۸۱۳ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَتْ غُكَاظُ وَمَجَنَّةُ وَذُو الْمَجَازِ اسْوَأَ فِی الْجَاهِلِیَّةِ فَلَمَّا كَانَ الْإِسْلَامُ فُكَاثُ هُمُ نَأْتُمُو فِیهِ وَنَزَلَتْ لَیْسَ عَلَیْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِّنْ رَبِّكُمْ فِی مَوَاسِمِ الْحَجِّ قَرَأَ هَآبُ بْنُ عَبَّاسٍ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ عکاظ۔ مجنہ اور ذو المجاز زمانہ جاہلیت میں بازار تھے جب اسلام آیا تو گویا صحابہ کرام نے ان بازاروں میں کاروبار کرنے کو گناہ کا سبب قرار دیا۔ تو یہ آیت نازل ہوئی کہ تم پر اپنے رب کے فضل طلب کرنے میں کوئی گناہ نہیں ہے۔ یعنی حج کے مواقع میں۔ فی مواسم الحج کے لفظ کو حضرت ابن عباسؓ آیت کے ساتھ پڑھتے تھے۔

تشریح از قاسمی | **وضرب صفر** رنگدار خوشبو کا ملنا۔ جو مالک کے نزدیک جانتا ہے۔ شوافع اور حنفیہ مردوں کے لئے ناجائز کہتے ہیں۔

مہیم یہ عین کلمہ ہے۔ جس کے معنی ملاذا کے ہیں۔ گویا اس خوشبو کے اثر کو آپ نے پسند نہ فرمایا۔ **تأثموا** اجتنبوا الاثم یعنی ترکوا التجارة فیہما احترام اعم من الاثم مواسم جمع موسم کی ہے۔ اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ لوگوں کے جمع ہونے کی علامت ہے۔

قرأھا ابن عباس یعنی ابن عباسؓ قرآن مشہورہ کے خلاف فی مواسم الحج کے لفظ کو قرآن میں پڑھتے تھے۔

بَابُ الْحَلَالِ بَيْنَ وَالْحَرَامِ بَيْنَ فِیْنَهُمَا مُشْتَبِهَاتٌ

ترجمہ۔ حلال واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے۔ اور ان دونوں کے درمیان مشتبہات ہیں۔

حدیث نمبر ۱۸۱۴ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى عَنْ سَمْعَانَ بْنِ بَشِيرٍ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ أَخْبِرَ عَنِ النَّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَلَالَ بُيِّنَ وَالْحَدَامُ بَيِّنَ وَبَيْنَهُمَا أُمُورٌ مُشْتَبِهَةٌ فَمَنْ تَرَكَ مَا شَبَّهَ عَلَيْهِ مِنَ الْإِثْمِ كَانَ لِمَا اسْتَبَانَ أَشْرَكَ وَمَنْ أَجْدَرَ أَعْلَى مَا يَشْكُ فِيهِ مِنَ الْإِثْمِ أَوْ شَكَ أَنْ يُؤَاقِعَ مَا اسْتَبَانَ وَالْمَعَارِضُ حَمَى اللَّهُ مَنْ يَتَرَعَّ حَوْلَ الْحَمَى يُوشِكُ أَنْ يُؤَاقِعَهُ۔

ترجمہ۔ حضرت نعمان بن بشیرؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے۔ ان دونوں کے درمیان کچھ امور مشتبہ ہیں۔ پس جس شخص نے ان چیزوں میں پڑنے کی جرأت کی جن کے گناہ ہونے میں شک ہے۔ تو قریب ہے کہ وہ واضح گناہ کا بھی ارتکاب کر لے گا۔ یاد رکھو گناہ اشترکی حمی ہیں اور جو شخص حمی کے ارد گرد چرتا ہے قریب ہے کہ وہ اس کے اندر چلا جائے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ | **فرض** ترکہ ما شبتہ علیہ **من** الاثم شاید اس کے معنی یہ ہیں کہ جس نے ایسے گناہ کو چھوڑ دیا جس کا گناہ ہونا اس پر مشتبہ تھا۔ اس صورت میں من بیان نہ ہوگا۔ کلمہ کا بیان ہوگا۔ اور ممکن ہے کہ کلمہ من اجلہ ہو۔ تو معنی ہوں گے کہ جس نے اس امر کو چھوڑ دیا۔ جس کا حال اس پر مشتبہ تھا۔ تو اس کا ایسے امر کو چھوڑ دیا اس خطرہ کی بنا پر ہوگا۔ کہ کہیں یہ گناہ نہ ہو۔ تاکہ اس کے ارتکاب سے حرام کا ارتکاب نہ ہو جائے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ | کلمہ من کے بارے میں جو دو وجہیں حضرت شیخ گنگوہیؒ نے فرمائی ہیں۔ تخریج اربعہ میں سے کسی نے اس کا تعرض نہیں کیا۔ البتہ علامہ سندھویؒ نے فرمایا ہے کہ **من** الاثم میں **من** بیان نہ ہے کلمہ کا بیان ہے۔ اور احتمال ہے کہ من تعلیلیہ ہو۔ لیکن اس جگہ تعلیل مناسب نہیں ہے۔ حافظؒ فرماتے ہیں کہ احکام کی تین اقسام ہیں۔ (۱) جس کے طلب پر نص ہو اور ترک پر وعید ہو۔ دوسری قسم یہ ہے کہ اس کے ترک کی نص ہو اور اس کے کرنے پر وعید ہو۔ تیسری قسم یہ ہے کہ اس کے کرنے اور ترک پر کوئی نص نہ ہو۔ پہلا حلال بین ہے۔ دوسرا حرام بین ہے یعنی ان کے بیان کی ضرورت نہیں ہے۔ اس کی معرفت میں ہر ایک شریک ہے۔ تیسرا مشتبہ ہے جس میں خلفاء یعنی معلوم تھا حلال ہے یا حرام ہے۔ اس سے بھی مسلمان کو بچنا چاہیے۔ پھر علماء کے مشتبہات کی تفسیر میں چار قول ہیں۔ پہلا وہ جس کے دلائل میں تعارض ہو۔ دوسرا وہ کہ علماء کا اس میں اختلاف ہو۔ تیسرا مکروہ ہے جس کی فعل اور ترک

کی دونوں جانب دافع نہ ہو سکیں۔ چوتھا مبارح ہے۔ جس کے ترک کو غلاب اولیٰ کہا جاتا ہے۔ المحلل بین کی مثال اکل الخبز ہے۔ حرام بین کی مثال شراب اور زنا وغیرہ ہے۔ اور مشتبہات جن کی طہت و حرمت دافع نہ ہو۔ جس کو عام لوگ نہیں جانتے البتہ علماء نص یا قیاس اور استصحاب سے پہچان جانتے ہیں۔ اس کے حکم کے بارے میں مختلف اقوال ہیں۔ بعض اسے حرام کہتے ہیں۔ بعض مکروہ اور بعض کہتے ہیں کہ کوئی حتمی حکم نہ لگایا جائے۔ لیکن مکروہ والا قول صحیح ہے اس لئے کہ جب شریعت نے اسے حرام سے نکال دیا۔ تو اب اس میں شک پڑ گیا۔ آپ کا ارشاد ہے۔ دع ما یریک الحکم ما لا یریک یعنی شک والی چیز کو چھوڑ کر غیر مشکوک چیز کو اختیار کیا جائے۔ ابوداؤد کی روایت میں ہے ما سکت عنہ فهو عفو تو تیسرے درجہ کو معاف کیا گیا۔ بخاری شریف کی روایت سے اس سے اجتناب کا حکم معلوم ہوتا ہے تو دونوں روایتوں میں جمع کی صورت یہ ہے کہ بخاری کی روایت کو درع اور تقوٰیٰ پر محمول کیا جائے۔ اور ابوداؤد کی روایت کو جواز پر محمول کیا جائے۔ چنانچہ ابن عابدین نے بھی یہی کہا ہے۔

تشریح از قاسمی احمیٰ وہ جاگیر جس کو امام اپنے لئے مختص کر لے اور غیر کو اس سے رد کا جائے۔ معاصی بھی امٹ کر چلی ہیں جن سے بچا جائے۔

بَابُ تَفْسِيرِ الْمُشْتَبِهَاتِ

وَقَالَ حَسَنُ بْنُ أَبِي سِنَانٍ مَا رَأَيْتُ شَيْئًا أَهْوَنَ مِنَ الْوَدْعِ دَعْمًا
يُرِيْبُكَ إِلَى مَا لَا يُرِيْبُكَ

ترجمہ۔ مشتبہات کی تفسیر کے بارے میں حسن بن ابی سنان فرماتے ہیں کہ پرہیز گاری سے بہتر میں نے کوئی چیز نہیں دیکھی۔ جو چیز شک میں ڈالے اسے چھوڑ کر اس چیز کی طرف جاؤ جو شک میں نہ ڈالے۔

حدیث نمبر ۱۸۱۵ **حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ** عَنْ عُبَيْدِ بْنِ الْحَارِثِ أَنَّ
امْرَأَةً سَوْدَاءَ جَاءَتْ فَزَعَمَتْ أَنَّهَا أَرْضَعَتْهَا فَذَكَرَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَاعْرَضَ عَنْهُ وَتَبَسَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَيْفَ وَقَدْ قِيلَ وَقَدْ
كَانَتْ تَحْتَهُ ابْنَةُ أَبِي إِيَّاهُ التَّمِيمِيَّةِ

ترجمہ۔ حضرت عقبہ بن الحارث سے مروی ہے کہ ایک کالے رنگ کی عورت آکر کہنے لگی کہ اس

نے ان دونوں کو دودھ پلایا ہے۔ پس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس کا ذکر کیا گیا تو آپ نے اس سے منہ موڑ لیا۔ اور آپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا دیئے فرمایا کہ تم اس کے پاس کیسے جا سکتے ہو۔ جب کہ یہ بات کہی جا چکی ہے۔ اور حضرت عقبہ کے نکاح میں ابواحاب تیمی کی بیٹی تھی۔

حدیث نمبر ۱۸۱۶ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ عُثْبَةُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ عَهْدًا إِلَى أَخِيهِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ أَنَّ ابْنَ وَلِيدَةَ زُمَعَةَ مِثْنًا فَأَقْبَضَهُ قَالَتْ فَلَمَّا كَانَ عَامَ الْفَتْحِ أَخَذَهُ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ وَقَالَ ابْنُ أَخِي قَدْ عَهْدًا إِلَيَّ فِيهِ فَقَامَ عَبْدُ بْنُ زُمَعَةَ فَقَالَ أَخِي وَابْنُ وَلِيدَةَ أَبِي وَلَدَ عَلَى فِرَاشِهِ فَتَسَاوَا قَالِي النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سَعْدٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ ابْنُ أَخِي كَانَ قَدْ عَهْدًا إِلَيَّ فِيهِ فَقَالَ عَبْدُ بْنُ زُمَعَةَ أَخِي وَابْنُ وَلِيدَةَ أَبِي وَلَدَ عَلَى فِرَاشِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ لَكَ يَا عَبْدُ ابْنُ زُمَعَةَ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ ثُمَّ قَالَ لِسُودَةَ بِنْتِ زُمَعَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجِبِي مِنْهُ لِمَا رَأَى مِنْ شَيْبِهِ بِعُثْبَةَ فَإِنَّهَا حَتَّى لَقِيَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ.

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضرت عقبہ بن ابی وقاص نے اپنے بھائی سعد بن ابی وقاص کو وصیت کی۔ کہ زُمعہ کی باندی کا بیٹا میرے سے ہے۔ پس اس کو پکڑ لینا۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں جب فتح مکہ کا سال ہوا۔ تو سعد بن ابی وقاص نے اس کو پکڑ لیا۔ اور فرمایا کہ یہ میرے بھائی کا بیٹا تجس کی اس نے مجھے وصیت کی تھی۔ تو عبد بن زُمعہ اٹھ کھڑے ہوئے۔ پس فرمایا کہ یہ تو میرا بھائی ہے۔ اور میرے باپ کی باندی کا بیٹا ہے۔ جو اس کے بستر پر پیدا ہوا ہے۔ (یعنی اس کی منکوحہ کا بچہ ہے) تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عبد بن زُمعہ یہ تیرے لئے ہے۔ پھر آپ نے ارشاد فرمایا۔ بچہ نکاح والے کا ہے۔ اور زانی کے لئے پھر ہیں۔ (یعنی زانی محروم ہے یا وہ سنگسار ہوگا) پھر آپ نے سودہ بنت زُمعہ زوجہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ تم اس سے پردہ کر دو اس لئے کہ یہ بچہ عقبہ کے مشابہ ہے۔ پس اس نے حضرت سودہ کو مرتے دم تک نہ دیکھا۔ یعنی یہاں تک کہ اللہ عزوجل سے ملائی ہوئے۔

حدیث نمبر ۱۸۱۸۱ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ سَأَلْتُ
الْبَيْهَقِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْغَدَاظِ فَقَالَ إِذَا أَصَابَ بِحَدِّهِمْ فُكِّلُوا وَإِذَا
أَصَابَ بَعْدَ ذَلِكَ فَلَا تَأْكُلُوا فَيَاكُلُهُ وَقِيلَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أُرْسِلْ كُلِّي
وَأُسْمِي فَأَجِدُ مَعَهُ عَلَى الصَّيْدِ كُلِّبًا أَخَذَلَمُ أَسْمَ عَلَيْهِ وَلَا أَدْرِى أَيُّهُمَا
أَخَذَ قَالَ لَا تَأْكُلُوا إِنَّمَا اسْمَيْتَ عَلَى كُلِّبِكَ وَلَمْ تُسَمَّ عَلَى الْآخِرِ -

ترجمہ: حضرت عدی بن حاتمؓ سے مروی ہے کہ میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے
چھوٹا سا تیر جو بغیر پرکے ہو اس کے متعلق پوچھا جس پر آپؐ نے فرمایا جب وہ دھار کی طرف سے لگے تو کھا
لو اور جب چوڑائی کی طرف سے لگے اور قتل کر دے تو نہ کھاؤ۔ کیونکہ وہ کلوسی سے مارے ہوئے جانور کی
طرح ہے۔ پھر میں نے کہا جناب یا رسول اللہ! میں اپنا کتا چھوڑ کر اس پر بسم اللہ پڑھ لیتا ہوں پھر شکار
پر اس کے ہمراہ مجھے دوسرا کتا بھی نظر آتا ہے جس پر میں نے بسم اللہ نہیں پڑھا۔ اب میں نہیں جانتا کہ
ان دونوں میں سے کس کتے نے اسے پکڑا ہے۔ آپؐ نے فرمایا نہ کھاؤ۔ اس لئے کہ تم نے تو اپنے کتے پر
بسم اللہ پڑھی ہے۔ دوسرے پر تو نہیں پڑھی۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ [تفسیر المشتبهات اس تفسیر سے مقصد امام بخاریؒ کا شبہ

اور دوسو سو میں فرق بتلانا چاہتے ہیں کہ شبہ کو چھوڑ دینا مستحب ہے اور دوسو سو کا اعتبار نہ کرنا چاہیے۔
شبہ تو وہ ہے جو کسی دلیل قوی یا ضعیف سے پیدا ہو۔ جیسے دودھ پلانے کی گواہی میں کہ کسی تجربہ نے
دودھ پلانے کی گواہی دی تو اسے تسلیم کیا جائے گا۔ کیونکہ خبر دینے والی مسلمہ ہے اور مسلمان ہمیشہ سچ
ہی بولتا ہے۔ لیکن چونکہ شریعت میں نصاب سے کم شہادت کا اعتبار نہیں۔ اس لئے شرعاً یہ حجت معتبرہ نہ
ہوگی۔ اس طرح ابن ولیدہ زمرہ کے بارے میں شبہ کا عادتہ اور حنا اعتبار کیا گیا۔ جب کہ اس کی تائید
عقبہ کے دعویٰ نے بھی کر دی۔ لیکن شرعاً نہ تو زانی کے دعویٰ کا اعتبار ہوگا اور نہ ہی قیافہ معتبر ہوگا کیونکہ
یہ دونوں حجت شرعیہ سے قاصر ہیں۔ حجت شرعیہ الولد للفراش وللعاهر الحجر ہے۔ تو اب اس میں محض شبہ رہ
گیا۔ جس میں پردہ کرنے میں احتیاط ہے۔ اگرچہ شرعاً واجب نہیں۔ اسی طرح کتے کے شکار میں جب
حلتہ اور حرمت میں تعارض ہو گیا۔ تو واجب ہے کہ اس سے بچا جائے۔ چونکہ پہلی دو صورتوں میں حجت مخالف
حجت موافقہ سے ضعیف تھی۔ اس لئے غنیزہ اور احتیاط کا حکم دیا گیا۔ لیکن صید الکلب میں دونوں حجت برابر تھیں۔

کیونکہ دونوں کے شکار یہ شریک تھے۔ پتہ نہیں چلتا کہ قاتل کون ہے۔ اس لئے اس میں حرمت راجح ہوگی۔ بدیں وجہ کہ اصول فقہ کا ضابطہ ہے جب علت اور حرمت میں تعارض ہو۔ تو حرمت کو ترجیح دی جاتی ہے۔

اور دوسو سہ وہ احتمال ہے جو بغیر کسی دلیل قوی یا ضعیف کے پیدا ہو۔ اس کی مثال یہ ہے کہ جیسے کسی نے وضو کرنے کے بعد وہم کیا کہ وہ بے وضو ہو گیا۔ جس کی تائید کسی دلیل صوت یا یریح یا احساس سے نہیں ہوئی۔ محض دوسو سہ ہے تو اس پر عمل نہ کیا جائے گا۔ اس لئے کہ الیقین فی الامور بالشک کہ یقینی علم تردد سے زائل نہیں ہوتا۔ اسی طرح وہ گوشت جس کو مسلمان لوگ لے آئیں۔ جن پر وہم کیا جائے کہ شاید ذابحون نے تکبیر نہ پڑھی ہو۔ یہ محض وہم اور دوسو سہ ہے۔ جس کی مسلمان سے امید نہیں کہ فی چاہیے۔ کیونکہ مسلمان کا ظاہر حال اسی کا مقتضی ہے کہ وہ شریعت کے موافق چیز لائے گا۔

مخالف شرع نہیں لائے گا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ کلوا وسموا اللہ علیہ الحدیث۔ کھاؤ اور اللہ کے نام اس پر لے لو۔ حالانکہ اگر وہ حرام ہے تو اللہ تعالیٰ کا نام لینا اس حلال نہیں کر لیتا۔ بلکہ یہ حکم اس لئے دیا گیا کہ گوشت کے حلال ہونے کا حکم ہے۔ حرام پر بسم اللہ نہیں پڑھی جاتی۔ گویا کہ حکم ہوا اس وہم کی پرواہ نہ کرو۔ کھاؤ جس طرح حلال چیز کو کھاتے ہو۔ جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو۔ قَالَ ابْنُ اَنَسٍ هُوَ ابْنُ اَنَسٍ قَدْ عَمِدَ اِلَيْهِ اِنْ اَفْهَذَ کیونکہ وہ لوگ گمراہی اور ہدایت دونوں صورتوں میں ایک دوسرے کے وارث بنتے تھے۔ زنا کا بچہ بھی ان کے نزدیک نکاح کے بچہ کی طرح ہوتا تھا۔

تشریح از شیخ زکریا مصنف کا مقصد یہ ہے کہ مشتبہات کے طرق کی پہچان ہو جائے۔ اس لئے اولاً ضابطہ ذکر فرمایا بعد ازاں ایسی احادیث لائے جن سے مشتبہات کے مراتب معلوم ہوں۔ تاکہ ان سے اجتناب کیا جائے۔ دوسرے باب میں ان چیزوں کا بیان ہے جو مستحب ہیں۔ اور تیسرے باب میں مکروہات کا ذکر فرمایا۔ جس کی شرح یہ ہے کہ ہر چیز کی اصل کو دیکھا جائے کہ تحریم ہے۔ اباحت ہے یا مشکوک ہے۔ پہلے کی مثال شکار ہے۔ جس کا ذبح کرنے سے پہلے کھانا حرام ہے۔ جب اس میں شک پڑ جائے تو اس کی تحریم یقین کے بغیر زائل نہ ہوگی۔ اس کی طرف حضرت عدی بن حاتم کی حدیث سے اشارہ کیا۔ دوسرے کی مثال طہارت ہے۔ جب وہ حاصل ہو جائے تو یقینی حدیث کے بغیر زائل نہ ہوگی۔ اس کی طرف تیسرے باب کی حدیث عبداللہ بن زید سے اشارہ کیا۔ اور تیسری

قسم وہ ہے۔ جس کا اصل متحقق ہو۔ بلکہ کراہتہ اور اباحتہ میں تردد نہ ہو۔ تو اس کا ترک کرنا دلی ہے۔ جس کی طرف دوسرے باب کی حدیث کھجور والی سے اشارہ فرمایا۔ پہلی حدیث حدیث عقبہ رضاعت کے بارے میں ہے۔ اور محل ترجمہ کیف و قد قیل ہے۔ کہ عورت کے جدا کرنے کا حکم دیا گیا۔ محض ایک عورت کی گواہی پر کہ اگر یہ شہادت صحیح ہے تو حرام کا مرتکب ہوگا۔ اس لئے فراق امرأۃ کا حکم دیا گیا اور بعض نے کہا کہ اس معاملہ میں صرف ایک عورت کی گواہی قبول کی گئی۔ دوسری حدیث حضرت عائشہؓ کی ابن ولیدہ زمعہ کے قصہ میں جس میں احتجبی منہ یا سودہ فرمایا گیا۔ حالانکہ ضابطہ کے تحت اسے باپ کی جانب سے بھائی ثابت کیا گیا۔ لیکن شبہ اور قیافہ کی وجہ سے کہ ممکن ہے۔ زمعہ کا بیٹا نہ ہو۔ احتیاطاً اس سے پردہ کا حکم دیا گیا۔

عماد و النصاب یہ مسئلہ اختلافی ہے۔ امام احمدؒ فرماتے ہیں۔ کہ مرفوعہ واحدہ کی شہادت کافی ہے۔ امام مالکؒ فرماتے ہیں۔ کہ اس معاملہ میں دو عورتوں کی گواہی معتبر ہوگی۔ اور امام شافعیؒ فرماتے ہیں۔ کہ رضاعت کے معاملہ میں چار عورتوں کی گواہی معتبر ہوگی۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ رضاع کے مسئلہ میں اکیلی عورتوں کی گواہی معتبر نہیں جب تک ان کے ساتھ کوئی مرد گواہی نہ دے۔ بنا علیہ یہ حدیث ائمہ ثلاثہ کے نزدیک تو شبہ اور ورع پر مبنی ہوگی۔ البتہ امام احمدؒ کے نزدیک ایک عورت کی گواہی سے حرمت رضاعت ثابت ہو جائے گی۔

کنہ لک فی ابواب ولیدہ زمعہ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو ترجمہ سے اس طرح مطابقت ہے کہ اس میں شبہ کی وضاحت کی گئی اور اس سے بچنے کا حکم دیا گیا۔ احتجبی منہ کا حکم اسی بنا پر ہوا۔ چنانچہ قسطلانیؒ فرماتے ہیں کہ یہ پردہ کا حکم احتیاط اور ندب کی بنا پر ہے۔ ورنہ ظاہر شرع سے آپؐ اس کا نسب ثابت فرما چکے ہیں۔ یہی محل ترجمہ ہے۔

ولم تسم علیک الاخر اس حدیث میں وجہ منع ترک تسمیہ کو قرار دیا گیا۔ اور جزیں اس کی زیادہ تفصیل ذکر کی گئی ہے۔

اما الوسوسۃ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ دوسرے وہ کھٹکا ہے جو شیطان کسی کے دل میں ڈالتا ہے۔ اور اسی طرح دوسرے اور دوسوا اس شیطان کو بھی کہتے ہیں۔ اس کے اصلی معنی حرکت خفیہ کے ہیں۔ امام غزالیؒ نے ورع کے کئی اقسام بیان فرماتے ہیں۔ ایک ورع صدیقین کا ہے جس میں قوۃ علی العبادۃ

کی نیت کے بغیر جن کو حاصل نہ کر سکے ان کو چھوڑنے کا نام ہے۔ ورع متقین مشتبہات کو چھوڑ دینا جن میں شبہ ہے کہ شاید یہ حرام کی طرف کھینچ کر نہ لے جاتے۔ تیسرا ورع صالحین ہے۔ جن چیزوں میں حرام ہونے کا احتمال ہو۔ ان کو چھوڑ دینا۔ بشرطیکہ اس احتمال کا موقع ہو اگر موقع نہ ہو تو یہ ورع المؤمنین ہے۔ امام بخاریؒ کی غرض یہ اسی ورع المؤمنین کو بیان کرنا ہے۔ جیسے کوئی شخص شکار کھانے سے اس لئے رک جاتے کہ ممکن ہے کسی اور انسان کا ملک ہو۔

انہ احدث امام بخاریؒ نے اس حدیث کو کتاب الوضو میں بدین عنوان بیان کیا ہے۔ لا يتوضاء من الشك حتى يستیقن تسمیہ عند الاكل تسمیہ عند الذبح کے قائم مقام نہیں ہو سکتا۔ بلکہ آپؐ نے اسلوب حکیم کے طور پر وہم اور وسوسہ سے روکا ہے کہ بسم اللہ پڑھ کر کھاؤ کوئی وہم نہ کر دے۔ اصل شیئی اباحتہ ہے۔

قد عہد الحق فیہ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ اصل قصہ یہ ہے کہ زمانہ جاہلیتہ میں باندیاں زنا کرتی تھیں ان کے آقا بھی اس دوران ان سے ہمبستر ہوتے تھے۔ اگر ان کے بچہ پیدا ہو گیا۔ تو کبھی سردار اس کا مدعی ہو جاتا اور کبھی زانی مدعی بن جاتا۔ اگر سردار مر گیا اس نے بیٹے کے متعلق نہ دعویٰ کیا۔ اور نہ انکار کیا۔ اگر وارث دعویٰ کرتے تو وہ بچہ ان کے ساتھ لاحق کر دیا جاتا تھا۔ مگر وہ میراث میں شریک نہیں ہوتا تھا۔ البتہ اگر قسمت میراث سے قبل الحاق ہو جاتا تو پھر وارث بن جاتا تھا۔ اگر آقا نے انکار کر دیا تب بھی نہ وہ لاحق ہوتا تھا نہ میراث لے سکتا تھا۔ زمرہ حضرت سودہ کے والد کی باندی اسی صفت پر تھی۔ جب اس کا حمل ظاہر ہوا گمان یہ تھا کہ یہ عتبہ سے ہے۔ جو کافر ہو کر مرا لیکن اس نے اپنے بھائی سعد کو وصیت کی کہ اس حمل کو لاحق کر لینا۔ جب حضرت سعد بن ابی وقاص نے حسب وصیت اسے پکڑا تو عبد بن زمرہ نے جھگڑا کھڑا کر دیا۔ عبد کہتا تھا میرا بھائی ہے حضرت سعد کہتے تھے کہ میرا بھتیجا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جاہلیت کا فیصلہ رد کرتے ہوئے عبد بن زمرہ کے لئے شرعی فیصلہ الولد للفرأش سنایا۔

تشریح از قاسمی | مرضعہ کا نام غنیہ تھا۔ کیف ای کیف تباشرھا وقد قیل علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ احناف کے نزدیک رضاعت اس شہادت سے ثابت ہوگی جس شہادت سے مال ثابت ہوتا ہے۔ شہادۃ رجل وامرأتین اکیلی عورتوں کی گواہی معتبر نہیں ہے۔ تسارقا ای

بعد ان تنازعاً وخصاماً فیہ ذہباً الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم سائقین ایک دوسرے کو بلکنے والے۔ ہولک ای ہوا خولک قضاء من النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعلمہ لا باستحقاقہ دوسرے معنی ہیں۔ دھولک ملکاً کیونکہ وہ زمعہ کی باندھی کا بیٹا تھا۔ نسائی میں ہے یسے لک باغ وہ تیر بھائی نہیں ہے۔ وللعاءہر الحمرایۃ الخبیثۃ والحمرانۃ۔ اور بعض نے حجر سے رجم بالجارۃ مراد لیا ہے۔ لیکن یہ ضعیف ہے۔ کیونکہ ہرزانی مرحوم نہیں ہوتا۔ پھر رجم سے نفی دل بھی لازم نہیں ہے۔ وقینہ ہوا مقتول بالخشب اور بعض نے کہا ہوا مقتول بغیر محمد کا لجر والعصی وغیرہا یعنی جو تیز دھار آلہ سے نہ مارا گیا ہو۔ بلکہ لکڑی یا چمچ سے مارا جائے۔

بَابُ مَا يَنْزَعُهُ مِنَ الشُّبُهَاتِ

ترجمہ۔ جن شبہات سے بچنا چاہیے ان کا بیان ہے۔

حدیث نمبر ۸۱۸ اَحَدُ ثَنَا قَبِيصَةُ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَرَّةٍ مَسْقُوطَةٍ فَقَالَ لَوْلَا أَنْ تَكُونَنَّ صَدَقَةً لَا كَلِمَةً بِسَنَدٍ آخِرٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَجِدُ مَرَّةً سَاقِطَةً عَلَى فِرَاشِي۔

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کلمہ گور ایک گرمی پڑی کھجور کے دانہ سے ہوا۔ جس پر آپؐ نے فرمایا۔ اگر یہ صدقہ نہ ہوتا تو میں اسے کھا لیتا۔ دوسری سند میں حضرت ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپؐ نے فرمایا کہ میں گرمی والی کھجور کو اپنے بستر پر پاتا ہوں۔

بَابُ مَنْ لَمْ يَرِ الْوَسَاوِسَ وَنَحْوَهَا مِنَ الشُّبُهَاتِ

ترجمہ۔ باب اس شخص کے بارے میں جو وساوس وغیرہ کو شبہات میں سے نہیں سمجھتا۔

حدیث نمبر ۸۱۹ اَحَدُ ثَنَا أَبُو نَعِيمٍ عَنْ عُمَةَ قَالَ سَأَلْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّجُلُ يَجِدُ فِي الصَّلَاةِ شَيْئًا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ قَالَ لَا حَتَّى يَمُتَّ صَوْتًا
أَوْ يَجِدَ رِيحًا قَالَ ابْنُ أَبِي حَفْصَةَ عَنْ الزُّهْرِيِّ لَا وَضُوءَ إِلَّا فِيمَا وَجَدْتَ
الرِّيحَ أَوْ سَمِعْتَ الصَّوْتَ.

ترجمہ۔ حضرت عباد نے اپنے چچا سے روایت کرتے ہوئے کہا ہے۔ کہ ایک آدمی نے جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی کہ وہ نماز میں کوئی ایسی چیز محسوس کرتے ہیں۔ جن سے وہ نماز
قطع کر دیں۔ فرمایا نہیں۔ جب تک کہ آواز نہ سنے یا بدبو نہ محسوس کرے اور دوسری سند سے امام زہری
فرماتے ہیں۔ رضوتب لازم ہوگا۔ جب کہ توبہ کو پائے یا آواز کو سنے۔

حدیث نمبر ۱۸۲ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْمُقْدَامِ الْجَلْبِيُّ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ قَوْمًا
قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ قَوْمًا يَأْتُونَنَا بِاللَّحْمِ لَنْ نَذِرُكَ إِذْ كَرُّوا السَّمَّ اللَّهُ عَلَيْهِ
أَمْ لَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمُّوا اللَّهَ عَلَيْهِ وَكُلُّوهُ۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہ سے مروی ہے۔ کہ کچھ لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا یا رسول اللہ
کچھ لوگ ہمارے پاس گوشت لاتے ہیں۔ ہمیں علم نہیں کہ آیا انہوں نے اس پر اللہ تعالیٰ کا نام
بھی ذکر کیا ہے یا نہیں۔ جس پر جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس پر اللہ کا نام لو اور
کھا جاؤ۔

تشریح از قاسمی | پہلے باب کی روایت سے معلوم ہوا کہ وسادس ان شبہات میں داخل نہیں

ہیں۔ جن سے اجتناب کرنا پڑتا ہے۔ جب تک وہ وسادس قرار نہ پکڑیں ان پر مواخذہ نہیں ہے۔
سموا اللہ علیہ وکلوہ ابن جوزی فرماتے ہیں کہ یہ تسمیہ عند الاکل تسمیہ عند الذبح کی جگہ نہیں
لے سکتا۔ ویسے تسمیہ علی الطعام سنت ہے۔ اور مسلمان کے حال کے مناسب یہ ہے کہ وہ خلاف شرع
کام کرنے کی جرأت نہیں کرے گا۔ اس لئے اس وسوسہ پر عمل نہ کیا جائے۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى وَإِذَا رَأَوْتُمُ الْجَارَةَ أَوْ لَهَا أَنْفَضُوا إِلَيْهَا

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ وہ لوگ جب کوئی تجارتی سامان دیکھتے ہیں یا کوئی شغل کی
بات ہو۔ تو اس کی طرف ٹوٹ پڑتے ہیں۔

حدیث نمبر ۱۸۲۱ اَحَدُنَا مَلَقَ بَنُ غَنَامٍ حَدَّثَنِي جَابِرٌ قَالَ بَيَّعَ مَانَحُنُ نُسَلِي
مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَقْبَلْتُ مِنَ الشَّامِ عِيْدٌ تَجِدُ طَعَامًا مَا لَمْ تَقْتُوا
إِلَيْهَا حَتَّى مَاقِيَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا أَتَانَا عَشْرَ رَجُلًا فَنَزَلْتُ
وَإِذَا أَدَاؤُ بَجَارَةٍ أَوْ لَمْ يَكُنْ فَانْقَضُوا إِلَيْهَا.

ترجمہ۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ میں ایشام لوگ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ
نماز پڑھ رہے تھے کہ اچانک شام سے ادٹوں کا ایک قافلہ آگیا جو غلہ گندم اٹھائے ہوئے تھے۔ چنانچہ
وہ لوگ نمازی ادر متوجہ ہو گئے۔ یہاں تک کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ صرف بارہ
آدمی رہ گئے۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔ کہ جب وہ تجارت کو یا کسی شغل کی بات کو دیکھتے ہیں تو اس کی طرف
ٹوٹ پڑتے ہیں۔

تشریح از قاسمی | یہ آیت کریمہ اگرچہ کتاب البیوع کے شروع میں آچکی ہے۔ لیکن مصنفؒ
اس کو دوبارہ اس مقصد کے لئے لائے ہیں تاکہ اشارہ ہو جائے کہ تجارت اگرچہ مکاسب حلال میں سے
ہونے کی وجہ سے ممدوحہ ہے۔ لیکن اگر اسے امور اخروی پر مقدم کر دیا جائے تو قابلِ مذمت ہے۔

بَابُ مَنْ لَمْ يَبَالِ مِنْ حَيْثُ كَسَبَ الْمَالَ

ترجمہ۔ اس شخص کے بارے میں جو اسکی پرواہ نہیں کرتا کہ اس نے مال کہاں سے کمایا۔

حدیث نمبر ۱۸۲۲ اَحَدُنَا آدَمُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَا يُبَالَى لِلدُّعَا مَا أَخَذَ مِنْهُ أَوْ مِنَ الْحَلَالِ أَمْ مِنَ
الْحَرَامِ.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لوگوں پر ایک ایسا دور آئے گا کہ آدمی اس کی پرواہ نہیں کرے گا۔
کہ اس نے مال کسے سے لیا ہے آیا حلال سے آیا ہے یا حرام سے۔

تشریح از قاسمی | حلال طریقہ سے مال کا لینا اگرچہ مذموم نہیں ہے لیکن اس جگہ مذمت
تسویہ بین الامرین کی ہے کہ حلال و حرام دونوں کو برابر کر دیا۔

بَابُ التَّجَارَةِ فِي الْبَيْزِ

وَفَيِّدُهُ وَقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى رِبْحًا لَا تُلْهِمُهُمْ تِجَارَةً وَلَا بَيْعًا عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ
وَقَالَ قَتَادَةُ كَانَ الْقَوْمُ يُدْبِعُونَ وَيَتَّجِدُونَ وَلِكُمُ إِذَا آتَيْنَاهُمُ
حَقٌّ مِّنْ حَقِّهِ اللَّهُ لَمْ تُلْهِمُهُمْ تِجَارَةً وَلَا بَيْعًا عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ حَتَّى يُؤَدُّوهُ
إِلَى اللَّهِ.

ترجمہ۔ کپڑے وغیرہ کی تجارت کے بارے میں۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے یہ وہ لوگ ہیں جن کو
کاروبار اور خرید و فروخت اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل نہیں کرتے۔ حضرت قتادہؓ فرماتے ہیں۔ کہ
صحابہ کرام کی جماعت خرید و فروخت اور کاروبار کرتے تھے۔ لیکن جب کوئی اللہ تعالیٰ کے حقوق میں
سے کوئی حق انہیں پیش آجاتا تو تجارت اور خرید و فروخت ان کو ذکر الہی سے غافل نہیں کر سکتے تھے۔
یہاں تک کہ وہ اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف ادا کریں۔

حدیث نمبر ۸۲۳ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ أَبِي الْمُنْهَالِ قَالَ كُنْتُ أَتَجِدُ
فِي الصَّرْفِ فَسَأَلْتُ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ فَقَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَيَسْتَدِ أَخِي يَقُولُ أَبَا الْمُنْهَالِ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ
الصَّرْفِ فَقَالَ كُنَّا نَاجِدِينَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَسَأَلْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّرْفِ فَقَالَ إِنْ كَانَ يَدَايِدُ
فَلَا بَأْسَ وَإِنْ كَانَ نَسِيفًا فَلَا يَصْلِحُ.

ترجمہ۔ حضرت ابو المنہال فرماتے ہیں کہ میں سونے چاندی کی تجارت کرتا تھا۔ تو میں نے حضرت
زید بن ارقمؓ سے پوچھا۔ تو انہوں نے فرمایا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور دوسری
سند کے ساتھ یہ ہے۔ کہ حضرت ابو المنہال فرماتے ہیں۔ میں نے حضرت برابر بن عازبؓ اور زید بن ارقمؓ
دونوں سے سونے چاندی کی تجارت کے متعلق پوچھا۔ انہوں نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے زمانہ میں ہم لوگ تجارت کرنے والے تھے۔ تو ہم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے سونے چاندی کی تجارت کے متعلق سوال کیا تو آپؐ نے فرمایا کہ ان کا سود نقد دست بدستی صحیح ہے۔

تو کوئی حرج نہیں۔ اگر ادھار پر ہے تو پھر ٹھیک نہیں ہے۔
تشریح از قاسمی | بڑکپڑے کی گٹھڑیوں کو کہتے ہیں اور بزازہ کپڑا فروش کے پیشہ کو کہا جاتا ہے۔ اگرچہ حدیث باب میں کسی خاص مال کی تخصیص نہیں ہے۔ لیکن عموم مکاسب مباحثہ سے اس کو ثابت کیا ہے۔ اور ایک نسخہ تجارة البر بالمر جو لگے باب تجارت بحر کے زیادہ مناسب ہے۔ کہ بروبحر کی تجارت کا ثبوت ہو جائے گا۔

القوس سے صحابہ کرام کی جماعت مراد ہے۔ جو بیع و شرا کی حالت میں اذان کی آواز سن کر نماز کی طرف دوڑتے تھے۔ تاکہ اللہ کے حقوق ادا کریں۔ چنانچہ ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ وہ بازار میں ہوتے تھے۔ جب اذان ہو جاتی تو دکانیں بند کر کے مسجد میں داخل ہو جاتے (مصنف عبد الرزاق)
 صرف سے مراد سونے چاندی کی تجارت ہے۔ بیع الثمن بالثمن نیا کے معنی تاخر کے ہیں۔

بَابُ الْخُرُوجِ لِلتِّجَارَةِ

ترجمہ۔ تجارت کے لئے باہر جانا۔

وَقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى فَإِنْ تَشَرُّوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللَّهِ -

ترجمہ۔ پس جب نماز سے فارغ ہو جاؤ تو اللہ تعالیٰ کی زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ تعالیٰ کا فضل یعنی روزی طلب کرو۔

حدیث نمبر ۸۲۴ | حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ عَنْ عَبْدِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ أَبَا مُوسَى الْأَشْعَرِيَّ اسْتَأْذَنَ عَلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَلَمْ يُؤْذَنَ لَهُ وَكَانَتْهُ كَانَ مَشْغُولًا فَرَجَعَ أَبُو مُوسَى فَقَدَعَ عُمَرُ فَقَالَ أَلَمْ أَسْمَعْ صَوْتَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قَيْسٍ اسْتَأْذَنُوا لَهُ قِيلَ قَدْ رَجَعَ فَدَعَاهُ فَقَالَ كُنَّا كُفْرًا مَرِيدًا لَكَ فَقَالَ تَأْتِنِي عَلَى ذَلِكَ بِالْبَيْتَةِ فَأَنْطَلَقَ إِلَى الْمَجْلِسِ الْأَنْصَارِ فَسَأَلَهُمْ فَقَالُوا لَا يَشْهَدُ لَكَ عَلَى هَذَا إِلَّا أَصْغَرُنَا أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ فَذَهَبَ بِأَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ فَقَالَ عُمَرُ أَخْفَى عَلَيَّ مِنْ أَمْرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلْهَانِي الصَّفْقُ بِالْأَسْوَاقِ يَعْنِي الْخُرُوجَ إِلَى تِجَارَةٍ.

ترجمہ۔ حضرت عبید بن عمیرؓ سے مروی ہے کہ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ نے حضرت عمر بن الخطابؓ کے پاس جانے کی اجازت طلب کی۔ جو انہیں نہ مل سکی کیونکہ حضرت عمرؓ کسی کام میں مشغول تھے۔ جس پر حضرت ابو موسیٰؓ واپس چلے گئے۔ جس پر حضرت عمرؓ گھر لگے پوچھا کیا میں حضرت عبداللہ بن قیسؓ کی آواز نہیں سن رہا تھا۔ ان کو میرے پاس آنے کی اجازت دے دو۔ کہا گیا کہ وہ تو واپس ہو چکے تو حضرت عمرؓ نے انہیں بلوایا۔ پوچھنے پر انہوں نے فرمایا کہ اجازت نہ ملنے پر واپس چلے جانے کا ہمیں حکم دیا جاتا تھا۔ فرمایا اس پر گواہ لاؤ۔ چنانچہ حضرت ابو موسیٰؓ انصار کی مجلس کی طرف تشریف لے گئے۔ اور ان سے اس بارے میں پوچھا جنہوں نے بتلایا کہ اس پر ہمارے میں سے اور تو کوئی گواہی نہیں دے گا۔ البتہ ہم میں سے جو سب سے چھوٹے حضرت ابو سعیدؓ رضی اللہ عنہ کو ابھی دیں گے۔ چنانچہ وہ انہیں کو لے گئے۔ جس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جو معاملات و ارشادات ہم پر مخفی رہ گئے۔ بازاروں کی خرید و فروخت نے ہمیں غافل کر دیا۔ صفتی بمعنی تجارت کے لئے باہر جانا۔

تشریح از قاسمی | الا اصغرنا یعنی یہ حدیث تو اتنی مشہور ہے کہ ہمارے چھوٹے چھوٹے بچے بھی جانتے ہیں۔ اس حدیث سے خبر الواحد کا رد کرنا لازم نہیں آتا۔ کیونکہ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ اجل صحابیوں میں سے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے اس خطرہ کے پیش نظر گواہ طلب کئے کہ ہر معاملہ میں لوگ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف حدیث کی نسبت نہ کر دیا کریں۔ تو سد الباب ایسا کیا۔

بَابُ التَّجَادَةِ فِي الْبَحْرِ

وَقَالَ مَطَرٌ لَا بَأْسَ بِهِ وَمَا ذَكَرَهُ اللَّهُ فِي الْقُرْآنِ إِلَّا بِحَقِّ شَيْءٍ تَلَا وَتَرَى الْفُلْكَ مَوَاجِدَ فِيهِ وَلِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ وَالْفُلُكُ السُّفُنُ الْوَاحِدُ وَالْجَمْعُ سُوَاءٌ وَقَالَ مُجَاهِدٌ تَمْخَرُ السُّفُنُ الرِّيحَ وَلَا تَمْخَرُ الرِّيحُ مِنَ السُّفُنِ إِلَّا الْفُلُكُ الْعِظَامُ وَقَالَ اللَّيْثُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ ذَكَرَ رَجُلًا مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ خَدَجَ فِي الْبَحْرِ فَقَضَى حَاجَتَهُ وَسَاقَ الْحَدِيثَ.

ترجمہ۔ سمندری تجارت کے بارے میں۔ مطرف نے ہیں کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اور قرآن مجید

میں جو ذکر ہوا ہے۔ وہ برحق ہے۔ پھر تلاوت کی۔ کہ تو سمندر کے اندر کشتیوں کو چیرتے ہوئے دیکھے گا۔ تاکہ تم اللہ تعالیٰ سے فضل طلب کرو۔ فلک کشتی کو کہتے ہیں۔ واحدا و جمع اس میں دونوں برابر ہیں اور مجاہد فرماتے ہیں کہ کشتیاں ہوا کو چیرتی ہیں۔ نہ کہ ہوا کشتیوں کو چیرتی ہے۔ البتہ بڑی بڑی کشتیاں ہوا کو چیرتی ہیں۔ لیث دوسری سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی اسرائیل کے ایک آدمی کا ذکر کیا۔ تو سمندر سفر کے لئے نکلا اور اپنی ضرورت پوری کر آیا آگے حدیث کو چلایا۔

بَابُ وَإِذَا رَأَوْ تِجَارَةً أُولَئِكَ

وَقَوْلُهُ رَجَالٌ لَا تُلِيهِمْ تِجَارَةٌ ۖ وَقَالَ قَتَادَةُ كَانَ الْقَوْمُ يَتَّحِدُونَ وَ لِكُلِّهِمْ كَانُوا إِذَا نَابَهُمْ حَقٌّ مِّنْ حَقَّقِي اللَّهِ لَمْ تُلِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا يَبِيعُ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ حَتَّى يُؤَدُّهُ إِلَى اللَّهِ.

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد اِذَا رَأَوْ تِجَارَةً اِیسی طرح رجال لا تلیہم تجارتہ ولا یبع اور حضرت قتادہؓ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ تجارتی کاروبار کرتے تھے۔ لیکن جب بھی کوئی اللہ تعالیٰ کا حق پیش آجاتا۔ تو تجارتہ اور خرید و فروخت ان کو اللہ کی یاد سے غافل نہیں کرتی تھیں۔ یہاں تک کہ وہ اس حق کو اللہ کی طرف ادا کرتے۔

حدیث نمبر ۸۲۵ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ ۖ عَنْ جَابِرٍ ۖ قَالَ أَقْبَلْتُ عِزًّا وَنَحْتُ نَصَلِي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْجُمُعَةَ فَأَنْفَضَ النَّاسُ إِلَّا اثْنَيْ عَشَرَ رَجُلًا فَنَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ وَإِذَا رَأَوْ تِجَارَةً ۖ

ترجمہ۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ اونٹوں کا ایک قافلہ آیا۔ جب کہ ہم لوگ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جمعہ کے دن نماز پڑھ رہے تھے۔ تو سوائے بارہ آدمیوں کے باقی سب لوگ پھوڑ کر چلے گئے۔ تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ | تخمہ السفوف من الریح کلمہ من زائدہ ہے اور الریح تخمہ کا مفعول ہے۔ یا من سببیہ ہے۔ کیونکہ کشتیاں ہوا کی مدد سے ہی پانی کو چیرتی ہیں۔ پھر مصنفؒ نے اپنے مقصود جواز

تجارة فی البحر یہ استدلال آیت کریمہ سے کیا۔ اس سے قبل سفن کو موخر کیوں کہتے ہیں۔ اس کی وجہ تسمیہ بتلائی۔ چنانچہ فرمایا کہ کشتیاں بڑی بڑی تو ہوا کو چیرتی ہیں۔ لیکن ہر کشتی نہیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب جمید میں انعامات کے ذیل میں کشتیوں کا چلنا ذکر فرمایا۔ تو کشتیاں عموماً درمیان سمندر میں چلتی ہیں کیونکہ بڑی بڑی کشتیاں ساحل سمندر پر نہیں چلا کرتیں۔ تو اس سے جواز سفر فی البحر ثابت ہوا۔ جو تجارت وغیرہ دونوں کے لئے جائز ہے۔ یہ تقریر اس صورت میں ہے جب کہ الفلک مرفوع اور الریح کو منصوب پڑھا جائے۔ اگر الریح فاعل ہو اور الفلک العظام مفعول ہو۔ تو معنی ہوں گے۔ کہ ہوائیں عموماً بڑی بڑی کشتیوں کو چیرتی ہیں یعنی بڑی کشتیاں ہواؤں کے صدمہ سے پھٹ جاتی ہیں۔ چھوٹی نہیں پھٹیں۔ مقصد اس کلمہ کا وجہ اشتقاق بیان کرنا ہے۔ کہ آیا فلک اور ریح مخر سے فاعل ہے یا مفعول واقع ہے۔

تشریح از شیخ زکریا | قطلانی اور کرمائی نے بھی اسفن کو مرفوع اور الریح کو مفعول لکھا ہے اور

بعض نے الریح کو فاعل اور اسفن کو مفعول قرار دیا ہے کہ ہوائیں کشتیوں کو اگے پیچھے لانے میں تصرف کرتی ہیں۔ اور ظاہر قرآن سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ فعل سفن کا ہے۔ چنانچہ موخر کو جمع لایا گیا ہے۔ تجر بمعنی تشق۔ علامہ عینی فرماتے ہیں۔ کہ حضرت مطر کے اثر سے رکوب فی البحر کا جواز معلوم ہوا کیونکہ آیت موضع اعتنان میں ذکر کی گئی ہے۔ حضرت عمرو بن العاص نے اس بارے میں حضرت عمرؓ کو لکھا تھا۔ خلق عظیم یہ کبہ خلق ضعیف دود علی عود یعنی ایک بڑی مخلوق پر کمزور مخلوق سوار ہوتی ہے۔ جیسے کٹری پر کیڑا تو حضرت عمرؓ نے جواب لکھا تھا۔ لایہ کبہ احد طولک حیاتہ چنانچہ حضرت امیر معاویہؓ کو بکری بیڑہ بنانے کی اجازت نہ دی گئی۔ حضرت عثمانؓ نے دے دی پھر عمر بن عبد العزیزؓ کے دور تک بکری سفر جاری رہا۔ جنہوں نے حضرت عمرؓ کی طرف شفقت علی المسلمین کی بنا پر منع کر دیا تھا۔ کیونکہ یہ اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا ہے۔

لا اتفقوا بایدکم الحکمہ اور امام بخاریؒ کی غرض جواز ثابت کرنا ہے۔ ومعادۃ اولک

من ركب البحر للفرقة وذلك فی خلافة عثمانؓ بعد میں اجماع امت ہو گیا۔ کہ خلافت عثمان میں افریقہ فتح ہو گیا اور خرج فی البحر سے اشارہ ہوا کہ یہ سفر زمانہ قدیم سے متعارف ہے اور شرائع من قبلنا سے ثابت ہے۔ جس پر کوئی ٹکیر نہیں ہے۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى اتَّقُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ

ترجمہ۔ اپنی پاک کمائی میں سے خرچ کر دو۔

حدیث نمبر ۱۸۲۶ حَدَّثَنَا عُمَانُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ عَائِشَةَ ۖ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا انْفَقَتِ الْمَرْأَةُ مِنْ طَعَامِ بَيْتِهَا غَيْرَ مُفْسِدَةٍ كَانَ لَهَا أَجْرُهَا بِمَا انْفَقَتْ وَلِزَوْجِهَا بِمَا كَسَبَ مِنَ الْخَارِجِ مِثْلَ ذَلِكَ لَا يَنْقُصُ بَعْضُهُمْ أَجْرَ بَعْضٍ شَيْئًا۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جب عورت اپنے گھر کے طعام سے بغیر خرابی ڈالنے کے خرچ کرے تو اس کو خرچ کرنے کا ثواب ملے گا اور اس کے خاوند کو اس کی کمائی کا ثواب ہوگا اور خزانچی بھی اسی کی مثل ہے۔ کوئی کسی کے ثواب میں ذرہ بھر کمی نہیں کرے گا۔

حدیث نمبر ۱۸۲۷ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ جَعْفَرٍ ۖ عَنْ هَمَّامٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ ۖ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا انْفَقَتِ الْمَرْأَةُ مِنْ كَسْبِ زَوْجِهَا مِنْ غَيْرِ أَمْرٍ فَلَهَا نِصْفُ أَجْرِهِ۔

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ اگر عورت اپنے خاوند کی کمائی سے اس کی اجازت کے بغیر خرچ کرے تو اس کو خاوند کے ثواب کا آدھا ملے گا۔

تشریح از قاضی اگر اشکال ہو کہ طعام جب زوج کا ہے تو بیوی کو خرچ کرنے کا کیا اختیار ہے۔

اگر بیوی کا ہے تو زوج کا کیا دخل ہے۔ تو کہا جائے گا کہ یہ حکم اہل عرب کی عادت کے مطابق وارد ہوا ہے۔ کہ وہ اپنی عورتوں کو طعام بیت سے خرچ کرنے کی اجازت دیتے تھے۔ کہ وہ طعام بیت سے فقرا پر خرچ کریں اب عجم میں بھی اس کا رواج ہو گیا ہے۔ چنانچہ دہلن پہلی رات خیرات معاف کر لیتی ہے۔

فلہا نصف اجرہ مطلب یہ ہے کہ وہ دونوں ثواب میں برابر ہوں گے۔ ہر ایک کو اجر کامل ملے گا۔ دھما اثنائے کا تھا نصفانصاف۔

بَابُ مَنْ أَحَبَّ الْبُسْطَ فِي الرِّزْقِ

ترجمہ۔ جو شخص روزی میں فراخی پسند کرتا ہو اُسے کیا کرنا چاہیے۔

حدیث نمبر ۱۸۲۸ **أَحَدُ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ الْكُزَمَاءِيُّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ سَرَّهُ أَنْ يُسْطَلَّ لَهُ رِدْقُهُ أَوْ يُسْأَلَهُ فِي أَشْرِهِ فَلْيَصِلْ بِرَحْمَةٍ**

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ جس شخص کو یہ بات خوش لگے کہ اس کی روزی میں فراخی کر دی جائے یا اس کے نشان باقی رہیں تو وہ صلہ رحمی کرے یا اس کی عمر میں تاخیر ہو تو صلہ رحمی کرے۔

بَابُ شَرَاءِ الْبَيْتِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنِّسَاءِ

ترجمہ۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ادھار پر خرید کرنا۔

حدیث نمبر ۱۸۲۹ **أَحَدُ ثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ ذَكَرْنَا عِنْدَ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الزَّهْنِ فِي السَّلَامِ فَقَالَ حَدَّثَنِي الْأَسْوَدُ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْتَرَى طَعَامًا مِنْ يَهُودِيٍّ إِلَى أَجَلٍ وَرَهْنَهُ دِرْعًا مِنْ حَدِيدٍ**

ترجمہ۔ حضرت اعمش فرماتے ہیں۔ ہم نے حضرت ابراہیم نخعی کے پاس خرید و فروخت میں گروہی رکھنے کے متعلق پوچھا۔ تو انہوں نے فرمایا مجھے حضرت اسود نے حضرت عائشہ سے روایت بیان کی کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یہودی آدمی سے کچھ مدت کے لئے غلہ خرید کیا اور اس کے پاس لوہے کی زرد گروہی رکھ دی۔

حدیث نمبر ۱۸۳۰ **أَحَدُ ثَنَا مُسْلِمٌ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ مَشَى إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِخَبْزِ شَعِيرٍ وَإِهَالَةٍ سِنْخَةٍ وَلَقَدْ رَهَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دِرْعَالَهُ بِالْمَدِينَةِ عِنْدَ يَهُودِيٍّ وَآخَذَ مِنْهُ شَعِيرًا لِأَهْلِهِمْ وَلَقَدْ سَمِعْتُهُ يَقُولُ مَا أَمْسَى عِنْدَ آلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَاعٌ بَرْدًا وَلَا صَاعٌ حَبًّا وَإِنَّ عِنْدَهُ تِسْعَ نِسْوَةٍ**

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالک سے مروی ہے کہ وہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جوگی روٹی اور باسی سالن لے کر گیا حال یہ کہ آپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذرہ مدینہ منورہ

میں ایک یہودی کے پاس گروی رکھ چکے تھے اور اس سے گھر والوں کے لئے غلہ لیا تھا۔ اور حال یہ کہ میں نے آپ سے یہ بھی سنا تھا فرماتے تھے کہ کبھی شام کے وقت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان کے پاس گندم کے چار سیر یا کسی قسم کے دانے کے چار سیر نہیں ہوتے تھے۔ دراصل لیکہ آپ کے پاس

تشریح از شیخ گنگوہی | الرہوض فی السلم ای السلف ذمہ قرضہ کے بدلہ تھی۔ کیونکہ طعام کی قیمت آپ کے ذمہ قرضہ ہو گئی تھی۔

ماہی عند آل محمد یہ ایک خاص شام کا ذکر ہے یہ نہیں کہ ہر دن ایسا ہوتا تھا یا غالب احوال کا بیان ہے۔ تاکہ اگر اس کا خلاف ثابت ہو جائے تو یہ مضابطہ ٹوٹ نہ جائے۔

تشریح از شیخ زکریا **الرہف فی السلم** اس سے بیع سلم مراد نہیں بلکہ دین مراد ہے۔ جو طعام کے خرید کرنے کی وجہ سے آپ کے ذمہ ہو گیا تھا۔ اس دین کو شیخ گنگوہی نے سلف سے تعبیر فرمایا ہے۔ میرے نزدیک سلم سے سلم معروف مراد ہے۔ جس سے ابراہیم نخعی نے دین میں بھی جواز رہن ثابت کیا ہے۔ کیونکہ بیع سلم میں سلم الیہ پر قرض ہوتا ہے۔ ابن بطلان فرماتے ہیں کہ بالاجماع ادھار پر کوئی چیز خرید کر ناجائز ہے۔ امام بخاریؒ ان لوگوں کے خیال کو دفع فرما رہے ہیں۔ جو شرار بالیسندہ کو جائز نہیں سمجھتے۔ کیونکہ یہ قرضہ ہے۔ میرے نزدیک یہ خیال نہیں بلکہ ابوداؤد میں نص ہے ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قافلہ والوں سے غلہ لیا اور آپ کے پاس اس کی قیمت نہیں تھی۔ اس کو بیچا اور اس کے نفع کو عبدالمطلب کے خاندان کی بیوگان پر صدقہ کر دیا۔ اور فرمایا اس کے بعد جب تک میرے پاس ثمن نہیں ہوگا۔ کوئی چیز نہیں خریدوں گا۔ میرے نزدیک امام بخاریؒ نے اسی حدیث کی طرف اشارہ کیا ہے۔ حافظ فرماتے ہیں کہ گویا کہ امام بخاریؒ نے حدیث ابوداؤد کے ضعف کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ کیونکہ اس ترجمہ کو شرار النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مقید کیا ہے۔ اور کتاب الاستقراض میں جو ترجمہ آ رہا ہے وہاں سے جواز شرار بالدین ثابت کیا ہے۔ امام بخاریؒ اس ترجمہ میں حدیث عائشہؓ لائے ہیں۔ کیونکہ ان کی یہ روایت آخر حیات کی ہے۔ پس یہ ممکن نہیں کہ ابوداؤد کی روایت قصہ دہن کے بعد کی ہو۔ چنانچہ کتاب المغازی میں ہے۔ کہ توفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم در عمر ہونہ اور حضرت انسؓ عند احد سے ہے۔ ما وجدہ ما یفتکھا یہ ترجمہ آپ کی وفات اس حال میں ہوئی کہ آپ کی

زرہ گردی رکھی ہوئی تھی اور حضرت انسؓ یہ بھی فرماتے ہیں کہ اتنا مال نہیں تھا کہ اس کو چھڑو الیحد۔ اور اقصیہ نبویہ میں ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکرؓ نے اسے چھڑا لیا تھا۔ اور ابن سعد میں ہے کہ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے آپؐ کے وعدے پورے کئے اور حضرت علیؓ نے قرضے ادا کئے۔ اور امام شعبیؒ سے منقول ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ زرہ چھڑا کر حضرت علیؓ کے سپرد کر دی تھی۔

تشریح از قاسمی | کرمانیؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے آلات حرب کا غیر مسلم کے پاس گردی رکھنے کا جواز معلوم ہوا۔ اور اہل ذمہ کے ساتھ معاملات کا جواز بھی بیان ہوا۔ صحابہ کرام کے پاس اپنی ضرورت سے زائد غلہ نہیں ہوگا۔ یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو اس کی قیمت یا گردی رکھنا چاہتے ہوں گے۔ صحابہ کرامؓ نہ آپؐ سے منہ لینے کے روادار اور نہ ہی رہن رکھنے کے حق میں ہوں گے اس لئے آپؐ نے اہل ذمہ کی طرف رجوع فرمایا۔ اور علامہ سندھویؒ فرماتے ہیں کہ آپؐ نے امت کے زہد فی الدنیا کی تعلیم دینے کے لئے ایسا کیا۔ ورنہ آپؐ کا فقر تو اختیاری تھا۔ ولقد سمعتهؒ یہ کلام قتادہ کہے اور فاعل حضرت انسؓ ہیں۔

بَابُ كَسْبِ الرَّجُلِ وَعَمَلِهِ بِيَدِهِ

ترجمہ۔ آدمی کا کمانا اور اپنے ہاتھ سے کام کرنا۔

حدیث نمبر ۱۸۳۱ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا اسْتُخْلِفَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ قَالَ لَقَدْ عَلِمَ قَوْمِي أَنَّ حِرْفَتِي لَمْ تَكُنْ تَعْجِزُ عَنْ مَوْنَةِ أَهْلِي وَشَغَلْتُ بِأَمْرِ الْمُسْلِمِينَ فَسْتَأْكُلُ أَلْأَبْنَى بِكْرٍ مِنْ هَذَا الْمَالِ وَيَحْتَرِفُ الْمُسْلِمِينَ فِيهِ۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ جب حضرت ابوبکر صدیقؓ خلیفہ بنائے گئے۔ تو فرمایا کہ میری قوم اچھی طرح جانتی ہے۔ کہ میری کمائی میرے گھروالوں کے خرچہ سے عاجز نہیں تھی۔ بلکہ کمائی سے خرچہ پورا ہوتا تھا۔ اب میں مسلمانوں کے معاملات میں مشغول ہو گیا ہوں۔ پس اب تو ابوبکر کا خاندان اس مال سے کھائے گا۔ اور وہ خود اس میں مسلمانوں کے لئے عمل کرے گا۔

تشریح از قاسمی | حرفۃ اور احتراف کے معنی کسب کے ہیں۔ فسیا کالک العربیہ لکم

یعنی وہ خود اور وہ لوگ جن کا خرچہ ان کے ذمہ ہے وہ بیت المال میں سے کھائیں گے۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ

عامل بقدر ضرورت بیت المال سے کھا سکتا ہے۔ جب کہ اس کے اوپر کوئی اور امام نہ ہو۔ ورنہ وہ امام وظیفہ مقرر کرے گا۔ طبقات ابن سعد میں ہے کہ حضرت ابوبکرؓ خلیفہ مقرر ہونے کے بعد سر پہ کپڑے رکھ کر بازار میں تجارت کے لئے جا رہے تھے کہ حضرت عمرؓ اور حضرت ابوعبیدہؓ بن الجراح سے ملاقات ہو گئی جنہوں نے پوچھا یہ گٹھڑے کو کہاں جا رہے ہیں۔ فرمایا تجارت کے لئے کہنے لگے۔ اب آپ غلیفہ ہیں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ آئیے ہم آپ کے لئے وظیفہ مقرر کرتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے ہر دن کے لئے آدھی بکری مقرر کر دی۔ مولانا حبیب الرحمن شیروانی نے سیرۃ صدیقین میں چھ ہزار درہم دورِ خلافت کی تنخواہ لکھی ہے جو مایانہ باؤں درہم بنتے ہیں۔

حدیث نمبر ۱۸۳۲ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ عَائِشَةُ كَانَتْ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَمَّالًا أَنْفُسِهِمْ وَكَانَ يَكُونُ لَهُمْ أَنْوَاحٌ فَقِيلَ لَهُمْ لَوْ اغْتَسَلْتُمْ زَوَاهُهُمْ

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ اپنے کام خود کرنے والے تھے۔ پسینہ کی وجہ سے گویا کہ ان کے لئے بدبو تھی۔ پس ان سے کہا گیا کہ اگر وہ غسل کر لیتے تو بہتر ہوتا۔

حدیث نمبر ۱۸۳۳ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى عَنْ الْمُقْدَامِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا أَكَلَ أَحَدٌ طَعَامًا قَطُّ خَيْرًا مِنْ أَنْ يَأْكُلَ مِنْ عَمَلٍ يَدِهِ وَإِنَّ نَبِيَّ اللَّهِ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يَأْكُلُ مِنْ عَمَلِ يَدِهِ۔

ترجمہ۔ حضرت مقدامؓ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ کوئی شخص کبھی کوئی کھانا نہیں کھا سکتا۔ جو ان کے اپنے ہاتھ کی کمائی سے بہتر ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کے نبی داؤد علیہ السلام اپنے دونوں ہاتھوں کی کمائی سے کھاتے تھے۔

حدیث نمبر ۱۸۳۴ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى الْإِسْطَنْبُولِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ لَا يَأْكُلُ إِلَّا مِنْ عَمَلِ يَدِهِ۔

ترجمہ۔ حضرت ابوسہریرہؓ نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ حضرت داؤدؓ نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتھ کی کمائی سے ہی کھاتے تھے۔

حدیث نمبر ۱۸۳۵ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُ دِرَّةً يَقُولُ
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأَنْ يَحْتَطِبَ أَحَدُكُمْ خُزْمَةً عَلَى ظَهْرِهِ
خَيْرٌ مِنْ أَنْ يُسْأَلَ أَحَدٌ أَنْ يُعْطِيَهُ أَوْ يُمْنَعَهُ۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے
کوئی شخص لکڑیوں کا گٹھڑ اپنی پیٹھ پر رکھے۔ یہ اس کے لئے اس سے بہتر ہے کہ وہ کسی سے مانگے۔ پس
وہ اس کو کچھ دے دے یا اس سے روک دے۔

حدیث نمبر ۱۸۳۶ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى عَنْ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ
قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأَنْ يَأْخُذَ أَحَدُكُمْ أَحْبَلَهُ خَيْرٌ لَهُ مِنْ
أَنْ يُسْأَلَ النَّاسَ قَالَ أَبُو نُعَيْمٍ۔

ترجمہ: حضرت زبیر بن العوامؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک
تمہارا اپنی رسیاں لے تو اس کے لئے اس سے بہتر ہے کہ وہ لوگوں سے مانگتا پھرے

نوٹ :- حدیث نمبر ۱۸۳۷ سے جلد چہارم میں ملاحظہ فرمائیے۔ (انشاء اللہ)



راقم السطور:۔ محمد عبدالسلام قاسمی۔ بی۔ ۲۹۷۔ شاہ رکن عالم لاؤ سنگ سیکم ملتان شہر۔

۲۳/۹۳ بروز بدھ